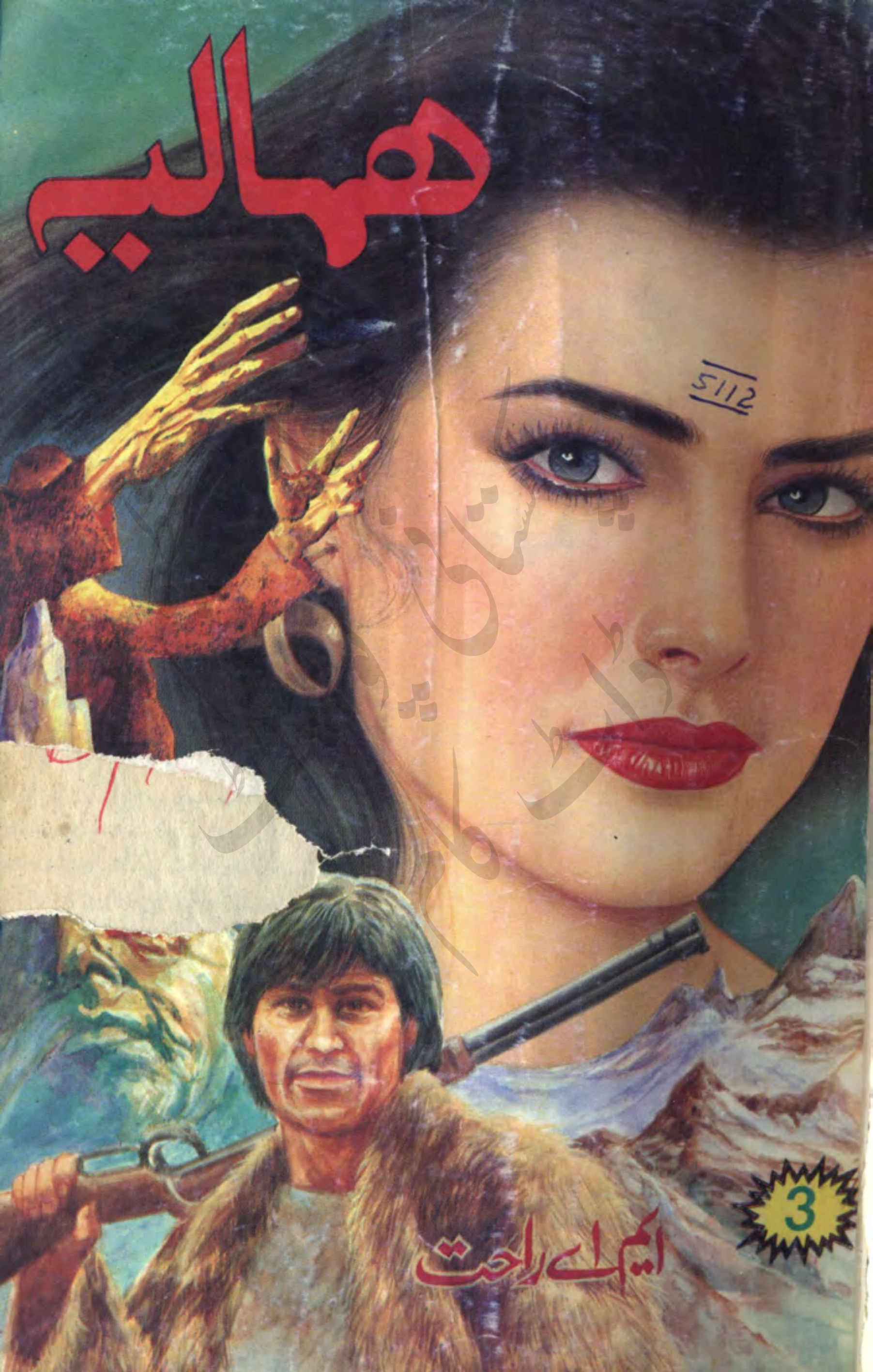
ھمالیہ
5112
3
ایم اے راحت

جالے

سنگلاخ چٹانوں کے دیس سے خون میں ڈوبی ہوئی داستان حیرت

ایڈنا ڈمپل نے شیراز کے ہاتھ میں پستول دیکھ کر یقین کر لیا تھا کہ اب وہ اُسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ شیراز کی فطرت اس سے چھپی ہوئی نہیں تھی۔ اُسے سب کچھ معلوم ہو گیا تھا۔ اُسے پتہ چل گیا تھا کہ وہ ایلا نہیں ایڈنا ہے۔ اُسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ڈمپل نے اُسے چالاکی سے کنگ لوئی کے جال میں پھنسا دیا تھا اور یہ سب کچھ معلوم ہونے کے بعد اس کے دل میں ایڈنا ڈمپل کے لیے کوئی گنجائش ممکن نہیں تھی۔ اس کا اندازہ ڈمپل کو بخوبی ہو گیا تھا۔ اگر کوئی گنجائش ہوتی تو ایڈنا ڈمپل وہ قدم کبھی نہ اُٹھاتی جو اُس نے حالات کا اندازہ کرنے کے بعد اُٹھایا تھا۔ اس وقت جان بچانے کا ایک ہی طریقہ تھا جو اُس نے استعمال کیا تھا۔ ایسی چیزیں وہ عادتاً اپنے ساتھ رکھتی تھی۔ یہ شارٹ بم تھا جو صرف دھوئیں اور دھماکے کا بم تھا اور صرف ایک بم اس کے لباس میں موجود تھا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو پھر شیراز سے جان بچانے کی اور ترکیب نہیں رہ جاتی تھی۔ دھماکے کے ساتھ ہی اُس نے سامنے کی سمت دوڑ لگا دی تھی۔ اُسے اندازہ تھا کہ شیراز چاروں طرف گولیاں برسائے گا۔ کوئی گولی اُسے زخمی بھی کر سکتی تھی۔ بہرحال یہ خوش قسمتی تھی کہ شیراز دھماکے کے اثرات کا شکار ہو گیا تھا

اور اُس نے فوراً ہی کوئی جوابی کارروائی شروع نہیں کر ڈالی تھی۔ درختوں کی طرف دوڑتے ہوئے اُس نے دو تین بار پلٹ کر بھی دیکھا تھا۔ اُس کی دلی خواہش تھی کہ وہ شیراز کے اس طرف متوجہ ہونے سے پہلے درختوں تک پہنچ جائے کیونکہ شیراز جیسے خونخوار شخص سے صرف اسی شکل میں جان بچا سکتی تھی کہ اُسے درختوں میں پناہ مل جائے۔ جونہی وہ درختوں کے پاس پہنچی، اُس نے شیراز کو اپنی طرف دوڑتے دیکھا۔ اس جنگلی درندے کو سمت کا اندازہ ہو گیا ہے، اُس نے ہراساں انداز میں سوچا، اور دوڑنے کی رفتار تیز کر دی لیکن اب وہ درختوں کے جھنڈ میں تھی، لمبی لمبی گھاس تاحدِ نگاہ پھیلی ہوئی تھی، گو وہ اتنی لمبی نہیں تھی کہ ایڈنا ڈمپل کو پناہ دے سکتی، لیکن بہرطور اس کے درمیان دوڑتے ہوئے بعض جگہوں پر اس کے امکانات تھے کہ شیراز اُسے نہ دیکھ پائے۔ اب اُسے شیراز کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے، لیکن جانتی تھی کہ اُس نے اُسے دیکھ لیا ہے اور اب وہ اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا، کوئی ایسی ترکیب، کوئی ایسا انداز ہونا چاہیے کہ شیراز دھوکا کھا جائے۔ جس سمت سے وہ جنگل میں داخل ہوئی تھی اُس نے وہ سمت بدل دی اور اپنے بائیں سمت دوڑنے لگی، اگر شیراز یہ سوچے کہ وہ سیدھی ہی دوڑتی چلی گئی ہے تو ممکن ہے اس کی جان بچ جائے، بس یہی ایک ترکیب تھی، ورنہ شیراز بہت تیز دوڑنے والا تھا، وہ یقیناً اُسے آلیتا۔

ایک تناور درخت کے قریب پہنچ کر اُس کے پاؤں کو ایک پتھر سے ٹھوکر لگی اور وہ گر پڑی۔ گرتے ہوئے اُس کی نگاہیں اُوپر کی جانب اُٹھ گئی تھیں، درخت کی شاخیں گنجان پتوں سے ڈھکی ہوئی تھیں اور وہ اتنا گھنا تھا کہ کہیں سے بھی آسمان نظر نہ آتا تھا۔ ایڈنا ڈمپل نے سوچا کہ دوڑنے کی بجائے اگر اس درخت پر چڑھ کر اس کی گھنی شاخوں میں پناہ لی جائے تو یہ دوڑنے سے کہیں بہتر ہوگا، اس خیال کو تیزی سے عمل جامہ پہنانے کے لیے وہ اُٹھ کھڑی ہوئی، جوتے اُتارے اور پھرتی سے درخت پر چڑھنے لگی۔ عام حالات میں اُسے بھی ایک نارمل عورت نہیں کہا جا سکتا تھا۔ خطرناک تنظیم نے اُس کی جو تربیت کی تھی، اُس نے اُسے بھی وحشی بلی بنا دیا تھا اور وہ عام عورتوں سے بالکل مختلف تھی۔ اُس کے دل میں رحم و انسانیت کے جذبات نہ ہونے کے برابر تھے، پتہ نہیں سیاہ دل کے کون سے گوشے میں سفیدی رہ گئی تھی کہ شیراز اُس تک آ بسا، ورنہ اُس کے دل میں ان حماقتوں کی گنجائش کہاں تھی۔ اُس نے تو کبھی بھی یہ نہیں سوچا تھا کہ وہ زندگی میں اپنے علاوہ کسی اور انسان سے بھی متاثر

ہوگی، جس طرح کی تربیت ان لوگوں کو دی جاتی تھی اس کے بعد تو بس تنظیم ہی اُن کی زندگی کا مقصد رہ جاتی تھی، زندگی کے دوسرے لوازمات مثلاً کھانا پہننا، سونا اگر بیفطرت میں شامل نہ ہوتے تو شاید وہ اس سے بھی گریز کرتی۔ مگر اس بار وہ بُری طرح پھنس گئی تھی اور پھنسنے کے بعد جب اس نے اپنی شخصیت پر غور کیا تھا تو اُسے احساس ہوا تھا کہ وہ تو واقعی غیر انسانی فطرت کی مالک بن گئی ہے۔ بہر طور درختوں کی گھنی شاخوں میں سے ایک شاخ، اُس نے اپنی پناہ کے لیے منتخب کی اور اس پر اوندھی لیٹ کر گہری گہری سانسیں لینے لگی، اس بھاگ دوڑ سے تھکن ہوگئی تھی، اس کی سانس بڑی تیزی سے چل رہی تھی، اعضا میں کشیدگی تھی اور اس کا دل چاہ رہا تھا کہ دماغ کو تھوڑی دیر کے لیے سکون دے لیکن وہ اپنی اس طلب پر عمل نہیں کرسکتی تھی۔ شیراں سے آگاہ ہونا ضروری تھا۔ اُس کی نگاہیں اُس سمت بھی ہوئی تھیں جہاں سے وہ درختوں کے جھنڈ میں داخل ہوئی تھی اور تھوڑی دیر کے بعد اُس نے شیراں کو وحشیانہ انداز میں درختوں کے درمیان گھستے ہوئے دیکھا۔ وہ جنگلی درندے کی طرح گھاس کو روندتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا، اور اُس کی نگاہیں چاروں طرف بھٹک رہی تھیں۔ چند لمحات کے لیے وہ رکا اور پھر وہاں سے آگے بڑھ گیا اس کے آگے بڑھنے کے بعد ایڈ ناڈمپل نے گہری گہری سانسیں لیں اور اپنی پیشانی درخت کی کھردری شاخ سے ٹکا دی۔ دل و دماغ کی عجیب کیفیت ہو رہی تھی، وہ اپنے بارے میں اور شیراں کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ شیراں کی چاہت کا احساس بہت دیر کے بعد اُسے ہوا تھا جب شیراں کے سلسلے میں تنظیم نے اُسے ہدایات دی تھیں۔ ایلا کی حیثیت سے وہ خاصے عرصے تک شیراں کے ساتھ رہی اور پھر پارتھم کے خوفناک علاقوں میں ہنگامہ خیزی کے خوف سے اللہ شیراں کی زندگی جانے کے احساس سے وہ ہانگ کانگ چلی گئی تھی لیکن تنظیم کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اُسے شیراں کو کنگ لوئی کے حوالے کرنا پڑا۔ اور اس کے بعد کنگ لوئی کا جو حشر ہوا وہ ایڈ ناڈمپل کے سامنے تھا حالانکہ یہ معمولی بات نہیں تھی، کنگ لوئی جیسا خوفناک شخص شیراں کے ہاتھوں اس طرح مارا جائے گا، نہ صرف ایڈ ناڈمپل بلکہ تنظیم نے بھی اس بارے میں نہیں سوچا تھا، کیونکہ کنگ لوئی کا انتخاب بھی بڑے غور و خوض سے کیا گیا تھا اور یہ طے کرلیا گیا تھا کہ اُسے ٹوئی قبیلے کا سردار بنانے کے بعد تنظیم کے اہم مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے گا اور ان اطراف میں اس کے ذریعے حالات پر قابو پایا جائے گا، لیکن تنظیم کا ایک زبردست مہرہ پٹ گیا تھا اور ایڈ ناڈمپل کی نگاہ میں یہ بہت بڑا نقصان تھا لیکن اس کے باوجود جب اُس نے شیراں کے بارے میں سوچا تو اُسے احساس ہوا کہ وہ ایسی چیز نہیں ہے جسے نقصان پہنچایا جائے، اور وہ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرکے صرف اسی لیے یہاں تک پہنچی تھی کہ اس کا تحفظ کرے، اس کے لیے زندگی میں پہلی بار اس نے تنظیم سے چھپا کر ایسا عمل کیا تھا جو اگر تنظیم کو پتہ چل جاتا تو ایڈ ناڈمپل کے لیے نقصان دہ ہوسکتا تھا یعنی بینو سار کا تعاقب لیکن بدنصیب بینو سار نہیں جانتا کہ وہ جس شخص کے لیے کام کر رہا ہے اُس کے لیے اُسے کتنا محتاط رہنا ہے، اب اُسے بدنصیبی ہی کہا جاسکتا ہے بینو سار کی، کہ اُس نے یہاں آکر اپنی سرشت کے مطابق ڈاکا زنی شروع کردی اور پھر یہ بھی اس کی بدنصیبی تھی کہ وہ اس بستی میں جا پہنچا جہاں شیراں موجود تھا۔

حالات کا یہ چکر ایڈ ناڈمپل کے لیے خاصا پریشان کن تھا، اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی، لیکن شیراں کے خلاف اُس کے دل میں اب بھی کوئی شدید جذبہ نہیں اُبھرا تھا۔ اس کی دلی خواہش تھی کہ شیراں کو اپنے قبضے میں کرے، وہ شدید ترین رقابت کا شکار ہوگئی تھی، کم از کم شیراں کو مونی مارون کے ہاتھ نہیں لگنا چاہیئے پہاڑوں میں گزارے ہوئے وہ لمحات اُس کے لیے بڑے جانگداز تھے، جب شیراں پوری طرح اس کی تحویل میں تھا۔ اس کی عزت کرتا تھا، اس کا احترام کرتا تھا۔ اس سے عقیدت رکھتا تھا، لیکن ایلا کی یا ایڈ ناڈمپل کی متعدد کوششوں کے باوجود اس کی طرف رغبت کا اظہار نہیں کیا تھا۔ اگر مونی مارون کے بارے میں اُسے یہ معلوم نہ ہوتا کہ وہ شیراں کی توجہ حاصل کرچکی ہے تو شاید اُس کے دل میں یہ جذبہ اتنا شدید نہ ہوتا، لیکن اب اُسے اندازہ ہوگیا تھا کہ شیراں اُن لوگوں میں سے ہے جو کسی بھی بات سے متاثر ہوکر قابو میں آسکتے ہیں، تو وہ سوچ رہی تھی کہ اس کے اندر کس چیز کی کمی ہے مونی مارون اس کی نسبت شیراں کو پسند کیوں ہے اور وہ کیوں شیراں کو اپنی طرف متوجہ نہ کرسکی، اسی جذبے نے اُسے دربدر بھٹکنے کے لیے مجبور کردیا تھا اور اب صورتِ حال یہ تھی کہ وہ اس درخت پہ چڑھی ہوئی تھی اور شیراں اُس کی زندگی کا خواہاں تھا۔

کچھ بھی ہو جائے شیراں، میں نہ تمہیں ہلاک کروں گی اور نہ ہی تمہیں چھوڑوں گی، خواہ مجھے تمہارا برین واش کرانا پڑے، لیکن تم صرف میری ذات کے لیے وقف ہوگئے، میں نے ساری زندگی تنظیم کے لیے صرف کردی ہے۔ اب اگر میری ذات کے لیے کوئی چیز قابلِ توجہ بن گئی ہے تو یہ تنظیم کا فرض ہے کہ اُسے میرے سپرد کردے، ہاں میں ایک اچھی زندگی کے علاوہ اپنے مستقبل کے لیے بھی کوئی راستہ چاہتی ہوں، اسی طرح تو میں ختم

نہیں ہو جاؤں گی، کچھ نہ کچھ تو مجھے اپنی زندگی کے لیے بھی درکار ہوگا اور تنظیم کا یہ فرض ہے کہ مجھے میری طلب دے، لیکن اس وحشی جانور کو کیسے رام کیا جائے۔ اگر یہ اپنی اوریجنل شکل میں ہی میرے تابع ہو جائے تو یہ میری انتہائی خوش بختی ہوگی، ورنہ اگر یہ مجھے ایک پاگل کتے کی حیثیت سے بھی حاصل ہوسکا تو میں اسے زنجیر ڈال کر اپنی خوابگاہ میں باندھنا پسند کروں گی اور شیراں تم وحشی ہو بڑے جنگلی بالکل کسی خونخوار درندے کی مانند لیکن درندے بھی پنجروں میں دیکھے جاتے ہیں، میں ایک دن ضرور تمہیں پنجرے میں قید کروں گی اور وہ دن میری مسرتوں کا دن ہوگا، میں تم پر دسترس حاصل کرلوں گی، خواہ اس کے لیے مجھے جان کی بازی ہی کیوں نہ لگانی پڑی۔ اس احساس نے ایڈ ناڈمپل کے بدن میں ایک عجیب سی چستی پیدا کردی۔ وہ چند لمحات اُسی طرح رہی اور پھر نیچے اُتر آئی۔ وہ شیراں کا پیچھا نہیں چھوڑنا چاہتی تھی، وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہوکر کہیں روپوش ہو جائے اور اُسے تلاش کرنے میں دشواریاں پیش آئیں۔

وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اگر شیراں کو کوئی صحیح راستہ مل گیا اور وہ مونی مارون تک پہنچ گیا تو یقیناً مونی مارون اس بار اُسے اس طرح غائب کردے گی کہ ایڈ ناڈمپل کے لیے اُسے تلاش کرنا مشکل ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ شیراں کو نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہتی تھی اور وہ انتہائی چالاکی سے شیراں کا تعاقب کرنے لگی۔

یہ احتیاط رکھ کر کہ شیراں اُسے دیکھنے نہ پائے، یقیناً شیراں اُسی کی تلاش میں ہے اور اُسے یہ بھی یقین ہے کہ ایڈ نا اسی سمت آئی ہے۔ اس لیے وہ اُسے تلاش کرتا ہوا آگے بڑھتا رہے گا

. . . . کافی وقت گزر گیا تھا، ایڈ نا کو خود بھی اس تعاقب میں کافی دشواریاں پیش آرہی تھیں، وہ بھی شیراں ہی کی مانند بھوکی پیاسی اس کا تعاقب کرتی رہی تھی، یہاں تک کہ وہ وقت آگیا جب شیراں پر ایک جنگلی بکرا حملہ آور ہوا اور شیراں نے اُسے اُدھیڑ کر رکھ دیا۔ ایڈ ناڈمپل نے تھوڑے ہی فاصلے سے اس خونی منظر کو دیکھا تھا اور اس کے دل میں عجیب سی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔

یہ جنگلی انسان آخر ہے کیا بلکہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا، انسانی فطرت میں بے شک درندگی کافی حد تک شامل ہے، تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ خون آشام ہر دور میں پیدا ہوتے رہتے ہیں شیراں بھی کسی طور ان سے کم نہیں تھا، لیکن وہ خون آشام جو انسانی قتل و غارتگری میں بُری طرح ملوث تھے، کم از کم اپنی ذات کے لیے اتنے وحشی نہیں تھے جب کہ اس وحشی میں یہ فطرت بدرجۂ اتم موجود تھی۔

جنگلی بکرے کو جس طرح شیراں نے ہلاک کیا تھا اور جس طرح اس کی زندگی میں ہی اس کا گوشت چبا ڈالا تھا، وہ بڑی ہی ہولناک بات تھی، ایڈ ناڈمپل اپنے بدن میں جھرجھری محسوس کیے بغیر نہ رہ سکی

کیا شیراں کی اور شیر کی فطرت میں کوئی فرق تھا۔ کیا ا[…] جیسے آدمی کو وہ اپنی زندگی میں ہمیشہ رکھ سکے گی؟" وہ سوچتی رہی او[…] اس کی نگاہیں شیراں پہ جمی رہیں:

"خود وہ ایک ایسی محفوظ جگہ تھی جہاں سے وہ شیراں پر نگا[…] رکھ سکتی تھی لیکن شیراں اُسے نہیں دیکھ سکتا تھا، اب کم از کم ایڈ ناڈمپل[…] اتنی چالاک تو تھی ہی کہ شیراں جیسے جنگلی جانور سے اپنے آپ کو محفوظ[…] رکھ سکتی۔"

تھوڑی دیر کے بعد شیراں آگے بڑھ گیا، لیکن ایڈ ناڈمپل کے دل میں ایک عجیب سی خواہش بیدار ہوگئی۔ کچا گوشت اُس نے[…] زندگی میں کبھی نہیں کھایا تھا، بھوک سے اُس کی بھی بُری حالت تھی[…] "کیا شیراں کی پیروی کی جاسکتی ہے؟"

کچھ دیر تک وہ سوچتی رہی اور پھر اُس نے دل میں یہ فیصلہ کر[…] لیا کہ وہ بھی یہی عمل دُہرائے گی، چنانچہ وہ وہاں سے آگے چل پڑی[…] شیراں دُور نکل گیا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ ان جنگلوں میں سفر کرتے ہوئے شیراں کو پالینا کوئی مشکل عمل نہیں ہوگا۔ چنانچہ اگر تھوڑی دیر اس جگہ صرف ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، اس کے پاس بھی خاصا سامان موجود تھا جس میں آتشیں ہتھیار نہیں تھے، لیکن چند چیزیں ضرور موجود تھیں، جنہیں وہ احتیاطاً ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتی تھی، انہیں میں ایک لمبا شکاری چاقو بھی تھا۔ بکرے کے قریب پہنچ کر اُس نے بکرے کے بدن کو ٹٹولا اور بکرے نے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کردیئے۔ آہ وہ ابھی تک زندہ تھا، چونکہ نہایت طاقتور تھا اس لیے ابھی تک اس میں زندگی کی رمق باقی تھی، ایک ظالم اس پر مشقِ ستم کرکے جاچکا تھا اور دوسرا ظالم اس کے سر پہ پہنچ گیا تھا۔

"مجھے افسوس ہے کہ مجھے بھی اپنا حصہ تم سے اسی کیفیت میں وصول کرنا پڑے گا، لیکن میں تمہارے ساتھ ایک احسان کرسکتی ہوں" اُس نے کہا اور بکرے کی تھوتھنی پر ہاتھ رکھ کر چاقو اس کی گردن پہ پھیر دیا۔ اُس نے بکرے کی گردن پشت کی کھال تک کاٹ دی تھی خون کا فوارہ بکرے کی گردن سے بہہ نکلا اور دفعتاً ایڈ ناڈمپل کو ایک خیال آیا۔ وہ اس خیال کے تحت بُری طرح چونک پڑی تھی، دوسرے لمحے اُس نے اپنے شانے سے لٹکے ہوئے تھیلے سے پلاسٹک کا ایک پیکٹ نکالا اس پیکٹ میں کھانے پینے کی چیزیں موجود تھیں۔

لیکن ایڈنا ڈمپل نے اُسے ایک دَم خالی کرکے سیلوفین کی تھیلی بکرے کی گردن سے لگالی اور سیلوفین کی تھیلی میں خون جمع ہونے لگا، خون اس شدت سے نکل رہا تھا کہ چند ہی منٹ کے بعد تھیلی آدھی بھر گئی تھی۔ تب ایڈنا ڈمپل نے اُسے ہٹایا اور اس کا منہ کس کر اُس میں ایک گرہ لگادی، پتہ نہیں بکرے کا یہ خون اُس نے کیوں حاصل کیا تھا، لیکن وہ ایک زیرک اور دانش مند عورت تھی، اس لیے اُس سے کسی حماقت کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی، تھوڑی دیر کے بعد بکرا سرد ہوگیا اب وہ اپنی مشکلات سے آزاد ہوگیا تھا، چنانچہ ایڈنا ڈمپل نے پوری کوشش کرنے کے بعد بکرے کے گوشت کے چند ٹکڑے حاصل کیے اور پھر ان میں سے ایک ٹکڑا منہ کے قریب لے جاکر اُسے چبانے کی کوشش کرنے لگی لیکن یہ اُس کے بس کی بات نہیں تھی۔ اُسے بہت زور کی اُبکائی آئی اور اُس نے پریشان نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھا، آہ میں شیران کی طرح یہ کچا گوشت نہیں کھا سکتی، وہ آہستہ سے بڑبڑائی اور اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ شیران اتنی دُور نکل جائے کہ اگر اُسے آگ جلانے کی ضرورت پیش آئے تو وہ دیکھی نہ جاسکے۔

چنانچہ اُسے ایک گھنٹہ انتظار کرنا پڑا، ایک گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد اُس نے اطراف سے خشک لکڑیاں جمع کیں اور ان کا ایک ڈھیر جمع کرکے ایک لکڑی میں گوشت کا ایک ٹکڑا چاقو سے سوراخ کرکے پرو دیا، پھر اُسے آگ پر بھوننے لگی۔ آگ جلانے کے لیے اُس کے پاس ماچس وغیرہ موجود تھی۔

اب یہ گوشت وہ کیفیت نہیں رکھتا تھا جو بالکل ہی کچا گوشت رکھتا تھا، چنانچہ ایڈنا ڈمپل نے اُسے آسانی سے اپنے معدے میں اُتار لیا اور شکم سیر ہوگئی، اس کے بعد اُس نے اپنے دوسرے پروگرام پر عمل کیا اور بکرے کا پیٹ چاک کرکے اُس کی آنتیں باہر نکالنے لگی، اُس کے ہاتھ کہنیوں تک خون آلود ہوگئے تھے لیکن بہرطور اُس نے کافی آنتیں نکال لیں اور پھر اُنھیں بھی ایک بڑے کاغذ میں رکھ کر پیک کرلیا۔ یہ دونوں چیزیں احتیاط سے اُس نے اپنے تھیلے میں رکھ لی تھیں۔ بھُنے ہوئے گوشت کا بھی اچھا خاصا ذخیرہ اُس کے پاس موجود تھا جسے اُس نے احتیاط سے تھیلے ہی میں رکھا اور اُس کے بعد آگے کا سفر کرنے لگی۔

اب وہ تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی، گوشت کھانے سے بدن میں توانائی آگئی تھی، گو پیاس اب بھی شدت سے لگ رہی تھی، لیکن وہ اُسے برداشت کر رہی تھی، اب وہ شیران کو پالینا چاہتی تھی۔

کافی دُور نکل آئی تھی وہ، لیکن شیران کا اُسے کوئی سُراغ نہ ملا تو اُسے تشویش ہونے لگی، کہیں وہ رُک نہ گیا ہو، کہیں اُسے دیکھ نہ لیا جائے۔ وہ ٹھٹک کر چاروں طرف دیکھنے لگی، لیکن دُور دُور تک ویرانی پھیلی ہوئی تھی، بس درندوں کا شور، جانوروں کے اُچھلنے کُودنے کی آوازیں سُنائی دے رہی تھیں، ان کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں تھی۔ چنانچہ وہ پھر وہاں سے آگے بڑھ گئی۔

کم بخت ایلا یا تو اس علاقے میں آئی ہی نہیں ہے اور اسے شروع ہی سے دھوکا ہوا ہے یا پھر وہ اتنی تیز رفتاری سے نکل گئی کہ شیران اُس تک نہیں پہنچ سکا۔ وہ جنگلوں ہی میں سفر کرتا رہا، ابھی تک اُسے کوئی آبادی نظر نہیں آئی تھی، جنگلوں کا سلسلہ کہیں کہیں بہت گھنا ہوجاتا اور کہیں درخت چھدرے چھدرے نظر آتے تھے پھر جنگلوں کا یہ سلسلہ ختم ہوگیا اور تاحدِ نگاہ پہاڑی علاقہ پھیلا ہوا نظر آیا۔

یہاں بھی درخت لگے ہوئے تھے، لیکن خال خال چٹانیں اور ناہموار میدان زیادہ تھا، کافی دُور چلنے کے بعد اُسے محسوس ہوا کہ آگے ڈھلان شروع ہوگئے ہیں لیکن ابھی یہ احساس ہی تھا وہ ڈھلان تک پہنچا نہیں تھا، زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ ڈھلانوں کے پاس پہنچ گیا، یہاں سے نیچے تک خشک چٹیل اور بے آب و گیاہ میدان پھیلے ہوئے تھے، درختوں کا یہ سلسلہ یہاں آکر ختم ہوگیا تھا۔

شیران ان ڈھلانوں پر اُتر گیا۔ اس کی نگاہ چاروں طرف بھٹک رہی تھی، بے آب و گیاہ پہاڑیوں کے علاوہ یہاں اور کچھ نہیں تھا۔ اگلی رات وہ ایسے علاقے میں جا پہنچا جہاں تھوہڑ کے درخت اور ناگ پھنی کی جھاڑیاں بے پناہ بکھری ہوئی تھیں۔ اس علاقے میں خشک سالی کا سا احساس ہوتا تھا۔

یہ رات یہاں گزارنے کے بعد جب دُوسری صبح اُس نے نئے سفر کا آغاز کیا تو ایک ایسے علاقے میں پہنچ گیا جہاں پہاڑوں کے درمیان ایک چھوٹی سی بستی پھیلی ہوئی تھی، یہ پہلی بستی تھی جو اس طویل ترین سفر کے دوران شیران کو نظر آئی تھی:

بستی کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں دلچسپی کے آثار پیدا ہوگئے۔ جنگلوں میں اتنا وقت گزارنے کے بعد اُسے انسانوں کے درمیان آکر خوشی ہوئی تھی، چنانچہ وہ تیزی سے اُس بستی کی جانب چل پڑا۔ اُسے اندازہ نہیں ہوا تھا کہ وہاں کون لوگ رہتے ہیں، ظاہر ہے مقامی قبائل ہی ہوں گے، چنانچہ وہ تھوڑی دیر کے بعد ان کے درمیان پہنچ گیا، خشک سالی کے باعث یہ پورا علاقہ سنسان اور ویران تھا، یہاں رہنے والوں کے چہروں سے غربت اور افلاس ٹپک رہا تھا، ننگ دھڑنگ بچے اِدھر اُدھر مارے مارے

پھر رہے تھے۔ زہریلی مکھیوں کے ڈسے ہوئے نیم مردہ ڈھانچے بھی نظر آئے۔ کتنے ہی بچے زندہ رہنے کے لیے کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں سے خوراک ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔

بستی بہت ہی فلاکت زدہ تھی، شیران ان لوگوں کے درمیان سے گزرتا رہا، وہ خالی خالی نگاہوں سے شیران کو دیکھ رہے تھے۔ ایک جگہ زمین پر جانوروں کی ہڈیاں نظر آئیں، تاحدِ نگاہ دیہاتیوں کے جھونپڑے پھیلے ہوئے تھے۔ ان جھونپڑوں میں بعض جھونپڑے بلند و بالا تھے۔ کہیں بھی سبز فصلوں کا نشان نہیں تھا اور چاروں ہی طرف خشکی ہی خشکی پھیلی نظر آتی تھی سوائے ان جھاڑیوں کے جو خودرو ہوتی ہیں، اُداس اور افسردہ ماحول پر نیلگوں آسمان کا سائبان تنا ہوا تھا، جس میں اُڑتے ہوئے پرندے فضا میں زندگی کی علامت بنے ہوئے تھے۔

شیران نے کچھ لوگوں کو جھونپڑوں سے گروہ در گروہ نکلتے دیکھا جیسے وہ کسی تقریب میں حصّہ لینے جا رہے ہوں۔ ان کے لباس بہت ہی مختصر تھے، چند لمحات کے بعد ان میں سے دو افراد آگے بڑھے اور شیران کے پاس پہنچ گئے۔ اُنھوں نے اپنی زبان میں شیران سے کچھ کہا، لیکن شیران اُن کی زبان نہیں سمجھ سکا تھا۔ وہ سوالیہ انداز میں شیران کو دیکھتے رہے تب شیران نے کہا: میں تمھارے قبیلے کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں، مَیں ایک مسافر ہوں، راستہ بھٹک کر اس طرف آگیا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ میری منزل کی طرف میری رہنمائی کرو، لیکن ان کا انداز بھی ویسا ہی تھا۔ دفعتاً ان میں سے ایک آدمی آگے بڑھا اور اُس نے بڑی نرمی سے شیران کا ہاتھ پکڑ لیا۔ شیران اس کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا، لیکن نہ سمجھ پایا البتہ جب اس شخص نے اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھنے کی کوشش کی تب وہ سمجھ گیا کہ وہ اُسے کسی خاص جگہ لے جانا چاہتا ہے۔

چنانچہ وہ ان کے ساتھ چل پڑا۔ گروہ کی شکل میں چلنے والے اب دُور نکل چکے تھے، عجیب و غریب موسم اور عجیب و غریب ماحول نظر آرہا تھا۔ یہاں تھوڑی دیر کے بعد وہ اُسے لیے ہوئے ایک عجیب سی جگہ پہنچ گئے۔

یہ بہت بڑا جھونپڑا تھا جس کے اردگرد احاطہ بنا ہوا تھا۔ احاطے میں چند پتھر پڑے ہوئے تھے اور ان ہی پتھروں میں سے ایک پتھر پر ایک پستہ قد ڈراؤنی اور بیمار سی شکل و صورت کی عورت بیٹھی ہوئی تھی، اس کی عمر تقریباً چالیس سال ہوگی، سوکھا ہوا چہرہ، سر پر چھوٹے چھوٹے گھنگھریالے بالوں کے گچھے، وہ بڑی شان سے

جادُو نگار
ایم۔ اے راحت
کے قلم کی جادُوگری

باغی
ایک بیٹے کی کہانی جس نے ماں کی توہین کرنے والے باپ کو انوکھا سبق دیا۔ آنسوؤں اور قہقہوں کی آغوش میں رقصاں دلچسپ داستان جسے شروع کرکے آپ آخری سطر تک پڑھے بغیر نہ رہ سکیں گے
دو حصّوں میں مکمل فی حصہ ۔/۳۵

پارس
اپنی تلاش میں سرگرداں ایک سرپھرے کا فسانۂ عجیب
عشق، جُرم اور جنوں کی ہنگامہ خیزیاں
ایم اے راحت
مکمل ۔/۴۰
کے قلم سے دونوں ناول شائع ہو چکے ہیں
ڈاک خرچ فی کتاب ۔/۱۶ روپے۔ تینوں کُتب اکٹھی منگوانے پر ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوگا۔ (نوٹ) رقم پیشگی ارسال کریں

ناشر
علی میاں پبلی کیشنز ۲۰۔ عزیز مارکیٹ۔ اُردو بازار لاہور فون ۷۲۴۷۴۱۴
اسٹاکسٹ
علی بُک سٹال چوک میو ہسپتال۔ نسبت روڈ لاہور فون: ۷۲۲۳۸۵۳

بیٹھی ہوئی تھی۔

جس پتھر پہ وہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس پہ چیتے کی کھال منڈھی ہوئی تھی، ننگے پاؤں بھی چیتے کی کھال پر رکھے ہوئے تھے، پنڈلیاں سوکھی ہوئی تھیں لیکن سونے اور چاندی کی باریک چوڑیاں اُن میں پڑی ہوئی تھیں۔ اس کے نزدیک ہی کچھ افراد بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے انداز سے یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ اُس کے سامنے مؤدب ہیں، ان لوگوں نے اپنے بدن کا بہت کم حصہ ڈھکا ہوا تھا، البتہ اُن کے قوی ہیکل بدن صاف نظر آ رہے تھے۔

شیران یہ دلچسپ نظارا دیکھتا رہا۔ چند لمحات کے بعد وہ اس عورت کے نزدیک پہنچ گئے۔

عورت نے اپنی بے رونق اور مدقوق سی نگاہیں اُٹھا کر شیران کو دیکھا اور پھر مقامی زبان میں کچھ کہا۔

شیران نے اپنی زبان میں جواب دیا کہ وہ ان کی زبان نہیں سمجھتا اور اس وقت وہ حیران رہ گیا، جب اس عورت نے شیران ہی کی زبان میں کہا۔ "ہم اپنی بستی میں تمھیں خوش آمدید کہتے ہیں اجنبی، لیکن افسوس بستی خشک سالی کا شکار ہے۔ کئی سال سے یہاں بارش نہیں ہوئی اور اب صورتِ حال اتنی خراب ہو گئی ہے کہ ہم اس علاقے سے سفر کرنے کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔"

"او تم ہماری زبان بھی بول سکتی ہو۔" شیران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں، میں دُنیا کی ہر زبان بول لیتی ہوں۔ یہ میرا علم ہے، یہ میرا جادو ہے۔" عورت نے جواب دیا۔

"خوب۔ تو کیا تم جادوگرنی ہو؟" شیران نے سوال کیا اور عورت نے اپنی نگاہیں اُٹھا کر اُسے دیکھا، شیران کو اُس کی آنکھوں میں ایک مقناطیسی قوت محسوس ہوئی اور اُس نے اُس کی آنکھوں سے نگاہ ہٹالی۔ عورت بہت ہی خطرناک معلوم ہوتی تھی، شیران نے کہا۔

"مجھے بہت سی جادوگرنیاں ملتی رہی ہیں لیکن تم واقعی جادوگرنی معلوم ہوتی ہو، اگر یہ بات ہے تو میں تم سے کچھ درخواست کرنا چاہتا ہوں۔"

"تم جہاں سے آ رہے ہو، میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتی، ہاں اگر میں اپنے علم کو آواز دوں تو تمھارے بارے میں اندازہ لگا سکتی ہوں، لیکن اگر تم اس بستی میں قیام کے بارے میں سوچو تو تمھیں مایوسی ہوگی، کیونکہ ہم کسی مہمان کی خاطر مدارت نہیں کر سکتے۔ ہاں ہمارے اطراف میں شکار بھی نہیں ہے بھلا ہاتھی کا شکار کیا حیثیت رکھتا ہے، تاہم اگر تم ہاتھی کا گوشت کھانا پسند کرو تو ان لوگوں کے ساتھ شکار میں شریک ہو جاؤ، جو پیٹ بھرنے کے لئے جانوروں کے شکار کے لیے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔"

شیران چند لمحات سوچتا رہا، پھر اس نے گردن ہلا کر کہا۔ "نہیں، مجھے ابھی خوراک کی ضرورت نہیں ہے، میرے پاس شکار کا گوشت موجود ہے لیکن اگر تم مجھے اجازت دو تو میں چند لمحات تمھاری بستی میں گزارنا چاہتا ہوں۔"

"ہمیں تمھاری خدمت کر کے خوشی ہوگی، آنے والے مہمان بعض اوقات اپنے ساتھ برکتیں لاتے ہیں اور ہم ان برکتوں کو نظر انداز نہیں کر سکتے، ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے اس میں سے تھوڑا سا حصہ تمھیں بھی دیا جا سکتا ہے" پھر اُس نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے ایک شخص سے کہا۔ "مہمان کو کسی مناسب جھونپڑے میں قیام کرنے کے لیے لے جاؤ۔"

اس شخص نے عورت کے حکم کی تعمیل کی، تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ شخص شیران کو لیے ہوئے ایک گول جھونپڑے کے نزدیک پہنچ گیا۔ جھونپڑا اندر سے بے حد صاف ستھرا تھا لیکن اُس کی زمین کھردری اور خشک تھی، جھونپڑے میں سوائے پھونس کی دیواروں کے اور کچھ نہیں تھا، تاہم شیران کو یہ جگہ غنیمت محسوس ہوئی، اُس نے اپنے ساتھ لایا ہوا سامان زمین پر رکھ دیا اور آرام کرنے کے لیے بیٹھ گیا، آئندہ کے لیے اُس کے ذہن میں کوئی منصوبہ نہیں تھا سوائے اس کے کہ یہاں کچھ دیر قیام کرنے کے بعد وہ اس عورت سے ہردوئی کا راستہ معلوم کرے گا، یا اگر ہردوئی نہ پہنچ سکا اور ہرن پورہ یہاں سے قریب ہوا تو وہ اس طرف جا نکلے گا، فی الحال قیام کے لیے یہ جگہ بُری نہیں تھی لیکن یہاں کے حالات بڑے عجیب سے لگتے تھے۔ کچھ دیر کے لیے شیران کے دل سے ایڈنا ڈمیل کا خیال نکل گیا تھا، وہ اتنے طویل عرصے تک نہیں ملی تھی۔ اس وجہ سے شیران کے دل میں مایوسی پیدا ہو گئی تھی۔

رات ہو گئی، جھونپڑوں میں جگہ جگہ چراغ روشن کر دیئے گئے، جو شاید جانوروں کی چربی سے جلائے گئے تھے، کیونکہ اُن کے جلنے کے بعد فضا میں ایک عجیب طرح کی بُو پھیل گئی تھی۔ بہرطور یہ بُو ناقابلِ برداشت نہیں تھی۔

شیران رات میں بھی اس علاقے کا نظارا کرتا رہا، پتہ نہیں اس قبیلے کا کیا نام تھا اور یہ ہندوستان کے کون سے حصے میں آباد تھا۔

دُوسری صبح اُس کے سامنے چند چیزیں پیش کی گئیں۔ سوکھا ہوا گوشت اور پیلے رنگ کے کچھ پھل جو خشک ہو چکے تھے

اور غالباً محفوظ کر کے رکھے گئے تھے، یہاں کی عسرت اور زبوں حالی دیکھ کر شیران کو تھوڑا سا افسوس ہوا، یہ لوگ پتہ نہیں کس طرح زندگی گزار رہے تھے۔ بہرطور اُس نے اُس ناشتے میں سے کچھ نہ کھایا اور یہ چیزیں واپس کر دیں، اس کے ساتھ تھوڑا سا شکار کا گوشت موجود تھا جسے کھا کر اُس نے اپنے پیٹ کی آگ بجھائی اور سوچنے لگا کہ اب کوئی نہ کوئی قدم اُٹھانا ضروری ہے۔ اس قبیلے میں زیادہ وقت نہیں گزارا جا سکتا۔"

چنانچہ اس خیال کے تحت وہ اس جھونپڑے کی جانب چل پڑا جو یقیناً یہاں کی سردار یا ملکہ کا جھونپڑا تھا، باہر کا منظر وہی تھا، لیکن اس میں ذرا سی تبدیلی یہ تھی کہ اب سردار کے جھونپڑے کے سامنے ایک ہجوم نظر آ رہا تھا جو دائرے کی شکل میں یہاں جمع ہو گیا تھا، پھر اُنھوں نے اپنی زبان میں کچھ نعرے لگائے اور سردار نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر دیئے۔

وہ سب گردنیں جھکا کر باہر نکل گئے تھے، اُس کے بعد سردار عورت کی نگاہ شیران پر پڑی اور اُس نے اشارے سے اُسے اپنے قریب بُلا لیا، پھر ایک پتھر پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا، وہ لوگ جو سردار یا ملکہ کے حاشیہ بردار یا مصاحب تھے بدستور اسی انداز میں بیٹھے ہوئے تھے، البتہ سردار عورت نے شیران کی جانب نگاہ کی، ان آنکھوں میں کوئی ایسی ہی کیفیت تھی کہ شیران کا ذہن جھنجھنا جاتا تھا۔

چنانچہ اُس نے عورت پر سے نگاہ ہٹالی اور بولا۔ "میں تمھارا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں سردار تم نے مجھے ایک رات قیام کے لیے جگہ دی، کیا میں اس قبیلے کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کر سکتا ہوں؟"

"بیٹھو، آرام سے بیٹھو، میں تمھیں وہ سب کچھ بتاؤں گی، جو تمھارے ذہن میں ہے۔" سردار عورت نے کہا۔ پھر بولی۔ "اس قبیلے کا نام چوگانا ہے، ہماری آبادی ہمارے اعداد و شمار کے مطابق تین ہزار کے قریب ہے۔ یہاں اکثر پریشانیاں اور مصائب سر اُبھارتے رہتے ہیں، خشک سالی ہماری زندگی کے لیے بہت ہی بھیانک چیز ہے، یہاں بارشیں نہیں ہوتیں، اطراف میں کچھ فاصلے پر جنگل ہے لیکن جنگلی درندوں کی وجہ سے ہم وہاں نہیں رہ سکتے، ہمارے اور اُن کے درمیان جادو کی ایک لکیر کھینچ دی گئی ہے جس کی وجہ سے وہ درندے یہاں نہیں آتے اور ہمیں نقصان نہیں پہنچاتے لیکن شرط یہی ہے کہ ہم بھی جنگلوں میں داخل ہو کر انھیں نقصان نہ پہنچائیں۔ ہاں بائیں سمت ایک گھنا جنگل پھیلا ہوا ہے جس میں صرف ہاتھی ملتے ہیں۔ دُوسرے جانور یہاں بہت کم ہوتے ہیں۔ ہمارا ان جانوروں سے کوئی معاہدہ نہیں ہے اس وجہ سے ہمارے قبیلے کے لوگ اکثر ہاتھی کے شکار کے لیے اس طرف جاتے رہتے ہیں۔ ہاتھی کو مشترکہ طور پر شکار کیا جاتا ہے اور یہاں ہاتھی ہی ایک ایسی چیز ہے جو ہماری غذا کے کام آتا ہے، صبح کو جو گوشت تمھیں پیش کیا گیا تھا، وہ ہاتھی ہی کا گوشت تھا۔"

"اوہ۔ اور وہ پھل؟"

"وہ یہاں درختوں میں پیدا ہوتے ہیں، لیکن بہت کم تعداد میں، ہمارے ہاں وہ پھل بہت قیمتی سمجھے جاتے ہیں، لیکن تم نے ان میں سے کچھ نہیں کھایا۔"

"ہاں۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ میرے پاس اپنی خوراک کا سامان موجود تھا۔ ویسے تم اس قبیلے کی سردار ہو؟"

"ہاں۔ ہمارے قبیلے میں عورت ہی سردار ہوتی ہے۔ ملکہ کا انتخاب بہت سوچ سمجھ کر کیا جاتا ہے اور اس کا ہر فیصلہ آخری ہوتا ہے، چنانچہ میں نئی ملکہ ہوں اور یہ قبیلہ اس وقت میری سرکردگی میں زندہ ہے۔"

"بڑی دلچسپ جگہ ہے، میں تم سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں چوگانا کی ملکہ کہ یہاں سے کوئی دُوسری بستی کتنے فاصلے پہ ہے؟"

"ہم نہیں جانتے، ہم میں سے کوئی اس کے بارے میں نہیں جانتا۔" ملکہ نے جواب دیا۔

"تم لوگ اپنی بستی کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاتے؟"

"ہاں۔ ہم کبھی ایک مقررہ حد سے آگے نہیں جاتے۔ یہ حد ہمارے لیے ہمارے اجداد نے مقرر کی ہے۔ ایک بار یہ حد عبور کرنے کی کوشش کی گئی تھی تو بستی پہ تباہی نازل ہو گئی تھی۔ درندے ہماری آبادی میں گھس آئے تھے اور آدھی آبادی موت کے گھاٹ اُتر گئی تھی۔"

"اوہ کبھی دُوسری بستی سے لوگ بھی یہاں نہیں آئے؟"

"نہیں۔ ہم نے کبھی کسی کو نہیں دیکھا۔" ملکہ نے جواب دیا۔

"میں اگر ہاتھی کے شکار میں دلچسپی لینا چاہوں تو؟"

"جنگل کسی کے محکوم نہیں ہوتے۔"

"میں تمھارے آدمیوں کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔"

"ہم تمھاری اس خواہش کو ضرور پورا کریں گے۔" ملکہ نے کہا اور مقامی زبان میں اپنے آدمیوں کو حکم دینے لگی۔

تھوڑی دیر کے بعد دس مسلح قبائلیوں کا گروہ جمع ہو گیا جو شیران کے ساتھ جنگلی ہاتھی کے شکار کے لیے تیار تھا۔ شیران نے اپنے جھونپڑے

میں جاکر اپنا سامان سنبھالا اور ان لوگوں کے ساتھ چل پڑا۔ وہ اُسے ایک مخصوص سمت لیے جا رہے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک ڈھلان میں اُتر گئے۔ بہت دُور ہاتھیوں کا ایک غول اُنھیں نظر آیا لیکن ایک لمحے کے لیے' دُوسرے لمحے' وہ نگاہوں سے اوجھل ہوگیا تھا۔

پھر تھوڑے فاصلے پر دُوسرا غول نظر آیا لیکن وہ بھی اسی طرح آن کی آن میں غائب ہوگیا۔ شیران نے اندازہ لگایا کہ وہ لوگ غول پر حملہ نہیں کرنا چاہتے بلکہ کسی تنہا ہاتھی کی تلاش میں ہیں . . . لہٰذا وہ ان ہی ہاتھیوں کے پیروں کے نشانات پر خاص طور سے نگاہ رکھ رہے تھے۔

شیران خود بھی ان کی پیروی کرنے لگا۔ وہ خود بھی ایسے ہی نشانات تلاش کر رہا تھا۔ ہر چند کہ یہ جگہ بھی پتھریلے میدانوں پر مشتمل تھی لیکن یہاں ان پتھروں پر سلیٹی رنگ کی ریت کی تہیں جمی ہُوئی تھیں۔ پتہ نہیں یہ ریت کہاں سے آئی تھی۔ قریب یا کچھ دُور کوئی ایسا علاقہ ضرور تھا جس کے نزدیک پانی ہو۔ ایسی ریت عموماً دریاؤں کے کنارے ہوتی ہے لیکن اس سے ہاتھی کے شکاریوں کی رہنمائی ضرور ہوتی تھی۔ جگہ جگہ ہاتھیوں کے پیروں کے نشانات نظر آ رہے تھے۔ عموماً یہ بہت سے ہاتھیوں کے پیروں کے نشانات تھے لیکن قبائلی ان نشانات پر توجہ نہیں دے رہے تھے جو ہاتھیوں کے غول کی نشاندہی کر رہے تھے وہ کسی تنہا ہاتھی کے پیروں کے نشان کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ شیران ان کا مطلب سمجھ کر خود بھی ان سے دُور ہٹ کر ایسے نشان تلاش کرنے لگا۔ وہ ان قبائلیوں کے گروہ سے کافی دُور ہٹ آیا تھا اور پھر دفعتاً وہ ٹھٹک گیا۔ اُس نے ہاتھیوں کے پیروں سے ایک مختلف نشان دیکھا تھا۔ یہ نشان اتنا عجیب و غریب تھا کہ شیران اس میں دِلچسپی لیے بغیر نہ رہ سکا۔ اگر اس کا اندازہ غلط نہیں تھا تو یہ جُوتے کا نشان تھا۔ ایک زنانہ جوتے کا۔ لیکن یہ نشان۔

دفعتاً وہ اُچھل پڑا۔ ایڈنا ڈمبل۔ اُس کے ذہن نے نعرہ لگایا اور اس کے بعد ہاتھیوں کے شکار اور قبائلیوں سے اُس کی دِلچسپی یکلخت ختم ہوگئی۔ وہ دیدے ناچنے لگا اور اُس نے جوتوں کے نشانات کی تلاش شروع کر دی۔

عقب میں کچھ آوازیں سُنائی دیں۔ بہت دُور قبائلی زمین پر جُھکے ہُوئے تھے پھر وہ بھالے اور کمانیں سنبھالے ہُوئے ان نشانات کو دیکھتے آگے بڑھنے لگے۔ ان کی سمت مختلف تھی۔ شیران کو اب ان سے کوئی دِلچسپی نہیں رہی تھی۔ وہ اپنی ہی تلاش میں مصروف تھا اور تھوڑی دیر کے بعد اُس نے ایسے ہی نشانات تلاش کر لیے۔ اب یہ نشانات ترتیب سے نظر آ رہے تھے اور حیرت انگیز بات یہ تھی کہ وہ بالکل تازہ معلوم ہوتے تھے۔ شیران اب اِن نشانات کے سہارے دوڑنے لگا۔ آن کی آن میں وہ بہت دُور نکل آیا۔ نشانات اسے ایک چٹان کے عقب میں لے گئے۔ یہاں کچھ ایسی کیفیت تھی جیسے کوئی یہاں رُکا ہو۔ جس علاقے میں وہ نکل آیا تھا یہاں چٹانیں دُور دُور تک بکھری ہُوئی تھیں لیکن ریت یہاں بھی موجود تھی' اور اس پر نشانات موجود تھے۔ وہ اِن نشانات کا تعاقب کرتا رہا۔ اب قبائلیوں کا کہیں پتہ نہیں تھا اور اُسے یہ بھی اندازہ نہیں رہا تھا کہ وہ ان سے کتنی دُور نکل آیا ہے۔ نشانات بالکل واضح تھے اور یوں لگتا تھا جیسے کوئی اس سے آگے دوڑ رہا ہو۔ اس احساس کے ساتھ ہی وہ چونک پڑا۔ اُس نے پستول نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور پھرتی سے ایک ٹیلے پر چڑھنے لگا۔ ٹیلے کی بلندیوں سے اُس نے اطراف میں نگاہ دوڑائی۔ چاروں طرف خاموش چٹانیں بکھری ہُوئی تھیں۔ وہ متجسس نگاہوں سے چاروں طرف دیکھتا رہا۔ پھر کسی خیال کے تحت اُس نے ہاتھ میں پکڑا ہُوا پستول فضا میں بلند کر کے ایک فائر کر دیا اور اس کا نتیجہ خاطر خواہ نکلا۔ بہت دُور۔ کافی فاصلے پر کوئی ایک چٹان کے عقب سے نکل کر بھاگا۔ شیران نے رنگین لباس دیکھ لیا تھا اور اُسے لباس پہچاننے میں کوئی دقت نہیں ہُوئی . . . وہ ایڈنا ڈمبل ہی تھی۔

"اوہ . . . تو میرے ساتھ ساتھ ہی سفر کر رہی ہے۔ اب کہاں جائے گی بچ کر۔" شیران غرّایا اور اُس نے ٹیلے سے اُتر کر دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ اسی رُخ پر دوڑ رہا تھا۔ اُس نے دُور ایڈنا کو دیکھا تھا۔ کئی بار اُس نے فائر بھی کیے۔ حالانکہ اُس کے اور ایڈنا کے درمیان کافی فاصلہ تھا لیکن وہ پوری قوت سے دوڑ رہا تھا۔ پھر وہ اس ٹیلے کے عقب میں پہنچ گیا جہاں اُس نے ایڈنا کو دیکھا تھا۔ دفعتاً اُس کے حلق سے قہقہہ نکل گیا۔ ٹیلے یا چٹان کے پاس ایڈنا کے جُوتے پڑے ہُوئے تھے۔

"واہ۔ جُوتے چھوڑ بھاگی۔ کب تک بچے گی میرے ہاتھوں سے۔ یہ تو خُوب ہُوا کہ مجھے تیرا نشان مل گیا اور یہ ریت میری بڑی محسن ہے۔" اُس نے ریت پر پیروں کے نشانات تلاش کیے۔ ان نشانات کو مٹانا ایڈنا کے بس کی بات نہیں تھی لیکن ان کے فاصلے سے اندازہ . . . ہوتا تھا کہ ایڈنا ڈمبل کس بری طرح یہاں سے بھاگی ہے۔ خود ایڈنا کو بھی اندازہ تھا کہ خونخوار بلا اُس کے پیچھے لگی ہُوئی ہے۔ وہ شیران کو ڈاج دے کر کہیں چھُپ بھی سکتی تھی لیکن یہ اُس کی بدنصیبی تھی کہ میلوں دُور تک یہ علاقہ چکنی ریت سے ڈھکا ہُوا تھا

اور اس پر پیروں کے نشانات بنتے چلے جا رہے تھے۔ اس بھاگ دوڑ میں نہ جانے کتنا وقت صرف ہوگیا۔ نہ جانے وہ کتنی دُور نکل آیا۔ کوئی اندازہ نہیں ہو سکا۔ وہ تو اس وقت چونکا جب پاؤں کے نشانات دُھندلانے لگے۔ رات ہوگئی تھی اور اندھیرے کی وجہ سے یہ نشانات غیر واضح ہوگئے تھے۔

آہ یہ بُرا ہُوا۔ اب اس کو نکل جانے کا موقع مل جائے گا۔

اُس نے نگاہ اُٹھا کر دُور دُور تک دیکھا۔ چٹانوں کا سلسلہ کوئی دو فرلانگ جا کر ختم ہوگیا تھا اور پھر درختوں کے جُھنڈ نظر آ رہے تھے۔ ایڈنا نے اس سے بچنے کے لیے یقیناً اسی جنگل کا رُخ کیا ہوگا اور اگر وہ جنگل میں داخل ہوگئی تو پھر اس کا سُراغ پانا ممکن نہ ہوگا۔

وہ جنگل کی طرف دوڑنے لگا اور جب وہ جنگل کے پہلے درخت کے پاس پہنچا تو رات مکمل طور پر فضائے بسیط پر مسلط ہو چکی تھی۔ شیران کے انداز میں مایوسی اُبھر آئی۔ وہ رُک گیا۔ بھاگ دوڑ کا یہ سلسلہ اتنا طویل تھا کہ عام حالات میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس کا بدن تھکن سے چُور تھا۔ اس نے وہیں ڈیرہ ڈال دیا۔ اور پیروں سے جُوتے کھولنے لگا۔ ایڈنا یقیناً دِل گردے کی عورت تھی۔ اتنی برق رفتاری سے اور اتنی دُور تک دوڑنا کسی عام عورت کے بس کی بات نہیں تھی۔ جنگل میں وہ کتنی دُور جائے گی، وہ بھی یقیناً تھک گئی ہوگی۔ بہر حال مجبوری ہے کل دن کی روشنی میں تجھے دیکھ لوں گا۔

وہ لیٹ گیا۔ پُورے بدن میں دُکھن ہو رہی تھی۔ اُس نے آنکھیں بند کر لیں۔ تھکن شدت سے سوار تھی لیکن نیند نہیں آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد چاند نکل آیا۔ بکھرے ہُوئے چاندنی کی روشنی درختوں سے چھن کر زمین پر پڑنے لگی اور رات آہستہ آہستہ گزر رہی تھی پھر اس وقت شیران کی آنکھ لگی ہی تھی کہ دفعتاً اُس نے ایک دِلدوز نسوانی چیخ سُنی۔ اس کے فوراً بعد اُسے کسی درندے کی غرّاہٹ سُنائی دی کہ وہ کسی پر حملہ آور تھا۔ نسوانی چیخیں بدستور سُنائی دے رہی تھیں۔ اور ساتھ ہی درندے کی غرّاہٹ بھی۔ شیران سمت کا اندازہ لگانے لگا۔ اس بات میں تو اب کوئی شُبہ ہی نہیں تھا کہ ایڈنا ڈمبل کسی خوفناک درندے کا شکار ہوگئی ہے۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد اُسے سمت کا اندازہ ہوگیا اور وہ رائفل سنبھال کر اُس طرف چل پڑا۔ آوازیں معدوم ہوگئی تھیں۔ اس سے شیران کو مایوسی ہُوئی کیونکہ آوازوں کے بغیر وہاں پہنچنا ممکن نہیں تھا۔ وہ بہت دیر بھٹکتا رہا لیکن اُسے وہ جگہ نہ معلوم ہو سکی جہاں یہ واردات پیش آئی تھی۔ اُسے بے چینی ہوگئی تھی۔ اب سکون سے بیٹھنا ممکن نہیں تھا۔ چنانچہ وہ کافی دیر تک ایڈنا ڈمبل کو تلاش کرتا رہا اور پھر اس کام سے تھک گیا۔ اب صبح کا انتظار کرنا ہوگا لیکن اسے اس علاقے میں درندوں کی موجودگی کا اندازہ ہوگیا تھا۔ اس لیے اب زمین پر قیام ممکن نہیں تھا۔ اس نے ایک گھنا درخت تلاش کیا اور اس پر چڑھنے لگا پھر اُس نے درخت پر ایک ایسی جگہ تلاش کر لی جہاں وہ آرام سے رات گزار سکتا تھا۔ یہ جگہ اتنی بُلند تھی کہ نیچے سے کوئی درندہ چھلانگ لگا کر یہاں تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

اُسے ایڈنا کے اس بھیانک انجام کا افسوس تھا۔ وہ خود اُسے ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن یہ کام کسی درندے نے کر دیا تھا۔ مقصود ایڈنا کی موت تھی۔ اب وہ کسی طرح بھی ہُوئی ہو۔ اب اِن جنگلوں اور صحراؤں میں بھٹکنا بے سُود تھا۔ کوئی بستی ملنی چاہیئے۔ اُس نے سوچا اور آنکھیں بند کر لیں۔

نیند تو کیا آتی درخت پہ۔ لیکن غنودگی نے تھوڑا سا سکون بخشا تھا پھر جب صبح کا اُجالا درخت کے پتوں سے چھننے لگا تو وہ نیچے اُتر آیا۔ دن بہت چمکدار تھا اور درخت سے کچھ دور چلنے کے بعد ہی اُس نے ایڈنا ڈمبل کے کپڑوں کی جھلک دیکھ لی۔ وہ اس رنگ کو پہچانتا تھا۔ وہ کشاں کشاں اس کے قریب پہنچ گیا۔ ایڈنا کے اطراف میں خون بکھرا ہُوا تھا۔ یہ خون رات بھر میں جم کر سیاہ ہوگیا تھا۔ بہت سا خُون اُس کے سینے کے پاس تھا۔ اس کا لباس بُری طرح پھٹا ہُوا تھا۔ پیٹ سے آنتیں باہر نکل پڑی تھیں۔ جبڑا بُری طرح ٹیڑھا ہوگیا تھا۔ بال بکھرے ہُوئے تھے۔ آنکھیں بھیانک انداز میں پھٹی ہُوئی تھیں۔ درندے نے اُسے بُری طرح بھنبھوڑ کر رکھ دیا تھا۔

شیران اُس کے قریب بیٹھ گیا تھا۔ "بیش کو۔ تجھے اپنے اس بھیانک انجام کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ لیکن مجھے افسوس ہے وہ کام جو میں کرنا چاہتا تھا کسی درندے نے کر ڈالا۔" اُس نے ایڈنا کے سانس سے تنفس کو محسوس کرنے کی کوشش کی لیکن اب اِس میں زندگی کی کوئی رمق نہیں تھی۔ شیران اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔ ایک لمحے تک وہ سوچتا رہا اور پھر ایک سمت کا تعین کر کے آگے بڑھ گیا . . . ایڈنا کی موت بڑی بھیانک تھی۔ درحقیقت وہ بڑی عجیب عورت تھی۔ شیران اس کے بارے میں بہت سی باتیں یاد کر رہا تھا۔ اُس نے کافی دن ایڈنا کے ساتھ جنگل میں گزارے تھے اور پھر ہانگ کانگ میں بہت پُراسرار عورت تھی وہ۔

جوں جوں وہ آگے بڑھتا گیا۔ مناظر خوشگوار ہوتے گئے۔ اسے کچھ جنگلی پھلوں کے درخت بھی نظر آئے تھے جن سے اُس نے پھل

توڑ کر کھاتے پھرا۔ اُسے ایک تالاب ملا اور شیران کے حلق سے مسرت بھری چیخ نکل گئی۔ تالاب میں وہ دیر تک غسل کرتا رہا تھا۔ اس غسل نے اُسے بڑی شگفتگی بخشی۔ اس کے بعد وہ شام تک سفر کرتا رہا۔ رات ہوئی تو جنگلوں کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا تھا۔ لیکن جونہی جنگلوں کا سلسلہ ختم ہوا اُسے کچھ نشیب نظر آئے اور ان نشیبوں میں جلتے ہوئے چراغوں کو دیکھ کر اُس کی باچھیں خوشی سے کھل گئیں پھر کوئی بستی آ گئی تھی۔

بستی چھوڑ کر جنگل میں قیام کرنا حماقت تھی۔ چنانچہ اُس نے بستی میں داخل ہونے کا فیصلہ کر لیا اور اُس کے سفر کی رفتار بڑھ گئی۔ چراغ بہت دُور سے نظر آ رہے تھے۔ اُن تک پہنچنے میں بھی کافی دیر لگ گئی اور پھر وہ بستی کے قریب پہنچ گیا۔ چلتے پھرتے انسان نظر آ رہے تھے۔ اُسے دیکھ کر لوگ ٹھٹک جاتے تھے۔ اُس نے ایک تنہا آدمی کو دیکھ کر پکارا۔ "بات سنو۔ میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔" وہ شخص قریب آ گیا۔ "جے ہو مہاراج کی۔" اُس نے کہا۔ شیران کے حلیے اور جسامت سے وہ مرعوب ہو گیا تھا۔

"یہ کونسی بستی ہے؟"

"مسافر ہو مہاراج؟"

"ہاں۔"

"یہ سانگل بستی ہے مائی باپ۔"

"سانگل۔!" شیران کے ذہن میں ایک چھناکا سا ہوا۔

"ہاں مہاراج۔ سانگل۔"

"ہردوئی بستی یہاں سے کتنی دور ہے؟"

"کوئی بیس کوس مہاراج۔ آپ کو ہردوئی جانا ہے؟"

"اور ہرن پورہ؟" شیران نے پوچھا۔

"ہرن پورہ کوئی ساٹھ ستر کوس ہے مہاراج۔"

"کوئی ہوٹل ہے یہاں؟"

"ہوٹل کیا ہوتا ہے گرودیو؟" سادہ لوح دیہاتی نے تعجب سے پوچھا۔

"اوہ۔ کوئی ایسی جگہ جہاں کھانے پینے کو مل سکے جہاں رہنے کے لیے جگہ مل جائے۔"

"ہو ہو ہو۔ مٹھو کی سرائے کو آپ ہوٹل کہتے ہیں گرودیو!" دیہاتی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ مٹھو کی سرائے کہاں ہے؟"

"آؤ ہمارے ساتھ۔" دیہاتی بولا۔ اور شیران اُس کی رہنمائی میں آگے بڑھنے لگا۔

مٹھو کی سرائے ایک کچے مکان میں تھی۔ بڑا عجیب سا ماحول تھا۔ چھوٹے چھوٹے تنگ کمرے بنے ہوئے تھے جن کے سامنے احاطہ تھا جس میں ایک چبوترا بنا ہوا تھا۔ چبوترے پر تندور لگا ہوا تھا اور اسی چبوترے میں دیگچیاں دفن تھیں جن کے نیچے بھی آگ روشن نظر آ رہی تھی۔

"ارے او مٹھوا۔ مٹھوا رے۔ دیکھ کسے لایا ہوں تیرے لیے۔" راہبر نے آواز لگائی۔

"آؤ سرکار۔ آؤ مائی باپ۔" مٹھوا چبوترے سے نیچے اُتر آیا۔

"رہنے کے لیے جگہ چاہیے۔"

"یہاں سرکار۔ ہمارے ساتھ آؤ۔ ارے او چھیا چل ری مہمان آئے ہیں، جل پانی کا بندوبست کر۔ آؤ مہاراج۔" مٹھوا اُسے ایک کمرے میں لے گیا۔ "ہم ابھی کھاٹ بچھا دیویں ہیں سرکار۔ گشیا آ جائے تو منہ ہاتھ دھو لو۔" مٹھوا بولا اور اُس نے ایک چارپائی لا کر کمرے میں بچھا دی پھر ایک عورت لوٹے میں پانی لے آئی، اور شیران منہ دھونے لگا پھر وہ چارپائی پر بیٹھ گیا۔

"کتنے پیسے ہوتے ہیں یہاں رہنے کے؟" شیران نے پوچھا۔

"ہمکا گنہگار مت کرو مہاراج جاتے ہوئے جو من کرے دے دینا۔ ہم مہمان سے بھاؤ تاؤ نا کریں ہیں۔ کھانا لے آتے ہیں تہار لیے۔" مٹھو نے کہا اور باہر نکل گیا۔ شیران چارپائی پر دراز ہو گیا تھا۔ جنگلوں کی طویل اور تھکا دینے والی زندگی کے بعد انسانوں کی یہ بستی اُسے بہت دلکش محسوس ہو رہی تھی اور یہ چارپائی اُسے کائنات کی سب سے عمدہ جگہ لگ رہی تھی۔ اُس نے پاؤں پھیلائے اور چت لیٹ کر چھت کی طرف تکنے لگا جو گھاس پھونس سے بنی ہوئی تھی۔

گیدڑوں کا ایک غول دبے پاؤں آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ آپس میں سرگوشیاں کرتے جا رہے تھے۔ کوئی ایسی شے دیکھ لی تھی اُنھوں نے جو اُن کے لیے باعثِ دلچسپی تھی پھر وہ اُس کے قریب پہنچ گئے۔ یقین نہیں آ رہا تھا اُنھیں کہ وہ کوئی انسانی لاش ہے۔ لیکن جیسے اس سے قبل بھی ان کا واسطہ کسی انسان سے پڑ گیا ہو اور وہ اس بات سے واقف ہوں کہ روئے زمین کی سب سے خطرناک شے یہ حضرات انسان ہی ہیں۔ لومڑی خالہ اور گیدڑ بھائی سے بھی زیادہ چالاک۔ اس لیے خون کی بُو پانے کے باوجود وہ بے اختیار

نہیں ہوئے تھے۔

اور پھر اُنھیں اندازہ ہو گیا کہ احتیاط دُنیا کی سب سے عمدہ چیز ہے اگر دھوکا کھا کر اس لاش کے قریب پہنچ گئے ہوتے تو دوچار کی مصیبت ہی آ گئی تھی۔ ابھی وہ لاش سے چند گز دُور ہی تھے کہ دفعتاً لاش میں جنبش پیدا ہوئی اور دُوسرے لمحے وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ گیدڑوں کا غول یوں پلٹ کر بھاگا کہ تیزی کے تمام ریکارڈ ٹوٹ گئے۔ اب ان کا دُور دُور تک پتہ نہ تھا۔

یہ ایڈنا ڈمپل تھی۔ وہ اپنی زندگی کے سب سے بدترین دور سے گزر رہی تھی اور اس عرصے میں اُسے چند خطرناک مراحل سے گزرنا پڑا تھا اور یہ مراحل جان لیوا تھے لیکن ایسے بھی نہیں کہ زندگی بوجھ محسوس ہونے لگے۔ اس کے بعد کی زندگی گو خطرات سے پُر تھی لیکن اُسے کبھی ایسے واقعات کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا اب تو اُسے یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے پیدائش کے بعد سے آج تک ایک مسلسل عذاب میں گرفتار رہی ہو۔ سکون کا ایک لمحہ بھی اُسے میسر نہ آیا ہو۔ شہزادیوں جیسی زندگی گزارتے ہوئے اُس نے خود کو دُنیا کی سب سے مکار، سب سے باہمت، سب سے عقلمند اور سب سے خطرناک عورت تصور کیا تھا، لیکن زندگی کے اس بدترین دور میں وہ پہلی بار خوف جیسی شے سے آشنا ہوئی تھی۔

وہ بھی محبت کے ہاتھوں۔ آہ محبت انسان کی سب سے بدترین کمزوری ہے۔ منحوس شیران اگر اس کے ذہن میں اتنی شدت نہ اختیار کر جاتا تو شاید ان حالات کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اُسے کیا پڑی تھی ان منحوس ویرانوں میں بھٹکنے کی۔ جو تنظیم کے لیے اگر کوئی کام کرنا ہوتا تھا تو اس کے اردگرد بے شمار افراد بکھرے ہوتے تھے... جو اُسے ہر طرح کی آسائش فراہم کر سکتے تھے لیکن یہ صورتِ حال۔

اب تو اُسے یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ اسے ان وحشتناک جنگلوں اور صحراؤں میں بھٹکتے ہوئے کتنے دن گزر گئے۔" اس کے بدن میں ایک ابتری سی پیدا ہو گئی۔ ناک کے نتھنوں سے جو بُو ٹکرا رہی تھی وہ اُسے پاگل کیے دے رہی تھی۔ اُس نے بمشکل تمام ہاتھ بڑھائے اور اپنے بدن سے غلاظت صاف کرنے لگی۔ سینے پر بڑے بڑے آنتوں کے ڈھیر ایک طرف دھکیل دیے اور اس [illegible] ہوئی۔ بدبو اور خون اُس کے بدن پر جگہ جگہ پھیلا ہوا تھا۔ اُسے کسی طور صاف نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کوئی صورت نہیں تھی جو کچھ تھا، اُسے برداشت کرنا تھا۔

گزرے ہوئے لمحات بہت بھیانک تھے۔ تقدیر ساتھ دے رہی تھی کہ اب تک شیران کی نگاہ سے بچی ہوئی تھی۔ ورنہ کئی بار وہ شیران سے اس قدر قریب ہو گئی تھی کہ اگر شیران کو ذرا بھی شبہ ہو جاتا تو وہ اُسے کبھی نہ چھوڑتا۔ اس سنگدل جانور کی سنگدلی کو وہ بخوبی دیکھ چکی تھی۔ اُسے کسی حالت میں ایڈنا ڈمپل پر رحم نہیں آ سکتا تھا۔ قطرانہ بستی میں بھی وہ اس کے قریب تھی۔ اور جب وہ بستی کے لوگوں کے ساتھ ہاتھی کے شکار کو چلا تب بھی ایڈنا نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا لیکن جنگل میں اُسے ایک حادثہ پیش آ گیا۔ وہ ان لوگوں سے کافی دُور چل رہی تھی کہ دفعتاً اس نے ہاتھیوں کا ایک غول دیکھا جو بگولے کی طرح دُھول اُڑاتا اس کی طرف دوڑ پڑا تھا۔ ہاتھیوں نے اُسے دیکھا نہیں تھا اور یہ اُس کی خوش بختی تھی ورنہ وہ اسے زندہ نہ چھوڑتے۔ اُس نے بھاگ کر ایک ٹیلے کے عقب میں پناہ لی تھی لیکن شیران اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

ہاتھیوں کا غول آگے نکل گیا اور پھر وہ کسی بہتر پوزیشن کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد شیران اُسے دوبارہ نظر آ گیا۔ وہ لوگ زمین پر کچھ تلاش کر رہے تھے۔ غالباً ہاتھیوں کے قدموں کے نشانات پھر ایڈنا ڈمپل نے شیران کو مڑ کر تکتے دیکھا اور دفعتاً ہی اُس کی نگاہ زمین پر جا پڑی۔ ایک لمحے میں صورتِ حال اُس کی سمجھ میں آ گئی۔ اس سے پہلے اُس نے زمین پر پڑی اس منحوس چکنی ریت پر غور نہیں کیا تھا اب جو جائزہ لیا تو اُسے اندازہ ہو گیا کہ ریت پر ہر شے کے نشان صاف بن جاتے ہیں اور شیران کا چونکنا بے معنی نہیں تھا۔ اُس نے شیران کو قبیلے کے لوگوں سے کٹ کر نشانوں کے سہارے اس طرف آتے دیکھا، جہاں وہ چھپی ہوئی تھی اور یہ یقین کر لینے میں اب کوئی عار نہیں تھا کہ شیران اس کی ان علاقوں میں موجودگی سے واقف ہو چکا ہے۔ جان بچا کر بھاگ نکلنے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ وہ جان توڑ کر بھاگی۔ وسیع و عریض میدانوں میں کسی کا نظر آ جانا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ اِس لیے مسلسل بھاگتے رہنا بے حد خطرناک تھا۔ اُس نے تھوڑے سے فاصلے پر ایک چٹان کی آڑ میں پناہ لی لیکن اپنے جوتوں سے بننے والے نشانات کو وہ کسی طرح نہیں مٹا سکتی تھی۔ شیران بلائے بے درماں کی طرح اس کی بُو سونگھتا اسی طرف چلا آ رہا تھا۔

ایڈنا کی آنکھوں میں موت کا خوف اُمنڈ آیا۔ اُسے یقین ہو گیا کہ اب شیران سے بچنا ممکن نہیں ہے پھر اُس نے فائر کی آواز سنی اور اُسے یقین ہو گیا کہ شیران نے اُسے دیکھ لیا۔ اُس نے جوتے اُتار پھینکے اور برق رفتاری سے اپنی جگہ چھوڑ دی اور اس کے بعد

وہ دوڑتی رہی۔ اس کا سینہ خوف سے پھٹا جا رہا تھا۔ لیکن جان کسے نہیں پیاری ہوتی۔ وہ بھی جان کے خوف سے دوڑ رہی تھی۔ یہاں تک کہ رات کی سیاہی نے اُسے زندگی کی خوشخبری سُنائی۔ شیران اُسے اب تک نہیں پا سکا تھا گو اُس نے کئی اور فائر کیے تھے لیکن گولی ایڈنا کی طرف نہیں آئی تھی جس سے اُس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ فائر ہوائی ہیں اور کوئی نشانہ لے کر نہیں چلائے گئے۔ اس بات سے اُسے سکون ملا تھا۔

میدان ختم ہو گیا اور درختوں نے اُسے اپنے سائے میں پناہ دی۔ شیران بھی درختوں کے نیچے آ گیا تھا۔

ایڈنا کی حالت اتنی خراب ہو گئی تھی کہ اب اُس کے حواس ساتھ چھوڑتے جا رہے تھے۔ اُسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اُس کے دماغ کی رگیں پھٹ جائیں گی۔ اس کا بُرا حال تھا۔ ٹانگیں سُوج گئی تھیں۔ عضو عضو چیخ رہا تھا۔ سر میں اتنا درد تھا کہ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھائے جا رہا تھا۔ شیران سے جان بچانے کی ساری ترکیبیں ناکام ہو گئی تھیں۔ وہ اُسے پاگلوں کی طرح تلاش کر رہا تھا، اور اب ایڈنا کو یقین ہو گیا تھا کہ شیران اُسے ضرور پا لے گا۔ اب وہ بھاگ نہیں سکتی تھی۔ پھر کیا شیران کے ہاتھوں مر جائے۔ اس کے ہاتھوں جس کے حصول کی طلب اب بھی اُس کے دل میں تھی۔

دفعتاً اُسے ایک خیال آیا۔ اس کے پاس چند چیزیں موجود تھیں۔ ان چیزوں کو محفوظ کرتے وقت اُس کے ذہن میں یہ خیال نہیں آیا تھا کہ اُن کے استعمال کی نوبت اس طرح آ جائے گی، لیکن اب وہ یہ ترکیب آزمانا نہیں چاہتی تھی۔ یہ خیال ایک پُرانی داستان سے اُس کے ذہن میں آیا تھا جو اُس نے کہیں سُنی تھی لیکن شیران کو اس طرح بے وقوف بنانا آسان نہیں ہوگا۔ تاہم اُس نے یہ سب کچھ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ بکرے کا خون پلاسٹک میں محفوظ تھا اور اُس کی آنتیں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ وہ راستے بھر اُن کا تعفن محسوس کرتی آئی تھی۔ کئی بار اُس نے اُنھیں پھینکنے کے بارے میں سوچا تھا لیکن پھر سوچا تھا کہ تھوڑی دیر اور سہی اور اس وقت یہ چیزیں زندگی بچانے کا آخری سہارا تھیں۔

خون گاڑھا سیاہ ہو چکا تھا۔ آنتوں سے بھی تعفن اُٹھ رہا تھا۔ ان دونوں چیزوں پر شُبہ کیا جا سکتا تھا لیکن اب اور کوئی ترکیب نہیں تھی ایڈنا کے پاس۔ اُس نے اپنا لباس بُری طرح پھاڑ دیا۔ گندا خون چہرے پر اور بدن کی مختلف جگہوں پر لگایا۔ آنتیں پیٹ کے پاس اس طرح ڈال لیں جیسے یہ اُسی کے پیٹ سے نکلی ہوں اور پھر پوری مہارت کے ساتھ اُس نے حلق سے وحشی درندے کی آوازیں نکالیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی بھیانک آوازیں چیخی تھی۔ کئی چیخیں مارنے کے بعد وہ خاموش ہو گئی۔ اُس نے شیران کی تحریک محسوس کی تھی وہ اُسے تلاش کر رہا تھا۔ ایڈنا اب اس کی آمد کی منتظر تھی لیکن شیران کو یہ جگہ نہیں مل سکی۔ جہاں ایڈنا موجود تھی۔ ایڈنا اس طرح کی آوازیں نکال چکی تھی جو اندازہ ہو کہ وہ اب زندہ نہیں ہے چنانچہ اس کے بعد اور کوئی آواز شیران کو مشکوک کر سکتی تھی۔ اس لیے اُسے صبح تک انتظار کرنا پڑا۔ اور پھر صبح کو اس کی ان کوششوں کا امتحان تھا۔ اس کی توقع کے مطابق شیران نے اُسے دیکھ لیا۔ اس کے پاس پہنچا۔ ایڈنا نے ایک مخصوص انداز میں اپنا چہرا ٹیڑھا کیا اور سانس روک لی۔

یوگا کی مشقوں کے دوران اُس نے حبسِ دم کی مشق بھی کی تھی اور اس میں خوب ماہر تھی۔ اُسے بس ایک خطرہ تھا۔ خون کے رنگ اور آنتوں سے اُٹھنے والی بدبو پر شیران کو شک نہ ہو جائے۔ چند گھنٹوں کے اندر اندر نہ تو خون کا یہ رنگ ہو سکتا ہے اور نہ آنتوں سے اتنا تعفن اُٹھ سکتا ہے۔ یہ لمحات ایڈنا کے لیے زندگی اور موت کے لمحات تھے۔

لیکن تقدیر نے ساتھ دیا۔ شیران نے اس بدبو کے باوجود اُسے خوب غور سے دیکھا تھا لیکن اس کی توجہ ان دونوں باتوں کی طرف نہ جا سکی تھی اور اُس نے اُسے مُردہ سمجھ کر اس کے بارے میں چند الفاظ کہے پھر آگے بڑھ گیا۔ ایڈنا ڈمیل تسلیم کرتی تھی کہ وہ خوف کا شکار ہو گئی ہے۔ اس سے قبل میں نے زندگی میں کبھی ایسا خوف نہیں محسوس کیا تھا۔ آہ۔ اس کوشش نے اس کی جان بچا لی تھی۔ وہ اُس وقت تک اس بات کا یقین نہیں کر سکتی تھی جب تک شیران کے دُور چلے جانے کا یقین نہ ہو جائے۔ وہ درندہ پلٹ بھی سکتا ہے۔ اس وقت اس سے جان بچانے کی اس سے عمدہ اور کوئی ترکیب ایڈنا کے ذہن میں نہیں آئی تھی پھر کافی دیر ہو گئی۔ اسے یقین ہو گیا کہ شیران دُور نکل چکا ہے تو وہ اُٹھی اُس نے شدید کراہت کے ساتھ اپنے بدن سے یہ غلاظت دُور کی۔ دماغ پھٹا جا رہا تھا۔ عضو عضو شدید تھکن محسوس کر رہا تھا۔ وہ کراہنے لگی۔ اُس کے حلق سے کسی شدید بیمار کے انداز کی کراہیں نکلتی رہیں۔ یہ کراہیں اُسے سکون دے رہی تھیں۔ دیر تک وہ اسی طرح بیٹھی کراہتی رہی۔ آنکاش مدد مل جائے۔ اب اس طرف کا رُخ کرنا تو بالکل حماقت ہے۔ شیران گیا ہے۔ بڑی مشکل سے جان بچی ہے۔ کوئی اور راستہ۔ کوئی اور جگہ۔ وہ گرتی پڑتی ایک سمت بڑھنے لگی۔ اُسے شدت سے اور منزل کی آرزو تھی۔ وہ کسی آرام گاہ کی تلاش میں تھی۔ ایک

قدم پر حلق سے کراہیں نکل رہی تھیں لیکن ان جنگلوں میں موت اُسے پسند نہیں تھی، کوئی بھی جگہ۔ کوئی بھی سکون کی جگہ۔ سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ اُسے ان علاقوں کے بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا۔

اس شدید کیفیت میں اُس نے دو دن اور دو راتوں کا سفر کیا۔ زندگی کی اس مشکل کا کوئی حل نہیں مل سکا تھا اس دوران، لیکن تیسری صبح اُس کے ستارے گردش سے نکل آئے۔ وہ ایک میدان میں تھی اور میدان بے آب و گیاہ نہیں تھا۔ اس میں روئیدگی نظر آ رہی تھی۔ بہت فاصلے پر اُسے ایک جگہ آبی پرندے اُڑتے نظر آئے اور وہ اس طرف چل پڑی۔ یہ ایک چھوٹی سی جھیل تھی۔ وہ سوچے سمجھے بغیر اس جھیل میں اُتر گئی۔ ٹھنڈا شیریں پانی اس وقت کائنات کی سب سے قیمتی شے محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا دل پانی سے نکلنے کو نہیں چاہ رہا تھا لیکن زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ اُس کے کانوں نے ایک آواز سُنی۔ کسی گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز تھی۔ ایڈنا ڈمیل نے پانی میں غوطہ لگا دیا۔ کون ہو سکتا ہے یہ۔ کون ہے۔ کہیں شیران۔ آواز دُوسری بار قریب سے محسوس ہوئی تھی۔ اُس نے سہمے ہوئے انداز میں تھوڑی سی گردن نکال کر دیکھا۔ ایک نوجوان آدمی تھا۔ چہرے سے ہی سادگی اور دیہاتی پن ٹپکتا تھا۔ ایڈنا اس کا جائزہ لیتی رہی اور پھر پانی سے نکل آئی۔

دیہاتی چلوؤں سے پانی بھر کر مُنہ دھو رہا تھا۔ ایڈنا کو دیکھ کر اس کی حالت خراب ہو گئی۔ وہ تھر تھر کانپنے لگا۔ ایڈنا ڈمیل اس کے قریب پہنچ گئی۔ وہ بڑے دلآویز انداز میں مُسکرا رہی تھی۔

"کون ہو تم؟"

"ج۔ جگّومل۔ جگّومل چورسیہ۔"

"یہاں کیسے آئے؟"

"جے بھگوان۔ میرے رام۔ میرے اوم۔" دیہاتی کے حلق سے ڈری ڈری آوازیں نکل رہی تھیں۔ اُس نے کئی بار ایڈنا کے پیروں کی طرف دیکھا تھا۔

"میرے پیروں کو کیوں دیکھ رہے ہو تم؟"

"ہرے ماتا۔ ہرے کرشنا۔ تمھارے پاؤں تو سیدھے لگتے ہیں۔" دیہاتی نے ڈری ڈری آواز میں کہا۔

"کیا مطلب۔ پاؤں سیدھے نہ ہوتے تو کیسے ہوتے؟" ایڈنا ڈمیل نے دلآویز انداز میں پوچھا۔ وہ اس دیہاتی کو شیشے میں اُتارنا چاہتی تھی، اس سے زیادہ قیمتی شے اس وقت اُسے جنگلوں میں نہیں مل سکتی تھی۔

"ہم میرا مطلب تھا چھل پیری۔ تم چھل پیری تو نہیں ہو، تمھیں بھگوان کی سوگند، سچ سچ بتا دو۔"

"ارے بے وقوف آدمی یہ چھل پیری کیا ہوتی ہے، میں تو یہ بھی نہیں جانتی۔"

"ہری اوم ہری اوم، بھوتنیا ہوتی ہے اور کیا ہوتی ہے،" دیہاتی نے جواب دیا۔

"یعنی بھوت،" ایڈنا ڈمیل نے کہا اور قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔

"اگر تم بھوت نہیں ہو تو اس سنسان جنگل میں اس جھیل میں کیا کر رہی ہو؟"

"سیر کرنے نکلی تھی، میرا گھوڑا مجھے چھوڑ کر بھاگ گیا، اس کے بعد سے ان جنگلوں میں بھٹک رہی ہوں، دیکھ لو کیا حالت ہو گئی میری،" ایڈنا ڈمیل نے درد بھرے انداز میں کہا۔

"ہم مگر دیوی جی تمھیں بھگوان کی سوگند، کھاؤ بھگوان کی سوگند کہ تم بھوتنی نہیں ہو۔"

"بھگوان کی سوگند میں بھوتنی نہیں ہوں،" ایڈنا ڈمیل نے اسی کے انداز میں کہا اور اس کی زبان سے بھگوان کا نام سُن کر نوجوان دیہاتی کو کسی قدر اطمینان ہوا، بھوت پریت کم از کم بھگوان کا نام نہیں لیتے، اُس نے گہری گہری سانسیں لیں اور سر سے پیر تک ایڈنا ڈمیل کو دیکھنے لگا، پھر بولا "تمھارے تو کپڑے بھی خراب ہو گئے ہیں۔"

"تو اور کیا۔ میں نے کہا نا تم سے کافی دِنوں سے ان جنگلوں میں بھٹک رہی ہوں، بھوکی پیاسی، نجانے کہاں کہاں بھٹکتی ہوئی اس جھیل تک پہنچی ہوں، لیکن کیا تمھاری بستی یہاں سے قریب ہے؟"

"نہیں دیوی جی بستی تو دُور ہے، پر ہم دوسری بستی سے کچھ سامان لینے جا رہے تھے، ہرن پورہ میں ہمارے چچا جی رہتے ہیں، یہاں سے ہرن پورہ جائیں گے اور وہاں سے دُکان کے لیے سامان لے کر آئیں گے، مہینے میں ایک دفعہ ہم اس راستے سے گزر کر ہرن پورہ جاتے ہیں۔"

"ہرن پورہ یہاں سے کتنی دُور ہے؟" ایڈنا ڈمیل نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔

"ہے کوئی سولہ سترہ کوس، مگر بھگوان کی سوگند ہمیں اب بھی ڈر لگ رہا ہے تمھیں دیکھ کر۔"

"میں بھی تمھارے سامنے بھگوان کی سوگند کھا چکی ہوں کہ میں کوئی بھوت پریت نہیں ہوں، بلکہ ایک پریشان حال عورت ہوں۔ تمھارا نام کیا ہے؟"

"بتا تو چکا ہوں، جگّومل چورسیہ ہے اپنا نام۔" نوجوان نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں جگو مل کیا تم میری مدد نہیں کرو گے؟"

"کیا مدد کروں میں تمھاری؟"

"مجھے ہرن پورہ پہنچا دو۔"

"پہنچا تو دوں پرنت گھوڑا ایک ہی ہے۔ ہم بیٹھیں گے اس پر کہ تم؟"

"دونوں مل کر بیٹھ جائیں گے۔"

"ارے نہ نہ، کوئی دیکھے گا تو کیا کہے گا۔ ایک جوان عورت اور ہم۔ ارے نا بابا نا، ہمارے بابا بڑے سخت مزاج ہیں، مار مار کر ہمارا منکا توڑ دیں گے۔"

"مگر تم اپنے بابا کے پاس کہاں جا رہے ہو، تم تو ہرن پورہ جا رہے ہو، مجھے ہرن پورہ چھوڑ دینا۔ اپنے جیجا جی کے گھر بھی ساتھ لے چلنا۔"

"خیر جیجا جی کی تو کوئی بات نہیں ہے، وہ بڑے اچھے آدمی ہیں، اگر ہم انھیں ساری بات بتائیں گے تو وہ کبھی ہم پر شک نہیں کریں گے، وہ جانتے ہیں کہ جگو مل کتنا شریف آدمی ہے۔"

"تو یہ تو اور بھی اچھی بات ہے، اپنے جیجا جی کے پاس لے جا کر تم مجھے کپڑے وغیرہ بھی دلوا دینا، تمھاری بہن بھی تو ہوگی وہاں پر، اس کے کپڑے یا پھر کوئی لباس، جو مجھے اس لباس سے چھٹکارہ دلا دے۔" ایڈنا ڈمپل نے کہا اور نوجوان دیہاتی سوچنے لگا پھر بولا "منش کی مدد کرنا منش کا کرتویہ ہے، پرنت ہمیں ڈر لگتا ہے دیوی جی۔"

"کب تک ڈرتے جاؤ گے، کسی مظلوم کی مدد کرنا ایک نوجوان اور طاقت ور آدمی کا فرض نہیں ہے؟"

"ہے تو سہی۔" نوجوان اور طاقت ور کے الفاظ نے جگو مل کو کچھ احساس دلایا تھا۔

"بس تو پھر میری مدد کرو، ورنہ میں بھوکی پیاسی ان جنگلوں میں مر جاؤں گی۔"

"ٹھیک ہے دیوی جی۔ یہ ہمارا انگوچھا اپنے بدن پر ڈال لو اور تو ہمارے پاس کوئی کپڑے ہیں ہی نہیں۔" نوجوان نے پیازی رنگ کا ایک انگوچھا اس کی طرف بڑھا دیا اور ایڈنا ڈمپل نے اسے شال کی طرح اپنے شانوں پر اوڑھ لیا، پھٹے پرانے لباس کا کچھ حصہ اس انگوچھے سے چھپ گیا تھا، پھر وہ اطمینان سے نوجوان کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو گئی۔ گھوڑا جاندار تھا اور ان دونوں کو لیے ہوئے مناسب رفتار سے دوڑ رہا تھا۔

سولہ سترہ میل کا سفر بھی کافی لمبا ثابت ہوا اور پھر جب ہرن پورہ کے آثار نظر آئے تو نوجوان نے گھوڑے کی باگیں کھینچ لیں۔

"کیوں کیا ہوا؟"

"بس اب ہم پیدل چلیں گے دیوی جی، بات دراصل یہ ہے کہ جنگل کا اتنا لمبا راستہ تو پیدل کٹ نہیں سکتا تھا، لیکن بستی کے لوگ ہمیں دیکھیں گے تو کیا کہیں گے؟"

"ٹھیک ہے جیسا تم پسند کرو، میں گھوڑے سے اتر گئی ہوں، تم گھوڑے پر بیٹھے رہو، میں تمھارے پیچھے پیچھے چل آؤں گی۔"

ارے نہیں دیوی جی، آپ عورت ہیں، یہ بات ہمارے لیے اچھی نہیں ہوگی۔"

"تو پھر یوں کرتے ہیں، دونوں گھوڑے سے نیچے اتر جاتے ہیں اور گھوڑے کی باگیں پکڑ لیتے ہیں؟"

"ایسا کر لیتے ہیں دیوی جی، آپ کی مرضی ہے ویسے میرے جیجا جی کا گھر زیادہ دور نہیں ہے۔" جگو مل نے کہا اور ایڈنا ڈمپل بھی گھوڑے سے اتر آئی۔

جگو مل کے جیجا جی کا گھر چھوٹا سا تھا، لیکن بہت صاف ستھرا ایک خوش شکل آدمی اور ایک عورت نے ان دونوں کا استقبال کیا۔ خوش شکل آدمی نے شریر نگاہوں سے جگو مل کو دیکھا تھا اور پھر وہ اپنے ساتھ کھڑی ہوئی عورت کو ٹہوکا مار کر بولا "دیکھا میں نہ کہتا تھا اپنا جگو بھیا کسی دن کوئی لمبا ہی کام دکھاوے گا۔ آؤ دیوی جی آؤ جگو اندر آ جاؤ۔" اس شخص نے کہا اور ایڈنا ڈمپل پُراسرار مسکراہٹ ہونٹوں پر بکھیرے اندر چلی گئی، وہ ان سادہ لوح لوگوں کو کیا کہہ سکتی تھی۔

بہرطور جگو مل نے ہکلاتے ہوئے انداز میں ایڈنا ڈمپل کی کہانی ان لوگوں کو سنائی اور ان لوگوں نے اس سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی ہر مدد کا وعدہ کیا، لباس وغیرہ اسے مہیا کر دیا گیا۔ سفید رنگ کی ایک دھوتی ایڈنا ڈمپل نے اپنے بدن کے گرد لپیٹ لی اور پھٹے پرانے اور غلیظ لباس سے چھٹکارا حاصل کر لیا جس سے بہت سی کراہت آمیز یادیں وابستہ تھیں۔

کھانا وغیرہ کھانے کے بعد جگو مل کے بہنوئی نے ایڈنا ڈمپل سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی اور پوچھنے لگا "دیوی جی ہرن پورہ میں تمھارا کوئی جاننے والا ہے؟"

"ہاں ہے!" ایڈنا ڈمپل نے پُرسکون لہجے میں کہا۔

"تو پھر تم ہمیں اس کا پتہ بتاؤ، تاکہ ہم تمھیں وہاں پہنچا دیں۔"

"ایراوتی پیلس۔ رانی ایراوتی میری دوست ہے۔" ایڈنا ڈمپل بولی، "کیا۔" جگو مل کے جیجا جی کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا۔ اس کی بہن بھی شدت حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گئی تھی۔

"ہاں میں اسی کی مہمان تھی اور اسی کے پاس جاؤں گی۔"

"ہرے رام، دیوی جی آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا، شما کر دیں، ہم نے آپ کی شان کے مطابق سواگت نہیں کیا۔"

"نہیں نہیں ٹھیک ہے سب ٹھیک ہے، اب تم میرے لیے انتظام کر دو، میں ایراوتی پیلس جاؤں گی۔" ایڈنا ڈمپل نے کہا اور وہ سب بھاگ دوڑ میں مصروف ہو گئے، اتنی بڑی شخصیت کے ساتھ انھوں نے کوئی خاص سلوک نہیں کیا تھا۔

★★

ہکسن نے ہرن پورہ پہنچ کر رانی ایراوتی سے ملاقات کی۔ ہکسن کے آنے کی اطلاع ملتے ہی ایراوتی نے اسے محل کے خاص کمرہ میں بلا لیا، یہ ساؤنڈ پروف کمرہ تھا اور دروازے بند کرنے کے بعد یہاں کی آواز کہیں بھی نہیں سنی جا سکتی تھی، بہت ہی احتیاط اور جدید ترین آلات کی مدد سے اس کمرے کا ماحول ترتیب دیا گیا تھا۔

موتی مارورین نے متجسس نگاہوں سے ہکسن کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا "کہو ہکسن کیا خبر لائے ہو، تمھاری واپسی میرے لیے بڑی سنسنی خیز ہے۔" ویسے میں بڑی بے چینی سے تمھاری طرف سے ملنے والی اطلاعات کا انتظار کر رہی تھی۔"

"حالات بڑی طرح الجھ گئے تھے میڈم، شیران اچانک میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تھا اور میں انتہائی کوشش کے باوجود اس کا پتہ پانے میں ناکام رہا تھا، اسی طرح مجھے ایڈنا ڈمپل کے بارے میں بھی تفصیل نہیں معلوم ہو سکی تھی اور میں پاگلوں کی طرح پہاڑوں میں بھٹک رہا تھا، مجھے اندازہ نہیں تھا کہ وہ دونوں کس طرف نکل گئے، آپ میری پریشانی کا اندازہ نہیں لگا سکتیں میڈم شیران کے گم ہو جانے سے میں کتنے وسوسوں کا شکار رہا ہوں، میں جانتا تھا کہ مجھ سے کوتاہی ہوئی ہے اور رانی صاحبہ مجھے اس کے لیے کبھی معاف نہیں کریں گی، چنانچہ میری انتہائی کوشش یہ تھی کہ میں کسی بھی طرح شیران کا پتہ معلوم کر لوں۔

"اوہ، تمہید مت باندھو، یہ بتاؤ شیران خیریت سے تو ہے نا؟"

"جی ہاں بالکل خیریت سے ہے،" ہکسن نے مسکرا کر جواب دیا اور موتی مارورین کے چہرے پر سکون کے آثار نظر آئے۔

"تھینکس گاڈ، یہ خوشخبری میرے لیے بہت اطمینان بخش ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ وہ کہاں ہے؟"

"طویل عرصے کے بعد میڈم سانگل بستی میں اسے دیکھا گیا، وہ نجانے کتنا طویل سفر طے کر کے سانگل بستی پہنچا تھا، مجھے یقین ہے کہ وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں گرفتار تھا، بہرحال میں نے اسے سانگل بستی میں دیکھا، لیکن اس کے قریب پہنچنے کی کوشش نہیں کی میں نے۔" ہکسن نے کہا۔

"گڈ، یہ اچھا کیا تم نے، اسے یہ اندازہ نہیں ہونا چاہیے تھا کہ ہم اس کی کھوج میں ہیں۔" موتی مارورین نے کہا پھر بولی۔ "کیا وہ اس وقت بھی سانگل میں ہے؟"

"نہیں میڈم۔ سانگل سے ہردوئی چلا گیا ہے، ہردوئی اسے بہت پسند ہے اور کیوں نہ ہو، ہردوئی کے باشندے اسے اپنا نجات دہندہ سمجھتے ہیں، ڈاکوؤں سے ہردوئی کے باشندوں کو نجات دلانا شیران ہی کا کام تھا، اور اس سے پہلے وہ ان کے لیے وہاں بہت سے جنگلی درندے شکار کر چکا ہے، اس لیے وہاں کے لوگ اسے ایک دیوتا کی حیثیت سے پوج رہے ہیں اور وہ ان لوگوں کے درمیان خوش ہے۔

گڈ ویری گڈ، ابھی وہ ادھر آنے کا ارادہ تو نہیں رکھتا؟"

"بظاہر تو نہیں۔"

"تم نے سانگل سے ہردوئی تک اس کا تعاقب کیا تھا؟"

"ہاں میڈم، مسلسل تعاقب، میں نے اسے ایک لمحے کو بھی اپنی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دیا۔

"ہماری دوست کے بارے میں کچھ بتاؤ، اس کا بھی کچھ پتہ چل سکا؟"

"میرا خیال ہے اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے،" ہکسن نے جواب دیا اور موتی مارورین چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"تم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہو یہ بات؟"

"وثوق سے تو نہیں، لیکن شیران ان جنگلوں سے نکل آیا... ایڈنا ڈمپل کا کہیں پتہ نہ چل سکا، میں نے ساری اطراف چھان ماری تھیں، صرف وہی ایک سمت ایسی رہ گئی تھی جو میں نہیں دیکھ سکا تھا اور جدھر شیران گیا تھا، ایڈنا ڈمپل بھی اسی سمت گئی تھی، لیکن وہاں جنگلوں سے نہیں نکل سکی، اور یہ بات تو طے ہے کہ شیران ایڈنا ڈمپل کا دشمن تھا، اگر وہ اسے نظر آ جاتی تو وہ اسے کبھی نہ چھوڑتا، یا پھر اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ اس نے ایڈنا ڈمپل کو ہلاک کر دیا۔ ورنہ وہ اتنا مطمئن اور مسرور نظر نہ آتا اگر یہ بات نہ ہوتی۔

"اوہ۔ اوہ کاش تم کسی طرح شیران کے بارے میں معلوم کر

سکتے ہو؟" موفی ماروین نے کہا۔

"میں بس احتیاطاً اُس سے نہیں ملا، وہ عجیب طبیعت کا انسان ہے، میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کے حکم سے کسی بھی طرح کا انحراف ہو، آپ نے مجھے یہی ہدایت کی تھی۔"

"ہاں یہی ہدایت کی تھی لیکن اب کسی بھی طرح یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ ایڈنا ڈمپل کا کیا حشر ہوا؟ اگر وہ مر بھی گئی ہے تو کسی بھی طرح ہمیں اس کے بارے میں تنظیم کو اطلاع دینا ہوگی، بڑے پیچیدہ حالات ہو گئے ہیں ہکسن، یوں سمجھو، مجھے اپنی زندگی کے پریشان ترین دور سے گزرنا پڑ رہا ہے، یہ کم بخت ایڈنا ڈمپل نجانے کہاں سے یہاں آمری، بڑی اچھی زندگی گزر رہی تھی۔ میری اور اس زندگی میں،" موفی ماروین خاموش ہوگئی، ہکسن نے بھی اس کے آگے کے الفاظ کے بارے میں اس سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ وہ موفی ماروین کا بہت احترام کرتا تھا اور اس کی ہدایت کے مطابق ہی عمل کرتے رہنا چاہتا تھا، تاکہ اُسے کسی طرح شکایت کا موقع نہ مل سکے۔ موفی ماروین کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی، تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اُس نے کہا۔ "تھینک یو ہکسن، تم نے واقعی میرے لیے بہترین خدمات انجام دیں لیکن میرے عزیز ابھی تمھیں تھوڑی سی کوششیں اور کرنا ہیں۔"

"میں حاضر ہوں میڈم۔"

"تو سنو پہلی بات تو یہ کہ ایڈنا ڈمپل کے بارے میں اپنے کچھ آدمیوں کو مصروف کر لو، تاکہ وہ یہ پتہ لگانے کی کوشش کریں کہ کیا ایڈنا ڈمپل موت کا شکار ہوگئی، اگر ایسا ہوا تو کیسے ہوا، ویسے یہ سوال تم شیران سے بھی کر سکتے ہو، لیکن اس سے پہلے ہی اپنے کچھ آدمیوں کو اس کے لیے مخصوص کر دو اور پھر تم ہردوئی چلے جاؤ۔"

"بہتر میڈم۔ ہردوئی جا کر مجھے کیا کرنا ہوگا؟" ہکسن نے پوچھا۔

"شیران سے ملاقات کر لو، چاہو تو میرے پیغام کے ساتھ تھاور کو ایک بار پھر شیران کے پاس لے جاؤ اور شیران کو سیر و شکار میں اُلجھائے رکھو، باتوں باتوں میں تم اس سے ایڈنا ڈمپل کے بارے میں معلوم کر سکتے ہو، لیکن خیال رہے اسے کسی قسم کا شبہ نہ ہونے پائے۔"

"آپ مطمئن رہیں میڈم، میں اُسے ہینڈل کرنے کا طریقہ جانتا ہوں۔"

"اسے اس وقت تک یہاں نہ آنے دو، جب تک میں تمھیں اس سلسلے میں دوبارہ اطلاع نہ دوں۔"

"بہتر میڈم، ایسا ہی ہوگا، آپ مطمئن رہیے" ہکسن نے جواب دیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ موفی ماروین سے رخصت ہو کر باہر نکل آیا۔

موفی ماروین کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی وہ ایڈنا ڈمپل کے بارے میں سوچ رہی تھی، کم بخت بُری موت ماری گئی اور اگر زندہ بھی ہے تو یقیناً بدترین حالات کا شکار ہو گی، اس کے ساتھ یہی سب کچھ ہونا چاہیئے تھا، اُسے یہی سزا ملنی چاہیئے تھی۔

دُوسرے دن وہ تقریباً گیارہ بجے پروجیکٹ سے واپس آئی تھی کہ اُسے گیٹ پر ہی ایک سنسنی خیز خبر ملی اور وہ ایک لمحے کے لیے گم صُم سی رہ گئی، اُس کے ایک ماتحت نے اُسے بتایا تھا۔ "میڈم آپ کی دوست آپ کی مہمان واپس آگئی ہیں۔"

"کون؟"

"ایڈنا ڈمپل۔" اُس شخص نے جواب دیا اور موفی ماروین ساکت رہ گئی تھی، پھر اُس نے خود کو سنبھال کر کہا "کب واپس آئی ہے وہ؟"

"ابھی ابھی تھوڑی دیر قبل۔" اُس شخص نے جواب دیا۔

"ہُوں کہاں ہے؟"

"آپ کے کمرے میں آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر قبل اُنھوں نے کہا تھا کہ آپ کو ان کی واپسی کی اطلاع دی جائے۔"

"گڈ، ویری گڈ، ٹھیک ہے" موفی ماروین نے کہا۔ اُس کا چہرہ ایک دم سُت گیا تھا، ایڈنا ڈمپل کی زندگی کی خبر اُس کے لیے بم کے دھماکے سے کم نہیں تھی۔ تاہم مضبوط اعصاب کی عورت تھی، جس طرح خیران بیچ بچا کر پہلے سانگلی اور پھر وہاں سے ہردوئی پہنچ گیا، اسی طرح ایڈنا ڈمپل بھی کسی طرح ان جنگلوں سے بچ کر نکل آئی۔ بہر طور موفی ماروین یہ تو اچھی طرح جانتی تھی کہ ایڈنا ڈمپل عام عورت نہیں ہے اور اُسے مارنے میں بھی مشکلات پیش آئیں گی، بہر طور ایڈنا ڈمپل کے سامنے وہ کسی ایسے انداز میں نہیں پہنچنا چاہتی تھی کہ ایڈنا ڈمپل کو اس پر شبہ ہو جائے۔ دو چالاک اور ذہین شخصیتیں ایک دُوسرے کے سامنے آ رہی تھیں، دونوں ہی اپنے آپ کو کنٹرول کرنے کے لیے بھرپور تیاریاں کر چکی تھیں، چند لمحات کے بعد موفی ماروین اس کمرے میں پہنچ گئی، جہاں ایڈنا ڈمپل ایک آرام دہ کوچ پر دراز تھی، یہاں آکر اس نے اپنا لباس بدل لیا تھا اور وہ دھوتی اُتار دی تھی جو اُسے ایک مقامی باشندے کے ہاں سے ملی تھی، موفی ماروین نے مسکراتے ہوئے اُس کا خیر مقدم کیا تھا، اور "ہیلو ایڈی" کہتی ہوئی اُس کی جانب بڑھی تھی، ایڈنا ڈمپل نے بھی بڑے دلآویز انداز میں اُس کا استقبال کیا تھا۔

"کہو ایڈی کیسا لگا ہمارا یہ علاقہ تمھیں؟"

"نہایت دلکش، نہایت حسین، میں تو اس علاقے کو دیکھ کر بڑی متاثر ہوئی ہوں۔"

"خوب، سیر و شکار کیسا رہا تمھارا؟"

"جیسا سیر و شکار ہوتا ہے، سنسنی خیز، ایڈونچر سے بھرپور اور کسی قدر تکلیف دہ بھی۔"

"تکلیف دہ کیوں؟"

"اس لیے کہ میرے ساتھی اس شکار کے دوران ہلاک ہو گئے۔"

"اور وہ کیسے؟"

"بس جنگلی درندوں سے مقابلہ کرنے نکلے تھے ہم لوگ، ظاہر ہے وہ ہمارا مہذب طریقے سے استقبال تو نہیں کر سکتے تھے، وہ لوگ ان کا شکار ہو گئے۔"

"اوہ ویری سوری، ریئلی ویری سوری، مجھے بے حد افسوس ہوا، تو، تمھیں بھی مشکلات سے گزرنا پڑا ہوگا؟"

"میری شکل نہیں دیکھ رہیں، جنگلوں میں پریشان پھرتی رہی ہوں، بڑی بڑی مشکلوں سے سامنا کرنا پڑا، لیکن مجھے زندگی کی یہی دلچسپیاں پسند ہیں، تم سناؤ کیسی گزر رہی ہے؟"

"حسب معمول، مصروفیات کا وہی عالم ہے، پروجیکٹ پر بھرپور نگاہ رکھنی ہوتی ہے، سارے کام بخوبی چل رہے ہیں لیکن مجھے افسوس ہے ڈمپل کہ میں تمھارے شایانِ شان انتظام نہ کر سکی، تم نے خود ہی اس بات کو پسند نہیں کیا تھا، ورنہ شاید تمھیں یہ دشواریاں اور یہ اُلجھنیں برداشت نہ کرنا پڑتیں۔"

"نہیں نہیں، مجھے اس سلسلے میں تم سے کوئی شکایت نہیں ہے، البتہ شیران کا معاملہ بدستور اُلجھا ہوا ہے، تم نہیں جانتیں موفی ماروین کہ شیران تنظیم کے لیے کس قدر اہم ہے۔ اس کی تلاش اور اس کا پانا ہمارے لیے بے حد ضروری ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتی کہ تم یہاں کی انچارج ہونے کے باوجود اس قدر بے بس ہو کہ ایک آدمی کو تلاش نہیں کر سکتیں۔"

"ہندوستان کوئی چھوٹی سی جگہ نہیں ہے ایڈنا اور پھر میرا اپنا کام کچھ اس قسم کا ہے کہ مجھے اس پر نگاہ رکھنے میں خاصی مشکلات پیش آتی ہیں، کسی ایک آدمی کی تلاش پورے ہندوستان میں ممکن نہیں ہے۔"

"ناممکن بھی نہیں ہے موفی ماروین، بہر طور مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے، البتہ مجھے وائٹ تھری سے رابطہ قائم کر کے اب تک کی رپورٹ پیش کرنی ہے، براہ کرم اس کے لیے انتظام کر دو۔"

"اوہ تم وائٹ تھری سے رابطہ قائم کرنا چاہتی ہو؟" موفی ماروین نے پوچھا۔

"ہاں۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس سلسلے میں تم میری مدد کرو گی۔"

"کیوں نہیں، کیوں نہیں، کب پروگرام ہے تمھارا؟"

"آج کسی بھی وقت۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، تم اگر چاہو تو میں ابھی تمھارے لیے یہ کام کر سکتی ہوں" موفی ماروین نے کہا۔

"تو میں تمھاری شکر گزار ہوں گی۔" ایڈنا ڈمپل بولی پھر مسکرانے لگی "لیکن موفی میری گفتگو خفیہ ہوگی، مجھے یقین ہے کہ تم اُس میں دخل انداز ہونے کی کوشش نہیں کرو گی۔"

"تم نے یہ کیسے سوچ لیا ڈیئر کہ میں وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ کے اور تمھارے درمیان آنے کی کوشش کروں گی؟"

"نہیں سوچا، بس میں تمھیں بتا رہی تھی یہ بات۔"

"بتانا نہیں چاہیئے تھا تمھیں، ویسے تم میری مہمان ہو، اس لیے میں تمھاری کسی بات پر بھی اعتراض نہیں کروں گی۔" موفی ماروین نے آہستہ سے کہا۔

"اوہ شکریہ بہت شکریہ، تو پھر میں چلوں؟"

"ہاں، آؤ میرے ساتھ" موفی ماروین بولی اور اپنی جگہ سے اُٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ محل کے مختلف گوشوں سے گزرتی ہوئی ایک ایسی جگہ پہنچ گئی جہاں چھوٹا سا تہ خانہ بنا ہوا تھا، یہاں بہت بڑی ٹرانسمیشن مشین موجود تھی، ایڈنا ڈمپل نے چاروں طرف دیکھا اور پھر گردن ہلا کر بولی "شکریہ میں اس مشین کو آپریٹ کر سکتی ہوں۔"

"او کے ڈمپل، تمھارا مطلب ہے میں جاؤں؟"

"میں تمھاری شکر گزار ہوں گی۔" ایڈنا ڈمپل نے جواب دیا اور موفی ماروین خاموشی سے وہاں سے نکل گئی۔ یہ حقیقت تھی کہ وہ یہاں ہونے والی گفتگو نہیں سن سکتی تھی، جب کہ اُس کی دلی خواہش تھی کہ کسی طرح وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ اور ایڈنا ڈمپل کے درمیان ہونے والی گفتگو اس کے علم میں آجائے، لیکن اس کا کوئی ذریعہ نہیں تھا، اگر وہ فوری طور پر ایڈنا ڈمپل کو گفتگو کرنے کا موقع نہ دیتی تو ایڈنا یقیناً محتاط ہو سکتی تھی اور پھر وہ موفی ماروین کی طرف سے بھی مشکوک ہو جاتی۔

"بہر طور کوئی حرج نہیں تھا۔ ایڈنا ڈمپل جو بھی گفتگو کرے گی اگر اس کا تعلق کسی بھی طور موفی ماروین سے ہُوا تو وہ سامنے آ جائے گی۔ بہر طور وہ بے چین تھی۔ اس کے علم میں نہیں تھا کہ ایڈنا ڈمپل وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ سے کیا گفتگو کرنا چاہتی ہے۔"

★★

ایڈنا ڈمپل موفی ماروین کے جانے کے بعد اپنی جگہ سے اُٹھی اور اُس نے تہ خانے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا اور اُس کے بعد اُس نے وہاں تیز روشنی کی اور پھر تقریباً بیس منٹ تک وہ ان دیواروں کا جائزہ لیتی رہی جو تہ خانے میں موجود تھیں۔ ایک ایک حصے کو وہ گہری نگاہ سے دیکھ رہی تھی اور یہ اندازہ لگا

رہی تھی کہ یہاں کوئی ایسی چیز تو پوشیدہ نہیں ہے جس سے موفی مارون کو یہاں ہونے والی گفتگو کے بارے میں پتہ چل جائے، اس کی تمام تر تلاش کا نتیجہ کچھ نہ نکلا اور اس کے بعد اُسے اس بات کا بھروسہ کر لینا پڑا، کہ یہاں کی گفتگو باہر کہیں سننے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے چنانچہ اُس نے ٹرانسمیٹر کھول کر وائی تھری ڈیپارٹمنٹ سے رابطے کی کوشش شروع کر دی۔

رابطہ قائم ہونے میں زیادہ دیر نہ لگی صرف چند منٹ صرف ہوئے اور دوسری طرف سے رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو، موفی مارون کیا بات ہے؟"

"سر میں موفی مارون نہیں، ایڈنا ڈمپل ہوں۔ میں وائی تھری ایٹ سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں، میری یہ گفتگو بے حد اہم اور ضروری ہے اس لیے اگر وائی تھری ایٹ لائن پر موجود نہ ہوں تو براہ کرم ان سے رابطہ قائم کر کے مجھے اطلاع دی جائے، میں لائن پر موجود ہوں۔"

"تو پھر چند لمحات انتظار کرو ایڈنا، ہم وائی تھری ایٹ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔" دوسری طرف سے جواب ملا۔

"میں انتظار کر رہی ہوں سر۔" ایڈنا ڈمپل نے کہا اور دوسری طرف سے آواز منقطع ہو گئی۔ ٹرانسمیٹر پر اسپارک کرتا ہوا بلب بجھ گیا تھا، ایڈنا ڈمپل خاموشی سے انتظار کرتی رہی۔ چار منٹ گزر گئے، پانچویں منٹ کا پہلا سیکنڈ شروع ہوا ہی تھا کہ سبز بلب پھر روشن ہو گیا اور دوسری طرف سے آواز آئی، "ہیلو ایڈنا ڈمپل۔"

"یس سر ایڈنا ڈمپل آن دی لائن۔"

"وائی تھری ایٹ سے گفتگو کرو، تمہارا اُن سے رابطہ قائم کر دیا گیا ہے۔"

"شکریہ جناب۔"

"ہیلو ڈمپل کیسی ہو؟"

"آپ کی خادم بالکل ٹھیک ہے سر، مجھے کچھ ضروری امور پر آپ سے گفتگو کرنا تھی۔"

"ہاں کہو، ویسے تم موفی مارون کے پاس ہو نا مجھے اس بارے میں تفصیلی رپورٹ مل چکی ہے۔"

"جی ہاں سر، مجھے ایک اہم مشن پر بارتم کے علاقے میں بھیجا گیا تھا، یقیناً آپ کو اس کا علم ہو گا، میں آپ سے یہ سوال کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی کہ آپ اس بارے میں نہیں جانتے۔"

"شیران کی بات کر رہی ہو نا۔"

"جی ہاں سر، تنظیم کے لیے یہ شخص ایک اہم حیثیت اختیار کر چکا ہے اور مجھے ہدایت ملی تھی کہ اس کا تحفظ کیا جائے کیونکہ یہ ہمارے گریٹ آپریشن کے لیے ایک اہم مہرہ ہے۔"

"ہاں ٹھیک ہے یہ تمام رپورٹس میرے پاس موجود ہیں، اور اس وقت بھی تمہارا فائل میرے سامنے ہے۔"

"جناب عالی، میں بارتم کے علاقے سے جو معلومات کر کے واپس پہنچی تھی، اس کی رپورٹ میں نے دی تھی اور اس کے بعد مجھے حکم ملا کہ میں شیران کی تلاش میں یہاں پہنچوں اور یہاں اس پر پوری نگاہ رکھوں۔"

"ہاں، تمہیں اپنے مشن میں کس حد تک کامیابی ہوئی ایڈنا ڈمپل؟"

"سر میں مکمل طور پر کامیاب ہو جاتی، آپ جانتے ہیں کہ ایڈنا ڈمپل نے بہت کام ادھورے چھوڑے ہیں، لیکن اگر ہمارے اپنے ساتھی ہی ہم سے عدم تعاون کا مظاہرہ کرنے لگیں، تو آپ بتائیے ہم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں؟"

"مراد؟" دوسری طرف سے سرد اور خشک لہجے میں پوچھا گیا۔

"موفی مارون نے مجھ سے تعاون نہیں کیا۔ میں نے اُس سے ملاقات کی، شیران کے بارے میں تفصیلات بتائیں اور پوچھا کہ وہ نوجوان جو وڈود نامی شخص کا پیغام لے کر یہاں پہنچا تھا کہاں گیا؟ اس کے جواب میں موفی مارون نے مجھے بتایا کہ چونکہ وہ صرف ایک پیغامبر تھا۔ اس لیے پیغام وصول کرنے کے بعد اُس پر نگاہ نہیں رکھی گئی اور نا ہی اس میں کوئی دلچسپی لی گئی وہ چلا گیا۔ میں نے موفی مارون سے درخواست کی کہ اس کی تلاش میں میری مدد کرے تو اُس نے وعدہ کر لیا، لیکن جناب یہیں ایراوتی پیلس میں رہ کر میری ملاقات کچھ ایسے لوگوں سے ہوئی جن سے مجھے پتہ چلا کہ شیران کے بارے میں مجھے جو اطلاعات دی گئی ہیں، وہ غلط ہیں، شیران ابھی چند روز پہلے تک یہیں تھا اور جب میں یہاں آئی تو اُسے ہٹا دیا گیا۔"

"وجہ۔" دوسری طرف سے متعجبانہ انداز میں پوچھا گیا۔

"وجہ کچھ عجیب سی ہے سر، سنا یہ گیا ہے کہ موفی مارون شیران سے بحیثیت عورت متاثر ہو گئی تھی، اور نہیں چاہتی تھی کہ شیران کسی طرح بھی مشکلات کا شکار ہو، جس شخص نے مجھے یہ اطلاع دی تھی سر اُسے قتل کر دیا گیا، اُس کے بعد میں نے شیران کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیں اور اپنے طور پر کارروائی کی، جس کے نتیجے میں جگہ جگہ میرا راستہ روکا گیا اور مجھے بارہا موت کی مشکلات میں دھکیل دیا گیا، لیکن میں تمام مشکلات پر قابو پا کر بالآخر ایراوتی پیلس پہنچ ہی گئی، یہاں پہنچ کر سر میں نے آپ سے گفتگو کرنے کا فیصلہ کیا، اس گفتگو میں چند اہم باتیں ہیں، جو میں پہلی بار آپ کے سامنے جرأت

مندی سے کام لے کر گوش گزار کرنا چاہتی ہوں۔"

"کہو کہو، بڑا اُلجھا ہوا معاملہ پیش کیا ہے تم نے ہمارے سامنے ایڈنا ڈمپل۔"

"جی ہاں سر۔ معاملہ واقعی اُلجھ گیا ہے، سر میں عرض کرنا چاہتی تھی کہ یہ قبائلی نوجوان جو کچھ عرصہ پہلے تنظیم کی نگاہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا اور جس کے بارے میں بعد میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اسے گریٹ آپریشن کے لیے ریزرو رکھا جائے گا، بہت انوکھی شخصیت کا مالک ہے، وحشی اور سر درندہ صفت انسان جسے انسانیت کی کسی اقدار سے کوئی غرض نہیں ہے لیکن اس کی شخصیت میں ایک ایسی کشش ہے سر کہ صنف مخالف اس کے لیے پاگل ہو سکتی ہے۔ ہمیں جو تربیت دی گئی تھی اس میں خاص طور سے اس بات کا خیال رکھا گیا تھا اور ہمیں ہدایت کی گئی تھی کہ ہمیں کسی آدمی کے سامنے کمزور نہیں پڑنا ہے، بحیثیت عورت اپنی شخصیت کو ختم کر دینا ہے، سر میرا ریکارڈ گواہ ہے کہ میں نے تربیت اور ہدایات کے مطابق ایسا ہی کیا اور آج تک میری ذات سے ایسی کوئی احمقانہ مثال وابستہ نہیں ہے لیکن سر، دل کی گہرائیاں ٹٹولنے سے مجھے پتہ چلا کہ ابھی میرے اندر عورت پن کی کوئی نہ کوئی رمق موجود ہے اور اس کا احساس مجھے شیران کے قرب سے ہوا، بارتم کے علاقے میں ایک راہبہ کی حیثیت سے میں اُس سے ملی، سر میں اپنے دل کے تقاضوں کے باوجود، تنظیم کے مقاصد کو مدنظر رکھا اور شیران کو خود سے اسی طرح دُور رکھا جس طرح مجھے ہدایت کی گئی تھی، یہاں تک کہ اُسے کنگ مونی کے حوالے کر دیا گیا اور اس نے کنگ مونی کو ہلاک کر کے اس طرف کا رخ کیا۔ سر یہاں موفی مارون نے نجانے اس پر کیا جادو چلا دیا، میں موفی مارون کے بارے میں کوئی شکایت آمیز الفاظ نہیں کہنا چاہتی لیکن بہرطور اُس نے بھی تنظیم کے احکامات کو رد کر دیا اور میں اس سلسلے میں ایک ہزار ثبوت آپ کو پیش کر سکتی ہوں۔"

"موفی مارون نے یہ اچھا نہیں کیا، اس بات کی اُس سے باز پُرس کی جائے گی۔"

"سر بات باز پُرس کی حدود سے نکل گئی ہے، میں آپ سے یہ کہنے میں عار محسوس نہیں کرتی کہ سر میں خود بھی شیران سے اتنی ہی متاثر ہوں کہ اس کے بغیر خود کو ادھورا سمجھتی ہوں۔"

"کیا بکواس کر رہی ہو ایڈنا ڈمپل کیا تمہیں یہ اندازہ نہیں ہے کہ تنظیم کے احکامات سے بغاوت تمہارے لیے کیا حیثیت رکھتی ہے، ہمارے اصولوں میں کوئی ترمیم ممکن نہیں ہے، ایڈنا ڈمپل تمہیں ہدایت کی جاتی ہے کہ اپنے احمقانہ خیالات اپنے ذہن سے نکال دو۔" دوسری طرف سے آواز کافی سخت ہو گئی تھی، ایڈنا ڈمپل نے آنکھیں بند کر لیں، وہ اپنے اعصاب کو پُرسکون کرنے کی کوشش کر رہی تھی، پھر اُس نے سرد لہجے میں کہا۔ "میں جانتی ہوں سر کہ میں ایک ایسے جرم کا ارتکاب کر رہی ہوں جو ناقابل معافی ہے لیکن میں بڑے فخر سے اپنی واردات کا اظہار آپ کے سامنے کر رہی ہوں جبکہ موفی مارون نے منافقت سے کام لیا اور شیران کو تنظیم کے مقاصد سے ہٹا دیا۔ سر اس لحاظ سے میرا درجہ اس سے بہتر ہے اور اب ان تمام باتوں کے بعد میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ شیران میری زندگی کی اتنی اہم ضرورت ہے جتنی میری زندگی کے لیے ہوا اور پانی، اگر یہ دونوں چیزیں مجھ سے چھین لی جائیں تو میں مر جاؤں گی سر لیکن میں اس تیسری چیز کو بھی اتنی ہی اہمیت دیتی ہوں۔ میں اپنی آج تک کی خدمات کا حوالہ دے کر اپنی اس کمزوری میں آپ کی مدد کی خواہاں ہوں۔" ایڈنا چند لمحات کے لیے خاموش ہو گئی پھر وائی تھری ایٹ کی آواز اُبھری۔ "مجھے بے حد حیرت ہے ڈمپل ہم لوگ دوران تربیت جہاں تم لوگوں کو عام انسانوں سے بلند کرنے کی نفسیاتی کوششیں کرتے ہیں، وہاں تم لوگوں کے لیے ایسے انتظامات بھی کرتے ہیں کہ تمہارے ذہن سے اس قسم کے احمقانہ خیالات ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں اور یقیناً ایڈنا ڈمپل تم دونوں کے لیے بھی یہ سب کچھ کیا گیا تھا۔ مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ یہ جراثیم تمہارے اندر کیسے پیدا ہو گئے۔ بے شک تم تنظیم کے لیے ایک اہم حیثیت رکھتی ہو اور ہمیں تمہاری مسلسل خدمات کی ضرورت ہے لیکن جو احساس جو جذبہ تمہارے ذہن میں پیدا ہو گیا ہے وہ کمزوری کی علامت ہے اور اب یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ تمہیں تمہارے منصب سے ہٹا کر واپس تجربہ گاہوں میں پہنچا دیا جائے اور تمہارا ذہنی تجزیہ کیا جائے۔"

"ایک بات عرض کروں سر انسانی فطرت کو آپ کتنا ہی تبدیل کر دیں کبھی نہ کبھی وہ اُبھر آتی ہے ہم لوگ روبوٹ نہیں ہیں، اگر ہم مشینی انسان ہوتے تو ہمارے ذہن سے محبت کا تصور مٹایا جا سکتا تھا لیکن گوشت پوست کے انسان ہونے کی حیثیت سے ہم اس جذبے سے بہت دُور نہیں جا سکتے۔ سر آپ یقین کیجیے کہ شیران نے اس دوران مجھ پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تھا۔ وہ میری زندگی کا خواہاں تھا۔ ایک ایک لمحے اُس نے مجھے موت سے ہمکنار کرنے کی کارروائی کی ہے اگر تنظیم کا مفاد میری نگاہ میں نہ ہوتا تو سر میں اپنی زندگی بچانے کے لیے یا اپنے جذبات کی پامالی کا انتقام لینے کے لیے اُسے قتل کر سکتی تھی۔ بارہا میرے ذہن میں یہ تصور اُبھرا کہ ایک ایسے شخص کو جو میرا نہیں بن سکتا کیوں نہ قتل کر دوں۔ وہ انتہائی بدترین انداز میں میری موت کا خواہاں تھا۔ سر آپ نہیں جانتے کہ میں نے

کس طرح اُس کے ہاتھوں سے اپنی زندگی بچائی ہے اور اب، اب وہ میرے لیے ایک چیلنج بن گیا ہے۔ میں اُسے اپنے سامنے جھکانے کی خواہش مند ہوں۔ سر! میں آپ کی اجازت چاہتی ہوں کہ میں اُسے ہانگ کانگ سے جاؤں۔ وہاں پہنچ کر میں اُس کا برین واش کروں اور اُسے غلام بنا کر اپنے ساتھ رکھوں۔ ہاں سر! آپ یقین کیجیے میرے ذہن کے گوشوں میں یہ خواہش اتنی شدت پکڑ چکی ہے کہ میں اُسے دبا نہیں سکتی۔ سر! میں نے تنظیم کے لیے اپنے جذبات کو دبا دیا اور اب بھی میں نے یہی کیا ہے لیکن اب صورتحال بدل گئی ہے سر۔ میں شیران کو وہاں لانا چاہتی ہوں، مجھے اس کی اجازت دی جائے۔ میں اس کو جھکاؤں گی ورنہ جان دے دوں گی۔ مجھے شیران کی شکل میں ایک چاہیئے۔ صرف ایک غلام مجھے درکار ہے۔ آپ میرے اس جذبے کو خواہ کچھ بھی سمجھ لیں۔"

"ایڈنا! وہ تنظیم کے لیے بے حد اہم ہے۔ تم اپنی خواہشات کو تنظیم کے مفادات پر زیادہ اہمیت دیتی ہو۔ بے شمار افراد نے ہمارے لیے اپنے خاندانوں کو قتل کر دیا ہے۔ اپنے وہ مقاصد ترک کر دیے ہیں جن سے اُن کی زندگی وابستہ تھی۔ میری خواہش ہے ایڈنا ڈمیل کہ تنظیم کے ایک وفادار رکن کی حیثیت سے اپنے اس جذبے کو سینے میں دبا دو اور وہی کرو جو کچھ تم سے کہا جا رہا ہے۔"

"سر یہ ممکن نہیں ہے۔ اب یہ ممکن نہیں ہے۔ یہ کسی طور ممکن نہیں ہے۔ میں ایسا نہیں کر سکتی۔"

"تب پھر تم پاگل ہو گئی ہو۔"

"ہاں سر! میں پاگل ہو گئی ہوں۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں پاگل ہو گئی ہوں۔"

"تمہارا علاج بے حد ضروری ہے ایڈنا ڈمیل۔"

"ٹھیک ہے سر! اگر تنظیم میری اس چھوٹی سی خواہش کا احترام نہیں کر سکتی تو پھر اُسے میرا علاج ہی کرنا ہوگا، اگر یہ ہونا ہے تو یہی ہوگا میں خود ہی کچھ کروں گی۔ میں نے آپ سے پُرخلوص امداد چاہی تھی لیکن آپ نے مجھے مایوس کر دیا اور اب، اب میں تنظیم کے مقاصد کی پابند نہیں رہی۔ یہ تنظیم جب میری ذات کے لیے کچھ نہیں کر سکتی تو پھر میں اس کے لیے اپنی زندگی دفن کرنے کو تیار نہیں ہوں۔"

"ٹھیک ہے ایڈنا ڈمیل اگر تم تنظیم سے بغاوت کا اعلان کرتی ہو تو تمہارے یہ احساسات بھی اعلیٰ حکام تک پہنچا دیے جائیں گے۔ وہی تمہارے بارے میں صحیح فیصلہ کر سکتے ہیں۔"

"اب مجھے کسی فیصلے کی پروا نہیں ہے سر! میں نے اپنے طور پر آپ سے مدد چاہی تھی لیکن ٹھیک ہے جیسا آپ مناسب سمجھیں۔"

ایڈنا ڈمیل نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ اس کی آنکھوں میں آگ رقص کر رہی تھی۔ چہرہ لال بھبوکا ہو گیا تھا۔ اس کے انداز سے خطرناک ارادے ظاہر ہوتے تھے۔ چند لمحات وہ اسی انداز سے بیٹھی رہی پھر اپنی جگہ سے اُٹھ گئی۔ وہ تہ خانے کے دروازے کی طرف بڑھی لیکن کسی خیال کے تحت ایک دم رُکی اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ کوئی ایسی چیز اُسے نظر نہیں آئی تھی جسے وہ اپنے کام کے لیے استعمال کر سکتی لیکن ایک چیز ایسی تھی۔ یہ ایک پیتل کا گلدان تھا جو ایک کارنس پر سجا ہوا تھا۔ وہ آگے بڑھی اور اُس نے کارنس سے گلدان اُتار لیا۔ اس کے بعد وہ ٹرانسمیشن مشین کی جانب بڑھ گئی اور پھر اُس نے گلدان دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر پوری قوت سے مشین پر دے مارا، وہ وحشیانہ انداز میں مشین پر مسلسل وار کر رہی تھی اور ذرا سی دیر میں اُس نے مشین توڑ پھوڑ کر پھینک دی، وہ جانتی تھی کہ موفی ماروین یہاں نہیں ہے۔ اُس نے سچائی کے ساتھ اُسے وائی تھری ڈیپارٹمنٹ سے گفتگو کرنے کی اجازت دے دی ہے لیکن اب جب وہ یہاں سے جانے گی تو وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے اُسے اشارہ موصول ہوگا اور ممکن ہے اس مشین کے کچھ زیرِ زمین تار اُس کی خواب گاہ تک پہنچے ہوں اور اسے یہاں سے ملنے والا اشارہ فراہم کرتے ہوں، ایسا ہی ہوگا۔ یقیناً ایسا ہی ہوگا اور جب وہ اس تہ خانہ سے نکل جائے گی تو موفی ماروین کو اشارہ موصول ہوگا۔ موفی ماروین یہاں آئے گی اور اُسے حکم دیا جائے گا کہ ایڈنا ڈمیل کو گرفتار کر لیا جائے یا ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ اس نے یہ مشین ہی ختم کر دی تھی تاکہ موفی ماروین کو اس سلسلے میں کوئی ہدایت ہی موصول نہ ہو۔ تہ خانے سے نکلتے ہوئے اُس کے ذہن میں بے شمار خطرناک منصوبے بن رہے تھے۔ تنظیم سے بغاوت کوئی آسان بات نہیں تھی لیکن اُس نے بے پناہ صبر کیا تھا۔ تنظیم نے اُسے ایک فولادی شخصیت بخشی تھی اور اب اس شخصیت کے بعد وہ اپنے آپ کو نچلی سطح پر لانے کے لیے تیار نہ تھی۔ شیران نے اس کی جو بے عزتی اور توہین کی تھی۔ اس کے انتقام کا صرف ایک ہی طریقہ تھا کہ واقعی شیران کو غلام کی طرح اپنے قدموں پر جھکا دے۔ اگر تنظیم کی امداد اُسے حاصل ہو جاتی تو وہ یقیناً سائنسی ذرائع سے شیران کو ذہنی طور پر مفلوج کر دیتی اور اس کے بعد اُسے اپنے کسی خادم کی حیثیت سے رکھتی۔ اس طرح اس کی اَنا کو تسکین مل سکتی تھی لیکن اب صورتحال مختلف ہو گئی تھی۔

شیران کے لیے اُس نے اپنی ساری زندگی، سارا ماضی ترک کر دیا تھا۔ اُسے قابو میں کرنا اُس کی زندگی کی سب سے بڑی ضرورت تھی وہ اس مشکل کام کا آغاز کر چکی تھی اور اس کے لیے اس کو زندگی کی بازی لگانی تھی۔

تہ خانے سے نکل کر وہ سیدھی موفی ماروین کے پاس نہیں پہنچی بلکہ موفی ماروین نے اس کے لیے جس قیام گاہ کا بندوبست کیا تھا وہ وہاں آئی تھی۔ چند لمحات وہ وہاں بیٹھ کر سوچتی رہی اور پھر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ موفی ماروین کو اب تنظیم کی طرف سے تو اشارہ موصول نہیں ہو سکتا لیکن وہ تہ خانے میں جا سکتی ہے اور جب وہ تہ خانے میں ٹوٹی ہوئی مشین دیکھے گی تو ممکن ہے اس صورتحال کا اُسے کچھ اندازہ ہو جائے اور اس کے بعد وہ کوئی بھی قدم اُٹھا سکتی ہے لیکن اس کے کوئی قدم اُٹھانے سے پہلے بہتر یہ ہے کہ موفی ماروین کو راستے سے ہٹا دیا جائے تاکہ تنظیم کی طرف سے کسی اور ذریعے سے ملے ہوئے پیغام پر وہ فوری طور پر ایڈنا کے خلاف کوئی عمل نہ کر سکے۔ کسی دوسرے نمائندے یا کارندے کی یہاں وہ حیثیت نہیں ہوگی کہ تنظیم براہِ راست اُسے کسی طور پر ہدایت دے سکے اور اس دوران ایڈنا ڈمیل کو یہاں سے نکل جانے کا موقع مل جائے گا۔

جہاں تک بات رہی شیران کی تو اگر ان جنگلوں سے وہ زندہ بچ کر واپس آ گیا اور موفی ماروین تک پہنچا تو یقیناً وہ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرے گی اور پھر ان معلومات کی روشنی میں وہ ایڈنا ڈمیل کے خلاف کارروائی کر سکتی ہے اس لیے بہتر طریقہ یہی ہے کہ موفی ماروین کو کوئی موقع ہی نہ دیا جائے۔" اس کے ذہن میں خطرناک منصوبے بنتے رہے اور تھوڑی دیر کے بعد وہ موفی ماروین کے سامنے تھی۔ موفی ماروین اُسے دیکھ کر مسکرائی۔

"ہیلو ڈمیل آؤ بیٹھو تمہارا کام ہو گیا۔"

"ہاں ڈیئر کام ہو گیا لیکن بس کچھ عجیب سی ہدایات ہیں شیران کے بارے میں شاید تمہیں اس بات کا علم نہ ہو کہ تنظیم شیران کے لیے بہت ہی اہم ارادے رکھتی ہے۔ تنظیم ایک خاص علاقے میں ایک اہم کھیل کھیلنے کی خواہش مند ہے اور اس کے لیے طویل تر منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ اس اہم کھیل کے مقاصد بے حد وسیع ہیں اور ان کے لیے طویل عرصے سے کام ہو رہا ہے۔ شیران کو اس سلسلے میں ایک اہم مہرہ بنایا گیا ہے اور اس کے تحفظ کا مناسب بندوبست کرنے کے لیے مجھے مخصوص کیا گیا تھا لیکن افسوس میں شیران کے تحفظ میں ناکام رہی۔ مجھے پتہ نہیں وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے؟"

"ہاں ایڈنا واقعی شیران کے بارے میں مجھے بھی کچھ نہیں معلوم ویسے تم اگر کوشش کرو تو یہ کام اتنا مشکل بھی نہیں ہوگا۔"

"موفی ڈیئر! مجھے تم سے شکایت ہے تم میرے ساتھ وہ تعاون نہیں کر رہی ہو جو تمہیں کرنا چاہیئے۔"

"مجھے بہت افسوس ہے۔ میں نے تم سے کون سے تعاون کے لیے منع کیا ہے ڈمیل!"

"میں تم سے ایک خاص کام لینا چاہتی ہوں موفی اگر تم اس سلسلے میں میری کچھ مدد کر سکو تو میں تمہاری بے حد شکر گزار ہوں گی۔"

"کہو کیا خاص کام ہے؟"

"کیا تم مجھے تھوڑا سا وقت دے سکتی ہو؟"

"کیوں نہیں کہو۔"

"میں تمہیں ایک بہت ہی اہم بات بتانا چاہتی ہوں لیکن موفی تمہیں میرے ساتھ تھوڑی دُور چلنا ہوگا۔"

"کوئی حرج نہیں ہے میں تیار ہوں۔" موفی ماروین نے خلوص سے کہا۔

"تو پھر آؤ ہم وقت ضائع نہیں کریں گے۔ شیران کے بارے میں کوئی فیصلہ کر لینا ضروری ہے تاکہ ہم کسی ایک بات پر متفق ہو جائیں۔"

"میں تیار ہوں چلو کہاں چلو گی تم؟"

"بس یہاں سے کسی ایسی سنسان جگہ جہاں ہمارے تمہارے علاوہ اور کوئی نہ ہو۔"

"چلو میں تیار ہوں۔" موفی ماروین نے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ انتظام کر کے ایک جیپ میں بیٹھ کر باہر نکل آئیں۔

ایڈنا ڈمیل چہرے سے اُداس نظر آ رہی تھی۔ اُس کی آنکھوں میں اُداسی کی جھلکیاں صاف دیکھی جا سکتی تھیں اور درحقیقت موفی ماروین لاکھ چالاک ہونے کے باوجود اس وقت اس پر کسی قسم کا شبہ نہیں کر پائی تھی بلکہ اس کے ذہن میں تجسس تھا کہ آخر ایڈنا ڈمیل اس سے کیا کہنا چاہتی ہے اور کسی سنسان علاقے کا رُخ کس لیے کیا گیا ہے۔

تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ پروجیکٹ کے بائیں سمت ایک پہاڑی علاقے میں پہنچ گئیں۔ یہاں چاروں طرف خوبصورت باغات پھیلے ہوئے تھے۔ اِن باغات میں خوبانی اور لیچی کے درختوں کی بہتات تھی کہیں کہیں نشیب نظر آ رہے تھے۔ ایک طرف ایک چھوٹا سا جھرنا بہہ رہا تھا۔ جگہ بے حد حسین تھی۔ موفی ماروین نے وہاں جیپ روک لی۔

اسی دوران اُسے یہ اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ ایڈنا ڈمیل کے ہاتھ غیر محسوس انداز میں کئی بار اُس کے بدن سے ٹکرائے ہیں۔ بظاہر ہاتھوں کے اس طرح ٹکرانے کا کوئی مقصد نہیں تھا لیکن چالاک عورت اسی طرح موفی ماروین کے جسم کا جائزہ لے کر یہ اندازہ لگا چکی تھی کہ اس کے پاس کوئی ہتھیار وغیرہ تو نہیں ہے اور چونکہ موفی ماروین بغیر کسی تردد

کے یا خاص خیال کے یہاں آئی تھی۔ اس لیے واقعی اُس نے اپنے ساتھ کوئی ہتھیار نہیں لیا تھا اور بالکل نہتی تھی۔

یہ اُس کا علاقہ تھا اور اس علاقے کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایڈنا ڈمپل اُسے کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے نہ ہی ایڈنا ڈمپل کے بارے میں اس کا یہ تصور تھا کہ وہ تنظیم کے اغراض و مقاصد کے خلاف اس کے ساتھ کوئی ایسی کارروائی کر سکتی ہے جو اُس کے لیے جان لیوا ثابت ہو۔

"آؤ۔" اُس نے جیپ سے اُترتے ہوئے کہا اور موفی ماروین جیپ سے نیچے اُتر کر ٹہلنے کے سے انداز میں اُس کے ساتھ چلنے لگی۔ ایڈنا ڈمپل کی پُراسرار خاموشی موفی ماروین کو کھل رہی تھی، تاہم وہ اس کے بولنے کی منتظر تھی۔

"کافی خوبصورت جگہ ہے۔" ڈمپل نے کہا۔

"ہاں یہ پورا علاقہ حسین ہے۔"

"میرے خیال میں موفی تمھارے ساتھ تنظیم نے کافی جانبداری سے کام لیا ہے۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"تمھیں اس علاقے میں رانی کی حیثیت دی گئی ہے۔"

"ہاں۔ لیکن مجھے تمھارے پہلے الفاظ پر اعتراض ہے۔"

"مثلاً۔"

"تنظیم کبھی کسی کے ساتھ جانبداری نہیں برتتی۔"

"یہ علاقہ مجھے بھی دیا جا سکتا تھا۔"

"تم اب بھی اس کے لیے درخواست کر سکتی ہو۔"

"تم یہ جگہ چھوڑ دو گی۔"

"کیوں نہیں۔ کام کہیں بھی کیا جا سکتا ہے۔"

"مشکل ہو گا موفی۔"

"یہ تم کہہ رہی ہو ڈمپل۔ اب میں ثبوت کیسے پیش کروں۔ ویسے میں بھی تم سے ایک سوال کروں؟"

"ضرور۔"

"تمھیں اپنی موجودہ پوزیشن پسند نہیں؟"

"فار ایسٹ۔" ڈمپل نے گہری سانس لے کر کہا۔ "بُری جگہ نہیں ہے لیکن زندگی کے یہ تعیشات وہاں نہیں ہیں یا پھر یُوں کہو کہ اس سے قبل میں نے اس بارے میں نہیں سوچا تھا۔"

"میری طرف سے پیش کش ہے کہ اگر تنظیم تمھیں یہاں تعینات کرنا چاہے تو میں خوشی سے یہ جگہ چھوڑ دُوں گی۔"

"تم تنظیم کے لیے دل میں بہت خلوص رکھتی ہو۔

"یہ میری فطرت ہے۔"

"یہ نہیں بلکہ بنائی گئی ہے۔"

"جو کچھ بھی ہو اب یہ فطرت بن چکی ہے اور اب میں تنظیم کے مفادات کے علاوہ اور کچھ نہیں سوچ سکتی۔"

"خیر ایسی بات نہیں ہے۔" ڈمپل ہنسی۔

"میں نہیں سمجھی۔" موفی ماروین نے کسی قدر ناگواری سے کہا۔

"بعض اوقات انسان اپنی ذات کے لیے دُنیا کی ہر شے سے بغاوت کر ڈالتا ہے۔"

ٹہلتے ٹہلتے وہ کافی دُور نکل آئی تھیں۔ موفی ماروین رُک گئی پھر بولی۔ "تم مجھ سے کیا کہنا چاہتی تھیں ڈمپل۔"

"ہُوں۔" ایڈنا ڈمپل گہری سانس لے کر خاموش ہو گئی۔ موفی ماروین سوالیہ انداز میں اُسے دیکھ رہی تھی پھر ڈمپل نے کہا۔ "رُک کیوں گئیں آگے بڑھو۔"

"میرے خیال میں ہم کافی دُور نکل آئے ہیں۔ تمھیں اگر کچھ کہنا ہے تو کہو یا کوئی چیز دکھانا چاہتی ہو، یہاں تک آنے کا کوئی خاص مقصد ہے یا پھر یونہی۔"

"موفی۔" دفعتاً ڈمپل کی سرد آواز اُبھری۔

"تم سسپنس پیدا کر رہی ہو ڈمپل، کہو کیا بات ہے؟"

"تم نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا موفی کہ تمھیں شیران کے بارے میں علم نہیں ہے۔ بس سمجھ لو کہ میں مجبور ہُوں۔"

"یہ مجبوری جاننے کے لیے ہی تم نے میرا قیمتی وقت ضائع کیا ہے۔" موفی ماروین نے تلخ لہجے میں کہا۔

"ہاں یہی سمجھ لو۔"

"یہ سوالات تم مجھ سے ایڈ ادتی پیلس میں کر سکتی تھیں۔"

"وہ جگہ اس سوال کے لیے مناسب نہیں تھی موفی ڈارلنگ۔"

ڈمپل کے لہجے میں کوئی ایسی بات تھی کہ موفی چلتے چلتے رُک گئی۔ اُس نے چبھتی نگاہوں سے ڈمپل کو دیکھا پھر بولی۔ "تم بے شک سے مکمل معلومات حاصل کر چکی ہو ڈمپل اور اس کے بعد اُسے قتل بھی کر چکی ہو پھر تم نے طویل عرصے تک جنگلوں کی خاک بھی چھانی ہے اور شاید تم شیران سے ملاقات بھی کر چکی ہو۔"

"اوہ تمھاری معلومات قابلِ قدر ہیں۔"

"میں تم سے کسی طور کم نہیں ہُوں، ڈمپل تم کیا سمجھتی ہو مجھے۔" موفی ماروین نے کہا۔

"اس بات پہ پہلے ہم رشک کرتے تھے خود پہ لیکن یہ کمبخت شیران ہمارے درمیان تنازعہ بن گیا ہے۔"

"اب کیا چاہتی ہو ڈمپل؟"

"تمھاری موت۔"

"اوہ۔ کیا یہ اتنی آسان بات ہے ڈمپل؟"

"میرے لیے ضروری ہے۔ تم بھی بھٹک گئی ہو موفی۔ میں بھی بھٹک گئی ہُوں۔ فیصلہ ضروری ہے۔ میں نے اسی لیے تمھارے محل سے اتنی دُور تمھیں زحمت دی ہے۔"

"تمھارا ذہنی توازن درست نہیں ہے ڈمپل۔ آؤ واپس چلیں، میں تمھاری اس حماقت کو چند شرائط پہ معاف بھی کر سکتی ہُوں۔"

غلط فہمی کی شکار ہو موفی۔ ہمارے درمیان دُنیا کی کسی بات پہ اختلاف نہیں ہو سکتا تھا لیکن یہ بات ہم دونوں جانتی ہیں کہ ہم ایک ہی شخص سے متاثر ہیں اور اس بات پہ کوئی سمجھوتہ کسی شکل میں نہیں ہو سکتا۔ میں یہ بھی جانتی ہُوں موفی کہ شیران کے سلسلے میں تمھارا پلّہ بھاری ہے اور تم نے کسی طرح اُسے جال میں پھانس لیا ہے۔"

"ہاں۔ میں یہ بھی جانتی ہُوں کہ اس نے تمھیں کس بُری طرح دھتکار دیا تھا اور پھر تم جنگلوں میں اس سے جان بچاتی پھر رہی تھیں۔"

"اگر تم اتنا بھی نہ جانتیں موفی تو تمھیں اس تنظیم کا کوئی عہدے دار ہونے کا حق نہیں تھا۔ میں اپنی اس توہین کا رازدار کسی کو نہ رہنے دوں گی اس لیے۔" ایڈنا ڈمپل نے فوراً ایک چھوٹا سا پستول نکال لیا جس پہ سائلنسر لگا ہُوا تھا۔

"تم تیاریوں کے ساتھ آئی ہو ڈمپل لیکن تمھارا کیا خیال ہے۔ میں بے وقوف ہُوں؟"

"کیا مطلب؟" ڈمپل پہلی بار چونکی تھی۔

"یہ میری مملکت ہے۔ یہاں کا چپّہ چپّہ میرے احکامات پر عمل کرتا ہے۔ ڈمپل کو ہلاک کر دو۔" موفی نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر کسی کو مخاطب کیا اور ڈمپل نے اپنے عقب میں ایک آواز سُنی۔ لیکن یہ بھی حقیقت تھی کہ یہ آواز موفی ماروین کے حلق سے نکلی تھی اور محسوس یُوں ہوتا تھا جیسے وہ عقب سے آئی ہو۔ ایڈنا ڈمپل سانپ کی طرح پلٹی اور اُس نے ایک فائر جھونک مارا لیکن وہاں تھا کون البتہ موفی ماروین کی لات اس زور سے اس کی کمر پہ پڑی کہ وہ اُچھل کر دُور جا گری۔

دُوسرے لمحے موفی ماروین اس کے سر پہ تھی لیکن ایڈنا ڈمپل ایک بار پھر سنبھلی اُس نے سیدھے ہوتے ہی فائر جھونک مارا اور گولی موفی ماروین کا ایک کان اُڑاتی ہُوئی نکل گئی۔

موفی ماروین کو بڑے زور کا چکر آیا تھا۔ وہ پھرتی سے ڈمپل پر گر پڑی۔ اُس طرح وہ دُوسری گولی سے بچ گئی اور اب اُس نے ایڈنا کا پستول والا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ دونوں زور آزمائی کر رہی تھیں۔ ایڈنا ڈمپل نے دُوسرے ہاتھ سے موفی ماروین کے بال پکڑے اور اُسے جھٹکے دینے لگی۔ وہ پستول والا ہاتھ موفی کی گرفت سے آزاد کرانا چاہتی تھی لیکن اسی حرکت میں موفی کی زندگی چھپی ہُوئی تھی۔ گولی نے اُس کا کان اُڑا دیا تھا اور وہ موفی ماروین کی کنپٹی کو چھوتی ہُوئی گزری تھی اس لیے کان کی شدید تکلیف کے ساتھ اس کا دماغ بھی چکرا رہا تھا اور اس چکراتے ہُوئے دماغ پہ قابو پانا مشکل ہوتا جا رہا تھا۔ اس کے باوجود وہ ایڈنا ڈمپل کے لیے ٹیڑھی کھیر ثابت ہُوئی۔ اُس نے ایڈنا ڈمپل کو رگید کر رکھ دیا۔ ایڈنا ڈمپل کو چند لمحات میں احساس ہو گیا کہ جسمانی طور پہ ماروین اُس پہ بھاری پڑ رہی ہے۔ دونوں ہی مارشل آرٹس کی تربیت یافتہ تھیں، اس لیے گتھم گتھا ہونے کے باوجود ایک دُوسرے پہ قابو نہیں پا سکی تھیں پھر موفی ماروین کو ایک موقع مل گیا۔ اُس نے ایڈنا ڈمپل کا پستول والا ہاتھ ایک نوکیلے پتھر پہ دے مارا اور ڈمپل کے حلق سے کراہ نکل گئی۔ پستول اُس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا لیکن اُس نے پھرتی سے پلٹ کر پستول پر پاؤں مارا اور وہ دُور جا پڑا پھر اُس نے دونوں پاؤں جوڑ کر موفی کے پاؤں پر مارے لیکن موفی ماروین نے اُس کے بال پکڑ لیے تھے جس کی وجہ سے ایڈنا ڈمپل کا داؤ خود اُس کے لیے نقصان دہ ثابت ہُوا۔ شدید جھٹکے سے اُس کے بال موفی ماروین کے ہاتھ میں آ گئے اور ڈمپل خود بھی بُری طرح اوندھی گری لیکن وہ موفی ماروین کے اُوپر گری تھی۔

دفعتاً اُس کی نگاہ موفی ماروین کے خُون آلود چہرے پر پڑی۔ بائیں سمت کا رخسار خُون میں ڈُوبا ہُوا تھا اور یہ خون کان کے زخم سے بہہ رہا تھا۔ ایڈنا ڈمپل نے اس زخم پر نگاہ ڈالی تو اُسے موفی ماروین کا ایک کان ہی غائب نظر آیا اور ایڈنا ڈمپل کو اس سے بہتر کوئی ترکیب نظر نہ آئی کہ موفی کے اس زخم سے فائدہ اُٹھائے۔ موفی ماروین پُوری قوت صرف کر کے اُسے پلٹنے کی کوشش کر رہی تھی کہ دفعتاً ایڈنا نے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی اُس کے کان کے زخم پر رکھ کر اُسے زور سے رگڑ دیا۔

یہ کاری وار تھا۔ زخم بے حد نازک تھا۔ موفی ماروین کے حلق سے ایک دلدوز کراہ نکلی اور اس کا بدن ایک دم ڈھیلا پڑ گیا۔ دُوسرے لمحے ایڈنا ڈمپل اُس کی گرفت سے نکل گئی۔ اُس کے ساتھ ہی اُس نے دُور پڑے ہُوئے پستول پر چھلانگ لگا دی۔

پستول اُس کے ہاتھ میں آ گیا تھا اس کے بعد اُس نے تاخیر نہ کی۔ یکے بعد دیگرے پستول سے دو گولیاں نکلیں اور موفی ماروین کے سینے میں پیوست ہو گئیں۔ موفی ماروین دوبارہ آدھے دھڑ سے اُٹھی لیکن کھڑی نہ ہو سکی اب وہ دونوں ہاتھ زمین پہ ٹکائے بند ہوتی ہُوئی آنکھوں کو کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔ دونوں گولیاں دل کے مقام پر لگی تھیں۔

"سوری موفی تمھارا ختم ہونا ضروری تھا۔ شیران تمھاری موت

کا باعث ہے۔ کوئی اور اختلاف مجھے اس حد تک نہیں لے جا سکتا تھا۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کوئی ایک شخص انسان کی پوری زندگی کو تہ و بالا کر دیتا ہے۔ اگر شیران تمہاری طرف ملتفت نہ ہوتا تو تم میرے لیے بے حقیقت ہوتیں لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ تم دونوں یک جا ہو جاؤ۔ ہاں موتی میں نے اس کے لیے تنظیم سے بھی بغاوت کر دی ہے اور تمہاری موت تنظیم سے میری بغاوت کا پہلا معرکہ ہے۔ میں نے آج تک اپنی صلاحیتیں تنظیم کے لیے وقف کر رکھی تھیں لیکن اب۔ میں انھیں اپنے لیے استعمال کروں گی۔ بہت سے معرکے ہوں گے، تنظیم سے، شیران سے لیکن یہ سُن لو موتی میری غلامی شیران کی تقدیر ہے۔ یہ ڈمپل کا عہد ہے۔"

موتی ماروین ایک طرف لُڑھک گئی۔ اس کی آنکھیں کُھلی رہ گئی تھیں۔ وہ مر چکی تھی۔

ایڈنا ڈمپل نے ایک نگاہ اُس پر ڈالی پھر وہ وہاں سے آگے بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ جیپ کے پاس پہنچ گئی۔ اُس نے جیپ اسٹارٹ کی اور وہاں سے چل پڑی لیکن ظاہر ہے اب اُس کا رُخ ایراوتی پیلس کی طرف نہیں ہو سکتا تھا۔

پروجیکٹ کی ایک اسٹانٹ کار نے اِدھر سے گزرتے ہوئے سب سے پہلے ایراوتی کی لاش دیکھی تھی۔ تین آدمی اس کار میں سوار تھے۔ ناقابلِ یقین بات تھی۔ اُنھیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ لاش موتی ماروین کی ہے لیکن آنکھوں کو کیسے جُھٹلا سکتے تھے۔ پروجیکٹ انچارج مسٹر فینٹک کو اطلاع دی گئی اور اس کے بعد تمام متعلقہ لوگ موتی ماروین کی لاش کے گرد جمع ہو گئے، رانی ایراوتی کی موت کوئی معمولی سانحہ نہیں تھی، ہرن پورہ اور اُس کے نواح کا سارا علاقہ اُس کی ملکیت تھا، اور وہاں اُس کی حکومت چلتی تھی، اُس کے علاوہ خود ہندوستان کے اعلیٰ حکام کی نگاہوں میں اُس کی بڑی وقعت تھی اور ایک مخصوص اٹامک پروجیکٹ کی سربراہ ہونے کی حیثیت سے اُسے سیاسی حیثیت بھی حاصل تھی، چنانچہ دُور دُور تک اطلاعات دی جانے لگیں، اس کے ساتھ ہی فوری طور پر ایک تحقیقاتی کمیشن بیٹھ گیا، جسے یہ اندازہ لگانا تھا کہ موتی ماروین کا قاتل کون ہو سکتا ہے؟"

ہکسن سے زیادہ اس سلسلے میں معاون اور کون ہو سکتا تھا اور درحقیقت ہکسن ہی اس سلسلے کا صحیح رازدار تھا۔ چنانچہ مسٹر فینٹک کو ہکسن نے تنہائی میں بتایا کہ موتی ماروین کی موت کی ذمے دار سو فیصد تنظیم کی ایک اور اہم سربراہ جو بنکاک اور اس کے نواح میں تنظیم کے معاملات سنبھالے ہوئے ہے، ایڈنا ڈمپل ہو سکتی ہے۔ ایڈنا ڈمپل کی تلاش کے لیے چاروں طرف کوششیں کی جانے لگیں۔

"ایراوتی پیلس میں اس کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں تو آہستہ آہستہ ملازمین اور خادماؤں کے ذریعے زنجیر کی کڑیاں بنتی چلی گئیں، ہکسن کو ایڈنا ڈمپل کی آمد کے بارے میں معلوم تھا۔ اس کے علاوہ جو حالات ہکسن کے علم میں تھے، وہ ایسے نہیں تھے کہ ایڈنا ڈمپل موتی ماروین کی موت کے شبہے سے بچ سکے، چنانچہ ہکسن نے تمام تحقیقاتی رپورٹ مرتب کر کے فیصلہ کیا کہ وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کو اس سے آگاہ کر دیا جائے۔"

عام حالات میں وائی تھری ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ صرف موتی ماروین ہی کر سکتی تھی لیکن اب مجبوری تھی کہ ہکسن خود اس سلسلے میں کوشش کرے اور وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کو اس بارے میں تفصیلات بتائے، وہ اس تہ خانے میں پہنچا جہاں ٹرانسمیشن مشین موجود تھی، لیکن وہاں کی حالت دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں مشین ٹوٹی پھوٹی پڑی ہوئی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ ایڈنا ڈمپل نے پہلے ہی انتظامات کر لیے تھے لیکن یہ تو تنظیم کے خلاف ضرب کاری تھی۔ ایڈنا ڈمپل نے نہ صرف موتی ماروین کو ہلاک کیا تھا بلکہ اُس نے یہ قدم تنظیم کے خلاف اُٹھایا تھا، ہکسن نے باہر نکل کر ایک بار پھر مسٹر فینٹک کو صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ تمام تفصیلات تو وہ اُنھیں نہیں بتا سکا تھا، لیکن بہر طور اُس نے پُورے وثوق سے یہ بات کہہ دی کہ موتی ماروین کی قاتل ایڈنا ڈمپل کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتی۔ حالات نے یہ تصدیق بھی کر دی تھی کہ ایڈنا ڈمپل اور موتی ماروین، تھوڑی دیر پہلے ایراوتی پیلس سے نکل کر ایک جیپ میں آئی تھیں۔ جیپ کا وہاں پتہ نہیں تھا۔

ہکسن نے فوری اقدامات کے تحت ڈمپل کی تلاش کے لیے چند افراد روانہ کیے اور اُنھیں ہدایت دے دی کہ ایڈنا ڈمپل جہاں بھی ملے اُسے ہر قیمت پر گرفتار کر لیا جائے اگر وہ بے گناہ نکلی تو اُس سے معذرت کر لی جائے گی کیونکہ جو کچھ کیا جا رہا ہے تنظیم کے مفاد میں کیا جا رہا ہے۔

ساری ہنگامی کارروائیاں شروع ہو گئی تھیں۔ وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کو یہاں سے براہِ راست اطلاع نہیں دی جا سکی، لیکن حکومت کے تعاون سے یہ اطلاع متعلقہ افراد تک پہنچا دی گئی کہ ایڈنا ڈمپل نے موتی ماروین کو قتل کر دیا ہے اور خود یہاں سے فرار ہو گئی ہے۔ وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ وائی تھری ایٹ نے فوری رابطہ قائم کیا اور حکم دیا کہ ایڈنا ڈمپل کو فوراً گرفتار کر لیا جائے۔

بادشاہ خان کے پانچوں دوست اس کی دعوت پر بنکاک پہنچ گئے تھے۔ اسمگلنگ کی دنیا کے پانچ بڑے آدمی۔ اگر بنکاک پولیس کو ان کی آمد کے بارے میں معلوم ہو جاتا تو شاید پورے علاقے میں کھلبلی مچ جاتی لیکن پانچوں آدمی احمق نہیں تھے۔ وہ بہت احتیاط سے یہاں داخل ہوئے تھے اور اپنے طور پر قیام کا بندوبست کر کے پھر اُنھوں نے بادشاہ خان کو اپنی آمد کی اطلاع دی تھی۔

بادشاہ خان خندہ پیشانی سے ان سے ملاقات کر کے اُن کی آمد کا شکریہ ادا کیا لیکن اس نے سب سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ اس دعوت کے بارے میں تفصیل وہ اس وقت بتائے گا جب سب جمع ہوں گے اور اس میں زیادہ وقت نہیں لگا۔ بادشاہ خان نے اس دعوت کا اہتمام کر لیا تھا لیکن ذہین بوڑھے نے اس میٹنگ میں نعمان خان کو شریک نہیں کیا تھا۔ وہ اپنے زیادہ تر معاملات محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔

جس عمارت میں دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا وہ بے حد شاندار تھی دریائی کے کنارے بنی ہوئی تھی۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد وہ ایک دوسرے بڑے ہال میں داخل ہو گئے جس کا آدھا حصہ پانی میں ڈوبا ہوا تھا اور موٹے شیشے کی دیوار کروڑوں ٹن پانی کو اندر داخل ہونے سے روکے ہوئے تھی۔

مارٹن کنگ نے مسکرا کر بادشاہ خان سے کہا۔ "پچاسی سالہ جوان کو دیکھ کر رشک آتا ہے۔ اس عمر میں لطافتوں کا تصور اوجھل ہو جاتا ہے لیکن تم نے زندگی کا سارا حُسن جمع کر رکھا ہے۔"

"بادشاہ خان شاید ایک سو پچاسی سال کی عمر میں بھی اتنا ہی جوان نظر آئے گا۔" ٹونو نے کہا۔

"دوستو بڑھاپا ایک احساس کا نام ہے۔ بدن کی تبدیلیوں کو میں بڑھاپا کہنے کا قائل نہیں ہوں۔ گزرنے والی عمر تجربات دیتی ہے اور یہ تمیز ہو جاتی ہے کہ کیا اچھا ہے کیا بُرا۔ میں نے اپنی زندگی میں بہت سے مقاصد حاصل کر لیے ہیں لیکن ابھی تشنہ ہوں۔ اس لیے میں نے خود کو بوڑھا تسلیم نہیں کیا ہے۔"

"اچھی منطق ہے لیکن ہمیں کب تک سسپنس میں رکھو گے۔ وہ کون سا معاملہ ہے جس کے لیے تم نے ہمیں طلب کیا ہے؟" بن حاتم نے کہا۔

"ایک اور بات پر روشنی ڈال دوں بادشاہ خان۔ ہمارے درمیان معاہدہ ہے کہ کوئی کام جس کا تعلق کسی کی ذات سے ہو اخلاقی پیمانے پر نہیں کیا جائے گا ہاں مشترکہ مفاد کے لیے سب ہم کسی بھی وقت کسی بھی جگہ جمع ہو سکتے ہیں۔" امریکی نژاد جیکارڈ نے کہا۔

"ہاں مجھے یہ معاہدہ یاد ہے اگر میری یہ دعوت بامقصد ثابت نہ ہو تو اسے ایک دوستانہ اجتماع تصور کر لیا جائے اور آپ کی آمد و رفت کا خرچ اور وقت کے زیاں کی قیمت کا تعین ہو جائے تو اس کی ادائیگی میرا۔۔۔۔ دوستانہ فرض ہو گی۔" بادشاہ خان نے کسی قدر ناگواری سے کہا۔

"اوہ۔ ڈیئر بادشاہ خان۔ جیکارڈ کی بات کا بُرا مت مانو جہاں تک معاہدے کا تعلق ہے میں اسے تسلیم کرتا ہوں لیکن اس امریکی نژاد کے بارے میں تمہیں علم ہے کہ یہ یہودی ہے۔" مارٹن کنگ نے کہا۔

"ہاں مجھے اس کا اعتراف ہے اور میں وقت کا بدل صرف دولت سمجھتا ہوں۔"

"ان دلچسپ باتوں میں اگر کام کی بات بھی جاری رہے تو کیا حرج ہے۔" بن حاتم نے کہا۔

"میں اس کے لیے زیادہ تمہید نہیں باندھوں گا۔ اس کا احساس تم سب کو ہو گا کہ آج کی اس میٹنگ میں صرف چھ آدمی شریک ہیں، افسوس ان دو کے بارے میں کسی نے کچھ نہیں کہا جو اس سے پہلے ہمارے درمیان موجود تھے۔"

"اور وہ اب موجود نہیں ہیں۔" جیکارڈ بولا۔

"کیا ان کی غیر موجودگی قابلِ افسوس نہیں ہے؟"

"وہ زندہ نہیں ہیں۔ اس کا ہم سب کو علم ہے۔"

"اور ان کی موت کی وجہ کا بھی علم ہو گا؟"

"دیکھو بادشاہ خان۔ موت صرف موت ہوتی ہے۔ وجہ تو لوگوں کے تذکرے کے لیے ہے۔ غالباً وہ کسی دُشمن کے شکار ہوئے ہیں۔ یہی کہنا چاہتے ہو تم؟"

"ہاں، اور دشمن بھی وہ جو کسی ایک کا نہیں ہم سب کا دُشمن ہے۔ یعنی مارلینو۔" بادشاہ خان نے کہا۔

"وہ بے بس دیہاتی جو ہماری تفریح کا ذریعہ بنا تھا؟"

"ہاں وہی بے بس دیہاتی، جس کے ہم نے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے تھے اور جسے ہینڈرک نے اپنی تفریح کے لیے پتہ نہیں کیا کچھ بنا دیا تھا، اُس نے اپنی سائنسی یادداشت اس بے بس دیہاتی کے ذہن میں محفوظ کر دی تھی، یہ سوچ کر کہ وہ صرف اس کے لیے ایک فائل کی حیثیت رکھتا ہے، جو اس ہماری تجوری میں رکھا ہوا ہے لیکن وہ بے بس دیہاتی ہینڈرک کی یادداشتوں کے سہارے اس وقت ان علاقوں میں سب سے بڑا سائنسٹ بن چکا ہے۔ اُس نے ایک ایسا نظام قائم کیا ہے جسے عبور کرنا ناممکنات میں شمار ہوتا ہے اور جو ہمارے ہی بل پر ایک ایسی قوت بن چکا ہے جسے ناقابلِ تسخیر کہا جا سکتا ہے۔" "کیا وہ اسمگلر ہے؟"

"ہاں۔ وہ اسمگلنگ بھی کرتا ہے اور اس کے علاوہ دوسرے تمام ناجائز کاروبار بھی جو حکومت کے لیے پسندیدہ نہیں ہیں اور جو ہماری راہ میں رُکاوٹ بن کر آتے ہیں۔" بادشاہ خان نے جواب دیا۔

"کیا اُس نے ہمارے مقاصد کو کوئی نقصان پہنچایا ہے" بن حاتم نے پُوچھا۔

"ایسا ویسا نقصان۔ ناقابلِ برداشت نقصان۔ بنکاک میں منشیات کے اڈّوں پر تقریباً ہمارا قبضہ تھا اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ منشیات کی تجارت کے سلسلے میں یہ علاقے گرلڈن کہلاتے ہیں۔ تم نے محسوس نہیں کیا کہ یہ تجارت ہمارے لیے اب فائدہ مند نہیں رہی ہے۔ اور مَیں نے طویل عرصے سے مال نہیں منگوایا۔ اس کی وجہ صرف مارلینو ہے"۔

"لیکن بادشاہ خان منشیات کے سلسلے میں جو مال تم منگوایا کرتے تھے یا جس کا تبادلہ ہم لوگ آپس میں کر لیا کرتے تھے وہ اتنی بڑی حیثیت کا حامل کہاں تھا کہ ہم لوگ اس کے لیے تشویش کا شکار ہو جاتے؟" بن حاتم نے کہا۔

"قطرہ قطرہ دریا بنتا ہے اور کیا یہ بات قابلِ افسوس نہیں ہے کہ ہم اپنا ایک شعبہ کھو چکے ہیں"۔

"بہر طور آگے کہو بادشاہ خان"۔ جیکارڈ نے درمیان میں دخل اندازی کی۔

"مارلینو نے ایک ایسے قبائلی نوجوان کو اپنا نائب مقرر کیا ہے جس کا تعلق میرے ہی علاقے سے ہے لیکن جو شیر کی طرح نڈر اور لومڑی کی طرح چالاک ہے، اس قبائلی نوجوان نے مارلینو کی عقیدت میں قسم کھائی ہے کہ وہ ان آٹھوں انسانوں سے انتقام لے گا جو اسے یعنی مارلینو کو اس حالت میں پہنچانے کے ذمّے دار ہیں اور وہ آٹھوں افراد کون ہیں؟ ہم لوگ۔ صرف ہم لوگ۔ ہم اس کی بات کو مُسکرا کر ٹال سکتے تھے، لیکن تم نے دیکھ لیا کہ ڈاکٹر بریٹو اور ہینڈرک اب اس دُنیا میں موجود نہیں ہیں، اور یہ دونوں اسی نوجوان کا شکار ہوئے ہیں"۔

"خوب خوب، دلچسپ کہانی ہے کہتے رہو" مارٹن کنگ نے کہا۔

"مارٹن کنگ، تم اس خطرے کو محسوس نہیں کر رہے، جو ہم سب کے سروں پر منڈلا رہا ہے، مَیں نے صرف اسی لیے تم لوگوں کو زحمت دی ہے کہ تم لوگ اس خطرے کو محسوس کرو اور میرے شانے سے شانہ ملا کر کام کرو"۔

"ایک سوال کر سکتا ہوں بادشاہ خان" نوٹن لوبو نے کہا۔

"ہاں ہاں ضرور پوچھو"۔

"کیا تمھاری قوتیں اب اتنی ناکارہ ہو چکی ہیں کہ تم کسی ایسے دشمن کو ختم نہ کر سکو اور اس کے لیے آٹھ بڑوں کی میٹنگ بلا لو"۔

"مَیں اس طنز کو برداشت کر گیا ہُوں نوٹن لوبو اور یہ اعتراف کرنے میں عار محسوس نہیں کرتا کہ میں تنہا اس سلسلے میں کام نہیں کر سکا، مَیں نے ہر ممکن کوشش کی کہ مارلینو کو اور اس کے دستِ راست شیران کو راستے سے ہٹا دُوں، لیکن اس میں مَیں کامیاب نہیں ہو سکا، اور مَیں جانتا ہُوں، کہ اگر تم کچھ عرصے یہاں رہ کر مارلینو کی قوتوں کا اندازہ لگاؤ تو تمھیں اس سنگین خطرے کا احساس ہو جائے گا جو ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہے"۔

"گویا تمھارا خیال ہے کہ وہ قبائلی نوجوان جس کا تعلق تمھارے علاقے سے ہے، بالآخر ہم سب کو قتل کر ڈالے گا؟"

"ہاں اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے، اُسے مَیں جانتا ہُوں، تم نہیں جانتے"۔

"دیکھو بادشاہ خان ہم تمھاری اس دوستانہ بات کا بُرا نہیں مانتے لیکن سچ بات تو یہ ہے کہ جس طرح مارلینو کے سلسلے میں ہم لوگوں نے ایک دلچسپ داستان سنائی تھی، ایسی بے شمار راتیں ہم اپنے اپنے علاقوں میں منا چکے ہیں جیسے انتباہ کہ جو ہمارے دُشمن ہیں، کسی بھی مکان میں کسی بھی علاقے میں کسی بھی مہم پر ہم سب پر گولیوں کی بوچھاڑیں کی جا سکتی ہیں، ہم مارے جا سکتے ہیں کیونکہ لوگ ہم سے اسی طرح عاجز ہیں، یہ دُشمن تو ہم نے چپے چپے پر پال رکھے ہیں، لیکن ہم نے کبھی اپنے دُشمنوں کے لیے سب بڑوں کو نہیں بُلایا، اور نہ ہی یہ بات ہم جیسے معیاری لوگوں کو زیب دیتی ہے، مارلینو ہو سکتا ہے کوئی بڑی قوّت بن چکا ہو، لیکن بادشاہ خان سے بڑی قوت نہیں ہے، ہم لوگ اسی طرح اپنے آپ کو آزماتے رہتے ہیں، کیوں جیکارڈ تم بتاؤ شکاگو میں والتھر میکو کتنی بڑی قوت رکھتا تھا، ایک ہزار سیاہ فام جرائم پیشہ اُس کے گروہ میں شامل تھے، والتھر میکو کس کے ہاتھوں تباہ ہُوا؟"

"میرے" جیکارڈ نے ایک وحشیانہ مُسکراہٹ کے ساتھ کہا

"بن حاتم، تم بتاؤ ترکی کا نشاد علی ایاشے کون تھا۔ کیا وہ ایک وحشتناک زلزلہ نہیں تھا۔ کس کے ہاتھوں مارا گیا؟"

"میرے ہاتھوں۔ بن حاتم نے جواب دیا"۔

"اور مارٹن کنگ تم کتنے دُشمنوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر چکے ہو؟"

"سینکڑوں کو۔ مجھے ان کی گنتی یاد نہیں ہے"۔ مارٹن کنگ نے جواب دیا۔

"ہم میں سے ہر ایک وہ ہے جو اپنے دُشمنوں کے لیے صرف موت کہلاتا ہے" اور ہم بادشاہ خان کو بھی انہی میں سے ایک سمجھتے تھے، بادشاہ خان مارلینو تمھارے علاقے میں ہے، تم یُوں کرو اسے افریقہ بھیج دو، کہیں بھی بھیج دو، اور ہم سے کہو کہ اُسے فنا کر دیں، ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمھیں اپنی مدد کے لیے نہیں بُلائیں گے، پھر یہ تم نے کیسی عجیب بات کی کہ ایک انسان کے خاتمے کے لیے ہم سب کو یہاں طلب کیا"۔

"اوہ، اوہ گویا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ احمق ہُوں مَیں، بُزدل ہُوں مَیں"

"نہیں بادشاہ خان، ہم اگر تم سے یہ کہہ دیں کہ چلو ٹھیک ہے ہم سب مل کر مارلینو کے خطرے کا مقابلہ کرتے ہیں، اُسے قتل کر دیتے ہیں، تو کیا یہ بات خود ہمارے لیے شرمناک نہ ہوگی۔ نہیں بادشاہ خان، ہم چاہتے تو ایک میٹنگ الگ سے کر سکتے تھے، تمھاری پیش کش پر غور کر سکتے تھے اور اُس کے بعد تم سے اس سلسلے میں انکار کر سکتے تھے۔ لیکن جو بات تم نے کہی ہے وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس پر غور بھی کریں"۔ ایڈی فورک نے کہا۔

"گویا۔ گویا۔ بادشاہ خان کے چہرے پر شکست خوردگی کے آثار پھیل گئے تھے"۔

"ہاں بادشاہ خان اس سلسلے میں بہتر یہی ہے کہ تم مزید ایسی کوئی بات ہم سے نہ کہو۔ ہم تو یہی سمجھے تھے کہ کوئی بہت بڑا بین الاقوامی منصوبہ تمھارے ذہن میں ہے، اور تم نے اس کے لیے ہمیں تکلیف دی ہے"۔

"تم لوگوں نے سنجیدگی سے میری بات کا نوٹس نہیں لیا اور اس کی وجہ یہی ہے کہ اس میں کہیں کوئی مالی مفاد نظر نہیں آیا۔ میں تمھیں یہ بھی پیش کش کر سکتا ہُوں کہ اگر تم بنکاک میں مارلینو کے قائم کیے ہُوئے اڈّوں پر قبضہ کر لو تو میں تم میں سے ہر ایک کو اتنی بڑی رقومات دے سکتا ہُوں جو تمھارے وقت کے زیاں کا بدل ثابت ہوں"۔

"نہیں بادشاہ خان، ہم ایک اجنبی جگہ اپنی قوت کا مظاہرہ نہیں کر سکتے، ہاں یہ دُوسری بات تھی کہ اگر اس اجنبی جگہ سے ہمیں کسی ایسی شخصیت کے خلاف کام کرنے کا موقع ملتا، جو ہمارے قابو سے باہر ہوتی اور جسے قابو کرنے کے بعد ہم کوئی عظیم الشان مالی منصوبہ بنا سکتے تو ہمیں اس پر اعتراض نہیں تھا"۔

"گویا تم لوگ میرا ساتھ دینے پر تیار نہیں ہو"۔

"اس میں ساتھ دینے کی بات ہی نہیں ہے بادشاہ خان، معاہدے کے تحت ہم صرف کسی ایسے مشترکہ مفاد کے لیے کام کر سکتے ہیں جو واقعی کوئی حیثیت رکھتا ہو۔ ایک چھوٹے سے دُشمن کی بات ہے اس کے لیے جو کچھ بھی کرنا ہے تمھیں ہی کرنا ہے، جہاں تک رہا ہم سب سے دُشمنی کا مسئلہ تو تم یہ کر سکتے ہو کہ شیران کو ہمارے علاقے کا پتہ دے سکتے ہو، وہ پہلے جس علاقے میں پہنچ گیا وہاں سے ہم تمھیں اس کی لاش پہنچوا دیں گے"۔ جیکارڈ نے جواب دیا۔

بادشاہ خان خاموشی سے گردن ہلانے لگا تھا، چند لمحات وہ خاموشی سے کچھ سوچتا رہا اور پھر اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تب تو پھر مجھے تم سے معذرت کرنی چاہیے دوستو کہ مَیں نے تمھیں زحمت دی"۔

"اگر یہ زحمت ملاقات کی حد تک رہ جائے تو کوئی ہرج نہیں ہے، اچھا ہُوا طویل عرصے کے بعد ہم سب ایک بار پھر مل بیٹھے، کچھ ایسے منصوبے بھی ہیں جن پر میٹنگ کرنے کی ضرورت تھی، دُنیا بڑی پُرسکون جا رہی ہے اور یہ سکون ہر طرح سے ہمارے لیے نقصان دِہ ہے، ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا مشترکہ منصوبہ بنایا جائے، جس سے ہمارا کاروبار پھر سے جاری ہو، مثلاً کسی جلد باز دو مُلکوں میں جنگ کرا دو اور ان میں اسلحہ سپلائی کرو، بہترین کاروبار ہے، اس کے لیے ایک بار میری اور ایڈی فورک کی ملاقات ہو چکی ہے اور ہم اس سلسلے میں تبادلۂ خیال کر چکے ہیں، جلد باز مُلکوں میں جنگ کرا کر اُن کی دُشمنی سے فائدہ اُٹھا کر اسلحے کی فروخت سے ہمیں بہترین فائدہ ہو سکتا ہے، اور اس سلسلے میں، مَیں اور ایڈی فورک ایک منصوبہ بنا رہے ہیں، میرا خیال ہے کہ تم مارلینو کو قتل کرنے کے بعد ہمارے اس منصوبے کی تکمیل کے لیے ہم سے ملاقات کرو۔ مَیں نے دو مُلکوں کا انتخاب کیا ہے، یہ دونوں ایک دُوسرے کے دُشمن ہیں اور ہمیشہ ایک دُوسرے کے خلاف صف آرا رہتے ہیں۔ میرا خیال ہے اگر ہم تھوڑی سی کوشش کر کے اُن کے درمیان پہلے جھڑپیں اور پھر جنگ شروع کرا دیں تو دونوں ہی ملک ایک دُوسرے پر چڑھ دوڑیں گے اور جب وہ اپنا محفوظ اسلحہ ختم کر چکیں گے تو پھر اُنھیں مزید اسلحے کی ضرورت ہوگی۔ اس دوران ہم خفیہ پیمانے پر اسلحے کے حصول کے لیے اعلا پیمانے پر کوشش کرتے ہیں اور جس قدر اسلحہ ہمیں مہیا ہو سکتا ہے، خرید لیتے ہیں، لُوٹ لیتے ہیں اور اسے جمع کر لیتے ہیں۔ کیا خیال ہے بادشاہ خان، کیسی تجویز ہے کیا تم اس میں حصّہ لینے کے لیے تیار ہو؟"

"نہیں، اگر یہ سب کچھ کرنا چاہتے ہو تو تم پانچوں کرو۔ میرے اپنے مسائل بے پناہ ہیں اور مَیں اُن سے نمٹے بغیر کسی دُوسرے کام کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ بادشاہ خان نے جواب دیا

❖

ایک اور میٹنگ بنکاک کے نواح کی ایک پُراسرار عمارت میں ہو رہی تھی، جو باہر سے بھدّی اور میلی نظر آتی تھی لیکن اندر سے بے حد شاندار تھی۔ اس میٹنگ کے شرکا کو بھی پتہ نہیں کہاں کہاں سے پہنچے تھے، چپّے چپّے پر مسلح افراد متعین تھے اور ایک ایک لمحے پر گہری نگاہ رکھ رہے تھے۔

آنے والے سب کے سب سیاہ نقابوں میں ملبوس تھے اور اُن میں سے کوئی بھی ایک دُوسرے کو اپنی جھلک دکھانے پر آمادہ نہیں تھا۔ ایک ہال نما کمرے کے درمیان میں ایک بہت بڑی سبز میز پڑی ہُوئی تھی جس کی سطح اتنی چمکدار تھی کہ اس میں چہرے صاف

نظر آرہے تھے۔ اکرسیوں کے سامنے اُن کے عہدوں کی چِٹیں لگی ہُوئی تھیں۔ درمیان میں وائی تھری کا ایک بینر نصب تھا۔ یہ وائی تھری ڈیپارٹمنٹ میٹنگ تھی۔ جب تمام شرکاء پہنچ گئے تو دروازے بند کر دیے گئے اور ساؤنڈ پروف کرو ہر قسم کی بیرونی مداخلت سے محفوظ ہوگیا۔ ایک رکن نے ایک بڑی سی مشین کا سوئچ آن کیا اور مشین پر ایک اسکرین روشن ہوگئی۔ یہ اسکرین شاید کسی کمپیوٹر سے منسلک تھی چنانچہ اس پر ایک مخصوص زبان میں ایک تحریر آنے لگی جس کا مفہوم یہ تھا کہ پوری طرح اطمینان کرلیا گیا ہے کہ ساؤنڈ پروف کمرے میں نہ تو کوئی ہتھیار موجود ہے اور نہ ہی کوئی ایسا آلہ جس پر یہاں ہونے والی گفتگو ریکارڈ کی جاسکے۔ ہر طرح سے اطمینان کا اظہار کیا جاسکتا ہے۔

یہ تحریر تین دفعہ اسکرین پر نمودار ہُوئی اور اس کے بعد اسکرین تاریک ہوگئی۔ تمام لوگوں نے پُراطمینان انداز میں گردنیں ہلائی تھیں پھر وائی تھری ایٹ کی سیٹ سے ایک گونجدار آواز اُبھری۔

”دوستو! یُوں تو تنظیم کی راہ میں بے شمار مسائل آتے رہتے ہیں اور ہم اُنھیں حل کرنے کے لیے جمع ہوتے رہتے ہیں لیکن اِس بار پے در پے دو ایسے ہنگامے واقع ہُوئے ہیں جن کی بناء پر ہمیں تشویش کا شکار ہونا پڑا ہے۔ تنظیم میرے ترافتی ہے اور یہ میرے ساری دُنیا میں تنظیم کے مقاصد کے لیے جو کچھ کر رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ مَیں کسی بھی طرح کی فضول گوئی سے پرہیز کرتے ہُوئے آپ لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہُوں کہ ہماری آج کی میٹنگ ایڈنا ڈمپل اور مونی مارون کے سلسلے میں ہے۔ ایڈنا ڈمپل بلاشبہ ایک بہترین تربیت یافتہ کارکن تھی اور ان علاقوں میں اُس نے بڑی ذمے داری سے اپنے فرائض کو سنبھالا ہُوا تھا، ایک بار بھی ہمیں اس کا موقع نہ مل سکا کہ اس کی کارکردگی میں کوئی نقص نکال سکیں، ہم نے ان علاقوں میں جو چاہا وہ ہمیں حاصل ہوگیا، لیکن حالات نے اور وقت نے ہمیں اُس اہم کارکن سے محروم کردیا، مَیں نہیں جانتا کہ آپ سب لوگوں کو ان تفصیلات کا علم ہے یا نہیں، مَیں جاننا چاہتا ہُوں کہ آپ میں سے کون کون ہے جو اُن کے بارے میں نہیں جانتا۔ برائے کرم مجھے بتایئے“ تقریباً سات افراد نے اپنے سامنے رکھے ہُوئے سُرخ بلب روشن کر دیے تھے۔ باقی سیٹوں کے سامنے سبز بلب روشن ہو گئے تھے۔ اس کا مقصد تھا کہ سرخ بلب والے افراد ان واقعات کے بارے میں نہیں جانتے۔

”شکریہ دُوسرا مسئلہ مونی مارون کا ہے۔ مونی مارون ہندوستان میں بڑے اعلا پیمانے پر اپنا کام انجام دے رہی تھی۔ بہت بڑا علاقہ تھا وہ اور اس بہت بڑے علاقے کو اُس نے اپنی مُٹھی میں کسا ہُوا تھا، کسی بھی طرف سے کوئی ایسی بات نہیں تھی جو ہمارے لیے قابلِ تشویش ہوتی، چنانچہ یہ کہنے میں عار نہیں کہ مونی مارون بھی ہماری اِن بہترین کارکنوں میں سے ایک تھی جن پر ہم فخر کرسکتے ہیں لیکن افسوس مونی مارون اب اس دُنیا میں نہیں ہے یہ سوال کرنا بے کار ہے کہ وہ لوگ جو ایڈنا ڈمپل کے بارے میں تفصیلات نہیں جانتے۔ مونی مارون کے بارے میں جانتے ہوں گے ہمیں انتہائی تشویش ہے کہ ہماری اتنی اہم تربیت یافتہ اور قابلِ اعتماد کارکنوں کے ذہنوں میں وہ کون سی کمی باقی رہ گئی تھی جس کی وجہ سے وہ ان حالات کا شکار ہوئیں۔ بات ایڈنا ڈمپل سے شروع کی جاتی ہے۔ اس عظیم کارکن نے انتہائی اعلا پیمانے پر یہاں کے معاملات کنٹرول کر رکھے تھے اور بڑی خوبی سے اپنے کام انجام دے رہی تھی۔ کچھ عرصہ پہلے ہمیں علم ہُوا کہ ہماری تنظیم کے ایک سیکنڈ بادشاہ خان نے ایڈنا ڈمپل سے ذاتی طور پر درخواست کی تھی کہ وہ اس کے دُشمن شیران نامی ایک شخص کو گرفتار کرکے اُس کی خدمت میں پیش کر دے۔ بادشاہ خان وہ شخص ہے جو ہمارے پہاڑی مشن کے لیے اہم مُہرہ ہے اور اس پہاڑی مشن کے بارے میں کچھ تفصیل بتانا بالکل ہی بے مقصد ہے اس وقت یہ کام تنظیم کے اہم ترین کاموں میں شمار ہوتا ہے، تو بادشاہ خان کو ہم نے اس لیے محفوظ کر رکھا ہے کہ وہ ہمارے اس پہاڑی مشن میں ہمارے لیے انتہائی شاندار کارکن ثابت ہوسکتا ہے۔ کیونکہ وہ اسی علاقے کا باشندہ ہے اور اس علاقے میں اس کی ہیبت ہے۔ مختصراً مَیں آپ کو یہ ضرور بتاؤں گا کہ بادشاہ خان ان قبیلوں میں سب سے شاندار اور جنگجو قبیلے کا سربراہ ہے اور یہ اس سربراہ ہی کا کارنامہ ہے کہ پہاڑ اس کے نام سے ہلتے ہیں۔ ایسا آدمی ہمارے مشن کی تکمیل کے لیے کس قدر کارآمد ثابت ہوسکتا ہے۔ اس کا اندازہ آپ لوگ خود لگا سکتے ہیں۔ بادشاہ خان کی دُشمنی شیران سلامن نامی ایک شخص سے ہوگئی اور یہ شیران سلامن اتنا وحشی انسان نکلا کہ بادشاہ خان جیسے آدمی کے قبضے میں نہ آیا اور اس کے مُنہ پر کالک لگا کر پہاڑوں سے نکل بھاگا۔ انتقاماً بادشاہ خان قبیلوں میں تباہی مچانا چاہتا تھا لیکن عین وقت پر ہم نے اُسے روکا اور اُس سے وعدہ کیا کہ اس کے دُشمن کو تباہ کرنے میں ہماری کوششیں شامل ہوں گی اور وقت سے پہلے یہ کام شروع کرکے وہ اس علاقے کی حکومت کو اپنی جانب متوجہ نہ کرے کیونکہ اگر حکومت اس کے اقدامات کے تحت اس کی طرف متوجہ ہوگئی تو ہمیں وہاں نقصانات پہنچنے کا خطرہ ہے۔ بادشاہ خان پہاڑی آدمی ہے اور آپ لوگ جانتے ہیں کہ پہاڑوں کے رہنے والے جنگجو اور خطرناک ہوتے ہیں لیکن بہرطور بادشاہ خان نے ہماری بات تسلیم کرلی اور اپنے مشن کو ترک کردیا، لیکن ان لوگوں کے بارے میں یہ تفصیلات جان کر آپ کو اور دلچسپی محسوس ہوگی کہ یہ دُشمن

کو اپنی زندگی کا سب سے اہم مقصد قرار دیتے ہیں اور اس کے بغیر ان کی زندگی کی تکمیل ممکن نہیں ہوتی۔ بادشاہ خان اپنے سینے میں آج بھی انتقام کی آگ روشن کیے ہُوئے ہے اور شیران کی موت چاہتا ہے جب بادشاہ خان نے ایڈنا ڈمپل سے شیران کی موت کی درخواست کی تو اسی دن اصولی طور پر ہم اس کی جانب متوجہ ہوگئے اور ہم نے شیران نامی اس شخص کو ہلاک کرنے کے لیے اپنے بہترین کارکن لگا دیے۔

لیکن ایک ایک کرکے شیران نے ان تمام کارکنوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا اور اس طرح اس کی یہ حرکت تنظیم کو چونکانے کا باعث بنی چنانچہ تنظیم نے اس شخص کا جائزہ لیا اور اس کے بارے میں یہ اندازہ قائم کیا کہ پہاڑی مشن کی تکمیل کے سلسلے میں وہ بادشاہ خان سے بہتر ثابت ہوسکتا ہے۔ بادشاہ خان کی عمر اس وقت پچاسی سال ہے اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہمارے اس مشن کے آغاز پر اس کی عمر کیا ہوگی کیونکہ جس سلسلے میں ہم انتظار کر رہے ہیں۔ اس کے لیے وقت کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔ دس پندرہ یا بیس سال بھی لگ سکتے ہیں۔ ہمیں اپنے اس اہم مشن کا آغاز کرنے میں اور اگر ہم پندرہ سال تک اس مشن کی ابتداء نہ کرسکے تو اس کا مقصد ہے کہ بادشاہ خان اس وقت سو سالہ بوڑھا ہوگا۔ بے شک وہ بہترین قوی اور بہترین جسمانی ساخت کا مالک ہے۔ اس کی ذہنی قوتوں کا تجزیہ کیا جاتا رہا ہے، وہ ایک مکمل آدمی ہے لیکن پندرہ سال اسے بڑھاپا بخش سکتے ہیں۔ اور اس وقت ایک بُوڑھا آدمی ہمارے لیے قابلِ توجہ نہیں ہوگا۔

چنانچہ جو رپورٹیں شیران کے بارے میں موصول ہُوئیں وہ اس قدر چونکا دینے والی تھیں کہ ہمیں شیران کی جانب متوجہ ہونا پڑا۔ یہ توجہ ہمارے مشن سے تعلق رکھتی تھی سوچا یہ گیا کہ وہ شخص جو پہاڑوں میں رہ کر پہاڑوں کے پہاڑ بادشاہ خان کی گرفت میں نہ آسکا اور جو تنظیم کے ایسے شاندار لڑاکوں اور بہترین دماغوں کو شکست دینے کا باعث بنا جن پر مکمل اعتماد و بھروسہ کیا جاسکتا تھا وہ کیا چیز ہے؟

پوری طرح تجزیہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ شیران کو محفوظ رکھا جائے۔ اس مقصد کے لیے کہ اگر بادشاہ خان اس وقت ہمارے قابل نہ رہے تو اس کا نعم البدل شیران ہوسکتا ہے۔ چنانچہ مَیں نے ایڈنا ڈمپل کو ہدایات جاری کیں کہ وہ شیران کو تنظیم کے مقاصد کے لیے پرورش کرے۔ مَیں نے پرورش کرنے کا لفظ صحیح استعمال کیا ہے۔ شیران کی فطرت کے بارے میں ایک مختصر سا جائزہ مَیں آپ لوگوں کو پیش کر دُوں۔ وہ انسان نما درندہ یا درندہ انسان ہے۔ جنگلی جانوروں کو ہلاک کرنا اُس کا شوق ہے اور وہ جنگلی جانوروں کے ساتھ بھی ایسی ہی درندگی کرتا ہے۔ جیسی درندے انسانوں کے ساتھ بھی نہ کرتے ہوں گے۔ اُسے ہر پہلو سے ٹھونک بجا کر دیکھا گیا ہے۔ وہ ذہین بھی ہے چالاک بھی ہے اور خونخوار بھی کچھ ایسی دلچسپ شخصیت کا مالک نکلا۔ یہ شخص کہ ہماری زیادہ سے زیادہ توجہ اس کی جانب ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ ایڈنا ڈمپل کی ڈیوٹی لگادی گئی کہ وہ اسے محفوظ رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرے اور ایڈنا ڈمپل ان احکامات پر عمل کرنے لگی۔ اس سلسلے میں اُسے کیسے کیسے مراحل سے گزرنا پڑا۔ یہ ذرا مختلف بات ہے جس کا تذکرہ اس مختصر وقت میں ممکن نہیں ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسے ان حالات میں شیران کے قریب رہنے کا موقع ملا۔ کنگ لوئی جیسی شخصیت جو خود ایک قبیلے کا خونخوار سربراہ تھا جب شیران کے ہاتھوں کے درمیان آیا تو شیران نے اُسے فنا کرکے رکھ دیا۔ گویا ہر محاذ پر ہمیں اس بات کا اندازہ ہُوا کہ شیران ایک ذہین طاقتور اور وحشی انسان ہے اور جب پہاڑوں میں ہمارے مشن کا آغاز ہوگا تو ہم اُسے اسی طرح مولڈ کریں گے کہ وہ ہمارے لیے بہترین ثابت ہو یقیناً وہ بادشاہ خان سے زیادہ مؤثر شخصیت کا مالک ہے۔ اسی اثناء میں ہماری نگاہوں کے سامنے ایک اور شخصیت آئی جس کا نام نعمان خان ہے۔ یہ بادشاہ خان کا بھتیجا ہے اور تعلیم یافتہ بھی ہے جب کہ شیران اس کے برعکس بالکل ناخواندہ آدمی ہے۔ اس بھتیجے نے بھی ہماری توجہ اپنی جانب مبذول کی اور ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا ایک بڑا حصّہ اس کی طرف متوجہ ہوگیا۔

چنانچہ بادشاہ خان کی اجازت سے اور اس کے علم میں لانے کے بعد اُسے ایک مشن پر بھیجا گیا اور نعمان خان نے انتہائی ذہانت اور اعلا کارکردگی کا مظاہرہ کرکے اس مشن کی تکمیل کر ڈالی۔ اس سلسلے میں مَیں آپ لوگوں کو بتادُوں کہ یہ آرمینس سرمالو کا مشن تھا۔ اس کے بارے میں آپ سب لوگ بہتر طور پر جانتے ہیں۔ اس کی تکمیل نعمان خان کے ہاتھوں ہُوئی۔ نعمان خان کو اس مشن کی تکمیل کے بعد واپس بُلالیا گیا اور اب معاملہ ان دو شخصیتوں کے درمیان تھا کہ اسی دوران شیران ایڈنا ڈمپل کی نگاہوں کی زد سے باہر نکل گیا اور بعد میں اس کے بارے میں اطلاع ملی کہ وہ ہندوستان میں داخل ہوچکا ہے۔ اتفاقیہ بات تھی کہ وہ مونی مارون کے علاقے میں پہنچ گیا تھا اور کسی طرح مونی مارون کا مہمان بھی بن گیا تھا۔ ایڈنا ڈمپل کو ہدایت کی گئی کہ وہ ہندوستان جاکر شیران کو حاصل کرے اور بدستور اُس کی نگرانی کرے۔

چنانچہ ایڈنا ڈمپل وہاں پہنچ گئی اور اس کے بعد ہی ان تکلیف دہ حالات کا جائزہ ہمارے سامنے آیا جن پر ہمیں انتہائی افسوس ہے۔ ایڈنا ڈمپل شیران کے عشق میں گرفتار ہوگئی۔ یہ بات ناقابلِ یقین تھی چونکہ تجربہ کار عورت سے اس قسم کی حماقتوں کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی لیکن ایسا ہو چکا تھا۔ دُوسری طرف یہ بھی رُوح فرسا اطلاع ملی کہ مونی مارون بھی اس

وحشت کا شکار ہے۔ میں نے شیران کو صرف تصویروں میں دیکھا ہے۔ درحقیقت وہ اتنا پرکشش نوجوان ہے کہ نازک ہستیاں اُس کے لیے پاگل ہو سکتی ہیں لیکن میں اس پاگل پن کی توقع ان دو شاندار عورتوں سے نہیں کر سکتا تھا لیکن دونوں ہی پوری طرح اس کی طرف مائل تھیں۔ ایڈنا ڈمپل نے مونی مارورین کی شکایت کرتے ہوئے مجھ سے کہا کہ مونی شیران کو اس سے چھپا رہی ہے۔ میں نے اُسے سمجھایا تو اس نے تنظیم سے بغاوت کی دھمکی دے دی اور پھر فوراً ہی اس پر عمل کر ڈالا۔ بلاشبہ تنظیم سے بغاوت کر دینے کے بعد کسی کی زندگی ممکن نہیں ہوتی اور یہ بات ایڈنا ڈمپل اچھی طرح جانتی تھی چنانچہ اُس نے عمل بھی کر ڈالا اور مونی مارورین اس کے ہاتھوں قتل ہو گئی۔ اس طرح دو اہم علاقے جو ہمارے لیے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ ہمارے کارکنوں سے محروم ہو گئے اور آج کی یہ میٹنگ اسی سلسلے میں طلب کی گئی ہے کہ ان علاقوں میں سربراہوں کی جگہ کسے متعین کیا جائے۔

دراصل ایڈنا ڈمپل ان علاقوں سے واقف تھی اور مونی مارورین اپنے علاقوں سے حالانکہ ہندوستان میں ہمارے مفادات کی تکمیل بہت مشکل کام نہیں ہے وہاں ہم سے مکمل تعاون کیا جاتا ہے لیکن پروجیکٹ جس طرح چل رہا ہے اس کے تحت ہمیں کسی ایسے ہی اہم آدمی کو متعین کرنا تھا جو ہماری توقعات پر پورا اُتر سکے یوں تو تنظیم میں ایسے ایسے ہزاروں افراد موجود ہیں جو اُن کا بدل ثابت ہو سکتے ہیں لیکن سب کے سب اپنی جگہوں پر اس طرح جڑے ہوئے ہیں جیسے انگوٹھی میں نگینے۔ اُنھیں ہلانا ایک علاقے کے نظام کو متزلزل کرنا ہے۔ ہمیں ایسے دو آدمیوں کی ضرورت ہے جو فوری طور پر ان علاقوں پر اپنا کنٹرول قائم کر سکیں اور یہ میٹنگ اسی سلسلے میں طلب کی گئی ہے۔"

"سر۔ آپ نے اس بارے میں کیا سوچا ہے؟"

"میں نے جو سوچا ہے وہ آپ کو بتاؤں گا لیکن بعد میں اس سے قبل اگر آپ کے ذہن میں ایسے کسی فرد کا تعین ہو تو براہِ کرم مجھے مشورہ دیجیے۔"

"ایڈنا ڈمپل کہاں گئی؟" ایک دُوسری کرسی سے سوال کیا گیا۔

"وہ مونی مارورین کو قتل کرنے کے بعد ہندوستان ہی میں رُوپوش ہو گئی ہے۔ اس کے سلسلے میں ایک خصوصی مشن روانہ کر دیا گیا ہے جو اُسے تلاش کر کے قتل کرے گا یا گرفتار کر کے ہمارے پاس لے آئے گا۔ کیونکہ تنظیم کے مقاصد سے واقف کسی شخصیت کا آزاد رہنا تنظیم کے لیے بے حد خطرناک ہے۔"

"کیا ایڈنا ڈمپل سے اس بات کی توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ تنظیم کے خلاف ایسی کارروائی بھی کرے گی۔"

"میرا خیال ہے نہیں لیکن اس کے باوجود یہ بات تنظیم کے اصولوں کے خلاف ہے کہ وہ اپنے کسی اتنے اہم کارکن کو اپنے آپ سے بغاوت کرنے کے بعد آزاد چھوڑ دے۔ ایڈنا ڈمپل صرف شیران کا حصول چاہتی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی وہ ہماری باغی بھی ہے۔"

"بالکل درست فرمایا آپ نے اب جس شخصیت کو ہندوستان میں متعین کیا جائے گا۔ اس کی ذمہ داری یہ بھی ہوگی کہ وہ ایڈنا ڈمپل کو تلاش کر کے ہلاک کر دے یا گرفتار کر کے تنظیم کے سامنے پیش کر دے۔"

"بے شک یہ اس شخصیت کی پہلی ڈیوٹی ہوگی کیونکہ باقی معاملات تو ابھی تک کنٹرول میں ہیں۔ اور ان میں کوئی اُلجھن پیدا نہیں ہو سکی ہے۔"

"تو سر بجائے اس کے کہ ہم اپنے ناقص ذہنوں کو استعمال کریں آپ ہی فرمایئے کہ آپ کے ذہن میں کیا ہے؟"

"میرے کہنے سے پہلے کوئی تجویز اگر تمہارے ذہن میں ہو تو بتاؤ" دانی تھری ایٹ نے کہا۔

"نہیں سر۔ آپ فرمایئے اس پر غور کیا جائے گا۔"

"تو پھر سنو۔ فی الوقت ہمارے پاس بادشاہ خان اور نعمان خان سے بہتر کوئی شخصیت موجود نہیں ہے۔ بادشاہ خان طویل عرصے سے بنکاک میں قیام پذیر ہے۔ یہاں کے معاملات اچھی طرح جانتا ہے ایڈنا ڈمپل کا بہت سے موقعوں پر ساتھ بھی دے چکا ہے اگر یہ سارا کنٹرول اس کے ہاتھ میں دے دیا جائے اور اُسے یہ ذمہ داری سونپ دی جائے تو وہ خوش بھی ہو جائے گا اور ہمیں یقین ہے کہ بڑی دلجمعی سے اپنا کام بھی کرے گا۔"

"نہایت مؤثر اور نہایت عمدہ تجویز ہے"۔ چاروں طرف سے آوازیں آئیں۔

"نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ اس میں کوئی نقص تلاش کریں"

"بظاہر کوئی نقص نہیں ہے سر اور یہ دونوں آدمی ایسے ہیں جنھیں فی الحال اس کام پر مامور کیا جا سکتا ہے ہاں۔ اس میں ذرا سی ترمیم کر لی جائے کہ اُن کے یہ عہدے عارضی ہوں۔ مگر اُنھیں اس کی اطلاع نہ دی جائے لیکن یہ بات ذہنوں میں رکھی جائے اور یہاں کے لیے کسی اور شخصیت کو تلاش کرنے کی کوششیں بدستور جاری رہیں تو بہتر ہوگا۔"

"مجھے تم لوگوں سے اس بات پر اتفاق ہے۔ نعمان خان اپنی ذہانت کا لوہا منوا چکا ہے۔ آرمینس سرداتو کے معاملے میں اُس نے جس ذہانت سے ہمارے دُشمن ملک کے مفادات کو نقصان پہنچایا ہے وہ قابلِ تحسین ہے اور اسی احساس نے ہمیں ذہنی طور پر اُلجھا دیا ہے"

"ہم نہیں سمجھے سر۔" ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے شخص نے کہا۔

کے گھوڑے پر ایک زوردار ہاتھ جما دیا۔ گھوڑا بھڑک کر بھاگا اور اُس نے کمال پھرتی سے کام لیتے ہوئے اُس کی لگامیں تھام لیں۔"

شیران اُس کا مقصد نہیں سمجھ سکا تھا لیکن بادشاہ خان کے ذہن میں یہ بات آ گئی تھی کہ اُس نے شیران خان کے گھوڑے کو کیوں سنبھالا ہے اور جونہی وہ بادشاہ خان کے پاس پہنچا بادشاہ خان پھرتی سے شیران کے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور دُوسرے لمحے وہ دونوں وہاں سے ہوا ہو گئے۔ شیران غرّاتا ہوا اپنی رائفل کی طرف دوڑا تھا جو کافی دُور جا گری تھی لیکن جب اُس نے رائفل اُٹھا کر اس سمت نگاہیں اُٹھائیں تو وہ لوگ رائفل کی رینج سے دور نکل چکے تھے اور درختوں کے درمیان اب ان کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔

"کتے۔ کتے۔ تیری موت شیران کا مقصد بن گئی ہے اور سچ بھی یہی ہے کہ ان جنگلوں میں یونہی بھٹکتے رہنا مجھے کچھ زیب نہیں دے رہا تھا تو نے میرے لیے ایک مشغلہ تلاش کر دیا ہے، دیکھ لوں گا تجھے۔ دیکھ لوں گا۔" شیران کے ہونٹوں سے بڑبڑاہٹ نکلی لیکن یہ بڑبڑاہٹ ان دونوں گھڑسواروں تک نہیں پہنچ سکی تھی جو سرپٹ دوڑے جا رہے تھے۔

بادشاہ خان حیران تھا نوجوان نے جو کچھ کیا تھا وہ بادشاہ خان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ پتہ نہیں یہ فرشتہ کہاں سے آ گیا تھا۔ شیران نے جو کچھ کیا تھا وہ بادشاہ خان جیسے آدمی کے لیے قابلِ برداشت نہیں تھا لیکن گردشِ آسمان کو بادشاہ خان بخوبی محسوس کر چکا تھا کہ اس کے ستارے اس کا ساتھ نہیں دے رہے۔ چاروں طرف ذلت اور رُسوائی کے سوا کچھ نہیں ہے اور شیران کے ہاتھوں بھی اُس کی ایسی بے عزتی ہوئی تھی کہ اُسے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی گردن کاٹ لینی چاہیے تھی لیکن وقت کا ساتھ دینا ضروری تھا۔ وہ اس سے پہلے نہیں مرنا چاہتا تھا جب تنظیم اپنے ارادوں میں ناکام ہو جائے چنانچہ اُس نے صبر کیا تھا۔ زندگی میں پہلی بار صبر کیا تھا ورنہ اب سے کچھ دن پہلے تک جب دُردا خان نے شیران کی مدح سرائی کی تھی بادشاہ خان وہی بادشاہ خان تھا۔ اس مدح سرائی کی سزا کے طور پر اس نے اطمینان سے دُردا خان کو خیر کا نوالہ بنا دیا تھا لیکن آج صورتِ حال تبدیل ہو چکی تھی۔ آج اُسے کسی ایسے شخص کی ضرورت آ پڑی تھی لیکن یہ اجنبی مددگار۔ اُس نے گھوڑا دوڑاتے ہوئے اپنے ساتھ دوڑتے ہوئے اس نوجوان کو دیکھا بہت ہی کمسن تھا یہ اور بہت ہی کم عمر تھا لیکن اس کی شخصیت۔ اس کی قوت۔ اور دفعتاً بادشاہ خان کے ذہن میں ایک نام اُبھرا۔ عدنان سلامن۔ وہ نام جو تراب نان کے اطراف میں گونج رہا تھا۔

ایک نیا اور انوکھا انکشاف۔ کیا یہ عدنان سلامن ہو سکتا ہے۔ لیکن۔ لیکن۔ بادشاہ خان کے دماغ میں بہت سی اُلجھنیں بیدار ہو گئیں۔

●

تینوں ہیلی کاپٹر نیچی پروازیں کرتے ہوئے بڑی مہارت سے فرانہ کی عقبی پہاڑیوں میں نیچے اُترے تھے۔ سب سے پہلے اُترنے والے دونوں ہیلی کاپٹروں میں سے چار چار مسلح افراد نیچے اُترے اور اطراف کی پوزیشن سنبھال کر کھڑے ہو گئے۔

تب تیسرے ہیلی کاپٹر میں سے ایک شخص اُترا۔ اُس کے ساتھ ساتھ اُس کے چار باڈی گارڈ اُترے تھے اور اس کے بعد وہ خاموشی سے پہاڑوں کے راستے طے کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ ابھی اُنھیں چلتے ہوئے دو تین منٹ سے زیادہ نہیں گزرے تھے کہ دفعتاً سامنے سے اُنھیں دو گاڑیوں کی ہیڈلائٹس نظر آئیں۔

اور دُوسرے لمحے اُنھیں پوزیشن لینے پر مجبور ہونا پڑا۔ یہاں تک کہ وہ شخص بھی جو بڑے پُروقار انداز میں سب سے آگے آگے چل رہا تھا ایک ٹیلے کی آڑ لیے بغیر نہ رہ سکا۔ دونوں گاڑیاں اُن کے نزدیک پہنچ کر رُک گئی تھیں اور پھر ایک گاڑی میں سے ایک شخص نیچے اُترا اُس نے بڑے نرم لہجے میں کہا: "تنظیم کے معزز مہمانوں کو مارلینو خوش آمدید کہتا ہے۔ براہِ کرم آپ حضرات بے فکر ہو کر باہر نکل آیئے۔" ٹیلے کی آڑ میں چھپے ہوئے شخص کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ باہر نکل آیا۔ ......

وہ شاندار سوٹ میں ملبوس ایک شاندار شخصیت کا مالک تھا۔ جس شخص نے اپنے آپ کو مارلینو کہہ کر متعارف کرایا تھا اُس نے آگے بڑھ کر اس شخص کا خیر مقدم کیا اور گردن خم کر کے بولا: "مارلینو کے علاقے میں اِس طرح آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں تھی جناب۔ کیا میں آپ سے تعارف حاصل کر سکتا ہوں؟"

"یقیناً مسٹر مارلینو لیکن آپ نے مجھے حیران کر دیا ہے۔ میرا خیال تو یہ تھا کہ میں انتہائی چالاکی سے اس علاقے تک پہنچا ہوں یہ کیسے ممکن ہو سکا کہ آپ نے میرے بارے میں سب کچھ جان لیا۔"

"میں نے اِس کا اظہار کب کیا ہے جناب، میں تو صرف

اتنا جانتا ہوں کہ ہیلی کاپٹروں پر تنظیم کے مخصوص نشانات ہیں اور یہ مغربی سمتوں کی سرحد سے اندر داخل ہوئے ہیں بس اتنا ہی میرے لیے کافی تھا۔ تنظیم کے معزز ارکان مارلینو کی حدود میں داخل ہوں اور مارلینو ان سے لاعلم رہے تو اس کا یہی مقصد ہوگا کہ مارلینو اپنے فرائض میں کوتاہی برت رہا ہے۔"

"آپ نے نہ صرف مجھے بلکہ میری پُوری تنظیم کو حیران کر دیا ہے مسٹر مارلینو۔ کس قدر بے پناہ صلاحیتوں کے مالک ہیں آپ! اس موقعے پر آپ نے ہمیں واقعی شکست دی ہے۔"

"تشریف لائیے۔ میں تعارف سے ابھی تک محروم ہوں۔"

"کیا ٹرانسمیٹر پر اُبھرنے والی آواز تمھارے ذہن میں نہیں آتی۔ میں وائی تھری ایٹ ہوں۔"

"اوہ۔" مارلینو ایک لمحے کے لیے حیران رہ گیا پھر اُس کا انداز مؤدبانہ ہو گیا۔

"میں چیف کو اپنے علاقے میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ براہِ کرم گاڑی میں تشریف لے چلیے۔ دُوسرے معزز مہمانوں کو بڑے احترام سے لے آیا جائے گا۔ آپ اطمینان رکھیے۔"

وائی تھری ایٹ، مارلینو کے ساتھ گاڑی میں سوار ہو گیا۔ مارلینو نے گاڑی سے ڈرائیور کو نیچے اُترنے کے لیے کہا اور خود اس گاڑی کی ڈرائیونگ سنبھال لی۔

"کیا آپ دُنیا کے عجوبوں میں شمار نہیں ہوتے مسٹر مارلینو۔ میں نے سُنا ہے کہ آپ مصنوعی ہاتھ پاؤں کے سہارے زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ ڈرائیونگ بھی کر سکتے ہیں؟"

"ہاں میں نے اپنے معذور اعضاء کا نعم البدل تلاش کر لیا ہے۔" مارلینو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمال کے انسان ہیں آپ۔" وائی تھری ایٹ نے اعتراف کیا۔ مارلینو اُسے لیے ہوئے فرانز کے اُس محل میں آ گیا جو فیروز خان کی ملکیت تھا۔

محل کے ایک عالیشان ڈرائنگ ہال میں اُس نے وائی تھری ایٹ کو بڑے احترام سے بٹھایا اور خود بھی بیٹھ گیا۔

"اگر مجھے آپ کے آنے کی اطلاع مل گئی ہوتی تو میں آپ کے شایانِ شان استقبال کرتا۔" مارلینو وائی تھری ایٹ کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"نہیں بس یوں سمجھ لیں کہ ہنگامی بنیادوں پر مجھے اسی وقت یہاں آنا پڑا ہے۔"

"خیریت۔ کیا بات ہے؟"

"ان اطراف میں آپ نے بڑی خوش اسلوبی سے سارا نظام سنبھالا ہوا ہے اور میں آپ کی شمولیت سے جس قدر اطمینان کا اظہار کر چکا ہوں اس میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن کچھ باتیں ایسی ہو رہی ہیں جو میرے لیے بھی غیر متوقع ہیں۔ اسی سلسلے میں، میں نے آپ سے بذاتِ خود ملاقات کرنا ضروری سمجھا۔"

"میں حاضر ہوں۔ فرمائیے کیا بات ہے؟"

"مسٹر مارلینو آپریشن کا وقت قریب سے قریب تر آتا جا رہا ہے۔ میں نے طویل عرصے میں اِن علاقوں میں جو استحکام پیدا کیا تھا وہ اچانک بگڑ گیا ہے اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ اب کوئی ایسا ٹھوس اقدام کر لینا چاہیے کہ جس کی بُنیاد پر ہم آپریشن کو آگے بڑھا سکیں ورنہ ہمارا یہ مشن انتشار کا شکار ہو جائے گا۔"

"کوئی نئی بات ہوئی ہے مسٹر وائی تھری ایٹ؟" مارلینو نے سوال کیا۔

"ہاں۔ میں نے کچھ اقدامات آپ کے مشورے سے کیے تھے مسٹر مارلینو۔ مثلاً شاید آپ کو اس بات کا علم ہو کہ بادشاہ خان یہاں واپس آ کر گھریلو قسم کی مصروفیات میں لگ گیا ہے وہ درحقیقت اتنا عمر رسیدہ ہے کہ اب اُس کے لیے پُرسکون گوشے ہی مناسب ہیں۔ ہم نے اس کے عوض نعمان خان کے بارے میں یہ تصور کیا تھا کہ وہ ہمارے کام کا آدمی ثابت ہو سکتا ہے ساتھ ہی ساتھ شیران بھی ذہن میں تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ آج تک ہمیں شیران سے بہتر کوئی ایسا شخص نہیں مِلا تھا جسے ہم اپنا آلۂ کار بنا سکتے لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ شیران ہمارے ہاتھ نہیں آ سکا۔ بادشاہ خان نے اپنے پوتے کا جشن منایا تھا جس میں، میں نے ایک وفد بھیجا تھا جس کے ہاتھوں وہی پیغام میں نے بادشاہ خان اور نعمان خان کو دیا تھا۔ یعنی اس علاقے کو خالی کر لینے کا مسئلہ۔ اس سلسلے میں موصول شدہ رپورٹ کے مطابق نعمان خان اس بات پر بہت زیادہ چراغ پا ہو گیا۔ وہ وطن پرست قسم کا نوجوان ہے اور اپنے لوگوں کا تحفظ چاہتا ہے جس کا اظہار یہاں پہاڑوں میں آنے کے بعد اس کے عملی اقدامات سے بھی ہوتا ہے۔ ہمیں ایسا آدمی نہیں چاہیے مسٹر مارلینو۔ ہمیں تو ایسا شخص چاہیے جسے پہاڑوں میں رہنے والوں سے کوئی ہمدردی کوئی دِلچسپی نہ ہو اور شیران کی طرح ذرا سی دُشمنی کی بُنیاد پر قبیلے کے قبیلے تباہ کرنے کی خواہش رکھتا ہو۔ ہم نے یہی سوچا تھا کہ شیران کو کسی طرح بھڑکا دیں گے تاکہ وہ

پہاڑوں سے اپنی تمام تر دلچسپیاں ختم کر دے۔ بادشاہ خان کا رویہ بہت زیادہ بُرا نہیں تھا لیکن وہ بوڑھا بالآخر اپنے آٹھ بھتیجوں کے ہاتھوں مجبور ہو جائے گا۔ اِس لیے اب اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

چنانچہ اب تھمانہ میں انتشار ضروری ہے تاکہ بادشاہ خان کی قوت ختم ہو جائے اور اس کے لیے ہم نے ایسے مواقع پیدا کیے ہیں مسٹر مارلینو کہ بادشاہ خان اور نعمان خان ... کے درمیان ٹھن جائے۔ دونوں ہی مقامی ہیں اور آتش مزاج بھی، میں نے اپنے کچھ مخصوص آدمیوں کے ذریعے نعمان خان کی بیوی اور اُس کے بچّے کو اغوا کرا دیا ہے اور اُس کا نتیجہ خاطر خواہ برآمد ہوا ہے۔ یعنی تھمانہ کے محل میں شدید انتشار برپا ہو گیا ہے لیکن ایک ذرا سی گڑبڑ ہو گئی، بادشاہ خان اپنے پوتے اور بہو کی تلاش میں چل پڑا ہے اور نعمان خان اور اُس کے بھائی بھی پہاڑوں میں بکھر گئے ہیں۔

"اِس طرح تھمانہ اس وقت بالکل خالی ہے مجھ سے جواب طلبی کی گئی ہے کہ میں نے آپریشن کے سلسلے میں آخری فیصلہ کیا کیا ہے چنانچہ مسٹر مارلینو اس وقت مجھے فوراً آپ کے پاس اس لیے آنا پڑا کہ میں آپ سے اس بارے میں آخری گفتگو کر لوں۔"

"ایک منٹ جناب جن لوگوں نے نعمان خان کی بیوی اور اس کے بچّے کو اغوا کیا ہے وہ کہاں ہیں؟" مارلینو نے پوچھا۔

"یہ وہ لوگ تھے مارلینو، جو مقامی ہی تھے لیکن ہمارے لیے کام کر رہے تھے۔ اُنھیں اِن علاقوں کے بارے میں پُوری پُوری معلومات حاصل ہیں۔ اِن کے انچارج نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ اس وقت تک اِن پہاڑوں میں دونوں افراد کو محفوظ رکھے گا جب تک کہ ہمیں دوبارہ اِن کی ضرورت پیش نہ آ جائے۔ ہم اُنھیں قتل نہیں کرانا چاہتے تھے کیونکہ اِس طرح ممکن ہے ہمارے آئندہ کسی مسئلے میں رُکاوٹ پڑ جاتی، چنانچہ اُن کے لیے آپ فکر نہ کریں وہ محفوظ ہیں۔"

"ٹھیک ہے جناب میرے لیے کیا حکم ہے؟"

"مسٹر مارلینو۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے عدنان سلامن کا بخوبی جائزہ لے لیا ہے کیا وہ ہمارے مقصد کی تکمیل کے لیے مکمل طور پر کارآمد ثابت ہوگا؟"

"میں آپ سے پہلے بھی اس کا اظہار کر چکا ہوں جناب، آپ مطمئن رہیں۔ میں نے اُس کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی ہے کہ وہ اِن پہاڑوں کا حکمران ہے جس وقت آپ چاہیں گے وہ ایک حکمران کی حیثیت سے یہاں کا انتظام سنبھال لے گا۔"

"تب پھر میں اس کے بارے میں پہاڑوں میں پروپیگنڈہ چاہتا ہوں۔"

"یہ کام بھی میں نے شروع کر دیا ہے۔ آپ اپنے طور پر معلومات حاصل کرائیے، تراب زان اور پہاڑوں کے دُوسرے قبائل کے درمیان ایک ایسے نوجوان کا تبصرہ کیا جا رہا ہے جو قبائلی ہے لیکن جس کے بارے میں لوگ نہیں جانتے کہ وہ کون ہے لوگ اس سے خاصے متاثر نظر آتے ہیں۔"

"بہت خوب۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں لیکن اب میں اس بات کا خواہش مند ہوں کہ تراب زان یا اطراف کے کسی بھی علاقے سے اُسے ایک معزز شخص کی حیثیت سے منظرِ عام پر لایا جائے۔ میرے خیال میں اِس کے لیے تراب زان ہی بہتر رہے گا کیونکہ شیران کا تعلق اِسی سے تھا اور وہ نوجوان بہرطور شیران سے اپنا رِشتہ ظاہر کرنا پسند کرے گا۔ اس کے ساتھ ہماری قوت ہو گی۔ میں نے مسٹر مارلینو خصوصی طور پر آپ کو اِطلاع دینے کے لیے یہاں پہنچنے کی کوشش کی ہے کہ مغربی پہاڑوں کی سمت سے کالی گھاٹی نامی علاقے میں ہم نے ضروری تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ کالی گھاٹی کا علاقہ پہاڑوں اور کھائیوں پر مشتمل ہے۔ ہم نے یہاں بڑے زور و شور سے کام شروع کر دیا ہے۔ یہ سرحد بھی ہمیں استعمال کے لیے مل گئی ہے۔ چنانچہ اس طرف سے ہم نے اسلحہ اور دُوسری تمام چیزیں داخل کرنا شروع کر دی ہیں جو یہاں ہمارے آپریشن کے سلسلے میں کارآمد ہو سکتی ہیں۔ میں نے ایک نقشہ ترتیب دیا ہے جس کے تحت ہمارے آدمی ان علاقوں سے گزریں گے اور ان سرحدوں کی ناکہ بندی کر لیں گے جو اس مُلک سے ملتی ہیں جو یہاں پر مسلط ہے۔ ان سرحدوں پر پوری طرح مورچہ بندی کرنے کے بعد آپ عدنان سلامن کو تراب زان کے سربراہ کی حیثیت سے سامنے لائیں گے اور اس کی حکمرانی کا اعلان کر دیں گے۔ اس سلسلے میں قبائل کے تمام سرداروں کو گرفتار کر لیا جائے گا اور اُنھیں جمع کر کے اُن سے یہ حلف لیا جائے گا کہ وہ نئے سربراہ کے وفادار ہوں گے یہی ہمارا آپریشن ہے۔ اس کے بعد دُوسری کارروائیاں شروع ہو گئیں یعنی اگر اس طرف سے فوجی کارروائی ہو تو اس کا مؤثر جواب دیا جائے یہ کام نہایت احتیاط سے کرنا ہے۔ ہمیں یہاں چھوٹے چھوٹے جنگی مقاصد کے لیے استعمال

ہونے والے ہوائی اڈے بھی استعمال کرنا ہوں گے اور اس کے لیے میں اپنے ساتھ ایک نقشہ لایا ہوں۔" وائی تھری ایٹ نے جیب سے ایک بڑا کاغذ نکال کر مارلینو کے سامنے پھیلا دیا اور پھر وہ تقریباً تین گھنٹے تک مارلینو کو اپنے اغراض و مقاصد سمجھاتا رہا۔

اس کے تحت پہاڑوں کے علاقے میں چھ ہوائی اڈے ایسی جگہوں پر تعمیر کرنے تھے جہاں دوسروں کی نگاہ بھی نہ پہنچ سکے اور جہاں سے اِس ملک کے خلاف کارروائی کی جا سکے جس کے تحت یہ علاقہ تھا اور اس کے بعد ایک آزاد ملک کا اعلان کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں ریڈیو اسٹیشنوں کی تعمیر بھی طے کی گئی تھی جو تھمانہ، تراب زان اور فرانہ کے علاقے میں بنائے جانے والے تھے۔

وائی تھری ایٹ نے بتایا کہ تقریباً چھ ہزار افراد کالی گھاٹی کے علاقے سے اندر داخل ہوں گے، جس میں سے تقریباً ڈیڑھ ہزار افراد اندر داخل ہو چکے ہیں اور اُنھوں نے پہاڑوں میں ایسی جگہیں منتخب کر لی ہیں جہاں وہ اپنے سامان کے ذخائر جمع کریں گے۔ مزدور اِنہی قبیلوں سے لیے جائیں گے اور انجینئر وہاں سے مہیا ہوں گے۔

سارلینو اس تفصیل کو بخوبی سمجھ رہا تھا اور اچھی طرح اُسے ذہن نشین کر رہا تھا۔ اُس نے وائی تھری ایٹ سے کہا۔

"نہایت بہترین منصوبہ بندی ہے جناب! میں اس سلسلے میں بالکل متفق ہوں اور اب صرف اپنی ڈیوٹی جاننا چاہتا ہوں۔"

"مسٹر مارلینو! آپ عدنان سلامن کو ان تمام معاملات سے روشناس کرا کے اس کے لیے تیار رکھیں گے کہ وہ اپنی سربراہی سنبھالنے کے لیے مستعد ہو جائے؛ اسے ان تمام حالات سے آگاہ رکھنا بھی ضروری ہے تاکہ وہ بہترین معاون ثابت ہو۔ ہم کسی باہر کے آدمی کو اس ملک کا سربراہ نہیں بنا سکتے ورنہ ان جھگڑوں میں پڑنے کی ضرورت نہ ہوتی۔"

"بالکل ٹھیک جناب۔ عدنان کی طرف سے آپ بالکل اطمینان رکھیں۔ میں کسی مناسب وقت پر آپ کی اس سے ملاقات بھی کرا دوں گا۔" مارلینو نے کہا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں مسٹر مارلینو! آپ نے جس طرح صورتِ حال سنبھالی ہوئی ہے ہمیں ایک بار پھر اس پر اعتماد کا اظہار کرنا چاہیے۔"

"بہت بہت شکریہ۔ آپ کا قیام کب تک یہاں رہے گا؟"

"نہیں مسٹر مارلینو۔ میں ابھی یہاں نہیں رہوں گا کیونکہ مجھے کالی گھاٹی کے علاقے سے باقی سامان یہاں پہنچانا ہے اور اس کے بعد ہوائی اڈوں کی تعمیر کے لیے انجینئر خفیہ طور پر آپ کے پاس پہنچ جائیں گے اور اپنا کام شروع کر دیں گے۔ اس طرح ہمیں آسانیاں ہو جائیں گی۔ سرحد کا وہ علاقہ ہم نے مکمل طور پر اپنے کنٹرول میں لے لیا ہے اور ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کیا جا رہا ہے چنانچہ بہت سے طیارے یہاں پہنچ جائیں گے اور ان ہوائی اڈوں پر اُن کے لیے خفیہ جگہیں منتخب کر لی جائیں گی۔" مارلینو نے پُرخیال انداز میں گردن ہلائی تھی۔ وائی تھری ایٹ ساری رات اُس کے ساتھ رہا اور پھر صبح کی روشنی ہونے سے پہلے وہ اس سے رخصت ہو گیا لیکن سارلینو کے ذہن میں بے پناہ سنسنی پھیلی ہوئی تھی۔

دُوسری طرف سے یہ کارروائی اُس کے لیے بڑی غیر متوقع تھی۔ تھمانہ کے نئے حالات کے بارے میں اُسے ابھی تک نئی رپورٹ نہیں مل سکی تھی۔ وائی تھری ایٹ اپنے ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر پرواز کر گیا تو مارلینو واپس چل پڑا۔ وہ اُسے چھوڑنے یہاں تک آیا تھا۔ اور اس کے بعد وہ تیز رفتاری سے اپنی کمین گاہ کی جانب چل پڑا۔ اب اُسے بہت سے اہم اقدامات انجام دینے تھے۔

●

عدنان، بادشاہ خان کو ساتھ لیے ہوئے تیزی سے آگے بڑھتا رہا۔ بادشاہ خان اس صورتِ حال سے خاصا متاثر ہوا تھا۔ اس کے چہرے کی سُرخی میں کمی آ گئی تھی۔ شیران جیسے موذی شخص سے مفاہمت کی کوئی اُمید نہیں رہی تھی اگر یہ نوجوان اس کی مدد نہ کرتا تو یقینی طور پر آج بادشاہ خان اپنے بدترین دُشمن کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اُتر جاتا۔ زندگی اور موت کی اس جنگجو کو بھی کوئی پروا نہیں تھی لیکن موت کا یہ انداز اُسے قبول نہیں تھا۔ شاید اگر وہ شیران کے ہاتھ سے مارا جاتا تو مرنے کے بعد بھی اُس کی رُوح بے چین رہتی۔

بہت بڑا احسان کیا تھا اس دلیر لڑکے نے اور یہ معمولی بات نہیں تھی کہ اُس نے شیران جیسے وحشی کو ایسی ہولناک شکست دی تھی کہ شیران کی ساری زندگی کی کسر پوری ہو گئی تھی، جب وہ جنگلوں میں بہت دُور نکل آئے اور اُنھیں یہ اندازہ ہو گیا کہ اب شیران یہاں تک نہیں پہنچ سکتا تو بادشاہ خان نے اپنے گھوڑے کی رفتار سُست کرتے ہوئے کہا۔ "اگر کوئی دقت نہ محسوس کرو جوان تو ذرا تھوڑی دیر کے لیے رُک جاؤ۔"

"ہاں۔ کیوں نہیں بابا خان۔ اس طرف آ جاؤ یہاں سے بائیں سمت تھوڑا سا چلنے کے بعد ہمیں ایک آبشار ملے گا۔ میرا خیال ہے وہ جگہ ہماری تھکن دُور کرنے کے لیے بہت مناسب ہو گی۔" نوجوان نے کہا اور بادشاہ خان نے اس طرف گھوڑے کا رُخ موڑ دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ آبشار کے کنارے پہنچ گئے۔ بادشاہ خان گھوڑے سے اُترا اور کپڑوں سمیت آبشار سے بننے والی چھوٹی سی ندی میں اوندھے منہ جا گرا۔ اس کے وجود میں جو آگ لگ رہی تھی وہ اسی طرح ٹھنڈی ہو سکتی تھی۔ زندگی میں پہلی بار وہ کسی شخص کے سامنے اس قدر بے بس ہوا تھا۔ شیران نے درحقیقت اُسے موت سے ہمکنار کر دیا تھا۔ اب تو اس کی زندگی اس دلیر اور خوش رُو نوجوان کی رہینِ منت تھی۔ کافی دیر تک وہ اس طرح پانی میں ڈوبا رہا۔ نوجوان مُسکراتی نگاہوں سے اُسے دیکھ رہا تھا پھر بادشاہ خان اُٹھا اور داڑھی اور چہرے پر سے پانی خشک کرتا ہوا آہستہ آہستہ ایک طرف بڑھ کر ایک چٹان پر جا بیٹھا۔ نوجوان اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر اپنے گھوڑے کی پُشت کو سہلا رہا تھا۔ بادشاہ خان نے اُس کی جانب دیکھا اور آہستہ سے بولا۔ "اپنے محسن کا نام پوچھنا چاہتا ہوں؟"

"عدنان سلامن ہے میرا نام۔" نوجوان نے جواب دیا اور بادشاہ خان حیرت سے اُچھل پڑا۔

"سلامن۔ کیا تمھارا تعلق تراب زان سے ہے؟"

"ہاں خان بابا۔ سلامن خاندان ایک ہی گزرا ہے اور اُس کا تعلق تراب زان سے ہے۔"

"لیکن۔ لیکن سلامن خاندان کا آخری فرد تو شیران تھا۔" بادشاہ خان نے کہا اور پھر چونک کر نوجوان کی شکل دیکھنے لگا۔

"تمھارا خیال درست ہے بابا خان میں شیران ہی کا بیٹا ہوں۔"

"کیا؟" بادشاہ خان چٹان سے اُتر کر کھڑا ہو گیا۔

"ہاں بابا خان شیران سلامن میرا باپ تھا اور اُس کا باپ بہزاد سلامن تھا۔"

بادشاہ خان کی کھوپڑی ہوا میں معلق ہوئی جا رہی تھی۔ وہ شدتِ حیرت سے نوجوان کی صورت دیکھ رہا تھا۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی لیکن زیرک بوڑھے نے فوری طور پر عدنان سلامن سے ایسا کوئی سوال نہیں کیا جو اس کے لیے ہیبت کا باعث بن جائے۔ وہ تجربے کی آنکھ سے اس نوجوان کے سراپا.. کا جائزہ لے رہا تھا اور اُسے احساس ہو رہا تھا کہ نوجوان سچ ہی کہہ رہا ہے۔ اس کا قد و قامت اس کی چُستی اور مستعدی اُس کے چہرے پر حُسن کے ساتھ ساتھ پائی جانے والی ایک خشونت اس بات کا اظہار کرتی تھی کہ کسی نہ کسی طرح اس کا تعلق شیران سے ضرور ہے۔

لیکن عقل حیران کر دینے والی بات یہ تھی کہ ابھی تھوڑی دیر قبل اس نوجوان نے شیران ہی کے ہاتھوں سے بادشاہ خان کو بچایا تھا۔

"تمھیں حیرت ہوئی بابا خان جانتے ہو میرے باپ کو؟" نوجوان نے سوال کیا اور بادشاہ خان ایک جھرجھری لے کر رہ گیا۔

"ہاں۔ میں نے شیران سلامن کا نام بہت سُنا ہے۔"

"بابا خان۔ تمھارا اپنا نام کیا ہے۔ تمھاری شخصیت اتنی شاندار ہے کہ میں تم سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ درحقیقت پُورے یورپ میں، میں نے ایسا بڑھاپا نہیں دیکھا یہ پہاڑوں ہی کی شان ہے کہ یہاں چٹانیں صدہا سال سے اپنی جگہ جمی ہوئی ہیں اور اُن کی شان جُوں کی تُوں ہے۔"

"اوہ۔ تم نے یورپ میں پرورش پائی ہے۔"

"ہاں بابا خان۔ میں وہیں پیدا ہوا اور وہیں پروان چڑھا بہرحال مجھے تمھاری مدد کر کے بے حد خوشی ہوئی ہے تمھارا نام میں نہیں جان سکا۔"

"میرا نام بادشاہ خان ہے۔" بادشاہ خان نے نوجوان کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا لیکن نوجوان کے انداز میں کوئی ایسی بات پیدا نہ ہوئی جس سے بادشاہ خان کو اندازہ ہوتا کہ وہ اُس کی شخصیت سے واقف ہے۔ بادشاہ خان کی حیرت اب بھی برقرار تھی اور اُس کے ذہن میں شدید تجسس بیدار ہو گیا تھا تب اُس نے کہا۔ "آؤ بیٹے میرے پاس بیٹھ جاؤ۔ میں تم سے تمھاری کہانی سُننا چاہتا ہوں۔ میرے محسن ممکن ہے تمھاری شخصیت اِن پہاڑوں کی کہانیوں میں کچھ ایسی تبدیلیاں رُونما کر دے جو لوگوں کے لیے ناقابلِ یقین ہوں۔" عدنان اُس کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور پھر اُس نے آہستہ سے کہا۔ "میرے بارے میں کیا جاننا چاہتے ہو بابا خان؟"

"اِن پہاڑوں کے بارے میں تمھاری معلومات کہاں تک ہیں؟ یُوں لگتا ہے جیسے تم ان جنگلوں کے بارے میں بہت

کچھ بہان چکے ہو ورنہ اتنے اعتماد سے تم مجھے یہاں نہ لے آتے۔"

"میں نے یہاں کا چپّہ چپّہ چھان مارا ہے بابا خان۔ دراصل میرے ذہن میں بچپن ہی سے جنگلی درندوں سے نفرت بیٹھی ہوئی ہے۔ مجھے ان جنگلی اور وحشی درندوں کو ہلاک کرکے ایک رُوحانی سکون ملتا ہے بے شمار درندے میں نے ہلاک کیے ہیں خان بابا۔ آپ جانتے ہیں ایسا کیوں ہے؟ دراصل میرے دادا بہزاد سلامن کو ایک وحشی درندے ہی نے ہلاک کیا تھا۔ اس لیے میرے دل میں اُن کے خلاف بے پناہ نفرت ہے۔"

"تمھاری ماں کون ہے؟" بادشاہ خان نے پوچھا۔

"سدھاشی۔ وہ میری ماں ہے ایک عظیم ماں۔"

"کہاں سے تعلق ہے اس کا؟"

"انسانوں کی اس سرزمین سے۔ میں نے اس بارے میں کبھی غور نہیں کیا۔ وہ ایک مثالی ماں ہے۔"

"کہاں رہتی ہے وہ؟"

"فرانسہ میں۔ اگر تم چاہو تو میں تمھیں اس سے ملا سکتا ہوں۔"

"میں ضرور ملوں گا بیٹے۔ میں ضرور اس عظیم عورت سے ملاقات کروں گا کیونکہ وہ میرے محسن کی ماں ہے۔"

"بابا خان۔ پتہ نہیں... کیوں تمھاری شخصیت سے میرا دل بہت زیادہ متاثر ہوا ہے یُوں تو یہ میری فطرت ہے کہ کہیں بھی کسی جگہ کسی طاقت ور کو کسی کمزور پر غالب آتے دیکھوں تو میرا خون کھول اُٹھتا ہے لیکن میں نے اُس شخص کو ہلاک نہیں کیا بس اس لیے کہ میں نہیں جانتا تھا کہ تم دونوں کے درمیان کیا دُشمنی ہے۔ میں نے دُور سے بس یہی دیکھا تھا کہ وہ تمھیں زیر کرکے ہلاک کر دینا چاہتا ہے اور بس میں نے اپنا فرض سمجھا کہ تمھاری مدد کر دوں۔"

"تم نے شیران سے کب ملاقات کی تھی بیٹے۔ میرا مطلب ہے کتنے عرصے سے تمھارے باپ سے تمھاری ملاقات نہیں ہوئی؟"

"کتنے عرصے سے؟" عدنان ہنس پڑا۔ "میں نے کبھی اُس کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ بابا خان۔ میں نے کبھی اُسے نہیں دیکھا۔"

"لیکن کیوں؟"

"اس لیے کہ میری ماں نے مجھے یورپ میں پرورش کیا تھا جیسا کہ میں تمھیں بتا چکا ہوں کہ میں وہیں پیدا ہوا تھا۔ مسٹر مارلینو میرے محسن ہیں۔ مسٹر مارلینو نے اس وقت میری ماں کو سہارا دیا جب وہ بے سہارا تھی۔ شیران نے ہمیں چھوڑ دیا تھا بابا خان لیکن اس کے باوجود میری ماں کہتی تھی کہ وہ قصوروار نہیں ہے بس حالات ہی کچھ ایسے ہو گئے تھے۔ میرے دل میں اُسے دیکھنے کی شدید خواہش ہے بابا خان لیکن میری بدقسمتی ہے کہ میں آج تک باپ کی شکل نہیں دیکھ سکا۔"

"مارلینو سے تمھارا کیا تعلق ہے؟" بادشاہ خان پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔

"وہ ہمارا محسن ہے۔ اس نے میری ماں کو بیٹی کی حیثیت سے پرورش کیا ہے۔ بڑی انوکھی کہانی ہے ہماری بابا خان اور تم یقین کرو کہ شاید تم دُوسرے آدمی ہو جسے میں نے یہ کہانی سُنا دی ہے ورنہ میں ہمیشہ اس سے پرہیز کرتا ہوں کہ میں لوگوں کو اپنے بارے میں بتاتا پھروں۔"

"میں اس کے لیے تمھارا شکرگزار ہوں۔ میں تمھاری ماں سے ملاقات کا خواہش مند ہوں۔"

"اس کے لیے مجھے مسٹر مارلینو سے اجازت لینی پڑے گی بابا خان۔ مسٹر مارلینو کا حکم ہے میرے لیے کہ میں عام لوگوں سے ذرا محتاط رہوں۔ پتہ نہیں بس کچھ ایسے ہی معاملات چل رہے ہیں مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے یہاں۔"

"تم یورپ سے یہاں کب پہنچے ہو؟"

"زیادہ عرصہ نہیں ہُوا مسٹر مارلینو ہی ہم دونوں کو لے کر یہاں آ گئے تھے۔"

"مسٹر مارلینو کہاں ہیں؟"

"فرانسہ میں۔ وہ وہیں رہتے ہیں۔" بادشاہ خان چکراتے ہوئے ذہن سے بہت کچھ سوچ رہا تھا پھر اُس نے آہستہ سے کہا۔

"میں مسٹر مارلینو سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ میں تمھاری ماں سدھاشی سے ملنا چاہتا ہوں۔ مجھے ضرور ان سے ملاؤ۔"

"تب پھر تمھاری قیام گاہ کے لیے بھی وہی جگہ مناسب رہے گی جہاں کچھ اور لوگ پناہ گزین ہیں۔"

"کون لوگ ہیں وہ؟"

"بس تمھاری طرح پریشان کُن حالات میں گھرے ہوئے چلو میرا خیال ہے ان سے ملاقات کرکے تمھیں خوشی ہوگی..."

عدنان نے کہا اور بادشاہ خان نے پُرخیال انداز میں گردن ہلا دی پھر وہ گھوڑے کی جانب بڑھتے ہوئے بولا۔ "تو پھر آؤ چلیں!"

"کیوں۔ کیا تمھاری تھکن دُور ہو گئی؟"

"ہاں۔ اس فرحت بخش پانی نے میرے بدن سے ساری تھکن نچوڑ لی اور اُس کے بعد تمھاری باتوں نے۔" بادشاہ خان نے جواب دیا اور گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ عدنان اسے لے کر چل پڑا تھا۔

کافی طویل فاصلہ طے کرنا پڑا تھا ان دونوں کو۔ اس کے بعد عدنان سلامن، بادشاہ خان کو لے کر ان پہاڑوں کے نزدیک پہنچ گیا جو فرانسہ کے عقب میں تھے اور جہاں اُس نے آیئوی اور نوریز کو رکھا ہُوا تھا۔ یہاں اُس نے ان دونوں کے لیے تمام مناسب سہولتیں مہیا کر دی تھیں۔ گھوڑوں کو چٹانوں کی آڑ میں چھوڑ کر وہ غار کے دہانے کی طرف بڑھ گئے۔ ایک چٹان نے غار کے اس سوراخ کو اس طرح بند کیا ہُوا تھا کہ اگر کوئی گزرنے والا اِدھر سے گزرتے ہوئے اس جگہ کو دیکھے تو سوچ بھی نہ سکے کہ اس چٹان کے پیچھے کوئی گہرا غار موجود ہوگا۔ یہ عدنان سلامن کی کارروائی تھی۔ اس نے چٹان کو سرکایا اور اندر موجود آیئوی اور نوریز چونک پڑے۔ عدنان نے ان لوگوں کو اسلحہ مہیا کر دیا تھا چنانچہ جب عدنان نے اندر قدم رکھا تو اندر سے نوریز کی آواز سُنائی دی۔ "خبردار اپنے ہاتھ بلند کر لو ورنہ پورا بدن گولیوں سے چھلنی ہو جائے گا۔" لیکن پھر اُس نے عدنان کو پہچان لیا اور پھر مُسکراتا ہُوا بولا۔ "یہ الفاظ دراصل میں نے رُٹ لیے ہیں۔ مسٹر عدنان اس کے لیے میں۔" اور دفعتاً ہی وہ خاموش ہو گیا۔ اس کی نگاہ بادشاہ خان پر پڑ گئی تھی۔ غار گو کہ اندر سے بند تھا لیکن اندر اُس میں ایسے رخنے موجود تھے جن سے ہوا اور روشنی غار میں پھیل جاتی تھی اور دن کی روشنی میں غار خاصا منوّر رہتا تھا۔

بادشاہ خان کے لیے یہ دن حیرتوں کا دن تھا۔ اس دن... نے آج اُس کے لیے بہت سے فیصلے کیے تھے۔ شیران کے ہاتھوں شکست، شیران کے بیٹے کے احسان اور پھر ان دونوں کا مل جانا جن کی تلاش میں وہ پاگلوں کی طرح بھٹک رہا تھا۔ اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ دفعتاً نوریز کے حلق سے آواز نکلی۔ "بابا خان۔" اور اس کے بعد وہ دوڑ کر آگے بڑھا اور بادشاہ خان سے لپٹ گیا۔ آیئوی سرد نگاہوں سے بادشاہ خان کو دیکھ رہی تھی۔ اُس کے ذہن میں بھی بادشاہ خان کے لیے کچھ بُرائی آ گئی تھی کیونکہ نعمان خان نے اُس کا تذکرہ کیا تھا۔ بادشاہ خان نے نوریز کو بھینچ لیا۔ عدنان اب حیرت سے اِن ان دونوں کو دیکھ رہا تھا پھر اُس کی آواز اُبھری۔ "اگر یہ سب کچھ ہُوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنی زندگی کا بہترین کارنامہ انجام دیا ہے۔ تم دونوں کا آپس میں کیا تعلق ہے؟"

"یہ میرے بابا خان ہیں۔"

"وہ تو میرے بھی ہیں یہ کون سی نئی بات ہوئی؟" عدنان نے کہا۔

"یہ میرے دادا جان ہیں۔" نوریز بولا۔

"اوہ۔ یہ بات میں نہیں کہہ سکتا کیونکہ میرے دادا کا نام بہزاد سلامن تھا۔" عدنان نے جواب دیا۔

"آیئوی میری بیٹی! میری بچی۔" بادشاہ خان نے آیئوی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور آیئوی سر جھکاتے ہوئے آگے بڑھ آئی۔ نعمان خان کے کہنے سے پہلے وہ بادشاہ خان کا دِل سے احترام کرتی تھی کیونکہ وہ نہ صرف اُس کے باپ کا دوست تھا بلکہ ایک طرح سے اُس کا محسن بھی تھا جس نے نعمان خان کو اس کی زندگی میں شامل کرکے اُس پر احسان کیا تھا لیکن شوہر کی محبت دُنیا کی ہر محبت سے زیادہ تھی اُس کے دِل میں چنانچہ نعمان خان کی کہی ہُوئی باتوں کو آج بھی اپنے دِل کی چُبھن سمجھتی تھی۔ تاہم بادشاہ خان کا احترام اُسے نہ روک سکا اور وہ بادشاہ خان کے قریب پہنچ گئی۔

بادشاہ خان نے اپنا ہاتھ اُس کے سر پر رکھا اور پھر عجیب سی نگاہوں سے عدنان کو دیکھتے ہُوئے کہا۔ "تو یہ ہیں وہ تمھارے پناہ گزین جنھیں تم نے پناہ دی ہے۔"

"ہاں۔ بابا خان اور یہ جان کر مجھے بے انتہا خوشی ہُوئی کہ ان کا تعلق تم سے ہے۔ کیا تم بھی ہمانہ ہی کے رہنے والے ہو؟"

"ہاں۔ بیٹے۔ مگر انھیں بھی کیا تم نے اسی خونخوار شخص سے حاصل کیا ہے؟"

"نہیں بابا خان، اس شخص کو تو میں نے پہلی بار دیکھا تھا۔"

"تو یہ تمھیں کہاں سے ملے؟"

"آٹھ دس آدمیوں کو قتل کرنے کے بعد میں انھیں اُن کے چُنگل سے نکالنے میں کامیاب ہُوا ہُوں۔" عدنان نے کہا اور پھر پُوری کہانی بادشاہ خان کو سُنا دی۔

"اوہ۔ اوہ ان لوگوں کے پاس سے کچھ چیزیں حاصل کی ہیں تم نے؟"

"کیا مطلب بابا خان؟"

"مطلب یہ کہ ان کے چہرے کیا وہ مقامی لوگ تھے؟"

"ہاں۔ بابا خان مقامی ہی تھے۔"

"ان کے لباس وغیرہ کی تلاشی لی تم نے؟"

"نہیں بابا خان۔ اس کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ مجھے بھلا کیا ضرورت پڑی تھی؟"

"کوئی ایسی چیز جس سے اُن کی شناخت کی جا سکے؟" بادشاہ خان نے تجسّس سے کہا۔

"مَیں نہیں جانتا۔ البتہ اُن کے کچھ ہتھیار مَیں نے اِن لوگوں کے لیے اپنے قبضے میں کر لیے تھے۔"

"کہاں ہیں وہ مجھے دکھاؤ؟" بادشاہ خان نے کہا اور اُن لوگوں کے ہتھیار بادشاہ خان کے حوالے کر دیے گئے۔ بادشاہ خان نے غور سے ان پستولوں کو دیکھا اور اُس کے ہونٹ بھنچ گئے گویا اُس کا دوسرا اندازہ درست تھا۔ یہ پستول اس ملک کے بنے ہوئے تھے جس کے لیے بادشاہ خان کام کر رہا تھا۔ تو یہ تنظیم کا کام تھا۔ بادشاہ خان نے پُرخیال انداز میں گردن ہلائی۔

اِن لوگوں پر وہ کچھ اظہار نہیں کرنا چاہتا تھا پھر اُس ... نے عدنان کی طرف رُخ کر کے کہا "عدنان بیٹے بہتر یہ ہے کہ تم ہمیں فوراً فرانہ لے چلو۔"

"اس کے لیے مَیں مجبور ہوں خان بابا۔ تم چاہو تو یہاں انتظار کر سکتے ہو۔ مَیں کل تک تمھیں اپنے گھر لے جا سکتا ہوں۔ مسٹر مارلینو سے گفتگو کیے بغیر یہ میرے لیے ممکن نہیں ہوگا۔" عدنان نے کہا اور مارلینو کا نام سُن کر آئیوی بھی چونک پڑی۔

"کون مارلینو؟" اُس نے سوال کیا۔

بادشاہ خان جانتا تھا کہ... آئیوی ڈاکٹر بریٹو کی بیٹی ہے اور یقیناً ڈاکٹر بریٹو کی موت کی وجہ جانتی ہوگی۔ اُسے علم ہوگا کہ مارلینو ہی ڈاکٹر بریٹو کی موت کا ذریعہ بنا ہے۔ چنانچہ اُس نے بات پلٹنے کے لیے کہا "نہیں آئیوی جو کچھ تم سمجھ رہی ہو اُسے ذہن سے نکال دو۔ یہ وہ مسٹر مارلینو نہیں ہیں۔" بادشاہ خان کے اِس جواب پر آئیوی خاموش ہو گئی۔ کافی دیر تک عدنان اُن کے درمیان رہا۔ وہ اِن لوگوں سے پہاڑوں کے سلسلے میں گفتگو کرتا رہا تھا پھر اُس نے آئیوی سے کہا "ممی! آپ اپنے معزز مہمان کی خاطر مدارت کریں۔ آپ لوگوں نے جو مشن میرے سپرد کیا ہے میں اُس کے لیے چلتا ہوں۔"

"تم بے فکر رہو عدنان! یہاں ہم لوگ بہت اچھی طرح ہیں۔ بس تم میری ملاقات مسٹر مارلینو سے کرا دو۔" بادشاہ خان نے کہا اور عدنان اِن لوگوں سے رُخصت ہو کر باہر نکل گیا۔

بادشاہ خان کے ذہن میں آندھیاں چل رہی تھیں۔ مارلینو اس کا دُشمن، لیکن آج صورتِ حال کچھ اس طرح ہو گئی تھی کہ وہ آج اپنے دُشمنوں کی پناہ میں تھا۔ ایک بڑے دُشمن سے اپنے وطن کو بچانے کے لیے وہ اپنے چھوٹے چھوٹے دُشمنوں کا سہارا لینے پر مجبور تھا۔ اُس نے اپنی اَنا توڑ دی تھی۔ بادشاہ خان اب وہ بادشاہ خان نہیں تھا جس کی ہیبت سے پہاڑ کانپتے تھے۔ اب وہ ایک عام انسان تھا اور جب اُس نے یہ حیثیت قبول کر لی تھی تو یہ چھوٹے چھوٹے دُشمن اُس کے لیے کچھ نہ رہے تھے۔

مارلینو سے ملاقات کر کے وہ اُس کی ہمدردیاں حاصل کرنا چاہتا تھا۔ آج وہ ایک ایسے دُشمن سے سہارا مانگنے پر مجبور ہو گیا تھا جس کو اُس نے کبھی خود بے بسی سے موت سے ہمکنار کرنے کی کوشش کی تھی۔ یہ بے عزّتی کی انتہا تھی لیکن بادشاہ خان اب ہر قسم کی بے عزّتی کے لیے تیار ہو گیا تھا۔ وطن کی مٹی کی سوندھی بو اس کی رُوح میں رچ بس گئی تھی اور اب اس سے زیادہ اُسے کوئی شے عزیز نہیں تھی۔

❁

عدنان فرانہ میں داخل ہو گیا۔ اُسے زیادہ فاصلہ طے کرنا نہیں پڑا تھا۔ محل میں پہنچ کر اُس نے اپنا گھوڑا ملازموں کے حوالے کیا اور مارلینو کی تلاش میں اندر چل پڑا۔ سدھاشی محل ہی میں رہتی تھی۔ اس وقت بھی وہ دائیں سمت کے باغ میں چہل قدمی کر رہی تھی۔ عدنان کے گھوڑے کو اس نے اندر آتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ عدنان پر نظر پڑتی تو اُس کی آنکھیں خود بخود جُھک جاتی تھیں کہ کہیں عدنان کو نظر نہ لگ جائے۔ ایسا ہی گبھرو اور شاندار جوان تھا وہ، بہر طور وہ پھر اندر چل پڑی لیکن عدنان، مارلینو کو تلاش کرتا ہوا اُس کے کمرے تک پہنچ گیا تھا۔

مارلینو، عدنان کو دیکھ کر مسّرت سے کھل اُٹھا۔ "آؤ عدنان! کیا ہو رہا ہے؟"

"آپ کی شہنشاہی میں عیش مسٹر مارلینو۔" عدنان نے جواب دیا۔

"بیٹھو! سیر و شکار میں کیسا وقت گزر رہا ہے؟"

"بہت شاندار۔"

"کب واپس آئے؟"

"ابھی ابھی! سیدھا آپ ہی کے پاس آ رہا ہوں۔"

"کوئی خاص بات تو نہیں؟"

"خاص ہی بات ہے مسٹر مارلینو۔" عدنان نے کہا اور مارلینو چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"کیا خاص بات ہے؟"

"مسٹر مارلینو! دراصل۔" ابھی عدنان اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ سدھاشی اندر داخل ہو گئی۔

"ہیلو ممی! کیسی ہیں آپ؟"

"ٹھیک ہوں۔ تمھیں آتے ہوئے دیکھ لیا تھا مَیں نے۔"

"آیئے ممی تشریف رکھیے۔ مَیں آپ کو دلچسپ واقعہ سُنانا چاہتا ہوں۔"

"کیا بات ہے بھئی مجھے تجسّس کا شکار کر رہے ہو تم۔ جلدی بتاؤ؟"

"مسٹر مارلینو۔ چند روز پہلے مَیں نے سیر و شکار کرتے ہوئے ایسے لوگوں کو دیکھا جو ایک غار کے نزدیک مسلّح پہرہ دے رہے تھے۔ غار سے مَیں نے ایک بچّے کو نکلتے ہوئے دیکھا جس کی عمر زیادہ نہیں تھی جو بہت خوبصورت، بہت دلیر اور تندرست و توانا ہے۔" عدنان پُوری کہانی ان دونوں کے سامنے سنانے لگا۔ اس نے شروع سے لے کر آخر تک ساری کہانی اُنھیں سُنا دی اور بادشاہ خان کا نام سُن کر مارلینو کا چہرہ سُرخ ہو گیا تھا۔

اس پُوری کہانی میں جو واقعات پیش آئے تھے، مارلینو نے اِن کی حقیقت کو سمجھ لیا تھا اور وہ شخص اس کے ذہن میں چکرا رہا تھا جو بادشاہ خان کو ختم کر دینے کا خواہش مند تھا۔ یہ بڑی دلچسپ، بڑی عجیب اور بڑی حیرت انگیز بات تھی اور کسی حد تک سنسنی خیز بھی۔

مارلینو چونکہ شیران کے بارے میں معلومات حاصل کر چکا تھا اور اُسے علم تھا کہ شیران اِن ہی اطراف میں موجود ہے اِس لیے اِس کو یقین ہو گیا کہ وہ شیران ہی ہوگا جو بادشاہ خان کو ختم کرنے کے درپے تھا لیکن اپنے بیٹے کے ہاتھوں شیران نے زندگی میں پہلی بار شکست کھائی۔

مارلینو کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ مسّرت کا اظہار کرے یا حیرت کا۔ ویسے اسے اس خطرناک صورتِ حال کا بھی اندازہ تھا جو عدنان نے شیران کو اپنا دُشمن بنا کر پیدا کر لی تھی۔ شیران جس قسم کا آدمی تھا مارلینو اس سے اندازہ لگا سکتا تھا کہ شیران اپنا انتقام لیے بغیر نہیں چھوڑے گا کیونکہ یہ بات اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی کہ عدنان اس کا بیٹا بھی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح عدنان بھی شیران سے ناواقف تھا۔

مارلینو نے جو کچھ کرنا تھا سوچ سمجھ کر کرنا تھا چنانچہ اُس نے بہت غور و خوض کے بعد کہا۔ "تو بادشاہ خان مجھ سے ملنا چاہتا ہے؟"

"ہاں۔ مَیں آپ سے اجازت لیے بغیر اُسے یہاں نہیں لا سکتا تھا۔"

"اُسے فوراً یہاں تک لے آؤ۔ جتنی جلدی ممکن ہو سکے اور سنو تمھارے ساتھ اور لوگ بھی جائیں گے جو اُنھیں آسانی سے یہاں تک پہنچانے کا بندوبست کر دیں۔"

"ٹھیک ہے مسٹر مارلینو! میرا خیال ہے ہمیں یہ کام کر لینا چاہیے۔" اور مسٹر مارلینو نے کسی کو بُلانے کے لیے گھنٹی بجا دی۔ آنے والے کو اُس نے کچھ ہدایات دیں۔ عدنان سلامتی اتنی دیر مارلینو کے سامنے بیٹھا رہا تھا۔ سدھاشی خاموشی سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی تب مارلینو نے سدھاشی سے کہا۔ "تم جانتی ہو نا اس بادشاہ خان کو؟"

"ہاں مسٹر مارلینو۔ مَیں جانتی ہوں۔" سدھاشی آہستہ سے بولی۔

"کمال ہے، سارے لوگ ایک دُوسرے سے شناسا ہیں، بڑی دلچسپ بات ہے۔"

"تم نے عدنان بہت ہی عمدہ کام کیا ہے جو میرے راستوں میں معاون ثابت ہوگا۔" مارلینو کی آنکھیں کسی خیال کے تحت چمک رہی تھیں۔

ایک بڑی گاڑی عدنان کو لے کر چل پڑی۔ آٹھ مسلّح آدمی اس گاڑی میں موجود تھے۔ خاص قسم کی گاڑی تھی جو پہاڑی راستوں پر بھی بآسانی چل سکتی تھی۔ اِس کے باوجود وہ اس جگہ تک نہیں پہنچ سکی تھی جہاں عدنان نے اِن لوگوں کو دیکھا تھا اس سے تقریباً ایک فرلانگ اِدھر ہی رُکنا پڑا کیونکہ آگے کے راستے ایسے ناہموار تھے کہ ان تک گاڑی کو نہیں لے جایا جا سکتا تھا۔

عدنان اپنے ساتھ چھ آدمیوں کو لے کر چل پڑا اور فاصلہ اُنھیں پیدل ہی طے کرنا پڑا تھا جب وہ اس غار کے نزدیک پہنچا تو اُس نے اپنے آدمیوں کو اِدھر اُدھر منتشر کر دیا اور اس کے بعد وہ غار میں داخل ہو گیا۔ بادشاہ خان اُسے دیکھ کر کھل اُٹھا تھا۔ نوریزا اور آئیوی بھی اس دوران کافی گفتگو کر چکے تھے۔ اِن کے ذہن بادشاہ خان کی طرف سے صاف ہو گئے تھے اور

آئیوی کو دُکھ تھا کہ نعمان خان، بادشاہ خان کی طرف سے غلط فہمیوں کا شکار رہا۔

عدنان اُنھیں ساتھ لے کر چل پڑا۔ مسلح محافظ چاروں طرف نگاہ رکھے ہوئے تھے اور اس کے بعد وہ وین تک پہنچ گئے۔ بند وین میں اُنھیں بٹھایا گیا اور وین واپس چل پڑی۔ اس کی چھوٹی چھوٹی کھڑکیوں سے مشین گنوں کی نالیں باہر جھانک رہی تھیں۔

مارلینو نے اپنے آدمیوں کو ہدایت کی تھی کہ کسی بھی خطرے پر وہ تکلف سے کام نہ لیں اور ان لوگوں کو یہاں تک پہنچانے کا باحفاظت بندوبست کریں لیکن یہ سب بھی نہیں دیکھ سکے تھے کہ بہت دور ایک بلند ٹیلے پر ایک دیو قامت انسان ان کی جانب نگراں ہے اور کینہ توز نگاہوں سے اُنھیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے عدنان، بادشاہ خان، نوریز اور آئیوی کو ان مسلح افراد کی حفاظت میں یہ راستہ طے کرتے ہوئے دیکھا تھا اور پھر بند گاڑی کو بھی دیکھا تھا جس کا رُخ فرانہ کی طرف تھا۔

ان سب کو دیکھ کر اُس کی آنکھوں میں نفرت کی آگ روشن ہوگئی تھی وہ شیران تھا۔

مارلینو نے جن لوگوں کو عدنان کے ساتھ بھیجا تھا وہ اس کے خاص لوگوں میں تھے۔ بند گاڑی کا انتخاب بھی اسی لیے کیا گیا تھا کہ عام لوگوں کو نئے مہمانوں کے بارے میں کچھ نہ معلوم ہو۔ جس جگہ مہمانوں کا استقبال کیا جانے والا تھا وہاں بھی مارلینو کے خاص آدمی تعینات تھے اور اُنھیں ہدایت تھی کہ مارلینو کی اجازت کے بغیر وہاں پرندہ بھی پَر نہ مار سکے۔

فرانہ کے اس محلِ خاص کے ایک مخصوص حصّے میں مارلینو نے مہمانوں کا استقبال کیا تھا۔ آج مارلینو کا قد عام دنوں سے زیادہ لمبا تھا۔ وہ بہت چست و چالاک اور توانا نظر آ رہا تھا....

بادشاہ خان نے وین سے اُتر کر اُسے دیکھا اور اُس کے دل پر ایک شدید ضرب لگی۔ برسوں پہلے وہ خونی ڈراما اُسے یاد آگیا تھا۔ مارلینو کے نقوش نہیں بدلے تھے۔ وہی سادہ چہرہ تھا جو آٹھ درندوں سے رحم کی بھیک مانگ رہا تھا جو اُس کی زندگی کے درپے تھے۔

بادشاہ خان اپنی جگہ کھڑا رہ گیا۔

مارلینو ایک قد آور دیو کی مانند کھڑا ہوا تھا پھر اُس کے بدن میں جنبش ہوئی اور وہ آگے بڑھ کر بادشاہ خان کے نزدیک پہنچ گیا۔ "آؤ بادشاہ خان۔ فرانہ کے اس محل میں تم اجنبی نہیں ہوگے۔ تمھارے گھر میں تمھیں خوش آمدید کہتا ہوں۔"

"کیا میں تم سے ایک دوستانہ مصافحہ کر سکتا ہوں؟" بادشاہ خان نے پھسپھسی آواز میں کہا۔

"ہاں کیوں نہیں۔" مارلینو نے ایک ہاتھ مصافحے کے لیے بڑھایا اور بادشاہ خان نے اپنا چوڑا ہاتھ آگے بڑھا کر مارلینو کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اُس نے گردن قدرے خم کر کے ہاتھ کو یہ جھٹکا دیا تو مارلینو کا مصنوعی ہاتھ بازو سے اُکھڑ کر اس کے ہاتھ میں آ رہا۔

بادشاہ خان کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا۔ وہ بوکھلائی ہوئی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اُسی وقت عدنان تیزی سے آگے بڑھا اور بادشاہ خان کے ہاتھ سے وہ مصنوعی ہاتھ لے کر بولا۔ "اوہ خان بابا۔ دراصل مسٹر مارلینو کے چاروں ہاتھ پاؤں مصنوعی ہیں۔"

مارلینو قہقہہ لگا کر دُوسری طرف مڑ گیا تھا۔ اُس نے نوریز کی طرف دیکھا اور اُس کے قریب پہنچ کر بولا۔ "بادشاہ خان کے پوتے تمھیں یہ تماشا پسند آیا؟"

"کیا یہ حقیقت ہے مسٹر مارلینو؟" نوریز متحیرانہ نگاہوں سے مارلینو کو دیکھ کر بولا۔

"ہاں میرے بچے۔ یہ حقیقت ہے۔" مارلینو نے کہا۔ چند گز کے فاصلے پر لوہے کا ایک انتہائی وزنی گولا پڑا ہوا تھا جسے اُس کی جگہ سے ہلانا ایک عام آدمی کے بس کی بات نہیں تھی، مارلینو نے وہ وزنی گولا کسی معمولی سے پتھر کی مانند اپنے ہاتھ میں اُٹھالیا اور پھر اسی ہاتھ کی مدد سے اُسے دُور پھینکتے ہوئے بولا۔ "میرے دونوں ہاتھ اور پاؤں مصنوعی ہیں مگر تمھارا بابا خان بہت طاقت ور ہے۔ آؤ بادشاہ خان اندر آ جاؤ۔"

بات کسی اور کی سمجھ میں آئی ہو یا نہ آئی ہو لیکن بادشاہ خان پانی پانی ہوگیا تھا۔ ایک وسیع و عریض ڈائننگ ہال میں پہنچ کر مارلینو نے کہا۔ "بیٹھو بادشاہ خان۔ یہاں تم بالکل محفوظ ہو۔"

"شکریہ مارلینو۔"

"تم بھی بیٹھو بیٹی۔ عدنان لاؤ میرا بازو میرے شانے پر کس دو۔ یہ سب اس میں اُلجھ گئے ہیں۔"

"اوہ، ہاں مسٹر مارلینو۔" عدنان نے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد مارلینو کا بازو اس کے شانے پر فٹ ہوگیا۔

"آپ کے یہ ہاتھ پاؤں کہاں گئے مسٹر مارلینو؟" نوریز نے پوچھا۔

"کبھی فرصت سے بتا دیں گے ان کے بارے میں بیٹے۔ سناؤ بادشاہ خان کیسے مزاج ہیں؟"

"انتہائی کسمپرسی اور پریشان حالی کی کیفیت میں تمھارے پاس آیا ہوں مارلینو تمھارے رحم و کرم پر ہوں۔ تمھارے وجود کے سائے تلے پناہ لینا چاہتا ہوں۔" بادشاہ خان نے کہا۔

"مارلینو اپنی زندگی سے زیادہ تمھاری حفاظت کرے گا دوست۔ آٹھ ہزار وفاشعار تمھارے گرد حصار ہیں خود کو تمام وسوسوں اور پریشانیوں سے آزاد کر لو۔" مارلینو کا رویّہ بدل گیا۔

بادشاہ خان شرمسار نگاہوں سے مارلینو کو دیکھتا رہا پھر بولا۔ "اگر تم مجھ پر احسان کرنا چاہتے ہو مارلینو تو پھر تمھیں میرے بارے میں تفصیلات سننا ہوں گی۔"

"مہمان ہو بادشاہ خان، مہمانوں پر احسان نہیں کیا جاتا بلکہ وہ قابلِ احترام ہوتے ہیں۔ تمھاری بہو اور تمھارا یہ پوتا میرے لیے میری اولاد کی مانند ہیں۔ ابھی میں ان لوگوں کو سدھاشی کے حوالے کر دینا چاہتا ہوں۔ سدھاشی میری بیٹی ہے۔ عدنان یہ تمھارا فرض ہے کہ مہمانوں کو اندر لے جاؤ اور ان کی ایسی خاطر مدارت کرو کہ اُنھیں اندازہ ہو جائے کہ تم پہاڑوں کے بیٹے ہو۔"

"جو حکم مسٹر مارلینو۔" عدنان نے کہا۔ بادشاہ خان شاید یہی چاہتا تھا کہ باقی لوگ وہاں سے چلے جائیں جب عدنان ان سب کو لے کر باہر نکل گیا تو بادشاہ خان نے مارلینو سے کہا۔ "کیا تم میرا مقصد سمجھ گئے تھے مارلینو؟"

"ہاں بادشاہ خان میں محسوس کرتا ہوں کہ تم تنہائی میں کچھ کہنا چاہتے تھے۔"

"اس میں کوئی شک نہیں مسٹر مارلینو، وہ معصوم دیہاتی آج بھی مجھے یاد ہے جس کے ساتھ ہم نے وحشیانہ سلوک کیا تھا اور مارلینو اس کے بعد تمھیں جو کچھ ملا وہ بھی میرے علم میں آ چکا تھا۔ میں نے ہمیشہ تمھارے خطرے کو اپنی شہ رگ سے قریب محسوس کیا تھا اور اس کے لیے میں نے بینکاک میں ان سب کی میٹنگ بھی بلائی تھی اور ان سے کہا تھا کہ وہ مارلینو کو فنا کرانے کے لیے اپنی اپنی ذمّے داریاں پوری کریں ورنہ ایک دن مارلینو اُنھیں ہلاک کر دے گا۔ مسٹر مارلینو آپ یقین کریں کہ اگر مجھے کبھی موقع مل جاتا اور آپ میرے بازوؤں کے حلقے میں آ جاتے تو میں سب سے پہلا فرض آپ کو ختم کرنا سمجھتا لیکن تقدیر نے مجھے یہ موقع نہیں دیا اور نہ ہی ہمارا اور آپ کا ٹکراؤ ہوا۔

اس کے بعد ایک اور کھیل شروع ہوگیا۔ یہ کھیل شیران کا تھا۔ شیران نے آپ کا آلۂ کار بن کر ان کئی افراد کو قتل کر دیا جو آپ کو نقصان پہنچانے کے ذمّے دار تھے اور میں نے یہ محسوس کیا کہ دو مضبوط دُشمن آپس میں مل گئے ہیں۔ میں نے آپ لوگوں کے خلاف جو کارروائی ممکن ہو سکتی تھی کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکا پھر فیروز خان کا ایک اور بیٹا رزاق خان، شیران کے ہاتھوں مارا گیا۔ ہاں مسٹر مارلینو میری معلومات محدود نہیں رہیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ بھی میرے اور شیران کے رشتے سے لاعلم نہ ہوں گے۔ ہمارے درمیان گہری دُشمنی کی بنیاد ہے اور میں نے ساری زندگی انگاروں پر گزاری ہے۔ میری زندگی کا سب سے بڑا زخم شیران تھا۔ مسٹر مارلینو میں وحشت و بربریت کی اس شاہراہ پر آج سے چند روز پہلے تک دوڑتا رہا ہوں اور یہ حقیقت ہے کہ بادشاہ خان وہ بادشاہ خان نہیں رہا جو آج سے چند روز پہلے تھا اور اس کی وجہ یہ تھی مسٹر مارلینو کہ وہ تنظیم جس کے بارے میں مجھے علم ہے کہ اب آپ بھی اس کے رُکن ہیں۔ ان پہاڑوں میں آباد لوگوں کو تباہ و برباد کر کے یہاں اپنے مقاصد کی تکمیل چاہتی ہے۔ مسٹر مارلینو کیسی احمقانہ بات ہے بادشاہ خان کی کہ جس تنظیم کے آپ رُکن ہیں اور ان پہاڑوں کے لیے آپ کے سینے میں کوئی ایسا جذبہ نہیں ہو سکتا جس کا تعلق جذبات سے ہو لیکن اس کے باوجود بادشاہ خان آپ کے پاس ایسی تنظیم کے خلاف امداد حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا ہے۔

بات یہ ہے مسٹر مارلینو کہ میں بے بس ہو چکا ہوں مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ تنظیم کے گھناؤنے ہاتھ تہمانہ کو اپنی گرفت میں لے چکے

علیم الحق حقی کے دو ناول
پرماتما
بول
قیمت ۱۵۰/-
قیمت ۱۵۰/-
علی میاں پبلی کیشنز عزیز مارکیٹ اُردو بازار لاہور

ہیں۔ یہ تھا نہ کا شیرازہ منتشر ہوگیا ہے نعمان خان میرا بھتیجا اور میرے بقیہ بھتیجے مجھ سے بدظن ہو چکے ہیں اور اس کی وجہ آئیوری اور نورتیز کا اغوا تھا جس کا شبہ میری طرف مبذول کر دیا گیا۔ میں پوری زندگی تنظیم کا وفادار رہا ہوں مسٹر مارلینو لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ تنظیم میرے وطن کے لوگوں کو نیست و نابود کر دینے کے منصوبے بنا رہی ہے۔

ہاں مسٹر مارلینو اگر مجھے یہ بات ابتدا ہی سے معلوم ہو جاتی تو شاید میں تنظیم کے خلاف ایک طویل منصوبہ بندی کرتا اور بالآخر میں اُسے ناکام کر دیتا۔ ایک علیحدہ وطن کے نام پر ہمیں غلامی کا تاج پہنایا جا رہا ہے۔ ابتداء میں مجھے وہ لوگ یہ دھوکا دیتے رہے کہ میں ان پہاڑوں کا حکمران بنا دیا جاؤں گا۔ میں نے یہ بات نہیں سوچی تھی کہ یہ طریقۂ کار ہوگا ان کا۔

بہر طور اس کے بعد میں آئیوری اور نورتیز کی تلاش میں چل نکلا۔ شیران بھی میرے ذہن میں تھا مجھے معلوم ہوا کہ وہ ترابزان واپس آگیا ہے۔ ترابزان کے سردار داؤد نے مجھے بتایا کہ شیران بے شک یہاں آگیا ہے لیکن وہ جنگلوں میں بھٹکتا پھرتا ہے میں اُلجھنوں اور پریشانیوں میں ڈوبا ہوا ان اطراف سے گزر رہا تھا مسٹر مارلینو کہ مجھے شیران مل گیا۔ شیران نے مجھے صحیح معنوں میں بے دست و پا کر دیا۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے مسٹر مارلینو کہ آپ میری عمر کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ میرے قویٰ دیکھنے میں بہتر ضرور ہیں لیکن میرے اندر اب وہ چستی اور تیزی نہیں رہی ہے۔

شیران مجھے اپنی دُشمنی کی بُنیاد پر نہیں بلکہ مارلینو کے نام پر ہلاک کرنا چاہتا تھا اور اس وقت جب کہ اُس نے مجھ پر قابو پا لیا تھا اور یوں سمجھو کہ میرا آخری وقت تھا کہ عدنان سلامن نے مجھے شیران کے ہاتھوں سے بچایا اور شیران کو بے بس کر کے مجھے وہاں سے لے کر فرار ہو گیا۔ اس کے بعد اُس نے مجھے ان دو قوتوں سے ملایا جنھیں اس نے تنظیم کے ارکان کے ہاتھوں سے آزاد کرایا تھا یعنی آئیوری اور نورتیز کو اور اس کے بعد مسٹر مارلینو بھلا عدنان سلامن کا پاؤں میری گردن پر کیوں نہ ہوتا اُس نے مجھے میری بہو اور میرا پوتا دے دیا تھا۔ ہاں مسٹر مارلینو میں تھک چکا ہوں اس دُنیا سے اب لڑنے کی قوت نہیں پا رہا اپنے اندر پہاڑوں میں سربلند رہا ہوں لیکن اب میری گردن اتنی جھک گئی ہے کہ میں زمین بوس ہوا چاہتا ہوں ایسے حالات میں جب مجھے معلوم ہوا کہ عدنان سلامن تمھارا پروردہ ہے تو میں حیران رہ گیا۔ عدنان نے مجھے بعد میں یہ بھی بتایا کہ وہ شیران کا بیٹا ہے۔

بات حیرانی کی ضرور تھی اور اس بات پر مزید حیرت تھی مجھے کہ دونوں باپ بیٹے مدِ مقابل آئے لیکن ایک دُوسرے کو پہچان نہیں سکے۔ یہ راز میرے ذہن میں اب تک راز ہے اور میں نہیں جان سکا کہ ایسا کیوں ہوا۔ بہر طور ان تمام اُلجھنوں کو لے کر میں تمھارے پاس آیا ہوں مجھے بتاؤ مارلینو تم بھی صاحبِ وطن ہو تمھارا اپنا بھی ایک علاقہ ہے۔ گاگنگ ہو کے بارے میں میں جانتا ہوں وہاں تمھاری حکومت ہے تم مجھے بتاؤ کیا میں حق بجانب نہیں ہوں۔ ان پہاڑوں کے تحفظ میں۔ مجھے بتاؤ ان چٹانوں میں میرے آباؤ اجداد دفن ہیں کیا میں ان سے غداری کروں؟

نہیں ہرگز نہیں۔ تنظیم کی وفاداری تو کیا تنظیم اگر مجھ سے میری زندگی بھی چھین لے میرے پورے اہلِ خاندان کو تباہ کر دے تب بھی میں اُس کے لیے تیار نہیں ہو سکتا۔ میں اپنی موت یا اپنے اہلِ خاندان کی تباہی سے خوفزدہ نہیں ہوں مسٹر مارلینو لیکن ان پہاڑوں کو میں ان لوگوں کی تحویل میں نہیں دینا چاہتا۔ یہ میرے لیے مشکل ہوگا تو اُس وقت ایک صاحبِ وطن کے سامنے ایک ایسے شخص کی گردن خم ہے جس کا وطن اس سے چھینا جا رہا ہے مجھے بتاؤ مارلینو۔ کیا تم اپنی فراخ دلی سے کام لے کر کیا تم اپنے خون کی بلندی صفائی اور پاکیزگی سے کام لے کر اس سلسلے میں میری مدد کر سکتے ہو؟ میں جانتا ہوں کہ تنظیم سے غداری تم قبول نہیں کرو گے لیکن اس کے باوجود میں تم سے یہ درخواست کرتا ہوں۔

”بادشاہ خان۔ بڑی انوکھی بڑی دلچسپ اور بڑی حیرت انگیز کہانی سُنائی ہے تم نے مجھے اور بادشاہ خان تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں نے اپنی زندگی کا ایک طویل عرصہ کس بے چارگی کے عالم میں گزارا ہے ہاں بادشاہ خان میرے ساتھ زیادتی ہوئی تھی۔ بہت زیادتی کی تم نے میرے ساتھ لیکن وقت گزر گیا ہے بادشاہ خان مجھے ان پُراسرار قوتوں نے سہارا دیا تھا جو انسانی تخلیق کا باعث بنتی ہیں اور پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط کر دیا اتنا مضبوط کہ آج تم میرے آگے سرنگوں کھڑے ہو۔ میں نے اپنی روایتی فراخ دلی سے کام لے کر ان پُراسرار قوتوں کے رحمدلانہ جذبے کو قبول کر کے تمھیں معاف کر دیا ہے بادشاہ خان اب میری تم سے کوئی دُشمنی نہیں ہے۔

باقی رہی شیران کی بات تو سنو بادشاہ خان بہت بُرا انسان ہے اتنا بُرا کہ بُرائی اس پر ختم ہو جاتی ہے، اتنا بد فطرت ہے کہ انسانیت اُس سے شرماتی ہے لیکن بادشاہ خان وہ میرا بیٹا ہے! اُس سے پیار ہے۔ میرے پاس آیا تھا سرکش، ضدی، مغرور، کسی کو خاطر میں نہ لانے والا، کسی کی فکر نہ کرنے والا، اپنے دُشمن کو اُس وقت نہیں چھوڑتا جب تک اُسے فنا نہ کر دے وہ کسی کا نہیں ہے، اُس نے کسی سے پیار نہیں کیا۔ کسی کے لیے اُس کے دل میں محبت نہیں ہے۔

جانتے ہو اُس نے مجھ سے بہت دور رہ کر میرے مشن کی تکمیل کی۔ اس کا مقصد ہے کہ اُس کے ذہن کے کسی گوشے میں مارلینو موجود ہے اور بادشاہ خان انسان کی ذات میں صرف ایک ہی چیز دیکھی جاتی ہے میں نے شیران کے دل میں اپنا پیار پایا ہے اور تم یقین کرو کہ میرے اور اس کے دل تک براہِ راست راستے آتے اور جاتے ہیں۔

تو بادشاہ خان جس وقت تنظیم نے مجھے اپنا رُکن منتخب کیا تو میں ذہنی طور پر بہت خوش تھا میں سوچ رہا تھا کہ اب میں گاگنگ ہو ہی میں محدود نہیں رہوں گا بلکہ اس بڑی قوت کے سہارے پھیلوں گا۔ بادشاہ خان میرا خاندان وسیع نہیں ہے میرے اپنے عزیزوں میں کوئی باقی نہیں بچا ہے لیکن اقتدار کی ہوس ہر دل میں ہوتی ہے اپنی سربلندی کی خواہش اور پھر بھی وہ ایک ایسے آدمی کے دل میں جو ہاتھوں اور پیروں سے معذور ہو، میں اس خواہش سے مغلوب تھا۔

لیکن آہستہ آہستہ جب تنظیم مجھ پر اعتماد کرنے لگی تو اُس نے پہاڑوں کے بارے میں مجھے بتایا اگر یہ علاقہ شیران کا نہ ہوتا تو یقین کرو بادشاہ خان کہ مارلینو تنظیم کے ساتھ اتنا مخلص اور اتنا وفادار ہوتا تو پھر بھلا کیا ممکن تھا کہ تنظیم اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو پاتی۔ میں تنظیم سے علیحدگی بھی اختیار کر سکتا تھا لیکن جانتے ہو میں نے علیحدگی کیوں نہیں اختیار کی، شیران کی وجہ سے کیونکہ میں جانتا تھا کہ یہ شیران کا وطن ہے۔ میرے ذہن میں یہ احساس تھا کہ ممکن ہے زندگی کی آخری سانسوں تک کسی بھی وقت شیران کے دل میں وطن کی محبت جاگ اُٹھے اور اُسے یہ معلوم ہو کہ مارلینو اس کے وطن کی تباہی کا باعث بنا ہے تو ممکن ہے اُس کے دل میں مارلینو کے خلاف کوئی بال آ جائے۔ ممکن ہے اُسے پچھتاوا محسوس ہو اس بات پر کہ اُس نے مارلینو سے اتنی عقیدت کیوں رکھی؟

چنانچہ بادشاہ خان میں یہاں صرف اس مقصد کے تحت آیا ہوں کہ شیران کے وطن کو بچاؤں ہاں بادشاہ خان اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تنظیم کے ارادے بہت خوفناک ہیں ممکن ہے تمھیں ان ارادوں سے پوری طرح واقفیت نہ ہو۔ وہ یہاں اپنے قدم جمانے کے بعد بہت دُور تک سفر کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ملک اپنے لیے آسانیاں حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس سلسلے میں وہ طویل عرصے سے منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ جس چھوٹے سے کام کو تم لوگ بہت چھوٹا سمجھ رہے ہو وہ بہت بڑا کام ہے اور کئی ملکوں کی تباہی کا باعث بن سکتا ہے خاص طور پر ان مسلم ملکوں کو جو اطراف ہی میں ایک جگہ پھیلے ہوئے ہیں انھیں اتنا شدید خطرہ لاحق ہے کہ انھیں انسانی ذہن سوچ بھی نہیں سکتا۔

مارلینو بہت بڑی قوت نہیں ہے اور خاص طور سے اس ملک کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا لیکن میرے ذہن میں کچھ منصوبہ بندیاں تھیں۔ شیران کے بارے میں جو کہانی تم نے سُنائی ہے وہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ ہم لوگ شیران کو تلاش کر رہے ہیں۔ شیران ہمیں مل جائے گا تو ہم اُسے بہت عزت و احترام سے فرانس لائیں گے اور پھر ترابزان اُس کے حوالے کر دیں گے۔ بادشاہ خان اس دوران میرے اور تنظیم کے درمیان بہت سے مذاکرات چلتے رہے ہیں۔ تنظیم کا خیال یہ تھا کہ تم بوڑھے ہو چکے ہو سنو بادشاہ خان جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اُسے غور سے سُنو یہ بات آج کی نہیں ہے بہت پہلے کی بات ہے تم کیا سمجھتے ہو کیا تنظیم نے شیران کو قتل کرنے کے لیے تمھاری معاونت کی تھی؟

نہیں ہرگز نہیں جب ایڈنا ڈمپل شیران کو ملی اور تمھارے ایما پر بلی اور مقصد یہی تھا کہ اُسے قتل کر دے تو اُسے احساس ہوا شیران ایک انتہائی دلیر اور انتہائی شجاع نوجوان ہے چنانچہ اُس نے تنظیم سے سفارش کی کہ اگر پہاڑوں میں بوڑھے بادشاہ خان کی جگہ شیران کو عزت و مرتبہ دیا جائے تو شیران اس کا زیادہ اہل ہے۔

چنانچہ اس کے بعد تنظیم کے ایما پر شیران کی حفاظت کی گئی اور اُسے تم سے محفوظ رکھا گیا۔ اُسے ایک آزاد اور سرکش گھوڑے کی مانند چھوڑ دیا گیا اور شیران اس دوران وحشت خیزی کرتا رہا۔ وہ بار بار تنظیم کے ہاتھ آ کر نکل جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ایڈنا ڈمپل اور موفی مارڈین بھی اسی کی وجہ سے ماری گئیں لیکن پھر ایک موقعے پر تنظیم شیران کو کھو بیٹھی۔ میں نے بھی شیران کو تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن اُسے نہ پا سکا۔ اس دوران تنظیم نے نعمان خان کو بھی اسی راستے پر لا کر دیکھا۔ نعمان خان بلاشبہ ایک صحیح آدمی ثابت ہوا تھا لیکن شیران کے مقابلے پر وہ کچھ نہیں تھا۔ اس سلسلے میں تنظیم نے شیران اور نعمان خان کا سامنا کرانے کی بھی کوشش کی۔ تفصیلات تمھیں بھی معلوم ہوں گی بادشاہ خان۔ کیونکہ تم بہر طور تنظیم سے غیر متعلق آدمی نہیں ہو میں تم سے صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ شیران کے لیے میں نے یہ سوچا کہ اس کے وطن کو کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے اور اس سلسلے میں میں نے تنظیم کی زیادہ سے زیادہ قربت حاصل کی، یہاں تک کہ مجھے وائی تھری ایٹ نے اپنا نائب مقرر کر کے اس علاقے میں پہنچا دیا۔

مجھے ہدایات دی گئیں کہ میں تم لوگوں پر بھرپور نگاہ رکھوں لیکن میرے ذہن میں کچھ اور ہی احساسات تھے۔ عدنان سلامن شیران کا بیٹا ہے اور اس کی تفصیل میں تمھیں نہیں بتاؤں گا بادشاہ خان لیکن یوں سمجھ لو کہ شیران کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہے۔ دونوں باپ بیٹے ایک دُوسرے کی شکلوں سے ناواقف ہیں۔ عدنان کو یہ معلوم تھا کہ اس کے باپ کا نام شیران ہے۔ شیران سے اُسے بہت

کچھ ملا ہے لیکن اس کی ماں نے اُس کی فطرت میں وہ درندگی پیدا نہیں ہونے دی جو شیران کے ذہن میں تھی۔ انسانوں سے نفرت نہیں سکھائی گئی اب تنظیم کے ذہن میں یہی منصوبہ ہے کہ عدنان کو منظرِ عام پر لایا جائے اور اُسے ان پہاڑوں میں وہ عہدہ دیا جائے جو تنظیم کے کٹھ پتلی حکمران کا ہوگا۔ تنظیم کے ارکان کو یہ معلوم نہیں ہے شیران بھی یہاں تک آچکا ہے۔ میں نے اس بات کو بڑی احتیاط سے چھپایا ہے جب کہ یہ بات میرے علم میں تھی کہ شیران یہاں موجود ہے میرے آدمی اُسے تلاش کر رہے ہیں لیکن حیرت کی بات ہے کہ وہ تمھیں اور عدنان کو مل گیا۔ ہمارے آدمیوں کو ابھی تک نہیں مل سکا۔ بہر طور وہ لاابالی اور سیدھا سا انسان ہے تو میں یہ کہہ رہا تھا بادشاہ خان کہ تنظیم نے ایک منصوبہ بندی کے تحت تمھیں اور نعمان خان کو لڑانے کے لیے یہ سب کچھ کیا ہے اور اس کے آیندہ پروگرام بھی بہت خطرناک ہیں یہاں ایک علاقہ ایسا ہے بادشاہ خان جس میں تنظیم نے اپنے کام کی ابتدا شروع کر دی ہے۔

میری تازہ ترین اطلاع کے مطابق ڈیڑھ ہزار آدمی ضروری ساز و سامان کے ساتھ کالی گھاٹی کے علاقے میں پہنچ گئے ہیں اور وہاں تنصیبات کر رہے ہیں۔ یہ علاقہ دشوار گزار اور سنسان ہے ادھر انسانی قدم نہیں پہنچ پاتے۔ اُنھوں نے ایک سرحد کو اس سلسلے میں کھول دیا ہے اور مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ تنظیم کی طرف سے آنے والے انجینئروں کو فرانہ میں طلب کر کے یہاں تین علاقوں میں ہوائی اڈے تعمیر کراؤں تاکہ تنظیم کی طرف سے کارروائیوں کا باقاعدہ آغاز ہو سکے۔

نعمان خان کے بارے میں میری اطلاع ہے بادشاہ خان کہ وہ ان سرحدوں سے نکل گیا ہے اور ہمارے ملک کے دارالخلافہ میں موجود ہے۔"

"کیا۔" بادشاہ خان اُچھل پڑا۔

"ہاں بادشاہ خان، یہ میری اطلاعات ہیں جو یقیناً غلط نہیں ہیں۔"

"اوہ۔ اوہ اتنا بڑا فراڈ، اتنی بڑی جانبازی، خدا کی پناہ۔ کاش مجھے یہ بات پہلے معلوم ہو جاتی!"

"تمھیں معلوم ہو سکتی تھی بادشاہ خان وہ لوگ تم سے محتاط تھے۔"

"تو مسٹر مارلینو۔ اب تم جانتے ہو کہ ہماری کیا کیفیت ہے، مارلینو صحیح معنوں میں، میں اس بات کا حقدار نہیں ہوں کہ تم سے کسی قسم کی درخواست کروں لیکن آج میں اپنے بدترین دشمن شیران ہی کے نام پر تم سے اپنے وطن کی بقا کی بھیک مانگتا ہوں۔ اس ملک کی زمینوں کا تحفظ مانگتا ہوں مارلینو، شیران کے نام پر۔"

"بادشاہ خان۔ شیران تمھارا دشمن ہے۔ اس نے تمھیں نقصان پہنچایا ہے کیا تم نے شیران سے اپنی دشمنی ختم کر دی؟"

"مارلینو۔ میں نے اب دُنیا سے اپنی دشمنی ختم کر دی ہے۔ میرا دشمن صرف ایک ہے وہ جو میرے وطن کا دشمن ہے۔ ہاں میں اعلان کرتا ہوں کہ میں نے شیران پر اپنی بھتیجیوں کا خون معاف کر دیا۔ اس دُنیا میں، میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا لیکن روزِ حشر مجھے یہ حق حاصل تھا کہ میں شیران کو خدا کے سامنے فریاد کر کے طلب کرتا لیکن میں اپنا یہ حق واپس لیتا ہوں۔ میں شیران کو خلوصِ دل سے معاف کرتا ہوں اگر کبھی زندگی میں ہم دونوں آمنے سامنے ہو جائیں۔ دوبارہ کبھی ہماری ملاقات ہو جائے مسٹر مارلینو تو تم شیران سے کہنا کہ وہ بادشاہ خان کو قتل کر کے اپنا انتقام پورا کر لے۔ مارلینو کے مقاصد کی تکمیل کے لیے کام کر لے۔ لیکن اُس وقت تک اُسے زندگی کی بھیک ضرور دے جب تک وہ اپنے وطن سے دشمنوں کے ناپاک قدموں کو واپس جاتے نہ دیکھ لے۔" بادشاہ خان کی آواز بھرا گئی۔ اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی پیدا ہو گئی تھی تب مارلینو اپنی جگہ سے اُٹھا۔ اُس نے اپنا مصنوعی ہاتھ بادشاہ خان کے شانے پر رکھا اور آہستہ سے بولا۔ "بادشاہ خان بڑے آدمی صرف تم ہی نہیں ہو وہ سب میرے سینے میں ہے آؤ دونوں گلے مل جائیں میں نے تمھیں معاف کر دیا ہے بادشاہ خان جو زیادتی تم لوگوں نے میرے ساتھ کی تھی۔ وہ اب میں نے معاف کر دی ہے اور ان لوگوں کو بھی میں نے خلوصِ دل سے معاف کر دیا جو زندہ بچ گئے ہیں۔ سُنا بادشاہ خان۔ میں نے تم سب کو خلوصِ دل سے معاف کر دیا ہے۔"

بادشاہ خان، مارلینو کے سینے سے لپٹ گیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے اور اُس کی سفید لمبی داڑھی میں پیوست ہو رہے تھے۔ درحقیقت اُس کے چہرے کی تر و تازگی اب ختم ہو گئی تھی۔ مارلینو نے اس کا شانہ تھپتھپایا اور اُسے بیٹھنے کی پیش کش کی۔ پھر اُس نے ایک ملازم خاص کو بُلوا کر دونوں کے لیے مخصوص قہوہ طلب کیا۔ قہوے کی دو تین پیالیاں پینے کے بعد مارلینو بادشاہ خان سے کہنے لگا۔

"تم نہیں سمجھتے بادشاہ خان کہ ان لوگوں کا منصوبہ کیا ہے۔ وائی تھری ایٹ خود مجھ سے ملاقات کے لیے آیا تھا۔"

"اوہ کب؟"

"بہت کم وقت گزرا ہے۔ ٹھہرو میں تمھیں ایک تماشا دکھاتا ہوں۔" مارلینو نے کہا اور اپنی جگہ سے اُٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ پوری الماری تھی اس کے الماری کے دونوں پٹ کھلے سامنے ہی لباس ٹنگے ہوئے تھے۔ لیکن دفعتاً اُس نے ایک

بٹن دبایا اور الماری اپنی جگہ سے گھوم گئی۔

اب اُس کا دوسرا رُخ سامنے آگیا تھا اور اس رُخ پر ایک بہت ہی جدید ساخت کی مشینری فٹ تھی۔ مارلینو ایک ریورس بٹن دباتا رہا اور ایک اسپول تیزی سے گھومنے لگا۔ اسپول رُک گیا تو مارلینو نے ایک سرخ بٹن آن کر دیا۔

اور چند لمحات کے بعد ڈرائنگ رُوم میں وائی تھری ایٹ اور مارلینو کی آواز گونجنے لگی یہ وہی گفتگو تھی جو وائی تھری ایٹ اور مارلینو کے درمیان ہوئی تھی۔

بادشاہ خان ساکت اس گفتگو کو سُن رہا تھا اور اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار تھے۔ تمام تر گفتگو مارلینو نے انتہائی ذہانت سے ریکارڈ کی تھی اور اب بادشاہ خان کسی طور اس بات پر شک نہیں کر سکتا تھا کہ پہاڑوں کی آزادی پوری طرح خطرے کی گرفت میں آچکی تھی۔

گفتگو ختم ہو گئی تو مارلینو نے بٹن آف کیا اور الماری کو واپس اُس کی جگہ پہنچا دیا۔

"یہ سب کچھ میں نے انتہائی خطرہ مول لے کر کیا ہے۔ بادشاہ خان تم سمجھتے ہو کہ اس بڑے مُلک کے آگے میری حیثیت کیا ہے لیکن بہر طور زندگی میں کچھ ہی مواقع ایسے آتے ہیں کہ انسان اپنا سب کچھ گنوانے کو تیار ہو جاتا ہے۔ شاید تم نے میری اس بات سے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ شیران کے لیے میرے دل میں کیا وقعت ہے؟"

"ہاں۔ بعض اوقات وہ لوگ جو زندگی بھر قابلِ نفرت رہتے ہیں اور جن کی وجہ سے ہمیشہ فتنہ و فساد پھیلتے رہتے ہیں کتنے بڑے کام کر جاتے ہیں اس کی مثال شیران کی ذات ہے۔"

"بے شک بادشاہ خان یہ سب کچھ میں نے شیران ہی کی محبت میں کیا ہے۔ بہر طور چھوڑو ان باتوں کو ہم دونوں ایک ہی منزل کے راہی ہیں۔ مارلینو کا تعلق گو ان پہاڑوں سے نہیں ہے میرا خمیر اس مٹی سے نہیں اُٹھا لیکن اس کے لیے میں اتنا ہی پریشان ہوں جتنے تم ہو سکتے ہو، ہمیں مل کر کوئی لائحہ عمل تیار کرنا چاہیے۔"

"ایک بات بتائیں مسٹر مارلینو۔" بادشاہ خان نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں پوچھو؟"

"کیا میری یہاں آمد کو شک کی نگاہ سے نہیں دیکھا جائے گا؟" بادشاہ خان بولا۔

"بشرطیکہ کسی کو معلوم ہو جائے۔"

"لیکن میں تو یہاں کھلم کھلا آیا ہوں۔"

"نہیں بادشاہ خان ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرے چند خاص آدمیوں کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا کہ اس بند گاڑی میں کون آیا ہے! اس کے علاوہ میں نے تمھارے اس مکان میں کچھ ایسی تبدیلیاں کرلی ہیں جو میری ضرورت کے مطابق ہیں۔ چنانچہ یہاں تمھیں پوشیدہ رکھنے کے لیے بہترین جگہ موجود ہے ایسی جگہ جہاں تم لوگوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔" بادشاہ خان شکر گزار نگاہوں سے مارلینو کو دیکھنے لگا پھر اُس نے کہا: "تو پھر اب اس سلسلے میں کیا منصوبہ ہے مسٹر مارلینو؟"

"کوئی بہت ٹھوس منصوبہ تو میرے ذہن میں نہیں ہے لیکن یہ بہت اچھا ہوا بادشاہ خان کہ ایک ایسا شخص میرے پاس آگیا جو مجھے اس سلسلے میں بہتر مشورے دے سکتا ہے۔ تمھاری مدد سے بادشاہ خان میں اس علاقے کے ایک ایک چپے کا نقشہ بناؤں گا۔ تمھاری مدد سے میں وہ سب کچھ کروں گا جو ان پہاڑوں کے مفاد میں ہوگا۔ سب سے پہلا کام مجھے یہ کرنا ہے کہ اپنے کچھ خاص آدمیوں کو نعمان خان کے پاس روانہ کر دوں گا۔ اس کے لیے تمھیں ایک پیغام دینا ہوگا بادشاہ خان۔"

"میں تمھاری ہر ہدایت پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوں۔" بادشاہ خان نے کہا۔

"تو بس پھر اتنی جلدی بھی نہیں ہے آؤ میں تمھیں تمھاری رہائش گاہ دکھا دوں۔ یہاں غیر متوقع طور پر بھی لوگ آ جاتے ہیں اور پھر میں نہیں جانتا کہ تنظیم نے یہاں موجود لوگوں میں سے کس کس کو اپنا آلۂ کار بنا رکھا ہے۔ ہمیں تمام تر حالات کے باوجود محتاط رہ کر کام کرنا ہوگا اور ہر شخص سے پوری طرح چوکنا رہنا ہوگا۔ میں پہلے تمھیں اس پوشیدہ مقام تک پہنچا دوں تم جب تک یہاں رہنا پسند کرو بادشاہ خان میرے لیے باعثِ خوشی ہوگا۔ میں کسی طور تم سے منحرف نہیں ہو سکتا اب ہمارا اور تمھارا مشن ایک ہے کیونکہ ہم گہرے دوست بن چکے ہیں۔" مارلینو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ صرف تمھاری بڑائی ہے مارلینو اور میں اس تصور سے کبھی اپنے آپ کو آزاد نہیں کر سکوں گا کہ میں نے ایک بڑے انسان کے ساتھ بُرائی کی تھی۔"

"گزری ہوئی بات تھی اب سب کچھ بھول جاؤ جب میں نے اُسے معاف کر دیا تو تم کیوں یاد رکھتے ہو۔" بادشاہ خان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مارلینو اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔ بادشاہ خان نے آئیوی اور نور ریز کو بھی ساتھ لے لیا تھا۔ کسی نے مارلینو اور بادشاہ خان کے درمیان ہونے والی گفتگو میں دخل نہیں دیا تھا۔ مارلینو نے سدھاشی سے کہا: "تمھارے اُوپر مہمانوں کی ذمے داری ڈالی جاتی ہے۔ سدھاشی!"

"میں اس ذمے داری کو خوشی سے قبول کرتی ہوں مسٹر مارلینو۔" سدھاشی نے کہا اور وہ سب اُس کمرے سے باہر نکل آئے جہاں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ مارلینو ان کی رہنمائی کرنے لگا۔ بہت سے کمروں اور راہداریوں سے گزر کر وہ ایک اندرونی کمرے میں پہنچے اور مارلینو کی کسی حرکت کے باعث کمرے کا فرش نیچے بیٹھنے لگا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک عظیم الشان ہال میں تھے جہاں بہت سی مشینیں رکھی ہوئی تھیں۔

"مسٹر مارلینو۔ یہ نایاب جگہ آپ نے کب دریافت کی؟ مجھے تو اس کے بارے میں کوئی معلومات نہیں تھیں۔" عدنان نے کہا۔

"نہیں بیٹے۔ مجھے بھی ان بے شمار غاروں کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ہیں جو جنگلوں میں تمھاری کمین گاہیں ہیں۔" مارلینو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عدنان مسکرانے لگا۔

"ممی۔ تمھارا یہ سپوت بہت چالاک ہے۔" اُس نے کہا اور سدھاشی اُسے گھورنے لگی۔

"سوری ممی۔ سوری مسٹر مارلینو۔" عدنان نے جلدی سے کہا اور نوریز کی طرف متوجہ ہو گیا۔ "تم جانتے ہو اس کائنات میں سب سے خوفناک چیز کیا ہے؟"

"آگ۔ زلزلہ۔ سمندر یا کچھ اور؟" نوریز نے کہا۔

"نہیں۔ میری ممی کی آنکھیں۔"

"یہ آپ کی رہائش گاہ ہے بادشاہ خان۔ یہاں آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔" مارلینو نے کہا۔

"بہت عمدہ جگہ ہے۔" بادشاہ خان نے جواب دیا پھر بولا۔ "یہاں میں کس طرح آپ سے مخاطب ہو سکتا ہوں مسٹر مارلینو؟"

"آپ کو ہر لمحہ حالات سے باخبر رکھا جائے گا۔ بادشاہ خان۔ میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ آپ کے سہارے ہی اب میں قدم آگے بڑھاؤں گا۔"

"میں اس سلسلے میں سب کچھ داؤ پر لگا چکا ہوں۔ بہت ... ب ہوں میں۔"

"میرا اضطراب بھی تم سے کم نہیں ہے بادشاہ خان۔ فکر مت کرو۔" "بات کچھ گہری ہے نوریز خاں۔ فکر مت کرو۔ میں بھی تمھیں حالات سے باخبر رکھوں گا۔ ویسے یار تم دوست بہت اچھے ہو لیکن ذرا چھوٹے ہو۔" عدنان نے کہا۔

"ہاں یہ گڑبڑ تو ہے لیکن فکر مت کرو میں جلدی جلدی بڑا ہونے کی کوشش ... وں گا۔" نوریز نے جواب دیا اور سب ہنس پڑے۔ ان دونوں ... نے ... سنجیدہ ماحول کو خوشگوار کر دیا تھا۔ بادشاہ خان کبھی کبھی

تشویش کی نگاہوں سے اُنھیں دیکھنے لگتا تھا۔ یہ دو بد ترین دشمنوں کی اولاد تھے۔ کیا آنے والا وقت اُنھیں دوست رکھ سکے گا۔ کیا تاریخ میں یہ عظیم الشان تبدیلی ہونے والی ہے۔ لیکن عدنان سلامت۔ وہ شیران کو نہیں پہچانتا تھا لیکن اُس نے شیران کو شکست دی تھی۔ کیا ہوگا ... کیا ہونے والا ہے؟

❀

مارلینو نے عدنان کی شکل دیکھی اور سنبھل کر بیٹھ گیا۔ عدنان ... غور سے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے ان حالات سے لاعلم رکھنا ضروری تھا مسٹر مارلینو؟" اُس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"وقت کا انتظار کر رہا تھا عدنان۔ اس دوران میں چاہتا تھا کہ تم آزاد ذہن سے اپنی زمین کا جائزہ لے لو۔" مارلینو نے جواب ...

"مجھے یقین ہے یہی ضروری ہوگا۔ کچھ حالات جان سکتا ہوں ..."

"یقیناً وقت بھی آ گیا ہے۔ میں خود تمھارے خیالات ... آگاہ ہونا چاہتا ہوں۔"

"شکریہ مسٹر مارلینو۔ بیٹھ جاؤں؟"

"ہاں عدنان۔ بادشاہ خان سے گفتگو کے دوران کسی ... تک حالات تمھیں معلوم ہو چکے ہوں گے۔"

"میں اس گفتگو کو جذباتی گفتگو قرار دیتا ہوں۔ وہ کسی ... کے جاننے کے لیے مناسب نہیں تھی۔"

"پہاڑوں کی اس سرزمین کے بارے میں تمھارے کیا ..."

"یہاں آنے کے بعد نہیں مسٹر مارلینو۔ میری ماں نے مجھے زمین کی اتنی کہانیاں سُنائی ہیں کہ بچپن ہی سے میرے لیے عظیم ..."

"ایک بہت بڑا ملک اس زمین پر ہمارے ذریعے قبضہ ... چاہتا ہے اور اس وقت تم اس کے مرکز نگاہ ہو۔" مارلینو نے ... بارے میں مکمل تفصیلات اس کی کارروائی اور اس میں اپنی ... اپنے دل کی آواز، ایک ایک چیز کی تفصیل عدنان کو بتا دی۔ ... کا چہرہ یکسر تبدیل ہو گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اُس کے چہرے ... ایک نقاب سی سرک گئی ہو اور اب وہ ایک ذہین شخص ... تھا پھر اُس نے کہا۔

"اس سلسلے میں کیا پروگرام ہے مسٹر مارلینو؟"

"بے شمار اُلجھنوں کے درمیان سے گزر رہا ہوں ... دماغ کی رگیں ڈھیلی پڑ گئی ہیں۔"

"اس سلسلے میں مجھے بھی اہم کردار ادا کرنا ہے؟"

"تمھیں خود اندازہ ہو گیا ہوگا۔"

وہ سب کچھ کر دیا تھا جو ایک باپ کی ذمے داریاں ہوتی ہیں۔ اُس نے اُنھیں تفصیل تو نہیں بتائی تھی لیکن کہہ دیا تھا کہ وہ ایک طویل مہم پر جا رہا ہے ہر چند کہ خان بابا یہاں موجود ہیں لیکن اس کے باوجود اُنھیں محتاط زندگی گزارنی ہوگی۔

رزاق خان کو ساتھ لے کر وہ ہندوستان روانہ ہو گیا۔۔۔ ایک ہیلی کاپٹر اُسے اور رزاق خان کو لے کر سرحد تک گیا تھا اور سرحد پار سے ایک دُوسرے ہیلی کاپٹر نے اُسے ایراوتی پیلس پہنچا دیا، جہاں ایک پُوری فوج نے نئے سربراہ کی حیثیت سے اُس کا استقبال کیا تھا۔ بہت بڑے بڑے فوجی افسر بھی اس کے استقبال کے لیے موجود تھے۔ پروجیکٹ انچارج اور ایراوتی پیلس کے خاص رُکن کلین نے بھی اُس سے ملاقات کر کے اُسے اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔

دُوسرے دن اُس نے پروجیکٹ کا معائنہ کیا۔ اٹامک پروجیکٹ کو دیکھ کر وہ بے حد متاثر ہُوا تھا۔ اُس نے فینک سے اس کے بارے میں بہت سی تفصیلات معلوم کیں۔ مقامی حالات میں اُس کی جو ذمے داریاں تھیں اور دورانِ تربیت اُسے جن معاملات کے بارے میں بتایا گیا ان کی خبر گیری کی اور پُورے معاملات سے واقف ہو کر پُرسکون ہو گیا۔ رزاق خان کو یہاں بھی اُس نے تفریحات فراہم کر دی تھیں۔

چھ دِن مصروف رہنے کے بعد اُس نے ساتویں دِن سے اپنے خاص کام کا آغاز کر دیا۔ یہ مونی ماروین کی موت کے سلسلے میں تفتیش تھی۔ اس سلسلے میں کلین اس کا سب سے اچھا معاون ثابت ہُوا تھا۔

کلین نے مونی ماروین کی شخصیت پر روشنی ڈالتے ہُوئے شیران کے بارے میں تفصیلات بتائیں اور کہا۔ "یہ درست ہے جناب کرانی ایراوتی شیران کو محفوظ رکھنا چاہتی تھیں۔"

"وہ اس سے متاثر تھی؟"

"بہت زیادہ اور جب میڈم ڈمپل یہاں آئیں تو رانی صاحبہ نے شیران کو سانگلی کے علاقہ میں بھجوا دیا تاکہ اُس کا تحفظ ہو سکے۔"

"شیران کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟"

"ایک ایسا شخص جو مافوق الفطرت ہستی رکھتا ہے۔ وہ انسانوں کی کون سی قسم ہے۔ اس کا اندازہ میں نہیں لگا سکا۔"

"ایراوتی کے قتل کی تفتیش کون کر رہا ہے؟"

"ہندوستان بھر میں ان دونوں کی تلاش جاری ہے۔ اس قتل کا مجرم علم میں ہے اس لیے کسی خاص تفتیش کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی۔ ڈمپل نے ہائی کمان سے گفتگو کے رابطے ختم کر دیے تھے۔ مسٹر فینک نے اُنھیں بحال کر دیا ہے۔"

"ہاں مجھے علم ہے کہ اُس نے ٹرانسمیٹر کو تباہ کر دیا تھا۔" نعمان خان نے کہا۔

"اُس کی جگہ نیا ٹرانسمیٹر لگا دیا گیا ہے۔"

"یہ سب کچھ تو ہے کلین، لیکن انیتا ڈمپل اور شیران کی تلاش کے لیے کوئی مؤثر ترکیب سوچو۔"

"انیتا کی تلاش کے سلسلے میں کچھ لوگ آئے تھے۔ مسٹر ہیری پاول اس مشن کے انچارج تھے۔ یہاں اُنھوں نے سارے نقشے حاصل کیے اور پھر یہاں سے چلے گئے۔"

"اس کے بعد اُنھوں نے کوئی رابطہ قائم نہیں کیا؟"

"ابھی تک نہیں۔"

"کوئی ایسی شخصیت جس سے مدد مل سکے۔"

"ہندوستانی حکومت ہمیں تمام آسانیاں فراہم کرتی ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اس سلسلے میں رابطہ قائم کر لوں۔"

"کس سے رابطہ قائم کرو گے؟"

"مسٹر سیرام سے۔" مقامی سیکرٹ سروس کے انچارج ہیں۔ بہت بھلے آدمی ہیں۔"

"ان سے کہو میں اُن سے ملاقات کرنا چاہتا ہُوں۔" نعمان خان نے کہا اور کلین نے گردن ہلا دی۔

سیرام سے مُلاقات تیسرے دِن ہو سکی تھی۔ شاندار قد و قامت کا ہندوستانی نوجوان تھا۔ نعمان خان سے بڑے تپاک سے ملا تھا۔

"میں مصروف تھا لیکن جلدی جلدی اپنی مصروفیتیں نمٹا رہا تھا تاکہ آپ سے مُلاقات کر سکوں۔" اُس نے کہا۔

"بہت شکریہ۔ کوئی خاص بات تھی؟"

"یہی خاص بات تھی کہ آپ نئے سربراہ ہیں۔ رانی ایراوتی سے میری اکثر ملاقات رہتی تھی اور میرے لائق جو بھی خدمت ہوتی تھی، وہ مجھے بتا دیتی تھیں۔"

"مجھے بھی آپ کے تعاون کی ضرورت ہے مسٹر سیرام۔"

"میں داس ہوں مہاراج۔" سیرام نے کہا۔

"یہاں کی ذمے داریوں کے ساتھ ساتھ ایک اور اہم ذمے داری مجھے سونپی گئی ہے۔ ایراوتی کے قاتل اور اس قبائلی شیران کی تلاش، اور مجھے اس سلسلے میں آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔"

"ہم دِل و جان سے حاضر ہیں مہاراج۔"

"مسٹر ہیری پاول سے اس سلسلے میں کوئی بات چیت ہوئی؟"

"ہاں چند روز قبل مسٹر ہیری پاول کو رام نگر نامی شہر میں وہ جیپ مل گئی تھی جس میں انیتا ڈمپل فرار ہوئی تھی۔"

"اوہ۔ تو ڈمپل کو وہاں تلاش کیا گیا؟"

"غیر فطری بات تھی۔ وہ ایک لمحے اس شہر میں نہ رُکی ہوگی جہاں اُس نے جیپ چھوڑی تھی۔ ظاہر ہے وہ اپنا نشان نہیں دے سکتی تھی۔ وہ یقیناً جیپ چھوڑنے کے بعد وہاں سے نکل گئی ہوگی۔"

"اس کے امکانات بھی ہیں کہ وہ وہاں سے نہ گئی ہو۔"

"وہ کیسے جناب؟"

"چالاک عورت اس انداز میں بھی تو سوچ سکتی ہے جس انداز میں آپ سوچ رہے ہیں مسٹر سیہ رام۔ ممکن ہے اُس نے وہیں رہ کر آپ لوگوں کو غلط راستوں پر ڈالنے کی کوشش کی ہو۔"

سیہ رام کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر بولا۔ "میرے خیال میں مسٹر پیری باؤل نے اُسے وہاں نہیں تلاش کیا یا پھر ممکن ہے انھوں نے اپنے طور پر اس امکان کا جائزہ لیا ہو۔"

"اس وقت وہ کہاں ہیں؟"

"دہلی میں موجود ہیں اور اپنا کام وہیں سے انجام دے رہے ہیں۔ ہمارے آدمی ہندوستان کے چپے چپے میں پھیل کر اُسے تلاش کر رہے ہیں۔" سیہ رام نے جواب دیا۔

"میں ان سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔"

"اس میں آپ کو کوئی دقت نہیں ہوگی۔"

"ہمیں اس قبائلی شیران کی بھی تلاش ہے۔ پتہ نہیں مسٹر پاؤل نے اس کے سلسلے میں بھی کچھ کیا ہے یا نہیں۔"

"مجھ سے اس بارے میں کوئی گفتگو نہیں ہوئی جناب۔"

"شکریہ مسٹر سیہ رام۔ پہلے میں دہلی میں مسٹر پاؤل سے گفتگو کروں گا اور اُن سے گفتگو کی روشنی میں اِن دونوں کو تلاش کروں گا۔" نعمان خان نے کہا۔

"اگر آپ پسند کریں مسٹر خان تو میرے ساتھ ہی دہلی چلیں۔ کتنا وقت لگ جائے گا آپ کو دہلی روانہ ہونے میں؟"

"زیادہ نہیں۔ یہاں کے معاملات میں تقریباً سنبھال چکا ہوں۔ اس کے بعد میرا دوسرا قدم یہی تھا اور میں چاہتا ہوں کہ اِس سلسلے میں دیر نہ کروں۔"

"تو پھر میں آپ کا انتظار کروں گا۔ آپ جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہاں سے روانگی کی تیاریاں کریں۔ ہم دونوں ساتھ ہی چلیں گے۔" سیہ رام نے کہا اور نعمان خان نے گردن ہلا دی۔ اِس گفتگو کے تیسرے دن شام کو نعمان خان سیہ رام کے ساتھ دہلی کے لیے روانہ ہو گیا۔

❁

یہ اطمینان ہو جانے کے بعد کہ براؤن سن کم از کم تنظیم کا رُکن نہیں ہے اور اس کی تلاش میں سرگرداں ہونے والوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ایڈنا ڈمپل کو کافی سکون محسوس ہوا تھا۔ براؤن سن کی تصویر ایک بار اُسے ایک ریکارڈ کے ساتھ فراہم کی گئی تھی۔ اس شخص کے بارے میں اُسے تفصیلات بتائی گئی تھیں اور آگاہ کیا گیا تھا کہ اگر وہ اِن علاقوں میں نظر آئے تو ایڈنا ڈمپل اس پر گہری نگاہ رکھے۔ بے شمار جرائم پیشہ افراد کے بارے میں تنظیم کو معلومات رکھنا پڑتی تھیں۔ کیونکہ ایسے لوگ جو بین الاقوامی جرائم پیشہ ہوتے تھے بعض اوقات کرائے پر بھی تنظیم کے لیے حاصل کر لیے جاتے تھے اور تنظیم اُن سے خاطر خواہ فائدہ اُٹھاتی تھی۔

وکٹر مورلے کا ریکارڈ طویل عرصے قبل ایڈنا ڈمپل کو بنکاک ہی میں فراہم کیا گیا تھا اور ایڈنا ڈمپل نے اس پر تھوڑا وقت صرف کیا تھا۔ یہ ضمنی کارروائی تھی اور ایڈنا ڈمپل نے اس کے بارے میں خصوصی طور پر نہیں سوچا تھا چنانچہ صرف یہی وجہ تھی کہ ایڈنا ڈمپل کو وہ فوری طور پر یاد نہیں آسکا تھا۔ ویسے براؤن سن کا اصل نام وکٹر مورلے تھا۔ یورپ اور امریکہ میں ہر بڑے چھوٹے شہر کے ہر چھوٹے بڑے اخبار میں اس کی تصویر چھپ چکی تھی۔ ٹیلی ویژن پر دکھائی جا چکی تھی۔ پولیس کے پاس پہنچ چکی تھی۔ بچہ بچہ جانتا تھا کہ وکٹر ایک بہت بڑا فراڈ ہے۔ اُس نے کئی بینکوں میں بڑے بڑے ڈاکے ڈالے تھے اور بے شمار ممالک اس کے حصول کے خواہاں تھے۔

مورلے نے قانون کی محافظت کے تمام دعوے داروں کو ہر قدم پر شکست دی تھی۔ اُس نے درجنوں بینک اور ڈیپارٹمنٹل اسٹور لُوٹے تھے نجانے کتنی تجوریوں کے تالے توڑے تھے جن کے بارے میں مشہور تھا کہ کوئی نقب زن اُن کے پیچیدہ نظام کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ اِن تجوریوں کے لیے جدید ترین خودکار حفاظتی انتظامات موجود تھے جو ماہرینِ فن نے لاکھوں ڈالر کا معاوضہ لے کر اپنی تمام ذہانت اور بڑی مہارت سے انتہائی رازداری کے ساتھ ایسے پوشیدہ طریقے پر نصب کیے تھے کہ عام طور پر اپنے پیشے میں مہارت یافتہ نقب زن بھی اُنھیں ناقابلِ تسخیر سمجھتے تھے لیکن مورلے اپنے فن کا بہت بڑا اُستاد تھا۔۔ لاکر تجوریاں اور اسٹرانگ رُوم اُس کے لیے چیلنج کی حیثیت رکھتے تھے اور کسی بھی الارم سسٹم کو ناکارہ بنا دینا اس کے لیے ناممکن نہیں تھا۔ وہ تقریباً پندرہ سال سے لُوٹ مار کر رہا تھا اور لاکھوں ڈالر نقد، ہیرے جواہرات اور نوادرات اُس کی ملکیت تھے۔ دُنیا کے پتہ نہیں کون کون سے بینکوں میں اُس کا سرمایہ موجود تھا۔ اس کے بارے میں ایڈنا ڈمپل کو جو تفصیلات فراہم کی گئی تھیں ان کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا تھا کہ وہ شاہانہ زندگی بسر کرنے کا عادی ہے اور اس کے پاس اتنا سرمایہ موجود ہے کہ وہ اپنی بقیہ زندگی سُکھ چین سے بسر کر سکتا ہے۔ وہ اگر چاہے تو دُنیا کے بہت بڑے سرمایہ کاروں میں شامل ہو کر اس سرمائے کو دُوگنا چوگنا کر سکتا ہے لیکن وہ فطرتاً ڈاکو

ہے اور اپنی خطرات پسند اور مہم جو فطرت کے تقاضے سے مجبور ہو کر مسلسل اس قسم کے کاموں میں سرگرداں رہتا ہے۔ بے فکر پُرسکون زندگی کی بجائے اُسے۔۔۔ طوفانی زندگی پسند ہے۔ تنظیم ایک خاص وقت میں اُس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔ اُس نے ایک بینک لُوٹنے کی ناکام واردات کی تھی اور اس میں وہ منظرِ عام پر آگیا تھا۔

لیکن فوری طور پر وہ اس علاقے سے نکل آیا اور ویسٹ انڈیز چلا گیا لیکن وہاں بھی اس کے بارے میں تفصیلات موجود تھیں چنانچہ وہ وہاں سے بھی بھاگا اور اس کے بعد اُس نے کچھ ایسے ممالک میں زندگی گزاری جو وقتی طور پر اس سے ناواقف تھے لیکن اس کی متلاطم زندگی وہاں بھی پُرسکون نہ رہ سکی اور اُس نے کچھ ایسی وارداتیں کیں کہ چند خاص محکمے اس کی جانب متوجہ ہو گئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی ایڈنا ڈمپل کو بھی اس کے بارے میں اطلاع کر دی گئی کہ یہ شخص کہیں بھی نظر آئے اور اُس سے کسی بھی شکل میں رابطہ قائم کیا جا سکے تو ضرور کیا جائے۔ کام کا آدمی ہے لیکن یہ کام کا آدمی اس وقت ایڈنا ڈمپل سے ٹکرایا تھا۔ جب ایڈنا ڈمپل کے پاس کوئی کام ہی نہیں رہا تھا اور وہ تنظیم سے باغی ہو کر چھپتی پھر رہی تھی۔

لیکن وکٹر مورلے کا ساتھ اُس کے لیے بے حد معاون ثابت ہو سکتا تھا۔ پتہ نہیں اُس نے جس مُورتی کا تذکرہ کیا ہے اس میں حقیقت ہے یا یہ سب کوئی فراڈ ہے لیکن سوچنے کے لیے تو بہت سی باتیں تھیں مثلاً یہ کہ وکٹر مورلے براؤن سن کی حیثیت سے اس سے کیوں مخاطب ہُوا ہے۔ اتنا بڑا شاطر اس چھوٹے سے شہر میں جو چاہتا کر سکتا تھا۔ ہندوستانی پولیس اِتنی ذہین نہیں تھی کہ اس جیسے شاطر کو پا جاتی پھر اِس نے ایڈنا ڈمپل سے شناسائی پیدا کرنے کی کوشش کیوں کی ہے؟ اگر صرف ایک عورت کی حیثیت سے وہ اس سے متاثر ہُوا ہے تو عورت وہ تنہا ہی یہاں نہیں تھی۔ ہندوستان میں لاکھوں مواقع موجود تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی اُس نے اس مُورتی کا تذکرہ بھی کچھ ایسے انداز میں کیا تھا، جس سے یہ اظہار ہوتا تھا کہ وہ ایڈنا ڈمپل کو مورتی کی جانب متوجہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟

ڈمپل سوچتی رہی اور پھر اُس نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وکٹر مورلے سے تعلقات بڑھائے گی۔ اگر اس کے ذریعے اُسے ہندوستان میں پوشیدہ رہنے کا کوئی بہتر موقع مل سکا تو وہ ضرور اس موقع سے فائدہ اُٹھائے گی۔ بے شک یہاں زندگی گزارنے کے لیے دولت کی ضرورت تھی۔ دولت کے بغیر کوئی بھی جگہ بالکل بے کار ثابت ہوتی ہے اور پھر ہندوستان سے نکلنے کا وہ ابھی تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ یہاں شیران موجود تھا۔

ایڈنا ڈمپل شیران کے سلسلے میں جنونی ہو گئی تھی اور یہ جنون لمحہ بہ لمحہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ اس کی دلی خواہش تھی کہ کسی طرح شیران کو قابو میں کر لے اور اس کی یہ خواہش اب صرف خواہش نہ رہی تھی بلکہ ایک طرح سے زندگی اور موت کا مسئلہ بن چکی تھی۔ وہ شیران کو موت کی قیمت پر بھی حاصل کرنا چاہتی تھی لیکن وکٹر مورلے پر یہ ظاہر نہ ہونے دیا جائے کہ وہ اُسے پہچانتی ہے۔ اس طرح وہ محتاط ہو جائے گا اور خود اس کے بارے میں سوچنے لگے گا۔

نہیں نہیں۔۔۔ مورلے کو احمق بنانا بے حد ضروری ہے اُس نے آخری فیصلہ کیا۔ دُوسرے دِن جب حسبِ وعدہ وکٹر مورلے یا براؤن سن سے اُس کی ملاقات ہوئی تو وہ پہلے دِن سے زیادہ بیباک سے اُس کے ساتھ پیش آئی۔

"ہیلو براؤن سن کیسے ہو تم؟"

"میڈم فامینا آپ نے مجھ پر کچھ اتنی پابندیاں لگا دی ہیں کہ آپ سے بے تکلفی سے گفتگو کرتے ہوئے بھی محتاط رہتا ہوں ورنہ دِل تو یہ چاہتا ہے کہ آپ سے اِتنی باتیں کی جائیں کہ ان کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہو۔"

"اس ہوٹل میں۔ یہاں کے بور ماحول میں ہم کیا گفتگو کریں گے؟"

"تو پھر رام نگر کے اطراف بے حد حسین ہیں۔ ارے ہاں۔ میں بھول گیا۔ کیا آپ کو اس عظیم الشان قیمتی مُورتی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کیا آپ اسے دیکھنا پسند نہیں کریں گی؟"

"کیوں نہیں!" تم نے اس انداز میں اس کا تذکرہ کیا ہے کہ میرے دِل میں بھی اسے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہو گیا ہے۔"

"مگر افسوس آپ نے اس بارے میں میری ذرا بھی پذیرائی نہیں کی بلکہ مجھے چور قرار دیا۔" براؤن سن نے کہا۔

"سوری میں اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں۔"

"نہیں میڈم۔ اِس سے بات نہیں بنے گی۔ دَراصل قیمتی نوادرات کے چور کو چور نہیں کہتے۔ قدردان کہتے ہیں اب آپ دیکھیے نا کہ کوئی حسین چیز کسی اور کے قبضے میں ہو تو انسان کے دِل پر کتنا بڑا بوجھ رہتا ہے وہ شئے جو اُس کی اپنی ملکیت ہونی چاہیے۔ اس سے کتنے فاصلے پر ہوتی ہے کیا یہ فاصلے برداشت کیے جا سکتے ہیں؟"

"نہیں کیسے جا سکتے بابا۔ نہیں کیے جا سکتے۔ بس اب اس سلسلے میں میرے کان مت کھاؤ۔ چلو کہیں باہر گھومنے چلتے ہیں۔ میں اِن اطراف سے بے خبر ہوں۔"

"میرے پاس کار موجود ہے۔" براؤن سن نے کہا۔

"اوہ۔ تب تو اور بھی ٹھیک ہے۔"

"میں ذرا لباس تبدیل کر لوں۔" تھوڑی دیر کے بعد وہ کار میں جا

بیٹھے۔ رام نگر کے اطراف کی سیر کر رہے تھے۔ پہلی مرتبہ سے گھرا ہُوا یہ شہر بے حد حسین تھا اور ایڈنا ڈمپل اس حُسن میں کھو کر تھوڑی دیر کے لیے اپنے آپ کو فراموش کر بیٹھی تھی۔

ڈکر مورلے اور جو کچھ بھی تھا وہ الگ بات تھی لیکن وہ دلچسپ گفتگو کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ اور ایڈنا ڈمپل نے کئی بار سوچا تھا کہ وہ صنفِ مقابل کے لیے بے حد پُرکشش ہے اور کسی بھی معصوم لڑکی کو شیشے میں اُتار لینا اُس کے لیے مشکل نہیں ہے بشرطیکہ وہ ایڈنا ڈمپل نہ ہو۔

لیکن ڈمپل یہ بھی سمجھ چکی تھی کہ مورلے نے اس کا ساتھ کیوں حاصل کیا ہے! وہ اس سلسلے میں کسی کو قربانی کا بکرا بنانا چاہتا تھا اور اس سلسلے میں اُس کی نگاہِ انتخاب ڈمپل پر پڑی تھی۔ شاید اس تصور کے ساتھ کہ ڈمپل مقامی نہیں ہے۔ مقامی لوگ مذہبی جذبات بھی رکھتے ہیں۔ کسی اور مسئلے پر ممکن ہے کوئی مورلے کا ساتھ دینے پر تیار ہو جاتا لیکن یہ مذہبی معاملہ تھا اور اس کے لیے کوئی ایسی ہی ہستی کار آمد تھی جس کا تعلق اس مذہب سے نہ ہو۔ چنانچہ ایڈنا ڈمپل سے کار آمد عورت اور کون ہو سکتی تھی!

دورانِ گفتگو مورلے نے ڈمپل سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں لیکن اس طرح کہ ڈمپل کو شبہ نہ ہو سکے۔ یہ دُوسری بات تھی کہ ایک شاطر دُوسری بڑی شاطر سے ٹکرا گیا تھا۔ ڈمپل نے اسے اپنے بارے میں جو کہانی سنائی تھی وہ مورلے کو یقین دلانے کے لیے کافی تھی کہ ڈمپل اس کے لیے سو فیصد کار آمد عورت ہے۔ اُس نے کہا تھا کہ وہ نیوزی لینڈ کے ایک ایسے خاندان کی عورت ہے جو دولت مند تھا لیکن جب دولت اور جائداد کی تقسیم ہُوئی تو اُس کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ اپنوں نے بے وفائی کی اور وہ بد دِل ہو کر سیاحت پر نکل کھڑی ہُوئی اور اب وہ مالی مشکلات کی شکار ہے۔

"یہ میرا فرض ہے ڈیئر کہ دیارِ غیر میں، مَیں مغرب کے رشتے سے تمہاری مدد کروں۔ یہ رکھ لو۔ مجھ سے جو ہو سکا وہ مَیں تمہارے لیے کروں گا۔" مورلے نے نوٹوں کی ایک گڈی زبردستی ڈمپل کے پرس میں ٹھونس دی۔ آج کی یہ لمبی ملاقات ڈمپل کے لیے نہایت کار آمد تھی...

دُوسرے دِن ملاقات کا وعدہ کر کے مورلے چلا گیا۔ دو خونخوار مکڑیاں ایک دُوسرے کے گِرد جالے بُن رہی تھیں۔

دُوسرے دِن ایڈنا کے انداز میں کچھ اور نرمی آ گئی اور مورلے کے حوصلے بڑھ گئے۔

تیسرے دِن اُس نے کہا "اس مُورتی کے بارے میں جب بھی سوچتا ہُوں دِل کی حالت خراب ہونے لگتی ہے۔ ڈیئر فلمینا تمہارے دِل میں ابھی تک اس کے حصول کا خیال نہیں آیا؟"

"حصول۔ کیا اسے حاصل کرنا آسان ہے؟" ڈمپل نے کہا۔

"ہم دونوں مِل کر اُسے آسان بنا سکتے ہیں۔"

"کیسے؟"

"اگر تم پروگرام بناؤ تو تمہاری مدد سے مَیں اُسے حاصل کر سکتا ہُوں فلمینا۔ صرف تم ہی میرا ساتھ دے سکتی ہو اور کسی کو مَیں اس قابل نہیں سمجھتا۔ اگر تم مورتی کے حصول میں میری مدد کرو تو مَیں تمہیں اس امداد کے عوض مقامی کرنسی میں دس لاکھ روپے ادا کر سکتا ہُوں یا پھر تم کسی بھی ملک کی کرنسی طلب کر سکتی ہو۔ مَیں فراہم کروں گا۔"

"دس لاکھ۔ کیا واقعی؟" ایڈنا نے چکرا جانے کے انداز میں اداکاری کی۔

"ہاں۔ یا پھر اس مورتی کی فروخت سے جو بھی حاصل ہو، اس کا آدھا۔ بولو منظور ہے؟"

"مَیں اس کے لیے سب کچھ کرنے کو تیار ہُوں ڈیئر براؤن مَن۔ سب کچھ۔" ایڈنا ڈمپل نے ہانپتے ہُوئے کہا۔

"تب ہمارے درمیان یہ معاہدہ ہے اور ہم دو بہترین ساتھیوں کے طور پر ایک دُوسرے کے وفادار رہنے کا وعدہ کرتے ہیں۔" مورلے نے گرمجوشی سے ایڈنا سے ہاتھ مِلاتے ہُوئے کہا اور وہ مُسکرا دی۔

▼

یہ حکم حالات کی روشنی میں دیا گیا تھا۔ ایڈنا نے وائی تھری ایٹ کو خود اس بات سے آگاہ کیا تھا کہ اُس کے ذہن میں بغاوت کے جراثیم پرورش پا رہے ہیں اور صوفی مارورین کی موت اس کی تصدیق کرتی تھی۔ بڑے ہنگامی حالات ہو گئے تھے۔ تنظیم کو بہت بڑا دھچکا پہنچا تھا۔ دو علاقے اچانک خالی ہو گئے تھے۔ دونوں عورتیں نہایت خوش اسلوبی سے اپنے اپنے علاقے سنبھالے ہُوئے تھیں اور تنظیم کے مقاصد کی تکمیل کے لیے بہترین پیمانے پر کام کر رہی تھیں اور دونوں ہی بے حد ذہین تھیں۔ اچانک ہی ان دونوں سے ہاتھ دھونے پڑے تھے۔

اور جس کے لیے یہ سب کچھ ہُوا تھا۔ وہ اطمینان سے ہردوئی میں چین کی بنسی بجا رہا تھا۔ ہردوئی کے لوگوں کے لیے تو وہ دیوتا بن گیا تھا۔ اُس نے نہ صرف ہردوئی اور اس کے نواح کو درندوں سے پاک کر دیا تھا بلکہ اُس نے ہردوئی کی تین بیٹیوں کو ڈاکوؤں کے چنگل سے بھی بچایا تھا۔

چنانچہ وہاں کے لوگ اُسے پُوج رہے تھے۔ یہاں سے جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اُس کا لیکن پھر ایک دن اُس نے رانی ایراوتی کی موت کی خبر ہردوئی میں سُنی۔ لوگ اس بارے میں چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔ شیران حیران رہ گیا

"کیا بکواس ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟"

"ہرن پورہ سے اعلان ہُوا ہے۔"

"ناممکن ناممکن۔ مَیں ہرن پورہ جاؤں گا۔ کچھ لوگ میری رہنمائی کریں وہاں تک۔" اُس نے کہا۔ اُس کے عقیدت مند فوراً تیار ہو گئے اور شیران ہرن پورہ چل پڑا۔ رانی ایراوتی کے محل تک اُس کی پوری طرح رسائی تھی۔ یہاں اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ ایراوتی اب اس دُنیا میں نہیں ہے۔

"اُسے کس نے ہلاک کیا؟" اُس نے سوال کیا لیکن عام لوگ اس بارے میں کچھ نہ بتا سکے۔ تب اُس کی ملاقات کلیمن سے ہُوئی۔

"رانی صاحبہ ایڈنا ڈمپل کے ہاتھوں ہلاک ہُوئی ہیں۔ شیران صاحب!"

"کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟" شیران حیرت سے بولا۔

"وہ ہلاک ہو گئی تھی۔ وہ شیطان ہے شیران صاحب۔"

"مَیں نے اُسے اپنی آنکھوں سے یہاں دیکھا ہے۔ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہلاک ہو گئی تھی؟"

"مَیں نے اس کی لاش دیکھی تھی۔"

"دُنیا کی چالاک ترین عورت ہے وہ شیران صاحب۔"

"وہ لاش اُس کی نہیں ہوگی۔ مَیں اس کے بارے میں آپ کو دُوسرے لوگوں سے تصدیق کرا سکتا ہُوں۔" کلیمن نے کہا۔

"مَیں کیسے مان لُوں۔ اُسے کسی وحشی درندے نے اُدھیڑ کر رکھ دیا تھا۔"

"فریب ہوگا وہ۔ وہ زندہ تھی۔"

"ناقابلِ یقین ہے لیکن وہ اس کی رُوح بھی نہیں ہو سکتی۔ ایراوتی مر چکی ہے۔ واقعی مر چکی ہے؟"

"ہاں شیران صاحب۔"

"اور سائیڈنا زندہ ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر وہ زندہ ہے تو خدا کی قسم زندہ نہیں رہے گی۔ مَیں اُس سے انتقام لُوں گا۔ وہ ایراوتی کی قاتل ہے۔ مَیں اُسے زمین کی گہرائیوں سے نکال لُوں گا۔ مَیں۔" شیران کا چہرہ انگارہ ہو گیا تھا۔ مختصر سی زندگی میں ماں کی موت کے بعد پہلی بار اُسے کسی کی موت کا صدمہ ہُوا تھا۔ پہلی بار اُس کا دِل غم سے آشنا ہُوا تھا۔ وہ واقعی ایراوتی کو چاہنے لگا تھا اور اُسے اپنی زندگی میں شامل کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

دُوسرے دن وہ محل میں لَوٹ کر نہیں آیا۔ رات کے کسی حصّے میں وہ ہرن پورہ سے نکل گیا تھا۔

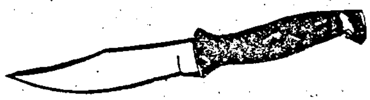

کئی اور ملاقاتیں ہو چکی تھیں۔ ایڈنا جانتی تھی کہ ڈکر مورلے بے وقوف آدمی نہیں ہے اور اس شخص کی پوری ہسٹری... ایڈنا ڈمپل کو معلوم تھی اور وہ اس سے پوری طرح ہوشیار تھی۔ دوسری طرف مورلے بھی اس عورت کا جائزہ لے رہا تھا۔ یہ اس کی شاطرانہ زندگی میں پہلا موقع تھا کہ وہ فریب کھا رہا تھا لیکن صورتِ حال بھی تو ایسی کبھی نہیں ہُوئی تھی۔ اُسے کیا معلوم تھا کہ اس کا ٹکراؤ ایک ایسی عورت سے ہو گیا ہے جس نے زندگی میں بہت کچھ حاصل کیا ہے جس کی تربیت

اُس نوجوان کی داستان مسلسل جو اپنے حق کے لیے جاگیردارانہ نظام سے ٹکرا گیا

جِس کو اپنے مفادات کے لیے کٹھن مراحل کا سامنا کرنا پڑا

ایک نہایت خوبصورت کہانی جو مزاح، سسپنس اور ایڈونچر سے بھرپور ہے

ناشر:-
علی میاں پبلی کیشنز

ایسے خوفناک ذہنوں ہونے کی ہے جو پوری دُنیا میں سازشوں کا جال بچھانے بیٹھے ہیں۔ وہ اپنے طور پر ایڈنا کے بارے میں اندازے لگا رہا تھا۔ بارہا اُس نے ایڈنا کا تعاقب کیا تھا۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ مورتی کے بارے میں معلوم ہونے کے بعد ایڈنا یا فلمینا تنہا ہی اُس کے حصول کی کوشش تو نہیں کرتی۔ لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ وہ مندر بہت مشہور تھا جہاں یہ مورتی موجود تھی ایڈنا اگر چاہتی تو اُسے تلاش کرتی ہوئی بہ آسانی وہاں پہنچ سکتی تھی لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا تھا۔ مورلے نے اب دُوسرا کھیل بھی شروع کر دیا تھا۔ وہ ایڈنا سے متاثر ہونے کا سوانگ رچا رہا تھا اور ایک شریف انسان کی مانند اُس نے ڈھکے چھپے انداز میں اس کا اظہار کر دیا تھا۔ اُس نے کہا تھا کہ یوں لگتا ہے، مس فلمینا کہ یہ مورتی ممکن ہے۔ ہماری ملاقات کے لیے وجود میں آئی ہو۔

"میں نہیں سمجھی مسٹر براؤنسن۔"

"اب تو مجھے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا ہے کہ میرے لیے اِس مورتی کا حصول زیادہ پُرکشش ہے یا آپ کی قربت؟"

"اوہ۔ شکریہ۔ مسٹر براؤنسن، میں بھی بے چینی سے آپ کا انتظار کیا کرتی ہوں۔"

"ایسا کیوں نہ کریں فلمینا کہ تم بھی ہوٹل فراز میں آجاؤ؟"

"آپ نے پہلے ہی میرے اُوپر کم احسانات کیے ہیں مسٹر براؤنسن جو آپ پر اور بوجھ ڈال دُوں۔"

"میری تو خواہش ہے کہ آپ پوری زندگی کا بوجھ مجھ پر ڈال دیں۔" براؤنسن نے جذباتی لہجے میں کہا اور پھر اپنے الفاظ کا تاثر ایڈنا کے چہرے پر تلاش کرنے لگا۔ اُس نے ایڈنا کی آنکھوں میں نمی دیکھی تھی۔ "ارے۔ کیا ہُوا؟ ڈیئر۔ کوئی غلط بات کہدی ہے میں نے؟" وہ جلدی سے بولا۔

"نہیں۔ بس ایسے ہی۔" ایڈنا بھاری لہجے میں بولی۔

"کیا بات ہے فلمینا مجھے نہیں بتاؤ گی؟"

"میں نے جب بھی کوئی دل خوش کن بات سوچی ہے مسٹر براؤنسن مجھے مایوسی ہی ہوئی ہے۔ بڑی مشکل سے میں نے خود کو یقین دلایا ہے کہ میں اُن بدنصیب لڑکیوں میں سے ہوں جو زندگی بھر منتشر رہتی ہیں۔ اُنھیں کبھی سہارا نہیں ملتا۔ براہ کرم مجھے خواب نہ دکھائیں۔۔۔"

ایڈنا کی آواز گلوگیر ہو گئی اور وہ ناک سے شُوں شُوں کرنے لگی۔

مورلے خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا پھر وہ گہری سانس لے کر بولا "مجھے اس کا موقع دو فلمینا کہ میں تمھارے ذہن سے یہ خیال کھرچ پھینکوں۔ آنے والا وقت تمھارے دل میں میرا اعتماد قائم کرے گا۔"

اس کے بعد والی ملاقات میں کچھ اور بے تکلفی پیدا ہو گئی تھی۔ دونوں ایک دُوسرے سے ذہنی قربت کی اداکاری کر رہے تھے۔ ایڈنا جانتی تھی کہ مورلے معمولی آدمی نہیں ہے اُسے ہینڈل کرنا بے حد مشکل کام ہے چنانچہ اپنی فطرت کے خلاف وہ بڑے صبر سے انتظار کر رہی تھی۔ مورلے اُسے فراز میں لے آیا تھا۔ اُس نے اپنے نزدیک کا کمرہ ایڈنا کے لیے حاصل کر لیا تھا اور اب وہ عموماً ہر وقت یکجا رہنے لگے تھے۔ "تم مورتی کے سلسلے میں خاموش کیوں ہو گئے براؤنسن کیا تم نے اُس کے حصول کا خیال ترک کر دیا ہے؟"۔۔۔۔ ایڈنا نے معصومیت سے اس سے سوال کیا۔

"نہیں ڈیئر۔ یہ بات نہیں ہے۔ بس یُوں سمجھو تم سے ملاقات کے بعد میری سوچ کے دھارے بدل گئے ہیں۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

زندگی میں پہلی بار میں نے اپنے شانوں پر ایک دوسری شخصیت کی ذمّے داری محسوس کی ہے فلمینا! اس سے پہلے کی زندگی کے بارے میں، مَیں تمھیں بتا چکا ہُوں کہ نہایت لا اُبالی گزری ہے۔ اپنے اطراف میں کسی ایسی شخصیت کو نہ دیکھ کر جو میرے دِل کی گہرائیوں کو چھُوتی ہو مَیں بھی دُنیا سے بے خبر سا ہو گیا تھا اور صرف اپنے بارے میں سوچنا جانتا تھا لیکن تم سے ملاقات کے بعد، تم سے گفتگو ہونے کے بعد، مَیں نے اپنی زندگی میں ایک خوشگوار تبدیلی محسوس کی اور سچی بات یہ ہے فلمینا کہ اس تبدیلی کو محسوس کرنے کے بعد میں نے اپنے دل میں ایک ٹھوس ارادہ کیا ہے۔ وہ یہ کہ میں تمھیں اپنی زندگی کا ساتھی بناؤں گا۔ میری زندگی اَب اِن راستوں پر نہیں چلے گی فلمینا جن پر آج تک یہ چلتی رہی ہے اور اسی لیے مَیں نے اپنے پروگرام میں ذرا سی تبدیلی کی ہے۔"

"اوہ۔ ڈیئر براؤنسن، تبدیلی کیا ہے؟" ایڈنا نے پوچھا۔

"پہلے میرا یہ خیال تھا کہ اس مورتی کو یہاں سے لے جا کر اپنے نوادرات میں شامل کروں گا لیکن اس کے لیے مجھے ایک طویل وقت درکار ہو گا۔ میں نے اب اپنی اس نئی ذہنی تبدیلی کے تحت یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مورتی کو یہیں ہندوستان میں فروخت کر دُوں گا۔ اگر مورتی کو فروخت کرنے کے لیے مجھے کچھ لوگوں کا انتظار ہے۔"

"کون لوگ؟" ایڈنا نے بدستور معصومیت سے پوچھا۔

"مسٹر پیٹر فاکسن، میرا خیال ہے یہ نام تمھارے لیے اجنبی نہیں ہو گا۔ ڈائمنڈ نادر نامی فرم کے مالک مسٹر فاکسن ساری دُنیا میں جانے پہچانے جاتے ہیں۔ ہیروں کا اُن سے بڑا تاجر شاید دُنیا میں کوئی اور نہیں ہے، وہ اور ان کے نمائندے پوری دُنیا میں نوادرات

کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں اور اُن کی مُنہ مانگی قیمت ادا کرتے ہیں۔ ڈائمنڈ نادر میں جو جو ہیرے موجود ہیں اس وقت دُنیا میں اُن کی مثال موجود نہیں ہے لیکن یہ بات بھی ہم جیسے لوگ ہی جانتے ہیں کہ مسٹر پیٹر فاکسن ان ہیروں کے حصول کے لیے ہر وہ کام کر لیتے ہیں جس کا ان کے نام کے ساتھ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ویسے تم اتنا تو جانتی ہی ہو گی، ڈیئر۔۔۔ کہ دُنیا کے تقریباً تمام ہی بڑے آدمی چھوٹی چھوٹی فضول باتوں پر یقین نہیں رکھتے۔ دولت کی آمد کسی راستے سے بھی ہو اُنھیں بُری نہیں لگتی۔ چنانچہ مسٹر فاکسن کے نمائندے ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں اور وہاں اپنے مقصد کی چیزیں تلاش کرتے رہتے ہیں۔ میں نے اُن سے رابطہ قائم کیا ہے اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ مجھے علم ہُوا ہے کہ کچھ عرصے کے بعد مسٹر فاکسن یہاں آنے والے ہیں اور یہاں رہ کر وہ چند ہیروں کی نمائش بھی کریں گے اور اس کے ساتھ ہی خریداری بھی۔ چونکہ ہندوستان اس معاملے میں بہت مشہور جگہ ہے میں چاہ رہا تھا کہ اس مورتی کو حاصل کرنے کے بعد زیادہ انتظار نہ کرنا پڑے اور مسٹر فاکسن یا اُن کے کسی نمائندے سے اس کے سلسلے میں بات چیت ہو جائے۔ اس طرح اس بار ہم نقد رقم حاصل کریں گے اور پھر میں تمھیں لے کر یہاں سے چل پڑوں گا۔ ڈیئر۔ صرف اس انتظار میں تھا۔"

"اوہ۔ ڈیئر براؤن سن تم میرے لیے اتنی گہرائی میں سوچ رہے ہو؟" ایڈنا نے متاثر لہجے میں کہا۔

"میں تمھارے لیے کیا سوچ رہا ہوں فلمینا، اس کا اندازہ تم نہیں لگا سکتیں۔" براؤنسن نے کہا۔ بات آئی گئی ہو گئی تھی۔ ایڈنا ڈمپل کے اپنے ذہن میں بھی کچھ نئے خیالات پیدا ہو گئے تھے اگر پیٹر فاکسن واقعی یہاں آ رہا ہے اور ایسا کوئی پروگرام ہے تو پھر اسے اس کام میں مزید دُشواری نہیں ہو گی۔ پیٹر فاکسن کی شخصیت کے بارے میں براؤن سن نے جو کچھ بتایا تھا ایڈنا بھی بہت پہلے یہ تمام تفصیل جانتی تھی۔ بھلا اس ذہین عورت سے کون سی بات چھُپی رہ سکتی تھی۔ اس نے پیٹر فاکسن کے بارے میں اکثر مورلے سے مزید معلومات حاصل کیں کہ وہ کہاں قیام کریں گے کس جگہ رہیں گے اور کس طرح اُن سے مُلاقات کی جا سکتی ہے۔ یہ تمام باتیں روا روی میں ہُوئی تھیں لیکن براؤنسن یا ڈکٹر مورلے اسے تمام تفصیلات سادہ دِلی سے بتاتا رہا تھا۔ وقت گزرتا رہا۔ رام نگر کے مختلف علاقوں کی سیر اُنھوں نے مِل جُل کر ہی کی۔ بہت سے تاریخی مقامات یہاں موجود تھے جس میں ایک منارہ نامی ایک عمارت بہت شاندار اور تاریخی حیثیت کی حامل تھی۔

اس مینار کی بلندی بے پناہ تھی اور یہاں سے کائنات بہت چھوٹی نظر آتی تھی۔ اِن لوگوں نے بھی اس مینار کی بلندی ناپی تھی اور یہاں ایک دُوسرے کو بے وقوف بنایا تھا۔ اکثر سیاح یہاں آتے رہتے تھے اور اس جگہ کو خاصی اہمیت دیتے تھے۔ چاندنی چودھویں رات یہاں خاص طور سے منائی جاتی تھی اور عموماً غیر ملکی سیاح اس رات یہاں ضرور آتے تھے کیونکہ یہاں سے رام نگر کے اطراف کا ماحول بے حد حسین نظر آتا تھا۔ مینار کی بلندیوں پر ایڈنا ڈمپل اور ڈکٹر مورلے کے درمیان بہت سی باتیں ہوئی تھیں جو در حقیقت ان لوگوں کی سطح اور معیار کی نہیں تھیں لیکن دونوں ہی ایک دوسرے کو بے وقوف بنانے کے لیے مکمل کارروائیاں کر رہے تھے اور اس سلسلے میں خود کو کامیاب سمجھ رہے تھے۔ بالآخر ایک دن ڈکٹر مورلے نے ایڈنا ڈمپل کو بتایا کہ وقت آگیا ہے جب اس سلسلے میں کام شروع کر دیا جائے۔

"کیا مطلب، کیا مسٹر پیٹر فاکسن آگئے ہیں؟"

"ہاں۔ مسٹر پیٹر فاکسن وہیں پہنچ چکے ہیں اور بہت جلد وہاں پر اُن کے جواہرات کی نمائش ہونے والی ہے۔ یہ اطلاع مجھے مل گئی ہے۔"

"گڈ۔ گویا اب تم اپنی کارروائی کے لیے تیار ہو؟" ایڈنا ڈمپل نے کہا۔

"بالکل۔" ڈکٹر مورلے نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔ ایڈنا اپنے دِل میں سنسنی محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکی تھی۔ اب اُسے زیادہ محنت سے اپنی کاوشوں کو عملی جامہ پہنانا تھا۔ چنانچہ دوسرے دِن پروگرام کے مطابق وہ سیاح کی حیثیت سے رام نگر کے اس مندر کی زیارت کے لیے نکل گئے جہاں مُورتی موجود تھی۔ راستے میں ڈکٹر مورلے اُسے مُورتی کے بارے میں تفصیلات بتاتا جا رہا تھا۔

"یہ مورتی ایک مخصوص کمرے میں رکھی ہُوئی ہے۔ اس کے گرد شیشے کا ایک بکس بنا ہُوا ہے اور اس کی زیارت کرنے والے یاتری ایک مخصوص فاصلے سے اُسے دیکھتے ہیں اور چلے آتے ہیں حالانکہ مذہبی معاملہ ہے اور مندر میں پنڈتوں اور پُجاریوں کی کافی تعداد رہتی ہے لیکن سُنا ہے کہ انھیں پنڈتوں اور پُجاریوں کے درمیان محکمۂ خفیہ کے لوگ بھی ہوتے ہیں اور وہ لوگ اس مُورتی کی حفاظت کے لیے متعین ہیں۔ یہ شیشے کا شوکیس ایک ایسے کمرے میں ہے جہاں اور کچھ نہیں ہے۔ کمرے کے دروازے خودکار ہیں اور کسی برقی نظام سے کھُلتے ہیں۔ دروازے گن میٹل کے بنے ہُوئے ہیں چنانچہ توڑے نہیں جا سکتے۔ یہی حال دیواروں کا ہے جو ڈیڑھ

فٹ موٹی کنکریٹ کی بنی ہُوئی ہیں اور اُن کے اندر لوہے کا جال بچھا ہُوا ہے۔ یہ بھی اِطلاع ملی ہے کہ مُورتی سے کوئی برقی تار منسلک ہے جس کا زیرِ زمین سلسلہ بہت دُور تک گیا ہے اور ایسے الارموں سے جا ملا ہے کہ اگر کوئی مُورتی کو ہاتھ بھی لگائے تو پولیس اسٹیشن میں الارم بج اُٹھیں اور مختلف مقامات پر سائرن چلانے لگیں۔ مسلح محافظ تو بے مندر کے اطراف دِن اور رات گشت کرتے رہتے ہیں۔

"کیا اِن محافظوں نے کبھی اس مُورتی کو چُرانے کا پروگرام نہیں بنایا؟" ایڈنا نے پُوچھا اور وکٹر مورلے کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"نہیں۔ مَیں تم سے کہہ چکا ہُوں کہ اوّل تو مقامی لوگوں کے لیے وہ ایک مذہبی حیثیت رکھتی ہے۔ لوگ بڑی عقیدت سے اُس کی زیارت کرتے ہیں۔ اس کے بارے میں طرح طرح کی باتیں مشہور ہیں۔ دُوسری بات یہ کہ وہ محافظ معمولی ملازم ہیں وہ جانتے ہیں کہ مُورتی کو چُرانا آسان ہے لیکن اُس کے ذریعے کوئی فائدہ حاصل کرنا بہت مُشکل ہے۔ وہ ہندوستان میں کہیں بھی اُسے لے جائیں گے، پکڑے جائیں گے اور پھر عام قسم کے لوگ یہ تمام کارروائی نہیں کر سکتے ڈیئر یہ کام تو وہی کر سکتا ہے جس کا رابطہ بین الاقوامی سطح پر ہیرے جواہرات اور سونا اسمگل کرنے والوں سے ہو۔"

"ہاں۔ یہ بات تو ہے لیکن کیا کوئی ایسا خطرناک چور بھی اس طرف متوجہ نہیں ہُوا جو اسے پروگرام بنا کر چُرا لے؟"

"بس یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ ہماری تقدیر میں ہے۔"

"تم اس سلسلے میں بہت مطمئن ہو براؤن سن کیا تمھیں یقین ہے کہ تم اُسے چُرا سکو گے؟"

"ہاں۔ مجھے یقین ہے۔ براؤن سن نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ ایڈنا ڈمپل نے اس کی باتوں پر آنکھیں بند کر کے یقین کر لیا تھا کیونکہ اگر وہ وکٹر مورلے نہ ہوتا تو شاید وہ اس بات پر مُسکرا دیتی۔

سونا مندر اس عمارت کے بالکل نزدیک تھا جو یہاں کی تاریخی عمارتوں میں شمار ہوتی تھی۔ اس کی زیارت کرنے والے ملکی اور غیر ملکی تمام لوگ ٹھہرا کرتے تھے جس وقت وہ لوگ یہاں پہنچے اس وقت بھی سونا مندر میں یاتریوں کا ہجوم لگا ہُوا تھا۔ لوگ مختلف علاقوں میں مختلف حرکات کے مرتکب ہو رہے تھے۔ کچھ لوٹ جا کر رہے تھے اور کچھ وہ تھے جو صرف اس مُورتی کو دیکھنے یہاں آئے تھے۔ اِن دونوں نے بھی وہ مُورتی دیکھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی وہ اس موضوع پر گفتگو بھی کرتے جا رہے تھے۔ یہ گفتگو سرگوشی کے انداز میں تھی اور اس بات کو مدِنظر رکھا گیا تھا کہ کہیں یہاں گفتگو سُننے کا بھی کوئی انتظام نہ کر رکھا گیا ہو۔ ایڈنا نے وکٹر مورلے سے پوچھا۔

"اِسے دیکھنے کے بعد تمھارا کیا پروگرام ہے براؤن سن؟"

"بہت آسان پروگرام ہے، مَیں شام ہونے کے بعد یہاں داخل ہو جاؤں گا اور اپنے پوشیدہ ہونے کے لیے کوئی مُناسب جگہ تلاش کر لوں گا جب کہ تم باہر سے اندر داخل ہو گی۔ میں مناسب وقت پر کسی محافظ کو ٹھکانے لگا دُوں گا اور اس کی وردی پہن لوں گا۔ ہمیں چاند کی چودھویں رات کا انتظار کرنا ہو گا۔ اس رات یہاں سیاح خاص طور سے آئیں گے اور مینار کے قریب موجود ہوں گے چونکہ رات کو مندر بند ہو جاتا ہے اور مُورتی کی زیارت نہیں کی جا سکتی۔ اس لیے تم ان سیاحوں میں شامل ہو کر آؤ گی اور یہاں ان پر نگاہ رکھو گی۔ اسی دوران میں محافظ بن کر یہاں اپنی کارروائی مکمل کر لوں گا اور مُورتی اُٹھاؤں گا۔ ہم لوگ اس مُورتی کو لے کر زیادہ لمبا سفر نہیں کریں گے بلکہ ہوٹل پہنچ کر اس کے ہیرے نکال لیں گے اور سونا ہمیں کہیں ضائع کر دیں گے کیونکہ وہ سونا اِتنا نہیں ہے کہ ہم اس کے لیے کوئی خطرہ مول لے سکیں۔ بہرطور تم مطمئن رہو۔ مَیں اس سلسلے میں اپنے ذِہن میں تمام پروگرام مکمل کر چکا ہُوں بس تمھاری معاونت کی ضرورت جہاں جہاں ہو گی مَیں تمھیں اس بارے میں بتا دُوں گا۔"

"ٹھیک ہے ڈیئر براؤن سن مجھے تو سنسنی سی محسوس ہو رہی ہے۔"

"نہیں ڈیئر اپنے آپ پر مکمل قابو پانا ہی کامیابی کی دلیل ہوتی ہے۔" براؤن سن نے جواب دیا اور وہ لوگ وہاں سے نکل آئے۔ فراز میں اِن لوگوں کی نشستیں اکثر ساتھ ہی رہا کرتی تھیں۔ براؤن سن کو چودھویں رات کا انتظار تھا اور پھر اس رات جب وہ اپنی کارروائی کرنے والے تھے۔ کافی وقت ایڈنا ڈمپل نے براؤن سن کے کمرے میں گزارا۔ اس دوران مختلف قسم کی گفتگو ہوتی رہی اور ایڈنا ڈمپل اپنے طور پر اپنے کام میں مصروف تھی۔ آج اُس کے لیے بھی عملی زندگی کا ایک اہم دن تھا جس کے ذریعے وہ نہ صرف شیراز کے ہاتھوں سے محفوظ ہو جائے گی بلکہ ہندوستان میں اپنے لیے کوئی محفوظ مقام بھی تلاش کر سکے گی جس میں اُسے بہت دیر لگ گئی تھی۔ شیران کی یاد اُس کے دِل میں چٹکیاں لیتی رہتی تھی۔ اب وہ عام عورتوں کی طرح اس کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔ اُس نے اس کی شخصیت کے بارے میں اندازہ لگا لیا تھا کہ درحقیقت وہ عام شخصیت کی مالک ہے۔ یہ دُوسری بات ہے کہ تنظیم میں شامل ہونے کے بعد اس سے اس کا عورت پن چھین لیا گیا تھا۔

★★

ایراوتی کی موت نے شیران پر جو اثر ڈالا تھا وہ حیرت انگیز تھا۔ زندگی میں اب اُسے ذرا سی اُلجھن ہونے لگی تھی۔ اُس کا ذہن کسی شے کا خواہش مند تھا۔ وہ اپنی ہر نئی جگہ یہ سوچتا تھا کہ کب تک اسی طرح بھٹکتا رہے گا۔ کوئی تو ایسا کام ہو جو اُسے ٹھوس حیثیت دے سکے لیکن ایسا کوئی کام اُس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ ذرا سے کھانے پینے کے لیے اُس نے مار پیٹ کر کے اپنے آپ کو مجرم بنا لیا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ پولیس اُسے گرفتار کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی تھی اور وہ اپنی جگہ چھوڑ کر اتنی دُور نکل آیا تھا کہ وہ جرم جو وہ کر چکا تھا پیچھے رہ گیا تھا اور اس سلسلے میں اسے یہاں نہیں پایا جا سکتا تھا۔ یہ بھی ایک بڑا شہر تھا جس کی آبادی بے پناہ تھی۔ بڑی بڑی کشادہ سڑکیں بڑی بڑی عمارتیں اطراف میں بکھری ہُوئی تھیں۔ شیران اِن عمارتوں کے درمیان بھٹک رہا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اب اس کی منزل کون سی ہو گی لیکن کسی سکون کی جگہ بیٹھ کر وہ یہ ضرور سوچنے لگتا تھا کہ اس طرح بھاگے بھاگے پھرنا زندگی نہیں ہے۔ کوئی ایسا کام ہونا چاہیے، کوئی ایسی کوشش ہونی چاہیے جس سے زندگی میں کوئی دلچسپی تو پیدا ہو، ایراوتی تو اب مر ہی چکی ہے اس کے بارے میں سوچنا حماقت ہے۔ بعض اوقات اُسے ایراوتی کی یاد پر جھنجلاہٹ ہونے لگی تھی۔ اُس نے اپنے دِل میں ایڈنا ڈمپل کے قتل کا تہیہ کیا تھا۔ چنانچہ اس کی یہ تلاش بھی جاری تھی۔ ہر جگہ وہ ایڈنا ڈمپل کو تلاش کرتا تھا لیکن ظاہر ہے وہ چالاک عورت اس طرح تو منظرِ عام پر نہیں آئے گی کہ لوگ اُسے تلاش کر لیں چنانچہ اب تک وہ اس میں ناکام رہا تھا۔

یہاں آ کر اُسے سب سے زیادہ مالی پریشانیاں اُٹھانی پڑی تھیں۔ اس سے قبل اُسے ایسے حالات سے نہیں گزرنا پڑا تھا۔ چنانچہ ان دنوں وہ شدید جھنجلاہٹوں کا شکار تھا۔ ایک دِن ایک بینک کے سامنے سے گزرتے ہُوئے وہ ٹھٹک کر رُک گیا۔ لوگ بینک میں آ جا رہے تھے۔ مختلف طریقوں سے دولت کا اُلٹ پھیر ہو رہا تھا۔ شیران کے ذِہن میں بہت سے خیالات گردش کرنے لگے۔ بینک میں داخل ہو کر اگر کوئی بڑی رقم لُوٹ لی جائے تو کیا حرج ہے لیکن اس کے لیے بھی کچھ ایسی کارروائی کرنی ہو گی جس سے اُسے کامیابی نصیب ہو سکے۔ فطرت سے مجبور تھا لیکن اب اس کی فطرت میں چالاکی بھی پیدا ہو گئی تھی چنانچہ اُس نے اپنے دِل میں فیصلہ کر لیا کہ بہتر طریقہ یہی ہے کہ اس بار کسی بینک میں ڈاکا ڈالا جائے تاکہ وقتی طور پر چھوٹی موٹی پریشانیوں سے نجات مل جائے اور اب اُس نے اس سلسلے میں اپنے دِل میں ایک مکمل فیصلہ کر لیا تھا چنانچہ وہ اپنی کارروائی میں مصروف ہو گیا۔ اسے ایسے ہتھیاروں کی تلاش تھی جو ڈاکا ڈالنے میں اُس کے کام آ سکیں اور ان کا حصول سوائے مقامی پولیس کے کسی اور سے ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اب اکثر پولیس افسر اس کے مرکزِ نگاہ رہنے لگے۔ وہ سنسان سڑکوں پر ایسے پولیس آفیسروں کو تلاش کرتا تھا جو مسلح ہوں اور ایک دن اس کا کام بن ہی گیا۔ یہ ایک کشادہ سڑک تھی لیکن اطراف میں درختوں کی قطاریں کھڑی ہُوئی تھیں اور یہاں سے گاڑیوں کے گزرنے کی رفتار بھی بہت سُست ہوتی تھی۔ ایک سارجنٹ ایک موٹر سائیکل پر سوار اسی طرف آ رہا تھا۔ شیران کو اس سے بہتر موقع اور کوئی نصیب نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ وہ سڑکوں کے بیچوں بیچ ہاتھ اُٹھا کر آ کھڑا ہُوا۔۔۔ سارجنٹ نے موٹر سائیکل کی رفتار سُست کر دی۔ اچھا خاصا قوی ہیکل آدمی تھا۔ شیران کے نزدیک پہنچ کر وہ رُک گیا۔ شیران نے بڑے احترام سے اُسے مخاطب کیا۔ "جناب عالی میں ایک سیاح ہُوں۔ ان علاقوں سے بالکل ناواقف ہُوں۔ کیا آپ براہِ کرم مجھے شہر چھوڑ دیں گے؟"

"شہر یہاں سے زیادہ دُور تو نہیں ہے تم پیدل جا سکتے ہو۔" سارجنٹ نے بے رُخی سے کہا۔

"وہ تو آپ نے صحیح فرمایا لیکن اگر آپ میری مشکل حل کر دیں تو کیا حرج ہے؟" شیران غیر محسوس انداز میں سارجنٹ کے قریب پہنچ گیا۔ سارجنٹ کو اس کی نیت کا اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔

"سوری۔ مَیں ڈیوٹی پر ہُوں۔ تمھارے لیے یہ نہیں کر سکتا!" سارجنٹ نے کہا اور موٹر سائیکل کی طرف متوجہ ہو گیا لیکن اُسے یہ گمان بھی نہیں تھا کہ دُوسرے لمحے میں کیا ہونے والا ہے۔ شیران کا طاقتور گھونسا اس کی گدی پر پڑا تھا اور وہ موٹر سائیکل سمیت زمین پر اوندھا ہو گیا۔ شیران کو اس وقت اس کے ریوالور سے زیادہ اور کسی چیز کی ضرورت نہیں تھی چنانچہ نیچے گرتے ہی اُس نے دو ٹھوکریں سارجنٹ کے بدن پر لگائیں اور اُس کے بعد ایک ٹھوکر سر پر رسید کر دی۔ سر پر پڑنے والی ٹھوکر نے سارجنٹ کے ہوش و حواس گُم کر دیئے تھے۔ شیران نے پُھرتی سے اُس کا ریوالور اُٹھایا اور کارتوسوں کی پیٹی بھی اپنے قبضے میں لے لی۔ اس کا پہلا کام مکمل ہو گیا تھا چنانچہ اس کے بعد اُسے شہر واپس آنا تھا۔ اس سلسلے میں اُس نے سارجنٹ کی موٹر سائیکل کا استعمال مناسب نہیں سمجھا۔ اس سے نقصان ہو سکتا تھا۔ سارجنٹ کو موٹر سائیکل سمیت گھسیٹ کر اُس نے سڑک کے کنارے درختوں کے جُھنڈ میں ڈال دیا اور پھر وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ رفتار خاصی تیز تھی۔ ریوالور اُس نے چُھپا کر احتیاط سے اپنے لباس میں رکھ لیا تھا ویسے اُسے یقین تھا کہ سارجنٹ ہوش میں آنے کے بعد اس

کی تلاش کے لیے زمین و آسمان ایک کر دے گا۔ اس سلسلے میں اُسے اپنے بچاؤ کا بندوبست بھی کرنا تھا۔ کافی دُور آنے کے بعد دفعتاً اُس کے دل میں ایک خیال پیدا ہُوا۔ سارجنٹ کی جیب میں ضرور کچھ نہ کچھ موجود ہوگا۔ اگر وہ بھی حاصل کر لیا جاتا تو وقتی طور پر کچھ مشکل دُور ہو جاتی اور کوئی حرج نہ ہوتا۔ کل دن کی روشنی میں وہ اپنا کام مکمل کر لے گا۔ اس کی تلاش کے لیے سارجنٹ نے کیا کیا اور وہ کب ہوش میں آیا۔ اس کا تو شیران کو کوئی علم نہیں تھا لیکن وہ اپنے پروگرام کے تحت اپنی کمین گاہ سے باہر نکل آیا۔ اس بینک کا وہ پہلے ہی جائزہ لے چکا تھا جس میں اُسے اپنی کارروائی کرنا تھی۔

چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد وہ بینک میں داخل ہو گیا۔ بینک کا کاروبار معمول کے مطابق جاری تھا۔ ایک مسلح محافظ بینک کے دروازے پر کھڑا ہُوا تھا۔ شیران نے ابتدا ہی خطرناک پیمانے پر کی اور اُس کے ریوالور سے نکلی ہُوئی ایک گولی نے محافظ کا کام تمام کر دیا۔ گولی شیران کے ہاتھ سے چلی تھی چنانچہ محافظ کے دل کے علاوہ اور کون سی چیز نشانہ بن سکتی تھی لیکن حیرت انگیز طور پر بینک میں موجود افراد اس خوفناک حادثے سے ہراساں نہیں ہُوئے تھے۔ وہ چند قدم بڑھ کر کاؤنٹر پر پہنچ گیا لیکن کاؤنٹر پر کھڑے ہُوئے ایک شخص نے غیر متوقع طور پر ریوالور نکال لیا۔ مجبوراً شیران نے اُسے بھی ٹھکانے لگا دیا۔ اس کا ریوالور ہاتھ میں تھا اور وہ تیزی سے اپنا عمل کر رہا تھا۔ لیکن جس شخص نے اس پر ریوالور تان کر گولی چلانے کی کوشش کی تھی۔ اُس کا ریوالور نیچے گر گیا اور گرے ہُوئے ریوالور کو ایک اور شخص نے پھرتی سے اپنے ہاتھ میں اُٹھا لیا۔ مجبوراً شیران کو اس کا کام بھی تمام کرنا پڑتا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ حاضرین میں جیالوں کا تناسب اتنا بڑھ گیا تھا ورنہ عموماً ایک آدھ گولی چلنے کے بعد باقی لوگ یہ رضا و رغبت تھر تھر کانپنا شروع کر دیتے تھے۔ اس دُوسرے آدمی کے گرتے ہی نتیجہ سامنے آ گیا۔ کاؤنٹر پر بیٹھے ہُوئے ایک شخص نے ٹیلی فون کرنے کی کوشش کی لیکن شیران جیسا جانور موقعے کی نزاکتوں پر غور نہیں کرتا تھا۔ ٹیلی فون کا ریسیور اُٹھایا ہی گیا تھا کہ ایک گولی شیران کے ہاتھ میں دبے ہُوئے پستول سے چلی اور ٹیلی فون کرنے والے کے دماغ میں پیوست ہو گئی۔ اسی وقت ایک اور شخص نے دوسرے ٹیلی فون پر ہاتھ رکھنے کی کوشش کی اور وہ بھی شیران کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔۔۔ جبکہ تین افراد دروازہ بند کرنے کی کوشش میں مارے گئے۔

بہر طور وہ کامیابی سے بینک سے نوٹوں کی گڈیوں کا ایک بڑا تھیلا لے کر باہر نکلا تو اندر بارہ لاشیں موجود تھیں۔ اس سے پہلے بھی بینکوں میں ڈاکہ زنی کی وارداتیں ہُوئی تھیں لیکن جس وحشیانہ انداز میں

یہ واقعہ ہُوا تھا وہ بے حد خوفناک تھا۔ شیران نوٹوں کی گڈیاں لے کر باہر نکل آیا۔ باہر ہنگامہ ہو رہا تھا لیکن دو تین فائر اُس نے باہر بھی کیے اور پھر پھرتی سے دوڑتا ہُوا وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ لوگوں نے اس کا تعاقب کرنے کی کوشش کی لیکن پستول کی گولیوں کے آگے کون رُک سکتا تھا۔ شیران اپنی تمام تر مہارت کا ثبوت دے رہا تھا۔ وہ دوڑتا رہا۔ پیچھے بہت سی آوازیں سُنائی دے رہی تھیں لیکن اس وقت اس کی رفتار بہت تیز تھی اور پھر ایک کار اُس کے ہاتھ لگ گئی۔ کار کا ڈرائیور غالباً اس ہنگامے کو دیکھنے کے لیے رُک گیا تھا۔ لیکن اس کا اس طرح رُکنا اس کے لیے عذاب بن گیا۔ کار کا دروازہ کھُلا اور کسی نے اُسے گردن سے پکڑ کر باہر گھسیٹ لیا پھر ایک گھونسے نے ڈرائیور کے ہوش و حواس گُم کر دیے اور چند ہی لمحات کے بعد کار اسٹارٹ ہو کر ہوا ہو گئی۔ پُورے شہر میں ہنگامہ مچ گیا تھا۔ بینک میں ڈاکے تو پہلے بھی پڑتے تھے لیکن جو قتلِ عام ہُوا تھا وہ پولیس کے لیے بھی بدنامی کا باعث تھا چنانچہ آن کی آن میں شہر کی ناکہ بندی کی جانے لگی لیکن شیران پلک جھپکتے ہی شہر کی حدود سے باہر نکل چکا تھا۔ کار کے بارے میں تفصیلات نشر کی جانے لگیں اور اس سلسلے میں جو کچھ بھی کارروائی ہو سکتی تھی کی گئی۔

لیکن شیران وہاں سے نکل چکا تھا وہ اندھا دُھند کار دوڑا رہا تھا پھر ایک جگہ پہنچ کر اُسے اندازہ ہُوا کہ کار میں پیٹرول زیادہ نہیں ہے پیٹرول بتانے والی سُوئی آخری حدوں کو چھُو رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد کار نے ایک جھٹکا لیا اور رُک گئی۔ اب کار چھوڑنے کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا۔ شیران نے اطراف میں دیکھا پیلی سرسوں کے کھیت تاحدِ نگاہ پھیلے ہُوئے تھے۔ اس وقت بہتر طریقہ یہی تھا کہ وہ ان کھیتوں میں نکل جائے چنانچہ وہ سڑک چھوڑ کر کھیتوں کی جانب دوڑنے لگا۔ اور پھر سرسوں کے خوبصورت پودوں کو روندتا ہُوا کافی تیز رفتاری سے دوڑتا ہُوا وہاں سے دُور نکل گیا۔ سرسوں کے کھیتوں کا اختتام ایک بستی پر ہُوا تھا جو تقریباً دس بارہ مکانات پر مشتمل تھی۔ شیران نے نوٹوں کی گڈیاں سنبھال کر تھیلے میں رکھیں اور بستی کے بازاروں میں گھومنے لگا۔ لوگ اُسے اجنبی نگاہوں سے ضرور دیکھ رہے تھے لیکن کسی کی آنکھوں میں کوئی خاص تاثر نہیں تھا۔ شیران نے وہاں پہنچ کر قیام کے لیے کوئی جگہ تلاش کی تو پتہ چلا کہ یہاں صرف ایک سرائے ہے جہاں اُسے قیام کی جگہ مل سکتی ہے۔

سرائے شیران کے اپنے ماحول کے منظر کی عکاسی کرتی تھی پہاڑوں میں بھی ایسے چھوٹے چھوٹے قہوہ خانے بنے ہُوا کرتے تھے جہاں قیام کے لیے جگہ دستیاب ہو جاتی تھی چنانچہ اُس نے وہاں

ایک کمرہ حاصل کیا اور اس میں مقیم ہو گیا۔ کچی مٹی کی دیواروں کا بنا ہُوا یہ کمرہ اُسے اپنے ماحول کی یاد دِلا رہا تھا۔ رات کی خاموشیوں میں اُس نے پہاڑوں کی بستی کو یاد کیا اُس کا اپنا قبیلہ اُس کا اپنا گاؤں جہاں اُس نے زندگی کی ابتدا کی تھی کتنا خوبصورت تھا۔ وہ سب کچھ یہ دُنیا بہت وسیع ہے۔ اس کائنات میں لاکھوں ہنگامے بکھرے پڑے ہیں۔ اِن ہنگاموں میں گُم ہونے کے بعد انسان وقتی طور پر اپنے آپ کو بھُول جاتا ہے لیکن جہاں اُس نے اپنی زندگی کی ابتدا کی ہوتی ہے وہاں کے خوشگوار لمحے اس کے ذہن کے خلیوں میں ہمیشہ محفوظ رہتے ہیں۔ آج نجانے کیوں شیران کو ترب زان یاد آیا تھا۔ اپنی بستی یاد آئی تھی۔ بستی کے رہنے والے یاد آئے تھے۔ اپنے وہ دوست یاد آئے تھے جو دوست یاد آئے تھے وہ دوست تو تھے اور اچھے بُرے موقعوں پر ساتھ بھی دیا کرتے تھے لیکن وہ اس کے تحفظ کے لیے کوئی کوشش نہیں کر سکتے تھے اور اس وقت جب بادشاہ خان نے اس پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تھا۔ یہ تمام دوست ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ شیران کو اُن سے شکایت تھی۔ نفرت کا تصور وہ ابھی تک اپنے ذہن میں پروان نہیں چڑھا سکا تھا لیکن آج نجانے کیوں اُس کے دل میں یہ احساس بار بار اُبھر رہا تھا کہ اگر ایک بار پھر تراہزان کا رُخ کیا جائے تو کیا وہاں کی زندگی اُسے راس آ سکے گی جو وہاں ہنگامے نہیں تھے۔ وہ لاعلم تھا کہ اپنے وطن جانے کے بعد وہاں کے پُرسکون ماحول میں رہ بھی سکے گا یا نہیں۔

جتنا کچھ اُس نے باہر کی دُنیا میں دیکھ لیا تھا۔ اس کے بعد وہ خاموش اور پُرسکون بستی پتہ نہیں کیسی لگے گی۔ دیر تک سوچتا رہا دُوسری صبح سرائے کے مالک نے اُسے کھانا پیش کیا۔ اُس کی شخصیت سے وہ کچھ خوفزدہ سا نظر آ رہا تھا لیکن شیران نے یہاں اپنے آپ کو بالکل تبدیل کر لیا۔ اُس نے سرائے کے مالک سے بڑی عاجزی سے کہا کہ اس کے پاس بڑا نوٹ ہے۔ کیا وہ یہاں بھُن جائے گا۔ سرائے کا مالک نوٹ لے کر چلا گیا اور پھر کافی دیر کے بعد اُس نے واپس آ کر شیران کو اس کے چھوٹے نوٹ پیش کر دیے تھے۔ شیران نے یہاں رہائش کی ادائیگی کی اور سرائے کے مالک کو اس کے علاوہ بھی کچھ نوٹ دیے۔ سرائے کا مالک خوش ہو گیا تھا۔ تب وہ اس سے اس بستی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگا۔ پتہ یہ چلا کہ یہ بستی بہت چھوٹی سی ہے یہاں سے تقریباً دس میل پیدل چلنا پڑتا ہے اور اس کے بعد ایک ایسا شہر آ جاتا ہے جہاں ریلوے لائن بچھی ہُوئی ہے اور وہاں ٹرینیں آتی ہیں۔ اس شہر کا نام دھرم پور تھا۔ شیران نے معلوم کیا کہ دھرم پور جانے کے لیے کوئی سواری مل سکتی ہے تو اُسے

پتا چلا کہ یہاں بیل گاڑیاں چلتی ہیں جو دھرم پورہ تک کا فاصلہ تقریباً پورے دن میں طے کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا چنانچہ شیران نے سرائے کے مالک سے درخواست کی کہ اسے دھرم پورہ تک پہنچانے کا بندوبست کر دیا جائے۔ بیل گاڑی چلانے والے کو جو بھی رقم وہ طلب کرے گا ادا کر دی جائے گی۔ سرائے کے مالک کو چونکہ کچھ نوٹ زائد ہی مل چکے تھے، چنانچہ وہ مجسم عجز و نیاز بنا ہوا تھا۔ اس نے فوراً ہی بیل گاڑی کا بندوبست کرنے کا وعدہ کیا اور وہاں سے چلا گیا۔ لیکن شیران اپنے حلیے میں یہاں سے نہیں جانا چاہتا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس حلیے کو تبدیل کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے کہ اس کی نگاہ ایک دیہاتی آدمی پر پڑی وہ دھوتی باندھے کرتا پہنے اور ایک مخصوص انداز کی ٹوپی پہنے سامنے سے گزر رہا تھا۔ شیران کے ذہن میں ایک خیال کلبلایا اور دفعتاً اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ جب سرائے کا مالک واپس آیا تو اس نے آکر بتایا کہ بیل گاڑی تیار کی جا رہی ہے۔ ابھی تھوڑی دیر میں بیل جوت لئے جائیں گے اور بیل گاڑی والا یہیں سرائے پر پہنچ جائے گا تب شیران نے اس سے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے بابا؟"

"چندن ہے سرکار۔ تو پھر چندن بابا تم نے میرے بارے میں کچھ پوچھنے کی کوشش نہیں کی۔"

"میں کیا پوچھوں سرکار۔ مجھے تو لگتا ہے آپ بہت بڑے آدمی ہیں۔"

"یہ سچ ہے چندن بابا میں ایک بہت بڑے آدمی کا بیٹا ہوں۔ گوپال ہے میرا نام لیکن یہ بہت بڑا آدمی مجھ سے نفرت کرتا ہے کیونکہ میں ذرا لاابالی فطرت کا مالک ہوں۔ میں نے لباس اور یہ حلیہ جو تم دیکھ رہے ہو اس لئے اختیار کیا ہے کہ میں اس کی نگاہوں سے بچ سکوں لیکن اس لباس میں مجھے بڑی الجھن ہو رہی ہے۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ تم اپنے جیسا ایک لباس میرے لیے مہیا کرو۔"

"کیوں نہیں ہو سکتا۔"

"ہاں چندن بابا مجھے کہیں سے اپنے جیسا لباس لا دو اور پیسوں کی تم پرواہ نہ کرو، یہ نوٹ رکھ لو۔"

"اتنا بڑا نوٹ سرکار۔ اب تو اس کا کھلا بھی نہیں مل سکے گا ہمیں۔"

"تم یہ پورے کا پورا رکھ لو۔ بس کہیں سے مجھے یہ لباس لا دو۔ چندن بابا کے لئے سو روپے کا نوٹ اتنی بڑی حیثیت رکھتا تھا کہ اس کے حواس گم ہو گئے۔ گرتے پڑتے وہاں سے نکلا اور اس وقت واپس لوٹا جب لباس اس کے ہاتھ میں تھا۔ کھدر کا کرتا، دھوتی،

دیہاتی قسم کا جُوتا اور ایک ٹوپی اُس کے ہاتھ میں تھی۔ اُس نے یہ کُرتا شیران کی جسامت کے لحاظ سے ہی حاصل کیا تھا اور اس کا اندازہ وہ لگا کر گیا تھا۔

شیران کو اس انداز میں دھوتی باندھنے میں کافی دُشواری پیش آئی۔ چندن بابا نے اُسے دیکھ کر مسکراتے ہُوئے کہا۔ "یوں لگتا ہے ٹھاکر جیسے تم دھوتی باندھتے ہی نہیں۔"

"ہاں چندن بابا میں پتلون وغیرہ پہنتا ہوں لیکن اب اپنے لباس میں آنا چاہتا ہوں۔"

"ہم تمھاری مدد کریں؟"

"تمھاری بڑی مہربانی ہوگی۔" شیران نے سرائے کے مالک کی مدد سے دھوتی باندھی کُرتا پہنا ہر چند کہ یہ لباس اُسے بڑا مضحکہ خیز لگ رہا تھا لیکن وہ زندگی میں ہر قسم کی تفریحات کرنے کا عادی تھا۔ چنانچہ اُس نے بہ آسانی اس لباس کو قبول کر لیا۔ ٹوپی پہن کر اُس نے اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا۔ ایک چھوٹا سا آئینہ کمرے میں لگا ہُوا تھا۔ اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس وقت چندن بابا اندر آ گیا۔ وہ بولا۔ "مالک بیل گاڑی آ گئی ہے۔"

"اوہ چندن بابا تمھارا بہت بہت شکریہ۔" چندن بابا اُسے دیکھنے لگا تھا پھر اُس کی آنکھوں میں محبت کے آثار اُبھر آئے۔ "بڑے گھبرو جوان ہو مالک کسی بہت ہی بڑے خاندان کے لگتے ہو نظر نہ لگ جائے تمھیں ٹیکا لگا دوں؟"

"لگا دو بابا اگر تمھارا خیال ہے تو وہ بھی لگا دو۔" چندن بابا نے اُس کی پیشانی پر تلک لگا دیا۔ تلک لگانے کے بعد شیران نے اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا تو اُس کا قہقہہ نکل گیا۔۔۔ یہ قبائلی جوان اس لباس میں کتنا مضحکہ خیز نظر آ رہا تھا۔ اس کا اسے خود ہی اندازہ تھا لیکن چندن بابا اُسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے کوئی دیوتا اس کے سامنے ہو۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ بیل گاڑی میں بیٹھ کر چل پڑا۔ اپنے حلیے سے اب اُسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ آسانی سے نہیں پہچانا جا سکے گا۔ بیل گاڑی سفر کرتی رہی۔ بیلوں کی رفتار پر اُسے بہت غصہ آ رہا تھا۔ راستے میں بیل گاڑی والا دماغ چاٹے جا رہا تھا۔ پتہ نہیں کہ کہاں کہاں کے قصے سُنائے جا رہا تھا۔ شیران کا دل چاہ رہا تھا کہ اس کی گردن مروڑ کر پھینک دے لیکن پھر اُس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ ہر جگہ یہ کیفیت مناسب نہیں ہوتی چنانچہ اُس نے بیل گاڑی والے کی بکواس برداشت کی اور ویسے بھی دس میل کا یہ فاصلہ جو نہایت سُست رفتاری سے طے ہو رہا تھا طے کرنا آسان نہیں تھا۔ اگر بالکل ہی خاموشی اختیار کر لی جاتی تو ذہن پر خیالات کی یلغار ہو جاتی۔ اس طرح بیل گاڑی والے کی بک بک بھی غنیمت تھی۔

خدا خدا کر کے دس میل کا یہ فاصلہ طے ہُوا اور بیل گاڑی شہر میں داخل ہو گئی۔ بیل گاڑی کے مالک نے اُسے ریلوے اسٹیشن پر اُتار دیا تھا۔ پھر وہ اپنا کرایہ لے کر سلام کر کے واپس چل پڑا تھا۔ شیران ہاتھ میں چھوٹا سا تھیلا لیے بالکل مقامی لوگوں کی مانند ریلوے پلیٹ فارم پر آ گیا۔ اُس نے یہاں موجود لوگوں سے ٹرین کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ ایک ٹرین اب سے دو گھنٹے بعد اُسے دہلی جانے کے لیے مل جائے گی۔ دہلی کے بارے میں شیران کی معلومات کچھ بھی نہیں تھیں لیکن اُس نے سوچا کہ جتنا زیادہ سے زیادہ سفر کر لیا جائے بہتر ہے۔ یہ سفر اُسے کم سے کم پولیس کی نگاہوں سے محفوظ رکھے گا۔ پھر دو گھنٹے بعد جب ٹرین آئی تو وہ ٹکٹ لے کر اس میں سوار ہو گیا، اور اب وہ دہلی کی جانب رواں دواں تھا۔

●

چاند پُوری آب و تاب کے ساتھ نکلا ہُوا تھا۔ حسین چاندنی تا حدِ نگاہ پھیلی ہُوئی تھی۔ ایڈنا ڈمپل پُرسکون انداز میں کار ڈرائیو کرتی رہی۔ سڑکیں سنسان تھیں۔ اِکا دُکا پیدل چلنے والوں کے یا ایک آدھ تانگے کے علاوہ یہاں اور کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ کافی دُور چلنے کے بعد اُس نے کار اس جگہ روک دی جس کا تعین وہ دِن ہی میں کر چکے تھے۔ یہ کار وکٹر مورلے نے کہیں سے حاصل کی تھی۔ اُس نے اس کار کی چابی ایڈنا ڈمپل کو دیتے ہُوئے کہا تھا کہ وہ کار لے کر اُس مخصوص جگہ پہنچ جائے اور وہاں کار کھڑی کر دے۔ اُس کے بعد وہ خود ایک مینارہ عمارت کے پاس اس کا انتظار کرے۔ وہ اپنا کام مکمل کرنے کے لیے وہاں پہنچ جائے گا لیکن ایڈنا وکٹر مورلے جیسے شخص سے واقف تھی۔ کوئی عام لڑکی ہوتی تو اب تک وکٹر مورلے کے جال میں پھنس چکی ہوتی لیکن ایڈنا جانتی تھی کہ مورلے پر نگاہ رکھنا بے حد ضروری ہے۔ عین ممکن تھا کہ مورلے اپنے ذہن میں کوئی اور ہی منصوبہ رکھتا ہو۔ یہ بات تو صرف حماقت ہی تصور کی جا سکتی تھی کہ وہ ایڈنا کو اپنی زندگی بھر کا ساتھی بنانے پر غور کرے گا البتہ اس بات کے امکانات تھے کہ وکٹر مورلے نے دہلی میں جس شخص کے آنے کا تذکرہ کیا تھا وہ وہیں موجود ہو اور وکٹر مورلے سے مُورتی کے بارے میں گفتگو کر چکا ہو۔

بہر طور اگر ایسا نہیں بھی ہُوا تو ایڈنا ڈمپل خود بھی اتنی محدود نہیں تھی کہ ہیروں کی فروخت کا کام نہ کر سکتی۔ ہاں اگر مسٹر پیٹر فاکسن واقعی دہلی میں موجود ہیں تو پھر ہیرے فروخت کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی کیونکہ پیٹر فاکسن کی شخصیت سے وہ اچھی طرح واقف تھی۔ کار اُس نے مخصوص جگہ روک دی تھی۔ جہاں اُن کے درمیان یہ بات طے ہُوئی

تھی۔ یہاں کار روکنے کے بعد اُسے اس عمارت کی طرف جانا تھا لیکن اُس نے اپنے ذہن میں کچھ اور ہی منصوبہ بندی کی ہُوئی تھی۔ کار سے اُترنے کے بعد اُس نے کار لاک کی اور پھر اپنے لیے کوئی ایسی مناسب جگہ تلاش کرنا شروع کر دی جہاں رہ کر وہ مورلے پر نگاہ رکھ سکے۔ اُسے یقین نہیں تھا کہ مورلے عمارت کی طرف جائے گا اور وہاں اُسے تلاش کرے گا۔ اس بات کا امکان تھا کہ مورلے اُسے یہاں چھوڑ کر کار ہی لے اُڑے اور پھر ہوٹل کا رُخ ہی نہ کرے۔ ہوٹل میں ایڈنا ڈمپل نے مورلے سے محفوظ رہنے کے لیے ایک اور کارروائی بھی کر ڈالی تھی جو خاصی دلچسپ تھی اور اُسے یقین تھا کہ مورلے کو بھی اس کا علم نہیں ہو سکا ہوگا۔

بہر طور اُس نے ایک درخت کی آڑ تلاش کر لی۔ یہ جگہ ایسی تھی جہاں سے وہ مورلے پر نگاہ رکھ سکتی تھی۔ بشرطیکہ اُس کا اندازہ درست ہو۔ کافی دیر اسی طرح گزر گئی وہ مورلے کا انتظار کرتی رہی وہ جانتی تھی کہ مورلے اس وقت مندر کے محافظ کی حیثیت سے وہاں موجود ہوگا اور اپنی کارروائی کرنے میں مصروف ہوگا۔ چنانچہ وہ انتظار کرتی رہی۔ اُس نے کار کا ڈرائیونگ سائیڈ کا دروازہ لاک لیا تھا لیکن دُوسری طرف کے دروازے کا ہینڈل کھول دیا تھا تاکہ بوقتِ ضرورت اُسے کار میں داخل ہونے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔ وہ آرام سے اپنی جگہ انتظار کرتی رہی۔

بہت دیر کے بعد اُسے ایک سایہ سا کار کی طرف بڑھتا ہُوا محسوس ہُوا۔ ایڈنا ڈمپل کے ہونٹوں پر پُراسرار مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ گویا اُس کا اندازہ درست تھا۔

☆☆

وکٹر مورلے کے بارے میں ایڈنا ڈمپل کا خیال غلط نہیں تھا وہ درحقیقت اس سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا تھا بس اُسے اپنے لیے ایک ایسے ساتھی کی ضرورت تھی جو آنکھیں بند کر کے اُس پر اعتبار کر سکے۔ اُس نے ایڈنا ڈمپل کو جس کا نام اُس کے خیال کے مطابق فلمینا تھا۔ شیشے میں اُتارنے کے لیے وہ تمام کارروائیاں کر ڈالی تھیں جو ایک مرد عورت کے لیے کر سکتا تھا اور اُسے یقین تھا کہ فلمینا وقتِ مقررہ پر کار لے کر اُس جگہ پہنچ جائے گی جہاں سے اُسے فرار ہونے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ اُس نے فلمینا کو مینار کے پاس جانے کے لیے کہا تھا اور اُن کے درمیان یہی فیصلہ ہُوا تھا کہ وہ وہاں پہنچ کر مُورتی کو چھپانے کا بہتر بندوبست کریں گے۔ اور پھر وہاں سے ہوٹل فراز واپس آ جائیں گے۔ اس کے بعد مناسب وقت پر اس مُورتی کے ہیرے حاصل کر کے وہ یہاں سے چل پڑیں گے لیکن درحقیقت مورلے کا پروگرام دُوسرا ہی تھا۔ اُس نے جو کار ایڈنا ڈمپل کو دی تھی۔ اس کی ایک چابی اپنے پاس رکھی تھی تاکہ بوقتِ ضرورت اُسے استعمال کر سکے۔

سرِشام ہی وہ اس مندر میں داخل ہو گیا تھا اور اس محافظ کی تاک میں لگ گیا تھا جو جسامت میں اس کی طرح تھا۔ محافظ اُسے تھوڑی دیر کے بعد ہی دستیاب ہو گیا اور اُس نے اُسے بآسانی گردن دبا کر مار ڈالا۔ اس کے بعد محافظ کا لباس پہننے میں اُسے کوئی دقت پیش نہیں آئی تھی۔ اُس نے پہلے ہی سے وہ تمام تیاریاں مکمل کر لی تھیں جو محافظ کا رُوپ دھارنے میں معاون ثابت ہو سکتی تھیں چنانچہ اپنے اس کام سے فارغ ہونے کے بعد وہ بآسانی اس محافظ کی جگہ تعینات ہو گیا یہاں وہ صرف تنہا ہی محافظ نہیں تھا بلکہ دُوسرے محافظ بھی تھے جن کی ڈیوٹی دُوسری طرف لگی ہُوئی تھی۔

بالآخر وہ وقت آ گیا جب اُسے اپنی کارروائی پر عمل کرنا تھا چنانچہ وہ وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ ہیروں سے جڑی ہُوئی مُورتی اس کی نگاہوں میں گھوم رہی تھی۔ اس سے پھُوٹتی ہُوئی روشنی اس کے ذہن و دِل کو منور کیے ہُوئے تھی۔ وہ ایک بہت بڑی بہت ہی قیمتی شے حاصل کرنے کے لیے تیار تھا۔ الارم سسٹم اس کی توقعات کے عین مطابق بہت سیدھا سادا تھا۔ وکٹر مورلے جیسے شخص کے لیے اس کو ناکام بنا دینا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ اس کی نگاہوں نے فوراً تاڑ لیا تھا کہ بجلی کے تار کہاں سے کہاں تک جا رہے ہیں اور اب وہ اپنا کام اندھیرے میں آنکھیں بند کر کے بھی کر سکتا تھا۔

وہ آگے بڑھ گیا۔ مندر کے عقبی حصے کی دیوار پھلانگ کر وہ اندر اس حصے میں داخل ہو گیا جہاں سے مُورتی والے کمرے کی طرف جایا جا سکتا تھا چنانچہ وہ ایک گیلری سے گزرتا ہُوا اس دُوسری گیلری میں پہنچ گیا جہاں سے وہ مُورتی کے ہال کے عقبی حصے میں پہنچ سکتا تھا۔ وہاں پہنچ کر اُس نے ایک شیشہ کاٹا اور اندر ہاتھ ڈال کر چٹخنی کھول دی۔ وہ اطمینان سے اندر داخل ہو گیا تھا۔ چند لمحات کے بعد اُس نے ربر کے ہینڈل والی پلاس سے وہ تمام تار کاٹ دیے جو الارم سے منسلک تھے پھر اُس نے شیشے کے شوکیس کو توڑنے کے لیے ہاتھ پر ایک کپڑا لپیٹا اور شیشے پر ایک مکا مارا لیکن مکا مارتے ہی سائرن کی ایک خوفناک آواز رات کے سناٹے میں بلند ہو گئی۔ تب وکٹر مورلے کو اندازہ ہُوا کہ کوئی باریک سا تار شیشے کے اندر سے بھی گزر رہا ہے اُس نے پلک جھپکتے میں مُورتی اُٹھائی اور برق رفتاری سے دوڑتا ہُوا باہر نکل آیا۔ اس وقت تک تمام محافظ ہوشیار ہو گئے تھے اور چاروں طرف سے روشنیاں ہونے لگی تھیں۔ جب اُس نے دیوار پر سے چھلانگ لگائی تو پہلا فائر ہُوا، مگر گولی کچھ فاصلے پر دیوار پر لگی

دوسرا فائر اس وقت ہُوا جب وہ گودھ چکا تھا۔ وہ برق رفتاری سے دوڑ رہا تھا۔ ویسے اُسے اندازہ تھا کہ محافظ کی دو نالی بندوق ہی فائر کر رہی ہے اور اب اس کو دوبارہ گولیاں بھرنے میں بھی کچھ وقت لگے گا لیکن سائرن کی آوازوں اور فائر کی آواز سے ارد گرد کے لوگ متوجہ ہو گئے تھے۔ ہر چند کہ یہاں آبادی نہیں تھی لیکن سیاح بہرطور موجود تھے۔ وہ پھرتی سے دوڑنے لگا۔ اس کے پیروں میں پنکھے سے لگے ہُوئے تھے۔ دُوسرے لمحے وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں اُس نے فلمینا کو کار کھڑی کرنے کے لیے کہا تھا۔ کار کو دیکھ کر اُس کی آنکھیں مسرت سے چمک اُٹھیں گویا معصوم فلمینا اپنا کام بخوبی انجام دے چکی ہے اور اب وہ مینارے کے قریب اُس کی آمد کا انتظار کر رہی ہوگی۔ وکٹر مورلے نے مُسکراتے ہُوئے جیب سے چابی نکالی اور کار کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا لیکن اُس کی آنکھیں یہ نہیں دیکھ سکی تھیں کہ اس کے کار میں داخل ہونے سے قبل تاریکی میں ایک سایہ رینگتا ہُوا آیا تھا اور دُوسری جانب سے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر رینگ گیا تھا۔ اُس نے کار اسٹارٹ کی اور اُسے ریورس کر کے باہر لایا۔ اس دوران مندر کے اطراف میں ہنگامہ برپا ہو رہا تھا۔ لوگوں کو صحیح صورتحال کا تو اندازہ نہیں تھا لیکن وہ جانتے تھے کہ یہ مندر قیمتی مُورتی کی وجہ سے بہت مشہور ہے ممکن ہے کسی نے مُورتی ہی چُرالی ہو چنانچہ وہاں بھاگ دوڑ ہو رہی تھی لیکن ایسے انتظامات وہاں نہیں تھے کہ فوراً ہی چور کا تعاقب کیا جا سکتا چنانچہ اس دوران وکٹر مورلے کو وہاں سے فرار ہونے کا پورا پورا موقعہ مل گیا تھا۔

کار برق رفتاری سے اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی اور وکٹر مورلے کا دل خوشیوں سے بھرا ہُوا تھا۔ بیچاری لڑکی مینارہ کے پاس میرا انتظار کر رہی ہوگی۔ چاندنی رات میں اُسے ہر سیاح پر میرا دھوکا ہو رہا ہوگا۔ اس کی نگاہیں میرا انتظار کر رہی ہوں گی۔ اُس نے مُسکراتے ہُوئے سوچا اور ایکسیلیریٹر پر دباؤ بڑھا دیا۔ کار کافی تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی۔ رفتار بتانے والی سُوئی اسّی اور نوّے کے درمیان لرز رہی تھی۔ اُس نے اپنے طور پر ایک نقشہ ترتیب دے لیا تھا جس کے تحت اُسے آگے روانہ ہونا تھا۔ وہ اگر چاہتا تو فلمینا کو قتل بھی کر سکتا تھا کیونکہ اُس سے ایک غلطی ہو چکی تھی جس کا اُسے شدت سے احساس تھا۔ غلطی یہ تھی کہ اُس نے مسٹر پیٹر کے بارے میں اُسے تفصیلات بتا دی تھیں۔ یہ حقیقت تھی کہ پیٹر فاکسن سے وہ مُورتی فروخت کرنے کا معاہدہ پہلے ہی کر چکا تھا اور اُس نے اُنھیں اطلاع دے دی تھی کہ وہ وقت مقررہ پر وہیں پہنچ جائے گا لیکن اس سلسلے میں وکٹر مورلے کو یہ احساس تھا کہ اُس نے اس لڑکی کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش میں اس پر یہ انکشاف کر کے غلطی کی ہے۔ اب اگر وہ کسی طرح پولیس تک پہنچ جاتی ہے تو پولیس اُسے پیٹر فاکسن کے اطراف میں تلاش کر سکتی ہے۔ اس کے لیے اُسے کوئی ایسی کارروائی کرنی ہوگی جس سے پیٹر فاکسن سے رابطہ بعد میں قائم کر لیا جائے۔ اُسے اطلاع دے دی جائے کہ پہلے وہ اپنے اطراف سے باخبر ہو جائے اس کے بعد ہی پیٹر فاکسن سے ملاقات کرے گا۔ اس غلطی کا اُسے بعد میں احساس ہُوا تھا لیکن اب تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ وہ بیچارہ نہیں جانتا تھا کہ جس شخصیت کے بارے میں اُس نے اپنے طور پر یہ سب کچھ سوچا ہے وہ کیا چیز ہے۔ بالآخر اُسے ایک شہر کی روشنیاں نظر آنے لگیں۔ اس شہر کے بارے میں اُسے پہلے ہی علم تھا۔ اس کا پروگرام یہی تھا کہ اس کار کو وہ اسی شہر میں چھوڑ دے گا اور یہاں سے بذریعہ ٹرین وہیں روانہ ہو جائے گا جہاں یہاں سے زیادہ دُور نہیں رہی تھی۔ شہر کا فاصلہ اب چار پانچ میل سے زیادہ نہیں تھا اور وہ پُورے اطمینان سے کار چلا رہا تھا کہ دفعتاً اُسے کار کے عقبی حصّے میں کچھ سرسراہٹ سی محسوس ہُوئی۔ فطری طور پر اُس کا پاؤں ایکسیلیٹر سے ہٹ گیا اور کار کی رفتار سست ہونے لگی چونکہ کار اسپیڈ سے جا رہی تھی اس لیے ایکسیلیٹر پر سے پاؤں ہٹانے میں کوئی پریشانی نہیں ہُوئی تھی لیکن تھوڑی دور چلنے کے بعد رفتار اس حد تک سست ہو گئی کہ اُسے گیئر تبدیل کر کے اس گیئر میں لانا پڑا جو اس کی رفتار سے مطابقت رکھتا تھا۔ سرسراہٹ کی وجہ اس کی سمجھ میں نہیں آسکی تھی لیکن پھر ایک ٹھنڈی سی گول شے اس کی گردن سے آ چپکی۔ کار کی رفتار اتنی تھی کہ اب اُسے کوئی خطرہ نہیں رہا تھا۔ وکٹر مورلے ایک لمحے کے لیے ششدر رہ گیا۔ وہ اس ٹھنڈی شے کو بخوبی پہچانتا تھا۔ یہ پستول کی نال تھی۔

"میرا خیال ہے اب گاڑی روک دو۔" عقب سے ایک زنانہ آواز سُنائی دی اور اس کا پاؤں بے اختیار بریک پر جا پڑا۔ رفتار زیادہ نہیں تھی لیکن اس کے باوجود اچھا خاصا جھٹکا لگا تھا۔ کار [illegible] کے بیچوں بیچ رُک گئی۔ وکٹر مورلے نے حیرت سے پلٹ کر دیکھا [illegible] اُس کے سامنے مُسکرا رہی تھی۔

"ہاں ڈیئر، یہ ضروری تھا مجھے شُبہ تھا کہ تمھارے پا[illegible] کی ڈپلیکیٹ چابی موجود ہوگی۔"

"تت۔ تم۔ تم۔"

"میں تو زندگی تمھارے ساتھ بسر کرنے کا منصوبہ بنا چکی تھی۔ دیکھو تو انسان کے خیالات کتنے ناپائیدار ہوتے ہیں۔ کیا وہ کسی کے بارے میں بھروسے سے کچھ کہہ سکتا ہے؟" فلمینا نے کہا۔

وکٹر مورلے کے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ کوئی ایسا لفظ نہیں تھا۔ اس کے پاس جس کے ذریعے وہ اس لڑکی کو مطمئن کر سکتا۔ چند لمحات وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھتا رہا، دفعتاً اُس کے ذہن نے پلٹا کھائی۔ اُس نے سوچا کہ آخری کوشش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ وہ گہری سانس لے کر ہانپتا ہُوا بولا: "یہ پستول پیچھے کر لو تم میرے بارے میں کسی غلط فہمی کا شکار ہو گئی ہو فلمینا!"

"ہاں۔ ہاں شاید ایسا ہی ہے۔" لڑکی نے پستول پیچھے ہٹا لیا۔ وکٹر مورلے کے ذہن کو سکون کا ہلکا سا احساس ہُوا تھا۔ پستول کا ہٹ جانا اُس کے لیے غیر متوقع تھا، اُسے اس کی امید نہیں تھی کہ لڑکی ایکدم اس کی بات مان لے گی، لیکن بدحواسی میں وہ خود بھی ذہن پر زور نہیں دے سکا تھا، اس نے یہ نہیں سوچا تھا کہ جو لڑکی اتنی چالاکی سے اُس کا تعاقب کرتی ہُوئی یہاں تک آسکتی ہے، وہ بھلا ایکدم اُس کی باتوں کے جال میں کیسے آجائے گی، تاہم بدحواسی کے انداز میں وہ ہکلا ہکلا کر کہہ رہا تھا۔ "دراصل۔ دراصل صورتحال اتنی خطرناک ہو گئی تھی کہ میں فوری طور پر اور کچھ نہ کر سکا لیکن جانتی ہو ڈیئر... میرا کیا پروگرام تھا؟"

"کیا پروگرام تھا ڈیئر؟" لڑکی نے سکون سے کار کی پچھلی سیٹ سے کمر ٹکاتے ہُوئے کہا۔

"میں نے سوچا تھا کہ یہ شہر جو نظر آ رہا ہے اس میں پہنچنے کے بعد کار چھوڑ دُوں گا اور فوری طور پر دُوسری کار لے کر یہاں پہنچوں گا، دراصل مندر کے اطراف میں بڑا ہنگامہ برپا ہو گیا تھا، مجھ پر گولیاں چلائی گئی تھیں، کئی گولیاں میرے اطراف سے اس طرح نکلیں کہ میں بال بال بچا، اور اس وقت اس کے علاوہ اور کوئی صورت حال نہیں تھی کہ میں پھرتی سے کار تک پہنچوں اور اُسے لے کر نکل بھاگوں ممکن ہے ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہو اور اس وقت تک مندر کے محافظ اس قیمتی مُورتی کے چوری ہو جانے کی اطلاع پولیس کو دے چکے ہوں۔ ہمیں جلد از جلد شہر پہنچ جانا چاہیے لیکن حیرت کی بات ہے کہ تم حیرت انگیز طور پر اس کار میں موجود تھیں۔"

"جی ہاں کچھ باتیں حیرت انگیز طور پر تکمیل پا جاتی ہیں۔ ڈیئر براؤن سن۔!"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ ہے کہ حیرت انگیز طور پر تمھاری جیب میں اس کار کی ڈپلیکیٹ چابی موجود تھی۔"

"اوہ اوہ، وکٹر مورلے ایک دم نروس ہو گیا۔ اس بات کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ اس کا ہاتھ غیر محسوس انداز میں اپنی جیب کی جانب رینگ رہا تھا جس میں پستول موجود تھا۔"

"تو پھر تم کیا کرتے ڈیئر مجھے یہ تو بتاؤ؟" لڑکی نے سوال کیا۔ وہ وکٹر مورلے کی طرف سے اب بالکل لاپروا نظر آنے لگی تھی۔

"میرا خیال ہے۔ ڈیئر... تم اگلی سیٹ پر آجاؤ، ہم گاڑی لے کر تیزی سے شہر چلتے ہیں، یہ بڑا اچھا ہُوا کہ تم اتفاقیہ طور پر میرے ساتھ آگئیں، شہر پہنچ کر ہم اس کار سے چھٹکارا پالیں گے، اس کے بعد ہمیں کوئی دقت نہیں ہوگی۔"

"ٹھیک ہے میں یہیں سے آجاتی ہُوں" لڑکی نے کہا اور پچھلی سیٹ سے چھلانگ مار کر اگلی سیٹ پر وکٹر مورلے کے برابر بیٹھ گئی۔ وکٹر مورلے کار کے اسٹیئرنگ کی جانب متوجہ ہو گیا لیکن دُوسرے لمحے لڑکی نے ہاتھ بڑھا کر سوئچ آف کر دیا۔

"ارے ارے یہ کیا؟"

"ابھی تھوڑی سی گفتگو باقی رہ گئی ہے ڈیئر۔"

"کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"یہ کہ تم مجھے دوبارہ شہر سے لینے کے لیے یہاں آتے۔ کیوں، یہی پروگرام تھا نا تمھارا؟"

"میں محسوس کر رہا ہُوں کہ تمھارے لہجے میں شُبہے کی جھلک ہے۔"

"ارے نہیں، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، ویسے یہ بتاؤ کیا تم مُورتی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے؟"

"کیوں نہیں۔ دیکھو یہ موجود ہے۔" وکٹر مورلے نے مُورتی کی طرف اشارہ کیا۔ مقصد یہی تھا کہ لڑکی جونہی مُورتی کی طرف متوجہ ہو، وہ پھرتی سے پستول نکالنے میں کامیاب ہو جائے اور یہی ہُوا۔

لڑکی جونہی مُورتی کی طرف متوجہ ہُوئی، وکٹر مورلے نے پستول اُس کی کنپٹی پر رکھ دیا۔

"ہاں ڈیئر تو یہ ہے صُورت حال، مجھے یقین ہے کہ اب تم مجھے کار اسٹارٹ کرنے کی اجازت دے دو گی۔" مورلے نے کہا۔

لڑکی ایک لمحے تک اُسے دیکھتی رہی، پھر اُس کے حلق سے ایک قہقہہ سا نکل گیا۔

"وکٹر مورلے تمھارے بارے میں، میں نے جو کچھ سُنا تھا، میں محسوس کرتی ہُوں کہ وہ غلط تھا۔ ممکن ہے اتفاقات تمھارا ساتھ دیتے رہے ہوں اور تم یورپ میں اپنی شاندار وارداتیں کرنے میں کامیاب ہوتے رہے ہو۔ لیکن تمھاری بدقسمتی ہے کہ اس بار تمھارا واسطہ ایک غلط ہستی سے پڑ گیا ہے۔"

"کک کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ تم شروع ہی سے میرے ساتھ بہت محبت

اور پیار کا سلوک کرتے آرہے ہو، تم نے اپنا نام بھی شاید مجھے اسی لیے غلط بتایا تھا اور آج تک اس پر کاربند رہے وکٹر مورلے۔"

وکٹر مورلے کے حواس اب جواب دیتے جا رہے تھے لیکن پستول اُس کے پاس موجود تھا، پھر اس کے ہونٹوں پر ایک زہرخند مُسکراہٹ پھیل گئی۔

"تم ضرورت سے زیادہ جانتی ہو ڈیئر... ہونا تو یہ چاہیئے کہ میں تم سے تمھارے بارے میں معلومات حاصل کروں۔ یہ معلوم کروں کہ تم کون ہو اور وکٹر مورلے کو کیسے جانتی ہو لیکن افسوس فی الوقت اس کا موقع نہیں ہے، چنانچہ تم رُخصت ہو جاؤ۔ آں ہاں خبردار پستول کو حرکت دینے کی کوشش مت کرو، میرے پستول میں چھ گولیاں ہیں اور شاید وہ سب تمھارے لیے ہیں۔"

"وہ تمھارے پستول میں نہیں ہیں ڈیئر" وہ اب میری جیب میں ہیں۔ فلمینا نے جواب دیا اور وکٹر مورلے ایک لمحے کے لیے بوکھلا گیا۔ اس کے بدن میں سرد سی لہر دوڑ گئی تھی لیکن اب انتظار بے کار تھا۔ اُس نے ٹرائیگر پر دباؤ ڈالا اور فائر کر دیا لیکن پستول سے بچ کی آواز نکل کر رہ گئی تھی، اور اب وکٹر مورلے کا بدحواس ہو جانا یقینی تھا۔

"واقعی، واقعی ڈیئر مورلے، ہونا تو یہی چاہیئے تھا کہ ہم دونوں کسی مناسب مقام پر بیٹھ کر دوستانہ انداز میں گفتگو کریں، اور ایک دُوسرے کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور معلومات فراہم کریں لیکن تمھاری بات مجھے درست ہی معلوم ہوتی ہے۔ ممکن ہے پولیس واقعی اب شہر سے باہر چل پڑی ہو۔ اس لیے انتظار کرنا مناسب نہیں ہے۔"

لڑکی نے پستول وکٹر مورلے کی پیشانی پر رکھا اور دوسرے لمحے مورلے کی پیشانی میں سُوراخ ہو گیا۔ اس کے ہاتھ تشنجی انداز میں پھیلے لیکن لڑکی بہت مستعد اور پھرتیلی تھی۔ وہ جلدی سے اپنی طرف کا دروازہ کھول کر نیچے اُتر گئی، پھر گھوم کر اُس نے دُوسری طرف کا دروازہ کھولا اور وکٹر مورلے کو گھسیٹ کر نیچے پھینک دیا۔ اس کے بعد وہ اطمینان سے اسٹرنگ پر بیٹھ گئی اور اسٹیئرنگ سائیڈ کا دروازہ بند کرنے کے بعد اُس نے کار چند گز آگے بڑھائی اور پھر بریک لگا کر اُسے روک دیا۔ بریک لگانے کے بعد اُس نے وکٹر مورلے کا نشانہ لے کر تین فائر کیے اور یہ اطمینان ہو جانے کے بعد کہ اب وکٹر مورلے کی زندگی ناممکن ہے اُس نے کار تیزی سے آگے بڑھا دی۔

● بات صرف اسی حد تک محدود نہیں تھی کہ نعمان خان کو شیران کی تلاش تھی، بلکہ اب اُسے تنظیم کی طرف سے ایک اہم عہدہ دے دیا گیا تھا اور دلچسپ بات یہ تھی کہ تنظیم کی طرف سے اُسے یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ شیران کو تلاش کر کے گرفتار کرے، چنانچہ نعمان خان نہایت مستعد تھا۔

سیہ رام کے ساتھ سفر کرتے ہوئے وہ راستے کے مختلف شہروں میں رُکا۔ رزاق خان بھی اُس کے ساتھ تھا۔ ان شہروں میں کئی کئی دن رُک کر اُس نے شیران کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کیں اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ شیران ان راستوں سے گزرا ہے یا نہیں... لیکن بدقسمتی تھی اس کی کہ اب تک اُسے شیران کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چل سکا تھا، کوئی بھی شخص یہ بتانے سے قاصر رہا کہ اس قسم کا کوئی قبائلی ان راستوں سے گزرا ہے، نعمان خان کو بھی بخوبی احساس تھا کہ شیران کی تلاش کے لیے وہ جو کچھ کر رہا ہے وہ کوئی ٹھوس کام نہیں ہے۔ اس کی تلاش کے لیے کوئی ایسا منصوبہ بنایا جائے، جس سے وہ قابو میں آسکے۔ بہت غور و خوض کر رہا تھا وہ اس سلسلے میں، لیکن دماغ کسی طور ساتھ ہی نہیں دے رہا تھا۔"

سیہ رام نے اپنی تمام تر خدمات اُس کے لیے وقف کر دی تھیں اور اُسے ہر طرح کی سہولتیں بہم پہنچا رہا تھا، رزاق خان بھی اس سفر میں نعمان خان کا ساتھی تھا لیکن وہ کوئی باعمل انسان نہیں تھا نعمان خان نے اپنے بھائیوں کو اس قدر آسائیاں فراہم کر دی تھیں کہ وہ اب عیش پرست ہو گئے تھے اور زندگی کی تفریحات کے علاوہ اُنھیں اور کسی چیز سے دلچسپی نہیں محسوس ہوتی تھی۔ ہر چند کہ شیران کے سلسلے میں رزاق خان بھی سنجیدہ تھا، لیکن وہ بارہا یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ شیران خان کی تلاش اس قدر آسان کام نہیں ہے۔ جتنی نعمان خان سمجھ رہا ہے تاہم وہ بڑے بھائی کی کسی بات پر تعرض نہیں کر سکتا تھا اس لیے خندہ پیشانی سے اُس کے ساتھ مصروفِ عمل تھا۔

سفر کرتے ہوئے وہ بالآخر دہلی پہنچ گئے، سیہ رام خود بھی اُ[illegible] ہوا تھا، دونوں کئی بار اس سلسلے میں گفتگو کر چکے تھے، لیکن کوئی بہ[illegible] صورتِ حال سمجھ میں نہیں آتی تھی۔

سفر ختم ہو گیا تھا اور سیہ رام نے نعمان خان کے قیام کے لیے ایک بہتر رہائش گاہ فراہم کر دی تھی، اس رہائش گاہ کے ایک بڑے گوشے میں بیٹھا ہوا نعمان خان اس وقت بھی آنے والے وقت پر غور کر رہا تھا۔

کیا کرنا چاہیئے، نہ ہی ایڈنا ڈمپل کے بارے میں پتہ چل[illegible] اور نہ ہی شیران کے بارے میں۔ اگر وہ اپنی اس کوشش میں ناکام[illegible] تو کیا اس کے بارے میں یہ نہیں سوچا جائے گا کہ جو عہدہ اُسے دیا[illegible] ہے وہ اس کے قابل نہیں ہے، کچھ بھی ہو، کسی بھی قیمت پر ہو، شیرا[illegible] کے بارے میں تو معلوم ہونا ہی چاہیئے۔ باقی رہی بات ایڈنا ڈ[illegible]

کی تو اس کے سلسلے میں اُسے کوئی خاص ذمّے داری نہیں سونپی گئی، کافی دیر تک غور و خوض کرنے کے بعد اُس نے ٹیلی فون پر سیہ رام سے رابطہ قائم کیا اور تھوڑی دیر کے بعد یہ رابطہ قائم ہو گیا۔

"مسٹر سیہ رام میں مسٹر پیری پاؤل کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"پیری پاؤل۔ سیہ رام نے سوال کیا۔"

"ہاں۔ پیری پاؤل کو ایک مشن پر یہاں بھیجا گیا ہے، وہ لوگ ایڈنا ڈمپل کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اُنھوں نے اب تک ایڈنا ڈمپل کی تلاش کے سلسلے میں کیا کیا ہے؟"

"اتفاق کی بات ہے مسٹر نعمان خان کہ مجھے مسٹر پیری پاؤل کے بارے میں تفصیلات نہیں بتائی گئیں، تاہم اگر میں وزارتِ داخلہ سے رابطہ قائم کر کے یہ معلوم کرنے کی کوشش کروں تو مجھے اس میں ناکامی نہیں ہوگی۔ اگر آپ کی یہ ہدایت ہے تو میں اس پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوں۔ سیہ رام نے جواب دیا۔"

"براہِ کرم اس پر عمل کیجیے اور یہ معلوم کیجیے کہ پیری پاؤل نے کسی طرح حکومت سے رابطہ قائم کیا ہے یا نہیں یا پھر اُنھیں ایڈنا ڈمپل کے بارے میں کچھ معلومات ہو سکیں یا نہیں۔"

"جی بہتر ہے۔ میں اس سلسلے میں معلوم کر کے آپ کو اطلاع دُوں گا۔"

تھوڑی سی رسمی گفتگو کے بعد نعمان خان نے ٹیلی فون بند کر دیا۔ رزاق خان کے قدموں کی آواز اُسے سُنائی دی۔ رزاق خان اس کے پاس پہنچ گیا تھا۔

"آؤ رزاق خان۔"

"بھائی جان میں آپ سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں...۔"

رزاق خان نے کہا۔

"ہاں ہاں کہو۔"

"شیران کی تلاش کے سلسلے میں جو کارروائی کی جا رہی ہے میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔"

"میں ہی کہاں مطمئن ہوں۔ رزاق خان، کوئی ایسی ترکیب سمجھ میں نہیں آتی جو کارآمد ہو، میں اس کی تلاش کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہوں، لیکن ایسا لگتا ہے جیسے وہ ہندوستان کی وسعتوں میں گم ہو گیا ہے۔ اتنا بے وقوف آدمی نہیں ہے کہ آسانی سے اپنے نشانات چھوڑ جائے اگر کوئی مناسب ترکیب تمھارے ذہن میں آتی ہے تو تم ہی بتاؤ۔"

"میں شیران کے بارے میں تھوڑی سی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں ہاں کہو۔"

"وہ فطرتاً کس قسم کا آدمی تھا؟"

"تراب زان میں تم نے اس کے بارے میں تفصیلات سُنی ہوں گی، عیش پرست تھا، زندگی کی اُن دلچسپیوں میں حصّہ لیتا تھا جو عام نگاہوں میں اچھی نہیں سمجھی جاتیں، شکار اور آوارگی اُس کا دلچسپ مشغلہ تھا۔"

"یہی معلوم کرنا چاہتا تھا میں آپ سے، کیا یہ ممکن نہیں ہے بھائی جان کہ شیران ہمیں کسی ایسی جگہ دستیاب ہو سکے جو تفریحی جگہ کہلاتی ہے، میرا مطلب ہے اسے ناچ گانے کا شوق تھا، تو کیا یہاں آکر اُس نے اپنی ان دلچسپیوں کو ترک کر دیا ہوگا؟"

نعمان خان گہری نگاہوں سے رزاق خان کو دیکھنے لگا، پھر اُس نے کہا۔ "مزید تفصیل بتاؤ۔ کیا خیال ہے تمھارے ذہن میں؟"

"کیوں نہ اُسے ایسی ہی جگہوں پر تلاش کیا جائے؟" رزاق خان نے کہا اور نعمان خان اُسے گہری نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ "اُس کے ہونٹوں پر ایک بے اختیار مُسکراہٹ آنے والی تھی کہ اُس نے اُسے روک لیا، رزاق خان کا مطلب وہ بخوبی سمجھ گیا تھا، چنانچہ اُس نے کہا۔ "اگر تم چاہو تو اپنے طور پر کوئی بھی ایسی کارروائی کر سکتے ہو، مجھے اعتراض نہ ہوگا۔"

"ہاں، میں چاہتا ہوں کہ جو مشن آپ کے سپرد کیا گیا ہے اس کی تکمیل میں، میں بھی آپ کی مدد کروں۔"

"تو تم اپنے طور پر اپنا کام شروع کر دو لیکن سنو، کوئی بھی رات تم یہاں سے باہر نہیں گزارو گے اور دن بھر کی کارروائیوں کے بارے میں مجھے رپورٹ دو گے۔"

"اور اگر بھائی جان رات کو واپسی میں دیر ہو جائے تو؟"

"دیر گوارا کی جا سکتی ہے لیکن گمشدگی نہیں؟" نعمان خان نے کہا اور رزاق خان گردن ہلا کر خاموش ہو گیا۔

"تم اگر جانا چاہو تو جا سکتے ہو، آج ہی سے اپنی کارروائیوں کا آغاز کر دو۔ نعمان خان نے کہا اور جیب سے نوٹوں کی گڈی نکال کر رزاق خان کی طرف اُچھال دی۔"

"اس سلسلے میں تمھیں رقم کی ضرورت ہوگی، اسے لے جاؤ اور اپنا کام شروع کر دو۔" رزاق خان نے شکریے کے ساتھ نوٹوں کی گڈی جیب میں ٹھونس لی اور باہر نکل گیا۔

نعمان خان کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ پھیل گئی، جہاندیدہ شخص تھا، زندگی کو بہت قریب سے دیکھا تھا اس لیے، جانتا تھا کہ رزاق

خان نے یہ چالاکی اس سے کیوں کی ہے؟ یہاں آکر اُس کی تفریحات محدود ہوگئی تھیں اور ظاہر ہے جن تفریحات کے یہ لوگ عادی ہو گئے تھے، نعمان خان اپنے بھائیوں سے بے پناہ پیار کرتا تھا۔ اس کے علاوہ ان کا تھا ہی کون، چنانچہ اس کا دل نہیں چاہتا تھا کہ اپنے بھائیوں کو زندگی کی تفریحات میں حصّہ لینے سے روکے۔ وہ رزاق خان کی چالاکی پر مسکراتا رہا اور پھر اپنے کمرے کی طرف چل پڑا، اُسے نیند آرہی تھی۔

رزاق خان سے مُلاقات دوسری صبح ہی ہوسکی تھی، اُس نے اس کی رات کی مصروفیات کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا اور منتظر رہا کہ رزاق خان خود ہی اُسے اس سلسلے میں کچھ بتائے لیکن رزاق خان نے اُسے کچھ نہیں بتایا تھا۔

نعمان خان ناشتے کے دوران اخبار بھی دیکھتا جا رہا تھا، اخبار دیکھتے دیکھتے دفعتاً اس کی نگاہ ایک خبر پر پڑی اور چائے کی پیالی اُس کے ہاتھ سے گرتے گرتے بچی، اُس نے چائے کی پیالی رکھی اور اخبار کی اس خبر پر نگاہیں جما دیں۔ یہ خبر ایک ڈاکے کے متعلق تھی، جو ایک دُوسرے شہر میں ڈالا گیا تھا۔ ڈاکے کی تفصیلات بے حد ہولناک تھیں، ڈاکو ایک تھا اور اُس نے بینک میں داخل ہوکر بارہ انسانوں کو قتل کر ڈالا تھا اور لاکھوں روپے لے اُڑا تھا۔ وہاں موجود لوگوں نے ڈاکو کے بارے میں جو تفصیلات بتائی تھیں اُسے پڑھ کر نعمان خان دنگ رہ گیا۔

ڈاکو کی شکل و صُورت اور حُلیہ شیران ہی کا تھا۔ اس بات کا نعمان خان کو یقین ہو گیا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ نعمان خان کو ہندوستان میں شیران کی موجودگی کا پہلا نشان ملا تھا۔ دُوسرے لمحے اخبار رکھ کر وہ تیزی سے ٹیلی فون کی جانب دوڑا اور سیہ رام سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ چند ہی لمحات کے بعد سیہ رام سے رابطہ قائم ہو گیا تھا، سیہ رام اپنے گھر سے ہی بول رہا تھا۔

"میں نعمان خان بول رہا ہوں سیہ رام۔ تم بھی سوچتے ہو گے کہ میں نے تمھیں پریشان کر ڈالا ہے۔"

"نہیں جناب، مجھے ہدایات دی گئی ہیں اور یہ میری ڈیوٹی ہے کہ میں آپ کو ہر طرح کی سہولت بہم پہنچاؤں۔ فرمایئے کیا بات ہے؟"

"میں آج کے اخبار کی طرف تمھاری توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں، کیا تم اخبار پڑھ چکے ہو؟"

"ہاں تقریباً۔"

"اس میں ایک ڈاکے کے بارے میں تفصیلات ہیں۔"

"جی ہاں، ایک چھوٹی سی خبر ہے تو سہی۔"

"ڈاکو کا حُلیہ تم نے نوٹ کیا؟"

"میں نے غور نہیں کیا جناب۔"

"تو پھر غور کرو سیہ رام، اخبار منگوا لو۔" نعمان خان نے کہا اور سیہ رام نے اُسے ہولڈ کرنے کے لیے کہا۔ چند لمحات کے بعد سیہ رام کی پُرجوش آواز سُنائی دی۔

"اوہ جناب آپ کا مطلب ہے، وہ ڈاکو۔ وہ قبائلی بھی ہو سکتا ہے، بلاشبہ جس سُرخ و سفید لمبے چوڑے آدمی کا تذکرہ کیا گیا ہے اُس کا حُلیہ شیران سے ملتا جُلتا ہے۔"

"کیا تم اِس سلسلے میں مکمل معلومات حاصل نہیں کر سکتے سیہ رام؟"

"کیوں نہیں، آپ نے بہت اچھا کیا جو میری توجہ اس طرف مبذول کرادی، اگر آپ مجھے فوری اجازت دیں تو بہتر ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ہم اس سلسلے میں دیر کریں۔"

"سیہ رام فوری طور پر اس کے بارے میں تفصیلات معلوم کرو اور یہ اندازہ لگاؤ کہ وہ کہاں ہے؟ مجھے یقین ہے کہ جو بہیمیت اور درندگی اس ڈاکے کے سلسلے میں دِکھائی گئی ہے وہ شیران ہی کی فطرت کا خاصہ ہے، اتنے قتل شیران کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا تھا، جبکہ خبر کے مطابق ڈاکو اکیلا تھا۔ اور یُوں بھی بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ڈاکا ڈالتے وقت انسانی زندگی کو اس طرح فراموش کر دیتے ہیں، ڈاکے تو ڈالے جاتے ہی سیہ رام، لیکن دیکھا یہی گیا ہے کہ ڈاکو انتہائی ناگزیر صُورتِ حال کی بنا پر ایک عدد آدمیوں کو ختم کر کے بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن جس درندگی اور خوفناک انداز میں اس بینک میں قتلِ عام کیا گیا ہے وہ چیخ چیخ کر یہ اشارہ کرتا ہے کہ وہ شیران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔"

"آپ مطمئن رہیں، میں تفصیلات معلوم کر کے آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔"

نعمان خان بے حد پُرجوش ہو گیا تھا، ہندوستان سے ابھی اس کی اس قدر واقفیت نہیں تھی کہ خود بھی دوڑ پڑتا اور اس سلسلے میں کوئی کارروائی عمل میں لاتا، اُسے بے چینی سے سیہ رام کی ٹیلی فون کال کا انتظار رہا۔ یہ انتظار اُسے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک کرنا پڑا۔ اس دوران رزاق خان اس کے ساتھ ہی رہا تھا، اور نعمان خان سے گفتگو کرتا رہا تھا اور یہ معلوم کرنے کے بعد کہ شیران کا کوئی نشان سامنے آیا ہے وہ بھی کافی پُرجوش ہو گیا تھا۔

"آپ مطمئن رہیں بھائی صاحب، میں انتہائی کوشش کروں گا کہ اُسے تلاش کر سکوں۔ اگر یہ ڈاکا شیران ہی نے ڈالا ہے تو اس کا مقصد ہے کہ اس کی مالی ضروریات تو پوری ہو گئی ہیں، اور اب وہ تفریحات میں حصّہ لے گا۔"

"تم اپنا کام جاری رکھو، اگر کوئی خاص بات ہو تو مجھے اطلاع دے دینا، ورنہ اس سلسلے میں اطلاع دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" نعمان خان نے کہا اور رزاق خان نے گردن ہلادی۔

ڈیڑھ گھنٹے کے بعد اُسے سیہ رام کا فون موصول ہُوا، سیہ رام نے ڈاکے کے بارے میں مکمل تفصیلات فراہم کی تھیں، اس ڈاکو کا حُلیہ بھی سیہ رام نے دوہرایا تھا جو اخبار میں چھپے ہُوئے حُلیے کے عین مطابق تھا، سیہ رام نے کہا کہ اُس نے اپنے چار آدمی فوری طور پر وہاں روانہ کر دیئے ہیں، مزید معلومات لے کر یہاں پہنچیں گے۔ ویسے اندازہ یہ ہو گیا ہے کہ اگر وہ ڈاکو شیران ہی تھا تو اب وہ اس شہر میں نہیں ہے۔ وہاں سے نکل چُکا ہے۔

"یہ اندازہ نہیں ہو سکا کہ اُس نے کون سا رُخ اختیار کیا ہے؟"

"نہیں جناب کچھ نہیں کہا جا سکتا، لیکن اُس شہر سے اگر کوئی صحیح معنوں میں اپنی پوزیشن محفوظ رکھنے کے لیے فرار ہونا چاہے تو پھر دہلی کے علاوہ وہ اور کسی طرف کا رُخ نہیں کرے گا۔"

"اس کا مقصد ہے کہ اس بات کی توقع کی جا سکتی ہے کہ شیران دہلی میں ہو۔"

"جی ہاں۔ مزید معلومات میرے آدمی وہاں سے واپس آکر مجھے فراہم کریں گے لیکن آپ اس بات کو نظرانداز نہ کریں۔ ڈاکے کو جتنا وقت گزر چکا ہے۔ اس کے بعد اگر شیران نے اپنا مسلسل سفر جاری رکھا ہے تو یقیناً وہ اس وقت دہلی میں ہو گا۔"

"تو پھر سیہ رام تمھیں ان تمام کارروائیوں کے ساتھ ایک اور کارروائی بھی کرنا ہے۔"

"حکم دیجیے جناب۔"

"اپنے بہترین آدمی دہلی کے چپّے چپّے پر پھیلا دو۔ وہ ایک ایک شخص کی نگرانی کریں جہاں تک ممکن ہو سکے وہ ہر شخص کو ذہن میں رکھیں، اور ایسے لمبے چوڑے قبائلی کو ذہن میں رکھیں، جو اس حُلیے پر پورا اترتا ہو۔"

"بہت بہتر، آپ کی ہدایت پر عمل کیا جائے گا۔" سیہ رام نے جواب دیا اور نعمان خان خاموش ہو گیا۔

وکٹر مورلے کی موت تو اسی دن اُس کا مقدر بن چکی تھی، جب ایڈ ناڈمپل جیسی شاطر عورت سے اُس کی ملاقات ہُوئی تھی، اُس نے اپنی دانست میں ایک ایسی ساتھی کو تلاش کر لیا تھا، جو یورپین تھی اور وکٹر مورلے جسے باآسانی بے وقوف بنا سکتا تھا لیکن ایڈ نا جیسی شاطر عورت کے لیے مورلے کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا، درحقیقت وکٹر مورلے جیسے ہزاروں آدمی اس کے لیے کام کرتے رہے تھے اور ایڈ نا ذہنی طور پر اُن سے اس قدر بلند تھی کہ وہ اُن سے باآسانی کام لیتی رہی تھی چنانچہ وکٹر مورلے اس کا کیا بگاڑ سکتا تھا۔

کافی دُور پہنچنے کے بعد ایڈ نا نے اس مُورتی کو اُٹھایا جو وکٹر مورلے کے پیروں کے پاس رکھی ہُوئی تھی اور پھر اُسے برابر کی سیٹ پر رکھ لیا۔

اس سے قبل اس مُورتی کی پوجا ہوتی تھی، ہزاروں یاتری عقیدت سے اُسے دیکھنے کے لیے آتے تھے لیکن اب وہ ایڈ نا ڈمپل کے لیے ایک کھلونے سے زیادہ نہیں تھی۔ ہیروں کی چمک دمک نے ماحول کو خیرہ کر دیا اور ایڈ نا ڈمپل نے جلدی سے ان ہیروں کو ایک کپڑے سے ڈھک دیا تاکہ یہ روشنی کہیں اور سے نہ دیکھی جا سکے۔

ویسے وہ چاروں طرف سے محتاط تھی، اُس نے ایک بار پھر اپنا پستول گولیوں سے بھر لیا تھا اور بڑی تیک روی سے ڈرائیونگ کر رہی تھی۔ ان علاقوں کے بارے میں اُسے بہت زیادہ معلومات نہیں تھیں۔ اس لیے اُسے بہت زیادہ محتاط رہنا پڑ رہا تھا، پولیس کسی بھی وقت اُس تک پہنچ سکتی تھی اور۔ اور کچھ نہ ہوتا تو کم از کم وہ یہی پُوچھ سکتی تھی کہ ایک یورپین عورت اس کار میں کہاں سے چلی آرہی ہے، اور اُسے ان جگہوں کے بارے میں کیسے معلوم ہے۔ ایڈ نا ڈمپل اس وقت پولیس کو کچھ نہیں بتا سکتی تھی، چنانچہ خوامخواہ کی اُلجھنیں مول لینا پڑتیں، بہرطور وہ سفر کرتی رہی اور تھوڑی دیر کے بعد اس شہر میں داخل ہو گئی جو اب زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔

شہر میں داخل ہونے کے بعد اُس نے فیصلہ کیا کہ اب اس کار سے چھٹکارہ حاصل کرلے، چنانچہ ایک مناسب جگہ اُس نے کار روکی۔ اس وقت بھی وہ حسبِ معمول ساڑھی میں ملبوس تھی، یہاں آنے کے بعد اُس نے خاص طور سے اس لباس کا انتخاب کیا تھا، حالانکہ اس کی شخصیت اس لباس میں صحیح طور پر چھپ نہیں سکتی تھی بلکہ اور نمایاں ہو جاتی تھی لیکن اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا، بہرطور ایڈ نا ڈمپل نے کار کو ایک مناسب جگہ کھڑا کر کے اُس پر سے اپنی اُنگلیوں وغیرہ کے نشانات صاف کئے، ہینڈل، اسٹیئرنگ کو خاص طور سے اُس نے صاف کیا تھا۔ اُس نے یہ تمام نشانات صاف کیے اور پھر مُورتی کو سنبھال کر کار سے نیچے اُتر آئی، وکٹر مورلے کی دی ہُوئی کرنسی اس کے پاس اب بھی موجود تھی، اس قیمتی شے کو چُھپانے کے لیے کوئی مُناسب چیز اُسے درکار تھی، لیکن اس وقت ایسی کوئی چیز اُسے حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ تنہا ان سنسان و ویران سڑکوں پر

ماری ماری پھرتی رہی، کچھ لوگ اُسے نظر بھی آئے، لیکن ان میں سے کوئی بھی اس قابل نہیں تھا جس سے وہ کسی بھی قسم کی مدد لے سکتی۔ بہر طور تھوڑی دیر کے بعد وہ ریلوے اسٹیشن پہنچ گئی۔

یہ صرف اس کی کاوشوں کا ہی نتیجہ تھا، یا صرف اتفاق کہ اُسے ریلوے اسٹیشن پہنچنے میں زیادہ دقت نہیں ہُوئی تھی۔ چند لمحات وہ وہاں کھڑی سوچتی رہی پھر اُس نے فیصلہ کیا کہ کم از کم یہاں سے آگے بڑھ جائے کیونکہ کار اُس شہر میں تھی اور زیادہ دُور نہیں تھی۔ ایڈنا جانتی تھی کہ وکٹر مورلے نے جو کار اس کام کے لیے استعمال کی تھی، وہ چوری کی تھی اور یقیناً اُس کی تلاش کے لیے کارروائی کی جا رہی ہوگی، یا پھر یہ بھی ممکن تھا کہ پولیس رام نگر سے وکٹر مورلے کے پیچھے لگی ہُوئی یہاں تک آ جائے۔ اس طرح ایڈنا ڈمپل کی شخصیت کسی نہ کسی طرح منظرِ عام پر بھی آ سکتی تھی، چنانچہ اُس نے محتاط ہو کر کام کرنے کا فیصلہ کیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ ریلوے پلیٹ فارم پر پہنچ گئی۔ اب اُسے کسی ایسی چیز کی تلاش تھی، جسے وہ مُورتی کو چھپانے کے لیے استعمال کر سکے۔ اور اُس کے لیے اِس نے انتخاب کر لیا۔ چند سادہ لوح دیہاتی فٹ پاتھ پر بیٹھے ہُوئے تھے، اُن کے پاس مختلف قسم کا سامان رکھا ہُوا تھا، اور یہ سامان ٹاٹ کے بوروں میں بندھا ہُوا تھا۔ ایڈنا ڈمپل نے چالاکی سے ایک بورے کو سرکایا، اُس میں معمولی قسم کے کپڑے ٹھنسے ہُوئے تھے، تھوڑے فاصلے پر چلنے کے بعد اُس نے بورے کو ہاتھوں میں اُٹھا لیا۔ بے چارے دیہاتیوں کو پتہ بھی نہیں چل سکا تھا کہ ان کا کوئی بورا غائب ہو گیا ہے۔ تھوڑی دیر تک وہ بورے کو ہاتھ میں لیے آگے بڑھتی رہی۔ اس کے بعد ایک محفوظ جگہ پہنچ گئی۔ یہاں اُس نے بورے میں سے کپڑے نکال کر اُسے خالی کیا اور پھر مُورتی چند کپڑوں میں لپیٹ کر بورے میں رکھ دی، اس کے بعد اُس نے بورا بند کیا اور اُسے اِطمینان سے اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ اب اُس کا حجم کم ہو گیا تھا، اس لیے سادہ لوح دیہاتی بھی اپنے سامان کو نہیں پہچان سکتے تھے، اس سامان کو لٹکائے ہُوئے وہ پلیٹ فارم کے ہی ایک حصے میں جا بیٹھی، تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی اور پھر گزرتے ہُوئے ٹی ٹی کو دیکھ کر اُس نے اُسے مخاطب کیا۔ ٹی ٹی اس شاندار عورت کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے متحیر رہ گیا تھا۔ ایڈنا نے بڑے پُر اخلاق لہجے میں کہا۔ "جناب میں آپ کے ملک میں اجنبی ہوں، کیا آپ میری کچھ مدد کر سکتے ہیں؟"

ٹی ٹی کو اس نرم لہجے کی توقع نہیں تھی چنانچہ وہ مجسّم اخلاق بن گیا اور پھر اس ٹی ٹی کی مدد سے ایڈنا ڈمپل کو با آسانی تمام معلومات حاصل ہو گئیں، اُسے پتہ چل گیا کہ اُسے یہاں سے دہلی کے لیے ٹرین مل سکتی ہے۔ چنانچہ اُس نے دہلی جانے کا فیصلہ کر لیا۔

ٹی ٹی نے اُسے بڑے ادب سے ایک کمپارٹمنٹ میں سوار کرا دیا تھا اور اُس کے عوض ایڈنا ڈمپل نے اُسے ایک اچھی خاصی رقم پیش کی تھی جسے ٹی ٹی نے بڑے تکلّف کے ساتھ بالآخر قبول کر لیا۔

ایڈنا ڈمپل کو اس پُرسکون کمپارٹمنٹ میں جگہ مل گئی تھی، جس میں چند لوگوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا، ایک مارواڑی خاندان تھا جو خراٹے بھر رہا تھا۔ ان لوگوں کو پتہ بھی نہیں چل سکا تھا کہ کوئی ان کے ڈبے میں سوار ہُوا ہے۔ بہر طور ایڈنا نے ایک مناسب جگہ سنبھال لی تھی اور خاموشی سے بیٹھی ہُوئی آنے والے وقت کا انتظار کرنے لگی۔

کمپارٹمنٹ سے باہر گہری تاریکی چھائی ہُوئی تھی، تاریکی میں یہ سفر جاری رہا، سونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا، ایڈنا اتنی قیمتی چیز کے ساتھ غیر محتاط نہیں ہونا چاہتی تھی چنانچہ وہ جاگتی رہی صبح تک وہ جاگتی رہی تھی۔ اس وقت صبح کا اُجالا پھوٹ رہا تھا جب ٹرین دہلی کے اسٹیشن پر رُکی۔ ایڈنا ڈمپل نے دہلی کا بورڈ پڑھا اور اپنا چھوٹا سا بورا لیے نیچے آ گئی۔

دہلی کے اسٹیشن پر خاصی رونق تھی، ایڈنا اس بدنما بورے کو ہاتھوں میں اُٹھائے ہُوئے خود بھی محسوس کر رہی تھی کہ لوگ اس جیسی عورت کے ہاتھوں میں ایسا سامان دیکھ کر متحیر ہیں لیکن ان سب سے لاپرواہ اسٹیشن سے باہر نکل آئی۔ باہر مختلف سواریاں کھڑی ہُوئی تھیں لیکن اُس نے تانگے کا ہی انتخاب کیا۔ تانگے میں بیٹھ کر اُس نے تانگے والے سے کہا۔۔۔ "میں ہوٹل میں قیام کرنا چاہتی ہوں، مجھے کسی ہوٹل تک پہنچا دو۔"

"ٹھیک ہے بی بی صاب۔ لیکن ہم پچیس روپے لیں گے۔" تانگے والے نے کہا۔

"ٹھیک ہے لے لینا۔" ایڈنا ڈمپل نے جواب دیا اور تانگے والا اُسے لے کر چل پڑا۔

ایڈنا ڈمپل دُنیا کی بہت سی زبانوں کی ماہر تھی۔ چنانچہ مقا[می] زبان وہ آسانی سے بول لیتی تھی، چنانچہ اُسے ہندوستانی لوگوں سے بو[لنے] میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ تانگے والے نے اپنی دانست [میں] اُسے ایک اچھے سے ہوٹل میں پہنچا دیا۔ یہ ہوٹل اسٹیشن سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا، تین منزلہ عمارت تھی اور خاصی بوسیدہ اور بے رنگ روپ لیکن ایڈنا ڈمپل کو یہ عمارت خاصی بہتر محسوس ہُوئی۔ کیونکہ اِس وقت کسی اعلیٰ ہوٹل میں قیام کرنا اس کے لیے مضر ہو سکتا تھا۔ بہت سارے لوگ اس کی جانب متوجہ ہو جاتے، حالانکہ بات چھوٹے ہوٹل میں بھی اتنی ہی پریشان کُن تھی لیکن بہت زیادہ اُلجھن کی بات

بھی نہیں تھی کیونکہ دہلی میں بے شمار غیر ملکی ٹھہرتے تھے، جن میں معمولی قسم کے آوارہ گرد بھی ہوتے تھے اور اعلیٰ پائے کے لوگ بھی اس کا شمار زیادہ سے زیادہ آوارہ گردوں میں ہی کر لیا جائے گا۔ چنانچہ اس وقت تک جب تک کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو جائے، اُس نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اسی معمولی سے ہوٹل میں قیام کرے گی جس کا نام "ہوٹل کرم راج" تھا۔

کرم راج کی دُوسری منزل پر اُسے کمرہ مل گیا اور یہ جان کر اُسے خاصی مسرت ہُوئی کہ کرم راج ہوٹل بہت سستا ہوٹل ہے اور عام طور سے یہاں غیر ملکی آوارہ گرد قیام کرتے ہیں، ایڈنا ڈمپل نے فیصلہ کیا کہ اب وہ اپنا حُلیہ بدل لے گی۔ آوارہ گردوں کا لباس حاصل کرنے میں اُسے کوئی دقت نہیں ہو سکتی تھی۔ بہر طور رات بھر جاگنے کے بعد بھی وہ اس وقت اسی قدر خوش و خرم اور چست و چالاک تھی۔ مورتی کو ہوٹل کے کمرے میں ایک محفوظ جگہ چھپا دیا اور گہری گہری سانسیں لینے لگی۔

ہوٹل میں اٹیچ باتھ نہیں تھا، کامن باتھ رُوم میں جا کر اُس نے مُنہ ہاتھ دھویا اور اپنے کمرے میں جا کر سوچنے لگی کہ اب اُسے کیا کرنا چاہئے۔ پھر اُس نے ایک ویٹر کو بُلا کر اپنے لیے چائے لانے کو کہا۔

صبح ہو چکی تھی اور چائے ملنے میں کوئی دقت نہیں ہو سکتی تھی۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر کے بعد ویٹر چائے لے آیا لیکن چائے کے برتن بے پناہ گندے تھے، ایڈنا ڈمپل کو ایک لمحے کے لیے سخت کراہت کا احساس ہُوا، لیکن دوسرے لمحے اُس نے خود کو سنبھال لیا، وہ عام عورت نہیں تھی، اُسے وقت پر کوئی بھی چیز مل جاتی تو اُسے قبول کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی تھی۔

یہی کیفیت اس وقت بھی ہُوئی، اُس نے بڑے اطمینان سے پیالی میں چائے نکالی اور اس کے چھوٹے چھوٹے سِپ لینے لگی، چائے کے دوران وہ اپنے آئندہ اقدامات کے بارے میں غور کرنے لگی، اور اس کی سمجھ میں ایک ہی بات آئی اور وہ یہ کہ آوارہ گردوں کے حُلیے میں یہاں چھپا جا سکتا ہے اور اس سلسلے میں اُسے کوئی دقت بھی پیش نہیں آ سکتی تھی البتہ آوارہ گردوں کا لباس حاصل کرنا مسئلہ تھا اور اس کے لیے اُسے کام کرنا پڑے گا۔

لیکن دُوسرے دن جب تقریباً ساڑھے آٹھ یا نو بجے تھے اُسے اس مسئلے میں بھی کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ اُس نے اپنے قد و قامت ہی کی ایک عورت دیکھی، جو بیگی اور جینز پہنے ہُوئے ہوٹل کی پتلی سی راہداری سے گزر رہی تھی۔

ایڈنا ڈمپل نے ایک لمحے میں اُس سے ملاقات کرنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر مُسکراتی ہُوئی اُس کے نزدیک پہنچ گئی۔

"ہیلو۔" اُس نے پُر اخلاق لہجے میں کہا اور عورت رُک گئی۔

اُس کی آنکھوں کے گرد گہرے حلقے چھائے ہُوئے تھے، ہونٹ خشک تھے، بال بُری طرح بکھرے ہُوئے تھے۔ چہرے سے وہ فاقہ کش نظر آتی تھی، وہ تھکی تھکی سی مُسکراہٹ کے ساتھ ایڈنا ڈمپل کے سلام کا جواب دینے لگی۔

"میں آپ سے متعارف ہونا چاہتی ہُوں۔" ایڈنا ڈمپل نے کہا۔

"سوری اس وقت میں مصروف ہُوں۔ دراصل میں۔ میں۔"

عورت ہچکچا کر رُک گئی۔

"اگر کوئی خاص مصروفیت نہ ہو تو آپ چند لمحات میرے ساتھ گزار دیجئے۔" ایڈنا ڈمپل نے کہا۔

عورت چند لمحات کچھ سوچتی رہی پھر تھکے تھکے سے قدموں سے ایڈنا ڈمپل کے ساتھ اس کے کمرے تک آ گئی۔

"آپ اِسی ہوٹل میں مقیم ہیں۔" ایڈنا ڈمپل نے پوچھا۔

"ہاں!"

"نام کیا ہے آپ کا؟"

"فیری۔ فیری گراہم۔"

"مجھے کیتھرائن کہتے ہیں۔" ایڈنا ڈمپل نے جواب دیا۔

"خوشی ہُوئی تم سے مل کر، لیکن میں تمہیں اپنے بارے میں بتانا چاہتی ہُوں۔"

"ہاں ہاں کہو، کیا بات ہے؟"

"دراصل میں اس وقت بہت بھُوکی ہُوں۔ پچھلے دن سے میں نے کچھ نہیں کھایا، ہوٹل کے کمرے کا کرایہ بھی میرے پاس موجود نہیں ہے، میرے ساتھ دھوکا ہُوا ہے، میرا ساتھی جو کئی دن سے یہاں میرے ساتھ مقیم تھا، مجھے چھوڑ کر فرار ہو گیا ہے۔ اگر میں ہوٹل والوں کو اُس کے فرار کے بارے میں بتاؤں اور اُن سے یہ کہوں کہ میرے پاس اُنہیں دینے کے لیے کچھ نہیں ہے تو پتہ نہیں میرے ساتھ کیسا سلوک ہو۔ میں اس وقت اسی سلسلے میں جا رہی تھی کہ کہیں سے کچھ مانگ کر لاؤں اور اپنا کام چلاؤں، بڑی پریشان کُن کیفیت ہے میری، دراصل میرا تمام سامان ہوٹل کے اسی کمرے میں موجود ہے، اگر میں سامان لے کر یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرتی ہُوں، تو بھی بہتر نہیں ہوگا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا کروں؟"

"اوہ ڈیئر فکر مت کرو، تمہارے کمرے کا کرایہ میں ادا کر دوں گی۔ تم یورپ کے کون سے مُلک سے تعلق رکھتی ہو؟" ایڈنا ڈمپل نے سوال کیا۔

"برٹش ہُوں، خاص لندن سے میرا تعلق ہے۔" فیری نے

جواب دیا۔ یہ الفاظ اس کے لیے بڑے دلکش تھے کہ کیتھرائن ہوٹل کا بل ادا کرے گی اور یقیناً اُسے جب یہ پتہ چل چکا ہے کہ فیری بھوکی ہے تو وہ اُسے کھانے پینے کی پیش کش بھی ضرور کرے گی اور یہی ہوا۔

اس سے کچھ پوچھے بغیر کیتھرائن نے ویٹر کو بلایا اور ناشتے کا آرڈر دے دیا۔ فیری گہری گہری سانسیں لینے لگی تھی۔ اس وقت تک ان لوگوں نے کوئی بات نہیں کی جب تک کہ ویٹر ناشتے کا سامان نہ لے آیا۔ ایڈنا ڈمپل نے ناشتہ فیری کے سامنے لگا دیا اور فیری بلا تعرض اس پر ٹوٹ پڑی۔

ایڈنا ڈمپل خاموش نگاہوں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔ کوئی خاص مقصد نہیں تھا اُس عورت سے تعارف حاصل کرنے میں اُس کا، بس اُسے آوارہ گردوں کا لباس درکار تھا اور یہ عورت اس سلسلے میں اس کی مدد کر سکتی تھی۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہو گئی تو ایڈنا ڈمپل نے مسکراتے ہوئے اُس سے پوچھا: "اور کچھ درکار ہے ڈیئر فیری؟"

"نہیں بس بہت بہت شکریہ، میں بہت بری حالت میں ہوں، تم اس کا تصور نہیں کر سکتیں۔" اُس نے مدھم لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں ہے انسان کی مدد کرنا انسان ہی کا فرض ہے۔ اب مجھے دیکھو میں بھی ذرا سی پریشان ہوں۔"

"کیوں؟"

"یہ لباس۔ یہ ہندوستانی لباس جو میرے بدن پر ہے۔ مجھے ذرا بھی اچھا نہیں لگتا، لیکن بدقسمتی سے میرے پاس اور کوئی لباس بھی نہیں ہے۔" میں سوچ رہی تھی کہ کس طرح لباس حاصل کروں، یہ لباس مجھے ایک ہندوستانی شخص نے دیا تھا۔ بہت ہی عجیب و غریب قسم کا آدمی تھا، بس خوامخواہ مجھ سے فضول باتیں کرتا رہا اور پھر اُس نے مجھے یہ قیمتی ساڑھی دے دی، حالانکہ میں نے اُسے کوئی لفٹ نہیں دی تھی۔ ایڈنا ڈمپل نے ہنستے ہوئے کہا اور فیری گراہم بھی مسکرانے لگی پھر اُس نے کہا: "ہاں یہاں کے لوگ بہت عجیب ہیں، بند بندسی طبیعت کے مالک بس گہری نگاہوں سے دیکھتے ہیں، گھورتے ہیں، لیکن کچھ کہہ نہیں پاتے، ہاں خوش اخلاق ضرور ہیں۔" فیری بے اختیار ہنس پڑی۔ ایڈنا ڈمپل بھی اس ہنسی میں اُس کا ساتھ دے رہی تھی۔ پھر اُس نے کہا: "اوہ ڈیئر فیری، اگر تم چاہو تو میں یہ قیمتی لباس تمھیں دے سکتی ہوں، اس کے عوض تم مجھے اپنا کوئی معمولی سا لباس دے دو، کیا تمھارے پاس اور لباس موجود ہیں؟"

"ہاں کیوں نہیں، لیکن میں تم سے یہ لباس نہیں لوں گی۔"

"کیوں کیا یہ لباس تمھیں پسند نہیں ہے؟" ایڈنا ڈمپل نے اُس سے پوچھا۔

"بات پسند کی نہیں دوست، دراصل۔ میں۔ میں۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ تم مجھے کچھ رقم دے دو، میں تمھیں لباس دے دوں گی، میں یہ ہوٹل چھوڑنا چاہتی ہوں، میں جانتی ہوں کہ ویکسن اب میرے پاس نہیں آئے گا۔ وہ بہت ہی کمینی طبیعت کا مالک ہے۔"

"ویکسن کون ہے۔ کیا تمھارا ساتھی ہے۔"

"ہاں طویل عرصے کا ساتھی، لیکن وہ ہمیشہ کا خود غرض ہے۔" فیری کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبانے لگے۔

"اوہ فیری، ان مردوں پر زیادہ اعتماد کرنا بھی حماقت ہے۔ اچھا ڈیئر تم میرے لیے ایک لباس لے آؤ، تمھارا بہت بہت شکریہ۔" اُس نے کہا اور فیری گردن ہلا کر اپنے کمرے کی جانب چل پڑی۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنی دانست میں ایک اچھا لباس ایڈنا ڈمپل کے لیے لے آئی۔ یہ ایک بوسیدہ قسم کے موٹے کپڑے کی فراک تھی، اور اس کے ساتھ ایک اسکارف بھی تھا لیکن یہ لباس ایڈنا ڈمپل کے لیے نہایت موزوں تھا، اس لباس میں وہ آوارہ گردوں میں کھپ سکتی تھی، چنانچہ اُس نے فوراً ہی لباس لے لیا اور اس کے عوض فیری گراہم کو خاصی رقم دی، جس کے ذریعے وہ ہوٹل کے واجبات ادا کر سکتی تھی۔ فیری گراہم اُسے ممنون نگاہوں سے دیکھتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

ایڈنا ڈمپل نے فوراً اپنی ساڑھی اُتار کر وہ لباس پہن لیا اور آئینے میں خود کو دیکھنے لگی۔ اسے اپنے آپ پر ہنسی آنے لگی۔ بال بکھرانے سے اس کی شکل بالکل ہی آوارہ گردوں کی سی ہو گئی تھی۔ ویسے ان ہپیوں تک بھی بہت سی خوبصورت لڑکیاں ہوتی تھیں اور ایڈنا ڈمپل کے چہرے مہرے پر کوئی اس قسم کا شبہ نہیں کر سکتا تھا کہ وہ کوئی خاص عورت ہے۔

اس کے لیے ایڈنا ڈمپل نے بعد میں کچھ خاص کارروائیاں بھی کی تھیں مثلاً یہ کہ بالوں کو گرد آلود کر لینا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ لپ اسٹک سے آنکھوں کے گرد کچھ ایسے نشانات بنا لینا جیسے وہ نشے کی عادی ہو ایڈنا ڈمپل جیسی عورت کے لیے مشکل کام نہیں تھا، چنانچہ اب کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ بھی آوارہ گرد نہیں ہے۔ ہوٹل والوں کا رویہ ان غیر ملکیوں کے ساتھ زیادہ بہتر نہیں تھا، وہ بات بات پر اُن سے پیسوں کا تقاضا کرنے لگتے تھے اور پھر جب تک اُنھیں ادائیگی نہیں ہو جاتی تھی، اُن کی بدمزاجی میں کوئی فرق نہیں آتا تھا چنانچہ ایڈنا نے اپنے اس ہوٹل کے کاؤنٹر کلرک کو اپنے قیام کے لیے ایک ہفتے کا کرایہ پیشگی ادا کر دیا تھا، جو کم از کم ہوٹل والوں کے لیے حیرت انگیز بات تھی۔ بہر طور وہ اس کے لیے مجسم اخلاق بن گئے تھے۔

فیری گراہم اس کے بعد ایڈنا ڈمپل کو نظر نہیں آئی تھی، شاید

اُس نے یہ ہوٹل ہی چھوڑ دیا تھا۔ لیکن ایڈنا ڈمپل کو اب اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

اپنے اس کام سے مطلق ہونے کے بعد وہ خاصی پُرسکون ہو گئی تھی، اُس نے فیصلہ کیا کہ ایک آدھ دن خاموش ہو کر اسی ہوٹل میں گزارے اور اُس کے بعد اپنے آگے کے معاملات کے لیے کوئی عملی کارروائی کرے۔

ہوٹل میں چونکہ آوارہ گردوں کی اچھی خاصی تعداد مقیم تھی۔ اس لیے کوئی بھی خاص طور سے اس پر توجہ نہیں دے رہا تھا۔ وہ پُرسکون انداز میں وقت گزارتی رہی۔ اخبارات کا البتہ وہ بڑی گہرائی سے مطالعہ کرتی تھی اور غالباً اس ہوٹل میں قیام کے تیسرے ہی دن کی بات تھی کہ اُسے اخبار میں ایک اشتہار نظر آیا۔

"مسٹر پیٹر فوکسن جو ہیروں کے بہت بڑے تاجر ہیں اور ڈائمنڈ ٹاور نامی فرم چلاتے ہیں۔ کچھ دنوں سے دہلی آئے ہوئے ہیں اور ایک مقامی ہوٹل میں اُن کے ہیروں کی نمائش ہے۔"

ایڈنا ڈمپل کا دل فرطِ مسرت سے جھوم اُٹھا، ویسے اُس نے ابھی تک کے اخبارات میں رام نگر کے مندر سے چوری ہو جانے والی مورتی کی کوئی خبر نہیں پڑھی تھی، یا پھر یہ عین ممکن تھا کہ وہ اخبار اس کی نگاہ ہی سے نہ گزرا ہو، بہر طور اس سلسلے میں کوئی خاص تگ و دو یا چھان بین نہیں ہوئی تھی، پیٹر فاکسن کے بارے میں معلومات حاصل ہونے کے بعد ایڈنا ڈمپل کو خاصا سکون محسوس ہوا تھا اور پھر اُسی رات ایڈنا ڈمپل نے اپنے طور پر کارروائی شروع کر دی۔

اُس نے پہلی بار اس مورتی کو تھیلے سے نکال کر گہری نگاہوں سے دیکھا، اب تک اُس نے مورتی کو اس کی جگہ چھپا رہنے دیا تھا اور یہ غالباً اس کی سیر چشمی کی بات تھی۔ اگر وہ کوئی پُرتجسس عورت ہوتی اور کبھی دولت سے نہ کھیل چکی ہوتی، تو یقیناً یہ مورتی اُس کے لیے بڑی اہمیت کی حامل ہوتی، لیکن اس نے تو وہ عیش دیکھے تھے جس کا بڑے بڑے لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے، وہ ایک مطلق العنان کی حیثیت سے وقت گزار چکی تھی، چنانچہ اب اُسے اس مورتی سے صرف یہی دلچسپی تھی کہ وقت پڑنے پر وہ اس کے کام آ جائے اور وہ یہاں بہتر طریقے سے زندگی گزارنے کے مواقع حاصل کرے۔

مورتی کو اُس نے بغور دیکھا، بلاشبہ نایاب چیز تھی، پتہ نہیں کہ کتنی قدیم تھی اس کی تاریخ، ایک عجیب بدہیئت بُت بنا ہوا تھا جس میں متعدد ہیرے جڑے ہوئے تھے۔ یہ غالباً ان لوگوں کی خوش عقیدگی ہی تھی کہ اُنھوں نے سونے کا ایک بدہیئت بُت بنا کر اُسے ہیروں سے جڑ دیا تھا۔ ایڈنا ڈمپل کو احساس ہو گیا کہ یہ ہیرے کافی قیمتی ہیں، بہرصورت ہیرے نکالنے میں اُس نے کافی مہارت سے کام لیا تھا اور اس بات کا خیال رکھا تھا کہ کسی ہیرے پر کوئی نشان نہ پڑ جائے، اس کے لیے اُس نے سونے کو کافی فاصلے سے کھودا تھا۔

تمام ہیرے نکالنے کے بعد اُس نے کپڑے کی تھیلی میں بند کیے اور اس تھیلی کو ایک بھدّے سے کپڑے میں ملفوف کر لیا اب سونے کے اس مجسّمے کا معاملہ تھا، اس نے سوچا کہ فی الحال اُسے اسی طرح رہنے دے، یہ مجسّمہ بھی کافی قیمتی تھا، اور کسی معمولی شخص کے ہاتھ لگ جاتا تو شاید خوشی سے اُس کا ہارٹ فیل ہی ہو جاتا، لیکن ایڈنا ڈمپل کی نگاہوں میں اُس کی کوئی خاص حیثیت نہیں تھی، چنانچہ اُس نے مجسّمے کو وہیں اُسی جگہ محفوظ کر دیا اور ہیرے اپنے سرہانے رکھے رہے، ساری رات وہ طرح طرح کے خواب دیکھتی رہی دوسرے دن اُس نے فیصلہ کیا کہ کسی نہ کسی طرح ہیروں کی اس نمائش میں شامل ہو جائے۔ چنانچہ وہ اپنے طور پر تیاریاں کرنے کے لیے نکل گئی۔

بازار سے اُس نے عمدہ قسم کے کپڑوں کی خریداری کی، یہ کپڑے یورپین اسٹائل ہی کے تھے، ایک بیگ بھی خریدا اور یہ تمام چیزیں حاصل کرنے کے بعد وہ واپس آ گئی پھر ہوٹل پہنچ کر اُس نے لباس تبدیل کیا اور تیار ہو گئی، فیری گراہم اُسے نظر نہیں آئی تھی اور دوسرے آوارہ گردوں میں سے کسی کی طرف دوستی بڑھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔

ہوٹل سے وہ اس طرح باہر نکلی کہ عام نگاہیں اس پر نہ پڑ سکیں۔ اس وقت چونکہ وہ نہایت اعلیٰ لباس میں تھی اس لیے اُس کی شخصیت نکھر آئی تھی، البتہ بالوں کے اسٹائل میں اُس نے تبدیلی پیدا کر لی تھی تاکہ کوئی اُسے پہچان نہ سکے۔

یہاں جو حالات اس پر گزر رہے تھے وہ بے حد سنسنی خیز تھے، سب سے بڑا مسئلہ تنظیم کے لوگوں کا تھا۔ اُسے سب سے بڑا خطرہ یہی تھا کہ کہیں تنظیم کے آدمی اُسے تلاش نہ کر لیں لیکن اب یہ خطرہ مول لیے بغیر کوئی چارۂ کار بھی نہیں تھا۔ جب تک کہ کوئی مناسب حیثیت نہ حاصل ہو جائے۔ وہ اپنی شخصیت میں کوئی نمایاں تبدیلی کرنے کے قابل نہیں تھی۔

ہیروں کی نمائش عام لوگوں کے لیے نہیں تھی لیکن داخلے میں کوئی قباحت نہیں تھی، یہ نمائش ایک شاندار ہوٹل میں لگائی گئی تھی اور آج ہی اس کا افتتاح ہونے والا تھا چنانچہ مختلف لوگوں کے ساتھ ایڈنا ڈمپل بھی وہاں پہنچ گئی۔

یہاں اُس نے مسٹر پیٹر فاکسن کو دیکھا، جن کا تعارف نمائش کے افتتاح سے قبل کرایا گیا تھا۔ پیٹر فوکسن کے قریب پہنچنے کی ایڈنا ڈمپل نے بالکل کوشش نہیں کی تھی بس وہ بھی عام قسم کے لوگوں میں شامل رہی اور پھر ہیروں کی نمائش کا افتتاح ہو گیا۔

بلاشبہ اعلا پائے کے ہیرے اس نمائش میں رکھے گئے تھے، بڑی بڑی ریاستوں کے نواب اور دوسرے دولت مند لوگ اس نمائش میں شریک تھے اور ہیروں کی جانچ پڑتال کر رہے تھے۔ پولیس کا بھی معقول انتظام تھا، اور ہر خطرے سے نمٹنے کے لیے معقول تیاریاں کی گئی تھیں، اس موقع پر ایڈنا ڈمپل کو وکٹر مور لے یاد آیا، اگر وہ یہاں اس نمائش میں شامل ہوتا تو، اپنا کاروبار بھول کر ان ہیروں کے حصول کے لیے کوشاں ہو جاتا اور اس جیسے شاطر آدمی کے لیے یہ کام مشکل نہیں تھا کہ وہ اس نمائش میں کوئی نہ کوئی گڑبڑ کر ڈالتا، لیکن اب وہ اس دُنیا میں نہیں تھا۔ یُوں بھی ایڈنا ڈمپل کے خیال کے مطابق ہندوستان بے حد وسیع ملک تھا، چھوٹی چھوٹی وارداتیں یہاں تو لاکھوں ہی ہوتی رہتی ہوں گی اور کون جانتا تھا کہ وکٹر مور لے جیسا شخص جو بین الاقوامی شہرت کا مالک تھا یہاں اتنی آسانی سے قتل ہو گیا ہے۔ اس کی لاش ملی ہو گی۔ ایک غیر ملکی کی لاش کی حیثیت سے، تھوڑی سی چھان بین کی گئی ہو گی اس کے بارے میں اور جب یہ پتہ چلا ہو گا کہ وہ براؤنسن نامی کوئی سیاح ہے تو چھوٹی موٹی کارروائیاں کرنے کے بعد اس سلسلے کو ختم کر دیا گیا ہو گا اور جہاں تک مُورتی چرانے کا مسئلہ تھا، اس سلسلے میں بھی کچھ نہ کچھ کارروائیاں ہوئی ہوں گی اور ہو رہی ہوں گی۔ لیکن ان کے اثرات دہلی تک نہیں پہنچ سکے تھے، چنانچہ اس سلسلے میں بھی ایڈنا ڈمپل کو کوئی ایسی خبر نہیں ملی تھی، جو قابلِ تشویش ہوتی۔ بہر طور اس نے ذہن میں فیصلہ کر لیا تھا کہ آج مسٹر پیٹر فوکسن کے بارے میں مکمل تفصیلات معلوم کی جائیں گی اور اس سلسلے میں اس نے اپنے آپ کو ان اخباری نمائندوں کے قریب رکھا جو مسٹر پیٹر فوکسن کے اِردگرد چکر لگا رہے تھے، اُنھوں نے مسٹر پیٹر فوکسن سے مختلف سوالات کیے اور مسٹر پیٹر فوکسن نے اُنھیں بتایا کہ وہ کسی ہوٹل میں مقیم ہیں اور اُنھوں نے کہا کہ اگر تفصیلی گفتگو کرنا چاہتے ہیں تو کوئی بھی شخص اُن سے ملنے ہوٹل آ سکتا ہے۔ ایڈنا ڈمپل ہونٹوں پر ایک پُراسراری مسکراہٹ لیے واپس آ گئی، اُس کا کام بن گیا تھا۔

اب مسئلہ یہ تھا کہ یہاں اس ہوٹل میں وہ مُہری شخصیت کس طرح گزارے، اگر آوارہ گردوں کے میک اَپ میں یہاں رہتی ہے تو اُسے آوارہ گرد ہی سمجھا جائے گا۔ اس اعلا قسم کے لباس میں لوگ اسے تعجب سے دیکھیں گے۔ اب تک تو اس نے کوشش یہ کی تھی کہ عام لوگوں کی نگاہوں سے بچتی رہے لیکن یہ کام اُسے زیادہ دیر پا نظر نہیں آتا تھا۔ اس کے لیے اُس نے بالآخر ایک فیصلہ کر لیا، شہر میں موجود سارے ہوٹلوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر ایک اعلا پائے کے ہوٹل میں ٹیلی فون کر کے کمرہ بُک کروالیا، اس طرح اسے کچھ آسانیاں فراہم ہو گئیں۔ اس نے یہ دن تو اپنے لیے مخصوص نہیں رکھا لیکن دُوسرے دن جب وہ نمائش میں گئی تو اُس نے خاصی دیر تک حالات پر گہری نگاہ رکھی۔

مسٹر پیٹر فوکسن نمائش میں شام کو سات بجے تک رہتے تھے اور اس کے بعد وہ اپنے ہوٹل ہی واپس چلے جاتے تھے۔ ایڈنا ڈمپل نے یہ تمام تفصیلات معلوم کرنے کے بعد اسی دن ان کے ہوٹل کا رُخ کیا، وہ اس مسئلے کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتی تھی۔

مسٹر پیٹر فوکسن کے بارے میں معلومات حاصل کرنے سے فوراً پتہ چل گیا کہ وہ کون سے کمرے میں مقیم ہیں، ایڈنا ڈمپل نے ان کی سیکرٹری سے مل کر ان سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔

سیکرٹری جو ایک یورپین لڑکی تھی اُسے دیکھ کر خاصی متاثر ہوئی تھی۔ ایڈنا ڈمپل اس وقت ایک خوبصورت لباس میں تھی اور بہت ہی صاف ستھری شخصیت کی مالک نظر آ رہی تھی۔ اُس کے پاس ایک پینسل اور پیڈ موجود تھا۔

"آپ کس سلسلے میں مسٹر فوکسن سے ملنا چاہتی ہیں؟" سیکرٹری نے جس کا نام ڈورتھی تھا، اُس سے پُوچھا۔

"میرا نام کیتھرائن ہے اور میں ایک یورپی اخبار کی نمائندہ ہُوں مسٹر پیٹر فوکسن سے میری پہلے بھی ملاقات ہو چکی ہے اور میں اُن کے بارے میں بہت کچھ لکھ چکی ہُوں، میری خواہش ہے کہ ہندوستان کے بارے میں اُن کے تاثرات معلوم کروں؟"

ڈورتھی نے مسٹر پیٹر فوکسن سے رابطہ قائم کیا اور تھوڑی دیر کے بعد مسٹر فوکسن نے اُسے طلب کر لیا۔ اس وقت مسٹر فوکسن کے پاس دو اور اخباری نمائندے موجود تھے، جن میں ایک لڑکی تھی اور ایک مرد تھا۔ اُنھوں نے ایڈنا ڈمپل کی طرف دیکھا اور پھر مسٹر فوکسن کی طرف رُخ کر کے بولے: "جنابِ عالی ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے ہمیں بہت سی مفید معلومات سے نوازا۔ اب ہمیں اجازت دیجیے۔"

دونوں کھڑے ہو گئے، مسٹر فوکسن نے ان سے مصافحہ کیا اور وہ دونوں باہر نکل گئے، تب مسٹر فوکسن مسکراتے ہوئے ایڈنا ڈمپل کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"آپ لوگ بڑی محنت کرتے ہیں، مجھے تو آپ لوگوں کی محنت دیکھ کر رشک آتا ہے، اخباری رپورٹروں کی زندگی بھی کتنی عجیب ہے، بے چارے پتہ نہیں کہاں کہاں مارے مارے پھرتے ہیں۔ اس لیے میں ہمیشہ ان سے تعاون کرتا ہُوں، میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہُوں مِس کیتھرائن، کیا میں آپ کو مِس کہوں۔"

"جی ہاں، پلیز" ایڈنا ڈمپل نے مسکرا کر کہا۔ مسٹر فوکسن نے اُسے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔ ایڈنا ڈمپل بیٹھ گئی۔

"جی آپ مجھ سے کیا پُوچھنا چاہتی ہیں؟" اُس نے سوال کیا۔

"مسٹر پیٹر فوکسن، میں آپ سے جو سوالات کروں گی وہ انتہائی نجی نوعیت کے ہوں گے، کیا میں اُمید کروں کہ یہاں ہماری گفتگو سننے والا اور کوئی نہیں ہے۔"

"قطعی نہیں، آپ بالکل مطمئن ہو کر مجھ سے بات چیت کریں۔"

"تب میں آپ کو سب سے پہلی بات یہ بتاؤں کہ میرا کسی اخبار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایڈنا ڈمپل نے پیٹر فوکسن کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ پیٹر فوکسن ایک لمحے کے لیے چونک گئے تھے۔"

"کیا مطلب؟ میں نہیں سمجھا۔"

"مطلب یہ کہ میں اخباری رپورٹر نہیں ہُوں۔"

"پھر؟" ان کے لہجے میں ایک لمحے کے لیے لرزش پیدا ہو گئی تھی۔ اتنا دولت مند آدمی اپنی حفاظت کے لیے مصیبت ہی بن جاتا ہے۔ ہر لمحہ یہ خطرہ کہ کہیں اس کے خلاف کوئی سازش نہ ہو جائے اور پھر مسٹر پیٹر فوکسن جانتے تھے کہ وہ ہیروں کے بہت بڑے تاجر ہیں، ان کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے اُلجھن کے آثار اُبھر آئے تھے، لیکن پھر اُنھوں نے سنبھل کر کہا: "تو پھر آپ کس سلسلے میں مجھ سے ملاقات کرنے آئی ہیں۔" غالباً وہ یہ بات بھی سوچ رہے تھے کہ سامنے بیٹھی ہوئی لڑکی معلوم کر چکی ہے کہ اس وقت اِن لوگوں کی گفتگو کوئی نہیں سُن رہا، اگر وہ ذرا سی بھی کوشش کرے تو مسٹر فوکسن کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔

"دراصل میں آپ سے وکٹر مور لے کے بارے میں بات کرنا چاہتی ہُوں۔"

مسٹر فوکسن پھر بُری طرح چونک پڑے تھے، اُنھوں نے اِدھر اُدھر دیکھ کر کہا۔ "وکٹر مور لے ۔ یہ کون شخص ہے؟"

"وہ جس نے آپ سے ملاقات کرنے کے لیے وقت مقرر لیا تھا۔"

"میرے علم میں نہیں ہے، ممکن ہے میری سیکرٹری اِس سے واقف ہو، کیا میں اُسے طلب کر لوں؟"

"نہیں مسٹر فوکسن، سب سے پہلے تو میں آپ کو یہ بتا دُوں کہ میری ذات سے آپ کو، کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ آپ سمجھ لیجیے کہ میں مسٹر مور لے کی دستِ راست ہُوں، میرا نام کیتھرائن ہی ہے، لیکن بہت کم لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ میں مسٹر وکٹر مور لے کی بیوی ہُوں۔"

"کیا؟" پیٹر فوکسن بدستور تعجب سے بولے۔

"جی ہاں۔ مور لے مجھے آپ کے بارے میں تمام تفصیلات بتا چکا ہے، یورپ میں اُسے ایک ایسی جگہ جانا پڑا جہاں اُس کے اپنے خیال میں اُسے انتہائی مالی منافع حاصل ہو سکتا تھا۔ لیکن اس سے قبل وہ یہاں جس مقصد کے لیے آیا تھا اُسے انجام دے چکا تھا، چنانچہ اُس نے یہ ڈیوٹی میرے سپرد کر دی کہ میں آپ سے ملاقات کر لوں۔"

"اوہ اوہ لڑکی، تمھاری بات کے جواب میں کوئی ثبوت ہے تمھارے پاس؟"

"جی ہاں۔ وکٹر مور لے کا نام ۔ میں خود اور وہ ہیرے جنھیں میں آپ کے حوالے کرنا چاہتی ہُوں۔"

پیٹر فوکسن کے چہرے پر سنسنی کے آثار پھیل گئے تھے۔ وہ چند ساعت کچھ سوچتے رہے، پھر بولے۔

"کیا وہ ہیرے تمھارے پاس موجود ہیں؟"

"جی ہاں۔ اس وقت بھی میں اُنھیں آپ کے سامنے پیش کر سکتی ہُوں۔"

"ایک منٹ رُک جاؤ۔" اُنھوں نے کہا اور اُٹھ کر دروازے کے نزدیک پہنچ گئے، دروازہ کھول کر باہر جھانکا اور پھر اُسے اندر سے بند کر دیا۔

"ہاں اب بتاؤ تم کیا کہہ رہی تھیں!"

"میں نے اب تک آپ سے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل حقیقت ہے جناب، یہ ہیرے میرے پاس محفوظ ہیں۔" ایڈنا ڈمپل نے اپنے زیریں لباس سے وہ تھیلی نکالی جس میں ہیرے موجود تھے اور پھر اُس نے تھیلی کا مُنہ پیٹر فوکسن کے سامنے کھول دیا۔

وہ خود بھی ہر قسم کے خطرات مول لینے کی عادی تھی اور پھر یہ بھولی سی شخصیت اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی۔ اُسے پُورا پُورا یقین تھا۔

پیٹر فوکسن درحقیقت ہیروں کے پجاری تھے، ہیروں کی چمک دمک دیکھ کر وہ سب کچھ بُھول کر اس کے نزدیک آ گئے، ایک ایک ہیرے کو ہاتھ میں اُٹھا اُٹھا کر دیکھنے لگے، اُن کے چہرے پر شدید مسرت کے آثار تھے، پھر اُنھوں نے پُرمسرت نگاہوں سے ایڈنا ڈمپل کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "اوہ ڈیئر کیتھرائن اب مجھے یقین آ گیا کہ تم جو کہہ رہی ہو وہ صحیح ہے، ہاں یہ وہی ہیرے ہیں جن پر عرصے سے میری نگاہ تھی اور سچی بات تو یہ ہے شاید تمھیں اس بات کا علم ہو

کہ میں نے ہی وکٹر مورلے کو اس طرف متوجہ کیا تھا اور مورلے میرے ہی ایما پر خطرہ مول لے کر یہاں آیا تھا۔ اس کا مقصد ہے اُس نے نہایت خوبصورتی سے اپنا کام انجام دیا۔ وہ بلاشبہ ایک ذہین اور باصلاحیت آدمی ہے لیکن وہ اچانک واپس کیوں چلا گیا؟ میں تو نہایت بے چینی سے اُس کا انتظار کر رہا تھا۔"

"میں نے آپ سے عرض کیا نا کہ وہ یورپ میں شدید مصروفیت کا شکار ہے، میں خود بھی اس کے ساتھ ہی چلی جاتی کیونکہ اس کی دستِ راست کی حیثیت سے میں اُس کی ہر معاملے میں مدد کرتی ہوں، ان ہیروں کے حصول کے لیے بھی میں نے اُس کے ساتھ کام کیا ہے، لیکن اب اُس نے یہ ذمّے داری میرے سپرد کر دی ہے کہ ان ہیروں کی قیمت آپ سے وصول کر لوں۔"

"میں تمھیں ہر وہ قیمت ادا کرنے کے لیے تیار ہوں جس کا تم تعین کرو، بتاؤ وکٹر مورلے نے اس سلسلے میں کتنی رقم کا تعین کیا ہے؟"

"جنابِ عالی وکٹر مورلے آپ کا نیاز مند نہیں ہے۔ آپ اس پر جس قدر اعتماد کرتے ہیں اُسی قدر وہ آپ پر اعتماد کرتا ہے۔ اُس نے میرے سپرد صرف یہ ذمّے داری کی ہے کہ ہیرے آپ کے ہاتھوں تک پہنچا دوں اور ان کی قیمت وصول کر لوں، یہ قیمت کتنی ہوگی، اس کا اس نے کوئی تعین نہیں کیا، شاید کمی و بیشی کے بارے میں وہ یورپ ہی میں آپ سے ملاقات کرے۔"

"ہاں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن یہ قیمت تم مقامی کرنسی میں وصول کرو گی۔"

"جی ہاں، مورلے نے یہی کہا ہے۔"

"کوئی حرج نہیں ہے، میں باآسانی تمھیں یہ کرنسی فراہم کر سکتا ہوں، لیکن اس کے لیے تمھیں مجھے دو دن کا وقت دینا پڑے گا، اس دوران تم چاہو تو یہ ہیرے اپنے پاس ہی رکھ سکتی ہو۔"

"کاروباری اصول کے تحت یہ مناسب ہوگا مسٹر فوکسن، لیکن مورلے آپ پر بے حد اعتماد کرتا ہے اس کا خیال رکھیے گا۔"

"کیسی باتیں کر رہی ہو بے بی! تم نہیں جانتیں کہ مورلے سے میرے کیسے تعلقات ہیں؟ ویسے حیرت کی بات ہے کہ اُس نے اب تک مجھے اپنی بیوی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا، البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم نے نجی موضوعات پر گفتگو ہی نہیں کی تھی۔ بہر طور ایک منٹ۔" پیٹر فوکسن اپنی جگہ سے اُٹھے، ایک کاغذ اور پنسل نکال لائے اور پھر وہ بیٹھ کر حساب کتاب کرنے لگے، ایک ایک ہیرے کو وہ دیکھتے جا رہے تھے اور اس کی قیمت کا تخمینہ لگاتے جا رہے تھے، پھر اُنھوں نے بھاری لہجے میں کہا "فی الحال میں تمھیں ان ہیروں کی قیمت ڈیڑھ کروڑ روپے مقامی کرنسی میں پیش کر سکتا ہوں، اگر اس سلسلے میں کوئی اور بات ہوئی تو ہم اس کا تعین کر لیں گے۔ ڈیڑھ کروڑ روپے کے کرنسی نوٹ تمھارے اکاؤنٹ میں جمع کرا دیے جائیں گے، مجھے بتاؤ تمھارا اکاؤنٹ یہاں کس بینک میں ہے؟"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بھلا میں کسی بینک میں اکاؤنٹ رکھوں گی، بس یہ تو مورلے کی ہدایت تھی جو میں نے آپ کو بتا دی۔"

"گویا یہ رقم تم نقد حاصل کرنا چاہتی ہو؟"

"جی ہاں۔" ایڈنا ڈمپل نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے میں تمھیں یہ رقم نقد ادا کر دوں گا۔ پرسوں تم مجھ سے یہ رقم لے سکتی ہو۔"

"پرسوں کس جگہ مسٹر پیٹر فوکسن؟"

"بہتر یہ ہوگا کہ تم خود ہی جگہ کا تعین کر دو میں وہاں رقم کے ساتھ پہنچ جاؤں گا۔"

"تو پھر میں فون پر آپ کو اس سلسلے میں مبہم الفاظ میں اطلاع دے دوں گی۔"

"میں تمھارا منتظر رہوں گا لیکن یہ ہیرے کیا تم بحفاظت اپنے پاس رکھ سکو گی؟"

"جی ہاں مسٹر فوکسن، یہ کاروباری اصول کے خلاف ہے کہ رقم کے حصول سے قبل یہ ہیرے آپ کے حوالے کر دوں۔"

"ہاں میں تمھیں اس کے لیے مجبور نہیں کروں گا۔" مسٹر پیٹر فوکسن نے جواب دیا۔

"تو پھر ٹھیک ہے میں اجازت چاہتی ہوں۔" ایڈنا ڈمپل تمام ہیرے دوبارہ اسی تھیلی میں بھر لیے۔ مسٹر فوکسن مطمئن نظر آ رہے تھے، چند لمحات کے بعد اُنھوں نے کہا "مجھے تشویش رہے گی تم سے یہ کہ کہیں تم یہ ہیرے ضائع نہ کر بیٹھو۔"

"نہیں مسٹر فوکسن آپ مطمئن رہیے، مورلے بلاوجہ مجھ پر اعتماد نہیں کرتا۔" ایڈنا ڈمپل نے جواب دیا اور مسٹر فوکسن گردن ہلانے لگے۔

"اچھا اب میں چلتی ہوں۔" ایڈنا ڈمپل نے کہا۔

"او کے بے بی۔" مسٹر مورلے اُسے دروازے تک چھوڑنے آئے تھے، دروازے کے نزدیک پہنچ کر اُنھوں نے کہا "تم مجھے کب فون کرو گی؟"

"جب آپ حکم دیں۔"

"میرا خیال ہے کل دن میں تین بجے تم مجھے فون کر دو کیونکہ چار بجے مجھے نمائش پہنچنا ہوگا۔"

"ٹھیک ہے میں تین بجے آپ کو فون کر کے یہ بتا دوں گی

کہ پرسوں کس جگہ مجھے آپ سے رقم وصول کرنی ہے۔" ایڈنا ڈمپل نے جواب دیا اور پھر وہ مسٹر پیٹر فوکسن سے سلام و دُعا کرنے کے بعد وہاں سے نکل آئی، اس کا دل بلیوں اُچھل رہا تھا لیکن وہ اپنے آپ کو محتاط بھی رکھ رہی تھی۔ مسٹر پیٹر فوکسن پر اعتبار بھی نہیں کیا جا سکتا تھا، چنانچہ مختلف ٹیکسیوں میں بیٹھ کر وہ مختلف سڑکوں پر سفر کرتی رہی اور جب اُسے اطمینان ہو گیا کہ اس کے تعاقب میں کوئی نہیں ہے، تو اس نے اپنے نئے ہوٹل کا رُخ کیا جس میں اُس نے نئی حیثیت سے قیام کیا تھا۔

★★

شیران بے شک ایک قبائلی نوجوان تھا، سادہ سی طبیعت کا مالک، لیکن باہر کی دُنیا میں آنے کے بعد اُس کی طبیعت سادہ نہیں رہی تھی۔ ہر چند کہ اُس کی فطرت میں پہاڑوں کا غرور چھپا ہوا تھا، اپنے سامنے کسی کی حیثیت نہیں سمجھتا تھا۔ وہ کسی موقع پر جب حالات اُس کے قابو سے باہر ہو جاتے تو اس کی فطرت میں وہی کیفیت اُبھر آتی جسے دبانا اُس کے بس کی بات نہیں تھی۔

دہلی میں داخل ہو کر اُس نے نہایت ذہانت سے اپنے لیے ایک مقام بنا لیا تھا۔ یہاں سب سے پہلے کوشش کر کے اُس نے اپنے لیے ایک مکان خریدا۔ مکان ایسے علاقے میں تھا جو متوسط لوگوں کا علاقہ کہلاتا ہے، لیکن اس کے باوجود مکان بے حد خوبصورت تھا۔ اُس نے اپنے لیے ایک دو ملازم بھی تلاش کیے۔ ویسے وہ اپنے آپ کو چھپانے میں مکمل طور پر کامیاب ہو گیا تھا، اُس نے اپنے حلیے میں بھی ایسی تبدیلی کر لی تھی کہ عام لوگ اُسے دیکھ کر نہیں پہچان سکتے تھے، گو چہرے پر میک اَپ کرنے کے سلسلے میں اُسے کمال حاصل نہیں تھا لیکن پھر بھی اپنے طور پر کوشش کر کے اپنے چہرے میں نمایاں تبدیلیاں پیدا کر لی تھیں اور ایک اچھا خاصا آدمی نظر آنے لگا تھا۔ رقم اس کے پاس اس قدر تو موجود تھی کہ وہ مہینوں عیش و عشرت سے گزارا کر سکتا تھا چنانچہ یہاں قدم جمانے کے بعد اُس نے باہر کی دُنیا دیکھنے کا فیصلہ کیا۔

دہلی تاریخی شہر تھا، گو اس کے بارے میں شیران کو زیادہ معلومات حاصل نہیں تھیں، لیکن رفتہ رفتہ اُسے دہلی کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہو گئیں۔ اُس نے یہاں کے ایک ایک علاقے کو دیکھا، یہ سب کچھ اس لیے بھی ضروری تھا کہ اگر کبھی خطرناک حالات سے سابقہ پڑ جائے تو وہ اپنا بچاؤ کر سکے۔ مکان وغیرہ خریدنے کی وہ زحمت نہ کرتا، لیکن کسی ہوٹل میں قیام کرنا اس کے لیے خطرناک ہو سکتا تھا اور پھر اتنی بڑی دولت میں سے مکان کی تھوڑی سی قیمت نکل جاتی تو کیا حرج تھا، اس کے علاوہ اُس نے ابھی فی الحال اپنے لیے کوئی خاص بندوبست نہیں کیا تھا۔ یہ ساری باتیں تھیں لیکن وہ اپنی طبیعت میں وہ کیفیت اب بھی محسوس کر رہا تھا جس نے اُسے بے چین کر دیا تھا۔ تنہائی کا احساس، دوستوں کی کمی اور شناساؤں کی کمی اسے بے حد محسوس ہوتی تھی۔ بارہا مارلینو کا خیال بھی آیا تھا، مارلینو درحقیقت اس کے لیے سب سے بڑا محب تھا۔ اُس نے سوچا کہ کسی طور مارلینو سے رابطہ قائم کرے لیکن پھر اپنے فیصلے کو خود ہی رد بھی کر دیا۔ مارلینو سے رابطہ قائم کرنے کا مطلب یہ تھا کہ مارلینو کسی نہ کسی طرح پھر یہاں آ پہنچتا اور اُسے واپس چلنے کے لیے مجبور کرتا، جب کہ شیران ابھی کسی طور واپس جانے کے لیے آمادہ نہیں تھا، وہ اپنے طور پر بھی بہت کچھ کرنا چاہتا تھا، یہ بے نام سی خلش اس کے رگ و پے میں ہر وقت گردش کرتی رہتی تھی، کسی چیز میں دل نہیں لگتا تھا، تاریخی مقامات دیکھنے کے لیے اُسے خاصی فرصت حاصل ہوئی تھی، لیکن اس کے بعد کیا کیا جائے۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی، اِتنی تیزی ابھی اس کے اندر نہیں تھی کہ یہاں دوستی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تاہم اُسے اس چیز سے کوئی خاص دلچسپی تھی۔ ایڈنا ڈمپل سے انتقام کا تصور بھی کبھی اس کے ذہن میں آ جاتا تھا، لیکن اب وہ اس تصور کو بھولتا جا رہا تھا۔ فطرت ہی ایسی تھی، کسی بھی معاملے میں جم کر کام کرنا اس کے لیے ممکن نہیں تھا۔ حالانکہ سدھاشی بھی اس کے لیے ایک گالی بن چکی تھی لیکن سدھاشی کو ختم کرنے کے بعد وہ اسے بالکل ہی بھول گیا تھا، اور اب اُس کے ذہن میں کبھی اس کا نام بھی نہیں آتا تھا، البتہ کبھی کبھی اس کے ذہن میں یہ خیال بھی پیدا ہوتا تھا کہ ایرا وتی کے بعد وہ کسی اور کو اپنی زندگی میں شامل نہیں کر سکے گا۔ وہ ایسی ہی شاندار عورت تھی کہ شیران نے اُسے اپنے لیے منتخب کر لیا تھا، لیکن حالات نے اُس کا ساتھ نہیں دیا۔

پھر ایک دن اُسے ایک مخصوص علاقے سے گزرتے ہوئے طبلے کی تھاپ اور گھنگروؤں کی جھنکار سُنائی دی اور اُس کے ذہن میں ایک نیا خیال پیدا ہوا۔ کیوں نہ ان لوگوں کے ساتھ تفریحاً ان میں وقت گزارا جائے۔ چنانچہ یہ تصور اسے بالا خانے پر لے گیا۔

بالا خانے کا ماحول واقعی ان تمام جگہوں سے مختلف تھا جو آج تک وہ دیکھ چکا تھا، یہاں ایک تہذیب تھی وقار تھا۔ بُرے علاقے میں ہونے کے باوجود وہ یہاں کچھ اچھائیاں بھی محسوس کر رہا تھا۔

بالا خانے پر پہنچنے کے بعد اُس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ ایک معمّر عورت نے اس کا استقبال کیا اور بڑی خوش اخلاقی سے اُسے لے جا کر ایک مسند پر بٹھا دیا، دو لڑکیاں رقص کر رہی تھیں، تماشبین موجود تھے، ان میں چھچھورے لوگ بھی تھے اور بڑے وقار بھی تھے، جو چھچھورے تھے

وہ اپنی فطرت کے مطابق حرکتیں کر رہے تھے اور جو پُروقار تھے اور خاموشی سے صرف رقص و سرود سے لطف اندوز ہونے کے لیے آئے تھے۔ اپنی جگہ خاموش بیٹھے ہوئے تھے، اُن کے انداز دُوسروں سے مختلف تھے۔ شیران خود بھی بیٹھا ہُوا رقاصاؤں کو رقص کرتے دیکھتا رہا اُس کے ذہن میں طرح طرح کے خیالات جنم لے رہے تھے، یہاں آنے کے بعد اُس نے کسی قدر اپنی فطرت میں تبدیلی محسوس کی تھی۔

کافی دیر تک وہ وہاں بیٹھا رہا، پھر جب وہاں سے اُٹھا تو نوٹوں کی ایک گڈی اس نے نکال کر معمّر عورت کے حوالے کر دی۔

معمّر عورت کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں۔ بڑے بڑے رئیس آتے تھے یہاں، تماشبین ہوتے تھے اور رقص و سرود پر رقمیں لُٹاتے تھے، لیکن بڑے نوٹوں کی ایک پوری گڈی لا پرواہی سے دے کر نکل جانا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ اس سے اُس شخص کی شخصیت کا اندازہ ہوتا تھا اور بھلا ایسے شخص کو نائکہ کیسے نظر انداز کر سکتی تھی۔

وہ جلدی سے اپنی جگہ سے اُٹھی اور دروازے سے نکلتے ہُوئے شیران کے قریب پہنچ گئی۔

”حضور سرکار، نواب صاحب، کچھ ناراض ہو گئے آپ اتنی جلدی واپس تشریف لے جا رہے ہیں۔ آئیے تھوڑی دیر اور بیٹھیے ابھی تو ہمارا دل بھی نہیں بھرا آپ سے، ابھی تو ہم نے آپ کی کچھ خاطر مدارت بھی نہیں کی۔ تشریف لائیے حضور، آپ کو ہماری قسم۔“

شیران نے پلٹ کر مضحکہ خیز نگاہوں سے معمّر عورت کو دیکھا اور پھر اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”میں تو بہت دیر سے بیٹھا ہُوا تھا۔“ اُس نے کہا۔

”اے حضور کیا بتاؤں؟ یہ موئے پچّے تماشبین آ جاتے ہیں۔ اُن کے سامنے کسی معزز شخص کی خاطر مدارت بھی تو صحیح طور پر نہیں کی جا سکتی، بس اب تھوڑی دیر کے بعد محفل ختم ہونے والی ہے، وقت ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد آپ کے لیے ایک نئی محفل جماؤں گی، مجھے تو اندازہ ہی نہیں ہو سکا تھا کہ کتنی بڑی سرکار ہمارے غریب خانے پر تشریف لائی ہے، آپ بیٹھیے حضور، ابھی جلدی نہ کیجیے جانے کی۔“

”ٹھیک ہے ٹھیک ہے پھر آؤں گا تمہارے پاس۔“

”اگر کوئی معروفیت ہے سرکار تو بندی روکے گی نہیں آپ کو، لیکن اگر فرصت ہے تو دل رکھ لیجیے ہمارا۔“

”نہیں نہیں بس پھر آؤں گا۔“ شیران نے جواب دیا اور وہاں سے پلٹ پڑا، معمّر عورت اُسے دیکھتی رہ گئی تھی، پنچھی نکل گیا تو خاصا نقصان ہو جائے گا، لیکن اب وقت گزر گیا تھا، پہلے ہی اگر اندازہ لگا لیتی تو ٹھیک ہوتا، خاص طور سے اہتمام کرتی اس کے لیے لیکن بہر طور اگر تماشبین ہے تو پھر آئے گا، البتہ اُسے نگاہ میں رکھنا ضروری ہے، اس نے سوچا اور واپس چل گئی۔ شیران مسکراتا ہُوا نیچے اُتر آیا تھا۔

معمّر عورت کی باتیں اُسے بڑی دلچسپ لگی تھیں جب تک وہ وہاں بیٹھا رہا، اس وقت تک تو معمّر عورت کو کوئی خاص فکر نہیں ہوئی تھی اُس کی۔ لیکن جونہی نوٹوں کی گڈی دیکھی اُس کی کیفیت ہی بدل گئی۔

شیران مسکراتا ہُوا پیدل چلتا رہا۔ چاروں طرف سے طبلے سارنگی کی آوازیں اُبھر رہی تھیں، اسے مہرواڑی یاد آ گئی۔ مہرواڑی کا ماحول بھی تقریباً ایسا ہی تھا لیکن یہاں زیادہ آزادی تھی، جب کہ مہرواڑی پر بے پناہ پہرے لگے ہُوئے تھے۔ بہر طور دل بہلانے کے لیے کوئی بُری جگہ نہیں ہے۔ اُس نے سوچا اور واپس اپنی قیام گاہ کی جانب چل پڑا۔

★★

پیٹر فوکس زمانے بھر کا گھاگ تھا، بہت بڑا کاروبار تھا اُس کا، کروڑوں روپے اِدھر سے اُدھر کر دینا اُس کے لیے کوئی بڑی بات نہیں تھی لیکن ایڈنا ڈمپل جیسی عورت سے ٹکرایا تھا اُس نے ذرا سا بھی شُبہ نہیں ہونے دیا اور ہیروں کی قیمت کی ادائیگی ہو گئی۔

ویسے بھی پیٹر فوکس کم از کم اس معاملے میں کھرا آدمی تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس قسم کے لوگوں سے کسی قسم کی بدمعاملگی زندگی کے چراغ بجھا دیتی ہے، لاکھوں کروڑوں اربوں ڈالر اس کی ملکیت تھے، ڈائمنڈ ٹلور جیسی فرم کا مالک تھا، تو پھر زندگی کو کسی چھوٹی سی بے ایمانی کے ذریعے کیوں کھوتا۔ چنانچہ اس کا اصول تھا ایسے لوگوں سے جو کاروبار کرتا تھا، اس کی ادائیگی میں کبھی کوتاہی نہیں کرتا تھا، چھوٹی موٹی رقم نہیں تھی لیکن اس کی ساکھ اتنی زبردست تھی کہ دُنیا کا کوئی بھی بینک اُسے قرض دینے کے لیے تیار ہو جاتا تھا۔ بہر طور ایڈنا ڈمپل کو ڈیڑھ کروڑ روپے کی رقم مل گئی۔ اس رقم کو سنبھالنا بھی مسئلہ تھا لیکن کم از کم ایڈنا جیسی عورت کے لیے نہیں، اس نے اس رقم کو سنبھالنے کے انتظامات کر لیے اور اس کے بعد اس نے نئی زندگی کا آغاز کرنے میں دیر نہ لگائی۔

اُس نے اس قسم کے لوگوں سے ملاقات کی جو مکانوں وغیرہ کی خریداری کے سودے کرتے ہیں، اور ان کے ذریعے اُس نے دہلی کے شاندار علاقے میں ایک مکان حاصل کر لیا۔ یہاں رہ کر وہ اپنا مقصد تلاش کرنا چاہتی تھی یعنی شیران اور اب اُسے اس کام میں زیادہ دقّت ہوتی، کیونکہ وہ مسئلہ حل ہو چکا تھا جو سب سے بڑی حیثیت رکھتا تھا اس کے پاس پیسے کی کمی تھی جسے اُس نے حاصل کر لیا تھا، اس طرح بے شمار لوگوں کو خرید سکتی تھی، اور پھر ہندوستان جیسے غریب ملک میں تو اُسے تھوڑی سی رقم کے عوض ہی خاصے کام کے لوگ مل سکتے تھے جو اس کے مقصد کی تکمیل کرتے۔

اپنے اس مکان کو اُس نے بہترین طور پر آراستہ کیا اور پھر اُس بروکر کے ذریعے اُس نے کچھ ملازموں وغیرہ کا بندوبست کیا، جس نے اُسے مکان فراہم کیا تھا۔ بروکر نے اُسے سات ملازمین مہیا کیے، جن میں چار مرد اور تین عورتیں تھیں پھر ان سات ملازمین نے مل کر کوٹھی کا پورا انتظام سنبھال لیا اور اس طرح ایڈنا ڈمپل نے اپنی نئی زندگی کا آغاز کیا۔

اس کے ذہن میں لاتعداد منصوبے تھے، تنظیم میں رہ کر اُس نے اتنے عیش و عشرت میں زندگی گزاری تھی کہ عام آدمی اس کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا تھا، اب وہ اس عیش و عشرت کی عادی ہو گئی تھی اور یہی بات تو یہ تھی کہ دولت کا حصول بھی اس جیسی عورت کے لیے مشکل نہیں تھا، جب بھی اور جس طرح بھی چاہتی، وہ دولت کے حصول کے لیے کوشش کر سکتی تھی اور یقیناً دولت اس کے قدموں میں ہوتی۔

چنانچہ اب وہ اعلا سوسائٹی میں اپنا ایک خاص مقام بنانا چاہتی تھی لیکن اُسے سب سے بڑا خطرہ تنظیم کا تھا۔ تنظیم کے اغراض و مقاصد اس کے علم میں تھے۔ وہ جانتی تھی کہ یہ تنظیم کس طرح ساری دُنیا میں اپنے پنجے گاڑے ہُوئے ہے اور اس تنظیم کے ذریعے دُنیا کے مختلف ملکوں میں کیا ہو رہا ہے۔ اسے تنظیم کے بہت سے منصوبوں کا علم تھا اور اسی علم کی بنیاد پر اُس کی زندگی تنظیم کے لیے بے حد خطرناک تھی، وہ جانتی تھی کہ تنظیم کے بہترین دماغ اس کی موت کا انتظام کرنے چل پڑے ہوں گے اور پتہ نہیں ہندوستان کے کون کون سے شہر میں اُس کی تلاش کی جا رہی ہو گی۔

چنانچہ اُس کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنے چہرے میں کوئی ایسی تبدیلی کرے، جس سے تنظیم کے لوگ اُسے فوری طور پر پہچان نہ سکیں۔ میک اپ کرنا اُس کے لیے بہت معمولی سی بات تھی، بس میک اپ کا سامان حاصل کرنا تھا، چنانچہ ایک دن اُس نے یہ انتظامات بھی کر لیے، جب وہ میک اپ کرنے بیٹھی، تو دفعتاً اُس کے ذہن میں ایک روشنی سی چمکی، میک اپ کرتے ہُوئے وہ اپنے اس مقصد کو بھی نہیں بھُولنا چاہتی تھی جس کے لیے اُس نے زندگی کی یہ لعنت قبول کر لی تھی، ورنہ تنظیم کے رُکن کی حیثیت سے اُسے ساری دُنیا میں جو مقام حاصل تھا وہ دُنیا کے بڑے بڑے مُلکوں کے حکمرانوں کو بھی حاصل نہیں تھا۔ یہ مقصد شیران تھا۔ زندگی میں ایڈنا ڈمپل کو ایسے بے شمار نوجوانوں سے واسطہ پڑا تھا، جو اپنی مثال آپ تھے، جن کی ذہانت اور عقل و فراست بے نظیر تھی، جن کی شکلیں بہت حسین تھیں، لیکن اُس نے مردوں سے متاثر ہونا نہیں سیکھا تھا، پتہ نہیں اس پاگل پہاڑی نے اس پر کیا جادو کر دیا تھا کہ وہ اُس کے لیے سب کچھ کھونے پر آمادہ ہو گئی تھی، حالانکہ ابتدا میں اُسے شیران سے بھی کوئی خاص رغبت محسوس نہیں ہُوئی تھی بس اُس کے چند کارناموں نے اُسے متاثر کیا تھا بس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ شیران بلاشبہ انسانوں کی کسی ایسی نسل سے تعلق رکھتا ہے جو نایاب ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ اُس کے دِل میں شیران کے لیے جو مقام پیدا ہُوا، وہ خود بھی نہیں سمجھ سکتی تھی کہ کیوں پیدا ہُوا۔ لیکن اب شیران کے علاوہ اُس کی زندگی میں اور کچھ نہیں تھا۔ اگر وہ اپنے طور پر اپنا جائزہ لیتی تو اُسے خود بھی اندازہ ہو جاتا کہ شیران کے لیے اُس نے اپنی تمام کائنات کھو دی ہے، چنانچہ اب جب کہ سب کچھ کھو گیا تھا، شیران بھی اگر اُس کی زندگی میں شامل نہ ہو سکتا تو کیا فائدہ۔ لیکن اُس کے لیے اس وقت اس کے پاس کوئی منصوبہ نہیں تھا۔ اس وقت میک اپ کرتے ہُوئے ایک نیا ہی خیال اُس کے ذہن میں آیا تھا اور اُس کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ پھیل گئی۔

ہر چند کہ یہ بات بھی تنظیم کو شُبہ دلانے کے لیے کافی تھی، لیکن ایڈنا ڈمپل بالکل ہی روپوش بھی نہیں ہونا چاہتی تھی، میک اپ کرتے ہُوئے اُس نے اپنے چہرے میں یہ خاص خیال رکھا تھا کہ اُس کی شکل میں رانی ایراوتی کی جھلکیاں نظر آئیں . . . اور جب وہ اس کام سے فارغ ہُوئی اور اُس نے آئینہ دیکھا تو اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ ہُوبہُو رانی ایراوتی معلوم ہو رہی تھی۔ یہ خدوخال ترتیب دیتے ہُوئے اُسے شدید ترین ذہنی کوفت کا شکار ہونا پڑا تھا، لیکن بعض اوقات محبت ایسے کام کرا لیتی ہے جو انسان کسی اور جذبے کی بنا پر نہیں کر سکتا۔ وہ جانتی تھی کہ شیران ایراوتی سے متاثر تھا اور اس سے شادی کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ وہ یہ بھی جانتی تھی کہ شیران کو یہ علم ہو چکا ہو گا کہ رانی ایراوتی ایڈنا ڈمپل کے ہاتھوں قتل ہُوئی ہے، چنانچہ اس وقت شیران اس کو اپنا بدترین دُشمن سمجھ رہا ہو گا اور اس وقت ایڈنا ڈمپل اسے اپنی ذاتی کوششوں سے حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ ہاں یہ دُوسری بات ہے کہ جب شیران اُسے مل جائے اور وہ کسی طور اس پر اپنا جال مضبوط کرنے میں کامیاب ہو جائے تو ایک وقت ایسا لایا جا سکتا ہے جب شیران کو وہ اپنی اصل حیثیت سے آگاہ کر دے لیکن ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا۔

رانی ایراوتی کا میک اپ کرتے ہُوئے، اُس نے اپنے چہرے میں ایسی بہت سی تبدیلیاں کر رکھی تھیں، جو اُسے رانی ایراوتی سے ذرا مختلف ظاہر کریں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی اُس کے ذہن میں تھوڑی سی اُلجھنیں بھی تھیں، تنظیم کا کوئی فرد اگر اُسے اس شکل میں دیکھے گا تو کم از کم یہ سوچے گا ضرور کہ وہ رانی ایراوتی کی ہمشکل کہاں ہے!

لیکن اس طرح شیران کے حصول میں آسانی ہو سکتی ہے، بہر طور اپنی اس کوشش سے وہ غیر مطمئن نہیں تھی، زندگی میں اتنا ہنگامہ تو ہونا ہی چاہیے، کہ انسان کو اس کا دلی احساس ہوتا رہے۔ اس میک اپ سے فارغ ہونے کے بعد، وہ کافی دیر تک آئینے کے سامنے بیٹھی اپنے منصوبے پر غور کرتی رہی۔ اُس نے فیصلہ کیا تھا کہ اب وہ یہاں کی اعلا سوسائٹی کی ایک رُکن بن جائے گی۔ یہاں بے شمار لوگوں سے رابطہ قائم کرے گی اور اُن میں ایسے لوگوں کو تلاش کرے گی جو اُس کے کام کے ثابت ہو سکیں، چنانچہ اُس نے اس کا آغاز کر دیا۔ ابتدا اُس نے ایک کلب سے کی تھی، کلب میں داخلے کی اجازت صرف ممبروں کو تھی، لیکن اُس نے کسی نہ کسی طرح وہاں داخل ہونے کا اجازت نامہ حاصل کر ہی لیا اور پھر بھلا ممبر شپ اُس کے لیے کیا مشکل ہو سکتی تھی، کلب میں بے تحاشا رقم ہارنے کے بعد اُس نے بہت سے ایسے دوست بنا لیے جو اُسے کلب کی ممبر شپ با آسانی دِلا سکتے تھے، ان میں بہت سے لوگ تھے جو بڑی بڑی حیثیت کے حامل تھے، ایڈنا ڈمپل نے یہاں خود کو کماری کیلاشی کے نام سے روشناس کرایا تھا۔ اُس نے سب سے پہلے شناسا مسٹر دھرم لال کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ کون ہے؟ اُس نے دھرم لال کے سوال کے جواب میں کہا تھا "میرا نام کیلاشی ہے تنہا ہوں، عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہی ہوں، آپ لوگوں کی دوستی کی شائق ہوں، میرا خیال ہے اِس سے زیادہ کچھ پوچھنا غیر اخلاقی بھی ہے اور میرے لیے کچھ بتانا ناممکن بھی۔"

دھرم لال نے اس حسین معیت کو بخوشی قبول کر لیا تھا اور پھر اسی دن اُسے اس کلب کا ممبر بنا دیا گیا، چنانچہ ایڈنا ڈمپل نے اس طرح اپنی نئی زندگی کا آغاز کیا۔ وہ بہت مطمئن تھی، بس اس کا مقصد ایک ہی تھا کہ کسی طرح شیران کے بارے میں پتہ لگا لے۔ اگر وہ ہندوستان سے کہیں اور نکل گیا تو شاید وہ اسے کبھی نہ پا سکے۔ یہ تردد اُس کے ذہن میں موجود تھا، چنانچہ اُس نے برق رفتاری سے اپنا کام شروع کر دیا ... بہت سے ایسے لوگوں کو اُس نے اپنے لیے حاصل کر لیا، جو اُس کی خواہش پر اس قبائلی کو تلاش کر سکتے تھے، جس کی تصویر ایڈنا ڈمپل نے اُنھیں فراہم کر دی تھی، چنانچہ وہ لوگ اس کام میں مصروف ہو گئے۔ خود ایڈنا ڈمپل اپنے طور پر بھی دہلی کے مختلف حصّوں میں چکراتی رہتی تھی اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتی رہتی تھی کہ کہیں شیران دہلی تو نہیں پہنچ گیا ہے۔

کافی دن اسی طرح گزر گئے، اس دوران ایڈنا ڈمپل کو اپنی زندگی گزارنے میں کوئی خاص دقت پیش نہیں آئی تھی۔ وہ اپنے طور پر پُرسکون زندگی گزار رہی تھی اب اُس کے بہت سے دوست بن چکے تھے، باصلاحیت عورت تھی اور مختلف طریقوں سے لوگوں کو اپنی جانب راغب کرنا جانتی تھی۔ بہت سے ایسے ساتھی بھی ملے، جنھوں نے اُسے بحیثیت عورت اپنا دوست بنانا چاہا، لیکن ایڈنا ڈمپل نے اُنھیں اُن کی حیثیت کا احساس دِلا دیا تھا، وہ کسی بھی طرح اُسے اپنے لیے نہیں حاصل کر سکتے تھے۔ دولت کے ذریعے اور نہ کسی دوسری حیثیت سے۔ بہر طور یہاں اُس کے چاہنے والوں کی تعداد میں بھی اچھا خاصا اضافہ ہو چکا تھا لیکن اُسے جس چاہنے والے کی تلاش تھی، اُس کا کہیں پتہ نہیں چل سکا تھا لیکن پھر ایک دن اُس کے ایک ساتھی نے جو تعالی ہی تھا، اُسے ایک ایسی اطلاع دی کہ وہ چونک پڑی۔ اس کے ساتھی نے اُسے ایک اخبار دکھایا تھا۔ اس اخبار میں ایک ڈاکے کے بارے میں تفصیلات تھیں جو یہاں سے کافی دُور ایک شہر میں ڈالا گیا تھا اور اس ڈاکے میں کئی افراد کو قتل کر دیا گیا تھا۔ اخبار میں ڈاکا ڈالنے والے کا جو حلیہ بتایا گیا تھا ایڈنا ڈمپل کے ساتھی کے خیال کے مطابق یہ حلیہ شیران سے ملتا جلتا تھا، ایڈنا ڈمپل نے بھی اس واقعہ کی تفصیل پڑھی اور اُس کا دِل دھک سے ہو کر رہ گیا، یقیناً حالات شیران کی جانب ہی اشارہ کرتے تھے، چنانچہ اُس نے ایک پروگرام ترتیب دے کر ان لوگوں کو شیران کی تلاش کے لیے مامور کر دیا۔ اُنھیں ایڈنا ڈمپل نے خصوصی طور پر ہدایات دی تھیں اور کہا تھا کہ اگر اس شخص کے حصول کے لیے سینکڑوں خون بھی کرنا پڑیں تو کر دیئے جائیں، لیکن اس پر ہاتھ ڈال کر اُسے یہاں لانے کے لیے مجبور نہ کیا جائے بلکہ اُسے نگاہوں میں رکھ لیا جائے۔ باقی کام وہ خود انجام دے لے گی۔ اس اطلاع سے ایڈنا ڈمپل کی اُمیدیں کافی بندھ چکی تھیں اور اب وہ کسی بھی طور شیران کو تلاش کر لینا چاہتی تھی، اُسے اس وقت کا انتظار تھا کہ کم از کم اس کے بارے میں اطلاع تو ملے، چنانچہ اب اُس کے دن و رات اِنتہائی بے چینی سے گزر رہے تھے۔

☆☆

"ایڈنا ڈمپل کی اپنی یہ کارروائیاں جاری تھیں اور اِدھر شیران اپنے طور پر زندگی گزار رہا تھا، دہلی کی فضائیں اُسے راس آ گئی تھیں یہاں ٹھہراؤ تھا، وہ ہنگامہ خیزی، وہ گہما گہمی نہیں تھی، جو اب تک اُس کی زندگی میں شامل تھی اور اپنی زندگی کی اس تبدیلی پر فی الحال شیران کو اطمینان نصیب ہوا تھا۔ دراصل اس کی فطرت میں جو تبدیلیاں رُونما ہو رہی تھیں، اُنھوں نے اُسے سکون کی جانب راغب کیا تھا۔ بالا خانوں کی سیر اب اُس کا محبوب مشغلہ بن چکا تھا۔ اُس نے یہاں کے بارے دلچسپ معلومات حاصل کی تھیں، معتبر عورتیں جو عرفِ عام میں نائکہ کہلاتی ہیں۔ دولت کے حصول میں ہر وہ کام کرنے کے لیے تیار رہتی ہیں جو کہ

بہرحال جائز یا ناجائز ہو۔ وہ عورت جس سے پہلی ہی بار اُس کی ملاقات ہوئی تھی، اُسے ایک نواب کی حیثیت سے جانتی تھی۔ شیران نے اپنا ایک نام بھی رکھ لیا تھا اور اب وہ اسی نام سے بالا خانوں میں جانا جاتا تھا۔ وہ جب بھی بالا خانوں کی طرف سے گزرتا تو اُس کے لیے تمام دروازے کھل جاتے تھے، لیکن اس پورے بازار میں اُسے صرف ایک ہی لڑکی پسند آئی تھی جس کا نام شاردا تھا۔

شاردا ہندو دھرم سے تعلق رکھتی تھی لیکن شکل و صورت میں وہ شہابہ جیسی تھی، اور شہابہ کی شکل و صورت یاد کر کے ہی شیران اُس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔ شہزادی کی شہابہ کو شیران نے اپنے ہاتھوں قتل کیا تھا، لیکن وہ آج بھی اُس کے ذہن میں زندہ تھی اور جب شاردا کو اس نے شہابہ کا ہم شکل پایا تو اُس کی جانب راغب ہونا ایک فطری عمل تھا، چنانچہ ان دنوں اس کا زیادہ وقت شاردا کے ساتھ ہی گزرتا تھا۔

شاردا بظاہر اس سے رغبت کا اظہار کرتی تھی لیکن خاص کاروباری لڑکی تھی، دُوسرے لوگوں کو لُبھانا بھی اُس کی ذمّے داری میں شامل تھا۔ اور ایسی ہی ایک شام اس بالا خانے پر ایک خوفناک واقعہ پیش آ گیا۔ شیران اس وقت وہاں موجود تھا۔ دُوسرے تماشبین بھی تھے۔ شاردا رقص کر رہی تھی لیکن اس کی زیادہ تر توجہ شیران ہی کی جانب مبذول رہتی تھی۔ زیادہ دیر اُسے رقص کرتے ہوئے نہیں گزری تھی کہ وہاں ایک اور شخص داخل ہوا۔ عمدہ قسم کے لباس میں ملبوس تھا لیکن چہرے پر ایک خشونت تھی اور ایک ایسا خاص تاثر تھا جس سے دُوسرے لوگ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ شیران نے اُسے دیکھا اور ایک لمحے کے لیے وہ سانپ کی طرح بل کھا کر رہ گیا۔ اُس کی یادداشت خراب نہیں تھی، یہ شخص رزاق خان تھا، نعمان خان کا بھائی۔ اُسے یہاں دیکھ کر شیران کو اتنی حیرت ہوئی تھی کہ چند لمحات وہ خاموشی سے ٹکٹکی باندھے اُسے دیکھتے کا دیکھتا رہ گیا۔ رزاق خان جو نعمان خان کے اشارے پر اپنے لیے یہ مراعات حاصل کر چکا تھا کہ وہ بالا خانوں کی سیر کرے، ان سب چیزوں کا رسیا تھا۔ اُس نے اندر داخل ہونے کے بعد عام تماشبینوں کو نہیں دیکھا تھا، بلکہ اُس کی نگاہ شاردا کے رقص پر تھی اور اُسے یہ لڑکی بہت پسند آئی تھی، چنانچہ وہ ایک جگہ گاؤ تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا، اُس نے اپنے سامنے نوٹوں کی چند گڈیاں نکال کر رکھ لیں اور شاردا کو اپنی طرف متوجہ کیا لیکن شاردا کو شیران کی عادت معلوم تھی، جب شیران اس محفل میں شریک ہوتا تھا تو شاردا کو اجازت نہیں تھی کہ وہ دُوسرے لوگوں کے سامنے بیٹھ کر گائے، ہاں تماشبینوں کی حد تک شیران کو اعتراض نہیں تھا، کیونکہ اس کی درخواست گلبدن بائی نے کی تھی جو شاردا کی ماں تھی۔ شیران خود بھی جانتا تھا کہ یہ لوگ پیشہ ور ہیں اور ان کا کاروبار ہی یہ ہے، چنانچہ اُس نے یہ بات صاف کہہ دی تھی کہ جب تک وہ یہاں ہو، شاردا کسی اور کی جانب متوجہ نہیں ہو سکتی۔

رزاق خان نے شاردا کو اپنی جانب بلانے کی بہت کوشش کی، لیکن جب وہ کامیاب نہ ہو سکا تو اُسے بھی غصّہ آ گیا۔ قبائلی تھا اور غصّے کو برداشت کرنا اُس کے بس سے بھی باہر تھا چنانچہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا، سامنے رکھی ہوئی گڈیوں کو اُس نے ٹھوکر مار دی تھی اور پھر وہ چند قدم آگے بڑھ کر شاردا کے نزدیک پہنچ گیا۔ اُس نے شاردا کا بازو پکڑ لیا تھا۔ "بے وقوف لڑکی میں نے اس سے پہلے بھی بہت سے بالا خانوں کی سیر کی ہے، لیکن یوں لگتا ہے جیسے تم یہاں کے آداب سے واقف نہیں ہو۔" رزاق خان کی آواز پر سازندوں کے ساز رُک گئے اور شاردا ٹھٹک کر کھڑی ہو گئی۔

"میں بڑے بڑے سرکشوں کا غرور توڑنا جانتا ہوں اور تم نے یہ جو کچھ کیا ہے اس سے تم نے اپنی تقدیر پر مُہر لگالی ہے۔ اب اِس بالا خانے پر اس وقت تک کوئی نہیں آئے گا جب تک کہ میں نہ چاہوں۔ اے تم سب لوگ یہاں سے نکل جاؤ"، رزاق خان نے غرّاتی ہوئی آواز میں سب کو دیکھتے ہوئے کہا اور اب شیران کے لیے برداشت کرنا ممکن نہیں تھا۔ وہ آگے بڑھا اور آہستہ آہستہ اس کے سامنے پہنچ گیا۔

"بادشاہ خان کے گیدڑ کیا تیری موت میرے ہی ہاتھوں لکھی ہے۔" شیران نے اُسے براہِ راست مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اپنے تایا کا نام سُن کر رزاق خان بُری طرح چونکا تھا، اُس نے شیران کو دیکھا اور فوراً پہچان لیا۔ ہاں وہ شیران ہی تھا اُس کی بہنوں کا قاتل... اور جسے تلاش کرنا نعمان خان نے اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا تھا... دُوسرے لمحے اُس نے شاردا کا بازو چھوڑ دیا اور سانپ کی سی پھرتی سے پلٹ پڑا۔ "او شیران خان!"

"پہچان لیا تُو نے مجھے، کیا بادشاہ خان بھی دہلی میں ہی موجود ہے، کیا اس کی موت اُسے یہاں لے آئی ہے؟"

"اُس کی موت تو اُسے یہاں نہیں لائی شیران خان، لیکن تیری بدقسمتی ہے کہ تیری زندگی کی کہانی اس کوٹھے پر ختم ہونے والی ہے، واہ کیا موت ہوگی شیران سلطان کی۔" رزاق خان نے اپنے لباس سے پستول نکال لیا لیکن شیران اس کے لیے پہلے سے تیار تھا۔ اس سے قبل کہ رزاق خان کا ہاتھ باہر آتا اور پستول سیدھا ہوتا، شیران کا ہاتھ اُس کے پستول پر پڑا اور پستول اُس کے ہاتھ سے جا گرا۔ شیران نے ایک ٹھوکر مار کر اُسے دُور پھینک دیا تھا، اُس کے ہونٹوں پر بڑی خوفناک مسکراہٹ تھی، تماش بینوں نے یہ نظارہ دیکھا تو اُنھوں نے یہاں سے بھاگ جانے میں ہی عافیت سمجھی، گلبدن اور شاردا ایک کونے میں

سمٹ گئی تھیں، پھر گلبدن کی گھٹی گھٹی آواز اُبھری "ارے ارے یہ کیا شروع کر دیا تم لوگوں نے ؟"

ہم لوگ ناچ گا کر تمہارا دل بہلاتے ہیں۔ یہ ہنگامہ یہاں نہ کرو، خدا کے لیے۔ اُس نے ہمت کر کے ان دونوں کے درمیان آنے کی کوشش کی لیکن رزاق خان نے اُس کو بالوں سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا

اور گلبدن بائی ایک زوردار چیخ کے ساتھ دیوار سے جا ٹکرائی۔ اُس کی پیشانی کی کھال پھٹ گئی تھی۔ شاردا اپنی جگہ سہمی ہوئی پستول کو دیکھ رہی تھی جو اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر پڑا ہوا تھا۔ رزاق خان نے وحشیانہ طور پر شیران پر حملہ کر دیا تھا لیکن ایک انتہائی طاقت ور و توانا جوان ہونے کے باوجود وہ شیران کا مدِّمقابل نہیں تھا۔ شیران نے اپنے پاؤں پر اس کا حملہ روکا اور اُسے پیچھے دھکیل دیا۔ رزاق خان اُلٹی قلابازی کھا کر پھر سیدھا کھڑا ہو گیا تھا۔ نعمان خان نے بلاشبہ اپنے بھائیوں کو اتنے عیش و عشرت میں رکھا تھا کہ وہ جسمانی طور پر بالکل فٹ تھے لیکن لڑائی بھڑائی کا زیادہ تجربہ اُنھیں نہیں تھا یا اگر ہو گا بھی تو کم از کم شیران جیسے آدمی کے سامنے وہ لڑائی لڑنے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔

چنانچہ رزاق خان ایک بار پھر شیران پر حملہ آور ہوا۔ شیران نے ایک لمحے میں کوئی فیصلہ کر لیا تھا۔ دُوسرے لمحے اُس نے رزاق خان کو اپنے ہاتھوں پر روکا اور پھر اُس کا زوردار گھونسہ رزاق خان کے داہنے گال پر پڑا۔ رزاق خان کا گال پھٹ گیا تھا۔ شیران فوراً ہی آگے بڑھا۔ اُس نے رزاق خان کو گریبان سے پکڑ کر اُٹھایا اور پھر زمین سے کافی بلند کر کے نیچے دے مارا۔ اس بار رزاق خان کی ریڑھ کی ہڈی میں چوٹ لگی تھی، وہ کوشش کے باوجود سیدھا نہ ہو سکا۔ شیران کی ٹھوکر اُس کی پسلی پر پڑی اور غالباً اُس کی پسلی ٹوٹ گئی کیونکہ رزاق خان بُری طرح تڑپنے لگا تھا پھر شیران کی دُوسری ٹھوکر اُس کی پنڈلی کی ہڈی پر پڑی اور تڑاخ کی زوردار آواز سنائی دی تھی۔ رزاق خان کے ہوش و حواس جواب دیتے جا رہے تھے۔ وہ درحقیقت شیران خان کے سامنے کچھ نہیں تھا۔ شیران نے مار مار کر اُس کو ادھ مرا کر دیا' البتہ وہ رزاق خان کو قتل کرنا نہیں چاہتا تھا۔ رزاق خان تو چند ہی لمحات بعد بے ہوش ہو گیا تھا لیکن شیران نے اس کا حلیہ اس طرح بگاڑ دیا کہ رزاق خان کی شکل تک نہ پہچانی جا سکے۔ گلبدن بائی چیخ رہی تھی۔ شاردا اپنی جگہ کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی لیکن شیران دیوانوں کی طرح رزاق خان کو کوٹ رہا تھا اور پھر جب رزاق خان کی شکل و صورت ناقابلِ شناخت ہو گئی تو اُس نے اُسے چھوڑ دیا پھر وہ گلبدن بائی کی طرف رُخ کر کے بولا "گلبدن بائی پولیس کو ٹیلی فون کرو اور اس آدمی کا نام رزاق خان ہے اور یہ کسی نعمان خان کا بھائی ہے۔ تم پولیس کو اس کے بارے میں اطلاع دے سکتی ہو۔ اس کے لباس کی تلاشی بھی لے لینا ممکن ہے اس کے لباس میں کوئی ایسی چیز نکل آئے جو اس کے گھر کی شناخت کر دے۔ مجبوراً یہ کام بھی مَیں ہی کر لوں۔ شیران نے کہا اور پھر جھک کر رزاق خان کی تلاشی لینے لگا لیکن اُس کے لباس میں سے کوئی ایسی چیز نہیں مل سکی تھی جس سے اُس کے گھر وغیرہ کا پتہ چل سکتا۔ تب شیران سیدھا ہو گیا۔

"تمھیں گلبدن بائی، یہ میرا بہت پُرانا دُشمن تھا، جلد از جلد پولیس کو اطلاع دو اور اگر تم سے معلومات حاصل کی جائیں تو تم پولیس کو بیان دے سکتی ہو کہ شیران خان نے اس آدمی کا یہ حشر کیا ہے یہ اطلاع ضرور دے دینا پولیس کو گلبدن بائی۔"

"لیکن نواب صاحب، آپ تو۔ آپ تو۔"

"بس۔ بس نواب صاحب ختم ہو گئے، جو کچھ مَیں نے تم سے کہا ہے وہی کرو اور ہاں آج کا تمہارا نقصان۔ شیران نے جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر گلبدن بائی کی جانب اُچھال دی، پھر وہ شاردا کی طرف مخاطب ہو کر بولا "لڑکی تو ایک ایسی لڑکی کی شکل ہے جس کے ساتھ مَیں بہت وقت گزار چکا ہوں۔ وہ وقت میری معصومیت کا وقت تھا۔ مَیں اس لیے تیرے پاس آتا تھا لیکن مَیں بے وقوف نہیں ہوں۔ ممکن ہے آئندہ مَیں تم سے ملاقات کے لیے نہ آ سکوں۔ اس لیے میری طرف سے کوئی اچھا سا تحفہ خرید لینا۔ شیران خان نے ایک اور گڈی جیب سے نکال کر شاردا کی طرف اُچھال دی۔ اس دوران نیچے ہنگامہ ہو گیا تھا۔ بھاگنے والے تماش بینوں نے بالاخانے پر جھگڑے کی اطلاع دے دی تھی۔ لوگ جمع ہو رہے تھے۔ شیران نے رزاق خان کا پستول ہاتھ میں اُٹھایا اور اُسے لیے ہُوئے باہر نکل آیا۔ مجمع اُسے دیکھتے ہی کائی کی طرح چھٹ گیا تھا۔ شیران خان پستول ہاتھ میں لیے آگے بڑھتا رہا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں اُسے سواری مل سکتی تھی۔ مجمع میں سے کسی نے اس کا راستہ روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس کا حلیہ اور شکل و صورت ایسی ہی تھی کہ لوگ اس کے راستے میں آنا پسند نہیں کرتے تھے۔

چنانچہ وہ گاڑی میں بیٹھ کر چل پڑا لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ اس مجمع میں سے نکل کر ایک شخص اس کے پیچھے چل پڑا ہے اور جیسے ہی شیران نے سفر شروع کیا۔ وہ خود بھی ایک گاڑی میں بیٹھ کر اُس کے پیچھے چل پڑا۔ یہ چھریرے بدن کا ایک نوجوان آدمی تھا۔ جس کی آنکھیں بے حد تیز اور چمکیلی تھیں۔ مقامی تھا لیکن چہرے سے کافی تیز اور خطرناک معلوم ہوتا تھا۔ خاص طور سے اُس کی تھوڑی کا وہ زخم جس سے اُس کی تھوڑی دو حصّوں میں بٹ گئی تھی۔

یہ شخص شیران کے پیچھے لگا ہُوا اُس کی رہائش گاہ تک پہنچا اور اس نے شیران کی رہائش گاہ اچھی طرح دیکھ لی تھی۔

پھر جب شیران اپنی سواری چھوڑ کر اپنی رہائش گاہ میں داخل ہو گیا تو وہ اپنی کار کھڑی کر کے نیچے اُتر آیا تھا۔ کافی دیر تک وہ شیران کے اُس مکان کے سامنے ٹہلتا رہا اور جب اُسے یہ اندازہ ہو گیا کہ اب شیران خان باہر نہیں نکلے گا تو پھر وہ برابر کے مکان کے ایک دروازے پر دستک دینے لگا۔ مکان کے دروازے سے ایک شخص باہر نکلا۔

"مجھے مسٹر فرقان سے ملنا ہے۔ اس شخص نے کہا۔

"مسٹر فرقان۔ مَیں کسی مسٹر فرقان کو نہیں جانتا۔ یہاں کوئی مسٹر فرقان نہیں رہتے۔"

"اوہ۔ شاید مکان نمبر کا دھوکا ہُوا ہے۔ یہ برابر کون صاحب رہتے ہیں؟" اُس نے سوال کیا۔

"مَیں نہیں جانتا۔ ایک آدمی ہے' ایک سُرخ و سفید آدمی کسی سے بات نہیں کرتا۔ یہ خاموشی سے گھر میں آتا ہے اور چلا جاتا ہے' ابھی تھوڑے ہی دن قبل اُس نے یہ مکان خریدا ہے۔"

"نام معلوم ہے آپ کو اس کا؟"

"نہیں۔ مَیں نہیں جانتا۔" اس شخص نے جواب دیا۔

"معافی چاہتا ہُوں آپ کو زحمت دی۔ شاید فرقان کہیں اور رہتا ہو۔" اس شخص نے کہا اور پلٹ کر واپس چل پڑا۔ اُس نے یہ اندازہ لگانے کے لیے یہ سوالات کیے تھے کہ ممکن ہے یہ شخص یہاں نہ رہتا ہو اور عارضی طور پر ہی یہاں آیا ہو لیکن کسی فرضی فرقان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے سے اُسے پتہ چل گیا تھا کہ وہ شخص یہیں رہتا ہے جس کی کمار ہی کیلاشی کو تلاش ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے ایک تھا جسے ایڈنا ڈمپل نے شیران کی تصویر دکھا کر اس کی تلاش پہ مامور کیا تھا۔ گویا اب ایڈنا ڈمپل کو شیران کا سراغ مل گیا تھا۔

*

سیہ رام نے نعمان خان سے پیری پاؤل کی ملاقات کا بندوبست کر دیا تھا اور اس وقت وہ خود پیری پاؤل کو لے کر نعمان خان کے پاس پہنچا تھا۔ پیری پاؤل کا تعلق کینیڈا سے تھا۔ بھاری بھرکم بدن کا یہ شخص تنظیم کے لیے بہت بڑی حیثیت رکھتا تھا... اور طویل عرصے سے اس کے لیے کام کر رہا تھا۔ ایڈنا ڈمپل کی تلاش اُس کے سُپرد کی گئی تھی اور پیری پاؤل اپنے تمام آدمیوں کے ساتھ اُس کی تلاش میں مصروف تھا۔ اسے سیہ رام کا پیغام، ایک دوسرے شہر میں ملا تھا لیکن نعمان خان کی شخصیت سے آگاہ کرا دیا گیا تھا۔ چنانچہ وہ نعمان خان سے ملاقات کرنے کے لیے طویل فاصلہ طے کر کے یہاں پہنچا تھا۔ نعمان خان نے مُسکراتے ہُوئے اس کا خیر مقدم کیا۔

"ہیلو' مسٹر پاؤل! آپ کے بارے میں مجھے زیادہ تفصیلات نہیں معلوم لیکن اتنا علم ضرور ہے کہ آپ ایڈنا ڈمپل کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔"

"ہاں' مسٹر نعمان خان! لیکن مجھے آپ کے بارے میں تمام تفصیلات بتا دی گئی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب آپ تنظیم کے کارکنوں کی نگاہ میں بہت بڑی شخصیت کے مالک بن چکے ہیں۔ ویسے بھی مجھے آپ کے بارے میں تفصیل معلوم ہے اور میں دلی طور پر آپ کی عزت کرتا ہوں۔"

"بہت بہت شکریہ! لیکن یہاں آ کر میں محسوس کر رہا ہُوں کہ نہ صرف میں بلکہ آپ بھی اپنے مشن میں ناکام رہے ہیں۔ میرے سپرد بھی ایک شخص کی تلاش ہے جس کا نام شیران خان ہے۔ اس شخص کے ذمے میرے اپنے ذاتی حسابات بھی ہیں لیکن فی الحال میں اُسے تنظیم کے لیے تلاش کر رہا ہُوں تاکہ اُسے زندہ گرفتار کر کے تنظیم کے سامنے پیش کر دوں۔"

"بڑی عجیب و غریب کہانی ہے' یہ۔ ایڈنا ڈمپل کا تعلق بھی اس شخص سے ہے' جناب! مجھے تفصیلات بتلاتے ہُوئے کہا گیا تھا کہ ایڈنا ڈمپل نے صرف اس کے لیے مونی ماروین کو قتل کیا تھا۔"

"ہاں' یہ تفصیلات میرے علم میں ہیں لیکن میں جاننا چاہتا ہُوں کہ ایڈنا ڈمپل کی تلاش کے لیے آپ نے کیا کارروائیاں کی ہیں۔ دراصل میرے ذہن میں ایک اور خیال ہے۔ وہ یہ کہ ایڈنا ڈمپل خود بھی شیران کی تلاش میں ہو گی۔ چنانچہ اس جیسی چالاک عورت سے جس کے بارے میں مجھے تمام تر تفصیلات مل چکی ہیں، یہ بات متوقع ہو سکتی ہے کہ وہ ہم لوگوں سے زیادہ ذہانت سے کام

مقبول عام مصنف ایم۔ اے راحت کے سدا بہار قلم سے شاہکار ناول

سامون

مستقبل کو فتح کرنے کے ارادے سے نکلنے والے نوجوان کا احوال

★

کر رہی ہوگی اور ممکن ہے، وہ اس وقت شیران کے آس پاس ہی کہیں منڈلا رہی ہو۔ میں نے دراصل آپ کو اس لیے زحمت دی ہے کہ آپ سے معلوم کروں کہ کیا آپ کو ایڈنا ڈمپل کے بارے میں کچھ تفصیلات معلوم ہُوئیں؟"

"نہیں، ابھی تک نہیں۔ مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ میں اس کا نشان بھی پانے میں ناکام رہا ہُوں۔ اگر آپ میری رہنمائی کریں تو مجھے خوشی ہوگی۔" پیری پاؤل نے کہا۔

پھر چائے کا دور چلنے لگا۔ سیہ رام بھی اس میٹنگ میں شریک تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور نعمان خان نے اُن لوگوں سے معذرت کرکے ریسیور اُٹھالیا۔ اس نے دوسری طرف سے کچھ سُنا اور ریسیور اس کے ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے بچا۔ اُس کے چہرے پر ایسا ہی تغیر رُونما ہُوا تھا کہ سیہ رام اور پیری پاؤل بھی چونکے بغیر نہ رہ سکے... چند لمحوں تک نعمان خان دوسری طرف سے کچھ سُنتا رہا پھر بھرّائی ہُوئی آواز میں بولا۔

"تم لوگوں کو یقین ہے... کیا تمھیں یقین ہے؟" اس کے لہجے میں حد درجہ جذباتیت تھی۔ "ٹھیک ہے، اُس کی نگہداشت کی جائے میں ابھی پہنچ رہا ہُوں۔" اُس نے جھٹکے سے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا...

"مسٹر سیہ رام! میرے بھائی کو شدید زخمی کردیا گیا ہے۔ یہ فون ایک اسپتال سے موصول ہُوا ہے۔ براہِ کرم، اس وقت آپ لوگ... میں اس وقت آپ لوگوں سے معذرت چاہتا ہُوں۔"

"کون... رزاق خان زخمی ہوگیا ہے؟" سیہ رام نے پوچھا۔

"ہاں مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ شدید زخمی ہے۔"

"مگر کیسے؟"

"میں اس وقت کچھ بتا نہیں سکتا۔ اگر تم چاہو تو میرے ساتھ چل سکتے ہو۔"

"میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا، نعمان خان! اس وقت یہ ممکن نہیں ہے کہ میں آپ کی پریشانی کا سُن کر اپنے آپ کو روک سکوں۔" پیری پاؤل نے کہا۔ پھر وہ نعمان خان کے ساتھ باہر نکل آئے۔ نعمان خان نے کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھائی۔ راستے میں سیہ رام نے پوچھا۔

"ٹیلی فون کون سے اسپتال سے آیا تھا؟"

"دیارام اسپتال سے... کیا آپ اس کا پتہ جانتے ہیں؟"

"ہاں، آپ سیدھے چلتے رہیے۔ میں آپ کو گائیڈ کررہا ہُوں۔" سیہ رام نے کہا۔ اس کے چہرے پر بھی تشویش کے آثار تھے۔ ویسے یہ معاملہ اُن کے اپنے معاملات سے تعلق نہیں رکھتا تھا لیکن نعمان خان کے سلسلے میں سیہ رام کو ہدایت کردی گئی تھی کہ اس سے بھرپور تعاون کیا جائے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دیارام اسپتال پہنچ گئے۔

رزاق خان کو اسپیشل رُوم میں رکھا گیا تھا۔ اُس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں دقت نہ ہُوئی اور جب نعمان خان اس کمرے میں داخل ہُوا جہاں رزاق خان موجود تھا تو وہ دروازے ہی میں ٹھٹک کر رہ گیا۔ رزاق خان کا پورا جسم پٹیوں سے ڈھکا ہُوا تھا، صرف اُس کی آنکھیں کھلی ہُوئی تھیں۔ دروازے ہی میں اُس کی ملاقات ڈاکٹر سے ہُوئی۔ ڈاکٹر نے اس کا نام پوچھا اور پھر بڑے ادب سے کہا۔

"نعمان خان صاحب! تشریف لائیے۔ مریض نے آپ کا حوالہ دیا تھا۔ وہ ٹھیک سے بول بھی نہیں سکتا۔" نعمان خان دوڑتا ہُوا بھائی کے پاس پہنچ گیا تھا۔ رزاق خان کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ اس وقت ہوش میں نہیں تھا۔ نعمان خان کا چہرہ شدتِ غم سے دُھندلا گیا۔ سیہ رام اور پیری پاؤل اُسے تسلی دینے لگے۔

"یہ تو پتہ چلے کہ یہ جھگڑا ہُوا کہاں؟ کیا آپ اس سلسلے میں کچھ بتا سکتے ہیں، ڈاکٹر؟"

"جی نہیں... مجھے علم نہیں ہے۔ چند لوگ اسے یہاں لائے تھے۔ غالباً یہ بازارِ حسن کے کسی حصے سے لائے گئے ہیں۔ ایک شخص بتا رہا تھا۔" ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"ہُوں..." نعمان خان نے ایک گہری سانس لی۔ "ڈاکٹر اس کے بدن پر زخم کہاں کہاں ہیں؟"

"پنڈلی کی ہڈی ٹوٹی ہُوئی ہے، ریڑھ کی ہڈی... اور دو پسلیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ چہرہ بُری طرح زخمی ہے۔ غالباً بایاں جبڑا بھی ٹوٹ چکا ہے۔ ان کا پورا جسم اس طرح زخمی تھا جیسے انھیں ہتھوڑوں سے کوٹا گیا ہو۔"

"اوہ... اوہ! جس نے اُس کی یہ حالت بنائی ہے۔ خُدا کی قسم! اگر رُوئے زمین پر اس کا وجود باقی نہیں رہے گا۔ خُدا کی قسم! میں اُسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ مسٹر سیہ رام! یہ آپ کا کام ہے۔ آپ اس بارے میں معلومات حاصل کریں۔ اسے بازارِ حسن کے کون سے حصے سے لایا گیا۔ اس شہر میں جتنی طوائفیں ہیں، سب کو گرفتار کرکے لایا جائے۔ براہ کرم آپ میرا یہ کام ضرور کریں، مسٹر سیہ رام! یہ میرا ذاتی کام نہیں ہے بلکہ اس کی نوعیت بھی آپ سرکاری ہی سمجھیں۔" نعمان خان نے کہا۔

"کیسی باتیں کررہے ہیں، آپ، نعمان خان! میں، آپ کے لیے ہر وہ کام کرنے کو تیار ہُوں جس کی آپ کو خواہش ہو۔ آپ مطمئن رہیں بہت جلد اس کے بارے میں آپ کو تفصیلات معلوم ہوجائیں گی۔" سیہ رام نے کہا اور فوراً باہر نکل گیا۔ مسٹر پیری پاؤل نعمان خان کے پاس کھڑے

تھے۔ نعمان خان نے اُن کی طرف رُخ کرکے کہا۔

"سوری مسٹر پاؤل! میں اس وقت آپ سے گفتگو نہیں کر سکتا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں اس وقت کیسے اندوہناک حادثے سے دوچار ہُوا ہُوں۔"

"میں جانتا ہُوں۔ میرے لائق جو بھی خدمت ہو، مجھے بتائیے۔"

"بہت بہت شکریہ! میں بہت جلد آپ سے مُلاقات کرکے بات کروں گا۔ آپ ابھی یہیں دہلی میں قیام کریں۔" نعمان خان نے کہا اور پیری پاؤل نے گردن خم کردی۔ اس کے بعد اُس نے اندازہ لگالیا تھا کہ نعمان خان اُسے وہاں نہیں دیکھنا چاہتا۔ چنانچہ وہ معذرت کرکے وہاں سے رخصت ہوگیا۔ نعمان خان کی آنکھوں سے خون اُبل رہا تھا... اُس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ رزاق خان جیسے بانکے جوان کا یہ حال کس نے کیا ہے۔ کون ہے، وہ مردود؟ کوئی بھی ہو، اُس کی زندگی کی شام تو یقینی تھی۔ اُس نے ڈاکٹر کی طرف رُخ کرکے پُوچھا۔ "ڈاکٹر... کیا یہ بے ہوش ہے؟"

"ہاں، انھیں تھوڑی دیر کے لیے سکون کا انجکشن دیا گیا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ زیادہ عرصے بے ہوش نہیں رہیں گے۔"

"میں اس سے گفتگو کرنا چاہتا ہُوں، ڈاکٹر! کہیں ایسا نہ ہو کہ اسے کوئی شدید نقصان پہنچ جائے۔ ویسے کسی قسم کا خطرہ تو نہیں ہے، اسے؟ اس کی زندگی تو محفوظ ہے؟"

"ابھی رپورٹیں موصول ہورہی ہیں۔ ہم نے فوری طور پر جو بھی کارروائی ممکن ہوسکتی تھی، کرلی ہے۔ تمام رپورٹیں موصول ہوجائیں تو اندازہ لگایا جائے گا کہ اس کا آپریشن کیا جائے یا نہیں۔"

"اوہ... اوہ..." نعمان خان ہتھیلی پر گھونسے مارنے لگا پھر وہ رزاق خان کی طرف بڑھا اور اُس کے نزدیک بیٹھ گیا۔ "رزاق خان! میرے بچے! کچھ تو بول، مجھے بتا کہ تیرا یہ حشر کس نے کیا ہے؟ مجھے بتا، رزاق خان!" پھر نعمان خان نے رزاق خان کے ہونٹوں میں حرکت محسوس کی۔ تھوڑی دیر بعد رزاق خان نے آنکھیں کھول دیں اور اس کی آنکھوں کی کوروں سے آنسو نکل پڑے۔ نعمان خان اُس پر جُھک گیا۔

"میرے بچے، میرے بیٹے! بتا، تیرے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا ہے؟ کون تھا، وہ؟" رزاق خان کے ہونٹ ہلنے لگے۔ وہ آہستہ آہستہ کچھ بول رہا تھا۔ نعمان خان نے اُس کے مُنہ سے کان لگادیا... پھر جو کچھ اُس کے کان نے سُنا، اُس نے نعمان خان کو ایسا جھٹکا دیا کہ وہ ایک دم پیچھے ہٹ گیا۔ "کیا... کیا کہا، تُو نے؟ شیران خان... شیران، ہمارا دشمن..." اور رزاق خان نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"اوہ، نہیں... یہ ممکن نہیں ہے... یہ نہیں ہوسکتا... کیسے ہُوا؟ یہ سب کچھ کیسے ہُوا؟ مجھے بتا، رزاق خان! یہ کیسے ہُوا؟" اُس نے رزاق خان کے ہونٹوں سے پھر کان لگادیے۔ رزاق خان کچھ بولنے کی کوشش کررہا تھا۔ آواز پوری طرح اُس کے ہونٹوں سے خارج نہیں ہورہی تھی۔

"رزاق خان! زور سے بولو... مجھے بتاؤ، شیران کہاں ہے؟ وہ تمھیں کہاں ملا تھا؟ کیسے ملا؟" لیکن آواز رزاق خان کے ہونٹوں میں پھنسی کی پھنسی رہ گئی۔ اس کے بدن میں ہلکی سی تھرتھراہٹ پیدا ہُوئی اور پھر وہ ساکت ہوگیا۔ ڈاکٹر جو چند قدم کے فاصلے پر کھڑا، اُس کی یہ کیفیت دیکھ رہا تھا، ایک دم آگے بڑھا اور اُس نے نعمان خان کو کندھوں سے پکڑ کر ہٹادیا۔

"براہِ کرم ایک طرف ہوجایے۔" ڈاکٹر نے کہا اور جُھک کر رزاق خان کو دیکھنے لگا۔ رزاق خان کے حلق سے خرخراہٹیں خارج ہورہی تھیں پھر وہ بھی بند ہوگئیں۔ تب ڈاکٹر نے مغموم نگاہوں سے نعمان خان کو دیکھا اور بولا۔ "مجھے افسوس ہے، جناب! یہ مرچکا ہے۔"

نعمان خان کے پورے جسم میں آگ کا سمندر کھولنے لگا۔ وہ اپنے بھائی کی موت پر جس قدر صدمے کا شکار ہوتا، کم تھا لیکن مرتے مرتے رزاق خان نے ایک ایسا نام لے دیا تھا جس نے نعمان کے جسم میں چنگاریاں ہی چنگاریاں بھردی تھیں۔ اُس کا وجود پھنکا جارہا تھا۔ اُس کا ذہن ہواؤں میں اُڑ رہا تھا۔ اُس نے اپنے سر کے بال نوچنا شروع کردیے۔ ڈاکٹر نے اُس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہُوئے کہا۔

"مجھے افسوس ہے، جناب! براہِ کرم خود پر قابو رکھیے..."

نعمان خان نے خون اُگلتی نگاہوں سے ڈاکٹر کو دیکھا اور ڈاکٹر خوف زدہ انداز میں پیچھے ہٹ گیا۔ ایسی خوفناک درندگی، اس سے قبل اس نے کسی انسان کے چہرے پر نہیں دیکھی تھی۔

نعمان خان کے حلق سے غراہٹ اُبھری۔ "رزاق خان! میں تیری حفاظت نہیں کرسکا، میں تجھے بچا نہیں سکا... لیکن تُو نے جو کچھ کہا ہے، اگر وہ سچ ہے تو میں نہیں جانتا کہ آنے والا وقت کیسا ہوگا۔"

سیہ رام نے اپنے طور پر تمام جگہوں پر ٹیلی فون کرکے ہدایات جاری کردی تھیں اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ نعمان خان کے پاس پہنچ گیا۔ باہر ہی اُسے علم ہوگیا تھا کہ رزاق خان مرچکا ہے... وہ بُری طرح پریشان تھا۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہُوا تھا جس کی وہ توقع نہیں کرسکتا تھا۔ وہ معمولی حیثیت کا آدمی نہیں تھا لیکن کیا کرتا، سرکاری طور پر اُسے نعمان خان کی مصاحبت کی ہدایت ملی تھی۔ حالانکہ یہ سب کچھ اُسے پسند نہیں تھا لیکن بہرطور اُس کی اپنی ڈیوٹی ہی یہ تھی۔ اس کی اپنی زندگی ہی یہ تھی۔ وہ اپنے وطن کے لیے کام کررہا تھا اور یہ سب کچھ اُس کا فرض تھا۔ اُس نے نعمان خان کی

کیفیت دیکھی اور کافی دیر تک کچھ نہ بول سکا۔

"جانتے ہو، سیہ رام..." نعمان خان نے کہا۔ "اُس نے اپنے قاتل کا کیا نام بتایا ہے؟"

"کک... کیا... رزاق خان نے اپنے قاتل کا نام بتا دیا ہے؟"

"ہاں... وہ شیران ہے۔ ہمارے خاندان کا دشمن۔ ہمارا بدترین دُشمن، جس نے مجھے میری چار بہنوں سے محرُوم کیا تھا اور آج میرا دستِ راست، میرا بازو بھی ٹوٹ گیا ہے اور اُسی کے ہاتھوں۔ تم نے کیا، کیا ہے، سیہ رام؟ کیا اُن عورتوں کو گرفتار کرایا، جہاں یہ موجود تھا؟" نعمان خان نے پوچھا۔

"اگر آپ پسند کریں تو میرے ساتھ پولیس ہیڈ کوارٹرز چلیں۔ وہاں میں نے پورے بالاخانے کی طوائفوں کو طلب کر لیا ہے۔"

"نہیں... میں وہاں نہیں جاؤں گا۔ میں ابھی سوچنا چاہتا ہُوں۔ براہِ کرم مجھے تنہا چھوڑ دو۔" نعمان خان نے کہا۔ اُس کی آنکھوں سے آنسو کا ایک قطرہ بھی نہیں ٹپکا تھا۔ اُن آنکھوں سے تو بس آگ برس رہی تھی اور اس آگ کو سیہ رام نے اچھی طرح محسوس کر لیا تھا۔ چنانچہ وہ وہاں سے باہر نکل آیا۔

نعمان خان تھوڑے ہی فاصلے پر پڑی ہُوئی کُرسی پر بیٹھ گیا۔ اُس کی نگاہیں، رزاق خان کے مُردہ چہرے پر جمی ہُوئی تھیں... پھر کچھ سرکاری حکام وہاں پہنچ گئے۔ انھیں سیہ رام نے ٹیلی فون کیا تھا... اور پھر بہ مشکل تمام سمجھا بجھا کر نعمان خان کو وہاں سے باہر لایا گیا۔ باہر نکلنے کے بعد نعمان خان نڈھال ہو گیا تھا۔ وہ لوگ اُسے لے کر اُس کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ نعمان خان کی ذہنی کیفیت ٹھیک نہیں تھی۔ وہ بُری طرح بڑبڑا رہا تھا اور اُس کی آنکھوں میں وحشت جھلک رہی تھی۔ "میں... میں جب تک خُون نہیں بہالوں گا، مجھے سکون نہیں ملے گا۔" وہ مٹھیاں بھینچ کر بڑبڑایا۔

"خود کو سنبھالیے، نعمان خان! آپ ایک ایسی ذمّے داری قبول کر چکے ہیں جو نہایت اہم ہے۔"

"اوہ... مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں تھی۔ میں... میں تو بس ایک مقصد کے لیے جی رہا تھا... اور اس مقصد کی تکمیل کے لیے میں نے اپنے آپ کو ختم کر دیا تھا۔ لیکن مجھے ایک اور ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے، ایک اور شکست ہُوئی ہے مجھے۔ سیہ رام! براہِ کرم، بادشاہ خان سے میرا رابطہ قائم کراؤ۔"

"بہت بہتر... میں اس سلسلے میں پوری پوری کوشش کرتا ہُوں۔" سیہ رام نے جواب دیا۔

پھر وہ نعمان خان سے اجازت لے کر باہر نکل آیا۔ وہ نعمان خان کی اس کیفیت کو زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی اپنی بھی ایک حیثیت تھی جو نعمان خان کے سامنے کچل کر رہ گئی تھی۔ بہرطور اُس نے بہتر یہی سمجھا کہ ہرن پورہ میں مسٹر فلینگ اور رکسن سے رابطہ قائم کیا جائے اور یہ ذمّے داریاں انھیں سونپ دی جائیں۔ چنانچہ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد، اُس نے مسٹر فلینگ سے رابطہ قائم کر لیا۔

مسٹر فلینگ نے تمام صورتِ حال سُن کر کہا۔ "بہت بہتر... میرے لیے کیا ہدایت ہے؟"

"تم فوراً بنکاک سے رابطہ قائم کر کے، بادشاہ خان کو اس حادثے کی اطلاع دے دو۔ اُس سے کہو کہ نعمان خان کی حالت خراب ہے۔ اگر اُس نے آ کر نعمان خان کو نہ سنبھالا تو صورتِ حال کافی حد تک بگڑ سکتی ہے۔" فلینگ نے اُس سے وعدہ کر لیا۔

رزاق خان کی لاش، اسپتال ہی کے سرد خانے میں محفوظ کر دی گئی۔ بادشاہ خان کی آمد کا انتظار تھا۔ اسی شام تمام بالاخانوں کی طوائفوں پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ انھیں پولیس ہیڈ کوارٹرز میں جمع کر لیا گیا تھا اور سیہ رام اپنے چند ماتحتوں کے ساتھ اُن سے صورتِ حال معلوم کر رہا تھا۔

گلبدن بائی نے تمام تفصیل سیہ رام کو بتا دی اور وہ تفصیل سیہ رام کے ذریعے نعمان خان کو معلوم ہو گئی۔ گلبدن بائی نے صاف صاف کہا تھا کہ رزاق خان کو مارنے والے نے اُسے اپنا نام بتلاتے ہُوئے کہا تھا کہ جب پولیس معلوم کرے کہ اس شخص کی یہ حالت کس نے بنائی ہے تو اُسے بتا دیا جائے کہ اس کی یہ کیفیت کرنے والا شیران خان ہے، اُس کا دُشمن...

جب نعمان خان کو یہ بات معلوم ہُوئی تو وہ گردن ہلا کر خاموش ہو گیا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ شیران خان کی طرف سے اُس کے لیے چیلنج ہے۔ اسی رات بادشاہ خان، دہلی پہنچ گیا۔ وہ خود بھی اس خبر سے لرز گیا تھا۔ اُس کی اپنی کیفیت بھی نعمان خان سے مختلف نہیں تھی۔ اُس نے نعمان خان کو اپنے سینے سے لپٹاتے ہُوئے کہا۔

"نعمان خان! یہ جو کچھ ہُوا ہے، اس کا کوئی بدل ہمارے پاس نہیں ہے لیکن دہلی کے چپّے چپّے پر شیران کو تلاش کرو لیکن اُسے قتل مت کرنا، نعمان خان! اُسے قتل کر دینا بہت آسان سی بات ہو گی۔ ہم اُسے زندہ یہاں سے لے جائیں گے۔"

"کس لیے، بادشاہ خان؟ صرف اس لیے کہ اُسے تنظیم کے سامنے پیش کر کے تم اپنے آقاؤں سے کہہ سکو کہ دیکھو، اس حادثے کے باوجود تم نے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا ہے... بادشاہ خان! ایک بار پھر میرے ذہن میں یہ بات بیٹھ رہی ہے کہ تم صرف اپنے مقصد کے غلام ہو، ہم

...ان تمہارے لیے شطرنج کی بساط پر رکھے ہُوئے مہروں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ ٹھیک ہے، رزاق خان مارا گیا، اب نعمان خان ہے پھر اس کے بعد اس کے اور بھائی بھی ہیں۔ تم اپنی شاطرانہ چالیں چلتے ہو... نہیں، بادشاہ خان! اب میں تمہارے فریب میں ہرگز نہیں ...دُوں گا۔"

"نعمان خان، میرے بیٹے! اگر یہ الفاظ دُنیا کے کسی بھی شخص نے، خواہ وہ کسی ملک کا حکمران ہی کیوں نہ ہوتا، کہے ہوتے تو بادشاہ خان اس کی زبان، حلق کے آخری حصّے سے کھینچ کر نکال لیتا۔ تُو جذباتی ہو رہا ہے، میرے بچّے! بادشاہ خان بدنصیب ہے کہ تم لوگوں سے محبت کرنے کے باوجود تمہارا اعتماد حاصل نہیں کر سکا ہے۔ ٹھیک ہے، نعمان خان! بادشاہ خان اب تجھ سے کچھ نہیں کہے گا۔ جو تیرا دل چاہے کر۔ میں شاید رزاق خان کی تدفین میں بھی شریک نہ ہو سکوں۔ ان الفاظ کے بعد میرا تیرے پاس رُکنا مناسب نہیں ہے۔ سمجھا، نعمان خان! بادشاہ خان اب تجھ سے الگ ہے۔ تُو نے بادشاہ خان پر جو الزامات لگائے ہیں، وہ اس قدر سنگین ہیں کہ بادشاہ خان اُن کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ تُو کیا سمجھتا ہے، بادشاہ خان محتاج ہے تیرا... کوئی خاص بات ہے تم لوگوں میں؟ اگر میں چاہتا تو اپنے قبیلے میں رہ کر بھی حکمرانی کر سکتا تھا، اپنا خاندان بڑھا سکتا تھا لیکن تم لوگوں کے لیے میں نے دُنیا کا ہر عیش و آرام ترک کر دیا اور تم مجھے یہ الزام دے رہے ہو۔ ٹھیک ہے، اب میرا تیرا کوئی واسطہ نہیں ہے۔"

بادشاہ خان کچھ اس طرح دل برداشتہ ہو گیا تھا کہ اُس نے فوری طور پر وہاں سے واپسی کا فیصلہ کر لیا تھا۔ سیہ رام اور دوسرے لوگوں نے بادشاہ خان سے تنہائی میں ملاقات کی۔ سیہ رام نے بادشاہ خان سے کہا۔

"میں، آپ کو کوئی مشورہ تو نہیں دے سکتا، بادشاہ خان! لیکن آپ جانتے ہیں کہ نعمان خان نوجوان ہے۔ اس کا خُون گرم ہے۔ بھائی کی موت نے بھی اُس پر بُرا اثر ڈالا ہے۔ اگر ان حالات میں آپ بھی اُسے چھوڑ کر چلے گئے تو ممکن ہے، آپ کو ایک اور صدمہ برداشت کرنا پڑے۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو، تم؟" بادشاہ خان نے خُونی نگاہوں سے سیہ رام کو گھورتے ہُوئے پوچھا۔

"آپ اسے ایک ایسے دُشمن کے سامنے چھوڑے جا رہے ہیں جو کسی بھیڑیے کی طرح خونخوار اور کسی لومڑی کی طرح چالاک ہے... نعمان خان تو نوجوان ہے لیکن آپ زیرک اور سمجھ دار ہیں۔ اگر اس جوش کے عالم میں وہ کوئی ایسی حرکت کر بیٹھا جو اُس کے لیے نقصان دہ ہُوئی تو کیا آپ کو اُس سے خوشی ہو گی؟"

"لیکن وہ مردُود، مجھے کیا کچھ کہہ رہا ہے... ارے، تم لوگ نہیں جانتے، کوئی بھی نہیں جانتا کہ یہ سب میرے لیے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ میں نے زندگی میں ایک ہی غلطی کی ہے... اس ایک غلطی کے علاوہ بادشاہ خان نے اپنی زندگی میں کوئی ایسی حماقت نہیں کی جس کے لیے اُسے پچھتانا پڑا ہو، وہ غلطی یہ تھی کہ میں نے اپنے بھائی فیروز خان کے بیٹوں کو، اور اُس کے خاندان کو اپنا ہی خاندان سمجھا۔ میں نے ساری زندگی شادی نہیں کی۔ میں چاہتا تو اپنے لیے بہت کچھ کر سکتا تھا لیکن میرا ذہن اس طرف راغب نہیں ہُوا۔ عمر کے اس حصّے میں جب مجھے اولاد کی خواہش ہُوئی تو میں نے سوچا کہ میری اولاد نہ سہی، فیروز خان کی اولاد بھی میری اولاد ہے۔ میں نے ان سب سے بے پناہ محبّت کی ہے۔ میں خود بھی اسی آگ میں جل رہا ہُوں جس میں نعمان خان جل رہا ہے لیکن اس نے کتنی غیریت کے انداز میں مجھے اپنے سے الگ کر دیا۔"

"اگر ممکن سمجھیں، بادشاہ خان! تو نعمان خان کو سمجھانے کا موقع دیں۔ اس وقت وہ دیوانگی کے عالم میں ہے اور یہ دیوانگی اُس کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ وہ اتنی بڑی حیثیت کا حامل ہے کہ ہم اُسے کسی اقدام سے باز بھی نہیں رکھ سکتے... کیا آپ اُسے چھوڑ جائیں گے؟"

بادشاہ خان کسی گہری سوچ میں ڈُوب گیا... یہ حقیقت تھی... کہ نعمان خان اسی کا خُون تھا اور یہ بھی حقیقت تھی کہ بادشاہ خان، ان سب کو اپنی اولاد ہی کی مانند چاہتا تھا۔ واقعی اگر نعمان خان دیوانگی کے عالم میں کچھ کر بیٹھا تو بادشاہ خان کے پاس پچھتانے کے لیے بھی کچھ نہیں رہ جائے گا۔ ابھی تو اُس کے بھائی بھی تھے جنھیں بادشاہ خان نے اس سلسلے میں اطلاع دینا مناسب نہیں سمجھا تھا، وہ سب مِل کر مصیبت ہی بن جاتے۔ اسی لیے بادشاہ خان نے اُنھیں صُورتِ حال سے آگاہ نہیں کیا تھا اور خود ہی بنکاک سے یہاں چلا آیا تھا۔ اُس نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"ٹھیک ہے، میں خود ہی بے غیرت ہو گیا ہُوں۔ یہ بے غیرتی بھی گوارا کر لوں گا لیکن میں آج تک جو کچھ کرتا رہا ہُوں، اُس کا مجھے کوئی صِلہ نہیں مِلا، اس کا مجھے موت کے بعد بھی افسوس رہے گا۔ ٹھیک ہے، میں یہاں موجود ہُوں۔ نعمان خان کو اطلاع دے دینا کہ بادشاہ خان ابھی گیا نہیں ہے، ابھی وہ بے غیرت کچھ اور سُننے کے لیے یہاں موجود ہے۔"

"آپ حوصلہ رکھیں، بادشاہ خان! ہم انتہائی کوشش کریں گے۔ ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔ صُورتِ حال جیسی بھی ہے، آپ کے علم میں ہے اگر کہیں ہم سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو براہِ کرم ہمیں اس بارے

میں ہدایات دیجیے۔ ہم کسی بھی طور آپ سے الگ نہیں۔" سیہ رام بہت بڑی حیثیت کا مالک تھا۔ اُس نے اپنے اختیارات سے کام لے کر وہ تمام کارروائیاں شروع کر دیں جو شیران کا سُراغ لگانے کے لیے ممکن ہو سکتی تھیں۔ اس نے اپنے طور پر یہ معلومات حاصل کر لی تھیں کہ شیران وہاں سے کسی پرائیویٹ سواری میں بیٹھ کر روانہ ہُوا تھا۔ چنانچہ اس اطراف میں جتنی بھی سواریاں موجود تھیں، اُن سب کے ڈرائیوروں کو ایک ایک کرکے پولیس ہیڈکوارٹرز طلب کرکے معلومات حاصل کی جانے لگیں۔ بہت سے افسر اس کام پر مامُور کر دیے گئے تھے۔

دوسرے روز، دہلی ہی کے ایک قبرستان میں رزاق خان کی تدفین کر دی گئی۔ بادشاہ خان بھی اس تدفین میں شریک تھا۔ نعمان خان نڈھال سا ایک طرف کھڑا تھا۔ بادشاہ خان کی اُس سے نگاہیں ملیں تو نعمان خان کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے۔ اُسے احساس ہُوا کہ اُس نے اپنے بزرگ، اپنے محترم بزرگ کو اتنا سخت وسُست کہا ہے کہ اس سے زیادہ نہیں کہا جا سکتا۔ بادشاہ خان ہی تو اُس کا سب کچھ تھا۔ بادشاہ خان نے اُس کے لیے کیا کچھ نہیں کیا تھا... آج نعمان خان کی جو حیثیت تھی، وہ بادشاہ خان ہی کے مرہُونِ منت تھی۔ وہ اپنے بھائیوں کو بہت چاہتا تھا۔ فیروز خان کی زندگی میں وہ نہایت عیش و عشرت کی زندگی گزارتے تھے لیکن فیروز خان کی موت کے بعد بادشاہ خان نے کبھی یہ محسوس نہیں ہونے دیا کہ وہ یتیم ہیں۔

ان لوگوں کو یورپ سے بُلوانے کے لیے بادشاہ خان نے کتنا طویل جال پھیلایا تھا۔ کیسی کیسی دِقتیں اُٹھا کر اُنھیں بنکاک بُلوایا تھا اور پھر نعمان خان کو یہ بھی یاد آیا کہ بادشاہ خان نے اُن کے لیے، اُن کے مستقبل کے لیے کتنی عظیم قربانیاں دی تھیں... اور بالآخر اُسے ایک ایسے مقام پر لا کھڑا کیا تھا جہاں اُس کے لیے زندگی بھر کی آسائشوں کا سامان موجود تھا۔ نعمان خان کے دل میں گداز پیدا ہُوا... بھائی کی موت کا صدمہ، اُس کے دل میں دُھوئیں کی طرح بھرا ہُوا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہُوا بادشاہ خان کے قریب پہنچ گیا اور گلوگیر آواز میں بولا۔

"میں روؤں گا نہیں، خان بابا! آنسو بُزدلی کی علامت ہوتے ہیں؛ ہار جانے کی علامت ہوتے ہیں... اور میں نے ہار نہیں مانی ہے... مگر... مگر میں تیرے سہارے کے بغیر کھڑا بھی نہیں رہ سکتا... خان بابا! مجھے اپنے چوڑے سینے کا سہارا دے ورنہ میں بالکل ٹُوٹ جاؤں گا۔ میرے بازو ٹُوٹ چکے ہیں، باقی جسم بھی چُور چُور ہو جائے گا... خان بابا! میں نے جو کچھ کہا ہے، اُسے معاف کر دے۔ مجھے صرف تیرا سہارا درکار ہے۔ خان بابا! مجھے معاف کر دے۔"

بادشاہ خان نے نگاہیں اُٹھا کر اُسے دیکھا اور بولا۔ "تُو نے جو کچھ کہا ہے، نعمان خان! اس کا ایک ایک لفظ میرے سینے میں زخم بن گیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ زخم کبھی بھریں گے یا نہیں... لیکن اس کے باوجود میں یہ بات کہنے میں اب بھی عار نہیں محسوس کرتا کہ تم لوگ میری اولاد نہیں ہو لیکن تمھاری موجودگی میں، مَیں نے کبھی اولاد کی کمی محسوس نہیں کی۔ جو کچھ ہُوا، نعمان خان! اس کی کہانی کہاں سے بیان کروں؛ اگر میری سچائی کے تم اور بھی ثبوت چاہتے ہو تو میں تمھیں ماضی کے اُس دَور میں لے چلتا ہُوں جب پہاڑوں پر برف باری ہو رہی تھی۔ برف کے بڑے بڑے تودے اپنی جگہ چھوڑ رہے تھے اور میں اپنے گھوڑے کی پُشت پر سوار، تمھاری طرف دوڑ رہا تھا۔ صرف اس لیے کہ تم اکیس سال کے ہو چکے تھے اور اس روز وہ سنہرا موقع تھا جب قبیلے سربلند ہوتے ہیں... اور اپنے باپ کا، دُشمنوں سے انتقام لیتے ہیں۔ تم کیا سمجھتے ہو، شیران میرے ہاتھوں سے بچ سکتا تھا... کاش، میں اُسی وقت شیران کو اپنے ہاتھوں سے ٹھکانے لگا دیتا اور اُس کی لاش لے کر تمھارے پاس پہنچتا اور فخر سے سربلند کر لیتا لیکن میں نے تمھارے لیے گالی پسند نہیں کی تھی؛ پہاڑوں کے لوگ کہتے کہ فیروز خان کا بیٹا انتقام لینے کے قابل نہیں تھا۔ چنانچہ اُس کے تایا نے چھوٹے بھائی کا انتقام لیا... لیکن میں نہیں جانتا تھا کہ میرا یہ خلوص میری تمام زندگی کے لیے ایک رِستا ہُوا ناسُور بن جائے گا۔ ہاں نعمان خان! وہی ایک غلطی ہُوئی تھی مجھ سے... گالی تمھیں دی جاتی، بادشاہ خان کو کیا غرض ہوتی۔ کاش! میں اتنا ہی خود غرض بن کر، اُس وقت سوچ لیتا۔"

نعمان خان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ چند لمحات خاموش رہنے کے بعد بولا۔ "یہاں سے چلو، خان بابا! مجھے تمھاری ضرورت ہے۔ میں تمھارے قدموں میں گر کر تم سے معافی مانگ لوں گا... لیکن تم میرے سینے میں دہکتا ہُوا جہنم دیکھو، اس جہنم میں تمھیں ہر چیز خاکستر نظر آئے گی۔ ہر احساس اس آگ میں جل چکا ہے۔ مجھے سہارا دو، خان بابا! مجھے سہارا دو۔ اگر تم نے سہارا نہ دیا تو میں زندہ نہ رہ سکوں گا۔"

بادشاہ خان کسی سوچ میں گُم ہو گیا تھا۔ چند لمحے غور کرنے کے بعد وہ بولا۔ "نعمان خان! تم نے جو کچھ کہا ہے، کیا تمھارا ضمیر، اس پر تمھیں ملامت نہیں کرتا؟"

"کرتا ہے، خان بابا! مگر میں کیا کروں، میرے جذبات، میرے احساسات جل کر خاکستر ہو چکے ہیں۔"

"کیسی باتیں کرتے ہو، نعمان خان! ایک نوّے سالہ بُوڑھے پر تم جذباتی ہو رہے ہو اور تمھارا اصل دُشمن جو میرا بھی دُشمن ہے، اپنی کارروائی کرکے اتنی آسانی سے تمھارے ہاتھوں سے نکل جاتا ہے۔ کیا فیروز خان کے بیٹے کا لہُو، سفید ہو گیا ہے، کیا تمھارے بدن میں اب سُرخ

باقی نہیں رہے؟ نہیں، نعمان خان! مجھ پر اپنا غصّہ نکالنے کی بجائے اپنے سینے میں آتشِ انتقام کو فروغ دو۔ اُس نے تمھارے سینے پر ایک اور زخم کا اضافہ کر دیا ہے۔"

"مجھے یاد نہ دلاؤ، خان بابا! مجھے سکُون چاہیے۔"

"آؤ، میرے ساتھ۔ ابھی تمھیں آرام کی ضرورت ہے۔ میرے مشورے کے بغیر تم کچھ نہیں کرو گے۔ وعدہ کرو، نعمان خان! کہ میں جو کچھ کہوں گا، تم صرف اسی پر عمل کرو گے۔" بادشاہ خان نے کہا۔

"خان بابا! میں اس قابل نہیں رہا ہُوں کہ اپنے طور پر کچھ سوچ سکوں... میرا دل تو یہ چاہ رہا ہے کہ مشین گن لے کر باہر نِکل جاؤں اور جو بھی میرے سامنے آئے، اُسے ہلاک کر دوں۔ اتنے آدمی ہلاک کر دوں کہ اُن کی لاشوں کے مینار بن جائیں۔"

"بے گناہوں کو مار کر، کیا تمھیں ذہنی سکُون حاصل ہو جائے گا، نعمان خان؟"

"نہیں حاصل ہو گا، خان بابا! لیکن مجھے بتاؤ، میں کیا کروں؟ کس کا خُون پیوں؟" وہ بے بسی سے بولا۔

"فی الحال، صبر کرو، نعمان خان! ہمیں عقل سے کام لینا ہو گا۔ آؤ، میرے ساتھ۔ میں اس سلسلے میں مناسب انتظامات کروں گا۔" بادشاہ خان نے کہا اور نعمان خان اُس کے ساتھ چل پڑا۔

نعمان خان نے بادشاہ خان کی قیام گاہ پر رہائش اختیار کر لی تھی۔ مقامی طور پر بادشاہ خان کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ سوائے اس کے کہ تنظیم کے ارکان کے ساتھ مِل کر شیران کی تلاش کے لیے مناسب اقدامات کرے۔ اب اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہ گیا تھا کہ شیران دہلی ہی موجود تھا... لیکن وہ اس قدر چالاک اور خطرناک تھا کہ اس کے بارے میں کوئی... فیصلہ کن بات نہیں کہی جا سکتی تھی۔ آج تک جس طرح وہ ان سب سے بچتا رہا تھا، یہ بات اس کا ثبوت تھی کہ وہ ذہنی طور پر بھی کم تر نہیں ہے، اُسے گرفتار کرنا آسان نہ ہو گا۔

اپنی قیام گاہ پر بیٹھ کر بادشاہ خان نے اس بارے میں غور کیا... دفعتاً اس کے دل میں خوف کا ایک سیاہ دھبّہ نمودار ہُوا... کہیں نعمان خان بھی اپنی اسی دیوانگی کا شکار نہ ہو جائے... شیران کی تلاش میں کہیں وہ بھی اپنی زندگی سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے... شیران اندھیرے کا تیر تھا، کس طرف سے آئے گا، کہاں پیوست ہو جائے گا، اس کا کوئی علم نہیں تھا۔ یہ خوف شاید زندگی میں پہلی بار بادشاہ خان کے دل میں نمودار ہُوا تھا۔ اُسے یُوں محسوس ہُوا جیسے دو خُونخوار آنکھیں اُسے گھُور رہی ہوں، موقعے کی تاک میں ہوں کہ کب وہ غافل ہو اور وہ اس پر حملہ کر دیں... نہیں، یہاں رہنا مناسب نہیں ہے، دہلی میں قیام مناسب نہیں ہو گا۔ اُس نے اپنے طور پر فیصلہ کیا اور پھر اُسی رات، اُس نے سیہ رام سے ملاقات کی۔

سیہ رام کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تعزیت کے لیے آئے تھے۔ اُن میں مسٹر فلینگ بھی تھے، ہکسن بھی تھا۔ بادشاہ خان کو تنظیم کے ایک عہدے دار کی حیثیت حاصل تھی، اس لیے یہ لوگ اس کی عزت بھی کرتے تھے۔

"مسٹر فلینگ! پروجیکٹ کے معاملات آپ دیکھتے ہیں۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہُوں کہ ان اطراف میں آپ کی گرفت کیسی ہے؟"

"مقامی حکومت کا بھرپُور تعاون حاصل ہے اور ہمیں اپنے کام میں کوئی دِقت نہیں ہوتی۔"

"تنظیم کے کتنے رُکن یہاں کام کر رہے ہیں؟"

"بے شمار ہیں، جناب! وہ لوگ جو پروجیکٹ پر رہ کر کام کرتے ہیں، صرف پروجیکٹ ہی سے منسلک ہیں اور باقی لوگ یہاں ہر جگہ ہمارے مفادات کی نگرانی کر رہے ہیں۔ آپ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے؟"

"ہاں، سمجھ رہا ہُوں... مسٹر پیری پاؤل! آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟"

"مجھے افسوس ہے، بادشاہ خان! کہ میں ابھی تک اپنی کاوشوں میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ پتہ نہیں کن لوگوں سے ہمارا سابقہ ڈال دیا گیا ہے۔ بات یہ ہے کہ وہ بھی تنظیم کی ایک اہم رُکن ہے۔ میرا اشارا ایڈنا ڈمیل کی طرف ہے۔ وہ جانتی ہے کہ تنظیم کا طریقۂ کار کیا ہے۔ وہ یہ بھی جانتی ہے کہ اُسے تلاش کرنے والے کون ہو سکتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی اس جیسا باصلاحیت نہیں ہے لیکن اُس کے پلئے کے لوگ کم ہی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ ایک اتنے بڑے علاقے کو کنٹرول کرنے کے لیے متعین نہ کی جاتی۔ چنانچہ میرے خیال میں اُس کی تلاش کسی ایسے انداز میں ہونی چاہیے جو اُس کے لیے ناقابلِ فہم ہو۔ ورنہ دوسری صُورت میں ہم وقت ضائع کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتے۔" پیری پاؤل نے کہا۔

"میرا خیال ہے مسٹر پیری پاؤل! کہ آپ اس سلسلے میں وائٹ ہٹری ڈیپارٹمنٹ کو اطلاع دے دیں۔"

"جی ہاں، میں خود بھی یہی سوچ رہا ہُوں۔ میں تنظیم کے اُن وفاداروں میں سے ہُوں جو صرف اس کے مفاد کے لیے جیتے ہیں، میں کسی بھی لمحے اپنی زندگی قربان کر سکتا ہُوں، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ لیکن یہ قربانی اگر تنظیم کے مفاد میں ہو تو بہتر ہے۔ مجھے اگر میرے عہدے سے معزول کر دیا جاتا ہے تو میں اسے بھی اپنے لیے

اعزاز سمجھوں گا چونکہ یہ تنظیم کی طرف سے ہوگا لیکن جو کچھ میں ابھی نہیں کر پایا، اس کی شرمندگی سے میں بچنا چاہتا ہوں۔"

"گویا تم یہ کہنا چاہتے ہو، مسٹر پیری پاؤل! کہ تم ایڈنا ڈمپل کی تلاش میں ناکام رہے ہو۔"

"مکمل طور پر۔ مجھے یہ کہنے میں باک نہیں ہے۔" پیری پاؤل نے جواب دیا۔

"ویسے تمہارا کیا خیال ہے، سیہ رام؟ کیا شیران اور ایڈنا ڈمپل مل گئے ہیں؟"

"جو حالات میرے علم میں ہیں، جناب! اُن کے تحت یہ ناممکن ہے۔ شیران کے بارے میں سُنا ہے کہ وہ رانی ایراوتی سے متاثر تھا۔ مونی مارون بھی اُسے چاہنے لگی تھی اور یہ انتشار اسی کی وجہ سے پھیلا ہے۔ جب ایڈنا ڈمپل نے مونی مارون کو قتل کر دیا تو پھر شیران، اُس کا دوست کیسے ہو سکتا ہے۔ میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ دونوں یکجا نہیں ہوئے لیکن مستقبل کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ شیران کی شخصیت سے مجھے مکمل واقفیت نہیں ہے۔"

"ہوں..." بادشاہ خان کسی سوچ میں ڈوب گیا پھر اُس نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ فی الحال میری خواہش ہے کہ میں نعمان خان کو لے کر ہرن پورہ روانہ ہو جاؤں اور مسٹر سیہ رام! آپ اس سلسلے میں جو کارروائی کر سکتے ہیں، کر تے رہیں۔ آپ معمولی شخصیت کے آدمی نہیں ہیں لیکن اس بار آپ کا سابقہ ایک ایسے آدمی سے پڑا ہے جو غیر معمولی طور پر مکار اور نڈر ہے لیکن بہرصورت، یہ آپ کا ملک ہے اور آپ اس ملک کے ایک ایک شہری کی پڑتال کر کے، اُن میں سے اپنا مطلوبہ آدمی نکال سکتے ہیں۔ براہِ کرم، آپ یہ کام جاری رکھیں۔ ہم کل صبح ہی ہرن پورہ روانہ ہو جائیں گے۔"

کسی نے اس بات پر اعتراض نہیں کیا... دوسرے روز وہ لوگ ہرن پورہ روانہ ہو گئے۔

*

ایڈنا ڈمپل، کماری کیلاشی کے نام سے بہترین انداز میں اپنی زندگی گزار رہی تھی۔ اس کے ذہن میں بس ایک ہی خیال تھا کہ اگر شیران اُس کی زندگی میں شامل ہو جائے تو اُسے ایک نیا رنگ دے کر باقی زندگی سکون سے بسر کی جائے۔ دُنیا کی ہنگامہ خیزیاں اب اُس نے ترک کر دی تھیں اور اُنھیں ترک کرنے کے بعد اُسے احساس ہو رہا تھا کہ بے شک ہنگامی زندگی انسان کی بقا کے لیے ضروری ہے، سکون اُسے کاہل کر دیتا ہے لیکن ایک طویل ہنگامی زندگی گزارنے کے بعد اگر سکون کے کچھ لمحات میسر ہوں تو سکون کی افادیت کا احساس ہوتا ہے۔ اُس نے بے شمار لوگوں کو اپنے خرچ پر شیران کی تلاش پر مامور کر رکھا تھا اور وہ لوگ اُسے مسلسل رپورٹیں دیتے رہتے تھے۔

ایڈنا ڈمپل خود بھی اپنے طور پر دہلی کے مختلف علاقوں میں گشت کرتی رہتی تھی اور وہ جب بھی اپنا جائزہ لیتی تو اُسے خود پر حیرت ہونے لگتی تھی۔

ایلا کی حیثیت سے اُس نے جنگل میں شیران کے ساتھ کافی وقت گزارا تھا۔ اس وقت درحقیقت کچھ ایسے لمحات بھی آئے تھے، جب اُس نے شیران کو گہری نگاہوں سے دیکھا تھا... اور اس وقت بھی وہ اُس کی نگاہوں کو بھایا تھا لیکن اس وقت جذبہ شدید نہیں تھا۔ اس کا تجزیہ تھا کہ محبت کے لیے رقیب کا ہونا ضروری ہے۔ مونی مارون اگر شیران کو اس قدر نہ چاہتی اور اُسے ایڈنا ڈمپل کے لیے اس طرح ناقابلِ حصول نہ بنا دیتی تو شاید ایڈنا ڈمپل کے دل میں وہ طوفانی جذبے نہ جاگتے۔

اس وقت بھی وہ اپنے وسیع و عریض ڈرائنگ روم میں بیٹھی، کھلی کھڑکی سے باہر کا نظارہ کر رہی تھی۔ موسم بے حد خوش گوار تھا اور ماحول میں خنکی رچی ہوئی تھی۔ بادلوں کی چھاؤں میں درخت جھومتے نظر آ رہے تھے اور ان پر کھلے ہوئے پھول ایڈنا کو بے حد حسین محسوس ہو رہے تھے۔ اسی وقت اُس نے ایک موٹر سائیکل کو سامنے والے دروازے سے اندر داخل ہوتے دیکھا۔ چوکیدار نے جس طرح گیٹ کھولا تھا، اُس سے اندازہ ہوتا تھا کہ آنے والا کسی جانی پہچانی شخصیت کا مالک ہے۔

پھر ایڈنا ڈمپل کی تیز نگاہوں نے اُس شخص کو پہچان لیا۔ اُس کا نام موہن لال تھا، مقامی آدمی تھا۔ اس کے بارے میں ایڈنا ڈمپل کو مختلف ذرائع سے معلوم ہوا تھا کہ وہ بے حد خطرناک آدمی رہ چکا ہے اور اب وہ ایڈنا ڈمپل کے لیے، شیران کی تلاش کا کام کر رہا تھا۔ چند لمحوں بعد خادمہ نے آ کر اُسے اطلاع دی کہ موہن لال اُس سے ملنا چاہتا ہے۔ ایڈنا ڈمپل نے اُسے ڈرائنگ روم ہی میں بلوا لیا۔

ایڈنا ڈمپل کی اپنی شخصیت ایسی نہیں تھی کہ اُس کے لیے کام کرنے والے اُسے نظر انداز کر سکتے یا اس کا احترام نہ کرتے۔ اُس نے سب کو متاثر کر لیا تھا۔ ویسے بھی وہ اپنی فطرت کے خلاف، ان لوگوں کے ساتھ نہایت نرم سلوک کر رہی تھی۔

موہن لال نے ڈرائنگ روم میں داخل ہو کر اُسے تعظیم دی اور اُس کے اشارے پر ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

"کہو، موہن لال؟" ایڈنا نے استفہامیہ انداز میں اُس کی طرف دیکھا۔

"میڈم! میں، آپ کے لیے خوش خبری لایا ہوں۔" موہن لال نے کہا۔

ایڈنا ڈمپل نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا۔ اُس کے لیے اس سے بڑی خوش خبری اور کیا ہو سکتی تھی کہ شیران کا سُراغ لگا لیا گیا ہے۔ چنانچہ اُس نے اپنے تجسس کو دباتے ہوئے پوچھا۔ "کیا خوش خبری ہے، موہن لال؟"

"میڈم! آپ کا مطلوبہ آدمی مل گیا ہے۔"

"کیا...؟" ایڈنا ڈمپل اپنی آواز کے شوق کو نہ دبا سکی۔

"جی ہاں..."

"کہاں ہے، وہ؟ کس طرح ملا؟"

موہن لال، اسے بالاخانے پر ہونے والی واردات کے بارے میں بتانے لگا۔ "میں اس علاقے میں اپنے ایک رشتے دار گوند لال سے ملنے گیا تھا۔ وہ اس علاقے کا دادا بھی ہے۔ دفعتاً میں نے گلبدن بائی کے کوٹھے پر ہنگامے کی آوازیں سُنیں۔ نیچے لوگ جمع ہو رہے تھے۔ میں معلومات حاصل کرنے کے لیے اس طرف بڑھا۔ میں ابھی نیچے کھڑے ہوئے لوگوں کے قریب پہنچا ہی تھا کہ ایک شخص ہاتھ میں پستول لیے نیچے اُترا۔ اُس پر نظر پڑتے ہی میری آنکھیں تعجب سے پھیل گئیں۔ یہ وہی شخص تھا جس کی نشان دہی آپ نے کی تھی۔ ہر چند کہ وہ آپ کے بتائے ہوئے حلیے پر پورا نہیں اُترتا تھا لیکن میں نے محسوس کر لیا تھا کہ اُس نے حلیے میں تبدیلی کی ہوئی ہے تاہم اُس نے اپنی شکل و صورت کو چھپانے کے لیے کوئی خاص اہتمام نہیں کیا تھا۔ اُس نے نیچے آ کر وحشیانہ انداز میں دو، تین ہوائی فائر کیے اور مجمعے میں بھگدڑ مچ گئی... پھر وہ ایک طرف کو بھاگ نکلا۔ تھوڑی دُور جا کر اُس نے ایک ٹیکسی روک لی۔ میں اُس کا پیچھا کرتا ہوا، اس مکان تک پہنچ گیا جہاں وہ قیام پذیر ہے۔ جب وہ مکان میں داخل ہو گیا تو میں نے برابر والے مکان کے دروازے پر دستک دے کر ایک فرضی نام کے بارے میں پوچھا پھر باتوں ہی باتوں میں، میں نے اُس سے، اُس کے پڑوسی کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں۔ اُس نے بتایا کہ یہ شخص چند روز قبل ہی یہاں آیا ہے، کسی سے ملتا جُلتا نہیں ہے۔ دن بھر باہر رہتا ہے اور رات کو واپس آ جاتا ہے۔ مجھے اس کا نام نہیں معلوم ہو سکا لیکن مجھے یقین ہے کہ یہی آپ کا مطلوبہ شخص ہے۔"

"تو پھر چند منٹ رکو، میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔" ایڈنا جلدی سے اُٹھتے ہوئے بولی۔

"جیسا آپ کا حکم میڈم!" موہن لال نے کہا۔

اپنی خواب گاہ میں پہنچ کر ایڈنا ڈمپل نے لباس تبدیل کیا اور ایک پستول اپنے لباس میں چھپا کر باہر نکل آئی۔ "تم، میرے ساتھ کار میں چلو گے، موہن لال!"

"جو حکم میڈم!" موہن لال نے جواب دیا... پھر اُس نے ایڈنا کی کار کا اسٹیرنگ سنبھال لیا۔ ایڈنا عقبی نشست پر بیٹھ گئی تھی۔ اس کا دل بلیوں اُچھل رہا تھا۔ اگر موہن لال کو غلط فہمی نہیں ہوئی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اُس نے شیران کو پا لیا... لیکن ابھی اُسے شیران کے حصول کے لیے بہت کچھ کرنا تھا۔ فی الحال یہی کیا کم بات تھی کہ اُسے شیران کا سُراغ مل گیا تھا۔

کار تیزی سے سڑکوں پر دوڑتی رہی پھر تھوڑی دیر بعد وہ، اس علاقے میں پہنچ گئے جہاں شیران کا مکان تھا۔ موہن لال نے اشارے سے ایڈنا ڈمپل کو اس مکان کے بارے میں بتایا۔ ایڈنا نے اُسے کار روک لینے کو کہا۔ موہن لال نے مکان سے تھوڑے فاصلے پر ایک دیوار کی آڑ میں کار روک لی۔

ایڈنا ڈمپل، سیٹ کی پُشت سے ٹیک لگا کر گہری گہری سانسیں لینے لگی پھر وہ بولی۔ "پتہ نہیں، وہ اس وقت گھر میں موجود ہے یا نہیں۔"

"اس سلسلے میں، مَیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اگر آپ کہیں تو جا کر معلوم کر لوں؟"

"اوہ، نہیں... یہ مناسب نہیں ہوگا۔ ہم انتظار کریں گے، خواہ کتنا ہی وقت صرف کرنا پڑے۔"

"جو حکم..." موہن لال نے کہا... اور پھر وہ انتظار کرنے لگے۔ تقریباً چھ گھنٹے اُنھیں مسلسل انتظار کرنا پڑا۔ یہ چھ گھنٹے بڑے صبر آزما تھے... پھر گیٹ کھلا اور کوئی شخص باہر نکل آیا۔ ایڈنا ڈمپل نے اُسے غور سے دیکھا تو اس کا دل یکبارگی دھڑک اُٹھا۔ شیران اُس کے لیے کوئی معمولی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ وہ اُسے ہر حلیے میں پہچان سکتی تھی۔ درحقیقت وہ شیران ہی تھا۔

شیران، گیٹ سے نکل کر پیدل ہی ایک طرف کو چل پڑا تھا۔ موہن لال نے پلٹ کر ایڈنا سے پوچھا۔ "آپ نے دیکھ لیا، میڈم؟"

"ہاں..."

"کیا یہ وہی ہے؟"

"ہاں... تمہاری اس تلاش پر تمھیں بہترین انعام دیا جائے گا، موہن لال!"

"شکریہ، میڈم! مجھے خوشی ہے کہ میرے ذریعے آپ کا کام ہو گیا..."

"چلو، گاڑی اسٹارٹ کرو۔ کیا تم اس طرح اس کے پیچھے چل سکتے ہو کہ نہ تو یہ نگاہوں سے اوجھل ہو اور نہ ہی اسے اپنے تعاقب کا علم ہو سکے؟" ایڈنا ڈمپل نے پوچھا۔

"میں کوشش کروں گا میڈم!"

شیران سُست رفتاری سے ایک طرف چلا جا رہا تھا۔ اُس کے انداز میں لاپروائی تھی۔ پتہ نہیں، گلبدن بائی کے کوٹھے پر وہ کیا ہنگامہ کر کے آیا تھا... لیکن وہ کسی بھی بات کو زیادہ محسوس کرنے کا عادی نہیں تھا۔ عجب بے فکرا اور لاپروا آدمی تھا... کنگ لوئی کی موت کو ایڈنا فراموش نہیں کر سکتی تھی۔ کنگ لوئی پُورا ایک قبیلہ تھا۔ اتنا خطرناک انسان تھا وہ کہ ایڈنا ڈمپل سے زیادہ اسے اور کون جان سکتا تھا۔ اُس کے علاوہ... کچھ ایسے لوگ بھی شیران کے ہاتھوں مارے گئے تھے جن پر تنظیم کو ناز تھا... اُس نے یہ بھی دیکھا تھا کہ گوشت کے ایک ٹکڑے کے لیے شیران نے ان لوگوں کو قتل کر دیا تھا، جو اُس علاقے کا زلزلہ کہلاتے تھے۔ اُس کی یہ بے باکی اور لاپروائی... اس کی بے پناہ قوت اور صلاحیتوں ہی کا نتیجہ تھی۔

اس وقت بھی وہ نہایت بے فکری سے چلا جا رہا تھا۔ اُس نے ایک بار بھی اپنے اطراف کا جائزہ نہیں لیا تھا، یہ نہیں سوچا تھا کہ وہ جو کچھ کر کے آیا ہے، اس کی وجہ سے نئے خطرات بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔

ایڈنا ڈمپل کو ایک عجیب سی اُلجھن کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ شیران کے لیے مضطرب تھی۔ فوری طور پر وہ اُس کے سامنے نہیں جا سکتی تھی۔ اس طرح شیران مشتبہ ہو سکتا تھا... پھر وہ اپنے ذہن میں ایک خاص منصوبہ ترتیب دینے لگی۔

شیران تھوڑی دیر بعد ایک کشادہ سڑک پر پہنچ گیا... وہاں اُس نے ایک ٹیکسی روکی اور اُس میں بیٹھ کر چل پڑا۔ موہن لال کو اب اس کا تعاقب کرنے میں دِقت محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

ٹیکسی مختلف علاقوں سے گزرتی ہُوئی، لال قلعے پہنچ گئی۔ وہاں شیران نے ٹیکسی سے اُتر کر کرایہ ادا کیا اور ٹہلنے والے انداز میں آگے بڑھ گیا۔ لال قلعے کے اطراف میں بھی اچھی خاصی رونق تھی۔ مختلف لوگ اِدھر اُدھر آ جا رہے تھے۔ ایڈنا ڈمپل بھی کار سے اُتر آئی اور موہن لال سے اسی جگہ انتظار کرنے اور ہر قسم کے ہنگامی واقعے کے لیے تیار رہنے کا کہہ کر آہستہ آہستہ اُس طرف بڑھنے لگی جس طرف شیران گیا تھا۔ اُس کا دل شدّت سے دھڑک رہا تھا... اب وہ اس طرح شیران کے سامنے آنا چاہتی تھی کہ اُسے، اُس پر شُبہ نہ ہو سکے۔ وہ شیران کا تعاقب کرتی رہی۔

شیران، لال قلعے کے اندر داخل نہیں ہُوا تھا بلکہ اس کے اطراف میں فٹ پاتھ پر لگے ہُوئے اسٹالوں کو دیکھتا ہُوا آگے بڑھ رہا تھا۔ اُس کے انداز میں وہی لاپروائی اور بے باکی تھی جو اُس کی فطرت کا خاصہ تھی۔

ایک جگہ ایڈنا ڈمپل کو موقع مِل گیا۔ وہ تھوڑا سا فاصلہ طے کرنے کے بعد، سامنے کی سمت سے شیران کی طرف آئی اور آگے بڑھتی ہُوئی اس کے بالکل نزدیک پہنچ گئی اور ایک اسٹال پر رُک کر یونہی چیزوں کو اُلٹنے پلٹنے لگی۔

شیران نے ایڈنا ڈمپل کو دیکھا۔ سرسری سی نگاہ تھی لیکن دوسرے ہی لمحے ایڈنا نے اُسے بُری طرح چونکتے محسوس کیا۔ وہ ششدر کھڑا رہ گیا تھا۔ ایڈنا ڈمپل کن انکھیوں سے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔ اُس کے دل میں مسرّت کی لہریں اُٹھ رہی تھیں۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی تھی۔ شیران پاگلوں کے سے انداز میں اُسے گھور رہا تھا... پھر جب ایڈنا، اسٹال سے چند چیزیں خرید کر پلٹی تو اُس نے شیران پر ایک اُچٹتی سی نگاہ ڈالی اور آگے بڑھ گئی۔

شیران اُس کے پیچھے چل پڑا تھا۔ ایڈنا ڈمپل تھوڑی دیر تک اِدھر اُدھر اسٹالوں پر پھرتی رہی۔ شیران مسلسل اُس کے تعاقب میں تھا... پھر ایڈنا اپنی کار کے نزدیک پہنچ گئی۔ موہن لال بھی صُورتِ حال کا جائزہ لے چکا تھا۔ اُسے حیرت تھی کہ وہ شخص کیلاشی کے پیچھے پیچھے کیوں آ رہا ہے؟ اگر وہ، کیلاشی کو جانتا ہے تو اُس نے اُس سے بات کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟ بہرطور یہ سب کچھ سوچنا اُس کا کام نہیں تھا۔

ایڈنا ڈمپل کار میں آ بیٹھی اور آہستہ سے موہن لال سے بولی "موہن لال! وہ میری طرف متوجہ ہو چکا ہے۔ گاڑی اسٹارٹ کر دو اور اُسے اتنا موقع دو کہ وہ خود بھی کوئی سواری تلاش کر سکے۔"

"اوہ، میڈم! کیا وہ آپ کا تعاقب کرے گا؟"

"ہاں۔" ایڈنا ڈمپل نے جواب دیا۔

موہن لال نے گردن ہلائی اور گاڑی کو سیلف لگانے لگا۔ ایڈنا نے کن انکھیوں سے دیکھا۔ شیران بے چینی سے کسی سواری کی تلاش میں اِدھر اُدھر نگاہیں دوڑا رہا تھا لیکن قرب و جوار میں سواری موجود نہیں تھی۔ موہن لال کو بھی احساس ہو گیا کہ اُسے سواری تلاش کرنے میں دِقت پیش آئے گی۔ چنانچہ اُس نے سیلف بند کیا اور نیچے اُتر کر کار کا بونٹ اُٹھا دیا اور خواہ مخواہ سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگا۔ شیران وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اُسے ٹیکسی نظر آ گئی اور اُس نے جلدی سے اشارہ کر کے روک لیا۔ پھر وہ ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ ایڈنا ڈمپل نے معنی خیز انداز میں مُسکراتے ہُوئے گردن ہلا دی۔

"ٹھیک ہے، موہن لال! بس اب چلو، اس طرح کہ اُسے ہمارا تعاقب کرنے میں دِقت محسوس نہ ہو۔"

موہن لال نے اثبات میں سر ہلایا اور کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی... اور شیران کی ٹیکسی، اُن کا تعاقب کرنے لگی... پھر ٹیکسی اُن کی کار کے پیچھے پیچھے اس عمارت تک پہنچ گئی جہاں ایڈنا ڈمپل کا قیام تھا۔ چوکیدار نے گیٹ کھولا اور کار کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی۔ ایڈنا ڈمپل کار سے اُتر آئی اور موہن لال سے مخاطب ہُوئی۔

"ٹھیک ہے، موہن لال! اب تم آرام کرو لیکن ابھی یہاں سے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ممکن ہے، مجھے تمہاری ضرورت پیش آئے۔"

موہن لال نے گردن جُھکا دی اور ایڈنا ڈمپل اندر چلی گئی... اور ڈرائنگ رُوم میں پہنچ کر وہ کھڑکی کھول دی جس سے گیٹ نظر آتا تھا۔ پردے کی اوٹ میں کھڑی ہو کر وہ باہر دیکھنے لگی۔ پتہ نہیں ٹیکسی وہاں رُکی تھی یا نہیں؟ شیران اب اس سلسلے میں کیا اقدام کرے گا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ اُس نے گیٹ پر شیران کو چوکیدار سے باتیں کرتے دیکھا۔

چوکیدار اُسے کچھ بتا رہا تھا... پھر وہ اسے اپنے ساتھ لیے ہُوئے برآمدے کی طرف آنے لگا۔ ایڈنا ڈمپل خوشی سے بے قابو ہُوئی جا رہی تھی... تھوڑی دیر بعد، موہن لال نے برآمدے میں شیران کا استقبال کیا اور پھر وہ اسے ساتھ لیے ہُوئے ڈرائنگ رُوم کی طرف چل پڑا۔

ایڈنا ڈمپل سنبھل کر بیٹھ گئی تھی اور ہر لمحہ آہٹوں کی منتظر تھی۔ چند ہی لمحوں کے بعد ڈرائنگ رُوم کے دروازے پر دستک ہوئی اور موہن لال نے اندر داخل ہو کر کہا "میڈم! ایک صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں بہت ضروری کام ہے۔"

"بُلاؤ، کون ہے؟" ایڈنا ڈمپل نے حتی الامکان لہجہ اور آواز بدل کر کہا اور چند لمحوں کے بعد شیران اندر داخل ہو گیا۔

اُس کا چہرہ سُرخ ہو رہا تھا اور اس کے انداز میں بھی ہیجان پایا جاتا تھا۔ وہ اندر پہنچ گیا پھر اس نے واپس مُڑ کر موہن لال سے کہا "ٹھیک ہے! اب تم جاؤ، میں میڈم سے بات کروں گا۔"

"آیئے مسٹر! افسوس ہے، میں آپ کو نہیں پہچان سکی۔ تشریف رکھیے۔" اُس نے مہذب لہجے میں شیران سے کہا لیکن شیران اپنی جگہ کھڑا اُسے گھورتا رہا تھا۔ ایڈنا ڈمپل نے چونکنے کی اداکاری کی اور پھر تعجب سے بولی "کیا بات ہے؟ آپ کون صاحب ہیں اور مجھ سے کیا کام ہے؟" اُس نے اپنے انداز کو حتی الامکان ایراوتی سے مشابہہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ شیران پتھر کے بُت کی طرح ساکت و جامد کھڑا تھا۔ ایڈنا ڈمپل خود ہی چند قدم آگے بڑھ کر اُس کے نزدیک پہنچ گئی اور بے چین لہجے میں بولی۔

"مسٹر! میں آپ سے پوچھ رہی ہُوں کہ آپ کیوں مجھ سے ملنے آئے تھے؟"

"تم زندہ ہو... زندہ ہو تم...!" شیران کی بھرائی ہوئی آواز اُبھری۔

"جی! کیا میں آپ کو مُردہ نظر آ رہی ہُوں؟ کیا مطلب ہے آپ کا؟"

"اوہ نہیں، نہیں... تم... تم ایراوتی ہو نا؟" شیران نے بھرائے ہوئے لہجے میں پوچھا اور ایڈنا ڈمپل نے چونکنے کی اداکاری کی۔

"ایراوتی... ایراوتی کو تم کیسے جانتے ہو، کیا تم اس کے شناسا ہو؟"

"تم کون ہو... جو میں پوچھ رہا ہُوں اُس کا جواب دو؟"

"میرا نام کیلاشی ہے لیکن تم نے ایراوتی کا نام کیوں لیا؟"

"کیا تم کسی ایراوتی کو جانتی ہو؟" شیران نے بے چینی سے پوچھا۔

"ہاں کیوں نہیں، وہ میری بہن تھی۔ ہرن پورہ میں رہتی تھی۔ وہ پورا علاقہ ہماری ملکیت تھا... لیکن تھوڑے دن قبل... تھوڑے دن قبل ایک منحوس دن مجھے اس کے قتل کی اطلاع ملی۔ وہ ختم ہو گئی بے چاری...!"

"اوہ تم ایراوتی کی بہن ہو؟" شیران نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں میرا نام کماری کیلاشی ہے۔"

"لیکن ایراوتی نے تو کبھی تمہارا تذکرہ نہیں کیا!"

"کیا مطلب... کیا تم مجھ سے اپنا تعارف نہیں کراؤ گے؟ بیٹھ جاؤ، عجیب انسان ہو، مجھ سے ملنے بھی آئے ہو اور یہاں اس طرح کھڑے ہوئے ہو جیسے بیٹھنا پسند نہیں کرو گے۔"

"او ہو نہیں، نہیں یہ بات نہیں!" شیران نے چونک کر کہا اور پھر ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ ایڈنا ڈمپل اس کے بالکل سامنے آ بیٹھی تھی پھر اُس نے کہا "تم میری بہن کے شناسا کیسے ہو؟"

"پہلے تم یہ بتاؤ کہ ایراوتی نے مجھ سے تمہارا تذکرہ کیوں نہیں کیا تھا؟"

"بھلا میں کیا بتا سکتی ہُوں، میں تو یہ بھی نہیں جانتی کہ ان سے تمہارے کیسے تعلقات تھے۔ ممکن ہے، تمہارے تعلقات ان سے اتنے گہرے نہ ہوں کہ انھوں نے تم سے میرا تذکرہ کرنا ضروری سمجھا ہو۔"

"نہیں میرے ان سے بہت گہرے تعلقات تھے۔ میرا نام شیران ہے۔"

"شیران... لیکن مسٹر میں نے یہ نام کبھی نہیں سُنا۔ دراصل میں

تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ میری بہن مجھ سے ناراض رہتی تھی اور بہت عرصے سے ہماری ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ میں بھی بڑی بدنصیب ہوں، مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ اس طرح مجھ سے ہمیشہ کے لیے روٹھ جائے گی، ورنہ میں خود ہی اسے منا لیتی۔ بس ایک چھوٹی سی بات پر ہم دونوں میں اختلاف ہو گیا تھا۔ میں یہاں رہتی تھی اور وہ وہاں... اس کا کہنا تھا کہ میں بھی ہرن پورہ ہی آجاؤں لیکن میں دہلی نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔ یہ اختلاف ہمارے درمیان اس قدر بڑھا کہ اس نے ایک بار مجھے بہت سخت سست کہا کہ اور کہا کہ آیندہ وہ میری شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرے گی۔ اس کے بعد سے میری اس سے کوئی ملاقات نہیں ہوئی اور اس بات کو بھی تقریباً تین سال گزر چکے ہیں۔

"اوہ... اوہ! تمھیں معلوم ہے کہ ایرادتی کو قتل کر دیا گیا!"

"ہاں، یہ اطلاع مجھے مل گئی تھی۔"

"اس کے بعد بھی تم ہرن پورہ نہیں گئیں۔"

"گئی تھی۔ وہاں جا کر میں نے اپنی بہن کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ پتہ نہیں کون بدبخت تھی وہ جس نے اُسے قتل کر دیا، سنا ہے کوئی عورت ہی تھی۔"

"میں اس عورت کو جانتا ہوں، میں اُس کی تلاش میں ہوں۔"

"مگر مسٹر شیران آپ کے ایرادتی سے کیسے تعلقات تھے؟"

"وہ... وہ بہت کچھ تھی میرے لیے... ہم دونوں ساری زندگی کا ساتھ قبول کر چکے تھے۔ میں نے زندگی میں پہلی بار کسی عورت سے متاثر ہو کر اُسے اپنی بیوی بنانے کا فیصلہ کیا تھا۔ یعنی تم... اگر یہ سب کچھ ہو جاتا تو میں تمہارا بہنوئی ہوتا۔"

ایڈنا ڈمپل عجیب سی نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگی پھر اُس نے گردن جھکا کر کہا: "مجھے افسوس ہے کہ اس سلسلے میں مجھے کچھ نہیں معلوم ہوا اور مجھے یہ بھی افسوس ہے کہ تم دونوں یکجا نہ ہو سکے۔ ویسے مسٹر شیران آپ میری بہن کی حفاظت نہ کر سکے۔ کوئی بھی اس کی حفاظت نہ کر سکا۔ کاش اس کی حفاظت کا مناسب بندوبست ہوتا۔" ایڈنا ڈمپل کے حلق سے سسکیاں اُبھرنے لگیں۔

شیران بے چینی سے اپنی جگہ سے اُٹھا اور اس کے نزدیک آ کر بیٹھ گیا۔ "میں تمہارے لیے ایک اجنبی آدمی ہوں کاری کیلاشی... لیکن حیرت انگیز بات ہے، بالکل اتفاقیہ بات ہے کہ ایک ایسا رشتہ ہمارے، تمہارے درمیان نکل آیا جسے کسی بھی طور نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ میں تمھیں بتاؤں، میں لال قلعے سے تمہارے پیچھے آ رہا ہوں، میں نے وہیں تمھیں دیکھا تھا۔"

"اوہ ہاں، شاید میری نگاہ بھی تم پر پڑی تھی لیکن میں نے اس بات پر غور بھی نہیں کیا لیکن تم... تم... اوہ میں سمجھ گئی چونکہ تمھیں میرے بارے میں علم نہیں تھا اس لیے تم میرے پاس نہیں آئے اور جب تم نے مجھے دیکھا تو شاید ایرادتی ہی سمجھے تھے۔"

"ہاں، بہت معمولی سا فرق ہے تم میں اور اس میں، بہت ہی معمولی سا فرق ہے۔ تمہاری شکل دیکھ کر میرے ذہن کے تار جھنجھنا اُٹھے ہیں۔ کیلاشی میں اپنے بارے میں تمھیں کوئی تفصیل بتانا ضروری نہیں سمجھتا۔ تمھیں اس سے کوئی فائدہ بھی نہیں ہوگا۔ میں ساری زندگی کسی سے متاثر نہیں ہوا لیکن ایرادتی وہ عورت تھی جس نے مجھے رنگین خواب دکھلائے اور جب اُسے قتل کر دیا گیا تو مجھے بہت دُکھ ہوا۔ کاری کیلاشی! رانی ایرادتی کو میں کبھی اپنے ذہن سے نہیں نکال سکتا، یہ دوسری بات ہے کہ میں وقت اور ماحول کے ساتھ ڈھل جانے کا خواہش مند ہوں۔ میری دلی خواہش تھی کہ میں ایڈنا ڈمپل کو تلاش کر کے قتل کر دوں۔ یہ خواہش ابھی تک پوری نہیں ہو سکی لیکن ایک نہ ایک دن ضرور پوری ہو جائے گی۔ میں اسے ضرور تلاش کر لوں گا اور جب بھی وہ مجھے مل گئی میں اُسے قتل کر دوں گا۔ یہ میرا عہد ہے۔"

"میں تمہارے ساتھ شامل ہوں مسٹر شیران، واقعی اب تو تم سے بڑی ذہنی قربت محسوس ہو رہی ہے۔ تم دہلی کب آئے، ٹھہرے کہاں، یہ بتاؤ کیا پیو گے؟"

"کچھ نہیں، تمھیں دیکھ کر طبیعت کچھ اس طرح نڈھال ہو گئی ہے کہ کچھ کھانے پینے کو جی نہیں چاہتا۔"

"میں بھی تمہاری ہی طرح مغموم ہوں۔ بہت عرصے کے بعد میری بہن کا ذکر اس طرح میرے کانوں میں آیا ہے اور تم ان میں سے ہو جو میری بہن کے مرکزِ نگاہ تھے۔ ہاں مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں ہے مسٹر شیران! تم میرے لیے بے حد قابلِ احترام ہو۔" ایڈنا ڈمپل نے چالاکی سے کہا۔ وہ بے حد جذباتی اداکاری کر رہی تھی۔

شیران ٹکٹکی باندھے اسے دیکھے جا رہا تھا۔ بالکل ویسا ہی قد، بہت ہی خوبصورت تھی یہ عورت... بالکل ایرادتی کی مانند... اگر اس کے ساتھ کھڑی ہو جاتی تو پہلی نگاہ میں ان میں فرق کرنا مشکل ہو۔ دفعتاً شیران نے پوچھا۔ "تم ایرادتی کی جڑواں بہن ہو؟"

"نہیں، میں اس سے ایک سال چھوٹی ہوں۔" ایڈنا ڈمپل نے ...

"اس کے باوجود تم دونوں میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ بس گہری نگاہ سے دیکھا جائے تو ایک معمولی سا فرق محسوس ہوتا ہے۔"

"ہاں، سب کا یہی کہنا ہے کہ میں اپنی بہن سے بہت مشابہ ..."

"یہاں تمہارے ساتھ اور کون کون رہتا ہے؟"

"کوئی نہیں... بس میرے ملازمین ہیں اور میں ہوں۔ ہم دونوں

بہنوں کا ایک دوسرے کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔"

"اوہ! اس کا مطلب ہے تم یہاں تنہا ہو؟"

"بالکل تنہا ہوں۔"

"تم نے شادی نہیں کی؟" شیران نے پوچھا۔

"نہیں، یہ کام میری بڑی بہن کا تھا، وہی میرے لیے اس سلسلے میں آخری فیصلہ کر سکتی تھی۔ میں نے کبھی اس کے بارے میں سوچا بھی نہیں۔" ایڈنا ڈمپل نے جواب دیا۔

"تم سے مل کر خوشی بھی ہوئی اور افسوس بھی... افسوس اس لیے کہ تمہاری شکل ایک ایسی شخصیت کی یاد دلاتی ہے، جو میرے دل سے بے حد قریب تھی۔ میں نے اور اُس نے ساتھ ساتھ زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا تھا... اگر یہ حادثہ نہ ہو جاتا تو ہم دونوں یکجا ہو جاتے اور میں باقی زندگی ہرن پورہ میں ہی گزار دیتا۔ ایرادتی سے ملنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا تھا کہ اب زندگی کے دوسرے ہنگامے ترک کر دیے جائیں اور سکون سے کچھ وقت گزار دیا جائے۔ میں خود بھی اپنی نسل بڑھانا چاہتا تھا لیکن شاید..." شیران مضمحل انداز میں ہنس پڑا۔ ایڈنا ڈمپل گہری نگاہوں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے اپنا مقصد پا لیا تھا لیکن یہ بات اس کے ذہن میں کچوکے لگا رہی تھی کہ وہ اپنے طور پر شیران کو کبھی حاصل نہیں کر سکتی۔ اس کے ذہن سے یہ خیال مٹانا مشکل ہی ہوگا۔ ایڈنا ڈمپل کے بارے میں اُس نے جو الفاظ کہے تھے اس سے ایڈنا ڈمپل نے اپنی حیثیت کا اندازہ لگا لیا تھا کبھی بھی اگر وہ ایڈنا ڈمپل کی حیثیت سے شیران کے سامنے آ جائے تو شیران اس کے ٹکڑے اُڑا دے گا۔ یہ بات معمولی نہیں تھی لیکن ایڈنا ڈمپل جیسی عورت ہی یہ فیصلہ بھی کر سکتی تھی کہ وہ ساری زندگی شیران کو احمق بنائے رکھے گی۔ اس کی زندگی میں اب شیران کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ اس کے حصول کے لیے وہ سب کچھ کر سکتی تھی چنانچہ اُس نے اپنے اس جذبے کو مار لیا اور پوری خندہ پیشانی سے شیران سے گفتگو کرتی رہی۔ شیران نے وہاں سے واپس جانے کی خواہش کی تو اس نے بڑے غم زدہ لہجے میں کہا۔ "میں اس قدر اجنبی بھی نہیں ہوں۔ آپ کے لیے مسٹر شیران، واسطہ کسی بھی طریقے سے پڑا ہو لیکن کیا آپ اس طرح مجھے نظرانداز کر کے چلے جائیں گے؟" شیران نے گہری نگاہوں سے اُسے دیکھا پھر بولا۔

"میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں کاری کیلاشی؟"

"کچھ نہیں کر سکتے، تھوڑا سا ساتھ تو دے سکتے ہیں۔"

"بس میں اُلجھ گیا ہوں۔ اپنے آپ میں کچھ عجیب سے احساسات میرے ذہن میں پیدا ہونے لگے ہیں۔"

"مجھے اس کے بارے میں نہیں بتائیں گے۔"

"نہیں، مناسب نہیں ہوگا۔"

"خیر نہ سہی، یہ تو وعدہ کیجیے کہ ملاقاتیں ہوتی رہیں گی... ملتے رہیں گے۔"

"ہاں... ہاں کیوں نہیں، میرا خیال ہے، میں خود بھی تمھیں نظرانداز نہیں کر سکتا۔"

"تو ابھی نہ جائیے، آج تھوڑا وقت میرے ساتھ ہی گزار دیجیے، میں آپ کی شکرگزار ہوں گی۔"

"تمھیں تکلیف ہوگی۔" شیران نے کہا۔

"نہیں... مجھے جس قدر مسرت ہوئی ہے آپ سے مل کر، میں بیان نہیں کر سکتی، پتہ نہیں کیوں ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے آپ سے شناسا ہوں، آپ یقین کیجیے مسٹر شیران! میں نے کبھی کسی سے اتنی قربت محسوس نہیں کی۔ یہ چند لمحے میرے لیے بڑے عجیب ہیں، میں خود بھی اپنے اس جذبے کو کوئی نام نہیں دے سکتی۔" شیران نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ایڈنا ڈمپل گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ شیران اپنی شخصیت کے خلاف اس وقت بہت ہی نرم خو نظر آ رہا تھا، ورنہ اس وحشی جانور میں یہ گداز کہاں تھا۔

شیران نے کافی وقت اس کے ساتھ گزارا۔ انھوں نے رات کا کھانا ایک ساتھ ہی کھایا اور پھر کھانے کے بعد تھوڑی دیر تک شیران اس کے ساتھ بیٹھا مختلف موضوعات پر گفتگو کرتا رہا پھر اُٹھتا ہوا بولا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں۔ کل دن میں کسی وقت تم سے ملاقات کروں گا۔"

"ایک بات تو میں نے آپ سے پوچھی ہی نہیں مسٹر شیران! آپ یہاں دہلی کب آئے؟"

"زیادہ عرصہ نہیں ہوا، میں یہیں ایک علاقے میں ایک مکان لے کر رہ رہا ہوں۔ ویسے یہ بھی شاید میری زندگی کا پہلا ہی موقع ہے کہ میں نے اپنے لیے کوئی باقاعدہ ٹھکانہ تلاش کیا ہے، ورنہ اس سے پہلے میں زندگی میں ٹھہراؤ کا قائل نہیں تھا۔" ایڈنا ڈمپل گہری نگاہوں سے اُسے دیکھتی رہی پھر اُس نے بھاری لہجے میں کہا۔

"میں تمہارا انتظار کروں گی شیران! پتہ نہیں کیوں تم نے میرے ذہن میں عجیب سے احساسات جگا دیے ہیں کیا تم میرے ان احساسات کی پذیرائی کرو گے؟"

"میں تم سے دوسری ملاقات کروں گا، کاری کیلاشی! اب مجھے اجازت دو۔" شیران وہاں سے نکل آیا۔ ایڈنا ڈمپل اُسے باہر تک چھوڑنے آئی تھی پھر اُس نے موہن لال سے کہا۔ "موہن لال تم جاؤ اور شیران صاحب کو بصد احترام ان کی رہائش گاہ تک چھوڑ آؤ۔"

"بہتر میڈم! آپ مطمئن رہیے۔" موہن لال نے گردن خم کر کے

کہا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ شیراں کو لے کر روانہ ہو گیا۔ ایڈنا ڈمپل اپنی جگہ کھڑی تاریکی میں گم ہوتی ہوئی سُرخ روشنی کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے ذہن میں طرح طرح کے خیالات آ رہے تھے۔ اس وقت اس کی دِلی خواہش یہ تھی کہ شیراں اب اس کے پاس سے کہیں نہ جائے لیکن وہ جانتی تھی کہ اس کی یہ کوشش شیراں کو مشتبہ کر دے گی۔ دراصل ایڈنا ڈمپل کو شیراں کی شخصیت کا بخوبی اندازہ تھا۔ وہ جانتی تھی کہ اس درندے کو قابو کرنے کے لیے انتہائی ذہانت اور چالاکی سے کام لینا ہو گا اور اگر اسے ذرا بھی شُبہ ہو گیا تو پھر خود اُس کی اپنی ہی خیر نہیں تھی وہ اپنے آپ پر ہنسنے لگی۔ زندگی میں پتہ نہیں کیا کچھ کیا تھا لیکن اس آخری وقت میں وہ کسی ایسی اُلجھن کا شکار ہو جائے گی اور اسے اپنی محبت کو حاصل کرنے کے لیے یہ سب کچھ کرنا پڑے گا یہ کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ اپنے بارے میں... غور کرتی تو اسے خود پر جھنجلاہٹ محسوس ہوتی آخر وہ ایک انسان کے لیے اس قدر پاگل کیوں ہو گئی ہے لیکن شاید انسان اسی کا نام ہے۔ کسی کو نہ محسوس کرے تو ساری زندگی نہ محسوس کرے اور جب محسوس کرے تو اس احساس کے علاوہ اس کا سرمایہ اور کچھ نہیں رہ جاتا۔ آہستہ قدموں سے چلتی ہوئی وہ اپنے ڈرائنگ رُوم میں آ گئی اور کھڑکی سے باہر نگاہ جما دی جہاں بے کراں تاریکی کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

❋

بادشاہ خان نعمان خان کو لے کر ہرن پورہ پہنچ گیا تھا۔ اس علاقے کے مکمل اختیارات نعمان خان کے پاس تھے اور فلینگ اور ہکسن اس کے معاون کی حیثیت سے اس کی ہر خدمت بجا لانے کے لیے تیار تھے۔

بادشاہ خان کو صُورتِ حال کے بگڑنے کا احساس ہو رہا تھا۔ درحقیقت وہ خود بھی بے حد بددل ہو گیا تھا۔ شیراں نوان کے لیے ایک ایسا ناسور بن گیا تھا جس کا کوئی علاج ہی نہیں تھا۔ بار بار وہ ان کے خلاف کامیابی حاصل کر کے نکل جاتا تھا اور وہ اس کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ یہ کیفیت بادشاہ خان کے لیے بے حد ناخوشگوار تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ شیراں کے خلاف کیا کرے، کس طرح اسے قابو میں کر کے پیس ڈالے۔ نعمان خان کی کیفیت بُری طرح بگڑی ہوئی تھی۔ اس نے ہرن پورہ پہنچ کر اپنے آپ کو ایک کمرے میں بند کر لیا تھا اور اب چوبیس گھنٹے ہو چکے تھے۔ اُس نے کچھ کھایا تھا اور نہ ہی پیا تھا۔ بادشاہ خان کئی بار اس کے کمرے کے دروازے پر دستک دے کر اُسے پکار چکا تھا لیکن نعمان خان نے کہہ دیا تھا کہ وہ آرام کرنا چاہتا ہے۔ اس وقت بھی رات کا تقریباً ایک بجا تھا۔ بادشاہ خان اس کے لیے پریشان تھا۔ نعمان خان کے کمرے میں روشنی ہو رہی تھی۔ بادشاہ اپنے کمرے کے دروازے سے بیٹھا بار بار اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

پھر دفعتاً اُس نے نعمان خان کے کمرے کا دروازہ کھلتے دیکھا۔ نعمان خان باہر نکل آیا تھا۔ بادشاہ خان نے خود بھی اپنی جگہ چھوڑ دی اور اُس کے قریب پہنچ گیا۔

"نعمان خان! کہاں جا رہے ہو؟"

"اوہ بابا خان... بابا خان... مَیں پاگل ہو رہا ہُوں۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میری ذہنی صلاحیتیں ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ بابا خان مَیں اِس قابل نہیں ہُوں کہ اس دُنیا میں رہوں۔ مَیں اپنی زندگی کا صرف ایک مقصد سمجھتا ہُوں۔ شیراں کی تلاش اور اُس کی موت۔ اس کے علاوہ مجھے افسوس ہے، بابا خان کہ مَیں کوئی اور کام کرنے کے قابل خود کو نہیں پا..."

"نعمان خان! مَیں نے مسلسل سیہ رام سے رابطہ قائم کر رکھا ہے۔ مقامی حکومت ہمارے ساتھ بھرپُور تعاون کر رہی ہے۔ اب تو تم موقع سے واقف ہو چکے ہو۔ جانتے ہو کہ تنظیم کتنے بڑے مقصد کے لیے یہاں کام کر رہی ہے اور اس مقصد کی کامیابی کی ذمّے داریاں تمھارے شانوں پر ڈال دی گئی ہیں۔ کیا تم یہ ثابت کرنا چاہتے ہو کہ تم ان ذمّے داریوں کو اُٹھانے کے قابل نہیں ہو؟"

"مَیں یہ ثابت نہیں کرنا چاہتا بابا خان بلکہ اس کا اعلان کرنا چاہتا ہُوں کہ مَیں اس منصب کو نہ سنبھال سکوں گا۔ واقعی مَیں محسوس کر رہا ہُوں بابا خان کہ مَیں ان کارروائیوں کے لیے ایک ناکارہ آدمی ہُوں۔ وہ شخص جو ایک آدمی کو گرفتار نہ کر سکے، وہ جو ایک آدمی کو حاصل نہ کر سکے کیا وہ اتنی بڑی ذمّے داری اُٹھانے کے قابل ہے؟"

"یہ تمھارا وقتی جنون ہے نعمان خان! تمھیں رزاق خان کی ہلاکت پر جتنا صدمہ ہے، مَیں تمھاری دِلی کیفیت سمجھتا ہُوں لیکن بیٹے زندگی اسی کا نام ہے۔ ہم نے بہت سے صدمے برداشت کیے ہیں۔ ہمیں رزاق خان کے صدمے کو بھی برداشت کرنا ہو گا۔ بڑا مقصد حاصل کرنے کے لیے چھوٹے مقصد کو نظر انداز کرنا پڑتا ہے۔ مَیں جانتا ہُوں کہ رزاق خان کی موت کوئی چھوٹی بات نہیں ہے لیکن اگر دُشمن ہمارے سامنے ہو تو ہم اُس کے خلاف سب کچھ کر سکتے ہیں۔ شیراں کو تلاش کرنا پڑے گا۔ تم ابھی ہندوستان ہی میں ہو۔ ہماری ہر طرح سے معاونت کی جا رہی ہے۔ وہ یہاں سے باہر نہیں نکل سکے گا۔ ہم نے مکمل طور پر انتظامات کر لیے ہیں۔ انتظار کرو نعمان خان! اُس وقت کا انتظار کرو جب وہ ہمارے قابو میں آ جائے۔"

"یہ انتظار شاید ہمیں ساری عمر ہی کرنا پڑے گا بابا خان! مَیں چاہتا ہُوں کہ واپس وہیں چلا جاؤں۔ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ مَیں نے یہاں آ کر غلطی کی ہے۔ مَیں وہیں جا کر اسے تلاش کرنا چاہتا ہُوں، اب تو میری زندگی کا صرف ایک ہی مقصد رہ گیا ہے۔ خود مر جاؤں یا اُسے ہلاک کر دوں۔" بادشاہ خان لاجواب سا ہو کر نعمان خان کی شکل دیکھنے لگا پھر اُس نے کہا۔

"نعمان خان میرے بچے! مَیں نے اتنی دولت کمائی ہے کہ تُو اور تیرے تمام بھائی ساری زندگی اُسے خرچ کریں تو کبھی ختم نہ ہو۔ دولت دوسری چیز ہوتی ہے اور منصب دوسری چیز... مَیں پہاڑوں میں تجھے وہ مقام دلانا چاہتا تھا جو میری آرزو ہے۔ مَیں تو ضعیف ہو چکا ہُوں اور قریب المرگ ہُوں۔ موت کسی بھی وقت میرا دامن تھام سکتی ہے لیکن مَیں فیروز خان کی نسل کو پہاڑوں کا حکمران دیکھنا چاہتا ہُوں۔ تنظیم جن اغراض و مقاصد کے لیے کام کر رہی ہے وہ بہت وسیع ہیں۔ مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ جب وہ پہاڑوں میں آپریشن شروع کریں گے تو مجھے وہاں کی حکمرانی دی جائے گی۔ مَیں اپنے طور پر یہ سب کچھ اپنے لیے نہیں حاصل کرنا چاہتا بلکہ اس کے لیے مَیں نے ہمیشہ چشم تصور میں تجھے سامنے رکھا ہے۔ نعمان خان میری یہ آخری خواہش پوری ہو لینے دے میرے بچے اس کے بعد مَیں نہیں کہہ سکتا کہ مَیں اپنے دل میں کبھی کوئی اور خواہش پیدا کرنے کے لیے زندہ رہوں گا یا نہیں۔ مَیں تجھے ایک مشورہ دیتا ہُوں، نعمان خان! اگر تُو پسند کرے تو اسے قبول کر لے... اگر تو محسوس کرتا ہے کہ تُو یہاں رہ کر یہ تمام ذمّے داریاں نہیں سنبھال سکتا تو پھر میرے ساتھ بنکاک چل، مَیں تیرے سلسلے میں تنظیم کے ہیڈ کوارٹر سے بات کیے لیتا ہُوں اور اس سے ہدایت لیے لیتا ہُوں۔ جیسی بھی تنظیم کی طرف سے ہدایت ملے گی تجھے وعدہ کرنا ہو گا کہ تُو بھی اس پر عمل کرے گا۔"

"اور بابا! شیراں کو ایسے ہی چھوڑ دوں!"

"نہیں بیٹے... اگر تو محسوس کرے کہ شیراں کی تلاش کے لیے ہماری کارروائیوں میں کچھ کمی ہے تو بے شک تجھے اختیار ہے کہ تو ہمیں ہدایت دے۔ مَیں اس سلسلے میں وائی تھری ڈیپارٹمنٹ سے آخری گفتگو کرنے کا خواہش مند ہُوں اور اگر تُو پسند کرے تو خود بھی میرے ساتھ چل۔" نعمان خان چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر اُس نے گردن ہلا کر کہا۔

"ٹھیک ہے بابا خان! آپ یہ کام بھی کر لیں لیکن مجھے اس کے کچھ نتائج نکلتے نہیں محسوس ہوتے۔"

"اگر کوئی ایسی ترکیب میرے ذہن میں ہوتی بیٹے جس کے ذریعے ہم شیراں سے اپنا انتقام لے سکتے تو مَیں فوراً اس پر عمل کرتا لیکن ابھی وہ ہماری نگاہوں کے سامنے نہیں ہے۔ سیہ رام اسے تلاش کر رہا ہے۔ تُو جانتا ہے، وہ معمولی شخصیت کا مالک نہیں ہے۔ اتنے بڑے ملک کی سیکرٹ سروس کنٹرول کر رہا ہے۔ کیا تیرے خیال میں وہ شیراں کو تلاش کرنے میں ناکام رہے گا۔ اس میں کچھ وقت ضرور لگ رہا ہے نعمان خان... لیکن آنے والا وقت ہمیں خوشخبری ہی سُنائے گا۔"

"آہ... میرے لیے اب کوئی خوشخبری نہیں رہی ہے۔ بابا خان تاہم مَیں تم سے اتنا بُرا بھلا کہہ چکا ہُوں کہ مجھے خود اپنے الفاظ پر شدید شرمندگی ہے۔ مَیں تمھارا دل نہیں توڑوں گا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ جنون کے عالم میں، مَیں بہت کچھ بک گیا تھا تمھارے لیے لیکن میرا ابھی تو اس دُنیا میں سوائے تمھارے اور کوئی نہیں ہے جیسا تم پسند کرو۔"

"میرے بچے، مَیں خود بھی اتنا ہی مغموم ہُوں تو کیا سمجھتا ہے۔ تم میرے ستون ہو تم لوگ اور ستون اُکھڑ جائیں تو عمارت کمزور ہوتی چلی جائے گی۔ یہ داغ تجھ سے زیادہ میرے سینے میں ہے اور مَیں اسے فراموش نہیں کر سکتا۔" بادشاہ خان، نعمان کو لیے ہوئے اس تہ خانے میں آیا جہاں ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ وسیع حیطۂ عمل کے اُس ٹرانسمیٹر پر اُس نے تنظیم کے ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کرنا شروع کر دیا۔ ابتدائی مراحل سے گزرنے کے بعد اُسے وائی تھری ایٹ سے گفتگو کرنے کا موقع مل گیا اور چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے وائی تھری ایٹ کی آواز سُنائی دی۔

"ہیلو! نعمان خان، کیا بات ہے؟"

"نعمان خان نہیں، مَیں بادشاہ خان بول رہا ہُوں وائی تھری ایٹ...؟"

"اوہ بادشاہ خان مجھے علم ہُوا ہے کہ تم بھی وہیں موجود ہو۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"صرف اتنا ہی علم ہُوا ہے یا اس سے زیادہ بھی کچھ علم ہو چکا ہے۔" بادشاہ خان نے سوال کیا۔

"ہاں، مَیں تنظیم کے کسی بھی مسئلے سے ناواقف نہیں رہتا۔ مجھے اس بات کا پتہ چل گیا ہے کہ دہلی میں رزاق خان کو شیراں خان کے ہاتھوں قتل ہونا پڑا ہے۔ رزاق خان، نعمان خان کا بھائی ہے، نا؟"

"ہاں... اور یہ قتل شیراں کے ہاتھوں ہی ہُوا ہے!"

"ہاں، مَیں کہہ چکا ہُوں مجھے علم ہے!"

"مجھے بھی کچھ کہنے کی اجازت دی جائے۔ مَیں شکایت کرنا چاہتا ہُوں جناب کہ ہمارے ذاتی مسئلے میں اس حد تک دلچسپی نہیں لی گئی جس حد تک لی جانی چاہیے تھی۔"

"مجھے تم سے اختلاف ہے، بادشاہ خان! کیا مَیں نے تنظیم کے تمام ارکان کو اور خود تمھیں اس بات کی اجازت نہیں دی تھی کہ تم شیراں کو تلاش کرو اور اسے میرے پاس پہنچا دو۔ مَیں نے تم سے وعدہ بھی کیا تھا کہ اس سے جو انتقام لیا جائے گا تمھارے ہاتھوں ہی لیا جائے گا۔ مَیں بس اسے ایک خاص مقصد کے تحت حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن کیا تم، بات

1

کا اعتراف نہیں کرو گے بادشاہ خان کہ تم خود بھی اس کی تلاش میں اور اسے حاصل کرنے میں ناکام رہے ہو اور وہ پھر تم پر ایک کاری ضرب لگا کر نکل گیا ہے۔ مجھے بتاؤ بادشاہ خان کہ ایسے آدمی کے لیے تم یہ کیوں تصور کرتے ہو کہ ہم اسے فوراً پلیٹ میں سجا کر تمہارے سامنے پیش کر دیں گے۔ ہاں... تم سے یہ بات آج بھی کہی جاتی ہے کہ شیران کی تلاش تنظیم کے اُن تمام اغراض و مقاصد میں سے ایک ہے جن کے لیے وہ کام کر رہی ہے اور بہت جلد کسی نہ کسی طور اس کو گرفتار کر کے قابو میں کر لیا جائے گا اور اس وقت تمہیں آزادی دی جائے گی کہ تم اس کے لیے جو بھی سزا تجویز کرو تنظیم کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ نعمان خان سے کہو کہ زندگی میں یہ واقعات ہوتے ہی رہتے ہیں اگر وہ خود اپنے دشمن کو تلاش کرنے کے لیے اتنے عرصے سے تگ و دو کرنے کے باوجود ناکام رہا ہے تو پھر تنظیم سے یہ توقع کیوں رکھی جاتی ہے کہ وہ فوراً ہی اسے گرفتار کر لے گی۔ ہم نے کبھی تم سے انحراف تو نہیں کیا۔

"میں جانتا ہوں جناب، مجھے علم ہے۔ واقعی ہم لوگوں کو اس بات کا اعتراف ہے کہ شیران ہماری توقع سے کہیں آگے کی چیز ثابت ہوا ہے لیکن کیا ہم اسے ناقابلِ حصول شے قرار دے دیں۔"

"یہ میں نے کب کہا تم سے... نعمان خان کی کیا کیفیت ہے؟"

"پاگل ہو رہا ہے، دیوانہ ہو رہا ہے وہ اور یہ دیوانگی مجھے تشویش ناک محسوس ہوتی ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"میں سوچ رہا ہوں جناب کہ کیا اس دیوانگی کے عالم میں وہ تنظیم کے مقاصد کے لیے بہتر طور پر کام کر سکے گا؟" بادشاہ خان کے اس سوال پر تھوڑی دیر کے لیے خاموشی چھا گئی تھی پھر وائی تھری ایٹ نے کہا۔

"ہر چند کہ اس سلسلے میں، میں کوئی فوری فیصلہ نہیں کر سکتا بادشاہ خان لیکن اگر تم محسوس کرتے ہو کہ نعمان خان اس قابل نہیں ہے کہ ابھی وہ وہاں اپنے فرائض انجام دے سکے تو بہتر ہوگا کہ اسے لے کر بنکاک چلے آؤ یہاں اس کے لیے سکون کا بندوبست کرو۔ اس دوران وہاں تنظیم کے انتظامات سنبھالنے کے لیے تلینگ موجود ہے۔ نعمان خان کے لیے وہ جگہ خالی رہے گی اور اگر وہ نارمل ہو کر دوبارہ اپنی فرتے داریاں سنبھالنے پر تیار ہو جائے تو ہم بخوشی اسے اس کا منصب دے دیں گے۔ فی الحال اس مسئلے کو وہیں چھوڑ دو اگر تم نعمان خان کو داؤ پر لگانا چاہتے ہو تو پھر مجھے اس پر بھی اعتراض نہیں ہوگا کہ تم اسے وہیں چھوڑ کر آ جاؤ البتہ تمہیں یہاں واپس آ کر یہاں کے معاملات کی نگرانی کرنی چاہیے بادشاہ خان... اگر تم خود کو بھی اس قابل نہیں پاتے تو پھر اصول کے مطابق تنظیم کو باقاعدہ استعفیٰ پیش کرو۔" بادشاہ خان ایک لمحے کے لیے خاموش رہ گیا وہ تنظیم کے معاملات سے ناواقف نہیں تھا تنظیم کی رکنیت سے استعفیٰ دینا کسی طور ممکن نہیں تھا کیونکہ اس کے بعد زندگی کی کوئی ضمانت نہیں رہ جاتی تھی۔ نعمان خان کے لیے وائی تھری ایٹ کی طرف سے جو حکم موصول ہوا تھا وہ فی الحال اسے بہتر ہی محسوس ہوا کیونکہ اگر نعمان خان تنظیم کے لیے ناکارہ ثابت ہو کر اس سے علیحدگی اختیار کرنے کا اعلان کرے تو پھر اس کی زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔ اس وقت اسے بچانے کا بہتر طریقہ یہی تھا کہ وہ اسے بنکاک لے جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے بھاری لہجے میں کہا۔

"بادشاہ خان نے ہمیشہ تعمیلِ حکم کی ہے۔ ٹھیک ہے میں اسے لے کر بنکاک آ رہا ہوں۔"

"او کے بادشاہ خان! ہماری تمام ہمدردیاں تمہارے اور نعمان خان کے ساتھ ہیں۔" دوسری طرف سے جواب ملا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔ بادشاہ خان، نعمان کی طرف دیکھنے لگا، جو گردن جھکائے بیٹھا تھا۔

"تم نے سنا نعمان خان۔"

"ہاں... میں نے سنا اور محسوس بھی کیا۔"

"کیا محسوس کیا؟"

"یہی کہ ہم تنظیم کے جال میں پھنس چکے ہیں اب ہماری زندگی اپنی نہیں ہے بلکہ ہمیں اسی کے اشاروں پر چل کر زندہ رہنا ہوگا۔" نعمان خان نے جواب دیا۔

"نعمان خان وقت کا انتظار کرو۔ مجھے تمہاری زندگی کی ضرورت ہے۔ میرے بچے اپنے بوڑھے تایا پر اعتبار کرو، میں تمہارے لیے کبھی برا نہیں سوچوں گا۔"

"ٹھیک ہے بابا خان آپ جو فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہوگا۔" نعمان خان نے جواب دیا اور بادشاہ خان اس کا شانہ تھپتھپانے لگا۔

*

شیران اپنی رہائش گاہ پر واپس آ گیا تھا کماری کیلاشی سے ملاقات کے بعد اس کی ذہنی کیفیت کچھ بہتر نہیں رہی تھی۔ وہ مسلسل اس پر غور کیے جا رہا تھا۔ کماری کیلاشی، ایراوتی کی بہن تھی، اس کی ہم شکل تھی، اس کی مانند تھی اور پھر شیران نے یہ محسوس کیا تھا کہ اس کے بارے میں جاننے کے بعد وہ اس سے بہت زیادہ متاثر ہو گئی تھی۔ تنہا عورت تھی۔ کیا کرنا چاہیے۔ اس کی قربت حاصل کر لی جائے تو کیا ایراوتی کی یاد دل سے نکل سکتی ہے۔ تقریباً آدھی رات تک وہ اسی موضوع پر سوچتا رہا تھا اسے اپنی زندگی کی اُن تبدیلیوں کا بخوبی احساس تھا جو اب اس کے اندر پیدا ہو رہی تھیں۔ یہ تمام چیزیں اب اس

الجھاوے کا باعث بن گئی تھیں۔ وہ جوش اور اُمنگ نہیں رہی تھی، جو ہمیشہ اس کی فطرت میں شامل رہتی تھی۔

ممکن ہے، یہ وقتی تاثر ہو لیکن بہر طور وہ اس سے متاثر ضرور تھا آدھی رات کے بعد وہ سو گیا۔ دوسرے دن کافی دیر میں جاگا تھا اور شاید خود نہیں جاگا تھا کوئی ایسی آواز تھی جس نے اسے جگا دیا تھا۔ وہ پھرتی سے اُٹھ بیٹھا کیفیت کچھ بھی ہو لیکن اپنے دشمنوں سے وہ ہمیشہ چوکنا رہنا چاہتا تھا جو واردات اس نے کی تھی اُس کا اسے بخوبی احساس تھا۔ وہ جانتا تھا کہ نعمان خان احمق نہیں ہوگا۔ یقینی طور پر وہ خود بھی اس کی تلاش میں سرگرداں ہوگا اور پھر پولیس بھی بے وقوف تو نہیں ہوتی۔ ممکن ہے، کوئی اس تک پہنچ گیا ہو۔ اس نے پھرتی سے اپنا پستول نکالا۔ اس کے چیمبر چیک کیے اور اپنے پلنگ سے اتر کر نیچے آ گیا پھر وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ دروازہ آہستہ سے کھلا اور شیران نے پستول سیدھا کر لیا لیکن دروازے میں نظر آنے والی شکل کسی دشمن کی نہیں بلکہ کماری کیلاشی کی تھی۔ وہ مسکراتا ہوا چہرہ لیے اس کے سامنے موجود تھی پھر اُس نے پستول دیکھ کر کہا۔

"اوہ! یہاں تو ہمارے قتل کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔"

"تم... آؤ اندر آؤ۔ اتنی صبح اچانک...؟" شیران نے تحیرانہ انداز میں کہا۔

"ہاں! ایسی ہی ضرورت پیش آ گئی تھی کہ میں یہاں آئے بغیر نہیں رہ سکی۔"

"آؤ... آؤ... تمہاری آمد سے مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے آؤ بیٹھو! یہ مکان بہت چھوٹا سا ہے لیکن شیران کا ہے۔" شیران نے کہا اور کیلاشی اندر داخل ہو گئی۔ شیران آنکھیں مل کر اسے دیکھنے لگا پھر مسکراتا ہوا بولا۔

"بھئی میرا حلیہ تو بہت خراب ہو رہا ہے تم مجھے اجازت دو کہ میں ذرا منہ ہاتھ وغیرہ دھو لوں؟"

"کمال ہے! شیر ہمیشہ اپنی اصلی شکل میں ہی اچھا لگتا ہے اور اب تو میں تمہاری اصلی شکل سے بخوبی واقف ہو چکی ہوں۔"

"اب تو سے کیا مراد ہے تمہاری؟"

"بہت سی مرادیں ہیں فی الحال یہ اخبار دیکھو جو میں تمہارے لیے لے کر آئی ہوں۔" کماری کیلاشی نے کہا اور ایک اخبار کھول کر شیران خان کے سامنے رکھ دیا۔ سامنے ہی کے صفحے پر اس کی تصویر چھپی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ کچھ تحریر بھی تھی۔ شیران خان اس تحریر کو پڑھنے لگا اور پھر اس کے ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ پھیل گئی۔ گلبدن کے کوٹھے پر ہونے والے قتل کے بارے میں تفصیلات درج تھیں۔ رزاق خان کی تصویر بھی چھپی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ ہی کچھ دن پہلے والے واقعے کا بھی ذکر کیا گیا تھا جس میں ایک خطرناک ڈاکو نے بینک لوٹتے ہوئے بارہ آدمیوں کو وحشیانہ انداز میں قتل کر دیا تھا۔ پولیس نے صاف صاف یہ بات کہی تھی کہ وہ ڈاکو اور گلبدن کے کوٹھے پر قتل کرنے والا قاتل ایک ہی شخصیت کے دو رُوپ ہیں۔ پولیس نے بڑے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ بہت جلد وہ اسے گرفتار کر لے گی۔ اس ٹیکسی ڈرائیور کی تلاش کی جا رہی ہے، جو اُسے لے کر گیا تھا جونہی ٹیکسی ڈرائیور ملا پولیس اس کے ذریعے معلومات حاصل کر کے قاتل کو گرفتار کر لے گی۔ شیران کے چہرے پر تشویش کے آثار پھیل گئے۔ اس نے گردن ہلاتے ہوئے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

"اوہ! یہ بات میرے ذہن سے نکل گئی تھی۔"

"کیا یہ خبر حقیقت ہے، شیران؟"

"ہاں! اس میں کوئی بات جھوٹی نہیں ہے۔"

"وہ ڈاکہ بھی تم نے ہی ڈالا تھا؟"

"ہاں، مجھے رقم کی ضرورت تھی۔" شیران نے لاپروائی سے جواب دیا اور کماری کیلاشی کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ اُس کے چہرے پر اس بات کا ردِ عمل دیکھنا چاہتا تھا لیکن اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

"بے وقوف کہیں کے... ایک شیر کو پکڑنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے، شیران؟"

"تمہیں اب میری شخصیت کے بارے میں کیا محسوس ہو رہا ہے کیا اس کے باوجود میں اس قابل ہوں کماری کیلاشی کہ تم مجھے اپنے شناساؤں یا دوستوں میں شمار کرو۔"

"مجھ سے سوال کر رہے ہو شیران اور میرے جواب کو حقیقت تصور کرو گے؟"

"ہاں... ہاں کروں گا اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔" شیران نے جواب دیا۔

"تو پھر سنو! میں خود بھی ایسی ہی فطرت کی مالک ہوں۔ مجھے زندگی میں ٹھہراؤ پسند نہیں یہ سب کچھ تو زندگی کی علامت ہے۔ تم نے اس شخص کو کیوں قتل کیا، میں اس بارے میں کچھ نہیں جاننا چاہتی۔ تم نے ڈاکہ ڈالتے ہوئے بارہ آدمیوں کا خون کیوں کیا مجھے اس سے بھی کوئی غرض نہیں ہے۔ میں تو صرف یہ جانتی ہوں کہ تم وہ دلیر انسان ہو جو وقت آنے پر اپنے ہر مدِ مقابل کو چیونٹی کی طرح مسل سکتا ہے۔ شیران پاگل کر دیا ہے، تمہاری اس ادا نے مجھے... پتہ نہیں کیا محسوس کر رہی ہوں، میں اپنے سینے میں۔" شیران چونک کر اُسے دیکھنے لگا۔ رات کو جو احساسات اور جو خیالات اس کے دل میں آئے تھے، کماری کیلاشی کے الفاظ انہیں سہارا دے رہے تھے وہ اپنی جگہ کھڑا کماری کیلاشی کو گھورتا رہا اور پھر اُس کے قریب پہنچ کر بولا۔

"میں چاہتا تھا کہ جو عورت میری زندگی کی ساتھی بنے وہ میری ہی طرح چست و چالاک اور دلیر ہو۔ ایراوتی میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں

اور اب میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم ایراوتی کا نعم البدل ہو۔ میں نے، جو بات سوچی ہے کبھی اس کے اظہار سے گریز نہیں کیا۔ خواہ وہ کیسی ہی بات ہو۔ کیا تم یہ پسند کرو گی کماری کیلاشی کہ تم ایراوتی کی جگہ لے لو؟"

"میں نہیں سمجھی شیراں!" ایڈنا ڈمپل نے کہا۔

"میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ میں تمھیں اپنی بیوی بنانا چاہتا ہوں۔ اپنی عورت، جو صرف میرے لیے ہو، جو صرف مجھے چاہے، مجھ سے محبت کرے، میرے بچوں کی ماں بنے، بولو کیا تم اپنے لیے یہ منصب قبول کرو گی؟" شیراں نے کہا اور ایڈنا ڈمپل کی گردن ایک لمحے کے لیے جھک گئی۔ اس کا دل ایک بار پھر عجیب سے احساسات کا شکار ہو گیا تھا لیکن پھر اس نے خود کو سنبھال لیا۔ ان تمام چیزوں کے لیے تو وہ کافی عرصے خود کو تیار کرتی رہی تھی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"کیا تم مجھے قبول کرو گے شیراں؟"

"ہاں، میں خوشی سے تمھیں قبول کر لوں گا۔ بولو جواب دو کیا تم میری زندگی میں شامل ہونا پسند کرو گی؟"

"دل و جان سے... مجھے بھی تمھی جیسے ساتھی کی تلاش تھی۔" ایڈنا نے جواب دیا اور اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔ شیراں نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیے تھے۔

"تو پھر سمجھ لو کہ ہم نے زندگی کے لیے یہ بہترین فیصلہ کر لیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم میری معیت میں خوش رہو گی۔"

"یہ الفاظ تو میں تم سے کہنا چاہتی تھی۔ تم سے ملاقات کے بعد نہ جانے میں کیا کیا سوچتی رہی ہوں تمھارے بارے میں، بس یوں سمجھو کہ میں نے بھی زندگی میں پہلی بار کسی ساتھی کا انتخاب کیا ہے۔ اس سے پہلے میں نے کبھی اس بارے میں سوچا ہی نہیں تھا۔" کیلاشی نے کہا۔

"واہ! یہ خوب رہی۔ اچھا اب مجھے منہ ہاتھ دھو لینے دو۔"

"نہیں شیراں اچھا ہو گا کہ تم یہاں سے نکل چلو۔"

"کیا مطلب؟"

"اگر وہ ٹیکسی ڈرائیور انھیں مل گیا تو ہمیں پریشانیوں سے گزرنا پڑے گا۔ دلیری اچھی چیز ہوتی ہے لیکن عقل و ذہانت اس سے بھی اچھی چیز۔" شیراں چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے... اگر تمھاری یہی مرضی ہے تو پھر چلو!"

تھوڑی دیر کے بعد تیاریاں کر کے وہ کیلاشی کی کار میں آ بیٹھا اور کار اسٹارٹ ہو کر چل پڑی۔ ایڈنا ڈمپل مسرت سے لرز رہی تھی۔ یہ مرحلہ بھی طے ہو گیا۔ اب شیراں اس کا تھا۔ نہ سہی اس کی اپنی حیثیت... کسی بھی حیثیت سے سہی۔ بہر طور اب وہ اس کی زندگی میں شامل تو ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنی کوٹھی میں داخل ہو رہی تھی۔ خوشیوں کے گہوارے میں جھولنے کے ساتھ ساتھ اسے یہ احساس بھی تھا کہ یہاں ہندوستان میں اس کی اور شیراں کی زندگی خطرے میں ہے۔ وہ شاید اس سے پہلے ہی یہاں سے نکل جانے کی کوشش کرتی اگر اس کا مطمح نگاہ شیراں نہ ہوتا۔ اب جب کہ شیراں اسے حاصل ہو گیا تھا تو وہ خطرات کیوں مول لے۔ چنانچہ یہ فیصلہ بھی اس نے اسی وقت کر لیا تھا کہ جس قدر ممکن ہو سکے گا، ہندوستان چھوڑ دے گی۔ شیراں ہاتھ لگ گیا ہے اب بھلا اسے کیا دقت ہو سکتی تھی لیکن اس سرکش گھوڑے کو قابو میں رکھنا بھی مشکل کام تھا۔ اس کی فطرت سے ایڈنا ڈمپل کے علاوہ اور کون واقف ہو سکتا تھا۔ شیراں کو کسی ایک جگہ محدود کرنا آسان کام نہیں تھا اور اگر اسے آزاد فضاؤں میں چھوڑ دیا جائے تو پھر وہ بے پناہ خطرات میں گھر جائے گا۔ بہر طور یہ پورا ملک تھا۔ ایک شخص یا کچھ افراد اس کی تلاش میں نہیں لگے ہوئے تھے۔ وہ جانتی تھی کہ اس سلسلے میں اس کے خلاف کیا کیا کارروائیاں ہو رہی ہوں گی۔ تھوڑی دیر کے بعد شیراں غسل وغیرہ سے فارغ ہو گیا تو اس نے ناشتہ لگوا دیا۔ ناشتے کی میز پر مسکراتے ہوئے اس نے شیراں سے کہا۔ "شیراں اب جب کہ ہمارے تمھارے درمیان سے تکلفات کے تمام پردے ہٹ گئے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ایک دوسرے سے کھل کر گفتگو کیا کریں۔ تم یہ بتاؤ، مجھے کہ تم کب مجھے اپنی زندگی کا ساتھی بنا لو گے؟"

"کماری کیلاشی میں مسلمان ہوں۔ میرا مذہب شادی کے سلسلے میں کچھ خاص روایات رکھتا ہے اور بہتر یہ ہوتا ہے کہ شادی روایات کے تحت ہی کی جائے۔ میرے ذہن میں یہ سوال بھی ابھرا تھا کہ تم ہندو مذہب سے تعلق رکھتی ہو۔ میں نہیں جانتا اس سلسلے میں تمھارے کیا جذبات ہیں۔ کیا تم اپنے مذہب کے مطابق ہی یہ شادی کرنا چاہتی ہو؟"

"میں اس کے بجائے ایک ایسی بات کرنا چاہتی ہوں، جو اگر تمھیں ناگوار گزرے تو مجھے ضرور بتا دینا کیونکہ میں ہر طرح سے تمھاری خوشی چاہتی ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں شیراں کہ ایک دوسرے کو قبول کرنے کا نام ہی شادی ہے۔ ہم لوگ ذہنی طور پر ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے کو اپنا مان چکے ہیں تو پھر ان ساری رسموں کی کیا ضرورت ہے لیکن اگر تم یہ نہ پسند کرو تو میں ہر اس کام کے لیے تیار ہوں، جو تمھاری خواہش کے مطابق ہو۔" شیراں کچھ سوچنے لگا... پھر سوچتے سوچتے وہ ہنس پڑا۔ اس نے کہا۔

"بات تو یہی ہے۔ انسانی ذہن ایک دوسرے کو قبول کر لیتے ہیں۔ زبان اس قبولیت کی ادائیگی کر دیتی ہے تو زندگیاں یکجا ہو جاتی ہیں۔ ان ساری رسموں کو درمیان میں لانے کی کیا ضرورت ہے۔ ٹھیک ہے کماری کیلاشی مجھے تمھاری بات سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یوں سمجھو کہ ہماری شادی ہو گئی۔"

"شیراں اب اس مقدس لمحے کے حوالے سے میں تمھاری تمام زندگی کی ساتھی بن گئی ہوں۔ مجھ پر یہ فرض بھی عائد ہوتا ہے کہ اب میں تمھاری ہر قسم کی فلاح کا خیال رکھوں، تمھیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہونے دوں۔ تم اندازہ لگا چکے ہو شیراں کہ ہمارا ٹکراؤ ایک پوری حکومت سے ہے۔ میرا خیال ہے، ہم یہاں مطمئن و مسرور زندگی نہیں گزار سکیں گے۔ کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ ہم ہندوستان چھوڑ دیں۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہندوستان سے مجھے کیا لینا ہے۔ یہاں داخل ہونے میں بھی میرے ارادے کو دخل نہیں تھا۔ میں نے بڑی عجیب و غریب زندگی گزاری ہے کماری کیلاشی۔ میں تم سے یہ کہنے میں عار محسوس نہیں کرتا کہ زندگی میں پہلی بار کسی عورت نے مجھے متاثر کیا تھا تو وہ تمھاری بہن ایراوتی تھی۔ سا ورنو کیلاشی، ایراوتی تمھاری بہن تھی، میں تمھیں اس کے لیے کبھی مجبور نہیں کروں گا کہ تم ایڈنا ڈمپل کی تلاش میں میری مدد کرو لیکن زندگی میں آخری بار میں ایک قتل اور کروں گا۔ آخری بار میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اب تم میری زندگی میں داخل ہو گئی ہو تو میں کوشش کروں گا کہ اپنی پرانی زندگی کو بھول جاؤں اور اس دنیا کے انسانوں کی طرح زندگی بسر کروں لیکن اگر ایڈنا ڈمپل کبھی میری نگاہوں کے سامنے آ گئی تو میں اسے ضرور قتل کر دوں گا۔ بہت ہی دھوکے باز عورت تھی وہ، اس نے ایک طویل عرصے تک مجھے اپنی شخصیت کے جال میں پھانسے رکھا۔ ایلا کی حیثیت سے وہ مجھے بے وقوف بناتی رہی اور پھر نہایت چالاکی سے اس نے مجھے ایک شخص کنگ لوئی کے حوالے کر دیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ کنگ لوئی میرے ہی ہاتھوں مارا گیا۔ بہر طور، اگر تم ہندوستان سے باہر چلنا چاہتی ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں اس قسم کا آدمی ہوں، جب تک میں اپنے بارے میں سوچتا رہا اس وقت تک مجھے کسی دوسری چیز کی فکر نہیں تھی اور جب ایک اور ہستی میری زندگی میں شامل ہو گئی تو پھر میں اس کے لیے بھی اتنا ہی سوچنا چاہتا ہوں جتنا اپنے لیے۔" ایڈنا ڈمپل کا دل ایسے الفاظ پر خون ہو جاتا تھا لیکن وہ تقدیر پر شاکر ہو گئی تھی۔ تقدیر نے اس کی من پسند شخصیت کو اس کا دشمن بنا ڈالا تھا لیکن بعض اوقات دل کمبخت ایسے کھیل بھی کھیلتا ہے کہ دشمن ہی سب سے پیارا ہوتا ہے۔ وہ جانتی تھی کہ اس کی اپنی شخصیت شیراں کی نگاہوں میں کچھ نہیں ہے۔ وہ ادھار کی شخصیت میں زندہ رہ سکتی ہے اور ساری زندگی اسے اپنے محبوب کو دھوکا دینا پڑے گا لیکن اب وہ اتنی جذباتی بھی نہیں تھی کہ خواہ مخواہ ان چکروں میں پڑ کر زندگی کے حسین لمحات کھو بیٹھتی چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ صبر کرنے کی عادت ڈالے گی، اور جب تک بھی زندگی ہے، شیراں کو احمق بنا کر اپنی شخصیت تبدیل کر کے اس کے ساتھ رہے گی۔ وہ مسکرانے لگی اس کے بعد ان کے درمیان یہ بات طے ہو گئی کہ وہ دونوں ہندوستان سے نکل جائیں گے۔ ایڈنا ڈمپل کو اس سلسلے میں بھی خاصے اہم کام کرنے تھے۔

دو تین دن شیراں کے ساتھ پر سکون اور ہنسی خوشی گزرے۔ ایڈنا کو اپنا مقصد حیات مل گیا تھا۔ شیراں درحقیقت مجسم محبوب تھا۔ ایڈنا ڈمپل کو اندازہ ہوا کہ زندگی کا یہ رخ عام زندگی سے کتنا بدلا ہوا ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہیے۔ صدیوں سے ہمیشہ سے یہی سب کچھ ہوتا آیا ہے اور درحقیقت انسان کی زندگی کا یہی ایک مقصد ہے۔ یہاں پر بات پھر اس ہستی پر آ جاتی ہے، جو تخلیق کرتی ہے انسان کو اور اس نے راہیں متعین کر دی ہیں۔ اس کے لیے اور اگر کوئی ان راہوں سے بھٹک جائے اور اپنے آپ کو فطرت سے جدا کرے تو مطمئن و مسرور نہیں رہ سکتا کہ زندگی چند جذبوں اور چند ذمے داریوں ہی کا نام ہے۔ شیراں بھی ایڈنا ڈمپل سے اتنا تعاون کر رہا تھا کہ ایڈنا ڈمپل کو اس کی شخصیت بدلی بدلی محسوس ہونے لگی تھی۔ ان تمام دنوں میں اس نے ایک لمحہ بھی اس کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا اور اس کی ہر بات مانتا رہا تھا۔

یوں لگتا تھا جیسے یہ شیراں کا وجود ہی نہ ہو پھر ایڈنا ڈمپل کو احساس ہوا کہ ہندوستان میں اور خاص طور سے دہلی میں شیراں کو بچائے رکھنا بے حد مشکل کام ہو گا۔ اخبارات اس کے پاس آتے رہتے تھے۔ شیراں کی تلاش کے لیے جس شدت سے کارروائی ہو رہی تھی، اس کا اسے احساس تھا جب کہ شیراں اس سے بے خبر تھا۔

اگر وہ ایڈنا ڈمپل کے ساتھ یہ تعاون نہ کر رہا ہوتا اور یہاں ایڈنا ڈمپل کی رہائش گاہ میں محصور نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ اب تک پولیس کے ہاتھ لگ چکا ہوتا۔ ایڈنا ڈمپل کو ان تمام باتوں کا احساس تھا تب ایک دن اس نے شیراں سے کہا۔

"ڈیئر! میں چاہتی ہوں کہ تمھارے چہرے پر میک اپ کر دوں۔ تم اخبارات دیکھ رہے ہو گے۔ رزاق خان کے قتل کا معاملہ اور ان بارہ افراد کے قتل کا معاملہ تمھاری ذات سے منسوب ہے جنھیں تم نے بینک ڈکیتی میں ہلاک کیا تھا۔ ہندوستان کی پولیس تمھاری تلاش میں چپے چپے پر چھاپے مار رہی ہے۔ تمھارے دھوکے میں سینکڑوں آدمیوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس صورت میں تمھارا اپنی اصلی شکل میں رہنا مناسب نہیں ہے۔"

"اگر تو کوئی بات مناسب سمجھتی ہے کیلاشی تو مجھ سے اس سلسلے میں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے تو اب اپنے آپ کو تیری ذات میں ضم کر دیا ہے جیسا تیرا دل چاہے۔" شیراں نے پھر ایک غیر متوقع جواب دیا اور ایڈنا ڈمپل اسے عجیب سی نگاہوں سے دیکھتی رہ گئی۔ بہر طور وہ اس بات پر مسرور تھی کہ شیراں اب اس کی ہر بات

مان لیتا ہے، وہ اس سرکش درندے کو اسی طرح اپنے قابو میں دیکھنا چاہتی تھی پہلے اس کے دل میں نفرت سی پیدا ہو گئی تھی شیران کے لیے اور اس نے تنظیم کے سربراہان سے مطالبہ کیا تھا کہ شیران کی شکل میں ایک کتا اُسے درکار ہے لیکن اب جب کہ شیران ایک انسان ہی کی حیثیت سے اس کی زندگی میں آ گیا تھا تو اس کے تمام گلے مٹ گئے تھے، بہرحال، وہ میک اَپ کا سامان لے کر شیران کے پاس پہنچ گئی اور پھر اس نے اپنی تمام تر ذہانتوں کے ساتھ اس کے چہرے کی مرمت شروع کر دی لیکن اس نے اس بات کا خیال رکھا تھا کہ شیران کی اپنی اصل شخصیت بھی ضائع نہ ہونے پائے۔ اس قوی ہیکل اور لمبے چوڑے آدمی کو وہ کوئی ایسی بدنما شکل نہیں دے سکتی تھی جس سے وہ بُرا لگنے لگے چنانچہ اس میک اَپ کے نتیجے میں شیران پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گیا تھا۔ سب سے دلچسپ بات یہ تھی کہ اب اس کا چہرہ ایک نرم خُو اور پُرمحبت انسان کا چہرہ نظر آنے لگا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس چہرے کے پیچھے وہی درندہ آج بھی چھپا ہُوا تھا جس کی نگاہوں میں انسانی زندگی کی کوئی وُقعت نہیں تھی، اس کام سے فارغ ہو کر وہ بے حد مطمئن ہو گئی۔ اس نے فیصلہ کیا کہ اب شیران کو اعلا قسم کے سُوٹوں میں ملبوس رہنا چاہیے۔ وہ ایک بہترین اور خوش لباس آدمی قرار دیا جانا چاہیے کیونکہ شیران کو جاننے والے اور وہ جو اُس کی شخصیت سے ذرا سے بھی واقف تھے یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ شیران لباس کے معاملے میں بالکل ہی کورا ہے۔ وہ ہر قسم کے لباس استعمال کر لیتا ہے لیکن بھدّے اور بھونڈے انداز میں اسے کبھی لباسوں کی پروا ہی نہیں رہی ہے۔

چنانچہ اب اس بدلی ہوئی شکل میں اگر ایک خوش لباس انسان نظر آئے گا تو لوگ شک بھی نہیں کر سکتے کہ وہ شیران ہو سکتا ہے۔ اس نے اپنا نام کماری کیلاشی رکھا تھا تو شیران کا نام اس نے کنور پرتاب رکھ دیا تھا۔ کنور پرتاب کی حیثیت سے اب وہ شیران کو منظرِ عام پر لانا چاہتی تھی لیکن اس طرح کہ بس ضرورت پوری ہو جائے یہاں سے نکلنے کے بعد شیران کی شخصیت کو کوئی بھی نام کوئی بھی رنگ دے دیا جانے کوئی حرج نہیں تھا۔ ایڈنا ڈمپل کی حیثیت سے دُنیا کے ہر بڑے ملک میں اسکے ایسے شناسا موجود تھے، جو اُس کے ایک اشارے پر سب کچھ کرنے کو تیار ہو جاتے لیکن اب وہ ان سے بھی ملاقات نہیں کر سکتی تھی ہاں... کچھ ایسے پرائیویٹ لوگ بھی موجود تھے جن کا تعلق تنظیم سے نہیں تھا بلکہ وہ صرف ایڈنا ڈمپل کی ذات سے ہی تعلق رکھتے تھے ایڈنا ڈمپل نے بیشتر ممالک میں ایسے لوگوں سے کام لیے تھے اور انھیں خاصا مالی منافع بھی پہنچایا تھا۔ اس کے علاوہ چند ایسے افراد بھی تھے، جو اس کی وجہ سے اپنی جان بچانے میں کامیاب ہوئے تھے، مختلف معاملات اور مختلف واقعات تھے جن میں ایڈنا ڈمپل کے احسانات بہت سے ایسے لوگوں پر تھے جو اس کے کام آ سکتے تھے لیکن بدقسمتی سے ایسی کوئی شخصیت ہندوستان میں موجود نہیں تھی کیونکہ ایڈنا ڈمپل کا واسطہ ہندوستان سے کبھی نہیں رہا تھا۔

چنانچہ یہاں سے نکلنے کے لیے اُسے جو کچھ کرنا تھا خود ہی کرنا تھا البتہ اس نے ایک فیصلہ ضرور کیا وہ یہ کہ یہاں سے یورپ جانے کے بجائے وہ جاپان جائے گی۔ جاپان میں اُس کا ایک ایسا آدمی موجود تھا جو ایک بہت بڑا اسمگلر تھا اور جس کا تعلق صرف ایڈنا ڈمپل سے تھا اور شاید وہ تنظیم کے بارے میں جانتا بھی نہیں تھا۔

کماری کیلاشی کی حیثیت سے اس نے یہاں کے حلقوں میں اپنا ایک مقام پیدا کر لیا تھا چنانچہ ایک دن وہ تیار ہو کر شیران کو اس کوٹھی میں رہنے کی ہدایت کر کے باہر نکل آئی اور اُس نے اپنے اُن شناساؤں سے ملاقات کی۔ اس نے انھیں بتایا کہ وہ اور اُس کا ایک دوست کنور پرتاب جاپان جانا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے وہ لوگ تیاریوں میں اس کی مدد کریں۔ بہت سے ایسے لوگ تھے جو بحیثیت عورت ایڈنا ڈمپل کو پسند کرتے تھے اور اس کے لیے سب کچھ کرنے پر تیار تھے حالانکہ وہ چالاک عورت صرف انھیں احمق بنائے ہوئے تھی... لیکن یہ لوگ اس حماقت میں بھی لُطف محسوس کرتے تھے۔ چنانچہ ایڈنا ڈمپل کو اس سے زیادہ تگ و دو نہ کرنی پڑی کہ وہ صرف ان سے مل چکی تھی اور بار بار مل لیتی تھی۔ ایک ہفتے کے اندر اندر اس کے جاپان جانے کے انتظامات ہو گئے۔ اس نے بڑی بڑی رقموں کے چیک بنوائے اور دوسرے ذرائع سے بھی یہ رقم جاپان منتقل کر دی۔ اس کے علاوہ اُس نے ایسا بندوبست کر لیا تھا کہ جب بھی وہ چاہے ہندوستان سے رقوم منگوا سکے۔ جتنی رقم اُس نے یہاں سے منتقل کر لی تھی وہ اتنی تھی کہ جاپان میں وہ بہترین زندگی گزار سکتے تھے اور پھر ایڈنا ڈمپل جانتی تھی کہ وہ خود بھی بے صلاحیت نہیں ہے اور شیران، وہ تو شیطان ہے۔

بہرطور تمام تیاریوں کے بعد ایڈنا ڈمپل ایک دن شیران کے ساتھ ایئرپورٹ پہنچ گئی اور پھر ایک طیارہ انھیں لے کر جاپان چل پڑا وہ جو منصوبے لے کر یہاں آیا تھا ان میں سے کسی کی تکمیل نہیں ہوئی تھی رانی ایراوتی سے وہ شادی نہیں کر سکا تھا ایڈنا ڈمپل کو وہ ہلاک نہیں کر سکا تھا البتہ اس نے اپنے بدترین دُشمن نعمان خان کے سینے پر ایک گھاؤ ضرور لگا دیا تھا۔

وائی تھری زیڈ کی ایک ہنگامی میٹنگ ہو رہی تھی۔ اس میٹنگ میں تمام ارکان شریک نہیں تھے بلکہ میٹنگ ہال میں صرف پانچ آدمی تھے جن کے چہرے معمول کے مطابق نقابوں میں ڈھکے ہوئے تھے اور اُن کے سینوں پر گول دائرے میں ان کے نمبر آویزاں تھے جس میز کے اطراف یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے وہاں بہت سی کرسیاں لگی ہوئی تھیں لیکن صرف پانچ کرسیاں بھری ہوئی تھیں میز کے مختلف حصوں میں بڑی بڑی چوکور مشینیں رکھی ہوئی تھیں اور ان مشینوں پر نمبر پڑے ہوئے تھے، ایک مشین پر وائی تھری ایٹ کا نمبر بھی پڑا ہُوا تھا۔ یہ تمام ارکان اس میٹنگ میں فوری طور پر شریک نہیں ہوئے تھے لیکن جس جگہ اور جس ملک سے وہ موجود تھے وہیں سے انھوں نے اس میٹنگ میں بذریعہ وائرلیس شرکت کی تھی اور گویا ان کی غیر موجودگی بے معنی ہو کر رہ گئی تھی اور وہ اس میٹنگ میں براہِ راست شریک تھے، میٹنگ کا آغاز وائی تھری ایٹ ہی نے کیا تھا۔

"تمام ممبر اپنی جگہ پہنچ چکے ہیں؟" وائی تھری ایٹ نے سوال کیا۔

"تقریباً جناب!"

"تمام ٹرانسمیٹر آن ہیں؟"

"جی ہاں جناب ہر نمبر روشن ہے" بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک آدمی نے تمام مشینوں پر نگاہ ڈالتے ہوئے کہا۔ "سُرخ ڈائل روشن تھا اور اُن میں ان سب کے نمبر چمک رہے تھے"

"ہاں! تفصیل پیش کی جائے"

"تفصیل کسی حد تک آپ کے علم میں ہے سر لیکن اس کے باوجود میں ایک بار پھر آپ کو تفصیل سے بتاتا ہُوں۔ نعمان خان نے ہرن پورہ پہنچ کر اپنی ذمّے داری سنبھال لی تھی۔ وہ بنکاک سے اپنے ایک بھائی رزاق خان کو ساتھ لے گیا تھا۔ رزاق خان بھی ایک بہادر جنگجو آدمی تھا اور اچھی شخصیت کا مالک تھا نعمان خان نے وہاں پہنچ کر جس انداز میں پروجیکٹ کے انتظامات سنبھالے وہ بہت تسلی بخش تھا اور یوں لگتا تھا جیسے وہ آسانی سے موفی ماروین کی جگہ پُر کر سکتا ہے لیکن چونکہ کچھ اور ذمّے داریاں اس کے سپرد کر دی گئی تھیں اس لیے وہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد شیران کی تلاش میں چل پڑا اس کا بھائی اس کے ساتھ تھا۔ ہندوستانی محکمۂ خاص کا ایک رکن نعمان خان کے ساتھ تعاون کر رہا تھا اور یہ لوگ اپنے ذرائع سے شیران کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ دہلی پہنچ گئے۔ دہلی پہنچنے کے بعد انھوں نے شیران کے سلسلے میں خصوصی کارروائیاں شروع کر دیں اور بے شمار افراد اس کی تلاش میں سرگرداں ہو گئے۔ شیران خان کے بارے میں ایک رپورٹ یہ موصول ہوئی تھی کہ اس نے ایک شہر کے بینک میں ڈاکہ ڈالا اور لاکھوں روپے کی کرنسی لے اُڑا۔ اس ڈاکے کے دوران اس کے ہاتھوں بارہ افراد قتل ہو گئے۔ بہرحال دہلی کے ایک بالا خانے میں شیران خان کا ٹکراؤ رزاق خان سے ہو گیا اور شیران خان نے رزاق خان کو بُری طرح زدوکوب کیا۔ ہمارے نمایندوں نے ہمیں جو اطلاعات دی ہیں ان سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اگر شیران چاہتا تو رزاق خان کو اس جگہ قتل بھی کر سکتا تھا لیکن اس نے رزاق خان کو نیم مُردہ حالت میں چھوڑ دیا اور وہاں موجود لوگوں سے کہا کہ جب پولیس اس شخص کی اس کیفیت کی وجہ معلوم کرے تو شیران خان کا نام لیا جائے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے جناب کہ شیران خان اپنے دشمنوں کو اپنے آبائی دُشمنوں کو یہ بتانا چاہتا تھا کہ اس نے ان کے سینے پر پھر ایک کاری ضرب لگائی ہے۔ اس کے بعد شیران روپوش ہو گیا اور یہ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کہاں گیا دہلی کے چپّے چپّے پر اس کی تلاش کی جا رہی ہے لیکن اس کے بارے میں ابھی تک کوئی نشان نہیں مل سکا دوسری طرف مسٹر پیری پاؤل ایڈنا ڈمپل کی تلاش میں مکمل طور پر ناکام رہے ہیں۔ شیران کے بارے میں تو کچھ دہشت خیز خبریں بھی مل گئیں لیکن ایڈنا ڈمپل تو بالکل ہی نگاہوں سے اوجھل ہے اس کے روٹ کا بھی پتہ نہیں چل سکا اور یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ اب وہ کہاں ہے۔ ان حالات کو مدِ نگاہ رکھتے ہوئے رپورٹ مکمل کر لی گئی ہے۔

دوسری طرف نعمان خان اپنے بھائی کے قتل کے بعد نیم دیوانگی جیسی کیفیت کا شکار ہے۔ رزاق خان کی موت کی اطلاع ملنے کے بعد بادشاہ خان فوراً ہرن پورہ پہنچ گیا تھا اور پھر وہاں سے دہلی وہ نعمان خان کو ہرن پورہ لے آیا تھا لیکن بعد میں اسے احساس ہُوا کہ اگر اس نے نعمان خان کو وہاں چھوڑ دیا تو نعمان خان دیوانگی کے عالم میں کوئی ایسی حرکت کر بیٹھے گا جو اس کے لئے اور تنظیم کے لئے نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وہ نعمان خان کو سمجھا بجھا کر بنکاک لے آیا ہے۔ نعمان خان کی ذہنی کیفیت کا تجزیہ کر لیا گیا ہے جناب، وہ قطعی اس قابل نظر نہیں آتا کہ اب تنظیم کے لئے کوئی کام سرانجام دے سکے۔ وہ ایک بالکل ناکارہ شخصیت بن گیا ہے۔ اس کے ذہن پر صرف انتقام کا بھوت سوار ہے اور وہ فیصلہ کر چکا ہے کہ شیران کو قتل کئے بغیر وہ دُنیا کا کوئی کام نہیں کرے گا۔ یہ ہے موجودہ صورتِ حال جناب جس کی تفصیل آپ کو پیش کر دی گئی!" وہ شخص خاموش ہو گیا۔

"دوسرے لوگوں کی کیا رائے ہے اس سلسلے میں ہر شخص اپنا تجزیہ پیش کرے۔"

"سر، تنظیم کو صرف ایسے لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے جو اپنی کوئی ذات نہ رکھتے ہوں۔ وہ صرف تنظیم کے لئے جئیں، تنظیم کے لئے مریں۔ ایسے لوگ قابلِ اعتماد نہیں ہوتے جو دوسرے جھگڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ نعمان خان اور کسی حد تک بادشاہ خان بھی انھیں حالات کا شکار ہیں۔"

"جو شخص کسی جذباتی دیوانگی کا شکار ہو جائے اسے تنظیم کے لئے مفید نہیں کہا جاسکتا۔" دوسری آواز ابھری۔

"نعمان خان کارآمد ہے لیکن ناتجربہ کار ہے۔"

"تنظیم اس کا بریَن واش کر سکتی ہے۔"

"اس پائے کی کارروائی کے لئے کسی ایسے آدمی کا انتخاب نہیں کیا جاسکتا جس کی عقلی پہنچ محدود ہو۔"

"نعمان خان پر اس عظیم الشان پروجیکٹ کے سلسلے میں بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔" چاروں طرف سے آوازیں ابھریں پھر خاموشی چھا گئی۔

چند لمحات مکمل خاموشی طاری رہی۔ پھر وائی تھری ایٹ کی آواز ابھری۔

"تمام ممبران نے پوائنٹ نوٹ کئے؟"

"جی ہاں جناب۔"

"نتیجہ کیا اخذ کیا گیا؟"

"مرحلے وار جناب، مثلاً اب اس بات کو کہنے میں ہم کوئی عار محسوس نہیں کرتے کہ شیران، نعمان خان سے زیادہ طاقت ور، زیادہ ذہین، پھرتیلا اور بہتر کارکردگی کا مالک ہے۔ نعمان خان اور اس کا کوئی موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بات درست ہے کہ نعمان خان نے ایک ایسی مہم سرانجام دی جس میں ذہانت کا عنصر موجود تھا اور وہ اپنے طور پر سوچنے سمجھنے کے قابل بھی ہے اور عمل بھی کر سکتا ہے یعنی اس کی کارکردگی بھی بہتر ہے اور سوچ کا انداز بھی۔ ہم اسے بلاشبہ دوسرے لوگوں پر ترجیح دے سکتے ہیں لیکن مسئلہ یہ نہیں ہے کہ نعمان خان جیسے آدمی کو تنظیم میں شامل کر کے اس کے ذریعے بہت سے ممالک میں کارروائیاں کرائی جائیں، اگر نعمان خان کی ذہنی سطح سے بلند لوگ اسے ٹکرا گئے تو... پھر نعمان خان اُن کے سامنے ناکارہ ہو جائے گا۔ یعنی وہ اس قسم کے لوگوں میں شمار نہیں کیا جاسکتا، جو ہر طرح کے حالات کنٹرول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور پھر چونکہ ہمیں کسی ایسے آدمی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمیں تو اپنے مخصوص آپریشن کے لئے ایک ایسا کارندہ درکار ہے، جو اس علاقے میں ہمارے مفادات کو صحیح طور پر کنٹرول کر سکے۔ بادشاہ خان کے بارے میں جو رپورٹیں ہمارے پاس موجود ہیں وہ بہت اچھی ہیں۔ وہ ہر طرح سے ایک مکمل آدمی ہے لیکن کا مسئلہ یہاں بھی درپیش آجاتا ہے اور یہ احساس ہوتا ہے کہ درحقیقت بادشاہ خان اپنی بہترین صلاحیتیں آہستہ آہستہ کھوتا جارہا ہے۔ جب کہ اس کے برعکس کچھ نوجوان ایسے جو ہماری کارکردگی میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں اور اس سلسلے میں سرفہرست شیران کا نام ہے۔ شیران اگرچہ بین الاقوامی طور پر اعلیٰ کارکردگی کا مالک نہیں ہے لیکن ہمارے اس مشن کے لئے اس سے موزوں انسان اور کوئی نہ ہوگا اور پہاڑوں کے معاملات وہ بہ آسانی سنبھال لے گا، بشرطیکہ ہم اسے شیشے میں اتار سکیں۔ چنانچہ یہ بات مکمل طور پر کہی جاسکتی کہ نعمان خان اور شیران میں سے اگر کسی ایک کا انتخاب کیا سکے تو وہ شیران ہی ہوگا۔ نعمان خان شیران کے ہاتھوں مکمل طور پر شکست کھا چکا ہے۔"

"یہ کیسے کہہ سکتے ہو تم؟ ان تمام معاملات میں نعمان خان شیران سے براہِ راست ٹکراؤ تو نہیں ہوا۔"

"نہیں جناب، اگر یہ بات مدِ نگاہ رکھی جائے تو کیا نعمان خان اپنی صلاحیتوں سے کام لے کر شیران کو گرفتار کر سکا، کیا وہ کوئی ایسا منصوبہ بنا سکا جو شیران کے خلاف ایک مؤثر منصوبہ قرار دیا جاسکتا۔"

"ہاں اس پوائنٹ سے تم یہ بات کہہ سکتے ہو۔" وائی تھری ایٹ نے اعتراف کیا پھر اس نے کہا۔ "لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب کیا کیا جائے۔ پروجیکٹ اور رہبن پورہ کا علاقہ فی الحال خالی پڑا ہے۔ ہم ان لوگوں پر بھروسہ نہیں کر سکتے جو ماتحتوں کی حیثیت سے وقتی طور پر اُس علاقے کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ ہمیں تو کسی ایسے ہی ذہین آدمی کی وہاں ضرورت ہے، جو مکمل طور پر اپنا کام سرانجام دے سکے اور فی الحال ہمارے پاس کوئی ایسی شخصیت موجود نہیں ہے جسے ہم مکمل اعتماد کے ساتھ اس کام کے لئے پیش کر سکیں۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے جناب، یہ مسئلہ نہایت ہی سنگین صورت اختیار کر گیا ہے۔"

"کوئی تجویز اس سلسلے میں۔"

"وقتی طور پر صرف ایک کام کیا جاسکتا ہے اور وہ یہ کہ بادشاہ خان کو ان دونوں علاقوں کی سربراہی سونپ دی جائے۔ وہ پروجیکٹ بھی دیکھے اور یہاں رہ کر اپنے معاملات بھی سنبھالے، گو اس پر دوہری ذمے داریاں پڑ جائیں گی لیکن میرا خیال ہے بادشاہ خان میں حالات کو اس انداز سے کنٹرول کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔"

"چلو ٹھیک ہے، بادشاہ خان کو ہم نے اس سلسلے میں منتخب کر لیا لیکن کیا رزاق خان کی موت پر بادشاہ خان ذہنی طور پر معطل نہیں ہے۔ کیا اس کی ذہنی کیفیت حد سے زیادہ خراب نہیں ہو گئی۔" وائی تھری ایٹ نے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے نہیں جناب۔ وہ بہت زیادہ دلبرداشتہ ضرور ہے لیکن کوئی ایسی حرکت ہمارے علم میں نہیں آئی ہے جس سے یہ اندازہ ہو کہ وہ بھی نعمان خان کی طرح ذہنی طور پر دیوالیہ ہو گیا ہے۔ وہ بڑی ہوشیاری سے نعمان خان کو سنبھالے ہوئے ہے اور تنظیم کے معاملات کے لئے باقاعدہ وقت دے رہا ہے۔ فی الحال نعمان خان کو اس نے ایک طرح سے نظر بند کر رکھا ہے اس کے بھائی اس کی نگرانی کر رہے ہیں اور بادشاہ خان نے ان سے کہہ دیا ہے کہ اگر نعمان خان یہاں سے نکل گیا تو ان لوگوں کو اس سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ یہ بات بھی اب پورے دعوے سے کہی جاسکتی ہے کہ بادشاہ خان اب شیران سے خوف زدہ ہو گیا ہے اور اس کی وہ کیفیت نہیں ہے جو کچھ عرصہ قبل تھی۔ وہ شیران سے انتقام ضرور لینا چاہتا ہے لیکن اب وہ ماندھے اقدامات سے گریز کر رہا ہے، چنانچہ وقتی طور پر ہم اگر بادشاہ خان کو وہاں متعین کر دیں، تو کوئی حرج نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے میں تمہاری اس تجویز سے متفق ہوں، اس سلسلے میں بادشاہ خان سے بھی بات کی جاسکتی ہے لیکن اب نعمان خان کے بارے میں تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟"

"اس وقت سب سے اہم مسئلہ نعمان خان ہی ہے جناب، ایک طرح سے وہ تنظیم کے لئے ناکارہ ہو چکا ہے، وہ کوئی ایسا کام کرنے کے لئے تیار نہیں جو شیران کے خلاف نہ ہو اور ہم یہ محسوس کرتے ہیں بلکہ یہ بات اچھی طرح محسوس کر لی گئی ہے کہ اس وقت کوئی ذمے داری نعمان خان کے سپرد کرنا حماقت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگا۔"

"لیکن اس کے باوجود نعمان خان اس تنظیم سے واقف ہو چکا ہے۔ ہر چند کہ اسے ابھی تنظیم کے اغراض و مقاصد مکمل طور پر معلوم نہیں ہو سکے لیکن اگر کہیں اس کی زبان کھل جائے یا کھلوالی جائے تو تنظیم بہت سی نگاہوں میں آسکتی ہے اور تم لوگ جانتے ہو کہ ہم یہ بات کبھی پسند نہیں کریں گے۔"

"جی ہاں جناب، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نعمان خان اب تنظیم کے لئے ان ناپسندیدہ لوگوں میں شامل ہو گیا ہے جن کے لئے موت تجویز کر دی جاتی ہے۔"

"لیکن اس میں کچھ اُلجھنیں پیش نہیں آئیں گی ہمیں؟"

"مثلاً؟"

"مثلاً یہ کہ نعمان خان کی موت ہمارے بہت سے معاملات کے لئے رکاوٹ بن جائے گی۔"

"ہم ذرا تفصیل جاننا چاہتے ہیں جناب۔"

"کیا بادشاہ خان ہم سے برگشتہ نہیں ہو جائے گا؟"

"ہاں، اس بات کے سو فیصدی امکانات ہیں، بادشاہ خان کو کسی بھی طرح نعمان خان کی موت برداشت نہیں ہو سکے گی۔"

"تو اس طرح ہمارا پورا پروگرام خطرات میں نہیں پڑ جاتا، کیا پہاڑوں میں ہمارا آپریشن ان حالات میں کامیاب ہو سکتا ہے؟ کیا ہم ایک عظیم خسارے سے دوچار نہیں ہو جائیں گے؟"

"اس کے امکانات ہیں جناب۔ سو فیصدی امکانات ہیں۔"

"تو پھر اس سلسلے میں کوئی بہتر تجویز تلاش کرو اور مجھے بتاؤ کہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔" وائی تھری ایٹ نے کہا اور ایک بار پھر وہاں کی فضا خاموش ہو گئی۔ لوگ اپنے اپنے طور پر ذہن دوڑا رہے تھے۔ پھر وائی تھری ایٹی سکس نے کہا۔

"ایک تجویز میرے ذہن میں بھی آئی ہے جناب۔"

"ہاں کہو۔"

"کیوں نہ نعمان خان کو شیران کے ہاتھوں قتل کرا دیا جائے۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ شیران کو کسی طرح نعمان خان کی راہ پر ڈال دیا جائے۔ یا پھر نعمان خان کو ایسی جگہ پہنچا دیا جائے جہاں شیران موجود ہو اور دونوں کا براہِ راست ٹکراؤ کرا دیا جائے، اگر نعمان خان شیران کے ہاتھوں مارا جاتا ہے تو ہمارا مقصد بھی پورا ہو جائے گا اور بادشاہ خان یہی سوچتا رہے گا کہ شیران نعمان خان کا قاتل ہے۔"

"تجویز بہت اچھی ہے لیکن اس میں بے شمار خامیاں ہیں۔"

"مثلاً جناب۔"

"مثلاً یہ... تم شیران کو اپنی جیب میں تصور کرتے ہو، کیا تمہیں علم ہے کہ اس وقت شیران کہاں ہے، کیا تم نعمان

خان کو باآسانی اس تک پہنچا سکتے ہو؟"

"اوہ"۔ وائی تھری ایٹی سکس نے شرمندگی کے انداز میں کہا۔

"لیکن تمہاری اس تجویز سے ایک اور روشنی میرے ذہن میں پیدا ہوئی ہے، ویسے اگر فرض کرو تم نے شیران کو پا بھی لیا اور نعمان خان کو اس کے راستے میں لا ڈالا تو نعمان خان کی ہلاکت کے بعد کیا بادشاہ خان بددل نہیں ہو جائے گا، وہ تنظیم سے بھی اس سلسلے میں مدد کی درخواست کر چکا ہے اور اگر تنظیم ایک آدمی کو قتل کرنے میں ناکام رہتی ہے اور اس کے بجائے شیران کے ہاتھوں نعمان خان کو نقصان پہنچ جاتا ہے تو بادشاہ خان پھر تنظیم میں شامل نہ رہ سکے گا، یہ دوسری بات ہے کہ ہم بادشاہ خان کو ہلاک کر دیں لیکن اس کی ہلاکت سے ہمارا منصوبہ کھٹائی میں پڑ جاتا ہے"۔

"جی ہاں جناب اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بادشاہ خان تنظیم سے برگشتہ ہو جائے گا"۔

"لیکن ابھی میں نے تم سے یہ الفاظ کہے تھے کہ تمہاری اس تجویز سے مجھے ایک روشنی دکھائی دی ہے اور اس نئی روشنی کے تحت ہم اپنے کام میں آسانیاں پیدا کر سکتے ہیں۔ بلاشبہ ایک انتہائی شاندار تجویز میرے ذہن میں آئی ہے کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اسے تم لوگوں کے سامنے پیش کروں"۔

"جناب عالی! آپ کی رہنمائی تو ہمیشہ ہی ہمارے لئے مشعلِ راہ رہتی ہے"۔

"تو پھر سنو دوستو، نعمان خان بنکاک میں ہے۔ بادشاہ خان بھی یہیں ہے۔ ان دونوں کو مطمئن کرنے کا ایک بہترین ذریعہ میرے ذہن میں آیا ہے اور وہ یہ کہ ایک نقلی شیران پیدا کر دیا جائے"۔

"جی..." تمام آوازیں حیرت زدہ تھیں۔

"ہاں ایک باقاعدہ شیران پیدا کیا جائے اور اسے مصروفِ عمل کر دیا جائے اور پھر نعمان خان کو کسی خونخوار کتے کی طرح اس پر چھوڑ دیا جائے۔ یہ دوسرا شیران بے شک اپنے حلیے، اپنی جسامت اور اپنے انداز سے شیران سے مماثلت رکھتا ہو گا لیکن ظاہر ہے وہ شیران نہیں ہو گا، پھر نعمان خان کی پوری پوری مدد کی جائے گی اس سلسلے میں تنظیم کے ارکان اسے بھرپور امداد دیں گے اور اس کے ساتھ شیران کے قتل کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ نعمان خان کے ہاتھوں نقلی شیران قتل کرا دیا جائے۔ اس طرح بادشاہ خان بھی مطمئن ہو جائے گا اور نعمان خان بھی۔ ممکن ہے ان حالات میں نعمان خان کی ذہنی حالت بھی اعتدال پہ آ جائے اور وہ ہیرا پورہ میں ہمارے مفادات سنبھال لے۔ کم از کم ایک طرف سے تو اسے ذہنی سکون نصیب ہو گا"۔

"انتہائی شاندار تجویز ہے جناب لیکن اگر کبھی شیران منظرِ عام پہ آ گیا تو...؟"

"یہ بعد کی بات ہے، ویسے شیران کے بارے میں جہاں تک میرا اندازہ ہے، وہ خود ان لوگوں کے پیچھے نہیں لگا ہوا۔ کیونکہ وہ تو ان لوگوں کو نقصان پہنچانے اور شکست دینے والوں میں شامل ہے۔ رزاق خان اگر اس کے راستے میں نہ آتا تو وہ شاید اسے کبھی قتل نہ کرتا۔ اس طرح اگر نعمان خان بھی اس سے بچتا رہے اور اپنے کام میں مصروف رہے، تو پھر شیران کو کیا پڑی ہے کہ نعمان خان کے چکر میں پڑے۔ اس پر ہم لوگ نظر ضرور رکھیں گے اور اگر کبھی وہ ہمارے علم میں آ گیا تو پھر ہم اس کے لئے مناسب بندوبست کر لیں گے۔ ویسے بھی شیران ہمارے لئے بے حد قیمتی ہے اور تنظیم اس سلسلے میں انتہائی کوشش کرے گی کہ شیران کا پتہ چلا کر کم از کم اسے نگاہ میں رکھا جائے لیکن اس طرح ہم بادشاہ خان اور نعمان خان کو مطمئن کر سکتے ہیں۔ اور یہ باب بند ہو جائے گا۔ کیا خیال ہے تم لوگوں کا؟"

"انتہائی نفیس خیال ہے جناب، میرے خیال میں اس سے عمدہ ترکیب اور کوئی نہیں ہو سکتی"۔ وائی تھری سکسٹی ٹو نے کہا

"تو پھر اس سلسلے میں بندوبست کیا جائے"۔

"جناب عالی! میرا خیال ہے اس تجویز سے کسی کو اختلاف نہیں ہو گا"۔ وائی تھری سکسٹی ٹو نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ ٹرانسمیشن بکس سے بھی آوازیں آ رہی تھیں اور وہ سب لوگ بھی اپنی اپنی رائے دے رہے تھے۔ تب وائی تھری سکسٹی ٹو نے کہا۔

"جناب عالی! تقریباً تمام ہی لوگ اس بات پہ متفق ہیں"۔

"سیون فورٹی نائن، فورٹی ایٹ، سکسٹی ون۔ کیا آپ سب لوگ میری اس تجویز سے متفق ہیں؟" وائی تھری ایٹ نے کہا

"جناب عالی! مکمل طور پہ"۔

"تو پھر وائی تھری ٹو، یہ ذمے داری میں تمہارے سپرد کرتا ہوں کہ ایک ہفتے کے اندر اندر قبائلی علاقوں سے افغانستان سے یا کسی بھی ایسی جگہ سے ایک ایسی شخصیت تلاش کر کے لائی جائے جسے ہم شیران کا روپ دے سکیں۔ کیا تم یہ کام بہ آسانی کر سکتے ہو"۔

"میرے ذہن میں ایک اور تجویز ہے جناب"۔ وائی تھری تھری ٹو نے کہا۔

"ہاں، ہاں وہ کہو"۔

"میں تو ان علاقوں میں ایسے لوگوں کو تلاش کرتا ہی ہوں لیکن آپ بھی اس مخصوص علاقے کو نظر انداز نہ کریں، جہاں اس حلیے اور جسامت کے لوگ پائے جاتے ہیں اور وہ علاقہ ہمارے ہی ملک میں ہے"۔

وائی تھری ایٹ خاموش ہو گیا تھا۔ کافی دیر تک وہ کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے پُرسکون لہجے میں کہا۔

"وائی تھری تھری ٹو تمہاری اس نشاندھی سے اور تمہاری اس بہتر تجویز سے میں پوری طرح متفق ہوں اور اپنے اس پہلے پروگرام کو کینسل کرتا ہوں یعنی تم قبائلی علاقے سے کسی نئے آدمی کو تلاش نہ کرو بلکہ میں خود ہی اس کا بھی بندوبست کئے لیتا ہوں۔ بہت جلد میں تمہیں اس کے بارے میں اطلاع دوں گا"۔

"بہتر، بہتر جناب، جو آپ کا حکم"۔ وائی تھری تھری ٹو نے کہا۔

"اس سلسلے میں کوئی اور تجویز؟"

"نہیں میرا خیال ہے جو بہترین تجویز آپ کے ذہین دماغ نے تیار کی ہے اس کے بعد مزید کسی تجویز کی گنجائش نہیں رہتی"۔

"تو پھر اس سلسلے میں بادشاہ خان سے بات کی جائے ابھی نہ کی جائے"۔

"میرا خیال ہے جناب، اگر اس پروگرام میں ہمیں بہت زیادہ وقت نہ صرف کرنا پڑے تو پھر بادشاہ خان سے ابھی ہیرا پورہ کے بارے میں بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اسے تسلی دیتے ہوئے یہ کہا جائے کہ اس وقت وہ تنہا نہیں ہے بلکہ تنظیم مکمل طور پہ اس کی پشت پناہ ہے اور بہت جلد تنظیم اس کے لئے کوئی ایسا کام کرے گی جس سے اُسے اطمینان نصیب ہو اور وہ خود کو شیران جیسے درندے سے محفوظ تصور کرے"۔

"ٹھیک ہے، یہ تجویز بھی بہت اچھی ہے لیکن ہیرا پورہ کے حالات کو نگاہ میں رکھا جائے اور ہم میں سے بھی کوئی اہم شخصیت وہاں کی باقاعدہ نگرانی جاری رکھے"۔

"یہ ذمے داری میں قبول کرتا ہوں جناب"۔ وائی تھری تھری نے کہا۔

"تمہیں کوئی دقت تو نہیں ہو گی۔ وائی تھری تھری"۔ وائی تھری ایٹ نے پوچھا۔

"نہیں جناب، میں باآسانی اپنا کام انجام دے لوں گا"۔

"گڈ... اس کے ساتھ ہی میں میٹنگ برخاست کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے اس سلسلے میں ہم ایک بہترین تجویز ترتیب دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں"۔ وائی تھری ایٹ نے کہا اور اس کے بعد ان لوگوں کی گفتگو کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ ٹرانسمیٹروں پر نمبر بجھنے لگے اور تھوڑی دیر کے بعد یہ سب اس ہال سے باہر نکل آئے۔ جہاں تھوڑی دیر پہلے زبردست میٹنگ ہو رہی تھی۔

❁

ایڈنا ڈمپل جاپان پہنچ گئی تھی۔ شیران کے ساتھ اس کے شب و روز بہت دلکش گزر رہے تھے۔ یہ نئی زندگی اس کے لئے بڑی انوکھی تھی۔ جاپان کے دارلحکومت ٹوکیو کے سب سے شاندار ہوٹل میں ان کا قیام تھا۔ وہ خود کیلاشی کے روپ میں تھی شیران بدستور میک اپ میں تھا۔ دونوں عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے تھے۔ ایڈنا خوش تھی اور شیران بھی مسرور تھا۔ یہاں انہیں تقریباً تین ماہ گزر چکے تھے اور یہ تین ماہ دونوں کی زندگی کے بہترین دن تھے۔ وہ سیر و تفریح کرتے تھے، خوب کھاتے پیتے کوئی فکر نہیں تھی۔ ایک شام دونوں ہوٹل کی بلند و بالا چھت پہ بیٹھے ہوئے بات چیت کر رہے تھے۔ وسیع و عریض چھت پر بہترین انتظامات کئے گئے تھے۔ دوسرے بہت سے لوگ بھی وہاں موجود تھے۔

گفتگو کرتے ہوئے ایڈنا ڈمپل کو دفعتاً ایک روشنی کا سا احساس ہوا جو ایک لمحے میں چمک کر معدوم ہو گئی تھی۔ اس کی نگاہ ایک طرف اٹھ گئی۔ وہ دو آدمی تھے۔ کسی سرد ملک سے تعلق رکھتے تھے۔ ایڈنا ڈمپل کی میز سے کچھ فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے لیکن جس چیز نے ایڈنا ڈمپل کو چونکنے پر مجبور کیا تھا وہ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں دبا ہوا ننھا سا کیمرہ تھا جسے پلک جھپکتے ہی اس شخص نے اپنے لباس میں رکھ لیا تھا اور پھر اس نے ایک دم سے ایڈنا سے آنکھیں چرا لی تھیں۔

کوئی عام انسان ہوتا تو اسے اندازہ بھی نہ ہوتا لیکن وہ ڈمپل تھی۔ ایک لمحے میں اس نے اندازہ لگا لیا کہ اس کی تصویر لی گئی ہے۔ سو فیصدی روشنی کا مرکز وہی بنی تھی۔

دوسرے لمحے اس نے سنبھل کر شیران سے دوبارہ گفتگو شروع کر دی لیکن اس کا ذہن منتشر ہو گیا۔ وہ ان دونوں کی قومیت

کے بارے میں اندازہ نہیں لگا سکی تھی لیکن کوئی گڑبڑ ضرور تھی۔
ٹوکیو آنے کے بعد ابھی تک کوئی ایسا مرحلہ پیش نہیں آیا تھا جو شیران سے ہٹ کر ہوتا لیکن اس وقت۔۔۔ اس وقت وہ پریشان ہو گئی تھی۔ کوئی ایسی ترکیب ہو جس سے شیران سے تھوڑی دیر کے لئے علیحدگی اختیار کی جا سکے۔ بڑا خطرناک وقت آن پڑا تھا۔ بہت سے وسوسے تھے اس کے دل میں۔ شیران جیسے شخص کو احمق بنانا بھی آسان کام نہیں تھا اور اس کی موجودگی میں وہ ان لوگوں سے بات بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔
کیا کیا جائے؟
اس کا دل بیٹھنے لگا۔ کوئی بہتر ترکیب سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ کس طرح ان لوگوں کی اس حرکت کی وجہ معلوم کی جائے۔ کون ہیں وہ اور انھوں نے اس کی تصویر کیوں حاصل کی ہے؟
کافی دیر گزر گئی اور پھر ایڈنا نے ان دونوں کو اپنی جگہ سے اُٹھتے ہوئے دیکھا۔ آہ، اگر وہ نکل گئے تو اچھا نہ ہوگا۔ اب تو فوراً ہی کچھ کرنا ہے۔ فوراً۔
ان سارے حالات سے **شیران** بے خبر ہال کی دلچسپی میں گم تھا۔ دفعتاً ایڈنا ڈمپل نے اُس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا اور وہ ڈمپل کی طرف متوجہ ہو گیا۔
"ایکسکیوز می ڈیئر۔ میں ابھی آئی۔"
"کہاں؟"
"باتھ روم۔" ایڈنا نے مسکراتے ہوئے کہا اور شیران نے گردن ہلا دی، وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر باہر چل پڑی۔ دونوں آدمی بھی باہر نکل چکے تھے۔ وہ مناسب رفتار سے سامنے کی سمت جا رہے تھے اور پھر وہ لفٹ میں داخل ہو گئے۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ہوٹل سے باہر نہیں جا رہے۔ کم از کم یہ سکون کی بات ہے لیکن اب! اُس نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر اس کی نظریں اُوپر اُٹھ گئیں۔ لفٹ میں روشن ہوتے ہوئے نمبروں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ لفٹ مسلسل اُوپر اُٹھ رہی ہے پھر چھٹی منزل کا نمبر چند لمحات روشن رہا۔ گویا لفٹ یہاں رُکی تھی۔ اس کے بعد وہ اُوپر جانے لگی۔ اس وقت لفٹ میں ان دونوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ ایسی شکل میں وہ اس چھٹی منزل پر اُتر سکتے تھے بس ایک اندازہ تھا جو غلط بھی ہو سکتا تھا۔
وہ لفٹ کی واپسی کا انتظار کرنے لگی۔ چند منٹ کے بعد لفٹ واپس آ گئی۔ ایڈنا اس دوران تیاریاں کر چکی تھی۔ لفٹ کا دروازہ کھلا اور لفٹ بوائے باہر نکل آیا لیکن ایڈنا کے ہاتھ میں ایک نوٹ چمکتا دیکھ کر وہ چونک پڑا تھا۔
"یس میڈم۔" اُس نے کہا۔
"وہ دونوں کون سی منزل پر اُترے ہیں؟"
"چھٹی منزل پر میڈم۔"
"کون سے کمرے میں گئے ہیں؟" ایڈنا نے پوچھا۔
"چھ سو گیارہ۔ دونوں اسی کمرے میں رہتے ہیں۔" لفٹ بوائے نے بتایا۔
"لو یہ نوٹ رکھو۔ میرا تعلق پولیس سے ہے۔ ان دونوں کے بارے میں چھان بین ہو رہی ہے اور تم جانتے ہو پولیس کے معاملات کسی کو بتائے نہیں جاتے۔"
"یس میڈم۔" لفٹ بوائے نے کہا اور نوٹ لے کر جیب میں رکھ دیا۔ اس وقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ دیر ہوئی تو شیران شبہے کا شکار ہو سکتا تھا۔
تھوڑی دیر کے بعد وہ شیران کے پاس واپس پہنچ گئی۔ کافی دیر تک وہ ہال میں بیٹھے یہاں کے ماحول سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ ایڈنا کا ذہن بار بار ان کی طرف بھٹک جاتا تھا لیکن شیران کو اس کیفیت کا اندازہ نہیں ہو سکا۔ رات گئے تک دونوں اکٹھے تھے۔
کمرے میں آ کر ایڈنا نے لباس تبدیل کیا اور مسکراتی نگاہوں سے شیران کو دیکھنے لگی۔ شیران بھی مسکرا اُٹھا تھا پھر وہ اس وقت تک انتظار کرتی رہی جب تک شیران گہری نیند نہیں سو گیا تھا۔
خطرہ مول لیے بغیر چارۂ کار نہیں تھا۔ شیران گہری نیند سونے کا عادی تھا لیکن اس امکان کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ جاگ بھی سکتا ہے کچھ بھی ہو ان لوگوں کی حقیقت جاننا بھی ضروری ہے۔ اُس نے ایک نگاہ شیران کو دیکھا اور پھر اپنی جگہ سے اُٹھ گئی۔ آئینے کے سامنے جا کر اُس نے بال بکھرائے۔ چہرے پر نشے کے تاثرات پیدا کر کے دیکھا اور پھر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ احتیاط سے دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔
چند لمحات کے بعد وہ چھٹی منزل کی راہداری میں تھی۔ روم نمبر چھ سو گیارہ کے دروازے پر پہنچ کر وہ رکی اور پھر اُس نے دروازے پر دستک دی۔ اندر تاریکی تھی۔ لیکن تیسری بار دستک دینے سے اندر روشنی ہو گئی پھر قدموں کی چاپ سنائی دی اور دروازہ کھل گیا۔
"اتنی جلدی سو گئے ڈارلنگ؟" ایڈنا نشیلی آواز میں بولی

اور دروازہ کھولنے والے کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اُسے دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔
وہ شب خوابی کے لباس میں ملبوس تھا اور تعجب سے ایڈنا کو دیکھ رہا تھا۔ ایڈنا نے دروازہ بند کر دیا۔ وہ بُری طرح لڑکھڑا رہی تھی۔
"آپ۔ آپ کس سے ملنا چاہتی ہیں خاتون؟" بمشکل تمام اس شخص کے حلق سے آواز نکلی تھی۔ ایڈنا کمرے کے درمیان کھڑی ہو کر جھومنے لگی ویسے اُس نے دزدیدہ نگاہوں سے چاروں طرف کا جائزہ لے لیا تھا۔ بڑا کمرہ تھا اور اس میں دو بیڈ بچھے ہوئے تھے۔ لیکن دوسرا بیڈ خالی تھا۔ اُس کی چادر بھی بے شکن تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ دوسرا آدمی اس وقت یہاں موجود نہیں ہے۔ شاید ابتدا ہی سے نہیں ہے کیونکہ بیڈ کی بے شکن چادر اس بات کی غماز تھی۔
"کیا کہہ رہے ہو ڈیئر۔ میں اپنے کمرے میں نہیں ہوں کیا؟" ایڈنا نے نشے سے لڑکھڑاتی آواز میں پوچھا۔
"اوہ میڈم۔ شاید آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ آپ غلط کمرے میں آ گئی ہیں۔" اس شخص نے اب اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔
"غلط کمرے میں۔ یہ میرا کمرہ نہیں ہے۔" ایڈنا نے نشیلی آنکھیں اُٹھا کر چاروں طرف دیکھا۔
"سوری میڈم۔ آپ کے کمرے کا نمبر کیا ہے؟ چلیے میں آپ کو آپ کے کمرے تک پہنچا دوں۔"
"بے وقوف ہو۔" ایڈنا اُنگلی اُٹھا کر تنقیدی انداز میں مسکراتی ہوئی بولی۔ اُس نے اپنے بالوں کو ایک جھٹکے سے پیچھے کر لیا تھا۔
"جی۔" اس شخص نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور ایڈنا ڈمپل ہنسنے لگی۔
"بدھو ہو۔ بالکل ہی بدھو ہو۔ رات کتنی تاریک ہے اور باہر کا موسم ذرا کھڑکی کھول کر دیکھو۔"
"جی۔ جی وہ۔" نوجوان چونکہ نیند کی جھونک میں تھا اس لیے پوری طرح سنبھل نہیں پایا تھا لیکن ایڈنا نے محسوس کیا کہ وہ رفتہ رفتہ سنبھلتا جا رہا ہے۔ اُس نے بند دروازے کی طرف دیکھا، پھر کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھنے لگا۔ اس کے بعد گہری سانس لے کر بولا۔ "آپ بہت زیادہ نشے میں معلوم ہوتی ہیں۔ بیٹھ جائیے سکون سے بیٹھ جائیے۔ مجھے بتائیے میں آپ کو کون سے کمرے میں پہنچا دوں؟"
"نہیں بیٹھتی۔ میں یہیں سوؤں گی۔ کسی کا بھی کمرہ ہو تم تو ہو۔"
وہ شخص اُلجھی ہوئی نگاہوں سے اُسے دیکھ رہا تھا پھر ایڈنا نے بدستور نشے میں ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ "تم کیسے آدمی ہو۔ اِدھر آؤ بیٹھ جاؤ میرے پاس۔ میں تنہا ہوں سب کچھ ہے میری زندگی میں لیکن تنہائی میرا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ اے اِدھر آؤ۔ بے وقوفوں کی طرح کھڑے کیوں ہو؟" اور نوجوان سلیپنگ

ایم اے راحت
کی
ایک خوبصورت تحریر

ایک ایسی داستان جو ایک بار شروع کر کے مکمل کیے بغیر نہیں چھوڑی جا سکتی —— ایک نوجوان جس کے اندازِ زندگی کا ہر ڈھنگ نرالا تھا کیونکہ وہ ماں کی آغوش کی بجائے سمندر کی گود میں پلا تھا

سمندر کا بیٹا

سمندر کے اندر کی داستان جو کہ اپنے سینے میں اَن گنت راز، داستانیں اور خزانے چھپائے ہوئے ہے

تین حصوں میں مکمل

قیمت -/۱۲۰
ڈاک خرچ -/۲۵

سوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر آہستہ آہستہ اُس کے قریب پہنچ گیا۔

"کیا تمھاری آمد اتفاقیہ ہے؟" اُس نے جھک کر کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو؟ تمھاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آرہی ہیں۔"

"پھر آئیے۔ مَیں آپ کو سمجھاؤں۔" نوجوان نے ایڈنا کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ ایڈنا لڑکھڑاتی ہُوئی اُٹھی اور نوجوان اُسے سنبھالے ہوئے باتھ رُوم کی طرف بڑھ گیا۔ شاید وہ ایڈنا کے سر پہ پانی ڈال کر اُس کا نشہ ہرن کرنا چاہتا تھا۔ ایڈنا بدستور لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھ رہی تھی ویسے دِل ہی دِل میں مُسکرا بھی رہی تھی۔ اُس نے سوچا کہ تم نے صحیح جگہ کا انتخاب کیا ہے دوست، کمرے کی آوازیں تو باہر بھی جا سکتی تھیں لیکن تمھیں باتھ رُوم تک لے جانا ایک مسئلہ ہی بن جاتا میرے لیے۔ نوجوان نے باتھ رُوم کا دروازہ کھولا اور اُسے اندر دھکیلتا ہُوا بولا۔ "آئیے سمجھانے کے لیے اس سے بہتر طریقہ اور کوئی نہیں ہوگا۔ یہاں کے نلکوں میں بے حد ٹھنڈا پانی آتا ہے۔" وہ خود بھی باتھ رُوم میں داخل ہوگیا۔ ایڈنا نے ایک بار پھر لڑکھڑاتے ہُوئے اس کا سہارا لیا لیکن اس بار اُس نے اپنا کام دکھا دیا تھا۔ سہارا لے کر اُس نے ایک زوردار گھونسہ نوجوان کی ٹھوڑی پہ جڑ دیا اور نوجوان بُری طرح لڑکھڑا کر باتھنگ ٹب پہ جا گرا۔ اُس نے بمشکل تمام سہارا لے کر خود کو روکا تھا، ورنہ شاید اوندھے مُنہ باتھنگ ٹب میں جا پڑتا۔ اس دوران ایڈنا نے... باتھ رُوم کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ اب نوجوان کو سنبھلنا پڑا۔ اُس نے متحیرانہ نگاہوں سے ایڈنا کو دیکھا اور پھر دُوسرے لمحے اُس کی مُٹھیاں بھینچ گئیں۔ وہ کھڑا ہوگیا تھا۔

"ہُوں۔ تو تم نشے میں نہیں ہو۔"

"نشے میں تو مَیں پیدائش کے دُوسرے دن سے ہُوں میری جان لیکن اب تمھارا نشہ اُتر جانا چاہیے۔"

"ایک عورت کی پٹائی کرتے ہُوئے مجھے اچھا نہیں لگے گا۔" نوجوان نے کہا۔

"تب تم گدھے ہو ابتدا ہی سے مرد عورت پہ حاوی رہا ہے۔ بعض اوقات اُسے ایسے واقعات سے سابقہ بھی پڑ جاتا ہے جس میں اُسے عورت کی پٹائی ضرور کرنا پڑتی ہے۔ اگر تم یہ جذبہ اپنے سینے میں نہیں رکھتے تو پھر مَیں دعوے سے کہہ سکتی ہُوں کہ تم سو فیصد مرد نہیں ہو۔"

"کیا بکواس کر رہی ہو... کون ہو تم؟"

"اب مَیں نشے میں نہیں ہُوں ڈارلنگ، تمھارا یہ باتھ رُوم واقعی بڑی عجیب و غریب جگہ ہے۔ یہاں قدم رکھتے ہی میرا سارا نشہ اُتر گیا۔ لیکن میں چاہتی ہُوں کہ اب تمھارا نشہ بھی اُتر جائے تو بہتر ہے ورنہ کیا فائدہ؟ تمھارے ہاتھ پاؤں میں ٹوٹ پھوٹ ہو جائے گی۔"

"بکواس مت کرو۔" نوجوان دھاڑا اور دُوسرے لمحے وہ ایڈنا کے قریب پہنچ گیا۔ لیکن جس تیزی سے وہ ایڈنا کے قریب آیا تھا اسی تیزی سے اُسے واپس لوٹ جانا پڑا۔ اس بار وہ دیوار میں لگے ہُوئے نل کی ٹونٹی سے جا ٹکرایا تھا۔ ٹونٹی اُس کے شانوں کے درمیان لگی تھی اُس کے چہرے پر تکلیف کے آثار نظر آنے لگے۔

"سنو۔ بہتر یہ ہوگا کہ تم عقل سے کام لو۔ مَیں تمھاری ایک ایک ہڈی توڑ سکتی ہُوں اور اگر تمھیں شوق ہی ہے تو آؤ پہلے میرے ہاتھوں پٹ لو اچھی طرح اس کے بعد کچھ اور بات کرنا۔" ایڈنا آگے بڑھی اور وہ اُچھل کر کھڑا ہوگیا لیکن دُوسرے لمحے ایڈنا کی ٹھوکر اُس کی پنڈلی پر پڑی اور اُس کے حلق سے ایک کراہ نکل گئی۔ اُس نے چوٹ کے باوجود سنبھل کر سوئچ لگانے کی کوشش کی لیکن اس کوشش سے بھی اُسے ہی نقصان پہنچا۔ ایڈنا اپنی جگہ سے اُچھلی اور اُس کی ٹانگ پر ایک اور ضرب لگا دی۔ نوجوان کی دونوں ٹانگیں مضروب ہوگئی تھیں وہ اُٹھا اور پھر گر پڑا

"رُک جاؤ، رُک جاؤ۔ مم۔ میں۔ میں۔"

"رُک جاتی ہُوں۔ تم اس باتھنگ ٹب پر بیٹھ جاؤ اور سنو مَیں تم جیسے دس آدمیوں کی مرمت بیک وقت کر سکتی ہُوں، اگر مَیں نے کوئی صحیح ہاتھ جڑ دیا تو تمھاری ہڈی تڑخ جائے گی۔ اس سے گریز کرو مجھے تم سے کوئی پرخاش نہیں ہے مَیں تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتی بس تھوڑی سی معلومات درکار ہیں تم سے۔" نوجوان ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہُوئے اُسے دیکھ رہا تھا۔ چار چھ ہاتھوں ہی میں اُسے اندازہ ہوگیا تھا کہ مدِمقابل حیرت انگیز طور پر طاقتور ہے اور اُس کے خلاف کوئی کارروائی حماقت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگی۔ ایڈنا ڈمپل کی آنکھوں میں بھوکی بلی کی سی کیفیت نظر آ رہی تھی اور وہ اپنے شکار کو گھور رہی تھی پھر اُس نے کہا۔ "میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ تم جتنی جلد ممکن ہو سکے اپنی زبان کھول دو۔"

"کک۔ کیا پوچھنا چاہتی ہو تم مجھ سے؟" نوجوان نے سوال کیا۔

"تم نے آج شام کو ڈائننگ ہال میں میری تصویر لی تھی۔ اس کی وجہ بتا سکتے ہو؟"

"کک۔ کیا۔" نوجوان کی آنکھیں تعجب سے پھیل گئیں۔ اُسے اُمید نہیں تھی کہ یہ عورت اس قدر چالاک نکلے گی۔

"کیا تم اس سے انکار کرو گے؟" ایڈنا نے پوچھا۔

"نہیں تم ٹھیک کہتی ہو۔" نوجوان نے جواب دیا جو عورت اس قدر باخبر ہو سکتی ہے اس سے کچھ چھپانا ہی بے سُود تھا۔ وہ تو اس بات پر ہی حیران رہ گیا تھا کہ اُسے ان کی رہائش گاہ کیسے معلوم ہوگئی۔ بہرطور اب وہ مدافعت کی قوت... کھو بیٹھا تھا اور ایڈنا کو سب کچھ بتانے پر آمادہ نظر آتا تھا۔

"ہوں۔ تم نے تصویر لی تھی نا؟"

"مَیں نے نہیں۔ مَیں نے نہیں۔ میرے ساتھی نے۔"

"ایک ہی بات ہے یہ تصویر تم نے کس لیے حاصل کی تھی؟"

"میری ایک بات کا جواب دو گی؟" اُس نے پُوچھا۔

"ہاں پوچھو۔ یقیناً وہ میرے سوال سے ہی متعلق ہوگی؟" ایڈنا ڈمپل نے کہا۔

"ہاں۔ وہ سو فیصد تمھارے سوال سے متعلق ہے کیا تمھارا نام موفی مارون ہے؟" اس شخص نے پوچھا اور ایڈنا ڈمپل چونکے بغیر نہ رہ سکی۔ لیکن اُس نے نوجوان پر اپنے تاثر کا اظہار نہ ہونے دیا تھا۔ نوجوان اس کی ہدایت کے مطابق باتھنگ ٹب پر بیٹھا تھا اور اس کے انداز سے ایسا نہیں معلوم ہوتا تھا جیسے اب وہ کسی مدافعت کا ارادہ رکھتا ہو۔ اس کے اعصاب بالکل جواب دے چکے تھے۔ دُوسری طرف ایڈنا سنبھل گئی تھی اور اُسے اس سوال پر حیرت نہیں ہُوئی کیونکہ اُسے خود بھی اندازہ تھا کہ کوئی بھی شخص ایک نگاہ دیکھنے میں اُسے موفی مارون سمجھے گا لیکن "کون ہے؟" اُس نے گہری سانس لے کر کہا۔

"موفی مارون کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟"

"وہ رانی ایاوتی کی حیثیت سے ہندوستان میں مقیم تھی۔ وہاں تنظیم کے لیے کام کرتی تھی۔"

"ہُوں۔ تمھارا تعلق تنظیم سے ہے؟"

"ہاں۔ ہم تنظیم کے ادنیٰ رُکن ہیں۔" نوجوان نے جواب دیا۔

"کیا کرتے ہو؟"

"مختلف کام۔ بس یُوں سمجھ لو کہ اگر تم تنظیم کے بارے میں جانتی ہو اور موفی مارون ہی ہو تو تمھیں اس بات کا بخوبی اندازہ ہوگا کہ ہم لوگ عام آدمیوں کی حیثیت رکھتے ہیں اور کسی بھی جگہ وہ سارے کام کرتے ہیں جو تنظیم کے مقاصد کے لیے ہوں۔"

"تمھارا انچارج کون ہے؟"

"مسٹر پیری پاؤل۔" اس شخص نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو تم پیری پاؤل کے لوگ ہو۔"

"ہاں عجیب و غریب واقعات ہو چکے ہیں۔ میڈم آپ کی موت کی اطلاع تنظیم کو ملی تھی اور آپ کے بارے میں علم ہُوا تھا کہ ایڈنا ڈمپل نے آپ کو قتل کیا ہے۔ ایڈنا ڈمپل کو بھی آپ ضرور جانتی ہوں گی۔"

"ہاں۔ ہاں جانتی ہوں۔ تم آگے بولتے رہو۔"

"میڈم موفی مارون کو قتل کر دیا گیا۔ اُس کی لاش بھی دستیاب ہو گئی تھی۔ ایڈنا ڈمپل کی تلاش کے لیے مسٹر پیری پاؤل نے ہندوستان کا کونہ کونہ چھان مارا ہے لیکن وہ اُنھیں نہیں مل سکی۔ اُنھوں نے ایشیا کے مختلف ممالک میں اپنے آدمی روانہ کیے ہیں۔ اُنھیں خطرہ تھا کہ ایڈنا ڈمپل ہندوستان سے باہر چلی گئی ہے اور ممکن ہے وہ ایشیا کے ہی کسی ملک میں ہو۔ ہمیں جاپان بھیجا گیا ہے اور ہم ٹوکیو میں تقریباً بارہ دن سے مقیم ہیں۔ ہمارا مقصد کچھ بھی نہیں ہے۔ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ یہاں کے اعلا ہوٹلوں میں ایڈنا ڈمپل کو تلاش کریں۔ اتفاق کی بات ہے کہ ہمارا قیام اس ہوٹل میں تھا اور آج ہم نے آپ کو دیکھ لیا۔"

"مگر مَیں ایڈنا ڈمپل تو نہیں ہُوں۔" ایڈنا نے مُسکراتے ہُوئے لہجے میں کہا۔

"یہی تو حیرت کی بات ہے کہ تلاش کر رہے تھے ہم ایڈنا ڈمپل کو اور مل گئیں آپ۔ ہمیں انتہائی حیرت ہُوئی اور میرے ساتھی نے طے کیا کہ وہ اس عجیب و غریب بات کی اطلاع فوراً مسٹر پیری پاؤل کو دے چنانچہ وہ اِس سلسلے میں گیا ہُوا ہے۔"

"کہاں؟"

"رنک اسٹور نامی ایک جگہ ہے یہاں جہاں سے مسٹر پیری پاؤل سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ اس اسٹور میں ہمارے ہی آدمی کام کرتے ہیں بظاہر وہ ایک اسٹور ہے جو مختلف اشیاء بیرونِ ملک بھیجتا ہے لیکن وہ تنظیم کے مفادات کی نگرانی بھی کرتا ہے۔ میرا ساتھی اب تک دہلی میں مسٹر پیری پاؤل کو یہ اطلاع دے چکا ہوگا کہ حیرت انگیز طور پر ایڈنا ڈمپل کے بجائے اُس نے موفی مارون کو دیکھا ہے جو یہاں موجود ہے۔ اس کے علاوہ میڈم آپ کے ساتھ جو شخص ہے اُس پر بھی ہمیں شُبہ ہے۔ شیران نامی ایک شخص کی تلاش بھی مسٹر پیری پاؤل کو ہے اور اس کے بارے میں یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اب وہ ایڈنا ڈمپل کے پاس ہوگا یا اس کے کہیں اطراف میں نظر آئے گا ہم یہ اُمید نہیں کر سکتے تھے کہ آپ دونوں کو کہیں یکجا دیکھا جائے گا۔ میرا مطلب ہے کہ ہم ایک ایسی عورت کو یہاں

دیکھ رہے ہیں جو قتل ہو گئی ہے اس تعجب خیز واقعے کی اطلاع مسٹر پیری پاؤل کو دینا ضروری تصور کیا گیا تھا۔"

"اور یہ اطلاع اب پیری پاؤل کو مل گئی ہوگی۔۔؟" ایڈنا نے پوچھا۔

"یقیناً میرے ساتھی نے مجھے ٹیلی فون کر کے کہا تھا کہ وہ رات کو واپس نہیں آئے گا کیونکہ رنک اسٹور سے مسٹر پیری پاؤل سے رابطہ قائم نہیں ہو سکا ہے البتہ یہ کام چند گھنٹوں کے اندر ہو جائے گا۔ اس لیے وہ رنک اسٹور ہی میں قیام کرے گا۔" نوجوان نے جواب دیا۔

"مگر یہ تعجب خیز بات نہیں ہے کہ تم ایڈنا ڈمیل کے بجائے موفی مارون کی اطلاع پیری پاؤل کو دے رہے ہو۔"

"یہی تو تعجب خیز بات ہے میڈم۔ اب براہِ کرم آپ یہ بتا دیجیے کہ کیا آپ موفی مارون ہیں۔ آپ قتل نہیں ہوئیں؟"

"تم یہ معلوم کرنا چاہتے ہو ڈیئر۔" ایڈنا ڈمیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور آہستہ آہستہ اُس کی طرف بڑھنے لگی۔ نوجوان چونک پڑا تھا۔

"نہیں۔ اگر آپ نہیں بتانا چاہتیں تو ظاہر ہے میں آپ کو ان حالات میں مجبور نہیں کر سکتا۔" اُس نے سہمے ہوئے انداز میں کہا اور اُٹھ کھڑا ہوا۔

"نہیں ڈیئر۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جس پہ مجھے تشویش ہوتی۔ تم نے میری تصویر کھینچی تھی اس لیے مجھے حیرت ہوئی تھی اور اب اگر تم اس شبہے کا شکار ہو تو مجھے تم سے کوئی دلچسپی نہیں ہے آؤ تھوڑی دیر بیٹھ کر بات چیت کریں۔ میں تمھیں بتاؤں گی کہ میں موفی مارون نہیں ہوں۔" ڈمیل اس کے بالکل قریب پہنچ گئی۔ نوجوان کی آنکھوں میں چند لمحے وحشت رہی لیکن اس کے بعد وہ آہستہ آہستہ سنبھل گیا۔ اُس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تمھارا ساتھی کون ہے؟ وہ بھی خوبصورت آدمی ہے۔"

"ہے مگر تم سے زیادہ نہیں۔" ایڈنا ڈمیل نے کہا اور دفعتاً اس کا ہاتھ نوجوان کے عقب میں رینگتا ہوا اُس کے سر تک پہنچ گیا پھر اُس نے نوجوان کے بال پکڑ کر اُسے ایک زوردار جھٹکا دیا اور وہ بُری طرح ٹب میں آ گرا۔ ایڈنا ڈمیل اس پر جھک گئی تھی۔ اُس نے نوجوان کی گردن پکڑ لی تھی۔ نوجوان نے ہاتھ پاؤں مارنے کی کوشش کی لیکن اوّل تو وہ پورے کا پورا ٹب میں پڑا ہوا تھا اور دوسری بات یہ تھی کہ ایڈنا ڈمیل کے ہاتھ کی گرفت غیر معمولی تھی۔ اُس کے حلق کی نالیاں بند ہو گئی تھیں اور دم گھٹنے لگا تھا۔

ایڈنا ڈمیل نے اُسے پوری قوت سے دبائے رکھا اور نوجوان کی جدوجہد آہستہ آہستہ سست پڑنے لگی، اُس کی آنکھیں پھٹ گئی تھیں، زبان باہر نکل آئی تھی، چند لمحات کے بعد وہ بے سدھ ہو گیا۔ وہ مر چکا تھا۔

ایڈنا ڈمیل نے اُس کے لباس کی تلاشی لی، پھر اُس کے لباس سے اپنی اُنگلیوں کے نشانات رگڑ رگڑ کر صاف کر دیے اس کے بعد اُس نے باتھنگ ٹب میں لگا ہوا نل کھول دیا اور ٹب میں پانی بھر گیا۔ وہ اطمینان سے اپنی جگہ کھڑی اُسے دیکھتی رہی، جب ٹب اُوپر تک بھر گیا تو اُس نے پانی بند کر دیا۔ وہ اندازہ لگانا چاہتی تھی کہ نوجوان کے اندر سانس کی کوئی رمق تو موجود نہیں ہے، لیکن اب اس قسم کا کوئی احساس باقی نہیں رہا تھا چنانچہ وہ ہاتھ جھاڑتی ہوئی وہاں سے مایوس پلٹی اور باتھ روم کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ یہاں بھی ہینڈل سے وہ اپنے ہاتھوں کے نشانات صاف کرنا نہ بھولی تھی۔

اس کے بعد وہ پُرسکون انداز میں چلتی ہوئی کمرے سے باہر نکل آئی۔ تردد تھا تو صرف ایک کہ کہیں شیران جاگ نہ گیا ہو۔ اپنی منزل پہ پہنچی تو راہداری سنسان پڑی ہوئی تھی، ویسے اُس نے اپنے دل میں ایک کہانی گھڑ لی تھی اگر شیران جاگ گیا تو وہ کوئی بہانہ بنا سکتی ہے اور حیرت انگیز بات یہ تھی کہ اس کا اندازہ دُرست ہی نکلا۔

شیران مسہری پہ بیٹھا ہوا کسی سوچ میں گم تھا۔ دروازے پر آہٹ ہوئی تو وہ چونک کر ایڈنا ڈمیل کو دیکھنے لگا۔ ایڈنا ڈمیل نے فوراً ہی اپنے چہرے پہ تجسس کے آثار پیدا کر لیے تھے، پھر گہری گہری سانسیں لیتی ہوئی شیران کے پاس پہنچ گئی۔

"کہاں چلی گئی تھیں تم؟" شیران کا لہجہ کسی قسم کے شُ...
سے پاک تھا۔

"اوہ ڈیئر صورتِ حال کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے، شاید..." ڈمیل نے متفکرانہ انداز میں کہا۔

"وہ کیا مطلب! میں نہیں سمجھا؟"

"شام ہی سے میں ایک شبہے کا شکار تھی۔ دو آدمی طرح ہماری نگرانی کر رہے تھے، جیسے وہ کوئی خاص اندازہ لگانا ہوں، میں نے محسوس کیا تھا کہ وہ تمھاری طرف دیکھ کر آپس آہستہ آہستہ کچھ گفتگو بھی کر رہے ہیں چونکہ میرے شبہے کی اُس وقت تصدیق نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے میں نے تم سے

کرنا مناسب نہیں سمجھا، اس وقت بھی میں سو رہی تھی کہ میں نے دُروازے پر ایک آہٹ سی محسوس کی، مجھے یوں لگا جیسے کوئی دُروازے پر موجود ہو اور میں انتہائی خاموشی سے اپنی جگہ سے اُٹھ گئی۔ غالباً میرے قدموں کی چاپ ان لوگوں نے سُن لی تھی، کیونکہ میں نے راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سُنی تھیں۔ اس کے بعد ڈیئر شیران میں بھلا کہاں باز رہ سکتی تھی۔ میں نے اُن کا تعاقب کیا، وہ زینوں سے نیچے اُترے تھے۔ بدقسمتی یہ تھی کہ لفٹ بھی نیچے تھی، اُسے اُوپر آنے میں دیر لگتی، چنانچہ میں بھی زینوں پر دوڑنے لگی اور نیچے پہنچ گئی لیکن فاصلہ بہت زیادہ ہو گیا تھا۔ میں نے اِن لوگوں کو پارکنگ لاٹ پر دیکھا اور اُس کے بعد وہ سیدھا دوڑتے ہوئے سڑک پر نکل گئے۔ میں صرف یہ جاننا چاہتی تھی کہ وہ کون تھے۔ شیران میں تمھارے لیے ہمیشہ خدشات کا شکار رہتی ہوں، پتہ نہیں کیوں بار بار مجھے یوں محسوس ہوا ہے جیسے کوئی تمھاری تاک میں ہے اور تمھیں نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ شیران میری زندگی میں تمھارے علاوہ اب اور کچھ نہیں ہے، ہم لوگ زندگی ... آخری سانس تک ساتھ ہی گزاریں گے۔ میں نہیں چاہتی کہ اب تم فضول قسم کے ہنگاموں میں اُلجھو، میں بہت پریشان ہوں شیران، بے حد پریشان ہوں، میں تمھارے بغیر اب اس زندگی کا تصور بھی نہیں رکھتی۔" ایڈنا ڈمیل اپنی مسہری پر بیٹھ گئی، شیران اُس کے قریب گیا تھا۔

"اوہ کیلاشی، شیران امن پسند ضرور ہو گیا ہے لیکن اُس کے دُشمن جب بھی اُس کے سامنے آئیں گے، بچ کر نہیں جا سکیں گے تم متفکر کیوں ہو؟"

"نہیں شیران، اب تک تم تنہا تھے اور تمھاری زندگی پر صرف تمھارا حق تھا، تم اپنی زندگی کو کسی بھی طرح خطرات میں ڈال سکتے تھے لیکن اب تم صرف میرے لیے ہو، میں تمھارے اردگرد کوئی خطرہ نہیں دیکھ سکتی، شیران ہم جاپان چھوڑ دیں گے اور اگر کچھ چھوڑ دیں گے۔"

"ارے ارے ابھی ہمیں یہاں آئے ہوئے دن ہی کتنے ہوئے ہیں، یہاں تو ہمارے کچھ اور منصوبے بھی تھے۔" شیران نے کہا۔

"نہیں شیران میں ان سارے منصوبوں پر لعنت بھیجتی ہوں، ہمارے منصوبے تمھاری بقاء کے ساتھ ہیں، اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو شیران اگر تم مجھے کچھ سمجھتے ہو، تو میری بات مان لو، ہم ابھی اور اِسی وقت خاموشی سے یہاں سے نکل چلتے ہیں اور رات کہیں اور گزارنے کے بعد کل سارا دن اسی کوشش میں گزار دیں گے کہ ہم جاپان سے روانہ ہو جائیں۔"

"مگر کہاں چلو گی اور کیا اتنی جلدی یہ سب انتظامات ہو سکتے ہیں؟"

"کیوں نہیں ہو سکتے، یہ کون سا مشکل کام ہے، تم یہ سارے کام اپنی کیلاشی پر چھوڑ دو۔"

"ٹھیک ہے، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، لیکن تم یہاں سے چلو گی کہاں؟"

"میرا خیال ہے ہم ایران چلتے ہیں۔ ایران میں کچھ وقت گزاریں گے، وہاں کے نوادرات دیکھیں گے اور پھر وہاں سے آگے بڑھ جائیں گے۔"

"ایران ہی کیوں؟" شیران نے سوال کیا۔

"بس یونہی میرا دل چاہتا ہے بلکہ یہ بات بہت عرصے سے میرے ذہن میں تھی کہ میں ایران دیکھوں گی۔" کیلاشی نے کہا۔

"ٹھیک ہے، میں نے اس وقت تک زندگی میں اپنے آپ کو سب سے برتر سمجھا تھا، جب تک مجھے اپنی زندگی کا کوئی تم جیسا ساتھی نہیں ملا تھا، اب شیران تمھارا ہے۔ اپنے لیے تو میں اب تک جیتا رہا ہوں، اب میں تمھارے لیے جی رہا ہوں ڈارلنگ جیسا تم پسند کرو۔۔!"

"تو پھر بہتر یہ ہے شیران کہ ہم اپنا مُناسب سامان لے کر خاموشی سے یہاں سے نکل جائیں۔"

"ابھی۔"

"ہاں ابھی اور اسی وقت۔"

"اوہ میں جانتا ہوں، ہاں میں جانتا ہوں کہ تم خوفزدہ ہو گئی ہو، تمھارا خیال ہے کہ جو لوگ ہماری نگرانی کر رہے تھے ممکن ہے وہ ہمارے خلاف کوئی فوری کارروائی کریں۔"

"اگر یہ میرا خیال ہے شیران، تو تم بھی وعدہ کر چکے ہو کہ مجھ سے تعاون کرو گے۔"

"ہاں ہاں اب تو شیران کسی دُوسرے کی مُٹھی میں آ گیا ہے اب بھلا اِس کی سوچ کہاں باقی رہ گئی ہے، شیران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ ڈیئر شیران یہ بات نہیں ہے تم سمجھتے ہو میں اپنی محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہ سب کچھ کر رہی ہوں۔"

"تو میں نے کب انکار کیا بھئی۔ حالانکہ میں گہری نیند سو رہا!

تھا اور نیند اب تک میرے حواس پر طاری ہے۔"

"اُٹھو ڈیئر غسل خانے میں جاؤ، مُنہ ہاتھ دھو لو، اور لباس تبدیل کر لو، ہم ابھی اور اسی وقت یہ ہوٹل چھوڑ دیں گے...!"

ایڈنا ڈمپل نے کہا اور ضروری سامان سمیٹنے لگی۔

رات کے اِس وقت ہوٹل چھوڑنا ایک عجیب سی بات تھی، لیکن وہ دونوں خاموشی سے وہاں سے نکل آئے۔ کاؤنٹر پہ جب ایڈنا ڈمپل نے چابی دی، تو کاؤنٹر کلرک حیران رہ گیا۔

"اس وقت میڈم!"

"ہاں، بس اچانک ہی ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے۔" ایڈنا ڈمپل نے جواب دیا اور اس کے بعد وہ وہاں سے نکل گئے تھے۔

ایڈنا ڈمپل کو یہ بھی احساس تھا کہ صبح کو یا کسی بھی وقت اِس کمرے میں لاش مل جائے گی اور ممکن ہے شُبہہ اِن لوگوں کی طرف جائے، کیونکہ وہ مشکوک انداز میں ہوٹل چھوڑ کر گئے ہیں، اس لیے وہ چاہتی تھی کہ ہنگاموں سے محفوظ رہ کر یہاں سے نکل جائے۔

ایران جانے کا فیصلہ اُس نے اِس لیے کیا تھا کہ ایران میں کچھ ایسے لوگ موجود تھے، جو اس کی مدد کر سکتے تھے، ان کا تنظیم سے کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ یہ ایسے لوگ تھے، جو مُناسب مُعاوضہ لے کر دُنیا کے ہر شخص کے لیے ہر طرح کا کام کر سکتے تھے۔ ایڈنا ڈمپل بھی بعض اوقات مختلف ممالک میں مختلف لوگوں سے کام لیا کرتی تھی اور یہ کام وہ اُن سے ذاتی طور پر ہی لیتی تھی۔ اور اس کام کا مُعاوضہ ادا کرتی تھی چنانچہ وہ ایڈنا کو ذاتی طور پہ بھی جانتے تھے، جیسے جاپان میں ٹینکو۔

ایڈنا ڈمپل کے لیے یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی کہ وہ ٹینکو کو کوئی کہانی سُنا کر یہاں سے نکلنے کا فوری طور پہ انتظام کرے۔ وہ اِس قسم کی عورت تھی، چنانچہ ان تمام باتوں کو سوچنے کے بعد وہ مطمئن ہو گئی۔ بہر طور صورتِ حال کچھ بھی ہو، کم از کم تنظیم کے افراد کو اس پہ قابو پانے کے سلسلے میں دانتوں پسینے آ سکتے تھے، اُسے آسانی سے قابو میں کرنا بے حد مشکل کام تھا اور اِس کا اظہار بار بار ہو رہا تھا۔

وکٹر مارلوف ساڑھے چھ فٹ لمبے قد و قامت اور بھرے بھرے جسم کا مالک تھا، یہ ایک دیہات سے تعلق رکھتا تھا، لیکن اچھے خاندان کا تھا، بچپن ہی سے بُرائیوں میں پڑ گیا تھا اور ان بُرائیوں نے اُسے جرائم پیشہ بنا دیا تھا۔ یہ جرم کسی خاص نوعیت کے نہیں ہوتے تھے، بس فطرتاً وہ وحشی واقع ہُوا تھا اور اسی وحشت میں اُس نے ایک بار سات آدمیوں پہ مشتمل ایک گھرانے کو نیست و نابود کر دیا تھا جس کے نتیجے میں اُسے گرفتار کر لیا گیا اور اس کے لیے موت کی سزا تجویز ہُوئی۔ عین اس وقت جب کہ اُسے بجلی کی کُرسی پر بٹھایا جانے والا تھا، کچھ خاص لوگوں نے ایک خاص ہدایت کے تحت اُسے وہاں سے حاصل کر لیا اور اُس کے بارے میں مشہور کر دیا گیا کہ اُسے موت کی سزا دے دی گئی ہے۔

وکٹر مارلوف کو اس وقت اپنی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی زندگی چند لمحات کی مہمان ہے۔ لیکن اس طرح زندگی بچ جانے پر وہ اِن لوگوں کا ممنونِ کرم ہو گیا۔

بہت ہی پیچیدہ انداز میں اُسے مختلف علاقوں میں چھپایا جاتا رہا، اور اُس نے یہی سمجھا کہ کچھ لوگ اپنی کسی غرض سے اس کی زندگی کے خواہاں ہیں، لیکن وہ خلوصِ دل سے اُن کے لیے کام کرنے پہ آمادہ ہو گیا تھا جو اس کی زندگی بچانے کا باعث بنے تھے چنانچہ وہ اُن کے لیے کام کرنے لگا۔

یہ کام ابتدا میں معمولی نوعیت کے تھے، لیکن اِس کے ساتھ ساتھ ہی وکٹر مارلوف کی تربیت بھی کی جا رہی تھی، اور یہ تربیت اِتنی سائنٹیفک تھی کہ چند سالوں میں ہی وکٹر مارلوف ناقابلِ تسخیر قوت بن گیا۔

وہ مارشل آرٹس کا ماہر تھا، دُنیا کے تمام فنونِ حرب کے بارے میں جانتا تھا، اِس کے علاوہ جاسوسی کے مختلف شعبوں سے اُسے خاص طور پر روشناس کرایا گیا تھا۔ تقریباً سات سال تک وکٹر مارلوف یہی نہ جان سکا کہ جن لوگوں کے لیے وہ کام کر رہا ہے وہ کس حیثیت کے مالک ہیں اور اُن کے ذرائع کہاں تک ہیں۔ وہ تو یہ محسوس کرتا تھا کہ دُنیا کے ہر ملک میں بھی وہ لوگ چاہتے اپنی مَن مانی کر سکتے تھے، اُنھیں کہیں بھی شکست نصیب نہیں ہُوئی تھی، اِس کے ساتھ ساتھ ہی وکٹر مارلوف کو ایسے مالی فوائد بھی حاصل تھے کہ اَب اُسے کیا غرض پڑی تھی کہ ان لوگوں سے الگ ہونے کے بارے میں سوچتا۔

سات سال کی شدید محنت اور تربیت کے بعد اُسے بتایا گیا کہ جس ملک نے اُس کے لیے سزائے موت تجویز کی تھی اُسی ملک کی حکومت نے اُسے نئی زندگی بھی دی ہے اور اُسے صرف اُس کی صلاحیتوں کی بُنیاد پر بچایا گیا

وہ ملک چاہتا تھا کہ ایسے زبردست آدمی کو ضائع نہ کیا جائے۔ یہ جان کر وکٹر مارلوف کو بڑی حیرت ہُوئی تھی لیکن وہ خوش بھی تھا کہ کم از کم اپنے ہی وطن میں وہ مُجرم نہیں ہے۔ آج تک اِن لوگوں کے لیے اُس نے جتنے بھی کارنامے انجام دیے تھے اس میں اُس کی شخصیت اُجاگر ہو گئی تھی۔

وہ کسی طُوفان کی مانند تھا تیز و تند طُوفان کی مانند، جو جس طرف بڑھتا ہر شے کو بہا لے جاتا تھا چنانچہ اُس کی کارکردگی بے مثال ہوتی جا رہی تھی، اُس کے ساتھ ساتھ ہی تنظیم کی طرف سے اُسے ہر طرح کی مراعات بھی دی جا رہی تھیں۔

ہر ملک میں جہاں وہ لوگ اُسے بھیجتے، وکٹر مارلوف کے لیے بے شمار آسانیاں فراہم کر دی جاتیں اور اُسے اپنے کام کی انجام دہی کے لیے کوئی خاص دقت پیش نہ آتی۔ ذہنی طور پر بھی وہ بہت تیز تھا اور اپنے طور پر فیصلے کر سکتا تھا۔

اِن دِنوں بھی وہ ایک افریقی ملک میں ایک خاص کام پہ مامور تھا، یہ کام اب تقریباً ختم ہونے والا تھا اور اس نے یہاں بھی بہترین کامیابیاں حاصل کی تھیں لیکن ابھی اُس کام کا کچھ حصّہ باقی تھا اور اُس کے ماتحت بڑی ہوشیاری سے اپنی ذمّے داریاں سنبھالے ہُوئے تھے کہ اُسے مُلک واپسی کا حُکم دیا گیا۔

وکٹر مارلوف اس خاص پیغام کو وصول کرنے کے بعد وہاں سے چل پڑا اور اپنے وطن واپس پہنچ گیا، یہاں تنظیم کے ہیڈکوارٹر میں اُس کی پذیرائی کی گئی اور اُسے چار دن آرام کرنے کے بعد وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈکوارٹر میں طلب کر لیا گیا۔ اس ڈیپارٹمنٹ کا سربراہ وائٹ تھری ایٹ تھا۔

وائٹ تھری کی شکلیں کبھی کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا یا تو وہ نقاب میں ہوتے یا پھر میک اپ میں۔ چنانچہ اس وقت جس شخص نے وکٹر مارلوف کا استقبال کیا وہ ایک جسیم اور قد آور آدمی تھا، چہرہ انگارے کی طرح سُرخ، سر کے بال اور بھویں سفید تھیں، آنکھیں دہک رہی تھیں۔ وکٹر مارلوف کی تیز نگاہوں نے اندازہ لگا لیا کہ وہ بہترین قسم کے میک اَپ ماسک میں ہے، اُس نے اپنا چوڑا ہاتھ آگے بڑھاتے ہُوئے کہا۔ "وائٹ تھری ایٹ تم سے مخاطب ہے مسٹر مارلوف!"

"اوہ جناب میرے لیے یہ خوش بختی کا مقام ہے کہ میں آپ کو بے نقاب دیکھ رہا ہُوں لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہُوں کہ یہ آپ کی اصلی شکل ہے؟"

"مسٹر مارلوف تمھیں اس بات سے دِلچسپی نہیں ہونی چاہیے کہ میں اصلی شکل میں ہُوں یا نہیں، لیکن تمھاری ذہانت سے مجھے یہ توقع نہیں تھی کہ تم مجھ سے ایسا سوال بھی کر سکتے ہو۔ ظاہر ہے ہم لوگ اپنی اصلی شکل میں کسی کے سامنے نہیں آ سکتے۔"

"گویا میرا اندازہ درست ہے یہ آپ کی اصلی شکل نہیں ہے جناب؟"

"ہاں تمھارا اندازہ درست ہے لیکن میں ایک بار پھر تم سے کہوں گا کہ تمھیں ایسی باتوں سے دِلچسپی نہیں ہونی چاہیے، صرف اپنے کام سے کام رکھو یہی بہتر ہے۔" وائٹ تھری ایٹ کا لہجہ خاصا سرد تھا۔

"ٹھیک ہے جناب بات ختم ہو گئی، مجھے میرے مشن سے جلدی واپس بُلا لیا گیا ہے، اس کی وجہ معلوم کر سکتا ہُوں؟"

"تمھاری شخصیت، تمھارے بارے میں جو رپورٹ ہمارے پاس موجود ہے، وہ یہی ہے کہ تمھیں صرف اہم ترین کام سونپے جائیں، جو تمھارے شایانِ شان ہوں، عام کاموں کے لیے ہمارے پاس دُوسرے بہت سے لوگ موجود ہیں۔!"

"میں ان الفاظ میں اپنے لیے ایک مقام پاتا ہُوں، جناب اس لیے میں آپ کا شکریہ ضرور ادا کروں گا۔"

"ہاں وکٹر مارلوف اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وائٹ تھری ایٹ ڈیپارٹمنٹ تم پہ ناز کرتا ہے، چنانچہ اس بار بھی میں نے تمھیں ایک خاص مقصد کے لیے بُلایا ہے۔!"

"میں جاننا چاہتا ہُوں جناب، اور جاننے سے پہلے یہ عرض کر دینا چاہتا ہُوں کہ جس کام کے لیے مجھے منتخب کیا گیا ہے اس کی انجام دہی میں قبول کر چکا ہُوں اور مجھے خوشی ہوگی کہ کوئی اہم کام ہی میرے سپرد کیا جائے۔" وکٹر مارلوف نے مسکراتے ہُوئے کہا۔

"گڈ، ویری گڈ، میں بلا تمہید تمھیں اس کام کی نوعیت بتاؤں گا مسٹر مارلوف۔ تمھیں ایک ایسے قبائلی شخص کا کردار ادا کرنا ہے جو پہاڑوں کا باشندہ ہے، اس قبائلی کے بارے میں تمھیں عام تفصیلات فراہم کی جائیں گی۔ یہ شخص درندہ صفت ہے اور اُس نے اتنی کارروائیاں کی ہیں کہ تم اُسے اپنا مدِّمقابل سمجھ سکتے ہو، لیکن وہ تمھارا مدِّمقابل نہیں ہوگا، بلکہ تمھیں صرف اس کا کردار ادا کر کے کچھ لوگوں کو یہ باور کرانا ہوگا کہ وہ ایک خاص علاقے میں موجود ہے، تمھیں اس شخص کے بارے میں ایک ایک تفصیل فراہم کی جائے گی جس سے تم اس کی شخصیت کا اندازہ لگا لو، تمھارے چہرے پہ معمولی سا میک اَپ کیا جائے گا، کیونکہ قبائلی باشندہ

ہونے کی وجہ سے وہ شخص بھی تمھاری ہی طرح سُرخ و سفید ہے اور تمھاری ہی جسامت کا مالک ہے۔ اس کارروائی کے لیے خاص طور پر تمھارا انتخاب صرف اِس لیے کیا گیا ہے کہ تم میں اور اس میں حیرت انگیز مماثلت پائی جاتی ہے۔ مَیں یہ جاننا چاہتا ہوں مسٹر مارلوف کہ کیا تم اس نئے کام کی انجام دہی کے لیے تیار ہو۔"

"جناب عالی تنظیم نے میرے اُوپر جو احسان کیا ہے اور جس دن سے کیا ہے اُس دِن سے آج تک مَیں نے تنظیم کے کس حکم سے کب بغاوت کی ہے۔ مَیں نے آنکھیں بند کرکے تنظیم کے احکامات کی تعمیل کی ہے اور ساری عمر کے لیے اپنے دِل میں یہی جذبہ رکھتا ہوں۔"

"گڈ، ویری گڈ، میری اور تمھاری گفتگو صرف اسی حد تک تھی مسٹر مارلوف۔ اس کے بعد تم وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کے ریکارڈ سیکشن کے چیف سے ملاقات کرو گے اور چیف تمھیں اِس کردار کی مکمل تفصیل بتانے کے ساتھ ساتھ تمھاری تربیّت بھی کردے گا۔"

ڈاکٹر مارلوف نے گردن خم کی اور اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔ یہ بہت بڑا اعزاز تھا کہ وائی تھری ایٹ نے بذاتِ خود اُسے اپنے پاس بلا کر یہ کام اس کے سپرد کیا تھا۔ وہاں سے وہ ریکارڈ سیکشن کے چیف سے ملا، چیف کو اس بارے میں پہلے ہی ہدایات جاری کردی گئی تھیں۔ اس نے مارلوف کا استقبال کیا اور اُسے اپنے سامنے بیٹھنے کی پیش کش کی۔

"یُوں تو اِس سلسلے میں تمھاری مکمل تربیت کی جائے گی مسٹر مارلوف، لیکن مَیں ویسے بھی تمھیں اس شخص کے بارے میں مکمل تفصیلات بتاؤں گا۔ تمھیں اس وقت کوئی اور کام تو نہیں ہے۔"

"نہیں سر۔ مَیں صرف اپنے فرائض کی انجام دہی سے دلچسپی رکھتا ہوں۔" مارلوف نے جواب دیا۔

"گڈ، ویری گڈ۔ تو پھر سنو۔ اِس شخص کا نام شیران سلامن ہے، اس کے باپ کا نام بہزاد سلامن تھا، ایک خاص علاقے میں ایک قبیلہ جس کا نام تراب زان ہے اس کا مسکن تھا۔۔۔ وہ تراب زان کے باشندوں میں سے ایک تھا، اُس کا بہترین مشغلہ جنگلی درندوں کا شکار تھا، جنگلی درندوں کو وہ اس طرح مارتا تھا کہ لوگ یقین نہیں کر سکتے تھے، اِن خونخوار درندوں سے اس کی دُشمنی اس لیے تھی کہ ایک درندے نے اُس کے باپ کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا تھا اور اُس کے بعد سے اُس نے اپنا یہ مسلک بنا لیا تھا کہ وہ وحشی درندوں کو جہاں دیکھتا ہلاک کردیتا تھا۔

کافی عرصے قبل اسی علاقے کے ایک دوسرے شخص بادشاہ خان سے جو ایک دوسرے قبیلے تہمانہ کا سربراہ تھا، اُس کی دُشمنی ہوگئی، یہ دُشمنی اس لیے تھی کہ بادشاہ خان کے بھائی فیروز خان کو شیران سلامن کے باپ بہزاد سلامن نے قتل کردیا تھا، یا پھر بادشاہ خان کو یہ دھوکا ہُوا تھا کہ اُس کے بھائی کا قاتل بہزاد سلامن ہے، کیونکہ شیران اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ اُس کے باپ نے بادشاہ خان کے بھائی فیروز خان کو قتل کیا تھا۔ قبیلے کے لوگوں کی اس بارے میں متضاد آرا ہیں، کوئی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ فیروز خان کا قاتل بہزاد سلامن تھا اور کوئی کہتا ہے کہ فیروز خان کا قاتل بہزاد سلامن نہیں تھا لیکن بادشاہ خان کو اس بات کا یقین تھا کہ فیروز خان کا قاتل بہزاد سلامن ہی ہے۔

چنانچہ بادشاہ خان نے اپنی ایک رسم کے مطابق، جب فیروز خان کا سب سے بڑا بیٹا نعمان خان اکیس سال کا ہوگیا تو شیران سے انتقام لینے کا فیصلہ کیا۔ بہزاد سلامن کے بیٹے کو ایک جگہ بلایا گیا، لیکن وہاں شیران کے بجائے اُس کی ماں بادشاہ خان اور اُس کے بھتیجے کے ہاتھوں ماری گئی۔ بادشاہ خان کے نو بھتیجے تھے جن میں سب سے بڑا نعمان خان تھا، اِن کے علاوہ اُس کی چار بھتیجیاں بھی تھیں۔

شیران خان اپنی وحشی فطرت سے مجبور تھا، ماں کے قتل کا انتقام لینے کے لیے اُس نے ایک انوکھا طریقہ نکالا، اور فیروز خان کی چار بیٹیوں کو ہلاک کردیا۔ تین بیٹیاں وہیں پہاڑوں میں شیران کے ہاتھوں قتل ہوگئیں اور چوتھی بیٹی نے خودکشی کرلی۔

اس بات سے بادشاہ خان بہت زیادہ مشتعل ہوگیا اور اُس نے قسم کھائی کہ وہ شیران کو قتل کردے گا لیکن ایک انتہائی طاقت ور سردار ہونے کے باوجود وہ اپنی تمام کوششوں میں ناکام رہا اور شیران سلامن وہاں سے نکل آیا۔ اس کے بعد مختلف لوگوں سے جنگ و جدل کرتا ہُوا وہ ایک ایسے علاقے میں پہنچا جو ویران تھا وہاں اُس کی ملاقات ایک بُدھ بھکشو سے ہوئی۔ بُدھ بھکشو کی ایک لڑکی بھی تھی جس کا نام سدھاشی تھا، لیکن کسی نہ کسی طرح سدھاشی کے ساتھ وہ اِن پہاڑوں سے نکل آیا۔۔ بُدھ بھکشو وہیں مرگیا، سدھاشی سے اس کی دوستی تو نہیں تھی کیونکہ وہ اِس قسم کا انسان نہیں تھا لیکن بہرطور وہ شاید اِنسانی ناطے سے ہی اُسے اِن ویرانوں سے نکال لایا تھا۔ وہاں سے نکلنے کے بعد وہ بنکاک کے علاقے میں پہنچا اور مختلف علاقوں سے ہوتا ہُوا وہ گانگ ہو پہنچ گیا جہاں ایک شخص مارلینو

نے اُسے اپنا بیٹا بنا لیا۔ مارلینو ایک عجیب و غریب شخصیت کا مالک ہے، اُس کے چاروں ہاتھ پاؤں کٹے ہُوئے ہیں، لیکن وہ ایک اعلا پائے کا سائنسدان ہے۔ اُس نے مصنوعی ہاتھ پاؤں کے ذریعے اپنے آپ کو عام انسانوں سے زیادہ بہتر بنا لیا ہے۔

چنانچہ شیران سلامن مارلینو سے متاثر ہوگیا اور اُس نے مارلینو کے لیے کام کرنے کا فیصلہ کیا۔ بنکاک میں اُس نے منشیات کے تمام اڈّے جنگ و جدل کرکے وہاں کے مقامی لوگوں سے حاصل کیے اور وہاں سب جگہ مارلینو کی طرف سے منشیات کی سپلائی شروع ہوگئی، اس سپلائی کو آج تک کوئی چیلنج نہیں کر سکا اور مارلینو وہاں پر اپنا کام بخوبی انجام دے رہا ہے چنانچہ ڈاکٹر مارلوف تمھیں بنکاک جانا ہوگا۔ اب اس سلسلے کی مزید تفصیل یوں سُنو کہ بادشاہ خان نامی شخص بنکاک میں ہی موجود ہے اور وہاں وہ تنظیم کے لیے کام کررہا ہے، نعمان خان اُس کا بھتیجا ابھی کچھ عرصہ قبل تنظیم کے ایک رُکن کی حیثیت سے ہندوستان پہنچ گیا تھا۔ اِس کے ساتھ اس کا بھائی بھی تھا چونکہ یہ لوگ شیران سے دشمنی رکھتے ہیں اور شیران کے بارے میں اُنھیں یہ علم ہوچکا تھا کہ وہ بھی اِن دنوں ہندوستان میں ہے اس لیے نعمان خان اُس کے قتل کا یا اُسے گرفتار کرنے کا پروگرام لے کر وہاں پہنچا لیکن وہاں شیران کے ہاتھوں اُس کا ایک بھائی رزاق خان مارا گیا۔

اب یہاں سے ایک اور کہانی شروع ہوتی ہے، بلکہ اس سے پہلے ہی شروع ہوچکی ہے، وہ ہے ایڈنا ڈیپل اور موفی ماروین کی۔

موفی ماروین کو تنظیم کی طرف سے ہندوستان کے ایک علاقے ہرن پورہ میں بھیجا گیا تھا، وہ ہندوستان میں تنظیم کے مفادات کی نگران تھی، اور ایڈنا ڈیپل کو بنکاک کے علاقے کا انچارج بنایا گیا تھا لیکن ہُوا یہ کہ ایڈنا ڈیپل شیران پر عاشق ہوگئی، دُوسری طرف موفی ماروین بھی اسی کیفیت کا شکار ہو گئی تھی، چنانچہ اِن دونوں میں رقابت ہوگئی اور اس رقابت کی بناء پر موفی ماروین، ایڈنا ڈیپل کے ہاتھوں ماری گئی۔ ایڈنا ڈیپل ہندوستان میں رُوپوش ہوگئی اور شیران بھی ہندوستان میں ہی کہیں رُوپوش ہوگیا۔ اِن دونوں کا ابھی تک کوئی پتہ نہیں چل سکا، لیکن تنظیم کے اعلا ارکان کا کہنا ہے کہ اب وہ ہندوستان تک موجود نہیں ہیں چنانچہ اب یہاں سے تمھارا اپنا وہ کردار شروع ہوتا ہے جو تمھیں انجام دینا ہے۔

بنکاک میں تم اپنی حیثیت نمایاں کرو گے اور شیران کا کردار ادا کرو گے، یہ کردار صرف اس لیے منظرِ عام پر لایا جائے گا تاکہ لوگ یہ جان لیں کہ شیران سلامن زندہ ہے، اس سے تنظیم کے کچھ بہترین مفادات وابستہ ہیں جن کی تفصیل تمھیں وہاں پہنچنے کے بعد معلوم ہوجائے گی۔ یہ مختصر تفصیل ہے اس سلسلے کی باریکیوں کے بارے میں تمھیں رپورٹیں فراہم کی جائیں گی اور وہ تمام تربیت بھی دی جائے گی جو اس مقصد کی تکمیل کے لیے ضروری ہے، اب مجھے تمھارا جواب درکار ہے مسٹر ڈاکٹر مارلوف، کیا تم بخوشی یہ کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہو؟"

"آپ خوشی کی بات کر رہے ہیں، مَیں تو اس کردار کو ادا کرنے کے لیے بے چین ہوگیا ہُوں، واقعی وہ شخصیت جس کا مجھے یہ کردار ادا کرنا ہے بے نظیر ہے اگر وہ مجھے مل جائے تو مَیں ضرور اُس سے ملاقات کروں، دیکھوں تو سہی وہ کیسا انسان ہے، بلکہ آپ سے مجھے ایک سوال بھی کرنا ہے کہ کیا اس دوران میرا شیران سے ٹکراؤ ہونے کا امکان نہیں؟"

"اس کی خبرگیری تنظیم رکھے گی، تمھیں اس سلسلے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اگر وہ وہاں مل گیا اور تنظیم نے مناسب سمجھا تو تمھاری اُس سے ملاقات بھی کرا دی جائے گی۔"

"ٹھیک ہے آپ مجھے اِن تمام کاموں کے لیے آمادہ سمجھیے، مَیں اپنے تربیتی مراکز جلد از جلد پہنچ جانا چاہتا ہوں۔" ڈاکٹر مارلوف نے کہا۔

"گڈ، ویری گڈ، یہ فارم پُر کر دیجیے، آپ کو بہت جلد اس سلسلے میں تفصیلات فراہم کردی جائیں گی، اور ہر وہ ممکن تربیت دی جائے گی، جس کی آپ کو ضرورت ہوگی۔" ریکارڈ رُوم کے انچارج نے کہا اور اُس کے سامنے ایک فارم بڑھا دیا۔

*

مارلینو کے قائم کیے ہُوئے منشیات کے اڈّے بخیر و خوبی کام کر رہے تھے۔ گریچر اور میگنیشا اپنی پُوری ٹیم کے ساتھ ان کا انتظام سنبھالے ہُوئے تھے۔ کافی عرصے تک تو ان لوگوں کو انتشار کا شکار رہنا پڑا، جو چھوٹے چھوٹے لوگ منشیات کی سپلائی کا کام کرتے تھے، اُنھوں نے کافی شورش برپا کی تھی، لیکن شیران اپنی موجودگی میں ہی ان سب کو فنا کر گیا تھا اور اس کے بعد بنکاک میں کوئی بھی مارلینو کا مدِّمقابل نہ رہا۔ ان اڈّوں سے بہت بڑی آمدنی تھی مارلینو کو۔ گانگ ہو کا مکمل نظام سنبھالنے کے لیے اُسے بہت سے کام کرنا پڑتے تھے، فطری طور پر وہ جرائم پیشہ نہیں

بلکہ سائنسدان تھا، اور اُسے اپنے سائنسی امور میں اتنا مصروف رہنا پڑتا تھا کہ دُوسرے کاموں کی طرف وہ پُوری طرح توجہ نہیں دے پاتا تھا اس لیے یہ اڈے اُس کے وجود کو قائم رکھنے کے لیے بہت بڑا کردار ادا کر رہے تھے۔ دُوسرے مالی وسائل بھی تھے جو کچھ اور ممالک میں پھیلے ہُوئے تھے، لیکن وہاں چونکہ مارلینو بذاتِ خود نگاہ نہیں رکھ سکتا تھا ہر چند کہ اُس نے اپنی صلاحیتیں بڑھائی تھیں، لیکن اِن صلاحیتوں میں تخریبی عنصر بہت کم تھا۔ جس کی وجہ سے وہ مجرمانہ کام بخوبی نہیں انجام دے سکتا تھا، جب کہ دولت کے حصول کے لیے کوئی شریفانہ کام اتنا مؤثر ثابت نہیں ہوتا۔

چنانچہ شیران کی وجہ سے اُسے جو فائدہ حاصل ہُوا تھا اُسے وہ کبھی فراموش نہیں کر سکتا تھا، شیران گُم ہو گیا تھا اور مارلینو اُس کے لیے بے حد بے چین رہتا تھا، اُس نے اپنے تمام ذرائع اِستعمال کر ڈالے تھے، ہر وہ کوشش جو شیران کی تلاش کے لیے ممکن ہو سکتی تھی اُس نے کرائی تھی یہاں تک کہ جب شیران کے بارے میں یہ اِطلاع ملی کہ وہ ہندوستان میں ہے، تو مارلینو نے اپنے کچھ نمائندوں کو وہاں بھیج دیا لیکن جب ایک پُورے مُلک کی تنظیم شیران کو تلاش کرنے میں ناکام رہی، تو پھر بھلا یہ نمائندے اُسے کیسے پا سکتے تھے۔ چنانچہ اُسے چاروں طرف سے ناکامی کی اِطلاع ملی تھی۔ اِس کے سینے میں اضطراب کی لہریں اُٹھتی تھیں، لیکن مجبوری تھی، اس سے زیادہ شیران کی تلاش کے لیے اور کیا کیا جا سکتا تھا، ویسے شیران درحقیقت مارلینو کے لیے بہت بڑی حیثیت رکھتا تھا، اور مارلینو نے کبھی کسی اور سے اتنی زیادہ محبت نہیں کی تھی۔ بہت سی بار گریچر اور میگنیشا کے ساتھ بیٹھ کر اُس نے شیران کی تلاش کے پروگرام بنائے تھے لیکن اس کے کسی منصوبے کو کامیابی نصیب نہ ہُوئی، اُس کے نمائندے شیران کی تلاش میں ناکام رہے تھے۔

ان اڈوں پر پُرسکون انداز میں کام ہو رہا تھا لیکن اس شام یہاں پہلی بار کچھ انتشار پیدا ہُوا۔

وہ آٹھ آدمی تھے لمبے لمبے بالوں والے، مقامی نہیں تھے، شاید آوارہ گردوں سے تعلق رکھتے تھے، لیکن مالی طور پر مضبوط لوگ محسوس ہوتے تھے، مارلینو کے ایک اڈے پر اُنھوں نے ہنگامہ برپا کیا اور مارلینو کے پانچ آدمیوں کو ہلاک کر کے اس اڈے کی تمام منشیات لُوٹ لیں اور عام لوگوں میں تقسیم کر دیں، دُوسرے اڈوں پر جب یہ اطلاع پہنچی تو بہت سے افراد اِن کی تلاش میں نکل کھڑے ہُوئے، لیکن اُن کا کہیں پتہ نہ چل سکا۔ طویل عرصے کے بعد کوئی ایسا مدِّمقابل سامنے آیا تھا جس نے مارلینو کے کسی اڈے پر اس قسم کی تباہی مچانے کی کوشش کی تھی۔

بہرطور اڈہ دوبارہ آباد کر دیا گیا، لیکن اس واقعہ کے تیسرے ہی دِن پھر ایک اڈے پر وہ آٹھوں نظر آئے۔۔ وہ سب عمدہ قسم کی موٹر سائیکلوں پر سوار ہوتے تھے یہاں پہنچ کر اُنھوں نے اڈے کے انچارج سے رابطہ قائم کیا اور اُس سے کہا کہ یہاں جتنی منشیات موجود ہیں، اُنھیں آوارہ گردوں میں مُفت تقسیم کر دیا جائے!

ان آٹھوں آدمیوں کی شہرت پچھلے واقعہ سے ہو چکی تھی چنانچہ اس اڈے کے انچارج نے چالاکی سے کام لیتے ہُوئے اُن سے کہا کہ منشیات کے ذخیرے موجود ہیں وہ اپنے ہاتھوں سے اُنھیں تقسیم کر دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی اُس نے دُوسرے اڈوں سے خفیہ طور پر مدد منگوائی اور تھوڑی دیر کے بعد ہی اِس جگہ میدانِ کارزار گرم ہو گیا۔ دو گھنٹے تک زبردست فائرنگ ہُوئی جس کے نتیجے میں بے شمار آدمی ہلاک ہُوئے، اِن میں بے قصور آوارہ گرد بھی شامل تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد وہاں پولیس پہنچ گئی اور اُس نے اڈے پر موجود تمام لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ مارلینو کا ایک اور اڈہ تباہ ہو چکا تھا۔

پولیس سے باقی معاملات جس قسم کے بھی چلتے ہوں لیکن کم از کم اس قسم کی بدنظمی پولیس برداشت نہیں کر سکتی تھی، ان آٹھوں آدمیوں کے خلاف بھی مقدمہ درج کر لیا گیا تھا۔ پانچ دن خاموشی رہی، چھٹے دِن ایک تیسرے اڈے پر وہ آٹھوں نظر آئے۔

گریچر اور میگنیشا نے تمام رپورٹیں مارلینو کو روانہ کر دی تھیں اور مارلینو نے اس سلسلے میں کچھ خاص احکامات دیے تھے جن کے تحت اِن راستوں کی نگرانی کی جانے لگی جو اڈوں کی سمت آتے تھے چنانچہ تھوڑی ہی دیر کے بعد وہاں سے گریچر اور میگنیشا کو یہ اِطلاع موصول ہوئی کہ وہ آٹھوں موٹر سائیکل سوار یہاں نظر آئے ہیں۔

ابتدائی کارروائی کے طور پر اڈوں پر تعینات لوگوں نے اُنھیں روکا۔ تین آدمی تھے جنھوں نے باقاعدہ اُن سے مقابلہ شروع کیا لیکن یہ تین کتنی دیر کے تھے، آٹھوں موٹر سائیکل سواروں نے اُنھیں ہلاک کر دیا اور پھر وہ آگے بڑھ کر اس عمارت کے

نزدیک پہنچ گئے جو منشیات کی سپلائی کے لیے وہاں تعمیر کی گئی تھی۔

عمارت کے دروازے سے وہ اندر داخل ہونے ہی والے تھے کہ کسی طرف سے ایک آدمی نے آکر اُن کا راستہ روک لیا۔ آٹھوں آدمی خونخوار نگاہوں سے اُسے گھُورنے لگے، پھر اُنھوں نے کوئی بات کیے بغیر آگے بڑھ کر اُس پر حملہ کر دیا۔

بہت سے لوگ اطراف میں جمع ہو گئے تھے، خود اڈے کا انچارج بھی باہر نکل آیا تھا اور پھر اُس نے ایک عجیب و غریب منظر دیکھا، راستہ روکنے والے شخص نے اُن سے جنگ شروع کر دی تھی، ذرا سی دیر میں اُس نے اِن میں سے دو کو ٹھکانے لگا دیا۔ اُس کے زبردست گھونسوں نے اُنھیں زمین چٹائی اور اس کے بعد اُس نے پیروں کی ٹھوکروں سے مارنا شروع کر دیا۔ باقی چھ بھی اس پر حملہ آور تھے، لیکن اُس نے اِن سب کی اس طرح مرمت کی کہ اُنھیں بھاگتے ہی بن پڑی، وہ اپنے ساتھیوں کی لاشیں چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے۔ ان دونوں آدمیوں نے تھوڑی ہی دیر میں دَم توڑ دیا تھا، جو اس شخص کے ہاتھوں پٹے تھے۔

اُس نے اڈے کے انچارج کو ہدایت کی کہ فوراً اِن لاشوں کو یہاں سے غائب کر دیا جائے، تاکہ اگر پولیس یہاں پہنچے، تو اُسے کچھ نہ مل سکے۔

اِس بات کی اِطلاع گریچر کو ملی تو وہ حیران رہ گیا۔ اُس نے اڈے کے انچارج سے اِس شخص کا حُلیہ پُوچھا تو بُری طرح اُچھل پڑا۔ کیونکہ یہ حُلیہ شیران کے حُلیے سے مختلف نہیں تھا۔ گریچر نے میگنیشا کو اس بارے میں اِطلاع دی اور میگنیشا بھی ششدر رہ گئی لیکن ابھی اس بات کی تصدیق نہیں ہو سکی تھی چنانچہ تین چار دِن کے بعد جب ایک اور اڈے پر وہ چھ موٹر سائیکل سوار نظر آئے اور وہاں بھی شیران نے اُن کا راستہ روکا اور ان میں سے مزید تین کو ہلاک کر دیا تو گریچر اور میگنیشا چونکے بغیر نہ رہ سکے، کیونکہ اس اڈے کا انچارج، مارلینو کا قدیم ملازم تھا اور شیران کو بخوبی پہچانتا تھا۔ اُس نے اطلاع دی کہ اُس نے اپنی آنکھوں سے شیران کو دیکھا ہے، اُس کے لڑنے کا انداز بھی وہی تھا اور اُس کی وحشیانہ قوت بھی وہی تھی۔

یہ تینوں لاشیں بھی غائب کر دی گئی تھیں۔ اس کے بعد اِن تینوں آدمیوں کا کوئی پتہ نہ چل سکا، جو بچ گئے تھے۔

کافی دِن تک گریچر اور میگنیشا اِن اڈوں پر مارے مارے پھرتے رہے، جہاں ابھی تک تباہی نہیں پھیلی تھی، لیکن وہاں اُنھیں شیران نظر نہیں آیا۔

پھر ایک دِن دوپہر کے وقت ایک بھری پُری سڑک پر گولیاں چلنے لگیں، وہ تین موٹر سائیکل سوار تھے جن کے بال لمبے لمبے تھے اور اپنے سُرخ چہروں کی وجہ سے وہ کسی یورپی ملک کے باشندے نظر آتے تھے، پولیس نے سڑک کی ناکہ بندی کر دی، اور لڑنے والوں کو روکنے کی کوشش کی۔ پولیس نے اس شخص کو بھی دیکھ لیا تھا جو ان تینوں سے بھِڑا ہُوا تھا، یہ ایک سُرخ و سفید قبائلی تھا۔ آن کی آن میں اس جنگ کا فیصلہ ہو گیا، قبائلی نے ان تینوں کو ہلاک کر دیا تھا اور اس کے بعد وہ انتہائی کامیابی سے وہاں سے فرار ہو گیا۔

بھری پُری سڑک پر تین غیر ملکیوں کا قتل معمولی بات نہیں تھی، پولیس کافی تگ و دو کر رہی تھی۔ اِس شخص کا حُلیہ نوٹ کر لیا گیا تھا جس کی ان تینوں سے جنگ ہُوئی تھی اور جب اس حُلیے کو پولیس ہیڈکوارٹر میں ریکارڈ فائل میں چیک کیا گیا تو پتہ چلا کہ یہ قبائلی پہلے بھی یہاں بہت سی وارداتیں کر چکا ہے، اُس نے ایک پولیس سارجنٹ کو ہلاک کیا تھا، ایک ہوٹل میں زبردست ہنگامہ کیا تھا، بہت سے کیس اُس کے نام سے منسوب تھے، چنانچہ اُس کا حُلیہ اخبارات میں شائع کر دیا گیا اور اُس کے بارے میں تفصیلی معلومات طلب کر لی گئیں، سب کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ اس شخص کو جہاں بھی دیکھا جائے اُس کے بارے میں فوراً اطلاع دی جائے، یہ آدمی بہت خطرناک ہے۔

یہ تمام تفصیلات اخبارات کے ذریعے گریچر اور میگنیشا نے بھی پڑھیں اور اُنھیں اس بات میں اب کوئی شک نہ رہا، کہ شیران کسی نہ کسی طرح واپس آ گیا ہے۔

چنانچہ اسی دن مارلینو سے رابطہ قائم کیا گیا۔۔۔ مارلینو گانگ ہُو میں ہی تھا اور حسبِ معمول اپنے کام انجام دے رہا تھا۔ گریچر اور میگنیشا ٹرانسمیٹر مشین کے پاس موجود تھے، جب دُوسری طرف سے مارلینو کی آواز سُنائی دی اور گریچر نے رسمی گفتگو کے بعد کہا "مسٹر مارلینو، شیران کے بنکاک واپسی کے نشانات مِل رہے ہیں۔ میں پہلے بھی آپ سے عرض کر چکا ہُوں کہ پہلے بھی کچھ واقعات ایسے ہُوئے ہیں، جن سے شیران کی یہاں آمد کا اِشارہ مِلا ہے، لیکن اب مجھے یقین ہو چکا ہے کہ وہ یہاں واپس آ چکا ہے۔"

"اگر وہ واپس آ چکا ہے تو اُس نے تم لوگوں سے ملاقات کیوں نہیں کی؟" مارلینو نے تمام تفصیلات سُننے کے بعد کہا۔

"ممکن ہے اُس نے مُناسب نہ سمجھا ہو، ویسے آپ جانتے ہیں سَر کہ وہ موڈی آدمی ہے کسی کو خاطر میں نہیں لاتا، البتہ اُس نے ہمارے منشیات کے اڈوں پر جو کام کیا ہے، اس سے یہ بات صاف ظاہر ہو جاتی ہے کہ وہ شیران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے، اُس نے بالآخر ان آٹھوں آدمیوں کو قتل کر دیا، جو ہمارے لیے مصیبت بنے ہُوئے تھے۔ اگر وہ مقامی لوگ ہوتے جناب، تو یقیناً ہم باآسانی اُن سے نمٹ سکتے تھے لیکن یہ آٹھوں جلاوطن تھے اور اُنھوں نے ہمارے دو اڈوں کو شدید نقصان پہنچایا تھا۔ شیران ہی ایک ایسی شخصیت ہے جناب جو اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا تھا کیونکہ یہ تمام اڈے اُس کے قائم کیے ہُوئے ہیں، مجھے یقین ہے جناب کہ شیران کے علاوہ اور کوئی شخصیت ایسی نہیں ہے جس نے یہ کام انجام دیا ہو اور پھر پولیس نے اخبارات میں جو تفصیلات شائع کی ہیں اُن سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ شیران ہی ہے۔"

"ہُوں، تو پھر انتظار کرو، ممکن ہے اِن حالات میں وہ تم سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرے۔"

"بہت بہتر جناب، اور اگر وہ ہم سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہ کرے تو کیا ہم اُن سے ملاقات کر سکتے ہیں؟"

"یقیناً اس میں کیا حرج ہے، تم مکمل طور پر اُس کے لیے مصروفِ عمل ہو جاؤ، دیوانہ آدمی ہے پولیس کی پروا نہیں کرے گا، لیکن بہر طور پولیس سے بھڑنا اچھی بات نہیں ہوتی، یُوں بھی قانون کو ہاتھ میں لینے سے بچنا چاہیئے۔ سارے معاملات برداشت کیے جا سکتے ہیں لیکن غیر قانونی حرکات قانون کی نگاہ میں ناقابلِ برداشت ہوں گی اور ممکن ہے اس طرح شیران کو کوئی نقصان پہنچ جائے۔"

"بہت بہتر ہم اپنی پُوری کوششیں اس بات پر صرف کر دیں گے کہ اس کے بارے میں اندازہ لگا لیں۔" گریچر نے کہا اور تھوڑی سی گفتگو کے بعد سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ گریچر میگنیشا کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا اور میگنیشا پُرخیال انداز میں گردن ہلا رہی تھی پھر اُس نے بھاری لہجے میں کہا۔ "پتہ نہیں کیوں دِل اندر سے گواہی نہیں دیتا، شیران اگر اتنے عرصے کے بعد یہاں واپس آیا تھا تو ہم سے ملاقات کرنے کی کوشش ضرور کرتا، کیا آپ کو یاد نہیں ہے مسٹر گریچر کہ تھوڑے عرصے پہلے شیران کی لاش کی نمائش کی گئی تھی اور اُس کے بعد سدھاشی کو اغوا کر لیا گیا تھا، کیا یہ سب کچھ ہمارے علم میں نہیں ہے۔" میگنیشا نے کہا۔

"تم کیا کہنا چاہتی ہو، جو کہنا ہے صاف صاف کہو۔" گریچر بولا۔

"یہی صاف بات ہے، میرے خیال کے مطابق یہ بھی کوئی نقل شیران ہی ہے۔"

"تم کس بُنیاد پر کہہ رہی ہو؟ پہلے تو صرف اس کی لاش کی نمائش کی گئی تھی جو ایک آسان کام تھا لیکن اب شیران کی فطرت کی نمائندگی ہو رہی ہے اور ہم اس بات کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔" گریچر نے کہا اور میگنیشا گہری سانس لے کر خاموش ہو گئی۔

*

ایڈنا ڈمپل کو شیران سے اس بات کی اُمید نہیں تھی کہ وہ اِتنا تعاون کرنے والا ثابت ہو گا۔ شیران کی فطرت کو تو اُس نے قدم قدم پر دیکھا تھا، وہ وحشیانہ فطرت کا مالک تھا، جنگ جُوئی اور تند خوئی اُس کی رگ رگ میں کُوٹ کُوٹ کر بھری ہُوئی تھی، کسی بھی عورت سے وہ کبھی متاثر نہیں ہوتا تھا، اس کا اندازہ ایڈنا ڈمپل کو ایلا کی شکل میں ہو گیا تھا جبکہ تنہائی تھی اور وہ شیران کے قبضے میں تھی۔ یہ دُوسری بات ہے کہ اس کی حیثیت دُوسری تھی اور شیران اس حیثیت سے بھی متاثر ہو گیا تھا۔ اُسے خیال تھا کہ جہاں شیران اپنی فطرت کو دبتا ہوا دیکھے گا وہاں اُس سے ضرور انحراف کرے گا، لیکن اس کی زندگی میں شامل ہونے کے بعد تو یُوں محسوس ہوتا تھا جیسے شیران کی اپنی کوئی ذات ہی نہ رہی ہو۔ وہ ایک انتہائی تعاون کرنے والا مرد ثابت ہُوا تھا۔ بہر طور ایڈنا ڈمپل جیسی عورت کے لیے یہ کام مشکل نہیں تھا کہ وہ جاپان سے نکل آتی۔ بہر طور وہاں اُس نے مختلف ذرائع سے کام لے کر اپنے لیے فوری تیاریاں کر لیں اور ایک بار پھر تنظیم کے چُنگل سے بچ نکلی۔ اُسے یقین تھا کہ وہ دُوسرا آدمی جو تنظیم کے ایک رُکن پیری پاؤل کو اس کے بارے میں اطلاع دینے گیا تھا، یقینی طور پر اپنی کاوشوں میں کامیاب ہو گیا ہو گا اور اُس کے بعد جب اُس نے اپنے ساتھی کی لاش دیکھی ہو گی تو اُسے اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اُس کا قاتل کون ہے۔ ممکن ہے مسٹر پیری پاؤل کو بھی اس بات کا شُبہ ہو گیا ہو کہ موفی مارون کے میک اپ میں خود ایڈنا ڈمپل موجود ہے کیونکہ شیران بھی اس کے ساتھ ہی تھا۔ اس طرح کم از کم تنظیم کو اس بات کا علم ہو گیا ہو گا کہ اب ایڈنا ڈمپل اور شیران مل بیٹھے ہیں، یہ دُوسری بات ہے کہ وہ نہیں جانتے ہوں گے کہ ایڈنا ڈمپل نے کس طرح شیران کو اپنے قابو میں کیا ہے۔

ایران میں تقریباً ڈیڑھ سال اُنھوں نے نہایت خوش اسلوبی سے گزارا تھا، یہاں اُنھوں نے اپنی رہائش کے لیے ایک مکان خرید لیا تھا اور اس جگہ وہ بڑے سکون کی زندگی گزار رہے تھے،

اُنھوں نے ایران کا چپّہ چپّہ دیکھ ڈالا تھا، سیر و سیاحت کے علاوہ اُن کی زندگی میں اب کچھ نہیں تھا، ہر جگہ دلچسپیاں ہی دلچسپیاں بکھری ہُوئی تھیں۔ اس دوران شیران نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی تھی جو ایڈنا ڈمپل کے لیے پریشانی کا باعث بنتی، وہ تو بس ایڈنا ڈمپل کی معیت میں گُم رہتا تھا، اُس نے ایک بار بڑے مسرور لہجے میں کہا تھا۔ "یُوں لگتا ہے جیسے اب تک کی زندگی بے مقصد گُزری ہو، درحقیقت کائنات کی سب سے حسین شئے عورت ہے اور تو جانتی ہے کیلاشی، بلکہ میں تجھے بتا چکا ہُوں کہ عورت کبھی بھی میرے ہاتھ کی گرفت سے دُور نہیں رہی لیکن میرے ذہن میں ایک مقصد تھا، میرا خیال تھا کہ جو بھی عورت میری زندگی میں میری بن کر آئے گی، وہ میری پسند کے مطابق ہو گی، لیکن ابھی تک تُو نے مجھے بیٹا نہیں دیا۔" ایسے موقعوں پر ایڈنا ڈمپل صرف مُسکرا کر رہ جاتی تھی۔ ویسے یہ حقیقت تھی کہ وہ اپنے آپ میں بڑی تبدیلیاں پا رہی تھی، شیران کی نگہداشت وہ اس طرح کرتی جیسے کوئی محبوبہ اپنے محبوب کی کرتی ہے، اُسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہ ایڈنا ڈمپل ہے جو اتنی بڑی تنظیم سے منسلک تھی، بلکہ یہی لگتا تھا جیسے اُس نے اب تک کا وقت شیران جیسے ساتھی کی تلاش میں گزارا ہو۔

ڈیڑھ سال کے بعد اُن کا دِل ایران سے اُکتا گیا تو وہ یہاں سے چل پڑے، اس دوران تنظیم کی طرف سے کوئی ایسی شخصیت سامنے نہیں آئی تھی جس سے ایڈنا ڈمپل کو خطرہ ہوتا، ویسے بھی اُس نے ایران آ کر سب سے پہلا کام یہ کیا تھا کہ اپنے چہرے کا میک اپ بدل لیا تھا، اُس نے یہ کام ضرورت کے تحت کیا تھا اور اس کے لیے شیران سے اجازت لے لی تھی۔ شیران نے اُسے بخوشی اجازت دیتے ہُوئے کہا تھا کہ وہ تو اُس کی ذات سے دلچسپی رکھتا ہے۔ اس کے خدوخال کیسے ہی ہوں اُسے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔

ایڈنا ڈمپل جب بھی شیران کی فطرت پر غور کرتی اسے اپنے دِل میں ایک خلا کا سا احساس ضرور ہوتا تھا، وہ یہ کہ کاش وہ اپنی اصلی شکل میں شیران کے لیے قابلِ قبول ہوتی۔ میک اپ کرنے میں وہ ماہر تھی اور جانتی تھی کہ جو میک اپ اُس نے کیا ہے اُسے سمجھ لینا کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی اپنے دِل کے خلا کو وہ کبھی پُر نہ کر سکی تھی، وہ جانتی تھی کہ وہ اُدھار میں چل رہی ہے اور اگر شیران کو یہ علم ہو جائے کہ وہ کیلاشی یا موفی ماردین کی بہن نہیں ہے بلکہ اُس کی دُشمن ایڈنا ڈمپل ہے تو اس وقت نہ جانے اس کا ردِّعمل کیا ہو، ممکن ہے وہ وحشی پھر سے وحشی بن جائے اور اپنی تمام عنایتیں ختم کر ڈالے چنانچہ وہ کبھی یہ خطرہ مول نہیں لے سکتی تھی کہ شیران کے سامنے اپنی اصل شکل میں آ جائے۔

ایران میں اُنھوں نے جتنا وقت گزارا تھا، دوسری شکل میں ہی گزارا تھا اور شاید یہی وجہ تھی کہ تنظیم کے کسی رُکن کی نگاہ اُن پر نہیں پڑ سکی تھی ورنہ ایڈنا ڈمپل کے علاوہ کون یہ بات جان سکتا تھا کہ تنظیم کے نمائندے دُنیا کے کون سے مُلک میں موجود نہیں ہیں۔

ڈیڑھ سال کے بعد اُنھوں نے ایران چھوڑ دیا اور اس بار اُن کا مسکن نیوزی لینڈ تھا۔ قدیم لوگوں کا یہ قدیم ملک ایڈنا ڈمپل کو خاصا پسند آیا تھا۔ وہ یہاں کی دلچسپیوں میں گُم ہو کر رہ گئے۔ پُرانا نیوزی لینڈ اب بھی ایک حصے میں آباد تھا۔

نیوزی لینڈ کی کہانی بھی عجیب تھی۔ بحرالکاہل کے جنوبی سمندروں کی لہروں کے درمیان دو بڑے شمالی اور جنوبی اور چند چھوٹے چھوٹے جزیروں پر مشتمل

بہر حال نیوزی لینڈ کی دلچسپیوں میں یہ لوگ گم ہو گئے اور اس مُلک کے چھوٹے چھوٹے جزیروں کی سیر و تفریح کرتے رہے، اُنھیں وہاں کے رسم و رواج سے بڑی دلچسپی محسوس ہوتی تھی اور ایڈنا ڈمپل اپنے تفریح کے لمحات اِنہی کے درمیان گزارتی تھی۔

بہر طور شیران کو بھی ان لوگوں کا طرزِ زندگی خاصا پسند آیا تھا اور اس طرح اُنھوں نے نیوزی لینڈ میں تقریباً تین سال گزار دیے۔ زندگی کے طویل لمحات گزرتے جا رہے تھے، لیکن شیران اولاد سے محروم تھا۔ اس سلسلے میں بارہا وہ ایڈنا ڈمپل سے گفتگو کر چکا تھا، ہر چند کہ ایڈنا ڈمپل نے اُسے بہلانے کی کوشش کی تھی اور کہا تھا کہ یہ سب کچھ تو وقتی چیزیں ہیں زندگی کی جو دلچسپیاں اُنھیں آپس میں ایک دُوسرے سے ملے جُلے رہنے سے حاصل ہو رہی ہیں وہ کسی تیسری شخصیت سے نہیں حاصل ہو سکتیں۔ شیران ایسے موقعوں پر کسی سوچ میں ڈوب جاتا تھا اور کہتا تھا کہ اس طرح اس کا نام روشن نہیں ہو سکے گا۔ اُسے ہر قیمت پر اولاد کی ضرورت ہے جو شیران کا اپنا رُوپ اختیار کر لے۔ اُس کی یہ باتیں سُن کر ایڈنا ڈمپل خاموش ہو جاتی تھی، اُس نے ہر ممکن ذرائع سے یہ کوشش کی تھی کہ شیران کی یہ خواہش پُوری کر دے۔

...اور ایسی کوئی پیچیدگی نہیں تھی جس سے اُن کے ہاں اولاد نہ ہوتی، لیکن شاید اولاد اُن کی تقدیر میں ہی نہیں تھی۔

نیوزی لینڈ، پھر سوئٹزرلینڈ، اس کے بعد ناروے اور ناروے سے وہ امریکہ پہنچ گئے۔ امریکہ میں اُنھوں نے اپنی رہائش کے لیے معقول بندوبست کیا، یہاں وہ ایک سیاح کی حیثیت سے آئے تھے، ویسے بھی اُن کے پاس کسی خاص مُلک کی شہریت نہیں تھی، لیکن کچھ ایسے خصوصی ذرائع اُنھوں نے حاصل کر لیے تھے جس کے تحت وہ کسی بھی ملک میں زیادہ سے زیادہ وقت گزار سکتے تھے۔

اُنھوں نے امریکہ کی تمام ریاستیں دیکھنے کا پروگرام بنایا تھا اور پھر اپنے اس پروگرام پر اُنھوں نے عملدرآمد شروع کر دیا۔ یہاں کی زندگی بھی شیران کو بے حد پسند آئی تھی اور اُس نے اِس بات کا اظہار کیا تھا کہ یہاں وہ ایک طویل عرصہ قیام کرے گا، اِن لوگوں کے لیے دولت کا حصول کوئی مشکل کام نہیں تھا... اِنتہائی شاہانہ انداز میں ہر جگہ خرچ کرتے تھے۔ ایڈنا ڈمپل نے وکٹر مورلے کو قتل کرنے کے بعد جو عظیم الشان دولت حاصل کی تھی، ابھی اُس کا ایک بڑا حصہ اُس کے پاس باقی تھا، یہ رقم اب بھی اِتنی تھی کہ وہ کافی آرام سے کافی عرصہ گزارا کر سکتے تھے، اِس کے باوجود دولت کا حصول اِن دونوں کے لیے مُشکل نہیں تھا، چنانچہ اِس طرف سے اُنھیں اطمینان تھا۔ امریکہ جیسی مہنگی جگہ پر وہ انتہائی صبر و سکون سے اپنے اخراجات پُورے کر رہے تھے، اور اِس سلسلے میں اُنھیں کوئی دِقت کبھی پیش نہیں آئی تھی۔

بارہا شیران نے ایڈنا ڈمپل سے اس موضوع پر گفتگو کی تھی اور کہا تھا کہ مزید رقم حاصل کرنے کے لیے کوئی کام سوچا جائے لیکن ایڈنا نے مسکراتے ہُوئے کہا تھا: "نہ تم ابھی بُوڑھے ہُوئے ہو اور نہ میں۔ ہمارے لیے رقم حاصل کر لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے، تم اگر میری صلاحیتوں کو آزمانا چاہتے ہو تو مجھے بتاؤ، فوری طور پر کتنی رقم کا بندوبست کروں؟"

شیران اُس کی اس بات پر ہنس پڑا تھا پھر اُس نے کہا: "مَیں ہُوں تو نہیں کیلاشی یہ کام تیرا نہیں ہے، ہو سکتا ہے تُو بہترین صلاحیتوں کی مالک ہو کیونکہ تو موتی مارون کی بہن ہے، لیکن اگر تُو یہ الفاظ شیران سے کہتی ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ ابھی شیران کی زندگی کے کچھ ایسے حصّے ہیں جن سے تُو واقف نہیں ہے۔"

"نہیں شیران مَیں تم سے بہت اچھی طرح واقف ہُوں مَیں جانتی ہُوں کہ یہ سب کچھ تمھارے لیے مشکل نہیں ہوگا لیکن مَیں تمھیں اِتنا چاہتی ہُوں کہ میری خواہش ہے کہ کبھی تمھیں کچھ نہ کرنے دُوں۔ تم آرام سے زندگی بسر کرو، جو کچھ میرے پاس موجود ہے وہ اتنا ہے کہ ابھی ایک طویل عرصے تک ہمیں رقم کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

شیران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا، تو ایڈنا ڈمپل بولی: "کیوں کیا سوچنے لگے؟"

"یہ سب کچھ تو ٹھیک ہے کیلاشی، لیکن میری وہ خواہش پُوری نہیں ہُوئی، مَیں اپنے اندر عجیب سی تبدیلیاں محسوس کرتا ہُوں، تُو نے دیکھا میں نے اِن دنوں کتنے سکون سے زندگی بسر کی ہے، مَیں نے اپنی وہ تمام تفریحات بھی ترک کر دی ہیں جن کا میں رسیا تھا، سیر و شکار کا مجھے اس دوران موقع ہی نہ مِلا، اور سچی بات تو یہ ہے کہ مَیں نے اِس کی ضرورت ہی محسوس نہ کی، تیری موجودگی مجھے تمام چیزوں سے بے نیاز کیے ہُوئے ہے لیکن اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ شیران اپنے وجود میں سو گیا، بس مَیں اِن تبدیلیوں کا اعتراف کرتا ہُوں، لیکن ان کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا، مجھے میری منزل نہیں ملی، مَیں ایک بیٹا چاہتا ہُوں اور یہ چاہتا تھا کہ جب وہ میرے کندھے کے برابر پہنچ جائے تو زندگی میں ایک بار صرف اُسے لے کر اپنے وطن واپس جاؤں۔ تراب زان میرا قبیلہ ہے، آج بھی اُس کی یاد میرے دِل میں چٹکیاں لیتی ہے، مَیں سوچتا ہُوں کہ جب مَیں اپنے بیٹے کو لے کر تراب زان میں داخل ہوں گا تو میرے جاننے والے حیران رہ جائیں گے، مَیں جانتا ہُوں کیلاشی کہ شیران کی کہانی تراب زان کی وادیوں میں کبھی گُم نہیں ہوگی، شیران وہاں ہمیشہ زندہ رہے گا اور پھر میرے بہت سے دُشمن بھی ہیں جن کا حساب میں اپنے بیٹے کے ساتھ مِل کر چُکانا چاہتا تھا لیکن یہ سب کچھ نہیں ہُوا۔"

ایڈنا ڈمپل گردن جُھکا کر کسی سوچ میں ڈُوب گئی، اُس نے بے بسی کی نگاہوں سے شیران کو دیکھا اور کچھ آزردہ سی نظر آنے لگی۔

تب شیران نے ہنس کر کہا: "ارے نہیں نہیں، تو اُداس مت ہو کیلاشی، مَیں تجھے افسردہ نہیں دیکھنا چاہتا اور پھر ابھی کونسا وقت گزر رہا ہے، ابھی تو ہم طویل عرصے تک جوان رہیں گے۔" وہ ایسے موقعوں پر ایڈنا ڈمپل کو بہلانے کی کوشش کرتا تھا۔ بہرطور اسی طرح وقت گزرتا رہا۔

اِن دنوں وہ لاس اینجلز میں تھے، لاس اینجلز کا مشینی شہر ان کی نگاہوں کے سامنے تھا، نزدیک ہی ہالی وُڈ تھا اور وہ کئی بار وہاں کا چکر لگا چکے تھے۔ یہاں اُنھوں نے ایک اعلیٰ پائے کے ہوٹل میں قیام کیا تھا، امریکہ کی مہنگی زندگی میں یہ ہوٹل بھی انتہائی مہنگا تھا، لیکن وہ دونوں بے حد خوش تھے، ایڈنا ڈمپل کو اپنی موجودہ زندگی میں ایک اعتماد حاصل ہو چکا تھا اور وہ یہ یقین کر بیٹھی تھی کہ

شیران کا اِس کی زندگی سے اِتنا گہرا تعلق ہے کہ اِن دونوں میں کبھی جُدائی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

اس شام وہ مارک گلاسے نامی ہوٹل کے ایک فلور پر بیٹھے ہُوئے اسنیک سے شغل کر رہے تھے کہ ایڈنا ڈمپل کو وہاں ایک شکل نظر آئی، ایک ایسی شکل جسے دیکھ کر وہ چونک پڑی۔

یہ اُس کا ایک قدیم شناسا تھا اور اس کا نام جیکارڈ تھا، جیکارڈ امریکہ میں ایک خوفناک شخصیت کی حیثیت سے مشہور تھا، اور بارہا وہ ایڈنا ڈمپل کے لیے کام کر چکا تھا۔ تنظیم کی طرف سے ایک بار ہدایت کی گئی تھی کہ وہ جیکارڈ سے رابطہ قائم کرے، لیکن جیکارڈ نے اپنے طور پر تنظیم کے لیے کام کرنے سے منع کر دیا تھا۔ تب ایڈنا ڈمپل نے اس سے ذاتی طور پر تعلقات بڑھائے تھے اور ذاتی تعلقات کی بنا پر جیکارڈ اس کے لیے کام کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔

جیکارڈ کے ساتھ ایڈنا ڈمپل کا جو وقت گزرا تھا وہ اِتنا دِلچسپ تھا اور اُس سے ایسے ایسے واقعات منسوب تھے کہ اس وقت بھی ایڈنا ڈمپل کے ذہن میں جیکارڈ سے ملاقات کی خواہش جاگے بغیر نہ رہ سکی۔

شیران ہر طرح سے قابلِ اعتماد ساتھی تھا، کسی بھی سلسلے میں وہ ضرورت سے زیادہ چھان بین نہیں کرتا تھا، بس ایڈنا کو خود ہی اس کا احساس ہوتا تھا کہ شیران کسی مسئلے میں اس کی طرف سے شُبہے کا شکار نہ ہو جائے، لیکن آج تک تو کوئی ایسی بات نہیں ہُوئی تھی، چنانچہ اُس نے شیران کی طرف جُھک کر کہا: "ڈیئر ایک ایسی شکل مجھے نظر آگئی ہے، جسے میں نے طویل عرصے کے بعد دیکھا ہے، اُس کے بارے میں تفصیلات تو بعد میں بتاؤں گی، اگر تم اجازت دو تو چند لمحات کے لیے اُس سے ملاقات کر لوں؟"

شیران نے لاپروائی سے گردن ہلاتے ہُوئے کہا: "ٹھیک ہے کیلاشی، مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے... اگر تمھاری کوئی شناسا شخصیت تمھارے سامنے آ ہی گئی ہے تو تم اُس سے ملاقات کر لو۔"

ایڈنا اپنی جگہ سے اُٹھ گئی، درحقیقت شیران کو اس بات پر کوئی اعتراض نہیں تھا، اب وہ اِن تمام معاملات سے بہت دُور ہٹ گیا تھا۔ ایڈنا آہستہ آہستہ چلتی ہُوئی جیکارڈ کی میز کے پاس پہنچ گئی۔

خونخوار شکل کے اِنسان نے گردن اُٹھا کر اُسے دیکھا اور پھر اُس کی آنکھوں میں سوالیہ تاثرات اُبھر آئے۔

"مَیں یہاں بیٹھ سکتی ہُوں؟" ایڈنا نے سوال کیا۔ جیکارڈ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا، وہ ایڈنا کو گھورتا رہا تب ایڈنا نے کہا: "مَیں جانتی ہُوں بڑے آدمی کہ تم عام لوگوں کی قربت پسند نہیں کرتے، لیکن سُنو مَیں بھی عام شخصیت کی مالک نہیں ہُوں۔"

"مجھے جانتی ہو؟" جیکارڈ نے سخت لہجے میں پُوچھا۔

"ہاں۔" ایڈنا ڈمپل پُراعتماد انداز میں بولی۔ "خُوب بہت خُوب، کیا نام ہے میرا؟" جیکارڈ کا انداز اب بھی سخت ہی تھا۔

"مسٹر جیکارڈ۔" ایڈنا ڈمپل نے مُسکراتے ہُوئے کہا اور بے تکلفی سے کُرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

"لڑکی، جیکارڈ اپنے عام قسم کے شناساؤں کو کبھی اتنی اہمیت نہیں دیتا کہ وہ بے تکلفی سے کُرسی گھسیٹ کر اُس کے سامنے بیٹھ جائیں۔ تم نے ایک ایسی حماقت کی ہے جس کی تمھیں سخت سزا بھی مِل سکتی ہے، لیکن فوراً اپنے بارے میں تفصیل بتادو تاکہ تمھاری جان بخشی کر دی جائے۔"

"اور تم بھی جب میرے بارے میں جان جاؤ گے جیکارڈ تو تمھیں اپنے اِن الفاظ پر ضرور شرمندگی ہوگی۔" ایڈنا ڈمپل نے کہا۔

جیکارڈ کسی قدر متحیر نظر آنے لگا تھا پھر اُس نے بھاری لہجے میں کہا: "ہندوستانی۔ تمھارے خدوخال یہی بتاتے ہیں۔"

"خدوخال ہی تمھیں دھوکا دے رہے ہیں، ورنہ شاید تم ایسی گفتگو نہ کرتے۔"

"اوہو! اوہو تو پھر مجھے بتاؤ، تم کون ہو کیا ہو؟ میں بہت زیادہ صبر کرنے کا عادی نہیں ہُوں۔"

"مَیں جانتی ہُوں جیکارڈ کو۔ میرا نام ایڈنا ڈمپل ہے۔"

"کیا؟" جیکارڈ اُچھل پڑا، وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ایڈنا کو دیکھ رہا تھا، پھر اُس نے دونوں ہاتھ میز کی سطح پر ٹکائے اور کُرسی سے تھوڑا اُٹھ کر خم ہوتے ہُوئے بولا: "اگر آپ درست کہہ رہی ہیں میڈم تو پھر تو واقعی آپ نے جیکارڈ کو بُری طرح شرمندہ کر دیا ہے لیکن آپ کے خدوخال؟"

"اصلی نہیں ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"میک اَپ میں ہُوں مسٹر جیکارڈ، یہ آپ بُوڑھوں کے سے انداز میں کیوں سوچنے لگے ہیں؟"

"او وہ نہیں نہیں، مَیں واقعی شرمندہ ہُوں ڈیئر ایڈنا لیکن سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم اس طرح اس شکل میں سامنے آ جاؤ گی۔ بارہا میں نے تمھارے بارے میں سوچا، لیکن بس مصروف

زندگی میں ایسا کوئی وقت نہیں نکال سکا، جس میں تم سے ملاقات کرلیتا۔ لیکن تم نے دیکھا کہ یہ تمام میرے ذہن سے کس طرح چپکا ہوا ہے۔ میں نے تمہارے صرف ایک دفعہ کہنے سے تمہیں پہچان لیا!"

"شکریہ مسٹر جیکارڈ، ویسے بھی ہم اتنا عمدہ وقت ساتھ گزار چکے ہیں کہ اُسے بھولا نہیں جا سکتا!"

"ہاں بالکل بالکل، میں تمہارے ساتھ گزرے ہوئے لمحات کو اپنی زندگی کے شاندار لمحات قرار دیتا ہوں، اور اِس دوران جو مہم ہم نے سَر کی تھی وہ تو ابھی تک میرے ذہن میں محفوظ ہے، تمہیں یاد ہے میڈم جب ہم نے تیل کے عظیم الشان ذخیرے تباہ کیے تھے، وہاں کئی مہینوں تک اِن علاقوں میں آگ لگی رہی تھی اور لوگ اِن شخصیتوں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے، جنھوں نے یہ عظیم الشان کارنامہ انجام دیا تھا۔ آج بھی حکومت امریکا کے ریکارڈ میں یہ واقعہ محفوظ ہوگا اور اگر کہیں سے اُسے یہ اِطلاع مل جائے کہ ان واقعات کے ذمّے دار دونوں افراد اس وقت ایک میز پر بیٹھے ہوئے ہیں، تو جانتی ہو اس وقت کیا ہو جائے۔ میرا خیال ہے حکومت امریکا اس پُورے ہوٹل کو بم سے اُڑانے سے دریغ نہ کرے۔" جیکارڈ نے کہا اور ہنس پڑا۔ ایڈنا بھی مُسکرانے لگی تھی۔

"ہاں مسٹر جیکارڈ اور اس وقت جو دُوسرے دلچسپ واقعات پیش آئے تھے، مثلاً وہ دُوسرے غیر ملکی جاسوس، جو معصیبت کا شکار ہو گئے تھے اور جن کے خلاف ہم نے ایک ایسی سازش کی تھی کہ وہی وقتی طور پر اس کے ذمّے دار قرار دے دیے گئے تھے، پھر ان کے ساتھ کیا ہُوا یہ معلوم نہ ہو سکا۔"

"مجھے معلوم ہے، بعد میں اُن لوگوں کی پوزیشن صاف ہو گئی تھی لیکن اس وقت جب ان میں سے تین ہلاک ہو چکے تھے۔" جیکارڈ نے جواب دیا اور پھر ایڈنا ڈمیل کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ "اوہ ایڈی۔ ایڈی ڈیئر، واقعی تم جیسی عورت دوبارہ میری نگاہ سے نہیں گزری، میں نے اپنے بڑے بڑے ساتھیوں سے تمہارا تذکرہ کیا تھا۔ دوستوں سے تمہارا تذکرہ کیا تھا اور ان سب کو اشتیاق تھا کہ تم سے ملاقات کریں، لیکن اتنا وقت گزر گیا کہ اب تو سب بھول بھی گئے ہوں گے۔"

جیکارڈ بہت خوش نظر آنے لگا تھا۔ اُس کی شخصیت بھاری بھرکم تھی، صورت ہی سے خطرناک معلوم ہوتا تھا، لیکن ایڈنا کا نام جاننے اور ان حوالوں کے تذکرے کے بعد اُس کی شخصیت میں خاصی تبدیلی رُونما ہو گئی تھی۔

"یہاں کب آئیں ایڈی؟ یقیناً تم کوئی خاص پروگرام لے کر آئی ہو گی۔"

"اوہ نہیں جیکارڈ نہیں۔ میں اب وہ زندگی چھوڑ چکی ہوں۔"

"کیا مطلب؟ یہ کیسے ممکن ہے۔"

"بس میں نے اس ناممکن کو ممکن بنا لیا ہے جیکی۔" ایڈنا نے جواب دیا۔

"مگر میری معلومات تو کچھ اور ہیں۔"

"کیا!" ایڈنا نے سَرسَراتے لہجے میں پوچھا۔

"تم جس تنظیم سے متعلق تھیں اور جس کے لیے تم نے مجھ سے کچھ کام لیے تھے، اس کے بارے میں تو میں نے سُنا ہے کہ کسی کی زندگی میں اس کا اس سے الگ ہونا ممکن نہیں ہے، ہاں یہ دُوسری بات ہے کہ الگ ہونے کے بعد اُس کی زندگی ختم کر دی جائے۔ نہیں ایڈی میں یہ بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔"

"میں تم سے صرف اِتنا ہی کہہ سکتی ہوں جیکارڈ کہ تم سے جھُوٹ بولنے کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے۔" ایڈنا نے گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اگر ہے تو ہونی بھی نہیں چاہیے، جیکارڈ اپنے دوستوں کو کبھی نہیں بھُولتا، اس کے لیے وہ دوست زیادہ اہم رکھتے ہیں۔ دُوسرے لوگ نہیں، اور پھر تم یہ بات اچھی طرح جانتی ہو کہ میں نے صرف اِس لیے تمہارا ساتھ دیا تھا کہ تم نے ذاتی طور پر مجھ سے اس کے لیے درخواست کی تھی۔ ورنہ تمہاری تنظیم کے لیے میں نے کام کرنے سے اِنکار کر دیا تھا۔"

"ہاں میں جانتی ہوں اور تم بھی اس بات کو نوٹ کر لو کہ اگر تم صرف تنظیم کے ذریعے میرے شناسا ہوتے تو شاید اس وقت تمہیں دیکھتے ہی یہاں سے فرار ہو جاتی!"

"کیوں کیوں؟ کیا تنظیم تمہارے پیچھے ہے۔"

"ہاں بہت بُری طرح سے لیکن میں بھی ایڈنا ڈمیل ہوں، کوئی معمولی عورت نہیں! ... میں کئی سالوں سے اُنھیں چکمہ دے رہی ہوں۔"

"لیکن ایسا کیوں ہُوا ایڈنا۔ تنظیم تو تمہارے لیے بے کار آمد تھی۔"

"ہاں، بس یُوں سمجھو زندگی میں کچھ حماقتیں ضرور ہوتی ہیں اور بعض اوقات یہی حماقتیں زندگی بن جاتی ہیں اور اُن کے

زندگی میں کچھ اور نہیں رہتا۔" ایڈنا ڈمیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم سے کیا حماقت ہُوئی؟"

"میری حماقت وہ بیٹھی ہے، اس میز پر، اس طرف دیکھو۔" ایڈنا ڈمیل نے ایک طرف اشارہ کیا اور جیکارڈ شیران کو دیکھنے لگا شیران کسی اور طرف متوجہ تھا۔ وہ اُسے دیکھتا رہا اور پھر اُس کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ پھیل گئی۔

"تو یہ ہے تمہاری حماقت۔"

"ہاں۔"

"تم نے شادی کر لی ہے؟"

"ہاں جیکارڈ۔"

"لیکن تمہاری بدلی ہُوئی شکل۔ میرا مطلب ہے یہ خدوخال تم نے کیوں تبدیل کر لیے۔"

"شادی کرنے کے لیے۔" ایڈنا ڈمیل نے جواب دیا۔

"بھئی تم مجھے اُلجھا رہی ہو، تم جیسے پائے کی عورت کبھی کوئی ایسی حرکت نہیں کر سکتی جو معمولی نوعیت کی ہو، کیا تمہارا شوہر انہی خدوخال کے ذریعے تمہیں جانتا ہے؟"

"ہاں۔"

"گویا وہ تمہاری اصلی شکل سے واقف نہیں؟"

"نہیں۔"

"تمہاری شادی کو کتنا عرصہ ہو گیا؟"

"کئی سال، خاصا طویل وقت گزار چکے ہیں ہم لوگ ساتھ ساتھ۔"

"اور اس طویل وقت میں اسے تمہارے میک اَپ پر کوئی شبہ نہیں ہُوا؟"

"نہیں۔ میرا نام ایڈنا ڈمیل ہے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے ایڈنا لیکن ایسا تم نے کیوں کیا؟"

"دِل کے ہاتھوں مجبور ہو کر۔ وہ صرف اسی شکل میں مجھے قبول کر سکتا تھا، ورنہ میری اپنی اصل شکل اس کے لیے قابلِ قبول نہ ہوتی۔" ایڈنا ڈمیل نے جواب دیا۔

"وہ کیوں؟"

"وہ تنظیم کا دُشمن ہے اور تنظیم اُس کی جان کے درپے تھی اگر میں اصلی شکل میں اُس کے سامنے آتی تو وہ مجھے تنظیم کی نمائندہ سمجھ کر کبھی قبول نہ کرتا۔"

"اوہ اچھا یہ بات تھی، کیا وہ بھی تمہاری ہم پلّہ شخصیت ہے؟"

"اُس سے بھی کچھ زیادہ۔" ایڈنا ڈمیل نے جواب دیا۔

"بھئی بڑی خوشی ہُوئی۔ اس سے میرا تعارف کراؤ مجھے ملاؤ اس سے!"

"ملاؤں گی جیکارڈ، لیکن میرے خیال میں ابھی مناسب نہیں ہے۔ جب تک وہ خود ہی تم سے ملاقات کی خواہش ظاہر نہیں کرے گا، میں اُسے تم سے نہیں ملا سکتی۔"

"اس کا مقصد ہے کہ پارٹی زبردست ہے۔" جیکارڈ نے ہنس کر کہا پھر بولا۔ "کیا پیو گی؟"

"کچھ نہیں، بس تم سے ملاقات مقصود تھی تو تمہارے پاس چلی آئی۔ مجھے بتاؤ کہاں مقیم ہو؟"

"یہیں لاس اینجلز میں۔ میرا اپنا علاقہ ہے اور میں اِس علاقے کا بے تاج بادشاہ کہلاتا ہوں۔"

"مجھے یقین ہے بلکہ میں جانتی بھی ہوں کہ جیکارڈ کیا چیز ہے؟"

"تو پھر ایڈنا ڈمیل امریکہ میں جب تک تمہارا قیام ہے مجھ سے ملاقات کرتی رہو گی، بلکہ کئی منصوبے میرے ذہن میں ہیں، جنھیں میں تمہارے لیے آگے بڑھا سکتا ہوں، کیونکہ میں تو جو کچھ کر رہا ہوں اس سے بے حد مطمئن ہوں، اور مجھے جب بھی کسی شئے کی ضرورت ہوتی ہے، مجھے اس کے حصول میں بہت زیادہ دقّت نہیں ہوتی۔ میرا اپنا کاروبار چل رہا ہے، لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تنظیم سے علٰحدگی کے بعد تمہارے وسائل محدود ہو گئے ہوں گے۔"

"تمہارا شکریہ جیکارڈ، ویسے فی الحال میں اپنے شوہر کے ساتھ ایک طویل ہنی مُون منا رہی ہوں ہم لوگ دُنیا گردی کر رہے ہیں، پتہ نہیں کِن کِن سے ملک میں سیر گردی کرتے ہُوئے ہم یہاں تک پہنچے ہیں، البتہ اگر امریکہ میں جی لگ گیا تو ممکن ہے طویل عرصے یہاں قیام کر ڈالوں ویسے اس دوران تم سے ملتی رہوں گی اور اگر کبھی تمہاری مدد کی ضرورت پڑی تو بلا عذر تم سے مدد مانگ لوں گی۔"

"جیکارڈ تمہارا دوست ہے ایڈنا ڈمیل۔ وہ تم جیسی عورتوں کی قدر کرتا ہے جرائم پیشہ خواتین میں چند ہی نام ایسے ہیں جن پر مکمل طور پہ فخر کیا جا سکتا ہے، میں تمہیں کبھی نہیں بھُول سکوں گا۔"

"اگر میں تم سے کبھی ملاقات کرنا چاہوں تو کہاں مل سکتی ہوں؟"

"لاس اینجلز کے کسی جگہ سے بھی میرا پتہ پوچھو گی تو وہ سیدھا اپنے بِل میں جانے کی بجائے تمہیں میرے ٹھکانے پہ پہنچا دے گا۔" جیکارڈ نے کہا اور ایڈنا ہنسنے لگی۔

"میں جانتی ہوں جیکارڈ اسی پائے کا آدمی ہے، اچھا

اَب مَیں چلتی ہُوں۔"

"بیٹھو بیٹھو ڈیئر میرے ساتھ کچھ تو پیو؟"

"نہیں مُناسب نہیں ہو گا، وہ شخص بے حد خطرناک ہے جو میرا شوہر ہے۔" ایڈنا ڈمیل نے کہا اور جیکارڈ ہنسنے لگا پھر اُس نے کہا۔ "اگر کبھی اتفاقیہ طور پر تمھارے شوہر سے ملاقات ہو جائے اور تم صحیح طور پر اپنا تعارف نہ کرا سکو تو مجھے بتاؤ مَیں کس نام سے تمھیں مخاطب کروں؟"

"اوہ بڑا اچھا سوال کیا تم نے ۔ میں کماری کیلاشی ہُوں، اور تم مجھے مونی ماروین کی بہن کی حیثیت سے جانتے ہو۔"

"مونی ماروین یہ وہ تو نہیں جو تمھاری تنظیم کی ایک رُکن تھی؟"

"ہاں اُسی کی بات کر رہی ہُوں۔ وہ اب اس دُنیا میں نہیں ہے۔"

"پتہ نہیں کیا کیا تبدیلیاں ہو چکی ہیں۔ بہر طور ٹھیک ہے کیا نام بتایا تھا تم نے؟"

"کیلاشی۔"

"بڑا عجیب نام ہے تاہم مَیں یاد رکھوں گا۔" جیکارڈ نے کہا اور ایڈنا ڈمیل ہنستی ہُوئی اس جگہ سے اُٹھ گئی۔ اِس دوران شیران اپنی جگہ خاموش بیٹھا کچھ سوچتا رہا تھا۔ نجانے کون کون سے خیالات تھے جو اُس کے ذہن میں آتے تھے، لیکن اپنے طور پر وہ ناخوش نہیں تھا، یہ زندگی اُسے خاصی دلچسپ محسوس ہُوئی تھی، اَب اُسے زندگی سے تھکن کا احساس نہیں ہوتا تھا، ایڈنا ڈمیل کی معیت اُس کے لیے بہت خوشگوار تھی اور وہ اُس کے ساتھ پُر سکون زندگی گزار رہا تھا۔

جب ایڈنا ڈمیل کو اس جگہ سے اُٹھے ہُوئے کافی دیر گزر گئی، تو اس کی نگاہیں اس طرف اُٹھ گئیں، جہاں ایڈنا ڈمیل بیٹھی ہُوئی اپنے شناسا سے گفتگو کر رہی تھی۔ اُس نے اس شناسا کی شکل کو بغور دیکھا اور دفعتاً اُس کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا، اُس کے ذہن کے کچھ خانے روشن ہو گئے تھے اور ان خانوں میں یہ تصویر موجود تھی۔

کون ہے یہ شخص، اسے کہاں دیکھا ہے۔ شیران غور کرنے لگا۔

❋

گریچر اور میگنیشا شیران کو تلاش کر رہے تھے، نہ صرف وہ بلکہ اُن کے جتنے آدمی یہاں موجود تھے سب کے سب اسی کام میں مشغول تھے۔ اُنھوں نے تمام اڈوں کو بھی ہدایت کر دی تھی کہ اگر کبھی شیران وہاں نظر آئے تو اس کے بارے میں فوراً اطلاع دی جائے، چنانچہ اُن کے تمام ذرائع شیران کی تلاش میں مصروف تھے، ویسے مقامی پولیس کے معاملات پر بھی یہ لوگ نِگاہ رکھے ہُوئے تھے۔ پولیس بڑی شد و مد سے شیران کو تلاش کر رہی تھی، لیکن جب کافی دِن تک اُس کی تلاش میں کوئی کامیابی نصیب نہ ہو سکی تو گریچر نے ایک چھوٹا سا پروگرام ترتیب دیا، اُس نے اپنے چند لوگ مخصوص کر دیے جو ان تمام معاملات سے متعلق نہیں تھے بلکہ مارلینو کے دُوسرے کاموں کی نگرانی کرتے تھے۔ ان لوگوں نے مارلینو کے اڈوں پر جا کر ہنگامہ آرائی شروع کر دی۔ فرضی مار پیٹ کی گئی اور دو اڈوں کو نقصان پہنچایا گیا اور گریچر کی اس کوشش کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہُوا تھا۔

یہ غالباً ان واقعات کے تیسرے دِن کی بات ہے کہ ایک بار ایک اڈے پر ایسا ہی مصنوعی ہنگامہ برپا کیا گیا اور شیران کو وہاں دیکھا گیا۔ وہ ہنگامہ آرائی کرنے والوں کو تلاش کرتا پھر رہا تھا جو اپنا کام انجام دے کر وہاں سے جا چکے تھے۔

فوری طور پر گریچر اور میگنیشا کو اطلاع دی گئی اور ان لوگوں نے اس اڈے پہ پہنچنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ آوارہ گردوں کا مجمع عام تھا جو ہنگامہ ختم ہو جانے کے بعد بدستور اپنی خر مستیوں میں مصروف تھا، منشیات کے دور چل رہے تھے، خرید و فروخت ہو رہی تھی۔ میگنیشا اور گریچر وہاں پہنچ گئے۔

اُنھوں نے دُور سے شیران کو دیکھ لیا تھا اور اُسے دیکھ کر ساکت رہ گئے تھے، بھلا شیران کو وہ کیوں نہ پہچانتے۔ گریچر نے میگنیشا سے کہا۔

"میگنیشا معلوم تو یہ شیران ہی ہوتا ہے، مُوڈی آدمی ہے مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہُوں، ممکن ہے اس نے ہم لوگوں سے ملاقات کی ضرورت ہی نہ محسوس کی ہو، بھلا اسے کون مجبور کر سکتا ہے؟ مَیں دُور رہ کر اس کی نگرانی کرتا ہُوں، تم اس کے سامنے پہنچو، لیکن اُس سے شناسائی کا اظہار کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر مِلنا چاہو، تو ایسے ملو جیسے تم اس کے لیے اجنبی ہو، اس طرح ہم شیران کے بارے میں صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں۔"

"او کے۔" میگنیشا نے کہا اور گریچر اس سے الگ ہٹ گیا۔ میگنیشا آوارہ گردوں کے درمیان گھُومنے لگی۔ شیران اب بھی کوششوں میں مصروف تھا۔ اُس نے بہت سے لوگوں سے ہنگامہ آرائی کرنے والوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں

اَب بھی اس کوشش میں مصروف تھا کہ میگنیشا اس کے سامنے پہنچ گئی۔

"آپ کسی خاص شخص کو تلاش کر رہے ہیں یہاں۔" اُس نے شیران سے پُوچھا اور شیران اُسے دیکھنے لگا۔

"ہاں مَیں مارلینو کے اِن اڈوں کا نگران ہُوں، ہنگامہ آرائی کرنے والے شاید یہ بھُول گئے ہیں کہ شیران نے جن اڈوں کو قائم کیا ہے، اُنہیں تباہ ہوتے ہُوئے نہیں دیکھ سکتا، مَیں ہر اُس شخص کو فنا کر دُوں گا جو ان اڈوں کی طرف بُری نِگاہ سے دیکھے گا۔"

میگنیشا ششدر رہ گئی تھی، یا تو شیران کا دماغ اُلٹ گیا تھا، یا پھر وہ شیران نہیں تھا، حالانکہ شکل و صُورت، بات کرنے کا انداز تمام تر چیزیں وہی کی وہی تھیں لیکن وہ میگنیشا کو نہیں پہچان سکا تھا۔ میگنیشا نے کہا۔

"جنابِ عالی ابھی کچھ دِن پہلے بھی اِن جگہوں پر ایسے ہی ہنگامے ہو چکے ہیں۔ میرا خیال ہے مَیں آپ کی رہنمائی اِن لوگوں تک کر سکتی ہُوں۔"

"میگنیشا ہے میرا نام، یہیں کی رہنے والی ہُوں۔ میرے شوہر یہاں چھوٹا موٹا کاروبار کرتے ہیں۔" میگنیشا نے جواب دیا!

"شکریہ، اگر تم مجھے اِن لوگوں کے بارے میں بتا سکو، تو مَیں تمھارا شکر گزار رہوں گا۔"

"کیا آپ مجھے اپنا پتہ دے سکتے ہیں جناب؟"

"مَیں آوارہ گرد ہُوں۔ جب بھی میری ضرورت ہو، مارلینو کے کسی اڈے پر تلاش کر لینا۔" شیران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

میگنیشا کا دِل ڈُوب سا گیا تھا۔ پتہ نہیں کیوں اُسے ایک عجیب سی کیفیت کا احساس ہو رہا تھا۔ یہ شیران نہیں تھا یقیناً یہ شیران نہیں تھا، تو پھر کون تھا؟ میک اَپ کر کے شیران کی شکل ضرور اختیار کی جا سکتی تھی لیکن اتنی زبردست کاپی کرنا ایک مشکل کام تھا، آخر وہ شیران کی کاپی کیوں ہے؟ کیا وہ شیران کا کوئی بھائی ہے، لیکن یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کیونکہ میگنیشا کو شیران کی پُوری کہانی معلوم تھی پھر یہ کیا معاملہ ہے، یقیناً کوئی پُراسرار بات ہے۔ اُس نے سوچا اور پھر آہستہ آہستہ ٹہلتی ہُوئی وہ گریچر کے پاس پہنچ گئی۔ گریچر نے گردن ہلا کر کہا۔ "مَیں جانتا ہُوں تم کیا کہو گی؟"

"کیا مطلب؟"

"یہی کہ وہ شیران نہیں ہے۔"

"ہاں گریچر وہ شیران نہیں ہے۔" میگنیشا نے پُرتاسف لہجے میں کہا۔

"تم نے اس کا اندازہ کیسے لگایا میگنیشا؟" گریچر نے پُوچھا۔

"اس کے چہرے پر شناسائی کا کوئی تاثر نہیں تھا گریچر، وہ بالکل اجنبی نظر آ رہا تھا، لیکن ہم اُسے دماغی مریض بھی نہیں کہہ سکتے، اس کی کسی حرکت سے یہ اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ اپنی یادداشت کھو چکا ہے، لیکن شیران سے اتنی مشابہت! مجھے بے حد تعجب ہے۔"

"یقیناً وہ شیران نہیں ہے، مَیں خُود بھی اس کا اندازہ لگا چکا ہُوں لیکن پھر وہ شیران کی کاپی کیوں کر رہا ہے؟" گریچر نے پُر خیال لہجے میں کہا۔

اس دوران میگنیشا اُسے اپنے اور شیران کے اس مشکل کے درمیان ہونے والی گفتگو کے بارے میں بتاتی رہی تھی۔۔ پُوری گفتگو سُننے کے بعد گریچر نے کہا۔ "میگنیشا ہم اُس کا تعاقب کریں گے، ہم اس کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔"

"ٹھیک ہے گریچر۔" میگنیشا نے جواب دیا تھا۔

شیران ابھی اس اڈے پہ موجود تھا اور یُوں لگتا تھا جیسے وہ یہاں کافی دیر رُکنے کا اِرادہ رکھتا ہے، چنانچہ گریچر اور میگنیشا نے اس کے تعاقب کے لیے مناسب بندوبست کر لیا تھا۔

❋

نعمان خان کی حالت اب تک بہتر نہیں ہُوئی تھی۔ بادشاہ خان ہرن پُورہ سے اُسے بنکاک لے آیا تھا۔ یہاں نعمان خان نے اپنے بھائیوں کو رزاق خان کی ہلاکت کے بارے میں تفصیلات بتائیں اور وہ سب مشتعل ہو گئے، اُنھوں نے اپنی تمام تفریحات ترک کر دی تھیں اور نعمان خان کے ساتھ مِل کر قسم کھائی تھی کہ وہ رزاق خان کے قاتل کو تلاش کریں گے لیکن وہ محدود تھے اور صحیح بات یہ تھی کہ اب وہ اس قابل بھی نہیں رہے تھے کہ اپنے کسی دُشمن سے انتقام لینے کے لیے اپنے آپ کو محدود کر لیں۔ مختلف تفریحات اُن کی زندگی بن چکی تھیں۔ نعمان خان نے اُنھیں جو تعیشات مہیا کر دیے تھے، اُن کے تحت وہ تقریباً ناکارہ ہو کر رہ گئے تھے، البتہ قبائلی خُون تھا، کسی بھی وقت گرم ہو جاتا تو پھر اُسے ٹھنڈا کرنا نہایت مُشکل ہوتا۔

البتہ نعمان خان کی کیفیت دوسری تھی۔ بارہا اُس نے بادشاہ خان سے اجازت چاہی کہ اُسے شیران کو تلاش کرنے دیا جائے لیکن بادشاہ خان نے نہایت بُردباری اور حلیمی سے اس سے سوال کیا کہ شیران خان کی تلاش میں وہ زمین کے کون سے خطّے کو اپنا ہدف بنائے گا؟

اس سوال کا نعمان خان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا تب بادشاہ خان نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا کہ تنظیم اس سلسلے میں ان کے ساتھ پُوری پُوری معاونت کر رہی ہے۔

"وہ تو ٹھیک ہے خان بابا، لیکن مَیں خود بھی اُسے تلاش کرنا چاہتا ہُوں، مَیں چاہتا ہُوں کہ اُسے تلاش کر کے اُس کے بدن پر اتنے داغ لگاؤں کوئی اُسے پہچان نہ سکے"۔

"سب ٹھیک ہے نعمان خان، پہلے اُسے مِل تو جانے دو، مَیں بھی اُس کی تلاش میں مصروف ہُوں، میرے بہت سے کارندے اُسے تلاش کر رہے ہیں، تنظیم نے مجھے ہرن پورہ کا چارج بھی دے دیا ہے، یہ چارج عارضی طور پر مجھے دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں مزید کارروائیاں ہو رہی ہیں، ممکن ہے مجھے یہاں سے ہندوستان منتقل کر دیا جائے لیکن اُس وقت ... جب کہ یہاں کے لیے تنظیم کو کوئی بہتر آدمی مہیّا ہو سکے۔ ہرن پورہ میں، مَیں نے وائرلیس کے ذریعے رابطہ قائم کر رکھا ہے اور نعمان خان وہاں بھی میرے بیشتر آدمی صرف اسی کام میں مصروف ہیں۔ وہ ہندوستان کے ایک ایک گوشے میں شیران کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بنکاک اور اس کے گرد و نواح میں ہم لوگ شیران کو تلاش کر رہے ہیں۔ وہ کم بخت پتہ نہیں کیا چیز ہے؟ اس طرح رُوپوش ہو گیا ہے کہ کہیں اُس کا کوئی نشان نہیں مِل رہا۔ دُوسری طرف ایڈ تاڈ میل بھی ابھی تنظیم کے ہاتھ نہیں لگی ہے، بدقسمتی سے اُس کی تلاش کا کام بھی میرے ہی سپرد کر دیا گیا ہے۔ مَیں اِن دنوں جن ذہنی اُلجھنوں کا شکار ہوں، نعمان خان ان کا اندازہ بھی تمہیں ہو رہا ہو گا۔ میرے بیٹے رزاق خان کا زخم میرے سینے میں بھی ہے، تم مجھ پر لاکھ الزامات لگاؤ، لیکن میرے بیٹے یہ بُوڑھا خان اپنی زندگی میں اگر ٹُوٹا ہے تو تمہارے سامنے۔ مَیں اعتراف کرتا ہوں میرے بچّو کہ اگر تم فیروز خان کی اولاد نہ ہوتے تو میری اولاد ہوتے، مَیں تمہیں قطعی اپنی اولاد سے مختلف نہیں سمجھتا۔ حالانکہ نعمان خان تم نے جوش کے عالم میں مجھ سے جو کچھ کہا ہے وہ میری زندگی کا پہلا واقعہ ہے، مجھے اس کا موقع دو کہ مَیں تمہاری خدمت کر سکوں، شیران ہمیں ایک دن ضرور مِل جائے گا، بات یہیں تک نہیں ہے، مَیں بہت جلد ایک اور پروگرام ترتیب دینے والا ہُوں، مَیں اپنے تمام ساتھیوں کو اس بارے میں اطلاع دُوں گا کہ وہ دُنیا کے جن حصّوں میں جائیں وہاں شیران کو تلاش کریں۔ نعمان خان کہیں نہ کہیں وہ ضرور ملے گا، میری خواہش ہے میرے بیٹے کہ تم خود کو سنبھالو، تنظیم نے جو عہدہ تمہارے سپرد کیا تھا، وقتی طور پر تمہیں اس سے مستثنیٰ قرار دے دیا ہے، لیکن اگر کل تم اپنی ذہنی حالت درست کر لیتے ہو تو مَیں تنظیم سے درخواست کروں گا کہ تمہارا عہدہ تمہیں واپس دے دیا جائے"۔

"اوہ بابا خان مجھے اب کسی عہدے کی ضرورت نہیں مَیں ٹوٹ چکا ہوں، آپ یقین کریں جب تک شیران کا فیصلہ نہیں ہو جاتا، مَیں خود کو کسی قابل نہیں کہہ سکتا، مجھے اس سلسلے میں معذور سمجھیے، بے شک آپ کے دِل میں میرے لیے بہت سے خیالات ہوں گے، میرے بارے میں بہت کچھ سوچا ہو گا آپ نے، لیکن اگر زندگی نے موقع دیا اور مَیں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو پھر آپ ہی میرے آئندہ کے مستقبل کا فیصلہ کریں گے، لیکن اُس وقت تک مجھے معاف کیجیے، مَیں کچھ نہیں کر سکوں گا"۔ نعمان خان نے کہا۔

"ٹھیک ہے بیٹے، مَیں کب کہتا ہُوں کہ تم مصروف ہو جاؤ، مَیں تو صرف یہ چاہتا ہُوں کہ تم زندگی کی دلچسپیوں میں بھرپور حصّہ لو، رزاق خان کی موت بُھلائی نہیں جا سکتی اور اسی طرح مَیں آج بھی اپنی ان چاروں بیٹیوں کی موت کو نہیں بُھولا ہُوں، میرے سینے میں کتنا ناسُور ہے۔ نعمان خان تم شاید اِس کا اندازہ نہیں لگا سکتے"۔

نعمان خان خاموش ہو گیا، یہ حقیقت تھی کہ بادشاہ خان سے بڑا ہمدرد کوئی نہیں تھا، اس رُوئے زمین پر لیکن نعمان خان واقعی اب اتنا مضمحل ہو گیا تھا کہ اس میں زندگی کی کوئی رمق باقی نہیں رہی تھی، اگر بادشاہ خان اُسے نہ روک لیتا تو وہ پاگلوں کی طرح اِدھر اُدھر بھٹکتا رہتا، گوشے گوشے میں شیران کو تلاش کرتا رہتا اور شاید اسی کوشش میں جان دے دیتا، شیران کے بارے میں اُس نے جو بھی منصوبہ بندی کی تھی اس میں وہ ناکام رہا تھا بلکہ سچ بات تو یہ ہے کہ شیران کے مقابلے میں ان لوگوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ شیران جب بھی اُن کے سامنے آیا، اُن کے مُنہ پر تھپڑ مار کر نکل گیا، ان کے سینے پر ایک نیا زخم لگا کر چلا گیا اور وہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے تھے، یہ تمام باتیں جب نعمان خان کے ذہن میں چکراتیں تو اُس کا دِل چاہتا کہ ساری کائنات کو آگ لگا دے، زمین کے ایک ایک گوشے کو اُلٹ پلٹ کر کے رکھ دے اور اس میں سے شیران خان کو کھود نکالے۔

لیکن یہ اتنا آسان کام بھی نہیں تھا، جب عقل ساتھ د!

اور وہ سوچتا تو اُسے احساس ہو جاتا کہ شیران ٹیڑھی کھیر ہے اور زندگی گنوائے بغیر اُس کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

معمولات اسی طرح چل رہے تھے کہ ایک دن صبح کے وقت جب وہ جاگ جانے کے باوجود کاہلوں کے سے انداز میں ... بستر میں گُھسا ہُوا تھا، بادشاہ خان نے اس کا دروازہ پیٹ ڈالا۔ دروازہ اس بُری طرح پیٹا جا رہا تھا کہ نعمان خان بوکھلا کر ،روازے کی طرف لپکا اور اس نے دروازہ کھول دیا۔

بادشاہ خان کا چہرہ انگارے کی طرح سُرخ ہو رہا تھا، س کی آنکھیں چمک رہی تھیں، اس چہرے میں کوئی ایسی بات ی کہ نعمان خان چونکے بغیر نہ رہ سکا۔

بادشاہ خان اندر داخل ہو گیا، اُس کے ہاتھ میں ایک اخبا ،ہُوا تھا، اُس نے اخبار نعمان خان کے سامنے کر دیا، اور ب خبر پر اُنگلی رکھ کر بولا۔ "اسے پڑھو نعمان خان"۔

نعمان خان نے خبر پڑھنا شروع کر دی۔ یہ منشیات کے ے پر ہونے والی ہنگامہ آرائی کی خبر تھی، جس میں ایک قبائلی ن نے تین آدمی ہلاک کر دیے تھے۔

نعمان خان خود بھی اُچھل پڑا، کیونکہ قبائلی جوان کا جو حلیہ ،اُس کے بارے میں جو تفصیلات شائع کی گئی تھیں، وہ شیران کے ,وہ اور کسی کی نہیں تھیں۔ نعمان خان نے اخبار مُٹھی کی گرفت میں لیا۔ اس کا چہرہ بھی انگارہ بن گیا تھا، پھر اُس نے کہا۔ "اس کا للب ہے بابا خان وہ یہاں آ چکا ہے"۔ "ہاں، وہ شیران کے ,وہ اور کوئی نہیں ہو سکتا، تم جانتے ہو وہ یہاں مارلینو کے ,ڈوں کی نگرانی کرتا تھا اور اُس نے یہ اڈّے یہاں قائم کرائے ھے۔ نعمان خان شیران یہاں آ چکا ہے"۔

"بابا خان اَب تم اس سلسلے میں کیا کہتے ہو؟" نعمان خان ,بھرّائی ہُوئی آواز میں پوچھا۔

"نعمان خان مَیں تجھے آزادی دیتا ہوں، تُو اور تیرے ,ئی اور خُود مَیں اِس وقت تک کوئی دوسرا کام نہیں کریں گے ب تک شیران خان کو ٹھکانے نہ لگا دیں، مَیں آج ہی تنظیم کے ،افراد کو اس سلسلے میں مخصوص کیے دیتا ہُوں، تنظیم نے ں مجھے یہ عہدہ بخشا ہے، وہیں مجھے یہ حق بھی حاصل ہے کہ مَیں ،کام کے لیے جس کی اطلاع تنظیم کو ہے اور جس کے لیے وہ ے تعاون کا وعدہ بھی کر چکی ہے، تنظیم کے افراد کو بھی استعمال وں۔ مَیں نے پہلی اطلاع تجھے دی ہے نعمان خان، تیار ہا، لیکن اپنے اطراف سے باخبر رہنا مت بھُولنا، تم اپنے

اَماوس کا دِیا ۱۵۰/-
شناخت ۲۰۰/-
مصنّف
علیم الحق حقّی
علی میاں پبلیکیشنز عزیز مارکیٹ اُردو بازار لاہور

بھائیوں کو اس سلسلے میں استعمال نہ کرو، تو میرے خیال میں بہتر ہے، وہ پُر جوش نوجوان ہیں لیکن تم یہ بھی جانتے ہو کہ شیران خان کیا چیز ہے؟"

"مَیں جانتا ہُوں بابا خان، مَیں جانتا ہُوں، یہ میرا کام ہے، صرف میرا کام ہے"۔ نعمان خان نے جواب دیا اور اُس کے بعد اُس نے ناشتہ بھی نہیں کیا تھا، وہ تیار ہو کر باہر نکل آیا تھا۔

بادشاہ خان اُس کی ذہنی حالت سے بخوبی واقف تھا، چُنانچہ سب سے پہلا کام جو اُس نے کیا وہ یہ کہ آٹھ خاص آدمیوں کو نعمان خان کے پیچھے روانہ کر دیا۔ اِن لوگوں کو ہتھیاروں سے مسلح کر دیا گیا تھا، اور اُن سے کہا گیا تھا کہ نعمان خان کی ایک ایک لمحہ نگرانی کی جائے، اگر وہ ایک لمحے کے لیے بھی اُس سے غافل ہُوئے تو یہ ان کے حق میں بہتر نہیں ہو گا۔ بادشاہ خان نے اُنھیں شیران کے بارے میں مکمل ہدایات دے دی تھیں، آٹھ خطرناک آدمی نعمان خان کے علم کے بغیر اُس کے پیچھے چل پڑے۔

دُوسری طرف بادشاہ خان نے اپنے دُوسرے ساتھیوں کو بھی اِس بارے میں اِطلاع دے دی تھی۔ اخبار کی خبر کا حوالہ دیتے ہُوئے اُس نے کہا تھا کہ شیران کو بنکاک کے ایک ایک کونے میں تلاش کیا جائے، کوئی بھی ہوٹل، کوئی بھی ایسی جگہ نہ چھوڑی جائے، جہاں کوئی باہر کا آدمی قیام کر سکتا ہے، مارلینو کے اِن تمام اڈّوں کی نگرانی کی جائے، جہاں منشیات سپلائی کی جاتی ہیں، جہاں بھی کہیں شیران نظر آئے، اُس کے بارے میں اطلاع دی جائے، اِن کارروائیوں کے بعد بادشاہ خان خود بھی اپنی

سے اُس کے مقاصد پُورے ہو گئے تو تنظیم اُسے واپس بُلا لے گی، اور یہاں سے واپس جاتا اُس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا، چہرے سے میک اَپ اُتار دیتا تو سارا مسئلہ ہی حل ہو جاتا اس کی صُورت تو کسی طور شیران سے نہیں ملتی تھی۔ بہر طور یہ کام اُسی وقت کیا جا سکتا تھا جب تنظیم کی طرف سے کسی کارروائی کی اطلاع ملتی۔ وہ انتظار کرتا رہا، اُس نے اپنے لیے ایک کمین گاہ بنالی تھی جہاں وہ ابھی تک پولیس سے محفوظ رہا تھا۔ لیکن پھر ایک دن وہ اپنی اس قید سے تنگ آ کر دوبارہ باہر نکل کھڑا ہُوا تنظیم کے اغراض و مقاصد کسی حد تک اُس کے علم میں آ چکے تھے، وہ یہ جانتا تھا کہ اُسے اپنی اس نئی شکل کو مشہور کرنا ہے، چنانچہ جب اُسے یہ اطلاع ملی کہ منشیات کے کچھ اور اڈوں پر بھی ہنگامہ آرائی ہو رہی ہے تو اُس نے یہ مناسب نہیں سمجھا کہ وہ خاموش بیٹھا رہے، اپنی اس حیثیت کو برقرار رکھنے کے لیے اُسے ان اڈوں پر کارروائی کرنا پڑی۔ اور اس شام بھی وہ اپنے اسی کام میں مصروف تھا، ہنگامہ آرائی کرنے والے نکل چکے تھے، لیکن وکٹر ہارلوف کو اُن کے بارے میں کوئی ہدایت نہیں تھی۔ اُسے تعجب تھا کہ یہ نئے لوگ کون پیدا ہو گئے ہیں، وہ آٹھوں آدمی جن کے بارے میں اُسے اطلاع دی گئی تھی وہ تو اس کا شکار ہو گئے تھے ممکن ہے تنظیم نے کچھ نئے آدمیوں کو یہاں بھیجا ہو، لیکن اُسے ہدایت تھی کہ وہ تنظیم کے کسی بھی رُکن سے رابطہ قائم نہ کرے۔ اس کے ساتھ ہی اُسے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اگر مقامی پولیس اُس کے راستے پر پڑ گئی اور کسی نہ کسی طرح اُسے گرفتار کر لیا گیا تو وہ مطمئن رہے، تنظیم اس کا دفاع کرے گی۔

بہر طور وکٹر ہارلوف اپنے کام میں مصروف تھا، وہ یہاں ہنگامہ آرائی کرنے والوں کے بارے میں پُوچھتا پھر رہا تھا۔ لوگ طرح طرح کی باتیں کر رہے تھے، کافی دیر یہاں گزر گئی تو اُس نے واپس جانے کا فیصلہ کر لیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنی کار میں بیٹھ کر وہاں سے چل پڑا۔

جس جگہ منشیات کا یہ اڈہ واقع ہُوا تھا۔ وہ بنکاک کے نواح میں تھی اور یہاں سے اُسے خاصا فاصلہ طے کرنا تھا۔ وہ کار مناسب رفتار سے دوڑاتا ہُوا آگے بڑھتا رہا، لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اُسے چونکنا پڑا۔ آگے سڑک بند تھی۔

ایک بہت بڑا ٹرک سڑک پر اس طرح کھڑا ہو گیا تھا کہ اُس نے سڑک پر پُورا راستہ روک لیا تھا، سڑک کے دونوں طرف نشیب تھے جن کی وجہ سے کار کو نشیب میں اُتار کر بھی نہیں لے جایا جا سکتا تھا۔

وکٹر ہارلوف نے صرف ایک لمحے کے لیے سوچا، ٹرک کا سڑک پر کھڑے ہونے کا مقصد اس پر واضح تھا، اس کا راستہ روکنے کی کوشش کی جا رہی تھی، لیکن وہ کوئی حماقت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے فوراً کار کو ریورس گیئر میں ڈال کر موڑا اور پھر اسی چھوٹی سی جگہ میں ہی کار کو ٹرن دے کر واپس اس سڑک پر ہو گیا جدھر سے وہ آ رہا تھا، اگر وہ کسی مناسب جگہ پہنچ جائے تو ٹرک کی اس کارروائی سے محفوظ رہا جا سکتا ہے، اُس نے سوچا لیکن ابھی وہ تھوڑی ہی دُور چلا تھا کہ اُس نے دو گاڑیاں سڑک پر ترچھی کھڑی دیکھیں، گویا اس طرف سے بھی اُسے روک لیا گیا تھا۔

وکٹر ہارلوف نے صرف ایک لمحے کے لیے سوچا، پھر اُس نے کار روکی اور نیچے کُود گیا۔

بھرے ہُوئے دو پستول اُس کے پاس موجود تھے۔ اُس نے دونوں پستول ہاتھ میں لیے اور سڑک کے نشیب میں اُتر گیا دفعتاً کئی فائر ہُوئے اور گولیاں اُس کے بدن کو چھُوتی ہُوئی گزر گئیں، اُس نے کئی افراد کو اپنے پیچھے دوڑتے ہوئے دیکھا تھا، وکٹر ہارلوف دوڑنے میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا، وہ تیز رفتاری سے دوڑتا رہا پھر دفعتاً اُس نے ایک جیپ سڑک کے نشیب میں اُترتی ہُوئی دیکھی، بدقسمتی یہ تھی کہ سڑک سے اُترنے کے بعد جو میدان پڑے ہُوئے تھے وہ ناہموار نہیں تھے، کم از کم ایسے تھے کہ جیپ اُن پر دوڑائی جا سکتی تھی، نا ہی وہاں ایسے درخت وغیرہ موجود تھے جو جیپ کی راہ میں مزاحم ہوتے اور وکٹر ہارلوف کو اس سے محفوظ رکھتے۔ جیپ جس طوفانی انداز میں سڑک پر نشیب پر آئی تھی، اُس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ جیپ ڈرائیو کرنے والا معمولی آدمی نہیں ہے۔

وکٹر ہارلوف دوڑ رہا تھا اور جیپ بدستور اُس کے پیچھے چلی آ رہی تھی، وہ اپنے بدن کی پُوری قوت سے راستے کاٹتا ہُوا دوڑ رہا تھا، اُسے کسی ایسی جگہ کی تلاش تھی جہاں رُک کر وہ جیپ پر فائرنگ کر کے اُسے ناکارہ بنا سکتا، لیکن رُکنا موت کی نشانی تھی کیونکہ جیپ سے مسلسل گولیاں برسائی جا رہی تھیں، یہی غنیمت تھا کہ وکٹر ہارلوف ابھی تک ان گولیوں سے بچتا رہا، یہ بھی تقدیر ہی کی بات تھی یا پھر اُس کے دوڑنے کا انداز تھا کہ گولیاں اِس کے بدن کو نہیں چھُو پائی تھیں لیکن جیپ جس طرح ڈرائیو کی جا رہی تھی اُس سے وکٹر ہارلوف کو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ بہت جلد اُس کے سر پر پہنچ جائے گی۔

دفعتاً اُس نے دوڑتے دوڑتے پلٹ کر دو فائر کیے اور ایک لمحے کے لیے رُک کر اُن کا نتیجہ دیکھنے لگا۔ پستول کی گولیاں جیپ سے ٹکرائی تھیں، لیکن اُس کی رفتار پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ وہ اسی طرح طُوفانی انداز میں دوڑتی ہُوئی وکٹر ہارلوف کی طرف آ رہی تھی، اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ وکٹر ہارلوف کے سر پر پہنچ گئی۔

وکٹر ہارلوف نے اُس کی زد سے بچنے کے لیے چھلانگ لگائی، لیکن جیپ فوراً ہی مُڑ گئی، وکٹر ہارلوف کا پاؤں پھسلا اور وہ نیچے گر پڑا، دُوسرے لمحے جیپ اُس کے دونوں پیروں پر سے گزرتی چلی گئی، وکٹر ہارلوف کے دونوں پیروں کی ہڈیاں چکنا چُور ہو گئی تھیں۔ وہ اس صُورتِ حال کے لیے تیار نہیں تھا، اُس کے حلق سے دِلخراش چیخیں نکلنے لگیں لیکن پھر اُس نے پلٹ کر آگے بڑھتی ہُوئی جیپ پر دو فائر کیے۔ اور اُس کے بعد پستول اُس کے ہاتھ سے نیچے جا پڑے۔ جیپ ریورس میں اسی طرف آ رہی تھی اور چند لمحات کے بعد وہ پھر وکٹر ہارلوف کے بدن پر سے گزر گئی۔

اس بار وکٹر ہارلوف کے سینے کی تمام پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں، دُوسرے لمحے اُس کے مُنہ سے خون کی ایک پھوار نکلی، جیپ ریورس میں دوڑتی ہُوئی تھوڑی دُور پیچھے گئی اور اس کے بعد پھر اسی خونخوار انداز میں آگے بڑھی اور اس بار ٹائر نے وکٹر ہارلوف کا بھیجہ پچکا دیا تھا، مگر تو وہ اُسی وقت چکا تھا، جب جیپ اُس کے سینے پر سے گزری تھی، لیکن جیپ ڈرائیور کو شاید صبر نہیں آیا تھا، وہ ایک بار پھر جیپ آگے لا رہا تھا، اور چند لمحات کے بعد ایک خوفناک لاش اس پتھریلے میدان میں پڑی ہُوئی تھی۔ وکٹر ہارلوف کا بدن ریزہ ریزہ ہو چکا تھا، جیپ اتنی بار اس پر سے گزری تھی کہ اس کے جسم کا کوئی حصّہ سلامت نہیں رہا تھا۔ جب اُس کا ایک ایک عضو چکنا چُور ہو گیا تو جیپ ایک جگہ رُک گئی، اِسی اثناء میں کچھ اور گاڑیاں بھی وہاں پہنچ چکی تھیں، کچھ لوگ دوڑتے ہُوئے اس طرف آ رہے تھے۔ جیپ ڈرائیور نیچے اُتر آیا اور وکٹر ہارلوف کے نزدیک پہنچ کر اُسے دیکھنے لگا۔

وکٹر ہارلوف کا چہرہ اب اتنا مسخ ہو گیا تھا کہ اُس کے خدوخال پہچانے نہیں جا رہے تھے، چنانچہ لاش کی شناخت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

جیپ سے اُترنے والا سینہ تانے اُس کے سامنے کھڑا ہُوا تھا، اُس کے چہرے پر عجیب و غریب تاثرات نظر آ رہے تھے۔ پھر بہت سے آدمی اُس کے قریب پہنچ گئے، ان میں وہ سفید ریش بُوڑھا بھی تھا، جس کی صحت و تندرستی اور قدو قامت قابلِ رشک تھا، اُس نے جیپ کے نزدیک کھڑے ہُوئے نوجوان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ”مبارک ہو نعمان خان، تمھیں مبارک ہو۔“

⭐

گریچر اور میگنیشا اُس وقت وہاں سے چلے تھے جب شیران کے ہمشکل نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی تھی، ان کے درمیان جو گفتگو ہُوئی تھی اس کا لُبِ لُباب یہی تھا کہ وہ شیران نہیں ہے۔ میگنیشا نے پُورے وثوق سے کہا تھا کہ وہ شیران کا ہمشکل ضرور ہے، لیکن شیران نہیں ہے، اور اس پر گریچر نے شُبہے کا اظہار کیا تھا کہ ممکن ہے اس شخص کے چہرے پر شیران کا میک اَپ ہو۔ یہ بات انتہائی تجسّس کا باعث تھی، چنانچہ انھوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ شیران کے ہمشکل کا تعاقب کر کے اُس کے بارے میں پوری معلومات حاصل کی جائیں گی اور اس کا مقصد معلوم کیا جائے گا۔ گریچر نے کہا۔

”اگر وہ شیران نہیں ہے جیسا کہ تم نے اندازہ لگایا، تو پھر شیران کا میک اَپ اختیار کرنے کی کیا ضرورت تھی، وہ خود کو شیران کیوں ظاہر کرنا چاہتا ہے اور اگر واقعی وہ شیران نہیں ہے تو پھر اُسے مارلینو کے اڈوں سے کیا دِلچسپی ہے؟ اِس کے پس پردہ کوئی ایسی ہی خاص بات ہے میگنیشا جس کا پتہ لگانا ضروری ہے اور مجھے یقین ہے مارلینو اس عجیب و غریب بات پر توجہ دیے بغیر نہ رہ سکے گا۔“

”تمھارا خیال درست ہے مسٹر گریچر، لیکن کیا ہم اِس چالاک آدمی کا پیچھا کر کے اِس کی رہائش گاہ کا پتہ چلانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔“

”کوشش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے میگنیشا لیکن اسے نظر انداز کرنا کسی طور مناسب نہیں ہو گا۔“ گریچر نے پُرخیال انداز میں جواب دیا اور میگنیشا خاموش ہو گئی۔

وہ لوگ بڑی ہوشیاری سے اس کا تعاقب کر رہے تھے، لیکن زیادہ فاصلہ طے نہیں ہُوا تھا کہ دفعتاً ایک ایسا واقعہ ہُوا جس کی وجہ سے اُنھیں کار کی رفتار سست کرنا پڑی، چند گاڑیاں سڑک کے نشیب سے اُبھری تھیں اور اُنھوں نے سڑک روک لی تھی۔

گریچر چونک پڑا، اُنھوں نے کار پھُرتی سے سائیڈ میں

سے اُس کے مقاصد پُورے ہو گئے تو تنظیم اُسے واپس بُلا لے گی، اور یہاں سے واپس جانا اُس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا، چہرے سے میک اَپ اُتار دیتا تو سارا مسئلہ ہی حل ہو جاتا، اس کی صُورت تو کسی طور شیران سے نہیں ملتی تھی۔ بہر طور یہ کام اُسی وقت کیا جا سکتا تھا جب تنظیم کی طرف سے کسی کارروائی کی اطلاع ملتی۔ وہ انتظار کرتا رہا، اُس نے اپنے لیے ایک کمین گاہ بنالی تھی جہاں وہ ابھی تک پولیس سے محفوظ رہا تھا۔ لیکن پھر ایک دن وہ اپنی اس قید سے تنگ آ کر دوبارہ باہر نکل کھڑا ہُوا تنظیم کے اغراض و مقاصد کس حد تک اُس کے علم میں آ چکے تھے، وہ یہ جانتا تھا کہ اُسے اپنی اس نئی شکل کو مشہور کرنا ہے، چنانچہ جب اُسے یہ اِطلاع ملی کہ منشیات کے کچھ اور اڈوں پر بھی ہنگامہ آرائی ہو رہی ہے تو اُس نے یہ مناسب نہیں سمجھا کہ وہ خاموش بیٹھا رہے، اپنی اس حیثیت کو برقرار رکھنے کے لیے اُسے ان اڈوں پر کارروائی کرنا پڑی۔ اور اس شام بھی وہ اپنے اسی کام میں مصروف تھا، ہنگامہ آرائی کرنے والے نکل چکے تھے، لیکن وکٹر ہارلوف کو اُن کے بارے میں کوئی ہدایت نہیں تھی۔ اُسے تعجب تھا کہ یہ نئے لوگ کون پیدا ہو گئے ہیں، وہ آٹھوں آدمی جن کے بارے میں اُسے اِطلاع دی گئی تھی وہ تو اس کا شکار ہو گئے تھے ممکن ہے تنظیم نے کچھ نئے آدمیوں کو یہاں بھیجا ہو، لیکن اُسے ہدایت تھی کہ وہ تنظیم کے کسی بھی رُکن سے رابطہ قائم نہ کرے۔ اس کے ساتھ ہی اُسے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اگر مقامی پولیس اُس کے راستے پر پڑ گئی اور کسی نہ کسی طرح اُسے گرفتار کر لیا گیا تو وہ مطمئن رہے، تنظیم اس کا دفاع کرے گی۔ بہر طور وکٹر ہارلوف اپنے کام میں مصروف تھا، وہ یہاں ہنگامہ آرائی کرنے والوں کے بارے میں پُوچھتا پھر رہا تھا۔ لوگ طرح طرح کی باتیں کر رہے تھے، کافی دیر یہاں گزر گئی تو اُس نے واپس جانے کا فیصلہ کر لیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنی کار میں بیٹھ کر وہاں سے چل پڑا۔

جس جگہ منشیات کا یہ اڈہ واقع ہُوا تھا۔ وہ بنکاک کے نواح میں تھی اور یہاں سے اُسے خاصا فاصلہ طے کرنا تھا۔ وہ کار مناسب رفتار سے دوڑاتا ہُوا آگے بڑھتا رہا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اُسے چونکنا پڑا۔ آگے سڑک بند تھی۔

ایک بہت بڑا ٹرک سڑک پر اس طرح کھڑا ہو گیا تھا کہ اُس نے سڑک پر پُورا راستہ روک لیا تھا، سڑک کے دونوں طرف نشیب تھے جن کی وجہ سے کار کو نشیب میں اُتار کر بھی نہیں لے جایا جا سکتا تھا۔

وکٹر ہارلوف نے صرف ایک لمحے کے لیے سوچا، ٹرک کا سڑک پر کھڑے ہونے کا مقصد اس پر واضح تھا، اس کا راستہ روکنے کی کوشش کی جا رہی تھی، لیکن وہ کوئی حماقت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے فوراً کار کو ریورس گیئر میں ڈال کر موڑا اور پھر اسی چھوٹی سی جگہ میں ہی کار کو ٹرن دے کر واپس اس سڑک پر ہو گیا جدھر سے وہ آ رہا تھا، اگر وہ کسی مناسب جگہ پہنچ جائے تو ٹرک کی اس کارروائی سے محفوظ رہا جا سکتا ہے، اُس نے سوچا لیکن ابھی وہ تھوڑی ہی دُور چلا تھا کہ اُس نے دو گاڑیاں سڑک پر ترچھی کھڑی دیکھیں، گویا اس طرف سے بھی اُسے روک لیا گیا تھا۔

وکٹر ہارلوف نے صرف ایک لمحے کے لیے سوچا، پھر اُس نے کار روکی اور نیچے کُود گیا۔

بھرے ہُوئے دو پستول اُس کے پاس موجود تھے۔ اُس نے دونوں پستول ہاتھ میں لیے اور سڑک کے نشیب میں اُتر گیا۔ دفعتاً کئی فائر ہُوئے اور گولیاں اُس کے بدن کو چھُوتی ہُوئی گزر گئیں، اُس نے کئی افراد کو اپنے پیچھے دوڑتے ہوئے دیکھا تھا، وکٹر ہارلوف دوڑنے میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا، وہ تیز رفتاری سے دوڑتا رہا پھر دفعتاً اُس نے ایک جیپ سڑک کے نشیب میں اُترتی ہُوئی دیکھی، بدقسمتی یہ تھی کہ سڑک سے اُترنے کے بعد جو میدان پڑے ہُوئے تھے وہ ناہموار نہیں تھے، کم از کم ایسے تھے کہ جیپ اُن پر دوڑائی جا سکتی تھی، تاہم وہاں ایسے درخت وغیرہ موجود تھے جو جیپ کی راہ میں مزاحم ہوتے اور وکٹر ہارلوف کو اس سے محفوظ رکھتے۔ جیپ جس طوفانی انداز میں سڑک سے نشیب پر آئی تھی، اُس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ جیپ ڈرائیو کرنے والا معمولی آدمی نہیں ہے۔

وکٹر ہارلوف دوڑ رہا تھا اور جیپ بدستور اُس کے پیچھے چلی آ رہی تھی، وہ اپنے بدن کی پُوری قوت سے راستے کاٹتا ہُوا دوڑ رہا تھا، اُسے کسی ایسی جگہ کی تلاش تھی جہاں رُک کر وہ جیپ پر فائرنگ کر کے اُسے ناکارہ بنا سکتا، لیکن رُکنا موت کی نشانی تھی کیونکہ جیپ سے مسلسل گولیاں برسائی جا رہی تھیں، یہی غنیمت تھا کہ وکٹر ہارلوف ابھی تک ان گولیوں سے بچتا رہا، یہ بھی تقدیر ہی کی بات تھی یا پھر اُس کے دوڑنے کا انداز تھا کہ گولیاں اس کے بدن کو نہیں چھُو پائی تھیں لیکن جیپ جس طرح ڈرائیو کی جا رہی تھی اُس سے وکٹر ہارلوف کو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ بہت جلد اُس کے سر پر پہنچ جائے گی۔

دفعتاً اُس نے دوڑتے دوڑتے پلٹ کر دو فائر کیے اور ایک لمحے کے لیے رُک کر اُن کا نتیجہ دیکھنے لگا۔ پستول کی گولیاں جیپ سے ٹکرائی تھیں، لیکن اُس کی رفتار پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ وہ اسی طرح طوفانی انداز میں دوڑتی ہُوئی وکٹر ہارلوف کی طرف آ رہی تھی، اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ وکٹر ہارلوف کے سر پر پہنچ گئی۔

وکٹر ہارلوف نے اُس کی زد سے بچنے کے لیے چھلانگ لگائی، لیکن جیپ فوراً ہی مُڑ گئی، وکٹر ہارلوف کا پاؤں پھسلا اور وہ نیچے گر پڑا، دُوسرے لمحے جیپ اُس کے دونوں پیروں پر سے گزرتی چلی گئی، وکٹر ہارلوف کے دونوں پیروں کی ہڈیاں چکنا چُور ہو گئی تھیں۔ وہ اس صُورتِ حال کے لیے تیار نہیں تھا، اُس کے حلق سے دلخراش چیخیں نکلنے لگیں لیکن پھر اُس نے پلٹ کر آگے بڑھتی ہُوئی جیپ پر دو فائر کیے۔ اور اُس کے بعد پستول اُس کے ہاتھ سے نیچے جا پڑے۔ جیپ ریورس میں اسی طرف آ رہی تھی اور چند لمحات کے بعد وہ پھر وکٹر ہارلوف کے بدن پر سے گزر گئی۔

اس بار وکٹر ہارلوف کے سینے کی تمام پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں، دُوسرے لمحے اُس کے مُنہ سے خُون کی ایک پھوار نکلی، جیپ ریورس میں دوڑتی ہُوئی تھوڑی دُور پیچھے گئی اور اس کے بعد پھر اسی خونخوار انداز میں آگے بڑھی اور اس بار ٹائر نے وکٹر ہارلوف کا بھیجہ پچکا دیا تھا، مر تو وہ اُسی وقت چکا تھا، جب جیپ اُس کے سینے پر سے گزری تھی، لیکن جیپ ڈرائیور کو شاید صبر نہیں آیا تھا، وہ ایک بار پھر جیپ آگے لا رہا تھا، اور چند لمحات کے بعد ایک خوفناک لاش اس پتھریلے میدان میں پڑی ہُوئی تھی۔ وکٹر ہارلوف کا بدن ریزہ ریزہ ہو چُکا تھا، جیپ اتنی بار اس پر سے گزری تھی کہ اس کے جسم کا کوئی حصّہ سلامت نہیں رہا تھا۔ جب اُس کا ایک ایک عضو چکنا چُور ہو گیا تو جیپ ایک جگہ رُک گئی، اِسی اثناء میں کچھ اور گاڑیاں بھی وہاں پہنچ چکی تھیں، کچھ لوگ دوڑتے ہُوئے اس طرف آ رہے تھے۔ جیپ ڈرائیور نیچے اُتر آیا اور وکٹر ہارلوف کے نزدیک پہنچ کر اُسے دیکھنے لگا۔

وکٹر ہارلوف کا چہرہ اب اتنا مسخ ہو گیا تھا کہ اُس کے خدوخال پہچانے نہیں جا رہے تھے، چنانچہ لاش کی شناخت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

جیپ سے اُترنے والا سینہ تانے اُس کے سامنے کھڑا ہُوا تھا، اُس کے چہرے پر عجیب و غریب تاثرات نظر آ رہے تھے۔ پھر بہت سے آدمی اُس کے قریب پہنچ گئے، اِن میں وہ سفید ریش بُوڑھا بھی تھا، جس کی صحت و تندرستی اور قد و قامت قابلِ رشک تھا، اُس نے جیپ کے نزدیک کھڑے ہُوئے نوجوان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "مبارک ہو نعمان خان، تمھیں مبارک ہو۔"

★

گریچر اور میگنیشا اُس وقت وہاں سے چلے تھے جب شیران کے ہمشکل نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی تھی، ان کے درمیان جو گفتگو ہُوئی تھی اس کا لُبِ لُباب یہی تھا کہ وہ شیران نہیں ہے۔ میگنیشا نے پُورے وثوق سے کہا تھا کہ وہ شیران کا ہمشکل ضرور ہے، لیکن شیران نہیں ہے' اور اس پر گریچر نے شُبہے کا اظہار کیا تھا کہ ممکن ہے اس شخص کے چہرے پر شیران کا میک اَپ ہو۔ یہ بات انتہائی تجسّس کا باعث تھی، چنانچہ انھوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ شیران کے ہمشکل کا تعاقب کر کے اُس کے بارے میں پُوری معلومات حاصل کی جائیں گی اور اس کا مقصد معلوم کیا جائے گا۔ گریچر نے کہا۔

"اگر وہ شیران نہیں ہے جیسا کہ تم نے اندازہ لگایا، تو پھر شیران کا میک اَپ اختیار کرنے کی کیا ضرورت تھی، وہ خود کو شیران کیوں ظاہر کرنا چاہتا ہے اور اگر واقعی وہ شیران نہیں ہے تو پھر اُسے مارلینو کے اڈوں سے کیا دِلچسپی ہے؟ اس کے پس پردہ کوئی ایسی ہی خاص بات ہے میگنیشا جس کا پتہ لگانا ضروری ہے اور مجھے یقین ہے مارلینو اس عجیب و غریب بات پر توجہ دیے بغیر نہ رہ سکے گا۔"

"تمھارا خیال درست ہے مسٹر گریچر، لیکن کیا ہم اِس چالاک آدمی کا پیچھا کر کے اِس کی رہائش گاہ کا پتہ چلانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

"کوشش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے میگنیشا لیکن اسے نظر انداز کرنا کسی طور مناسب نہیں ہوگا۔" گریچر نے پُرخیال انداز میں جواب دیا اور میگنیشا خاموش ہو گئی۔

وہ لوگ بڑی ہوشیاری سے اس کا تعاقب کر رہے تھے، لیکن زیادہ فاصلہ طے نہیں ہُوا تھا کہ دفعتاً ایک ایسا واقعہ ہُوا جس کی وجہ سے اُنھیں کار کی رفتار سُست کرنا پڑی، چند گاڑیاں سڑک کے نشیب سے اُبھری تھیں اور اُنھوں نے سڑک روک لی تھی۔

گریچر چونک پڑا، اُنھوں نے کار پھُرتی سے سائیڈ میں

کر کے روک لی اور پستول سنبھال کر نیچے اُتر آئے۔

"کیا خیال ہے، کیا ہمارا راستہ روکنے کی کوشش کی جا رہی ہے؟" میگنیشا نے کہا۔

"شاید ممکن ہے کچھ خطرناک حالات سے سابقہ پڑ جائے" گریچر نے کہا اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگا، پھر وہ سڑک کے نشیب میں پھرتی سے اُترتا چلا گیا، میگنیشا اس کے پیچھے دوڑ رہی تھی، گریچر نے اِن حالات سے بچنے کے لیے یہی فیصلہ کیا تھا کہ فوری طور پر کوئی راہِ فرار اختیار کی جائے اور کوئی ایسی صورت نکال لی جائے کہ اِن لوگوں سے محفوظ رہا جا سکے۔ سڑک کے نشیب میں پتھریلے میدان پھیلے ہوئے تھے، ان میں اتفاق سے کوئی ٹیلہ وغیرہ نہیں تھا، جس کی وجہ سے وہ کوئی آڑ نہیں لے سکتے تھے، اس وقت یہی بہتر تھا کہ سڑک سے جتنی دُور نکل جائیں بہتر ہے، چنانچہ وہ برق رفتاری سے دوڑ رہے تھے، لیکن میگنیشا نے گریچر کو آواز دی اور گریچر ایک لمحے کے لیے ٹھٹک کر اُسے دیکھنے لگا۔

"کیا بات ہے؟"

"اوہ گریچر دیکھو۔ دیکھو وہ کیا ہے؟" میگنیشا نے مضطربانہ انداز میں کہا اور گریچر اُس کے اشارے کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر اُسے بھی ٹھٹکنا پڑا تھا، یہاں صورتِ حال ذرا مختلف نظر آ رہی تھی۔

سڑک کے نشیب میں ایک جیپ انتہائی برق رفتاری سے نیچے اُتری تھی اور اُس سے گولیاں چلائی جا رہی تھیں۔ تھوڑے ہی فاصلے پر کوئی شخص دوڑ رہا تھا۔ حُلیئے اور لباس سے اُنھیں یہ اندازہ لگانے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی کہ وہ شیران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا یعنی وہی شخص جو شیران کا ہمشکل قرار دیا گیا تھا۔ گولیوں کا زبردست تبادلہ ہو رہا تھا، جیپ طوفانی انداز میں آگے بڑھ رہی تھی، بڑی عجیب سی پوزیشن تھی۔ اُنھوں نے سڑک کے دُوسری طرف بھی دیکھا، وہاں ایک بڑا سا ٹرک سڑک کو روکے ہوئے کھڑا تھا، تب اُنھیں یہ اندازہ لگانے میں کوئی دُشواری پیش نہیں آئی کہ دراصل اِن گاڑیوں نے اِن کا راستہ نہیں روکا تھا بلکہ شیران کے ہمشکل کا راستہ روکا گیا تھا اور اَب اِن لوگوں نے اُسے گھیرے میں لے لیا تھا۔

ہنگامہ جاری رہا اور اُنھوں نے یہاں سے بخوبی وہ منظر دیکھا جب شیران کے ہمشکل پر جیپ چڑھا دی گئی تھی، وہ اس وحشیانہ کارروائی کو دیکھتے رہے۔ میگنیشا کے بدن پر پسینہ آ گیا تھا۔ کافی دیر تک وہ خونی ڈرامہ جاری رہا۔ اور اس کے بعد وہاں بہت سے لوگ پہنچ گئے۔ اِتنے فاصلے سے ان کی شکلیں نہیں دیکھی جا سکتی تھیں، لیکن وہ پولیس کے آدمی نہیں تھے، بلکہ عام ہی لوگ نظر آتے تھے، اِتنے اعلا پیمانے پر اُس شخص کے خلاف کارروائی ہوئی تھی۔ گریچر نے میگنیشا کے شانے دباتے ہوئے کہا۔ "یُوں لگتا ہے شیران کے دُشمن اُس کی تاک میں ہوں۔ ممکن ہے یہ شخص شیران کے دھوکے میں ہی مارا گیا ہو۔"

"کیا کہا جا سکتا ہے۔ اوہ۔ اوہ کتنی بربریت کی گئی ہے۔ میرا سَر چکرا رہا ہے گریچر۔"

"کیسی باتیں کر رہی ہو میگنیشا، خود کو سنبھالو، کیا ہم لوگ اِتنے نازک طبع ہیں کہ قتل کے ایک واقعہ پر پریشان ہو جائیں۔"

"اوہ، وہ جو کچھ بھی تھا شیران کا ہمشکل تو تھا۔"

"تم آج تک شیران کو اپنے ذہن سے نہیں نکال سکیں میگنیشا، اُس کی فطرت کو نہیں بھول سکیں تم۔"

"نہیں گریچر کچھ بھی تھا وہ ہمارا ساتھی تھا۔ مَیں۔ مَیں۔"

"پلیز خاموش ہو جاؤ، ہم اس موضوع پر بعد میں بات چیت کریں گے، اندازہ یہ لگانا ہے کہ یہ لوگ کون ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟"

وہ خاموشی سے اُنھیں دیکھتے رہے، اُنھیں اپنی جگہ ساکت ہونا پڑا تھا، یہ خطرہ بھی پیدا ہو گیا تھا کہ اگر اُنھیں دیکھ لیا گیا تو پھر اس شخص کے قاتل اُنھیں بھی ہلاک کرنے کی کوشش کریں گے، کیونکہ وہ کسی کو گواہ نہیں چھوڑیں گے۔

لیکن ایسا نہ ہُوا، اُنھوں نے اس طرف توجہ ہی نہیں دی تھی، ویسے بھی فاصلہ کافی تھا، اُنھیں تو شاید اس دُوسری کار کا بھی علم نہیں ہو گا جو گریچر اور میگنیشا کی تھی۔ کافی دیر تک وہ لوگ وہاں رُکے رہے اور اِس کے بعد وہاں سے چل پڑے۔

ٹرک نے اپنی جگہ چھوڑ دی تھی اور سیدھا چلا گیا تھا۔ اِسی طرح سڑک کا راستہ روکنے والی دُوسری گاڑیاں بھی اپنا کام ختم کرنے کے بعد وہاں سے واپس چلی گئی تھیں پھر جیپ بھی سڑک پر پہنچ گئی، اور اس کے بعد وہاں سناٹا چھا گیا۔ اس کی لاش کو اُٹھانے کی کوشش نہیں کی گئی تھی۔

گریچر اور میگنیشا خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگے، اِتنا میں دو تین گاڑیاں اور گزر گئی تھیں۔ یہ گاڑیاں اڈّے کی سمت سے آئی تھیں اور اُنھیں اِس خونی واقعہ کی اطلاع بھی نہیں ہو سکی تھی۔

قاتلوں نے جو کارروائی کی تھی، نہایت اطمینان سے کی تھی اور ان کی راہ میں کوئی مزاحمت نہیں ہُوئی تھی، چند لمحات کے بعد گریچر نے کہا۔ "آؤ ہم بھی واپس چلیں، سڑک سے گزرنے والوں کو تو اس واقعہ کی بھنک بھی نہیں ملی ہے۔"

"واپس چلیں؟" میگنیشا نے عجیب سے انداز میں سوال کیا

"تو پھر کیا چاہتی ہو تم؟"

"گریچر کیا تم اُسے دیکھنے کی کوشش نہیں کرو گے؟"

"ہُوں۔" گریچر نے گردن ہلاتے ہوئے کہا پھر بولا "ٹھیک ہے، ٹھیک ہے آؤ ہم اُسے دیکھیں گے، لیکن میرا خیال ہے کار وہاں سڑک تک لے چلو جہاں سے نیچے اُتر کر اس تک پہنچنے میں فاصلہ کم ہو گا۔ اگر یہاں سے ہم وہاں تک جائیں گے تو کافی دیر تو ہمیں وہاں پہنچنے میں ہی لگ جائے گی۔" میگنیشا نے گردن ہلا دی۔

چند لمحات کے بعد گریچر نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی اور پھر اُس جگہ روک لی، جہاں سے وہ نشیب میں اُتر کر اس انسانی بدن تک پہنچ سکتے تھے جو بہت فاصلے پر ایک دھبّے کی مانند نظر آ رہا تھا۔ گریچر اور میگنیشا کار سے نیچے اُتر آئے، کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے، جہاں چٹانیں اور پتھریلا میدان خون سے رنگین تھا، خون کے چھینٹے فواروں کی شکل میں دُور دُور تک گئے تھے۔ اور یہاں جو لاش نظر آئی، اُسے دیکھ کر اُن کے اعصاب واقعی جواب دینے لگے لاش کی ہڈیاں تک زمین سے چپک گئی تھیں، پُورا بدن لوتھڑوں میں تبدیل کر دیا گیا تھا، اِن لوگوں نے اپنی آنکھوں سے یہ ہولناک منظر دیکھا تھا، جیپ بار بار اُس کے بدن پر سے گزر رہی تھی۔ کسی انسان کو اس سے قبل اِتنے وحشیانہ انداز میں قتل نہیں کیا گیا ہو گا، اس کے بدن کا کوئی عضو سلامت نہیں تھا۔ غالباً اُس کا پُورا بدن ریزہ ریزہ ہو گیا تھا اور اب اس لاش کو سمیٹا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ سوائے اس کے کہ گوشت کے لوتھڑوں کو گٹھری بنا کر یہاں سے لے جایا جائے۔

میگنیشا نے گریچر کا بازو پکڑ لیا تھا، گریچر خود بھی اپنے بدن میں ہلکی سی لرزش محسوس کر رہا تھا، پھر اُس نے گہری سانس لے کر کہا۔ "آؤ میگنیشا، اب کیا کیا جا سکتا ہے۔" میگنیشا لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھ گئی اور پھر باقی راستہ اُنھوں نے بالکل خاموشی سے طے کیا۔

بہت بُری حالت تھی دونوں کی۔ میگنیشا خاص طور سے اس لیے زیادہ پریشان تھی کہ وہ شیران کا ہمشکل تھا، بار بار اُس کے ذہن میں لاتعداد خیالات آ رہے تھے، وہ سوچ رہی تھی کہ ممکن ہے شیران کا ذہنی توازن درست نہ رہا ہو، ممکن ہے وہ اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہو اور میگنیشا کو نہ پہچان سکا ہو لیکن گریچر کا اعتراض بھی درست تھا، اُس کا کہنا تھا کہ اگر شیران اپنی یادداشت بھی کھو بیٹھا ہے تو پھر اُس نے اڈّوں کی حفاظت کی ذمّہ داری کیوں سنبھالی۔ یہ تو اُس کا کام تھا۔ بہرصُورت بات بہت اُلجھی ہُوئی تھی، وہ اپنی رہائش گاہ پہنچ گئے، میگنیشا نے گریچر سے کہا۔ "گریچر میرا خیال ہے اس واقعہ کی اطلاع مارلینو کو دینا ضروری ہے، کم ازکم مارلینو کو صُورتِ حال کا اندازہ تو ہو ہی جائے گا۔"

"کوئی حرج نہیں ہے اس میں، مسٹر مارلینو سے بات کر لو۔"

"تم بھی آؤ۔" میگنیشا نے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ مارلینو سے رابطہ قائم کرنے لگے۔ میگنیشا اپنے اعصاب لاکھ سنبھال رہی تھی لیکن وہ غیر مطمئن تھی، مارلینو کے لیے اہم کام انجام دیتی تھی اور خاصی سخت دِل تھی لیکن شیران۔ اس کی موت کا تصوّر بے حد تکلیف دِہ تھا۔ بس اس جذبے کا کوئی نام نہیں تھا۔ وہ ایک پاگل، دیوانہ وحشی جس کی نگاہ میں کسی کی عزّت نہیں تھی، وہ زندگی کو حقیر سمجھتا تھا، میگنیشا کی بھی اُس نے توہین کی تھی۔ لیکن... اس کی موت... کیا وہ مر گیا۔ کیا وہ واقعی مر گیا؟

مارلینو سے رابطہ قائم ہونے میں دیر نہیں لگی تھی۔ میگنیشا نے دُوسری طرف سے مارلینو کی آواز سُنی۔

"میگنیشا بول رہی ہے جناب۔"

"ہاں میگنیشا کہو، مَیں تمھاری کال کا انتظار کر رہا تھا۔"

"بڑے پریشان کُن حالات ہیں جناب۔ مَیں نے آپ کو شیران کے بارے میں اطلاع دی تھی۔ ہم لوگ مسلسل اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش میں مصروف تھے لیکن اندازہ ہُوا کہ وہ شیران نہیں تھا بلکہ اس کا کوئی ہم شکل تھا۔"

"اس اندازے کی بنیاد؟"

"مَیں خُود اس کے سامنے گئی تھی جناب لیکن اس کی آنکھوں میں میرے لیے شناسائی کے آثار نہیں تھے۔ وہ ہُوبہُو شیران تھا لیکن کوئی ایسی بات تھی جس سے وہ شیران نہیں لگتا تھا۔"

"ہُوں۔ اب کیا پوزیشن ہے؟"

"جو اطلاع میں آپ کو دینے والی ہوں وہ بے حد ہولناک ہے۔ شیراں کے ہمشکل کو بڑی بے دردی سے قتل کر دیا گیا ہے۔ قاتلوں نے اتنی درندگی سے اُسے ہلاک کیا ہے کہ اس کی مثال مشکل ہے۔"

"او، میگنیشا، بہت پریشان کن اطلاع ہے۔ تمہیں پورا یقین ہے کہ وہ شیراں نہیں تھا!"

"لیکن عرض کیا کروں جناب۔ میں شدید اُلجھن کا شکار ہوں۔ بس اُس کے انداز میں میرے لیے شناسائی نہیں تھی۔ ورنہ باقی ہو بہو وہ شیراں تھا۔ میں کوئی حتمی بات نہیں کہہ سکتی جناب اس وقت ہمیں آپ کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔"

"میں پہنچ رہا ہوں میگنیشا۔ میرا انتظار کرو۔" مارلینو کی آواز میں شدید اضطراب تھا۔ چند رسمی جملوں کے بعد مارلینو نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

میگنیشا نے گریچر کی طرف دیکھا۔ گریچر خود بھی یہ گفتگو سُن چکا تھا۔ دونوں کے چہرے پریشانی کی تصویر بنے ہوئے تھے۔

●

بادشاہ خان اور نعمان خان مسرت سے دیوانے ہو رہے تھے، اُن کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے۔ وہ اپنی رہائش گاہ پر واپس آ گئے۔ دونوں ہی کھلے پڑ رہے تھے۔ نعمان خان اپنے بھائیوں کو سینے سے لگا لگا کر کہہ رہا تھا: "میرے بھائیو میں نے اپنی بہنوں کا انتقام لے لیا ہے، افسوس رہا تو صرف ایک کہ میں شیراں کی لاش کو تراب زان نہ لے جا سکا، بابا خان! بالآخر ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے۔ ہمارا دُشمن فنا ہو گیا، میری دلی خواہش ہے کہ میں اپنے قبیلے میں واپس جاؤں، تہمانہ میں جشن مناؤں، پہاڑوں میں مُنادی کرا دوں کہ بہزاد سلامن کے بیٹے شیراں سلامن کو کتے کی موت مار دیا گیا ہے، بلکہ کتا بھی شاید اتنی بدتر حالت میں سڑک پر دم نہ توڑتا ہو جس طرح اُس نے دَم توڑا۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو نعمان خان، میرے دل میں بھی یہی آرزو ہے لیکن ابھی ہمارے حالات اس کی اجازت نہیں دیتے کہ ہم اپنے علاقے میں واپس جائیں، البتہ اگر تمہاری یہ خواہش ہے میرے بیٹے تو میں کچھ عرصے کے بعد تمہیں اپنے قبیلے میں ضرور لے جاؤں گا اور وہاں پھر ہم جشن منائیں گے۔ صرف تہمانہ میں ہی نہیں بلکہ تمام قبائل میں جشن منائے جائیں گے۔ اور جس قبیلے نے اس جشن میں شرکت نہ کی اس کے سردار کو سزا دی جائے گی۔ یہ حکم عام ہو گا کہ شیراں کی موت کا جشن منایا جائے۔"

"ٹھیک ہے بابا خان، اب میں آپ کی کسی بات سے انحراف نہیں کروں گا، میرا اپنا مشن پورا ہو چکا ہے اور میری باقی زندگی ایک آزاد زندگی ہے، اب مجھے کسی چیز کی فکر نہیں ہے۔" نعمان خان خوشی سے دیوانہ ہو رہا تھا۔ اور اس کے بھائی ناچ رہے تھے۔ یہ ان کی وحشیانہ فطرت تھی جو کبھی ختم نہیں ہو سکتی تھی۔ کافی دیر تک ہنگامہ خیزیاں رہیں، نعمان خان خوشی سے پاگل ہوا جا رہا تھا، بہت دیر گزر گئی تو بادشاہ خان نے کہا۔ "نعمان خان میرا خیال ہے، ہم اس اہم ترین واقعہ کی اطلاع وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ کو بھی دے دیں۔ اُن سے کہہ دیں کہ ہمارا اپنا کام ختم ہو گیا ہے اور اب ہم تنظیم کے لیے سب کچھ کرنے پر آمادہ ہیں۔"

"بابا خان جیسا آپ پسند کریں، ویسے میں ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں آپ سے۔" نعمان خان نے کہا۔

"بابا خان میں بہت تھک گیا ہوں، میں جانتا ہوں کہ آپ نے میرے لیے جو کچھ سوچا ہے وہ میرے مستقبل کے لیے بہت بڑی چیز ہے، لیکن بابا خان میں اب ان ہنگاموں میں زندگی گزارنا نہیں چاہتا یا پھر مجھے اتنا موقع دیں کہ میں خود کو ذہنی طور پر تنظیم کے کاموں کے لیے تیار کر لوں، ابھی کوئی ذمے داری میں سنبھالنے کو تیار نہیں ہوں۔"

بادشاہ خان کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا، نعمان خان پر جو کچھ بیتی تھی وہ بہت زیادہ تھی، اور اتنے بڑے حادثے کے بعد اُسے فوری طور پر دُوسرے کاموں کی طرف راغب کرنا مناسب نہیں تھا، وقت اُسے خود بخود ان کاموں کے لیے تیار کر دے گا، جلدی کی کوئی ضرورت نہیں تھی، چنانچہ اُس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے اگر تمہاری یہ خواہش ہے تو اچھا کیا تم نے مجھے پہلے سے بتا دیا، اب میں وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ کو اطلاع دیتے ہوئے، تمہاری خواہش کو مدِنظر رکھوں گا، آؤ میرے ساتھ۔" بادشاہ خان نے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ قائم کر رہا تھا۔

وائٹ تھری ایٹ نے اس کا پیغام وصول کیا۔

"جناب عالی میں آپ کو ایک خوشخبری دینا چاہتا ہوں۔ ہم نے اپنے دُشمن شیراں خان کو ہلاک کر دیا ہے۔ ہم نے اُسے کتے کی موت مار دیا ہے، ہمارا وہ مشن پورا ہو گیا ہے جس نے سالہا سال سے ہمارے ذہنوں کو پراگندہ کر رکھا تھا، رزاق خان کے قاتل کو قتل کر دیا گیا ہے اور اب۔ اب ہم ذہنی طور پر بالکل آزاد ہیں، آپ دیکھیں گے جناب کہ اب بادشاہ خان اور نعمان خان

تنظیم کے لیے کیا کچھ کرتے ہیں۔"

"میری طرف سے بھی مبارکباد قبول کرو بادشاہ خان۔ واقعی تم لوگوں نے اپنا فرض اور اپنا عہد پورا کر دکھایا ہے، یہ تمہاری بڑائی کی دلیل ہے، نعمان خان کو بھی ہماری طرف سے مبارکباد پہنچا دو اور اب یہ بتاؤ کہ تمہارا آئندہ کا کیا پروگرام ہے کیا نعمان خان ہندوستان میں پروجیکٹ کا انتظام سنبھالنے کے لیے تیار ہے۔"

"جناب عالی ویسے تو آپ کا جو بھی حُکم ہو گا، ہم اُسے انجام دینے سے گریز نہیں کریں گے، لیکن بہتر یہ ہو گا کہ نعمان خان کو ابھی یہ مشن نہ سونپا جائے، اُسے آزاد رہنے دیا جائے، لیکن وہ آپ کی کسی بات سے کبھی انحراف نہیں کرے گا، اگر آپ نے کوئی ذمے داری اس کے سپرد کی تو وہ اُسے بخوبی انجام دے گا۔"

"ہوں، بادشاہ خان ہمیں اس میں بھی کوئی اعتراض نہیں ہے، لیکن اس سلسلے میں تھوڑی سی تبدیلی بے حد ضروری ہے۔"

"وہ کیا جناب عالی؟"

"وہ یہ کہ" وہ یہ کہ تم اپنی تمام تر تیاریاں کرنے کے بعد ہرن پورہ پہنچ جاؤ۔ ہرن پورہ پروجیکٹ میں مکمل طور پر تمہارے حوالے کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں، اس علاقے کو خالی نہیں چھوڑا جا سکتا۔ تمہیں وہاں کے سلسلے میں تمام پالیسیاں فراہم کر دی جائیں گی۔ نعمان خان تھوڑا بہت وہاں کے معاملات کو سمجھ چکا ہے، وہ بھی اس سلسلے میں تمہاری مدد کر دے گا، تم جلد از جلد اس علاقے کا چارج لے لو۔"

"بہت بہتر جناب، ویسے یہاں کا علاقہ؟"

"اسے ہمارے اُوپر چھوڑ دو، ہم اس کے لیے ایک دُوسرے آدمی کا انتخاب کر چکے ہیں۔ اس کے بارے میں تمہیں بعد میں اطلاع دے دی جائے گی۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے جناب، میں تو تنظیم کا وفادار ہوں، اس کے لیے ہر کام کرنے کو دل و جان سے تیار رہتا ہوں۔"

"ہمیں یقین ہے بادشاہ خان اور تنظیم میں تمہارا جو مقام ہے تمہیں خود بھی اس کا علم ہو چکا ہو گا۔ ایک بار پھر میں تمہیں تمہاری کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔"

"شکریہ جناب۔ مجھے کب تک ہرن پورہ روانہ ہونا ہے؟"

"اس کی رپورٹ تم پیش کرو گے، مقصد یہ کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے، تم وہاں کا چارج سنبھال لو، ہمیں فوری طور پر وہاں تمہاری ضرورت ہے۔"

"بہتر جناب۔" بادشاہ خان نے کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو جانے کے بعد خود بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

اس کی پیشانی پر گہری لکیریں پڑی ہوئی تھیں پھر اُس نے نعمان خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہندوستان کے حالات کیسے ہیں نعمان خان؟"

"بہت اچھے ہیں بابا خان، اس علاقے سے کہیں زیادہ خوبصورت علاقہ ہے وہ، یہاں زندگی بند بند ہے لیکن ہندوستان کی کھلی فضا میں مستیاں ناچتی ہیں۔ وہاں کی ہوائیں زندگی کا پیغام دیتی ہیں۔" نعمان خان نے جھومتے ہوئے کہا اور بادشاہ خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی پھر اُس نے کہا۔ "میں صرف اس کام میں خوش ہوں، نعمان خان جس میں تم لوگ خوش ہو، تیاریاں کرو، ہم لوگ ہندوستان روانہ ہو رہے ہیں۔" نعمان خان نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلا دی تھی۔

★ ★

مارلینو بنکاک پہنچ گیا، وہ بے حد پریشان تھا جس کا احساس گریچر اور میگنیشا کو بخوبی ہو گیا تھا، ان لوگوں سے تمام تفصیلات معلوم کرنے کے بعد اُس نے کہا۔ "بات کسی طور پر نہیں بن سکتی، اس کے بعد تم نے یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ شیراں کے ہمشکل کی لاش کا کیا کیا گیا؟"

"نہیں جناب ہم بھی اُسے اُسی کیفیت میں چھوڑ آئے تھے۔ لاش کی حالت یہ تھی کہ اُسے زمین سے اُٹھایا بھی نہیں جا سکتا تھا۔"

"ٹھیک ہے میں اس سلسلے میں اپنے طور پر کارروائی کرتا ہوں، ہمیں لاش کے بارے میں تفصیلات معلوم ہونا ضروری ہے۔" مارلینو نے کہا اور پھر وہ ان لوگوں سے رُخصت ہو کر چل پڑا۔

معمولی شخصیت کا مالک نہیں تھا وہ، اعلیٰ حکام گانگ ٹوک کے مارلینو کے بارے میں اچھی طرح جانتے تھے چنانچہ وہاں اس سے ہر طرح کا تعاون کیا گیا۔ شیراں کی لاش سرد خانے میں محفوظ تھی، کسی راہگیر کی اطلاع پر پولیس وہاں پہنچی تھی اور اُس نے وہاں سے ہڈیوں اور گوشت کے اس ملغوبے کو بمشکل تمام سمیٹا تھا اور اُسے ہسپتال لے آیا گیا تھا، لاش کے پاس یا دُور دُور تک کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس سے اُس کے بارے میں کوئی صحیح اندازہ لگایا جا سکتا۔۔۔ مارلینو سے بھی اس بارے میں سوالات کیے گئے اور پوچھا گیا کہ یہ شخص کون ہو سکتا ہے لیکن مارلینو نے اس بارے میں صرف ایک شبے کا اظہار کیا تھا۔ اُس نے کہا

تھا کہ اُس کا ایک آدمی گم ہے، اور چونکہ چند لوگوں سے اُس کی دُشمنی چل گئی تھی، اُس لیے اُسے شُبہ ہُوا کہیں یہ وہ شخص نہ ہو، پولیس کے ریکارڈ میں بھی اس شخص کے قتل کی تفصیل اسی انداز میں درج کی گئی تھی لیکن پولیس کو یہ شُبہ نہیں ہو سکا تھا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے سڑک پر تین غیر ملکیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا، دراصل لاش کے لباس سے بھی ایسی کوئی چیز نہیں مِل سکی تھی جس سے لاش کے بارے میں پتہ چل سکتا اور پولیس اپنی کارروائی کو آگے بڑھا سکتی، یہ بات تو صرف چند ہی لوگ جانتے تھے کہ یہ وہی شخصیت ہے جس نے تین دفعہ میں آٹھ آدمیوں کو موت کے گھاٹ اُتارا تھا۔

بہرصُورت مارلینو غیر مطمئن ہی واپس آیا تھا۔ گریچر اور میگنیشا کی پریشانی کا اُسے بخوبی اندازہ تھا، اُس نے گہری سانس لے کر کہا۔ ”میں دعوے سے کوئی بات نہیں کہہ سکتا، لیکن پتہ نہیں کیوں مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ شیران کو اس طرح سے قتل نہیں کیا جا سکتا، بات بہت اُلجھی ہُوئی ہے، کاش یہ کسی طرح سُلجھ سکتی۔ بہرطور میں کوشش کروں گا کہ کسی نہ کسی طرح اس مسئلے کو سُلجھا لوں۔“

گریچر اور میگنیشا نے پریشانی کے انداز میں گردن ہلا دی تھی پھر میگنیشا رُندھی ہُوئی آواز میں بولی۔ ”وہ درندہ تھا، وحشی تھا، لیکن اس کے باوجود وہ ایسی شخصیت کا مالک تھا کہ اس سے محبت کی جا سکتی تھی۔“

”تم اُسے ’تھا‘ نہ کہو میگنیشا، مجھے رنج ہوتا ہے میں اُسے مُردہ سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہُوں، وہ ہے۔ وہ زندہ ہے، اس طرح اُسے ہلاک کر دیا جانا ممکن نہیں تھا۔ ہاں اگر ہمیں یہی اندازہ ہو جاتا کہ وہ لوگ کون تھے، جو اس کی ہلاکت کا باعث بنے، تو شاید ہم ان سے رابطہ قائم کر کے کسی طور تفصیلات معلوم کر سکتے تھے۔“

”واقعی جناب اس بات پر ہم نے بعد میں غور کیا تھا۔ ہم نے سوچا تھا کہ ہمیں کسی نہ کسی طرح ان کی گاڑیوں کے نمبر نوٹ کر لینے چاہئیں تھے، اس طرح کم از کم ان کی شخصیت پر روشنی پڑ سکتی تھی، لیکن افسوس ہے کہ اس وقت ہم ذہنی طور پر اتنے منتشر ہو گئے تھے کہ یہ کارروائی نہیں کر سکے۔“

”خیر کوئی حرج نہیں ہے، میں کچھ لوگوں کو یہاں اس کام کے لیے مخصوص کر دوں گا، ہر چیز کا کوئی نہ کوئی حل ضرور ہوتا ہے، میرا شیران اس طرح نہیں مر سکتا، پتہ نہیں کیوں میرے دِل کو اس بات پر یقین نہیں آتا“، مارلینو کی آواز میں بھرّاہٹ تھی

درحقیقت شیران اُس کی زندگی میں بہت بڑا مقام رکھتا تھا، طویل عرصے سے وہ مارلینو سے جُدا تھا، لیکن مارلینو کے دِل سے وہ کبھی جُدا نہیں ہُوا تھا۔

مارلینو، گریچر اور میگنیشا کے ساتھ اُن کی رہائش گاہ پر ٹھہرا ہُوا تھا، یہ دُوسرے دن کی بات ہے۔ دن کے دس بجے تھے جب مارلینو کو اُس کی ملازمہ نے آکر اطلاع دی کہ تین آدمی اس سے ملنا چاہتے ہیں۔ مُلازمہ نے بتایا کہ وہ مقامی نہیں ہیں۔ مارلینو نے کہا ٹھیک ہے ان سے ان کا کارڈ طلب کرو۔ ملازمہ چلی گئی، لیکن تھوڑی دیر کے بعد اُس نے آکر کہا کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ان کے پاس کارڈ نہیں ہے، لیکن اُن سے ملاقات مارلینو کے لیے بہتر ثابت ہو گی۔

مارلینو نے حُکم دیا کہ اُنھیں ڈرائنگ رُوم میں بٹھایا جائے اور تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنے مصنوعی پیروں کے سہارے چلتا ہُوا ڈرائنگ رُوم میں پہنچ گیا۔ تینوں آدمی شکل وصُورت سے بے حد شاندار معلوم ہوتے تھے، سُرخ و سفید چہروں سے ان کی قومیت کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔

مارلینو کو کسی قدر حیرت ہُوئی ان تینوں نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو مارلینو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”میں آپ سے مصافحہ کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا، لیکن جو چیز آپ کے ہاتھ میں آئے گی وہ اصل نہیں ہوگی۔“

”سوری مسٹر مارلینو، واقعی ہم یہ بھُول گئے تھے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ یہاں آتے وقت یہ بات ہمارے ذہن میں تھی کہ آپ چاروں ہاتھ پیروں سے محروم ہیں، ذہنوں میں یہ تجسس بھی تھا کہ آپ کو دیکھیں کہ آپ کی شخصیت اس حادثے کے بعد کیسی ہے، لیکن جب آپ ڈرائنگ رُوم میں داخل ہُوئے تو ہمارے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ ہم کسی مصنوعی ہاتھ پاؤں والے اِنسان کو دیکھ رہے ہیں، بلاشبہ مسٹر مارلینو دُنیا کا کوئی بھی شخص آپ کو ایک نِگاہ دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ، آپ کسی بھی طور معذور ہیں۔“

”آپ کا بہت بہت شکریہ۔“ مارلینو نے کہا اور اپنی مخصوص چیئر پر بیٹھ گیا جو عام کرسیوں سے ذرا مختلف تھی کیونکہ جب وہ یہاں آیا تھا تو اُس کے لیے ہر جگہ ایسی مخصوص نشستوں کا انتظام کر دیا گیا تھا، یہ کارروائی میگنیشا اور گریچر کی تھی، جو مارلینو

سے اپنے بزرگوں ہی کی مانند عقیدت رکھتے تھے اور اُس کی ہر آسائش کا خیال رکھتے تھے۔

مارلینو نے نرم انداز میں اُن کی شکلیں دیکھیں اور پھر اُن سے مخاطب ہو کر بولا۔ ”آپ حضرات میرے لیے اجنبی ہیں، تاہم میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہُوں اور یہ جاننا چاہتا ہُوں کہ آپ مجھ سے کیوں ملنا چاہتے تھے؟“

”ہماری شکلیں دیکھ کر آپ نے یہ اندازہ لگا لیا ہو گا مسٹر مارلینو کہ ہمارا تعلق اس ملک سے نہیں ہے۔ اس کے بعد ہم اپنی قومیت آپ پر ظاہر کرنا پسند کرتے ہیں اور پھر ہم اپنے بارے میں تفصیل بتائیں گے، یہ ہم میں سے ہر ایک کے کارڈ ہیں، جو ہم نے کسی اور کے ہاتھ میں دینا پسند نہیں کیے تھے۔“ اُنھوں نے اپنی جیب سے بڑے سائز کے کچھ مخصوص قسم کے شناختی کارڈ نِکال کر مارلینو کے سامنے رکھ دیے۔

مارلینو نے یہ کارڈ اُٹھا کر دیکھے اور اس کی آنکھوں میں کسی قدر تعجب کے آثار نظر آنے لگے۔

یہ تینوں آدمی جو بڑے عام سے انداز میں اِس سے مِلنے کے لیے آگئے تھے ایک بہت بڑے ملک سے تعلق رکھتے تھے اور وہاں کی بڑی بڑی شخصیتوں میں شمار ہوتے تھے، مارلینو متعجبانہ انداز میں اُنھیں دیکھنے لگا پھر اُس نے کہا۔ ”حیرت کی بات ہے اوّل تو مجھے تعجب ہے کہ آپ لوگوں کو میری یہاں آمد کا پتہ کیسے چل گیا، دُوسری بات یہ کہ مجھے اس قابل کیوں سمجھا گیا کہ اس ملک کی اتنی بڑی بڑی شخصیتیں اور ایسے بڑے عہدے دار مجھ سے ملاقات کریں۔“

”اس لیے مسٹر مارلینو کہ بڑے آدمیوں سے بڑے ہی آدمی ملتے ہیں، آپ کی سطح کے لوگوں کو اُس مقصد کے لیے یہاں بھیجا گیا، جو ہمارا ملک آپ سے رکھتا ہے، اگر ہم یہاں نہ آتے تو ہمیں اطمینان نہ ہوتا، چنانچہ کسی عام آدمی کو یہاں بھیجنے کی بجائے ہم نے بذاتِ خود آپ سے ملاقات کرنا مناسب خیال کیا۔“

”میں آپ لوگوں کو دوبارہ خوش آمدید کہتا ہُوں۔ اِس کے علاوہ یہ ضروری نہیں تھا کہ آپ یہ پتہ لگا کر یہاں آتے کہ میں بنکاک آیا ہُوا ہُوں، اگر ہانگ کانگ ہوتا آپ کو خوش آمدید کہتا، میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ اتنی عظیم شخصیتوں سے ملاقات کروں، تاہم اگر مجھے اس قابل سمجھا گیا تھا تو پھر ہانگ کانگ آنا ہی بہتر ہوتا۔“ مارلینو نے کہا۔

”مسٹر مارلینو ہم ہانگ کانگ بھی آئیں گے لیکن آپ کی دعوت پر۔ سُنا ہے آپ نے اُسے اور اُس کے نواحی علاقوں کو ایک عجیب وغریب چیز بنا لیا ہے، ہمیں آپ کے بارے میں تفصیلات اکٹھا کرنے میں خاصی مشکلات سے گزرنا پڑا۔ درحقیقت آپ آہنی خول میں بند ہیں۔“ مارلینو مُسکرانے لگا۔ پھر بولا۔ ”حالانکہ اس سے قبل یہ جملے آپ کے بارے میں کہے جاتے تھے۔“ تینوں پُرتکلف انداز میں ہنسنے لگے تھے، پھر ایک نے سنجیدہ ہو کر کہا۔ ”نہیں مسٹر مارلینو آپ کی بے پناہ صلاحیتوں سے کسی کو اِنکار نہیں ہے اور اَب جب ہم آپ سے اپنا تعارف کرا چکے ہیں تو یہ کہنے میں عار محسوس نہیں کرتے کہ دُنیا کے اہم ترین لوگوں میں آپ کا شمار بھی ہوتا ہے، ہمارے پاس دُنیا کے اہم ترین لوگوں کی فائلیں موجود ہیں، جن میں سے ایک فائل آپ کی بھی ہے، اس فائل میں آپ کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے اگر آپ اُسے دیکھیں گے تو بے حد خوش ہوں گے۔“

”میں اس کے لیے شکریہ ادا کرنے کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہُوں۔ ویسے یہ فرمایئے میں اس وقت آپ کی کیا خاطر کروں۔“

”بہتر گفتگو سب سے بڑی خاطر ہوتی ہے اور اس وقت ہم کسی چیز کے طالب نہیں ہیں۔“

”میں کیا خدمت کر سکتا ہُوں، مجھے کس لیے اس قابل سمجھا گیا؟“

”مسٹر مارلینو ابتدائی گفتگو ہم یہیں کریں گے، اگر آپ اس سلسلے میں کچھ مہلت طلب کریں گے اور ہمیں دعوت دیں گے تو ہم ہانگ کانگ آکر آپ سے ملاقات کریں گے۔“

”ٹھیک ہے، یہ بہتر ہو گا۔“ مارلینو نے جواب دیا اور پھر وہ اُن کی ابتدائی گفتگو سُننے کے لیے تیار ہو گیا۔ تب اُن میں سے ایک نے کہا۔ ”مسٹر مارلینو آپ کو علم ہے کہ ہمارا ایک مخصوص ڈیپارٹمنٹ پوری دُنیا میں، ہمارے ملک کے مقاصد کے لیے کام کرتا ہے، اس ڈیپارٹمنٹ میں جتنے افراد شامل ہیں آپ اس سے بھی غافل نہیں ہوں گے، چونکہ آپ معمولی شخصیت کے مالک نہیں ہیں۔“

”ہاں، میں آپ کے ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں کچھ تفصیلات جانتا ہُوں۔“

”ہم اپنے ادنا سے ادنا رکن کو اتنی ہی حیثیت دیتے ہیں جتنی اپنے بڑے بڑے ڈیپارٹمنٹس کے بڑے بڑے عہدیداروں کو۔ ہماری ایک تنظیم ہے اور اس تنظیم سے مُراد وہی ڈیپارٹمنٹ ہے، اور اس تنظیم کے ارکان کو مختلف سیکشنوں میں بانٹ دیا

گیا ہے، ہر سیکشن الگ الگ کام کرتا ہے اس میں پولیٹیکل سیکشن الگ ہے، بے کیمیکل الگ ہے، مقصد یہ کہ ہر سیکشن الگ الگ ہے اور انھیں مخصوص قسم کے نمبر دیے گئے ہیں۔ مثلاً ہمارا ایک ڈیپارٹمنٹ ہے، جو ساری دُنیا میں ہمارے مفادات کے لیے ہر وہ کام کرتا ہے، جو ہماری ضرورت ہو، ہم اُسے وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کہتے ہیں، وائی تھری ڈیپارٹمنٹ میں سربراہان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ یہ تعداد تقریباً تین سو ارکان تک پہنچ ہے، یہ تین سو ارکان برابر کے عہدے دار ہیں اور ان پر صرف ایک انچارج ہے، ہمارے اس انچارج کو وائی تھری ایٹ کا درجہ حاصل ہے۔ آٹھویں نمبر کا یہ شخص اس پورے ڈیپارٹمنٹ کو کنٹرول کرتا ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے ایک سیکشن ہیں، جسے وائی تھری سے منسوب کیا جاتا ہے، ہم لوگ الگ الگ عہدوں پر کام کر رہے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی ہم وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کے ممبر بھی ہیں اور خود بھی اپنے لیے وائی تھریز کا درجہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ میرا نمبر وائی تھری ون ہنڈرڈ فائیو ہے۔ یہ میرے دوست وائی تھری ون ہنڈرڈ ایٹی سکس ہیں اور یہ وائی تھری فورٹی ون ہیں۔ چنانچہ ہم تینوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ ہم آپ سے ملاقات کریں۔"

"میں ایک بار پھر آپ لوگوں کو خوش آمدید کہتا ہوں اور یہ جاننا چاہتا ہوں کہ میری ضرورت کس لیے پیش آگئی؟"

"مسٹر مارلینو، وائی تھری ڈیپارٹمنٹ نے مختلف وائی تھریز کو مختلف علاقوں میں تعینات کر رکھا ہے، وہاں وہ تنظیم کے مفادات کی مکمل طور پر نگرانی کرتے ہیں، تنظیم انھیں بے شمار افراد اُن کے اپنے علاقوں میں مہیا کرتی ہے اور ان افراد کے سیکشن میں بھی انہی کو فوقیت دی جاتی ہے، یعنی اگر کوئی شخص اپنی مرضی کے کچھ لوگوں کو اس ڈیپارٹمنٹ میں شامل کرنا چاہے تو تنظیم کو اعتراض نہیں ہوتا لیکن یہ بات صرف اس کے علاقے تک محدود ہوتی ہے۔ بین الاقوامی پیمانے پر وہ کسی پسندیدہ شخص کا انتخاب نہیں کر سکتا، چنانچہ اس علاقے میں بھی ہمارا ایک رُکن تنظیم کے مفادات کی نگرانی کرتا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے وہ زندہ نہ رہ سکا، یا پھر یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ تنظیم کا وفادار نہ رہ سکا، چنانچہ ہمیں اس علاقے میں ایک کارکن کی ضرورت تھی جو یہاں کا عہدے دار ہو، مسٹر مارلینو ہم بہت غور و خوض کے بعد کسی بھی سلسلے میں فیصلہ کرتے ہیں، اور آپ کو یہ سن کر ہنسی آئے یا یقین نہ آئے کہ تقریباً ڈیڑھ سال سے آپ کا مسئلہ ہمارے درمیان زیرِ بحث تھا اور ہم آپ کا جائزہ لے رہے تھے۔

مکمل جائزے کے بعد اور متفقہ فیصلے کے بعد یہ طے کیا گیا کہ اگر آپ ان علاقوں کی سربراہی قبول کر لیں تو یہ ہماری خوش بختی ہوگی اس کے سلسلے میں اگر آپ یہ تصور کریں تو غلط نہ ہوگا کہ اس آدھے ملک کے حکمران آپ ہوں گے یعنی یہاں کی حکومت کچھ بھی ہو لیکن حکومت اور عام لوگوں اور ہمارے ملک کے لیے یہاں آپ کی حیثیت اس ملک کے آدھے حکمران کی سی تصور کی جائے گی اور آپ کو ان تمام مراعات سے نوازا جائے گا، جو کسی حکمران کے لیے ضروری ہوتی ہیں، آپ اس ملک کی تقدیر بدلنے کے لیے ایک مؤثر کردار ادا کرنے کے مجاز ہوں گے۔ مثلاً کسی بھی ملک میں وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کا جو بھی سربراہ تعینات ہوتا ہے اس کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ ہمارے ملکی مفاد اور سیاست کو مدِ نگاہ رکھتے ہوئے وہاں کی حکومت میں تبدیلی لائے اور یہ تبدیلی اُس کے ہاتھوں آتی ہے گویا یُوں سمجھ لیں کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا مقامی سربراہ اس ملک کی حکومتوں کو تبدیل کرتا ہے، اس بات سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اسے کتنی بڑی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے اور یہ الفاظ صرف ہماری خوش فہمی ہی نہیں ہیں، دُنیا کے بیشتر ممالک میں جہاں ہم انقلاب لائے ہیں اور جہاں ہمارے مقاصد کے لیے کام ہو رہا ہے، وہ ہمارے آدمیوں کا ہی کارنامہ ہوتا ہے، کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمارے مفادات کسی اور ملک کے مفادات سے ٹکرا جاتے ہیں، اس وقت ہمارے درمیان کام ہوتا ہے، جنگیں ہوتی ہیں، سازشیں ہوتی ہیں۔ بہت کچھ ہوتا ہے اور پھر فیصلہ ہو جاتا ہے کہ ہم میں سے کون کامیاب رہا۔ میرا خیال ہے میں آپ کو اپنے بارے میں اور اپنے ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں تفصیلات بتا چکا ہوں، تو مقامی طور پر ہم آپ کو اپنی تنظیم کا سربراہ بنانا چاہتے ہیں، آپ اگر اس سلسلے میں ہمیں فوری طور پر جواب دینا پسند کریں تو ہمیں بے حد خوشی ہوگی۔"

مارلینو حیرت و تعجب سے انھیں دیکھ رہا تھا، اُن کی گفتگو سن رہا تھا، اس کے ذہن میں بہت سے بھنور بن رہے تھے اپنے طور پر وہ جو کچھ بھی کر رہا تھا اُس سے خوش اور مطمئن تھا، لیکن جس عہدے کی اُسے پیش کش کی جا رہی تھی وہ واقعی بہت بڑا تھا اُس نے کافی دیر تک غور کرنے کے بعد گردن اُٹھا کر کہا۔ "اگر میں یہ عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دوں تو؟"

"فی الوقت ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا لیکن جب تنظیم میں شمولیت اختیار کر لی جائے تو اس کے بعد تنظیم کے کاغذات

میں اور تنظیم کے اغراض و مقاصد میں موجود ایک لفظ ہماری امانت بن جاتا ہے اور ہم آپ کو دھوکے میں نہیں رکھیں گے مسٹر مارلینو، اس کے بعد اگر کوئی شخص تنظیم سے علیحدہ ہونے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی زندگی تنظیم کے مفاد میں نہیں ہوتی، چنانچہ اُسے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔"

مارلینو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، پھر اُس نے کہا۔ "بڑی خوفناک تنظیم ہے آپ کی۔ کیا کوئی مجھ جیسا آدمی جو چاروں ہاتھ پیروں سے محروم ہو، تنظیم کے لیے کارآمد ہو سکتا ہے؟"

"اس کا فیصلہ آپ کو نہیں کرنا ہے مسٹر مارلینو یہ فیصلہ کیا جا چکا ہے، ہم اس معذور شخص کی اعلا صلاحیتوں اور کارکردگی کا اچھی طرح جائزہ لے چکے ہیں۔"

"لیکن میں خود بھی کسی جھگڑے سے بچنا چاہوں گا، میں اس پیش کش کو سر آنکھوں پر رکھتا ہوں اور اس کا احترام کرتا ہوں، لیکن میرا ذہن یہ کہتا ہے کہ بلاشبہ اتنی بڑی قوت حاصل ہو جانے کے باوجود میں اس فرض کو نبھا نہیں پاؤں گا۔"

"مسٹر مارلینو کیا آپ نے یہ الفاظ پورے غور و خوض کے بعد کہے ہیں؟"

"دیکھیے اگر غور و خوض کی بات کرتے ہیں آپ تو مجھے موقع ہی نہیں ملا۔ آپ نے مجھ سے اس سلسلے میں جواب مانگا اور کہا کہ آپ میرے اس جواب سے خوش ہوں گے، تو میں نے فوری طور پر جو فیصلہ کیا وہ آپ کو بتا دیا۔"

"مسٹر مارلینو آپ جیسے ذہین اور پُروقار لوگ جلدبازی میں جو فیصلے کرتے ہیں، وہ غلط نہیں ہوتے، اور ہم یہ جرأت نہیں کر سکتے کہ آپ سے کہیں کہ آپ نے غلط فیصلہ کیا ہے، تاہم آپ سے درخواست ضرور کی جا سکتی ہے کہ آپ اس سلسلے میں کچھ وقت لے لیں، سوچ لیں اور اس کے بعد جواب دے دیں۔"

"اور اگر میں آپ سے یہ عرض کروں کہ میں وقت نہیں چاہتا بلکہ آپ کو جواب دینا چاہتا ہوں تو آپ کو کوئی اعتراض ہوگا؟"

"نہیں۔ میں نے کہا نا ابھی اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے ابھی تو آپ کو صرف یہ پیش کش کی گئی ہے لیکن اس سلسلے میں جو الفاظ آپ سے کہے گئے ہیں وہ یُوں سمجھ لیجیے کہ باہمی اعتماد کی بنیاد پر ہیں، آپ کبھی کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کریں گے کہ کوئی تنظیم ایسے انداز میں کام کر رہی ہے، دیکھیے مسٹر مارلینو ہم آج منظرِ عام پر نہیں آئے ہیں، یہ تنظیم کتنے عرصے سے کام کر رہی ہے، یقینی طور پر آپ کو بھی اس کا اندازہ ہوگا، چنانچہ تنظیم تو اسی طرح چلتی رہے گی، لیکن اگر آپ نے تنظیم کے مفادات کے خلاف نادانستگی میں بھی کوئی قدم اُٹھایا تو وہ آپ کے لیے نقصان دِہ ہوگا، تنظیم اس سلسلے میں کسی کو معاف نہیں کر سکتی۔"

"میں جانتا ہوں۔" مارلینو نے انتہائی فراخدلی سے کہا۔

"ہم ذرا سا یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں آپ سے مسٹر مارلینو کہ آپ تنظیم کی اس پیش کش کو کیوں ٹھکرا رہے ہیں؟"

"صرف اس لیے کہ میں اپنی زندگی کو اتنا زیادہ متحرک نہیں پاتا کہ اتنا بڑا عہدہ سنبھال سکوں۔"

"اگر یہ بات ہے تو آپ صرف عہدہ سنبھال لیجیے آپ کو وقتاً فوقتاً مشورے دیے جاتے رہیں گے۔ آپ کے شانہ بشانہ کام کیا جاتا رہے گا لیکن ہمارا خیال یہی تھا کہ اس علاقے میں آپ سے بہتر کوئی اور آدمی ہمارے لیے موجود نہیں ہے۔"

"ہُوں۔" مارلینو نے گردن جھکائی، اس کے چہرے پر کشمکش کے آثار نظر آ رہے تھے۔ درحقیقت اگر وہ چاہتا تو سوچنے کے لیے وقت لے لیتا، لیکن وہ سوچ رہا تھا کہ اتنی بڑی ذمّے داری لینے سے کیا فائدہ؟ وہ جس انداز میں کام کرنے کا عادی تھا، اسی کو بہتر سمجھتا تھا، ہر چند کہ اس کے حوصلے بلند تھے اور وہ زندگی میں بہت کچھ کرنا چاہتا تھا، لیکن اتنے بڑے جھمیلے میں پھنس کر ممکن ہے اس کی راہ میں کچھ مشکلات پیدا ہو جائیں۔ تب تنظیم کے ایک رُکن نے کہا۔ "آپ صرف یہی نہ سمجھیں مسٹر مارلینو کہ آپ کے ذریعے تنظیم کو فائدے ہوں گے، تنظیم کے ذریعے بھی آپ کو بے شمار فوائد حاصل ہو سکتے ہیں، اگر آپ چاہیں تو میں اس سلسلے میں ایک نام لے سکتا ہوں جس کے لیے آپ مضطرب رہیں اور غالباً اس کے لیے آپ یہاں پہنچے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" مارلینو نے سوال کیا۔

"شیران۔"

"کک، کیا مقصد، شیران!... شیران کہاں ہے؟" مارلینو نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"جی ہاں مسٹر مارلینو۔ یہ نام آپ کے لیے جس قدر دلکشی کا باعث ہے، ہم اس کے بارے میں اچھی طرح سے جانتے ہیں۔"

مارلینو ایک لمحے کے لیے بے چین ہو گیا تھا۔ اس کے نام لینے کی تک اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی، ویسے یہ حقیقت تھی کہ یہ نام بہت سے معاملات پر بھاری تھا۔ اس نام کے سہارے مارلینو کو مجبور کیا جا سکتا تھا وہ چند لمحات تک اُس شخص کی شکل دیکھتا رہا جس نے شیران کے بارے میں کہا تھا، اور پھر اُس نے بھاری

بھیے میں پوچھا: "شیران کے بارے میں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ آپ کو یہ بات کیسے معلوم کہ میں اسی سلسلے میں آیا ہوں؟"

وہ شخص مسکرانے لگا، پھر بولا "مسٹر مارلینو، ہم آپ سے عرض کر چکے ہیں کہ آپ کے بارے میں تمام تر تفصیلات معلوم کرنے کے بعد ہی ہم نے آپ تک پہنچنے کی جرأت کی ہے، آپ کو اس بات پر حیرت نہیں ہونی چاہیے کہ ہمیں اس بارے میں کیسے معلوم ہوا!... تنظیم معمولی نوعیت کی حامل نہیں ہے اور پھر جو شخص ہماری توجہ کا مرکز ہوتا ہے ہم اس سلسلے میں کوشش کرتے ہیں کہ اس شخص کی زندگی کا کوئی راز، راز نہ رہے، اس کی زندگی کا ایک ایک واقعہ ہمارے علم میں ہونا چاہیے۔ مثلاً ہم جب آپ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے نکلے تو ہمیں پتہ چلا کہ آپ کا تعلق ایک چھوٹے سے دیہات سے تھا، غالباً گانگ ہو کا ہی کوئی علاقہ تھا، آپ سیدھے سادے معصوم سے آدمی تھے، آپ نادانستگی میں کچھ ایسے لوگوں کے ہاتھ لگ گئے جو جرائم پیشہ تھے اور اپنے طور پر پلاننگ کر رہے تھے، آپ نے ان کے الفاظ سن لیے۔ انھوں نے آپ کو پالیا اور اس کے بعد انھوں نے تفریحی طور پر آپ کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے پھر انہی میں سے ایک نے آپ کو اپنے ساتھ لے جاکر اپنے تجربات کا مرکز بنایا اور آپ نے وہیں سے بہت کچھ حاصل کیا۔ یہاں تک کہ آپ ایک ایسی ناقابلِ تسخیر قوت بن کر سامنے آئے کہ دنیا ششدر رہ گئی۔ یہ ساری تفصیلات آپ کے بارے میں معلوم کر لی گئیں، اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی معلوم ہے.. مسٹر مارلینو کہ آپ نے شیران کو اپنا نائب بنایا، اور شیران نے آپ کے مفادات کے لیے بہت کچھ کیا۔ آپ کے بارے میں یہ بھی علم ہے کہ آپ شیران کو بے پناہ چاہتے ہیں۔ بہت سی باتیں ہمارے علم میں ہیں، کوئی ایسی بات نہیں ہے، جو آپ کے اطراف میں پھیلے ہوئے لوگوں اور آپ کے بارے میں ہمیں معلوم نہ ہو۔" اس شخص نے اپنی بات ختم کی، اور کرسی سے ٹک گیا۔ مارلینو دلچسپ نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا، پھر اس نے مسکرا کر گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے مجھے حیران کر دیا ہے۔ درحقیقت مجھے اندازہ نہیں تھا کہ کچھ اور لوگ بھی میرے بارے میں اس قدر معلومات رکھتے ہیں۔ اب تو آپ نے میری توجہ اس طرف مبذول کرا ہی دی ہے، میں مزید کچھ سوچتا ہوں۔"

"ہاں مسٹر مارلینو ہم ہر قیمت پر یہ بات پسند کریں گے کہ آپ ہم میں شامل ہو جائیں۔"

"میں اس سلسلے میں کوئی شرط بیان کر سکتا ہوں آپ لوگوں سے"

"جی ہاں۔ آپ فرمائیے!"

"جب آپ کی معلومات اس قدر وسیع ہیں تو کیا آپ مجھے شیران کی موجودہ پوزیشن بتا سکتے ہیں؟"

اس سوال پر ان تینوں نے مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھا تھا، پھر ان میں سے ایک نے کہا۔ "مسٹر مارلینو آپ جو بھی فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہوگا، اور ہم اسے شرط نہیں سمجھتے جو آپ نے کہا ہے بلکہ یہ ایک دوستانہ تعاون بھی قرار دیا جا سکتا ہے، ہاں ہمیں شیران کی موجودہ پوزیشن معلوم ہے اور ہم اس سلسلے میں آپ کو بتانے میں عار نہیں محسوس کرتے۔"

"اوہ، اوہ، پھر مجھے بتاؤ، شیران کہاں ہے اس وقت؟"

"مسٹر مارلینو، اس بات کا ہمیں علم نہیں ہے لیکن ہم آپ کو یقین دلا سکتے ہیں کہ شیران زندہ ہے اور یہ بھی یقین دلا سکتے ہیں آپ کو کہ آپ کی خواہش پر تنظیم اسے دنیا کے ایک ایک چپے میں تلاش کر کے آپ کے سامنے پیش کر دے گی۔"

"یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ زندہ ہے؟" مارلینو نے پوچھا۔

"اس لیے مسٹر مارلینو کہ جس شخص کی لاش آپ نے دیکھی ہے، وہ شیران نہیں تھا بلکہ اس کا ایک ہمشکل تھا، اور غالباً یہ معلوم کر کے آپ کو یقیناً حیرت ہوگی کہ وہ شخص تنظیم کا ہی ایک رکن تھا۔"

اب مارلینو کی قوتِ مدافعت جواب دے گئی تھی۔ اس سے زیادہ وہ تجسس برداشت نہیں کر سکتا تھا، چند لمحات وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان میں سے ایک ایک کی شکل باری باری دیکھتا رہا، پھر اس کے منہ سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔ "تنظیم کا ایک رکن!"

"ہاں، اسے شیران کا ہمشکل بنا کر خاص طور سے بھیجا گیا"

"اس کی وجہ؟"

"مسٹر مارلینو جو کچھ آپ کو بتایا گیا ہے اس میں ذرا بھی شک و شبے کی گنجائش نہیں ہے۔ جہاں تک وجہ کا معاملہ رہا تو اس کے لیے آپ سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ اگر آپ تنظیم کے عہدے کو قبول کر لیتے ہیں اور ہمارے ساتھیوں میں شامل ہو جاتے ہیں تو پھر آپ کو کسی بھی مسئلے سے لاعلم نہیں رکھا جائے گا۔"

"کیا آپ لوگ یہ بات پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ شیران زندہ ہے؟"

"ہاں پورے وثوق سے ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ وہ شخص

جس کا نام شیران ہے وہ زندہ ہے۔"

"وہ اس وقت کہاں ہے؟"

"اس بارے میں ہم نہیں بتا سکتے کہ وہ اس وقت کہاں ہے، لیکن اس کی زندگی کے بارے میں آپ کو مکمل یقین دہانی کرائی جاتی ہے، آپ شیران کے بارے میں ہم سے اگر کچھ اور معلومات کرنا چاہیں، تو ہم آپ کو اس کی تفصیل بھی بتا سکتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ یہاں اس نے آپ کے لیے منشیات کے اڈے قائم کیے، ان کی مکمل نگرانی کی، انھیں تحفظ اور استحکام بخشا۔ اس کے بعد وہ یارتم کے علاقے میں پہنچ گیا، وہاں اس نے یاتان برما کی بیٹی سدھاشی کو قتل کیا، سدھاشی کو قتل کرنے کے بعد وہ وہاں سے چلا تو ہندوستان پہنچ گیا اور ہندوستان سے آگے کے بارے میں بھی تفصیلات کسی حد تک ہمیں معلوم ہیں، لیکن یہ آپ کو فراہم نہیں کی جا سکتیں، تاوقتیکہ آپ ہم سے تعاون کا اعلان نہ کر دیں۔"

"اوہ، اوہ میں مانتا ہوں، سمجھتا ہوں کہ آپ لوگ حیرت انگیز ہیں، واقعی آپ کی معلومات بے حد وسیع ہیں، لیکن مجھے اس سلسلے میں مزید کچھ بتائیے، میں اس کے لیے بے حد پریشان ہوں، آپ نے آخر اس کے ہمشکل کو یہاں کیوں بھیجا اور اس سے آپ کا مقصد کیا تھا؟"

"آپ یہ بھی تصور کر سکتے ہیں مسٹر مارلینو کہ آپ کو متوجہ کرنے کے لیے۔ ہمارے آدمی نے وہی سب کچھ کیا جس سے آپ ہماری طرف متوجہ ہو سکتے ہیں، اس نے شیران کے میک اپ میں شیران کے فرائض بھی سنبھالے تھے، جس کا اندازہ آپ کو اپنے اڈوں پر ہونے والے موجودہ ہنگاموں سے ہوا ہوگا اور غالباً یہی وجہ تھی کہ آپ اس طرف متوجہ ہوئے۔"

"تو گویا یہ صرف مجھے بلانے کی ایک کوشش تھی؟" مارلینو نے پوچھا۔

"نہیں ایسی بات نہیں تھی، ہم آپ سے کہہ چکے ہیں کہ ہم گانگ ہو میں بھی آپ سے ملاقات کر سکتے تھے، کچھ اور معاملات ہیں جو ابھی نہیں بتائے جا سکتے، لیکن جن کی تفصیل بعد میں آپ کو فراہم کر دی جائے گی، اب آپ اس سلسلے میں غور کر لیجیے۔ بلاشبہ آپ کا ذہن انتہائی تجسس کا شکار ہو گیا ہے ہمیں اس کا اعتراف ہے اور ہم آپ کو سوچنے کے لیے مناسب وقت دیتے ہیں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے، میں تقریباً ایک ہفتے کا وقت چاہتا ہوں آپ لوگوں سے لیکن میری بنیادی شرائط یہی ہوں گی کہ اگر شیران کی زندگی کی ضمانت مجھے مل جائے اور یہ پتہ چل جائے کہ وہ کہاں ہے، تو پھر شاید میں تنظیم میں شامل ہو جاؤں۔"

وہ شخص مسکرانے لگا، پھر بولا۔ "تنظیم بہت بڑی ہے مسٹر مارلینو، شیران سے آپ کی محبت کو ہم لوگ چیلنج نہیں کر سکتے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی تنظیم سے آپ کو بہت کچھ ملے گا آپ غور کر لیجیے اور اب ہمیں اجازت دیجیے۔"

"میں آپ لوگوں کی آمد کا شکر گزار ہوں لیکن تھوڑی ضیافت میری طرف سے۔ میرا مطلب ہے بغیر چائے پیئے آپ یہاں سے چلے جائیں گے؟"

"نہیں مسٹر مارلینو جب ہمیں آپ گانگ ہو میں بلائیں گے تو پھر ہم آپ کو اس کا موقع دیں گے کہ آپ ہماری خاطر مدارات کریں۔"

"آپ سے رابطے کا کیا ذریعہ ہوگا؟"

"وہ بھی آپ کو بتا دیا جاتا ہے۔" اس شخص نے کہا اور ایک چھوٹا سا واچ ٹرانسمیٹر جیب سے نکال کر مارلینو کو پیش کر دیا۔

"اس ٹرانسمیٹر پر آپ ہم سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ اس کے استعمال کا طریقہ بہت آسان ہے۔" وہ اسے ٹرانسمیٹر کے استعمال کا طریقہ بتانے لگے اور اس کے بعد ان لوگوں نے اجازت چاہی۔ مارلینو انھیں دروازے تک رخصت کرنے آیا تھا اور پھر وہ دور جاتی ہوئی کار کو دیر تک دیکھتا رہا۔ اس کے ذہن میں نجانے کیا کیا خیال آ رہے تھے۔ بہت ہی مضطرب، بہت ہی پریشان، بہت ہی الجھا ہوا تھا وہ۔

★ ★

ایڈنا ڈمپل شیران کے پاس واپس پہنچ گئی۔

"سوری ڈیئر، میں معذرت خواہ ہوں کہ مجھے کچھ دیر ہو گئی، تم بور تو نہیں ہوئے؟"

"اوہ۔ نہیں نہیں۔" شیران نے سنبھل کر جواب دیا اور ایڈنا ڈمپل کو مسکراتی نگاہوں سے دیکھنے لگا پھر اس نے پوچھا۔ "کون تھا وہ شخص؟"

"میرا ایک بہت پرانا شناسا، اس شخص نے میرے لیے بہت کچھ کیا تھا۔ بہت گہرا دوست ہے میرا لیکن ہم ایک طویل عرصے کے بعد آپس میں ملے ہیں، تمھیں اس پر کوئی اعتراض تو نہیں ہے ڈیئر؟"

"کیسی باتیں کرتی ہو کیلاشی بھلا مجھے تمھارے دوستوں پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے کبھی تم نے میری فطرت میں یہ بات

محسوس کی ؟"

"نہیں ڈیئر۔ تم۔ تم تو میرے لیے جانے کیا ہو۔ میں جانتی ہوں۔"

"اپنے دوست سے میرا تعارف نہیں کراؤ گی ؟"

"میں نے اُسے تمہارا نام نہیں بتایا اور ابھی بتاؤں گی بھی نہیں۔ میں نہیں چاہتی کہ اُسے تمہارے بارے میں تفصیلات معلوم ہوں۔"

"کیوں ؟" شیران نے پُوچھا۔

"یُونہی بس۔ میں تمہیں اپنے جیون ساتھی کی حیثیت سے رُوشناس کرانا چاہتی ہوں۔" ایڈنا مسکراتی ہُوئی بولی۔

"چلو۔ کوئی حرج نہیں ہے۔"

"ویسے اگر تم چاہو تو میں تمہارا تعارف کرا سکتی ہوں۔ یُوں بھی اُس نے ہمیں اپنے پاس آنے کی دعوت دی ہے۔"

"جیسا تم پسند کرو۔ مجھے ان تمام چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" شیران نے لاپرواہی سے کہا لیکن دل ہی دل میں وہ بہت کچھ سوچ رہا تھا۔ بہت سے منصوبے بن رہے تھے اس کے دل میں طویل عرصے کے بعد اُسے اپنا ماضی یاد آیا تھا۔ کیلاشی کے ساتھ اُس نے اپنا جو وقت گزارا تھا وہ اس کی زندگی کا سب سے مختلف وقت تھا۔ اس تمام عرصے میں اُس نے ایک بھی شخص کو ہلاک نہیں کیا تھا۔ اپنی پُرانی تفریحات کو اُس نے تقریباً ترک کر دیا تھا۔

جنگلی درندوں کا شکار، خونریزی، دہشت گردی سے وہ اب بہت دُور نکل آیا تھا۔ درحقیقت وہ اپنی زندگی میں بے شمار تبدیلیاں پیدا کرنے کا خواہشمند تھا۔ اُس نے اپنی زندگی کو دو حصّوں میں تقسیم کر لیا تھا۔ پہلا حصّہ وہ اُسے قرار دیتا تھا جب وہ تراب زان سے نکلا تھا۔ تراب زان کی زندگی کو وہ بچپن پر محمول کرتا تھا جو کچھ بھی ہُوا تھا وہ صرف معصومانہ اور طفلانہ حرکتیں تھیں۔

اُس نے اپنے طور پر یہ سارے فیصلے کر لیے تھے۔ اِس کے بعد پہلی زندگی کا وہ دور وہاں تک ... پہنچا تھا جب وہ موتی مارون سے متاثر ہُوا تھا۔ اس وقت تک کی جو ہنگامہ خیزیاں تھیں اُنہیں یاد کر کے شیران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل جاتی تھی۔ بہر طور اُس نے ایک خوبصورت زندگی گزاری تھی۔ اس وقت بھی وہ حالات پر قادر اور حکمران رہا تھا۔ اور اپنی زندگی کے دوسرے دور میں بھی وہ مطمئن و مسرور تھا۔

بلاشبہ رانی ایاوتی اُسے نہیں مل سکی تھی جو اس کے ذہن و دل پہ قابض ہو چکی تھی لیکن کیلاشی بھی رانی ہی کا دُوسرا رُوپ تھی اور پھر اتنی محبت کرنے والی عورت تھی وہ کہ شیران کو اس کی محبت میں کبھی کوئی فریب اور کھوٹ نظر نہیں آیا تھا پتہ نہیں کیوں اُس نے اپنی فطرت کا پہلی بار غور سے تجزیہ کیا تھا تو اُسے محسوس ہُوا تھا کہ لاکھوں بُرائیاں ہونے کے باوجود اُس کے اندر ایک خوبی بھی موجود ہے وہ ایسے شخص کو ضرور پسند کرتا ہے جو اس سے مخلص ہو، حالانکہ زندگی کے ابتدائی دور میں بھی کچھ مخلص لوگ ملے تھے، لیکن وہ خود کسی سے مخلص نہیں ہُوا تھا اور یہ اُس کی فطرت کا ایک رُوپ تھا لیکن یہ رُوپ اب بدل چکا تھا۔ کیلاشی کی معیّت میں اُس نے اس بات کو اچھی طرح محسوس کیا تھا کہ مخلص ساتھی زندگی میں بڑی اہمیت رکھتا ہے اور اس کے خلوص کا اعتراف کرنا چاہیئے۔ کیلاشی سے اُسے وہ سب کچھ مل گیا تھا جو اُس کی خواہشات میں شامل تھا، سوائے اولاد کے۔ حالانکہ شیران اُس کے لیے پاگل نہیں ہو رہا تھا لیکن اُس نے یہی سوچا تھا کہ زندگی میں جب بھی کبھی اس قسم کا موقع ملا اور تقدیر نے اُسے بیٹا دیا تو وہ اس بیٹے کی پرورش اپنی ہی مانند کرے گا تاکہ شیران کا نام ہمیشہ زندہ رہے یہ سب کچھ نہیں ہو سکا تھا۔ بارہا شیران کے دِل میں یہ خواہش اُبھری تھی لیکن کیلاشی کی محبت نے اس خواہش کو دبا دیا تھا اور اب اُس نے اس خواہش کا تذکرہ کرنا بھی چھوڑ دیا تھا تاکہ کہیں کیلاشی اس بات سے متاثر نہ ہو۔

شیران کی زندگی کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ اُس نے کیلاشی کو اپنے مذہب کے طریقے کے مطابق نہیں اپنایا تھا۔ درحقیقت انسانیت کی بے شمار قدروں سے وہ بے حد دُور تھا حالانکہ اصولی طور پر وہ اپنے آپ کو اپنے مذہب ہی کا کہلانا پسند کرتا تھا۔ اگر کوئی اس کا نام بدلنے کی کوشش کرتا یا اُسے ایسے کسی مذہب کے پیروکار کی حیثیت سے پکارتا جو اُس کے مذہب سے مختلف ہوتا تو وہ اس بات کو قطعی طور پر برداشت نہ کر پاتا۔ گو اُس نے کیلاشی سے باقاعدہ شادی نہیں کی تھی اور کبھی اس کے ذہن میں یہ تصوّر بھی نہیں آیا تھا کہ کیلاشی اُس کی باقاعدہ بیوی نہیں ہے بس وہ سمجھتا تھا کہ ذہنی طور پر دونوں نے ایک دُوسرے کو قبول کر لیا ہے۔ اِس لیے کیلاشی اُس کی اپنی ہے اور اب ان دونوں کے درمیان اب ایسی کوئی چیز حائل نہیں ہے جو اُن کے رشتوں میں رخنہ اندازی کا سبب بن سکے۔ اپنی زندگی کے پہلے اور دُوسرے دور سے اب تک وہ مطمئن تھا لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ شیران کی فطرت میں کب ... کوئی تبدیلی پیدا ہو جائے۔ اُسے شاید خود بھی اس کا اندازہ نہیں تھا چنانچہ اس وقت اس شخص کو دیکھ کر اُس کے ذہن میں

ماضی کی بے شمار یادیں کُلبلا اُٹھی تھیں۔ اُسے یہ شخص یاد آ گیا تھا یہ جیکارڈ تھا۔ مارلینو نے آٹھ آدمیوں کی تصویریں اُسے دِکھائی تھیں جن میں ایک بادشاہ خان تھا۔ ہینڈرک تھا، برٹیو تھا اور دُوسرے کئی لوگ تھے اور ساتھ ساتھ ہی یہ شخص بھی اس میں شامل تھا۔ اور شیران کو اپنی یادداشت پر مکمل بھروسہ تھا۔ تاہم اُس نے کیلاشی سے پوچھا۔ "اس کا نام کیا ہے کیلاشی ؟"

"جیکارڈ۔ لاس اینجلس کا بے تاج بادشاہ ہے۔ بہت بڑی عزّت رکھتا ہے یہاں تم اس کے بارے میں سُنو گے تو حیران رہ جاؤ گے۔ شیران، یہ بے انتہا دولت مند آدمی ہے شیران اور حکومت کے معاملات میں اس کا بہت ہاتھ ہوتا ہے۔"

"لیکن یہ ایک عام آدمی کی طرح اس ہوٹل میں کیوں بیٹھا ہوا ہے ؟"

"اس لیے کہ وہ عام آدمی کی مانند ہی رہنا چاہتا ہے۔" ایڈنا ڈیل نے جواب دیا۔ شیران کے اس تجسس کو اُس نے کوئی خاص معنی نہ پہنائے تھے۔ اُس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا، کہ شیران کے ذہن میں کیا کھچڑی پک رہی ہے لیکن شیران کو اب کوئی شک و شبہ نہیں رہا تھا۔ بلاشبہ مارلینو نے بھی اس کا نام جیکارڈ ہی بتایا تھا۔ اُس نے دِل ہی دِل میں کہا "مارلینو میں نے تمہارے لیے بہت کچھ کیا ہے لیکن ابھی تک میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں تمہاری محبت کا فرض ادا نہیں کر سکا تم وہ پہلے آدمی ہو جس نے میرے دِل کی گہرائیوں کے ان گوشوں کو چھُوا ہے جو بالکل گمنامیوں میں پڑے ہُوئے تھے۔ پتہ نہیں کیوں تمہاری طرف سے میرے دِل میں کبھی کوئی کھوٹ نہیں پیدا ہُوئی اور شاید دُوسری شخصیت میں موتی مارون کو کہہ سکتا ہوں۔ یہ کیلاشی اگر موتی مارون کی ہم شکل نہ ہوتی تو کبھی میری زندگی میں شامل نہ ہو پاتی۔ تو ڈیئر مارلینو میں جہاں بھی رہوں گا۔ وہاں تمہارے مفادات کا خیال رکھوں گا۔ تمہارے دِل میں آرزو تھی ناکہ تم اپنے اِن آٹھوں ساتھیوں کو قتل کر دو، تو خوش ہو جاؤ، ایک اور شکار میرے جنگل میں آ پھنسا ہے۔"

"کیا سوچنے لگے شیران ؟" ایڈنا ڈیل نے پُرتجسّس نگاہوں سے اُسے دیکھتے ہُوئے کہا اور شیران مُسکرا دیا۔

"کچھ نہیں۔ بس اس شخص کے متعلق سوچ رہا تھا جو تمہارا دوست ہے۔"

"کیوں تم اس سے ملنا پسند کرو گے ؟"

"کیوں نہیں بھلا جو تمہارا دوست ہے وہ میرا دوست کیوں نہیں ہو سکتا ؟" شیران نے بدستور مسکراتے ہُوئے کہا اور ایڈنا خوش ہو گئی۔ جیکارڈ کو وہ اپنی کہانی سُنا چکی تھی۔ اِس لیے اب اُسے کوئی خدشہ نہیں تھا۔ وہ جانتی تھی کہ جیکارڈ اب اُسے کیلاشی کے نام سے ہی مخاطب کرے گا۔ جیکارڈ نے پُرتپاک نگاہوں سے اُس کا استقبال کیا تھا۔

"آپ سے مِل کر بے حد خوشی ہُوئی مسٹر آپ نہیں جانتے کہ کیلاشی میری کتنی عزیز ہے، یہ میرے بہترین دوستوں میں شمار ہوتی ہے۔"

"بہت خوشی ہُوئی، آپ سے مِل کر مسٹر جیکارڈ، کیلاشی کے دوست میرے بھی دوست ہیں۔" شیران نے مُسکراتے ہُوئے اپنا چوڑا ہاتھ جیکارڈ کے ہاتھ میں تھما دیا۔ جیکارڈ نے اس ہاتھ کی سختی کا بخوبی اندازہ لگایا تھا پھر وہ لوگ کافی دیر تک بیٹھے گفتگو کرتے رہے۔ شیران جیکارڈ کی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ اس کے بارے میں بہت سے اندازے قائم کر رہا تھا پھر جیکارڈ نے اُٹھتے ہُوئے کہا۔ "میں آپ لوگوں کو اپنی رہائش گاہ پر دعوت دیتا ہوں کب مِل رہے ہیں آپ مجھ سے ؟" اُس نے سوال کیا۔

"جب آپ پسند کریں۔"

"میری پسند ناپسند کا سوال نہیں پیدا ہوتا میں تمہاری تقریبات میں بھی رخنہ اندازی نہیں کرنا چاہتا لیکن مجھے خوشی ہو گی کہ اگر تم کل لنچ میرے ساتھ کرو، اس کے بعد ممکن ہے ہم آئندہ کے لیے خوبصورت پروگرام بنا سکیں۔ کیلاشی امریکہ آئی ہے تو جیکارڈ کا فرض ہے کہ اُسے یہاں کی پُرلطف زندگی سے رُوشناس کرائے۔ میری شکارگاہ بھی ہے اور وہاں بہترین شکار ملتا ہے۔"

"کیا واقعی ؟" شیران نے مسرور ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔ تم کو میری شکارگاہ یقیناً پسند آئے گی۔ میں نے ایک بہت خوبصورت فارم بنایا ہے۔ فارم سے آگے کا علاقہ جنگل کا علاقہ ہے اور وہاں ہمیں شکار کے لیے بہترین جانور دستیاب ہیں۔"

"تب تو میں کیلاشی سے مشورہ کیے بغیر ہی آپ کی دعوت قبول کرتا ہوں مسٹر جیکارڈ۔" شیران نے مُسکراتے ہُوئے کہا اور جیکارڈ ہنسنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ان سے رُخصت ہو کر باہر نکل گیا۔ شیران اور کیلاشی وہیں بیٹھے رہے تھے۔

"کیا خیال ہے تمہارا جیکارڈ کے بارے میں شیران ؟"

"عمدہ آدمی معلوم ہوتا ہے، مجھے اس سے مِل کر خوشی ہُوئی ہے۔" شیران نے جواب دیا لیکن اس کے ہونٹوں پر ایک مکّارانہ مُسکراہٹ پھیلی ہُوئی تھی، وہ سوچ رہا تھا کہ کیلاشی مجھے افسوس ہے کہ پہلی بار تمہارے اور میرے درمیان ایک

اختلاف پیدا ہوگا لیکن تم سے بری ایک اور شخصیت میرے لیے محترم ہے اور وہ ہے مارلینو۔ مارلینو کے مفادات کو میں دُنیا کے کسی بھی خطّے میں کسی بھی شخصیت کے لیے نظرانداز نہیں کر سکتا۔

●

وہ تینوں چلے گئے تھے لیکن مارلینو کو شدید اضطراب کا شکار کر کے چھوڑ گئے تھے۔ وہ خود کو سنبھالنے کی بہت کوشش کر رہا تھا لیکن سنبھال نہیں پا رہا تھا۔ شیران کے بارے میں اُسے جو اطلاع ملی تھی اُس نے اُسے ایک عجیب اضطراب کا شکار بنا دیا تھا۔

اس کے علاوہ اس بہت بڑے ملک کی اس تنظیم نے جس طرح اُسے اپنے نمائندے کے طور پر منتخب کیا تھا۔ اس پر بھی مارلینو بہت غور و خوض کر رہا تھا۔ گریچر اور میگنیشا کو اُس نے اس سلسلے میں اپنا ساتھی بنانا پسند نہیں کیا تھا چونکہ وہ اس گفتگو کی اہمیت سے پوری طرح واقف تھا، بہرطور دُوسرے ہی دن وہ وہاں سے گانگ ہو روانہ ہو گیا۔

ان تینوں کے بارے میں گریچر اور میگنیشا نے کوئی سوال کرنے کی جُرأت نہیں کی تھی اور نہ ہی مارلینو نے اُنھیں بتایا تھا گانگ ہو میں اپنی رہائش گاہ پر واپس آنے کے بعد بھی وہ شدید اضطراب کا شکار رہا اور تیسرے دن اُس نے اپنے طور پر بہت سے فیصلے کیے۔ اِس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اس پیش کش کو قبول کر لے۔ اِس پیش کش سے اُسے بہت سے فائدے حاصل ہو سکتے تھے نقصان بظاہر کچھ نہیں تھا۔ سوائے اس کے کہ اُس کا عہدہ بڑھ جائے گا اور اس کی ذمّے داریاں بھی بڑھ جائیں گی۔ لیکن اس کے لیے اُسے بے شمار ساتھی مہیّا کر دیے جائیں گے۔ مارلینو کا خیال تھا کہ اس طرح وہ اپنی قوت میں اضافہ کر سکے گا اور اپنے مقصد کے لیے اُسے اور آسانیاں حاصل ہو جائیں گی، چنانچہ اُس نے ان کے دیے ہوئے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد دُوسری طرف رابطہ قائم ہو گیا۔

"مسٹر مارلینو۔" دُوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ، ویری گڈ۔ آپ کو یہ علم تھا کہ اِس وقت میں ہی آپ سے مخاطب ہوں گا!"

"ہاں۔ ہمارے ہاں، اس قسم کے انتظامات ہیں مسٹر مارلینو کہ جس ٹرانسمیٹر پر ہمیں کوئی کال کرے اس کے بارے میں یہ اندازہ لگایا جا سکے کہ کس کے پاس موجود ہے!"

"ٹھیک۔ ٹھیک۔ بالکل صحیح، میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ گانگ ہو میں تشریف لا کر مجھے عزّت بخشیں گے؟"

"وہاں آنا ہمارے لیے بھی باعثِ افتخار ہو گا مسٹر مارلینو، کب پہنچ جائیں ہم لوگ؟"

"اب یہ آپ پر منحصر ہے۔ کسی وقت بھی پہنچ جائیں، میں آپ لوگوں کا منتظر رہوں گا۔"

"تو پھر ہمارے لیے گانگ ہو پہنچنا زیادہ مشکل کام نہیں ہے۔ دراصل ہم اس مشن پر آئے ہوئے ہیں کہ آپ سے آپ کا جواب لے لیں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ آپ کس وقت پہنچ رہے ہیں؟"

"اب سے چند گھنٹے کے بعد کیا آپ گانگ ہو کے ہیلی پورٹ پر ہمارا انتظار کریں گے۔"

"یقیناً۔ میں آپ کو وہاں خوش آمدید کہنے کے لیے تیار رہوں گا۔" مارلینو نے جواب دیا۔

اس دوپہر اُس نے اِن لوگوں کو گانگ ہو کے مخصوص ہیلی پورٹ پر خوش آمدید کہا تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر سے آئے تھے۔ ہیلی کاپٹر ہیلی پورٹ پر اُتر گیا اور مارلینو نے آگے بڑھ کر اُن کا استقبال کیا۔ وہی تینوں آدمی تھے اس کے علاوہ ایک پائلٹ تھا جو ہیلی کاپٹر کے نزدیک کھڑا رہا تھا۔ مارلینو اُنھیں اپنی لمبی شاندار کار میں بٹھا کر اپنی رہائش گاہ پر لا یا۔ راستے میں وہ گانگ ہو کو دیکھتے ہوئے آئے تھے۔ اُنھوں نے اِس کے بارے میں بہت سے تعریفی کلمات کہے اور کہا کہ مسٹر مارلینو آپ نے گانگ ہو کو ایک مثالی قصبہ بنایا ہے۔ بلاشبہ آپ اِس کے لیے قابلِ مُبارک باد ہیں۔

"آپ کے لیے تو یہ قصبہ اجنبی نہیں ہو گا۔ ظاہر ہے آپ میرے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہوئے گانگ ہو سے بھی پوری طرح واقف ہو گئے ہوں گے؟"

"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے ہم نے بذاتِ خود اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا لیکن اس کے بارے میں تمام تفصیلات آپ کی فائل میں موجود ہیں۔" اُن میں سے ایک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے، میں آپ کی آمد کا شکرگزار ہوں۔"

دوپہر کے کھانے کے بعد ان لوگوں کی ایک نشست ہوئی، اس نشست میں مارلینو نے اعلان کیا۔ "میں غیر مشروط طور پر تنظیم کا دیا ہوا عہدہ قبول کرتا ہوں۔ باقی تمام باتیں

جن کا تعلق میرے مفاد سے ہے میں آپ لوگوں سے ضرور دوں گا لیکن یہ باتیں کسی شرط میں شامل نہیں ہیں۔ تنظیم کے مفاد کے لیے اگر کوئی ایسی بات ہو جس کا مجھ سے چھپایا جانا ضروری ہو تو میں اُسے معلوم کرنے پر اصرار نہیں کروں گا۔ میں نے پورے غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ تنظیم کی طرف سے مجھے جو ذمّے داریاں پیش کی جائیں گی۔ ان کو میں اپنی تمام تر حیثیت، شخصیت اور صلاحیتوں کے مطابق انجام دُوں گا۔"

"ہماری طرف سے اس بہترین فیصلے کی مُبارکباد قبول کیجیے مسٹر مارلینو باقی رہی آپ کے ذاتی مفادات کی بات تو ہم اس سلسلے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے کہ آپ ہم سے جو بھی سوال کریں اس کا آپ کو تسلّی بخش جواب دیا جائے گا اور ہمیں یہ ہدایت ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے چیف وائی تھری ایٹ کی طرف سے دی گئی ہے۔"

"اس کے لیے میں آپ لوگوں کا مزید شکرگزار ہوں اس سلسلے میں جو بھی کارروائیاں کاغذی حیثیت رکھتی ہیں وہ کر لی جائیں میں ان سب کی تکمیل کے لیے موجود ہوں۔" مارلینو نے جواب دیا۔

"بہت بہت شکریہ۔ یہ کارروائیاں ہو جائیں گی، کچھ کاغذات آپ کے پاس پہنچائے جائیں گے جو آپ کی رُکنیت کے کاغذات ہوں گے اور اس کے بعد آپ مکمل طور پر ہمارے آدمی شمار کیے جائیں گے۔ مسٹر مارلینو آپ کے وطن میں، آپ کے ملک میں ہمارا کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جو ایک محبِ وطن کی حیثیت سے آپ کے لیے تکلیف دہ ہو۔ ہاں۔ ہمارے ملک کی جغرافیائی پوزیشن کو مدِنظر رکھتے ہوئے آپ بھی سمجھتے ہوں گے کہ ہمیں کون کون سی سرحدوں سے کن کن خطرات کا سامنا ہے اور کہاں کہاں ہمیں سرکاری تحفظ درکار ہے۔"

"میں جانتا ہوں اس کے علاوہ جو کچھ مجھے بتایا جائے گا میں اُسے ذہن نشین رکھوں گا۔" مارلینو نے جواب دیا۔

"آپ کیا سمجھتے ہیں مسٹر مارلینو، یہ تنظیم جو دُنیا بھر میں ہمارے مُلک کے مفادات کے لیے کام کر رہی ہے، کیا معمولی نوعیت کی ہے، ہم اس تنظیم کے ادنا سے ادنا رکن کا انتخاب بہت ٹھوس بنیادوں پر کرتے ہیں، آپ کے بارے میں ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ جب آپ خلوص سے تنظیم کی رُکنیت قبول کر چکے ہیں تو پھر تنظیم کے مفادات کے علاوہ کچھ بھی نہیں سوچیں گے، تنظیم کی سالانہ میٹنگ ہمارے وطن کے دارالحکومت میں ہوتی ہے اس میٹنگ میں آپ ایک عہدے دار کی حیثیت سے شریک ہوں گے اور چونکہ یہ میٹنگ زیادہ دُور نہیں ہے اس لیے وائی تھری ایٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ اسی میٹنگ میں وہ آپ سے ملاقات بھی کرے گا، آپ کے اس اقرار کے بعد یوں سمجھیے کہ باقی بات صرف کاغذی کارروائیوں کی رہ گئی ہے، ورنہ آپ ہماری تنظیم کے ایک معتبر رکن بن چکے ہیں۔"

"بہت بہت شکریہ، میں اس عہدے پر فخر کرتا ہوں۔" مارلینو نے جواب دیا۔

پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

"مسٹر مارلینو تنظیم کی رُکنیت اختیار کرنے کے بعد انسان کی اپنی ذات صرف تنظیم کے لیے وقف ہو کر رہ جاتی ہے اور اس کی ذاتی حیثیت کچھ نہیں رہتی۔ گانگ ہو میں آپ نے جو کچھ کیا، آپ نے اپنی ابتدائی زندگی سے اب تک جو کچھ کیا، وہ صرف آپ کے لیے ہی نہیں بلکہ تنظیم کے لیے بھی محترم ہے اور اب آپ کا کوئی بھی مسئلہ اب آپ کا ذاتی مسئلہ نہیں بلکہ تنظیم کا مسئلہ ہے، تنظیم اس سلسلے میں آپ کو اپنی بھرپور معاونت پیش کرے گی اور ہر وہ کام جو آپ کی ذات سے منسوب ہو گا، تنظیم کا اپنا کام تصور کیا جائے گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی تنظیم آپ سے اس بات کی خواہشمند بھی ہے کہ ذاتی عناد یا دُشمنی کی بنا پر آپ ایسی کوئی کارروائی نہیں کریں گے جو تنظیم کے مفاد میں نہ ہو۔"

"میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ ایسی کوئی کارروائی کسی بھی بنیاد پر نہیں کی جائے گی لیکن ایک سوال میں آپ سے ضرور کرنا چاہتا ہوں۔"

"جی جی ضرور۔"

"کیا اس بات میں کوئی خاص اشارہ ہے، کیا مجھے کوئی خاص ہدایات دی جا رہی ہیں اس سلسلے میں؟" مارلینو نے پوچھا۔

"ہاں یہی سمجھ لیجیے، دراصل شیران کے بارے میں آپ کو بتانے سے پہلے یہ بات آپ کو بتا دینا ضروری تھی۔" تنظیم کے اعلا رُکن نے کہا اور مارلینو گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

کافی دیر تک وہ غور و خوض کرتا رہا، اُس کے بعد اُس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "میں سمجھتا ہوں آپ نے جو کچھ کیا، مجھے اس پر پُورا اعتماد ہے، اور میں آپ سے وعدہ بھی کر چکا ہوں کہ جو کچھ جس انداز میں کہا گیا میں نے اُسے خلوصِ دِل سے قبول کر لیا، لیکن شیران کے سلسلے میں ایسی کونسی بات درپیش آئی، جس کے لیے آپ یہ الفاظ کہنے پر مجبور ہوئے۔" مارلینو کی آواز کا اضطراب چھپا نہیں رہ سکا تھا۔

"مسئلہ صرف شیراز کا نہیں ہے مسٹر مارلینو بلکہ ممکن ہے کچھ ایسے لوگ ہمارے ساتھی ہوں جن سے آپ کو اختلاف ہو اور ممکن ہے یہ اختلاف شدید ترین ہو، ایسی صورت میں جب کہ وہ تنظیم کے بہترین رکن ہیں تو آپ تنظیم کے ساتھ کیا رعایت کر سکیں گے؟"

"میں پھر یہی سوال کروں گا، کیا ایسے کسی خاص آدمی کی نشاندہی کی جا سکتی ہے؟"

"اس کے لیے آپ کو انتظار کرنا ہوگا، لیکن مسٹر مارلینو آپ اپنے کسی چھوٹے سے مفاد کے لیے تنظیم کے مفاد کو نظر انداز نہیں کریں گے۔ ہم مائی تھری ایٹ سے یہ درخواست کریں گے کہ آپ کو اگر کوئی خاص صورت حال درپیش ہو تو اس سے آگاہ کر دیا جائے، لیکن یہ بات اب آپ کے فرائض میں داخل ہو چکی ہے کہ تنظیم کے تمام معاملات پر آپ پوری طرح توجہ دیں گے اور اُن پر عمل کریں گے۔"

مارلینو نے پُرخیال انداز میں گردن ہلا دی تھی پھر اُس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا "ٹھیک ہے اگر ایسی کوئی بات سامنے آتی ہے کسی شخص سے میرا ذاتی اختلاف ہوتا ہے، خواہ اُسے میں اپنا بدترین دُشمن سمجھتا ہوں، تو میں اس معاملے کو تنظیم ہی کے سپرد کر دوں گا اور خود اس میں دخل دینے کی کوشش نہیں کروں گا۔"

"بہت بہت شکریہ، بس آپ کے یہی الفاظ ہمیں درکار تھے۔" تمام کارروائیاں مکمل ہو چکی تھیں، اس کے بعد وہ لوگ رخصت ہو گئے۔ مارلینو نے بڑی عزت اور احترام کے ساتھ اُنھیں رخصت کیا تھا۔

●

جیکارڈ نے اپنی شاندار رہائش گاہ میں اپنے معزز مہمانوں کا استقبال کیا تھا، ایڈنا ڈمیل کی شخصیت سے وہ بے حد متاثر تھا، ویسے بھی چالاک آدمی تھا، بے شمار ہنگامے پھیلا رکھے تھے، اس نے اپنی زندگی میں اور انہی کو زندگی سمجھتا تھا، مزید ہنگاموں کا شوقین تھا۔ ایک ایسی عورت جو بے مثال حیثیت کی مالک تھی، اگر اُس کے کچھ معاملات میں شریک ہو جاتی تو وہ اس سے بہت سے کام لے سکتا تھا، وہ جانتا تھا کہ ایڈنا ڈمیل بڑے اعلیٰ پائے کی عورت ہے اور اُسے ساتھی بنانے میں فائدے ہی فائدے ہیں۔

جیکارڈ یہ بھی جانتا تھا کہ تنظیم کے حوالے سے وہ ایڈنا ڈمیل کو بلیک میل بھی کر سکتا ہے۔ ایڈنا ڈمیل نے ہر چند کہ اس پر اعتماد کیا تھا اور وہ اس اعتماد کو دھوکا نہیں دینا چاہتا تھا، لیکن اگر ایڈنا ڈمیل اس کے مفادات کے لیے کام کرنے سے انکار کر دیتی تو پھر تنظیم کا سہارا لیا جا سکتا تھا، یعنی یہ کہ وہ ایڈنا ڈمیل کو اپنے کام کے لیے یہ کہہ کر مجبور کر سکتا تھا کہ اگر وہ اس کے مقاصد کی تکمیل پر راضی نہ ہوئی تو اس کے بارے میں تنظیم کو اطلاع دے دی جائے گی۔

شیراز اس وقت ایک شاندار لباس میں ملبوس تھا اور ایڈنا ڈمیل بھی ایک انتہائی جدید طرز کا لباس پہنے ہوئی تھی۔

دونوں شاندار کار سے نیچے اُترے تو جیکارڈ نے آگے بڑھ کر بڑے پُرجوش انداز میں اُن کا استقبال کیا۔ اُس نے مسکراتے ہوئے ایڈنا ڈمیل اور پھر شیراز سے ہاتھ ملایا اور معزز مہمانوں کو لے کر اندر داخل ہو گیا۔

شیراز اس کی اس شاندار کوٹھی کو دیکھ رہا تھا، جو بے مثال تھی، وہ یہاں موجود لوگوں کا بھی جائزہ لے چکا تھا۔ یہاں زیادہ تر خطرناک چہرے ہی نظر آ رہے تھے، یہ سب مقامی یعنی امریکی ہی تھے، لیکن ان کی شکلوں اور شخصیتوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ سب جرائم پیشہ انسان ہیں۔ شیراز اپنے طور پر یہاں کا اچھی طرح سے جائزہ لے رہا تھا۔ مارلینو کا مشن ایک بار پھر اُس کے ذہن میں تازہ ہو گیا تھا اور وہ اپنا یہ فرض آج بھی انجام دینے کے لیے کمربستہ تھا۔ یہ حقیقت تھی کہ طویل عرصہ گزر جانے کے بعد مارلینو اس کے ذہن سے نکل چکا تھا، لیکن اب جب کہ مارلینو کا مفاد اس کے سامنے آیا، تو وہ اسے پوری طرح یاد آ گیا، مارلینو سے کتنا بھی وہ دُور رہے، لیکن مارلینو کی شخصیت اس کی ذات پر اس طرح اثرانداز ہوئی تھی کہ وہ کبھی اُسے فراموش نہیں کر سکتا تھا۔

جیکارڈ نے اُن کی انتہائی خاطر مدارت کی۔ لنچ پر ان تینوں کے سوا کوئی نہیں تھا، حالانکہ ایک عظیم الشان میز لگی ہوئی تھی۔ جیکارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا "میں اپنے معزز مہمانوں کے اعزاز میں یہاں کے بڑے بڑے لوگوں کو دعوت دے سکتا تھا، لیکن میں جانتا ہوں کہ کماری کیلاشی کس حیثیت کی مالک ہے۔ اس کے ساتھ بیٹھنے والوں کو بھی اتنا ہی اعلیٰ ہونا چاہیے جتنی وہ خود ہے۔"

"مسٹر جیکارڈ آپ نے میری جس انداز میں عزت افزائی کی ہے، میں اُس کے لیے آپ کی بے حد شکرگزار ہوں۔"

"آپ نے اپنے شوہر کا مکمل تعارف نہیں کرایا۔ کماری کیلاشی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ میں انھیں صرف آپ کے شوہر کی حیثیت سے جانتا ہوں، مجھے ان کا اصلی نام تک معلوم نہیں ہے۔"

"اوہ یہ شیراز ہیں۔ شیراز سلامت۔" ایڈنا ڈمیل نے جواب دیا، نجانے کیوں جیکارڈ کے ذہن میں بھی ایک ہلکی سی کھٹک ہوئی تھی، کوئی چیز اُس کے ذہن سے ٹکرائی تھی، یہ نام اُس نے پہلے بھی سُنا ہے، اس نے سوچا لیکن کہاں سُنا ہے، یہ بات اُس کے ذہن میں نہیں آئی تھی۔

"گڈ، ویری گڈ۔ مسٹر شیراز آپ کا تعلق بھی ہندوستان ہی سے ہے؟"

"نہیں میں پہاڑوں کا رہنے والا ہوں۔"

"خوب، کیا نام ہے آپ کے علاقے کا؟" جیکارڈ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میری بستی کا نام تراب زان ہے۔ ایک پہاڑی قبیلہ جہاں کی روایات آج بھی اُس کی شان کا اعلان کرتی ہیں۔"

"خوب خوب۔ ویسے مسٹر شیراز آپ نے اپنی زندگی انہی پہاڑوں میں گزاری ہے، یا جدید دُنیا سے بھی آپ کا رابطہ رہا ہے؟"

"ابتدا پہاڑوں ہی میں کی تھی۔ ایک خاص عمر تک پہاڑوں میں رہا اور اُس کے بعد وہاں سے نکل آیا۔ اس کی بُنیاد ایک دیرینہ دُشمنی تھی اور اُس کے بعد میں نے اپنی زندگی مختلف مراحل میں گزاری، لیکن زندگی کا اختتام کماری کیلاشی کے دروازے پر آ کر ہوا۔"

"کیسی باتیں کرتے ہو شیراز۔ میرے پاس آنے کے بعد تو صحیح معنوں میں زندگی کا آغاز ہوا ہے، تم اس آغاز کو اختتام کہتے ہو۔"

"میں نے اپنی زندگی کو دو حصّوں میں تقسیم کر دیا تھا کیلاشی، پہلے حصّے کا اختتام ہو چکا ہے اور اب میری زندگی کا نیا دور شروع ہوا ہے، جو میرے لیے انتہائی قابلِ سکون اور باعثِ دلکشی ہے۔" شیراز نے جواب دیا۔

جیکارڈ ہنسنے لگا تھا، لیکن اُس کا ذہن اب بھی اسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا، وہ غور کر رہا تھا کہ اس نام کو اُس نے کہاں سُنا ہے لیکن اس نے اس کا اظہار ان دونوں پر نہیں کیا تھا۔

جیکارڈ نے شام کی چائے تک اِن دونوں کو اپنے ساتھ روکا اور پھر بڑے احترام سے انھیں رخصت کر دیا لیکن ان دونوں کے جانے کے بعد بھی وہ انہی کے بارے میں سوچتا رہا تھا۔ کون ہے یہ، کون ہے؟ جب اُسے کچھ یاد نہ آ سکا تو وہ اپنی اُس مخصوص نشست گاہ میں پہنچ گیا، جہاں اُس کے ضروری یادداشتوں کے ریکارڈ رہتے تھے۔ اُس نے یادداشتوں کی اِن فائلوں کی تلاش شروع کر دی اور اس کام میں اُسے رات ہو گئی لیکن کوئی ایسی چیز نہیں مل سکی جس سے شیراز کا نام اُس کی نگاہوں کے سامنے واضح ہوتا۔

ریکارڈ میں اُسے اپنے ساتھیوں کے نام بھی نظر آئے تھے، جن کے ساتھ وہ پوری دُنیا میں مشترکہ طور پر بزنس کرتا تھا، اِن ساتھیوں میں سے چند ساتھی بچھڑ چکے تھے، یعنی ڈاکٹر برٹو اور ہینڈرک۔ باقی تمام --- ابھی وہ اتنا ہی سوچ پایا تھا کہ دفعتاً اُس کے ذہن میں کھٹ سے ایک آواز آئی۔ اُسے شیراز کا نام یاد آ گیا تھا۔

بادشاہ خان۔ بادشاہ خان بھی تو اُس کا ساتھی ہے اور بادشاہ خان نے کئی سال پہلے ایک بار اِن سب کو بنکاک میں جمع کیا تھا، بنکاک میں اُس نے اپنے تمام ساتھیوں کے سامنے شیراز کا نام پیش کیا تھا اور کہا تھا کہ شیراز مارلینو کا دستِ راست ہے اور مارلینو وہ شخصیت ہے جس نے ہینڈرک اور ڈاکٹر برٹو کو قتل کروایا ہے، اُس اِنتقامی جذبے کے تحت جو اُس کے سینے میں تھا۔ مارلینو کی کہانی یاد آئی تو جیکارڈ کسی حد تک فکرمند ہو گیا۔ اُس نے پریشانی سے سوچا کہ شیراز مارلینو کے دستِ راست کی حیثیت سے اُس کا بھی تو دُشمن ہے، بادشاہ خان نے اِس طرف اشارہ بھی کیا تھا جس پر جیکارڈ نے کہا تھا کہ اگر کبھی شیراز اُس کی زندگی میں آیا اور اُس کا اُس سے ٹکراؤ ہوا تو وہ اپنے دُشمن سے خود نمٹ لے گا، جو مارلینو کا متعین کردہ ہے۔ یہ تمام باتیں جیکارڈ کو یاد آ گئیں اور اُس کے بعد اُسے اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں رہا کہ یہ وہی شیراز ہے جو اُس کا دُشمن ہے۔ کیا یہ کسی خاص مقصد کے تحت یہاں پہنچا ہے؟ کیا ایڈنا ڈمیل، کیا ایڈنا ڈمیل اُس کی دست راست ہے؟ کیا اِن لوگوں کی کوئی مشترکہ سازش اُنھیں یہاں تک لائی ہے؟ کیا صرف اتفاق ہے کہ وہ عین اُس وقت وہاں پہنچے جب جیکارڈ ہوٹل مارک گاسے میں موجود تھا؟

جیکارڈ سوچتا رہا۔ وہ بہت چالاک آدمی تھا۔ جرائم کی زندگی میں اُس کی پوری عمر گزر چکی تھی۔ اپنے دُشمنوں سے ہوشیار رہنا جانتا تھا اور اُنھیں ٹھکانے لگانے کے گُر بھی اُسے آتے تھے، اُس نے اس بات کو نظرانداز نہیں کیا کہ یہ دونوں کسی سازش کے تحت بھی اُس تک آ سکتے ہیں۔ حالانکہ اُسے ایڈنا ڈمیل پر اعتماد

تھا۔ ایڈنا ڈمپل نے اپنی عملی زندگی میں اُس سے بہت سے ایسے کام لیے تھے جن سے جیکارڈ کو لاکھوں ڈالر کا منافع ہُوا تھا۔ تنظیم کے لیے وہ ایک پُروقار رُکن کی حیثیت رکھتی تھی۔ لیکن اب وہ تنظیم سے علٰحدہ ہو گئی تھی۔ جیکارڈ نے ایک بات اور بھی سوچی۔ اگر وہ واقعی تنظیم سے علٰحدہ ہو چکی ہے تو پھر اُس نے جیکارڈ کو اپنا رازدار کیوں بنایا؟ وہ یہ بھی کہہ سکتی تھی کہ وہ ابھی تک تنظیم سے منسوب ہے اور تنظیم کے لیے ہی کام کر رہی ہے۔ اس طرح کم از کم جیکارڈ کے ذہن میں یہ بات تو نہ آتی کہ ایڈنا ڈمپل کو تنظیم کے حوالے سے بلیک میل کیا جا سکتا ہے۔ وہ اُلجھ گیا۔ ایک صُورت یہ بھی ہو سکتی تھی کہ وہ دونوں اتفاقیہ طور پر ہی اس سے آٹکرائے ہوں اور اس میں ان کی کوئی سازش نہ ہو۔

بہر طور بڑا گھمبیر معاملہ تھا اور اسے اس سلسلے میں کافی غور و خوض کر کے کوئی نہ کوئی قدم اُٹھانا تھا ورنہ اپنے کسی ایسے دُشمن کو آزاد چھوڑ دینا اس جیسے شخص کے لیے ممکن نہیں تھا۔ اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ ایڈنا ڈمپل کو چیک کر لیا جائے۔ چنانچہ اُس نے اپنے کچھ خاص آدمیوں کو ہدایات دینا شروع کر دیں، اُس نے اِن دونوں کی نگرانی کے لیے سخت انتظامات کرا دیے تھے۔

امریکہ میں وہ جرائم کی دُنیا کا بے تاج بادشاہ تھا۔ بہت سی زیرِ زمین تنظیمیں اس کے احکامات کے تحت چلتی تھیں اور کبھی کبھی تو یُوں بھی ہوتا کہ حکومتِ امریکہ اُسے اپنے معاملات میں بھی استعمال کر لیتی تھی، اسی صُورتِ حال کے تحت اُسے یہاں اور قُرب و جوار کے بہت سے علاقوں میں اتنی مراعات حاصل تھیں کہ شاید ہی کسی دُوسرے جرائم پیشہ شخص کو حاصل ہوں۔ امریکہ کے تقریباً تمام ہی بڑے جرائم پیشہ گروہ اس سے خوفزدہ رہتے تھے اور اُس سے بنا کر رکھتے تھے، بعض معاملات میں جیکارڈ انھیں اپنے طور پر استعمال بھی کر لیتا تھا، یہ سب کچھ تھا اس کے باوجود حکومتِ امریکہ جیکارڈ کے اُوپر نگاہ رکھتی تھی اور اس کا جائزہ لیتی رہتی تھی کہ کہیں وہ حکومتِ امریکہ کے مفاد کے خلاف کوئی کام کرنے پر آمادہ نہ ہو جائے۔ حکومتِ امریکہ جانتی تھی کہ جیکارڈ جیسے لوگ دولت کے لیے دُنیا کا ہر کام کرنے کو تیار رہتے ہیں، تاہم ابھی تک جیکارڈ کے خلاف ایسا کوئی ثبوت حکومت کو نہیں ملا تھا، جس سے یہ اندازہ ہوتا کہ وہ جرائم کی دُنیا میں اپنی حکومت کے خلاف بھی کوئی کام کر سکتا ہے، اس طرح حکومت کی نگاہوں میں جیکارڈ کا اچھا خاصا اعتماد قائم ہو گیا تھا۔

جیکارڈ کے آدمی دِن رات ایڈنا ڈمپل کی نگرانی کر رہے تھے، شیران بھی اس کے ساتھ ہی ساتھ اِن کی نگاہوں میں تھا۔ اِن دونوں کی ایک ایک لمحے کی مصروفیات کا بخوبی جائزہ لیا جاتا تھا اور یہ اندازہ لگایا جاتا تھا کہ وہ کن کن لوگوں سے ملاقات کر رہے ہیں، اس کے علاوہ ان کی ہوٹل کی رہائش گاہ کی تلاشی بھی لی جا چُکی تھی اور اس مہارت اور چالاکی کے ساتھ یہ تلاشی لی گئی تھی کہ ایڈنا ڈمپل یا شیران کے فرشتوں کو بھی اس کا اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ جو کچھ سامان اُن کا یہاں ہوٹل کے اس کمرے میں موجود ہے اس کی ایک ایک تفصیل کہیں نوٹ کر لی گئی ہے۔ یہاں اِن کی مصروفیات صرف تفریح کی حد تک تھیں۔ جیکارڈ سے بھی ایک آدھ بار اور ملاقات ہو چُکی تھی، وہ نہایت خندہ پیشانی سے ملا تھا اور اس نے ایڈنا ڈمپل کو پیش کش کر دی تھی کہ یہاں امریکہ میں اُسے جس طرح کی سہولتیں درکار ہوں گی، فراہم کر دی جائیں گی یہ اُس کا وعدہ ہے۔ ایڈنا ڈمپل نے کہا تھا کہ اگر اُسے ضرورت پیش آئی تو وہ ضرور جیکارڈ کو تکلیف دے گی۔

تقریباً پندرہ یا بیس دِن کی رپورٹیں جیکارڈ کے پاس موجود تھیں اور ان رپورٹوں سے یہی اندازہ ہوتا تھا کہ شیران یا ایڈنا ڈمپل کسی بھی طور جیکارڈ کے چکر میں نہیں ہیں، اُن کا کسی سے بھی رابطہ قائم نہیں ہے، وہ ایک رُومانی جوڑے کی حیثیت سے زندگی گزار رہے ہیں اور دونوں ایک دُوسرے سے بے حد خوش اور مطمئن نظر آتے ہیں۔ ان کی تفریحات بھی عام قسم کی ہیں اور ان میں کوئی خاص بات نہیں ہے، جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ صرف سیر و تفریح کی غرض سے یہاں آئے ہُوئے ہیں، چنانچہ جیکارڈ کے دِل سے آہستہ آہستہ وہ شُبہ نکلتا جا رہا تھا، کئی بار اُس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ وہ بادشاہ خان سے رابطہ قائم کر کے شیران کے بارے میں اِطلاع دے، لیکن یہ اِس وقت مُناسب ہوتا جب شیران اُس کی ذات کے لیے کسی بھی طور پر نقصان دِہ ہوتا، جہاں تک بادشاہ خان کا معاملہ تھا، وہ بے شک اِس کا بزنس پارٹنر ضرور تھا اور بزنس کے مفادات میں وہ سب ایک دُوسرے سے منسلک تھے، لیکن ذاتی طور پر کوئی بھی ایک دُوسرے کے کام آنے کو تیار نہیں تھا، چنانچہ اُس نے اپنا یہ پروگرام مُلتوی کر دیا۔ ایڈنا ڈمپل جیسی عورت کو اپنے ساتھ شامل کر کے وہ یہ سمجھتا تھا کہ دو بہترین ذہن یکجا ہو جائیں گے اور ایڈنا ڈمپل اُس کے مفادات کے لیے بہترین ثابت

ہو گی۔ اُسے بہت عرصے سے ایک ایسی عورت کی تلاش تھی جو عورت ہونے کے باوجود عورت نہ ہو اور ایڈنا ڈمپل اِنہی خصوصیات کی حامل تھی۔

جیکارڈ ایک طرح سے اُسے اپنے آپ سے بھی برتر سمجھتا تھا لیکن یہ اُس وقت کی بات تھی، جب اُس کا تعلق ایک بڑی تنظیم سے تھا، حالانکہ حکومتِ امریکہ اس تنظیم کے خلاف تھی۔ اور اگر جیکارڈ اس تنظیم کے خلاف حکومتِ امریکہ کو اطلاع دے دیتا، تو ہر چند کہ ایڈنا ڈمپل اس تنظیم سے علٰحدہ ہو چکی تھی، لیکن اس کی شخصیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ حکومتِ امریکہ فوراً اُس کی گرفتاری کے احکامات صادر کر دیتی، گویا ایڈنا ڈمپل مکمل طور پر جیکارڈ کے قبضے میں تھی اور وہ بڑی سنجیدگی سے سوچ رہا تھا کہ ایڈنا ڈمپل کو اپنے ساتھ کام کرنے کے لیے کسی نہ کسی طور پر آمادہ کرے۔

اس دوران وہ خود بھی ایک دفعہ اُن سے ملاقات کرنے کے لیے اُن کے ہوٹل جا چُکا تھا اور ان دونوں نے جیکارڈ کا اس کے شایانِ شان استقبال کیا تھا۔ بہر طور جیکارڈ اپنے دِل میں یہ آخری فیصلہ کر چُکا تھا کہ وہ ایڈنا ڈمپل کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی بھرپُور کوشش کرے گا، چنانچہ اسی خیال کے تحت ایک دِن اُس نے ایڈنا ڈمپل سے فون پر رابطہ قائم کیا۔

رابطہ فوراً ہی قائم ہو گیا تھا۔ اس نے اپنا نام بتایا اور ایڈنا ڈمپل خوش اخلاقی سے بولی۔ ”ہیلو مسٹر جیکارڈ کیسے ہیں آپ؟“

”ٹھیک ہُوں، کئی دِن ہو گئے، تم سے رابطہ ہی قائم نہ ہو سکا۔“

”ہاں شیران بھی یہی کہہ رہا تھا کہ وہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔“

”ایڈنا، کیا شیران کے بغیر ہماری کوئی ملاقات نہیں ہو سکتی؟“

”کیوں کیا کوئی خاص بات ہے مسٹر جیکارڈ؟“ ایڈنا ڈمپل نے پُوچھا۔

”ہاں تم سے کچھ ایسی باتیں کرنا تھیں، جو تنہائی میں ہی مناسب ہوں گی۔“

”شیران اب میری زندگی میں اس حد تک رچ بس چُکا ہے مسٹر جیکارڈ کہ میرا کوئی بھی معاملہ اُس سے پوشیدہ نہیں رہتا۔“

”اس وقت وہ کہاں ہے میڈم ڈمپل؟“ جیکارڈ نے پوچھا۔

”نیچے ڈائننگ ہال میں، مَیں کسی کام سے اپنے کمرے میں آئی تھی، ورنہ شاید اس وقت ٹیلی فون پر آپ سے بات نہ ہو سکتی۔“

”ایڈنا ڈمپل مَیں تم سے ایک ایسی بات کہنا چاہتا ہُوں جو ممکن ہے تمھیں پسند نہ آئے۔ مَیں شیران کو تمھاری زندگی میں ایک اعلا حیثیت کا حامل سمجھتا ہُوں، مجھے اندازہ ہے کہ تم اُس سے مخلص ہو، لیکن ڈیئر تمھارے خلوص میں ایک گنجائش ہے، تم اپنی اصل حیثیت سے اس کے علم میں نہیں ہو، کیا تمھارا دِل اس بات پر دُکھتا نہیں؟ کیا تمھیں یہ احساس نہیں ہوتا کہ تم ایک اُدھار کا چہرہ لیے پھر رہی ہو، اور اگر وہ چہرہ تمھارے وجود سے ہٹ جائے تو شاید شیران تمھیں قبول نہ کرے۔“

”ہوں، مسٹر جیکارڈ، مَیں نے طویل عرصے تک اس سلسلے میں اپنے دِل کو دُکھی محسوس کیا ہے، لیکن اب یہ میری عادت بن چُکی ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ اب مَیں خود اپنا چہرہ بھُول چکی ہُوں۔“

”اور اگر کسی وقت یہ چہرہ شیران کی نگاہوں میں آ جائے تو؟“

”مَیں نہیں جانتی اُس وقت کیا ہو گا؟“ ایڈنا ڈمپل نے آزردگی سے کہا۔

”خیر یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسے میں زیرِ بحث لانا نہیں چاہتا۔ البتہ ایک بات ضرور کہوں گا ڈیئر ڈمپل، محسوس مت کرنا۔“

”جی جی کہیے، مَیں سُن رہی ہوں۔“

”ڈمپل تم جیسی اعلا پائے کی عورت شیران جیسے جنگلی اور وحشی شخص سے محبت تو کر سکتی ہے، مجھے معاف کرنا مَیں تمھارے شوہر کے لیے ایسے الفاظ استعمال کر رہا ہُوں، لیکن کیا تم نے اپنی پوری شخصیت اُسے سونپ دی ہے؟“

”مَیں سمجھی نہیں مسٹر جیکارڈ۔“

”ایڈنا ذہنی طور پر اور بین الاقوامی پوزیشن کے تحت تم اس سے اِتنی بلند ہو کہ اُس جیسے لوگ تمھارے پیروں کی گرد چھُونے کا تصوّر نہیں کر سکتے، محبت بے شک اِنسان کی ذات میں سرایت کر جائے تو پھر اُسے محبوب کے سوا کچھ یاد نہیں رہتا، لیکن میں سمجھتا ہُوں کہ تم ایک ہوشمند عورت ہو۔ ہوشمندی بے حد ضروری ہے، کیا تم اپنے سارے معاملات میں اُسے اتنا ہی برتر سمجھتی ہو کہ اُس کے بغیر کچھ نہ کر سکو؟“

"میں معاملات کی وضاحت چاہتی ہوں مسٹر جیکارڈ۔"

"بس میں تم سے تنہائی میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں اور میرا وعدہ ہے کہ اس ملاقات میں، میں تمہیں تمہارے شوہر کے خلاف بہکاؤں گا نہیں، بلکہ کچھ ایسی گفتگو کروں گا جو ہمارے اور تمہارے دونوں کے مفاد میں انتہائی بہتر ثابت ہو۔"

جیکارڈ کے اس جملے پر ایڈنا کافی دیر تک غور کرتی رہی، پھر اس نے گردن ہلا کر کہا۔ "میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتی مسٹر جیکارڈ کیونکہ بہر طور آپ کی شخصیت بھی میرے لیے کافی محترم ہے۔ آپ کو میں نے اپنا راز سونپا ہے جو میں کسی دُوسرے کو نہیں بتا سکتی تھی۔ یہاں تک کہ شیران کو بھی نہیں۔ آپ سمجھ رہے ہیں نا؟"

"ہاں ہاں کیوں نہیں اور میں اس بات کا بڑا احترام کرتا ہوں، یہ الفاظ میرے اُوپر قرض ہیں اور میں اس اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گا۔"

"میں نے اس یقین کے ساتھ آپ سے یہ سب کچھ کہا تھا۔"

"تو پھر اسی رشتے، اسی ناتے سے، جو تم نے مجھے شیران سے مختلف سمجھ کر اور شیران کے بارے میں تفصیلات بتا کر قائم کیا ہے، میں تم سے ذاتی طور پر گفتگو کرنے کا خواہش مند ہوں۔"

"ٹھیک ہے مسٹر جیکارڈ، اوّل تو شیران میرے معاملات میں مزاحم نہیں ہوتا، اگر میں کہیں تنہا جانا چاہوں تو وہ کبھی تعرض نہیں کرتا اور نہ ہی میں کبھی اُس پر اعتراض کرتی ہوں، ہاں میں اس پر اس لیے نگاہ رکھتی ہوں کہ اُس کی فطرت میں وحشت ہے۔ وہ کہیں بھی کسی بھی جگہ اپنی مرضی کے خلاف کوئی عمل دیکھ کر بپھر جاتا ہے۔"

"لیکن کبھی کبھی اُسے تنہا بھی چھوڑ دیا کرو۔ یہ ضروری ہے"

"ٹھیک ہے، دراصل وہ گھوڑے سواری کا ایک خاص پروگرام دیکھنے کے لیے یہاں سے جانا چاہتا تھا، مجھے بھی اُس نے پیش کش کی تھی، لیکن میں نے معذرت کرلی کیونکہ مجھے اس پروگرام سے کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے، چنانچہ کل صبح شاید وہ روانہ ہو جائے، غالباً ایک ڈیڑھ دن کا پروگرام ہوگا، یہ ہمارے لیے فرصت کا وقت ہے۔"

"واہ۔ تب تو میں نے نہایت بروقت تم سے اس سلسلے میں رابطہ قائم کیا۔"

"جی ہاں اتفاق سے۔"

"تو پھر کل اس کے روانہ ہونے کے بعد میں اپنی رہائش گاہ پر تمہارا انتظار کروں گا۔" جیکارڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں آپ سے ملاقات کروں گی۔"

"کل کس وقت۔"

"تقریباً گیارہ بجے۔" ایڈنا ڈمیل نے جواب دیا اور جیکارڈ نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

●

ایڈنا ڈمیل یہاں مسرور و مطمئن زندگی گزار رہی تھی، اُس کے ذہن میں اس دوران بہت سے خیالات آتے تھے، شیران کے ساتھ زندگی گزارتے ہوئے اُسے زندگی کی وہ تمام دلچسپیاں حاصل ہو گئی تھیں، جن کی وہ طالب تھی اور حقیقت یہی تھی، صرف ایک چبھن تھی اُس کے ذہن میں اور وہ یہ کہ شیران اگر اُسے اس کی اصل حیثیت سے قبول کر لیتا تو پھر دُنیا اُس کے لیے حسین ترین جگہ ہوتی۔ اب بھی وہ غیر مطمئن نہیں تھی، بس یہی ایک احساس اُس کے دل میں کبھی کبھی چٹکیاں لینے لگتا تھا کہ وہ اپنی اصل حیثیت سے شیران کے ساتھ نہیں ہے اور شاید اس کی اصل حیثیت سے شیران کبھی قبول نہ کرے۔ اس کی کبھی ہمت نہیں پڑ سکتی تھی کہ وہ شیران کو اپنے بارے میں تفصیل بتا دے۔ بارہا اُس نے اس بارے میں بھی سوچا تھا، شیران کی محبت کا تجزیہ بھی کیا تھا، اور یہی اندازہ لگایا تھا کہ شیران درحقیقت ایک بہترین ساتھی ہے۔ اُس کی ذات میں کبھی کوئی لغزش نہیں پائی گئی تھی۔ ایڈنا ڈمیل کو کبھی اس سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہو سکی تھی۔ وہ ایڈنا ڈمیل پر مکمل قناعت کیے ہوئے تھا اور اُس کی نگاہوں میں کبھی بھٹکنے کے آثار نہیں پائے گئے تھے۔ ان تمام چیزوں نے شیران کو ایڈنا ڈمیل کی نگاہوں میں بہت ممتاز کر دیا تھا، بس چبھن تھی تو صرف ایک، جیکارڈ نے اس سے جو گفتگو کی تھی اُسے ایڈنا ڈمیل نے سنجیدگی سے سُنا تھا، اُس پر غور کیا تھا۔ یہ حقیقت تھی کہ اُس نے جیکارڈ کو اپنے بارے میں بتا کر اپنا ایک اہم راز اُسے سونپ دیا تھا لیکن ایڈنا ڈمیل انسان ہی تھی۔ دل میں کبھی کبھی یہ خواہش چٹکیاں لینے لگتی تھی کہ کاش ایسا کوئی ساتھی ہو جس سے کھل کر دل کی بات کہی جا سکے، لیکن جیکارڈ اس بارے میں اُسے کوئی مناسب مشورہ نہیں دے سکا تھا۔

بہر صُورت دُوسرے دن وہ شیران کو رخصت کرنے کے بعد وہاں سے پلٹی اور سیدھی جیکارڈ کی طرف گئی۔ جیکارڈ نے اُسے اپنی رہائش گاہ پر خوش آمدید کہا تھا۔ اُس نے ایڈنا ڈمیل

سے بڑا پُرجوش معانقہ کیا اور اُسے لیے ہُوئے اپنے خاص کمرے میں پہنچ گیا۔ وہاں اُس نے احترام سے ایڈنا ڈمیل کو بٹھایا اور بولا۔ "میں اُس وقت سے مسلسل اس احساس کا شکار ہُوں کہ کہیں تم نے میری باتوں کا بُرا نہ مانا ہو۔"

"اس میں ایسی کوئی بات نہ تھی مسٹر جیکارڈ، جو بُرا ماننے کے قابل ہوتی۔" ایڈنا ڈمیل نے مُسکراتے ہُوئے کہا۔

"بھئی دیکھو تم دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے رہ رہے ہو۔ یقیناً تم دونوں میں اتنی قربت ہو گی کہ کوئی دُوسرا وہ جگہ نہیں لے سکتا، لیکن ایڈی، بعض اوقات دوستوں کا بھی بڑا مقام ہوتا ہے اور میں خلوصِ دل سے اپنے آپ کو تمہارے مخلص دوستوں میں پاتا ہُوں۔"

"مجھے اس کا یقین ہے مسٹر جیکارڈ۔"

"اِسی احساس کے تحت میں نے سوچا تھا ایڈی کہ تم جیسے پائے کی عورت کو خاموشی سے نہیں بیٹھنا چاہیئے ... شیران کی محبت میں کبھی کوئی کمی نہ کرو، اُسے اپنے ساتھ مستقل اِسی انداز میں رکھو کہ اُسے کبھی تم سے کوئی شکایت نہ ہو۔ لیکن اِس کے ساتھ ساتھ اپنی حیثیت کو بھی نظر انداز مت کرو۔ تمہارا مقام میرے دِل میں ہے ایڈنا، میں تمہاری عظمت کو جانتا ہُوں۔ اس لیے بارہا یہ خیال میرے دِل میں پیدا ہوتا ہے کہ اَب تم ایک عام سی زندگی گزار رہی ہو۔ لیکن میں تمہیں عام قسم کی عورت سمجھ ہی نہیں سکتا۔"

"یہ آپ کی محبت ہے مسٹر جیکارڈ۔ میں اس سلسلے میں کیا کر سکتی ہوں؟"

"پہلے تو میں تم سے یہ سوال کروں گا ڈیئر ایڈی کہ مستقبل میں تمہارا کیا پروگرام ہے؟ آوارہ گردی، سیاحت بے شک بہترین چیزیں ہیں، لیکن تاوقتیکہ، کبھی نہ کبھی انسان کو کسی پُرسکون گوشے کی تلاش تو ہوتی ہی ہے۔ چلو یُوں نہ سہی یُوں سہی کہ جب تم اپنی سیاحتوں سے تھک جاؤ گی تو کسی نہ کسی جگہ کو تو اپنا ٹھکانہ بناؤ گی؟"

ہاں، یہ خیال بارہا میرے ذہن میں آیا ہے اور میں نے اس سلسلے میں کافی گہرائی سے سوچا ہے۔"

"کوئی فیصلہ بھی کیا؟" جیکارڈ نے سوال کیا۔

"ہاں، ایک فیصلہ تو کیا ہے میں نے۔"

"کیا؟ مجھے بتانا پسند کرو گی ایڈی۔"

"یقیناً، جب میں نے اِس بارے میں سوچا تھا، تب ہی اس بات کا فیصلہ بھی کیا تھا کہ آپ سے اس سلسلے میں ضرور مشورہ لُوں گی۔" ایڈنا ڈمیل نے کہا۔

"اوہ، کیا فیصلہ ہے وہ؟"

"یہ کہ اگر میں امریکہ ہی کو اپنا مستقل ٹھکانہ بناؤں تو کیا حرج ہے؟"

"تم نے میرے مُنہ کی بات چھین لی ہے ایڈنا ڈمیل۔ میں خود بھی یہی چاہتا تھا اور یہ تمہارے حق میں ہر طرح سے بہتر ہے، کم از کم یہ ملک ایسی جگہ ہے جہاں تمہاری مخالف تنظیم، جس سے کبھی تم منسلک تھیں۔ وہ تمام کارروائیاں اس پیمانے پر نہیں کر سکتی جس پیمانے پر وہ دُوسرے کسی بھی ملک میں کر سکتی ہے۔"

"ہاں مجھے اس بات کا یقین ہے۔" ایڈنا ڈمیل نے جواب دیا۔

"تو میری طرف سے تمہیں پیش کش ہے کہ تم امریکہ کو اپنا مستقل ٹھکانہ بناؤ۔ سیر و سیاحت کے پروگرام ضرور شروع کرو۔ لیکن یہاں سے۔ اس کے بعد یہیں واپس آ جاؤ۔" جیکارڈ نے کہا۔

"کیا اس سلسلے میں آپ میری مدد کر سکتے ہیں مسٹر جیکارڈ؟"

"تم مدد کی بات کر رہی ہو، میں کہتا ہُوں یہ میری خواہش ہے اور تم جس وقت بھی چاہو میں اُسی وقت تمہارے لیے اس ملک کی شہریت کا انتظام بھی کر سکتا ہُوں۔"

"اس طرح تو میری ایک بہت بڑی مشکل حل ہو گی۔" ایڈنا ڈمیل نے کہا۔

"یقیناً، اور یہ جیکارڈ کی ذمّے داری ہے ایڈنا۔ میں تمہیں یہاں کی شہریت دِلوا دُوں گا، جیکارڈ کے لیے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔"

"میرے بارے میں چھان بین کی جائے گی؟"

"قطعی نہیں۔ اگر چھان بین کی گئی تو پھر یہ کام تو تم خود بھی کر سکتی ہو۔ یا کوئی بھی آدمی کر سکتا ہے۔ جیکارڈ جب یہ بات کہے گا کہ یہ دو افراد امریکہ کے شہری ہیں، تو پھر امریکہ کے کسی بھی شخص کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ وہ اس سلسلے میں کوئی دوسرا سوال کرے۔"

"اوہ مسٹر جیکارڈ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں بھی چاہتی ہُوں۔" ایڈنا ڈمیل نے جواب دیا۔

"تو پھر یہ بات طے کہ ڈیئر ڈمیل کہ تم اب امریکہ کی شہری بن گئیں، میں بہت بڑی بات تو نہیں کرتا، لیکن جو کچھ میں کہہ رہا

ہُوں اُسے کرانے کی اہلیت رکھتا ہُوں۔"

"مَیں جانتی ہُوں مسٹر جیکارڈ۔"

"اچھا چھوڑو ان باتوں کو، یہ سب کچھ تو ہو جائے گا تم بالکل بے فکر رہو، مَیں یہاں تمھیں ایک ایسی رہائش گاہ فراہم کروں گا جو تمھارے شایانِ شان ہو، یہ جیکارڈ کے ذِمّے ہے، لیکن مَیں اب تم سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہُوں کہ زندگی گزارنے کے لیے تمھارے ذہن میں، کچھ نہ کچھ خیالات بھی ہوں گے۔ مَیں کبھی تم سے یہ بات نہیں کہوں گا ڈمپل کہ تم کسی بھی طور مالی مشکلات میں پھنس سکتی ہو، تم جس پائے کی عورت ہو مجھ سے زیادہ اِس بارے میں کون جان سکتا ہے، مَیں یہ بات کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کر سکتا کہ مَیں ایک وقت میں تمھارا ملازم رہ چکا ہوں۔"

"اوہ نہیں مسٹر جیکارڈ، براہِ کرم ایسے الفاظ کہہ کر مجھے شرمندہ نہ کریں۔"

"نہیں ڈیئر یہ ہو چکا ہے اور جو ہو چکا ہے اُسے ہم نظرانداز کیسے کر سکتے ہیں؟"

"پھر بھی اُس کا تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے جس ذریعے سے آپ نے میرے لیے کام کیا تھا اب وہ ذریعہ ہی نہیں رہا، تو ہم میں سے کسی کو بھی اس کے بارے میں کچھ کہنے کا حق نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میری خواہش ہے ایڈنا کہ مالی فائدے کے لیے بھی اور اپنے آپ کو دلچسپیوں میں مصروف رکھنے کے لیے بھی، تم میرے ساتھ شمولیت اختیار کر لو اور ہم دونوں مل کر کوئی ایسا پروگرام بناتے ہیں جس کے ذریعے ہمیں بڑی رقم حاصل ہو۔"

ایڈنا ڈمپل سوچ میں پڑ گئی، پھر اُس نے گردن ہلاتے ہُوئے کہا۔ "آپ ٹھیک کہتے ہیں مسٹر جیکارڈ، اور مَیں یہ جانتی ہُوں کہ امریکہ جیسے مہنگے ملک میں ایک معیاری زندگی گزارنا بلاشبہ ایک مشکل کام ہے، اس کے علاوہ مَیں اتنا کچھ خرچ کر چکی ہُوں کہ مَیں نے ایک خاص ذریعے سے جو دولت حاصل کی تھی، اب اُس کا بہت تھوڑا حصّہ میرے پاس رہ گیا ہے، لیکن براہِ کرم آپ اسے خود پرستی نہ تصوّر کریں۔ مسٹر جیکارڈ دولت حاصل کرنا میرے لیے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ مَیں کوئی بھی چھوٹا موٹا منصوبہ بنا کر اپنے لیے بہت کچھ کر سکتی ہُوں، اور مَیں جانتی ہُوں مجھے مستقبل قریب میں یہ سب کچھ کرنا ہوگا، اگر آپ کے ساتھ مل کر کچھ کر لیا جائے تو مَیں سمجھتی ہُوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہ بہتر ہوگا۔"

"ہاں میری بھی یہی خواہش ہے، بعض اوقات ایسے منصوبے بناتے ہیں جن پر ہم تنہا کام نہیں کر سکتے، تم جانتی ہو ایڈی کہ میرے ساتھ بے شمار کارکن ہیں اور وہ میرے لیے سب کچھ کرنے پر آمادہ رہتے ہیں، لیکن مَیں اپنے برابر کی اپنے معیار کی ایک ایسی خاتون چاہتا ہُوں، جو وہ تمام شعبے سنبھال لے، جو کسی خاتون ہی کے سپرد کیے جا سکتے ہیں۔"

"اور آپ اس کے لیے مجھے بہتر سمجھتے ہیں؟"

"کیسی باتیں کر رہی ہو ایڈی، مَیں نہ صرف تمھیں بہتر سمجھتا ہُوں، بلکہ مَیں یہ سوچتا ہُوں کہ یہ میری خوش بختی ہے کہ تم میرے ساتھ کام کرنے پر آمادہ ہو جاؤ۔"

"کام کیا ہے۔ کیا کوئی خاص پروگرام ہے آپ کے ذہن میں؟"

"ہاں، فوری طور پر ایک پروگرام ہے میرے ذہن میں۔"

"کیا؟"

"پرنس، آرسیانو۔ ڈیوک آرسیانو ایک بہت بڑا آدمی ہے، یہاں کے ایک جزیرے کا تنہا مالک ہے، وہاں وہ جس انداز کی زندگی گزارتا ہے تم تصوّر کر سکتی ہو، بہت دولت مند آدمی ہے ایک شپنگ کمپنی قائم کر رکھی ہے اُس نے، ایک اپنا ذاتی ٹیلی ویژن اسٹیشن لگا رکھا ہے۔ کروڑوں ڈالرز کی آمدنی ہے اُس کی۔ اور مَیں چاہتا ہُوں کہ اس آمدنی میں ہمارا حصّہ بھی شامل ہو جائے۔" جیکارڈ نے مُسکراتے ہُوئے کہا۔

"خوب۔ لیکن اس کے لیے کوئی منصوبہ ہے آپ کے ذہن میں؟"

"ہاں، نہایت جامع اور مکمل منصوبہ ہے لیکن اِس منصوبے کی تکمیل کے لیے مجھے ایڈنا ڈمپل کی ضرورت پیش آئے گی۔"

"ہمیں اپنے منصوبے کی تکمیل کے بعد کتنی بڑی رقم حاصل ہو سکتی ہے؟" ایڈنا ڈمپل نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے اتنی بڑی کہ تم تقریباً پانچ سال تک نہایت شاہانہ انداز سے زندگی گزار سکتی ہو۔"

"ہُوں، قابلِ توجہ بات ہے، آپ مجھے پرنس آرسیانو کے بارے میں اور کچھ تفصیل بتائیں گے؟"

"مکمل تفصیل بتا دُوں گا، مکمل منصوبہ پیش کروں گا، پہلے یہ بتاؤ کہ تمھیں اس سلسلے میں یہ کام کرتے ہُوئے کوئی دِقّت تو پیش نہیں آئے گی؟"

"آنی تو نہیں چاہیے۔"

"اور شیران؟"

"بہتر یہ ہوگا کہ مَیں شیران کو اپنے اس پروگرام میں شریک

کروں۔ کیا میرے کام میں اس کی کہیں گنجائش نکل سکتی ہے؟"

"سو فیصد نکل سکتی ہے۔ وہ تمھارے ساتھی کی حیثیت سے ہر لمحہ تمھاری مدد کرے گا۔"

"پھر تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے، البتہ ایک بات مَیں تم سے مزید پوچھنا چاہوں گی مسٹر جیکارڈ۔"

"وہ کیا؟"

"بہتر یہ ہوگا کہ شیران کو اس سلسلے میں اہمیت دی جائے آپ اس منصوبے کی مکمل تفصیلات پر اس سے گفتگو کریں اور وہ یہ محسوس کرے کہ آپ نے میری نسبت اُسے زیادہ اہمیت دی ہے تو یہ ہم دونوں کے مفاد میں ہوگا۔" جیکارڈ گردن ہلانے لگا۔ پھر بولا۔ "مَیں سمجھ رہا ہُوں اور مَیں سمجھتا ہُوں کہ یہ بہتر ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے، میرے اور تمھارے درمیان جو تعلقات ہیں، ہم اِن سے شیران کو الگ نہیں کرتے لیکن بعض لوگوں کو ہینڈل کرنے کے لیے تھوڑی سی گڑبڑ کرنا ہی پڑتی ہے۔" جیکارڈ نے مسکراتے ہُوئے کہا اور ایڈنا ڈمپل بھی مُسکرانے لگی۔

"ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے، آپ تمام معاملات پر مجھ سے گفتگو کریں اور اُس کے بعد شیران کو از سرِ نو اُس سلسلے میں دعوت دیں اور بہتر یہ ہوگا کہ تنہا دعوت دیں تاکہ وہ یہ محسوس کرے کہ آپ نے اُسے فوقیت بخشی۔ اِس کے ذریعے ہی یہ پروگرام مجھ تک پہنچے تو بہت ہی بہتر ہوگا۔"

"ٹھیک ہے مَیں اِس سلسلے میں تمھیں تفصیلات بتاتا ہُوں۔" جیکارڈ نے کہا اور پھر وہ پرنس آرسیانو کے بارے میں اپنے منصوبے کی تفصیلات ایڈنا ڈمپل کو بتانے لگا۔

شیران اب پہلے والا شیران نہیں تھا جو صرف ایک جذباتی اور سر پھرا نوجوان تھا، وقت اور حالات نے اُسے غور و خوض کرنے کا عادی بنا دیا تھا اور اب وہ جو کچھ کرتا تھا اُسے سوچ سمجھ کر کرتا تھا۔

جیکارڈ کے سلسلے میں بھی یہی صورتِ حال تھی، ایڈنا ڈمپل کی معیّت میں اُس نے اپنی فطرت میں جو تبدیلیاں پیدا کی تھیں۔ وہ بدستور تھیں اور ان میں کوئی ردّ و بدل نہیں ہُوا تھا۔ لیکن جیکارڈ کو دیکھنے کے بعد ایک بار پھر مارلینو اس کے ذہن میں تازہ ہو گیا تھا اور اُس نے مارلینو کو خراجِ تحسین پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہی سوچا تھا کہ جیکارڈ کو قتل کر دے۔ چنانچہ اُس نے اپنے ذہن میں اس سلسلے میں منصوبہ بندی شروع کر دی تھی، البتہ اُس نے یہ بھی اندازہ لگایا تھا کہ کماری کیلاشی جیکارڈ کی دوست ہے، یہاں اب اُسے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ کماری کیلاشی کو وہ اپنی اس کوشش کے بارے میں کچھ بتلائے یا نہ بتائے اور اُس نے کافی غور و خوض کے بعد یہی سوچا تھا کہ کماری کیلاشی کو اس سے لاعلم رکھنا بہتر ہوگا۔ چونکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جیکارڈ کی سفارش کرے اور اس سے درخواست کرے کہ جیکارڈ مارلینو کے لیے کچھ بھی رہا ہو، اُسے نقصان نہ پہنچایا جائے۔ اس کے علاوہ امریکہ میں شیران کو جیکارڈ کی اہمیت کا کسی حد تک اندازہ ہو چکا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اُسے قتل کرنا آسان نہ ہوگا، اِس لیے بھی وہ محتاط رہنا چاہتا تھا۔

کماری کیلاشی اس کی زندگی کا مرکز تھی، لیکن جیکارڈ سے ملنے کے بعد پہلی بار شیران کے دِل میں ایک ایسی کیفیت پیدا ہوئی تھی، جو اُس کے اور کماری کیلاشی کے خلوص میں رُکاوٹ بن رہی تھی۔ یعنی وہ جیکارڈ کے بارے میں اپنے منصوبے سے کماری کیلاشی کو آگاہ نہیں کرنا چاہتا تھا اور اِس سلسلے میں اُس نے یہی سوچا تھا کہ کسی بھی مناسب موقع پر جیکارڈ کو قتل کر دے گا، اور اس کا اظہار نہیں کرے گا کہ جیکارڈ کا قتل اُس نے کیا ہے، ضروری نہیں تھا کہ کماری کیلاشی کو اس بارے میں کچھ بتایا جاتا۔ یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ مارلینو کے بارے میں کیلاشی سے گفتگو ہُوئی تھی، لیکن شیران نے اُس سے اِن افراد کا تذکرہ نہیں کیا تھا، جنھیں اُسے قتل کرنا تھا، ہاں کماری کیلاشی کو خود ہی اگر یہ بات معلوم ہو جاتی تو دُوسری بات تھی، بہر طور شیران اپنے ذہن میں منصوبہ بندی کر رہا تھا، اگر وہ پہلے کی طرح ہوتا تو اُس کا سب سے پہلا کام یہی ہوتا کہ جو کچھ اُس نے سوچا تھا اُس پر عمل کر ڈالتا، لیکن اب وہ غور و خوض کرنے کا عادی ہو گیا تھا اور سوچ سمجھ کر قدم اُٹھانا چاہتا تھا، چنانچہ اِس سلسلے میں ابھی اُس کے ذہن میں کوئی ٹھوس منصوبہ نہیں آیا تھا۔ البتہ اُس نے یہ سوچا تھا کہ جس قدر جلد موقع ملا کسی مُناسب وقت پر جیکارڈ کو ٹھکانے لگا دے گا اور اس سلسلے میں اگر موقع مِلا تو مارلینو کو ایک گمنام خط بھیج کر اس سے تذکرہ کر دے گا کہ اُس نے اُس کے آٹھ دُشمنوں میں سے ایک اور دُشمن کو ختم کر دیا ہے۔

یہ منصوبہ شیران کے ذہن میں پرورش پا رہا تھا، زندگی کی دُوسری تفریحات بھی جاری تھیں۔

ماڈیو شو دیکھنے کے لیے اُسے ایک اور جگہ جانا تھا چنانچہ وہ کیلاشی سے رُخصت ہو کر یہاں آگیا تھا، ماڈیو شو کی بہترین تفریحات اُس کے لیے باعثِ دلچسپی تھیں۔ اُس کا دِل خود بھی چاہ رہا تھا کہ گھڑ سواری کے اس شاندار مظاہرے میں حصّہ لے لیکن اُس

نے اندازہ لگالیا تھا کہ اس شو میں جو گھڑ سوار حصہ لے رہے ہیں بلاشبہ وہ اس سے زیادہ ماہر اور مشاق ہیں اور وہ ان کے مقابلے پر کوئی بہتر پرفارمینس پیش نہیں کر سکے گا، چنانچہ اُس نے اپنی اس خواہش پر قابو پالیا تھا۔

بہرطور تیسرے دن وہ وہاں سے واپس چل پڑا اور کماری کیلاشی کے پاس پہنچ گیا۔

ایڈنا ڈمپل اُسے دیکھ کر خوش ہو گئی تھی، اُس نے کہا۔ "ڈیئر تین دن کی یہ جُدائی، مجھے کیا محسوس ہوئی ہے، مَیں بیان نہیں کر سکتی۔"

"کیفیت تو میری بھی تم سے مختلف نہیں تھی، لیکن مَیں محسوس کر رہا ہُوں کیلاشی، کہ ہمیں اپنی محبت کو مسلسل بڑھانے کے لیے اس قسم کے وقفے دیتے رہنا چاہئیں۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اِن تین دنوں میں، مَیں نے تمھارے بارے میں سوچا اور ہر لمحہ اپنے ذہن میں تمھاری محبت پہلے سے زیادہ پائی۔ کیا تمھاری کیفیت مجھ سے مختلف تھی؟"

"نہیں۔" ایڈنا ڈمپل نے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "اسی لیے مَیں کہہ رہا ہُوں کہ اپنی محبت قائم رکھنے کے لیے ہمیں ایک دُوسرے سے جُدا رہنا چاہیئے۔ یہ جُدائی ہماری محبت کو اور بڑھائے گی اور ہم ایک دُوسرے کے لیے زیادہ پسندیدہ رہیں گے۔"

"عجیب منطق ہے تمھاری۔ مَیں اس بات کو پسند نہیں کرتی۔"

"کوئی ہرج نہیں ہے، ایک تجویز پیش کی تھی مَیں نے۔ بہرطور تم جب بھی پسند کرو، اپنے طور پر بھی تفریحات کر سکتی ہو۔" شیران نے کہا اور ایڈنا ڈمپل اُسے بغور دیکھنے لگی۔ پھر شیران بولا۔ "خیر چھوڑو، یہ بتاؤ، اِن تین دِنوں میں تم کیا کرتی رہیں؟"

"زیادہ تر ہوٹل کے کمرے میں رہی اور کبھی کبھی تھوڑی سی سیر و تفریح کے لیے باہر بھی نکل گئی۔"

"مسٹر جیکارڈ سے ملاقات ہُوئی اس دوران؟"

"ہاں ایک بار۔ بہت سی باتیں کر رہے تھے مجھ سے۔ ٹیلی فون کر کے بلایا تھا مجھے، مَیں نے تمھارے بارے میں بتایا تو کہنے لگے کہ مَیں تمھارے ساتھ کیوں نہیں گئی۔ مَیں نے کہا کہ کبھی کبھی شیران کو تنہا بھی چھوڑنا چاہیئے۔"

"ہُوں، کوئی خاص بات؟" شیران نے سوال کیا۔

"کوئی خاص بات نہیں، مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ میرا کیا منصوبہ ہے اور اَب میں کہاں جانے کا اِرادہ رکھتی ہُوں۔ مَیں نے کہا کہ مَیں اِس سلسلے میں شیران سے مشورہ کر کے جواب دُوں گی۔"

"مشورہ؟" شیران نے سوالیہ انداز میں اُسے دیکھا۔

"ہاں شیران مَیں تم سے صاف گوئی سے ایک بات کہنا چاہتی ہُوں، مَیں کسی بھی طور ایسا کوئی کام نہیں کروں گی جس سے تمھیں اختلاف ہو لیکن یہ بات بہت دِنوں سے میرے ذِہن میں ہے کہ ہم کہیں اپنا کوئی مستقل ٹھکانہ نہیں بنائیں گے، تم اگر چاہو تو مَیں دُنیا کے کسی بھی خطّے میں تمھارے ساتھ زندگی بسر کر سکتی ہُوں، گھوم پھر سکتی ہُوں، اِس وقت کا اِنتظار کر سکتی ہُوں جب کہیں بھی ہمیں موت آ دبوچے لیکن مَیں نے صاف گوئی کا لفظ اسی لیے اِستعمال کیا ہے کہ میرے اپنے ذِہن میں جو کچھ ہے، وہ میں تم سے کہہ دُوں۔"

"تو کہو نا ڈارلنگ، اِس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟"

"شیران اگر ہم امریکہ کو ہی اپنی سکونت گاہ بنالیں تو کیسا رہے! ظاہر ہے یہ جدید ترقی یافتہ ملک ہے اور ترقی یافتہ ممالک میں ہم اسے سرِفہرست کہہ سکتے ہیں، یہاں زندگی کی تمام آسائشیں موجود ہیں اور ہمارے لیے بہترین شکار گاہ بھی۔ یعنی یہ کہ جب بھی ہمیں دولت کی ضرورت ہو، ہم کوئی بھی شکار کر سکتے ہیں اور اس طرح کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو۔ چنانچہ اگر ہم امریکہ میں ایک طویل عرصہ قیام کرنے کا پروگرام بنالیں تو اس میں کیا ہرج ہے؟ سیر و سیاحت کا جہاں تک معاملہ ہے، تو بھلا ہمیں یہاں سے جانے سے کون روک سکے گا، جب دِل چاہے جہاں دِل چاہے جائیں گے اور اس کے بعد پھر اپنا گھر سمجھ کر واپس لوٹ آئیں گے۔"

"تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے یا اس میں ایسی کون سی بات ہے جس سے مجھے اختلاف ہو!" شیران نے کہا۔

"اوہ ڈیئر، اس کا مطلب ہے کہ تم یہاں رہائش اختیار کرنے کے لیے تیار ہو؟"

"ہاں بخوشی۔ مَیں خود بھی یہی چاہتا ہُوں کیلاشی کہ ہم اپنا ایک گھر بنالیں، جو ہماری مستقل رہائش گاہ ہو، جب تک دِل چاہے یہاں رہیں اور جب دِل چاہے سیر و سیاحت کے لیے دُنیا کے کسی بھی حصّے میں نکل جائیں اور جب سیر و تفریح سے تھک جائیں تو یہاں آ کر میرا مطلب ہے اپنے گھر میں سکون کے گہرے گہرے سانس لیں۔" شیران نے کہا

"شیران، شیران تم ایک بہترین ساتھی ہو، قابلِ قدر دوست ہو، ایک ایسے انسان ہو جس کی معیت پر جس قدر فخر کیا جائے کم ہے۔ مَیں تو سوچ رہی تھی کہ شاید تم اس بات سے اختلاف کرو۔"

"نہیں ڈیئر مَیں تمھاری کسی بھی ایسی بات سے اختلاف نہیں ںں گا، جس میں کوئی نقصان دِہ پہلو نہ ہو۔" شیران نے جواب دیا۔

"تو پھر جیکارڈ اس سلسلے میں ہماری بہترین مدد کر سکتے ہیں، ں تمھیں بتاؤں اُنھوں نے مجھ سے یہی سوال کیا تھا اور مَیں نے فیں یہی جواب دیا تھا کہ مَیں شیران سے مشورہ کرنے کے بعد بتاؤں ، ویسے اپنے طور پر مَیں نے اُن سے کہا تھا کہ اگر شیران رضامند وگیا تو مَیں امریکہ میں سکونت اختیار کرنا پسند کروں گی۔"

"تو ٹھیک ہے، میں راضی ہُوں۔" شیران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے شیران، مَیں مسٹر جیکارڈ کو اس بارے ں اِطلاع دے دُوں گی۔"

اور پھر اسی شام اُنھوں نے ٹیلی فون پر مسٹر جیکارڈ سے ت کی جیکارڈ نے ٹیلی فون پر شیران سے اس کی خیریت پُوچھی وررا ڈیو شو کے بارے میں تفصیلات معلوم کیں پھر کہنے لگا۔ "مسٹر شیران اگر آپ مناسب سمجھیں تو کسی دن تنہائی میں مجھ سے بات ریں، بات دراصل یہ ہے کہ کماری کیلاشی سے میرے دیرینہ مراسم ں اور ان مراسم کی بنیاد پر مَیں اُن کی عزّت بھی کرتا ہُوں لیکن بعض عاملات ایسے ہوتے ہیں جن میں کسی خاتون پر مکمل بھروسہ نہیں کیا اسکتا۔"

"اوہ مسٹر جیکارڈ کماری کیلاشی ایک بہترین بیوی، ایک بہترین ساتھی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی وہ ایک عام عورت ہیں ہے، زندگی کے ہر معاملے میں اُسے ساتھ رکھا جاسکتا ہے، ں پہ اعتماد کیا جاسکتا ہے۔" شیران نے جواب دیا۔

"یہ آپ لوگوں کی بے مثال محبت کا اظہار ہے، مَیں اسے سلیم کرتا ہُوں، لیکن مَیں پھر یہی بات کہتا ہوں کہ زندگی کے بے شمار وڈ ایسے ہیں جن میں ایک مرد ہی صحیح فیصلہ کر سکتا ہے۔"

"تو پھر آپ کیا چاہتے ہیں مسٹر جیکارڈ؟"

"میری خواہش ہے کہ آپ مجھے ایک بار تنہائی میں ملاقات اموقع دیں، مَیں آپ سے کچھ اہم موضوعات پر گفتگو کرنا چاہتا ہُوں، یہ دُوسری بات ہے کہ آپ اُنھیں سُن کر اپنے طور پر کماری یلاشی سے اس سلسلے میں مشورہ کریں۔ مَیں آپ سے یہ کبھی نہیں ہوں گا کہ آپ اُن کی مرضی کے بغیر یا اُن سے ہٹ کر کوئی ایسا کام ریں جو اُنھیں پسند نہ ہو۔"

"ہاں ہاں تنہا ملاقات میں کوئی ہرج نہیں ہے مسٹر جیکارڈ، بب آپ حکم دیں گے میں حاضر ہو جاؤں گا۔" شیران نے مُسکراتے ہُوئے کہا، اس کے ذِہن میں ایک کھٹک سی ہُوئی تھی اور ایک تصوّر اس کے ذِہن میں پلنے لگا تھا۔

"تو پھر آپ یوں کریں کل شام کو چھ بجے آپ مجھ سے میری رہائش گاہ پہ ملاقات کریں۔"

"ٹھیک ہے مجھے پتہ بتا دیجیے، مَیں حاضر ہو جاؤں گا۔" شیران نے کہا اور جیکارڈ اُسے پتہ بتانے لگا جہاں وہ شیران سے ملنا چاہتا تھا، تھوڑی سی رسمی گفتگو کے بعد سلسلہ منقطع ہو گیا۔

ایڈنا ڈمپل گہری نگاہوں سے شیران کو دیکھ رہی تھی، لیکن شیران کے متوجہ ہوتے ہی اُس نے اپنے انداز میں سادگی پیدا کرلی۔

"کیا کہہ رہے تھے مسٹر جیکارڈ، کیا کوئی خاص بات ہے تمھاری گفتگو میں، مَیں بھی شامل تھی، کیا گفتگو ہو رہی تھی، مجھے بھی بتاؤ۔" اُس نے ناز بھرے انداز میں کہا اور شیران اُسے جیکارڈ سے ہونے والی گفتگو کی تفصیل بتانے لگا۔ ایڈنا ڈمپل نے اُس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"مجھے تم پر ناز ہے شیران، مجھے تم پہ ناز ہے۔"

"مسٹر جیکارڈ مجھ سے کیا گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ کیا تم کوئی اندازہ لگا سکتی ہو؟" شیران نے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے کوئی خاص بات نہیں ہوگی، ممکن ہے وہ تمھیں کسی کاروباری معاملے کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہوں۔" ایڈنا ڈمپل نے کہا۔

"کاروباری معاملہ؟"

"ہاں۔ امریکہ میں سکونت اختیار کرنے کے لیے وہ ہماری مدد کریں گے اور مسٹر جیکارڈ جن اختیارات کے مالک ہیں، اس کا اندازہ تو تمھیں خود بھی ہو گیا ہو گا، اس کے ساتھ ساتھ وہ ہمارے بہی خواہ کی حیثیت سے یہ بھی چاہتے ہوں گے کہ ہمارے لیے کچھ اس قسم کے راستے فراہم کریں، جو امریکہ میں ہمیں ممتاز زندگی بخش دیں۔"

"اگر یہ بات ہے تو مسٹر جیکارڈ واقعی ہمارے محسن ہیں۔" شیران نے مکّاری سے آنکھیں گھماتے ہُوئے کہا۔ وہ اپنے ذِہن میں جو منصوبہ رکھتا تھا اَب اُس کے بارے میں فیصلہ کر چکا تھا کہ اُس کی ہَوا بھی کماری کیلاشی کو نہیں لگنے دے گا۔

ایڈنا ڈمپل اُسے پیار بھری نگاہوں سے دیکھتی رہی اور اُس کے بعد وہ دُوسری گفتگو میں مصروف ہو گئے۔

دُوسرے دِن شیران نے مکمل تیاریاں کیں، اُس کے اپنے ذِہن میں جو کچھ تھا، اُس کا تذکرہ اُس نے کماری کیلاشی سے نہیں کیا تھا۔ ہاں یہ فیصلہ اُس نے کر لیا تھا کہ اگر کیلاشی کو پتہ چل گیا کہ جیکارڈ کو شیران کے ہاتھوں نقصان پہنچا ہے تو وہ اس کا

اعتراف کرے گا اور اُسے بتا دے گا کہ مجبوراً ہی اُسے یہ راہ اختیار کرنا پڑی تھی، اُسے یقین تھا کہ کماری کیلاشی اپنی محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اُسے معاف کر دے گی وہ اُس پر اتنا ہی اعتماد رکھتا تھا۔

تمام تر تیاریوں کے بعد وقتِ مقررہ پر وہ جیکارڈ کے بتائے ہُوئے پتے پر روانہ ہو گیا۔ اُس نے اپنے سلسلے میں مکمل بندوبست کر لیا تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد وہ ساحلِ سمندر کے نزدیک تھا۔

جیکارڈ کی یہ رہائش گاہ سمندر کے کنارے پر بنی ہُوئی تھی، سفید رنگ کی یہ ہٹ انتہائی خوب صورت تھی اور جیکارڈ جیسے آدمی کی دولت کا مظاہرہ کرتی تھی۔ ہٹ کے چھوٹے سے سرسبز احاطے میں جیکارڈ نے اس کا استقبال کیا تھا۔ وہ تنہا نظر آ رہا تھا۔ کوئی بھی اس کے ساتھ موجود نہیں تھا۔

اُس نے آگے بڑھ کر شیران سے مصافحہ کیا اور اُسے احترام سے لے کر اپنی اس ہٹ کے اندرونی کمرے میں داخل ہو گیا۔

"تشریف رکھیے مسٹر شیران، آپ کو یہاں دیکھ کر مجھے انتہائی مسرت ہُوئی ہے، مَیں دوستوں سے محبت کا قائل ہُوں اور آنے والا وقت میری اِس بات کا ثبوت پیش کرے گا۔"

"شکریہ مسٹر جیکارڈ آپ کا یہ ہٹ بہت خوبصورت ہے، مَیں سمندر کے کنارے اِتنی خوبصورت رہائش گاہ کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ویسے یہاں اطراف میں دُوسری عمارتیں بھی بنی ہُوئی ہیں، لیکن میرے خیال میں اِن میں سب سے خوبصورت عمارت آپ کی ہے۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں، اس علاقے کی خوبصورت ترین عمارت ہے یہ۔"

"یہاں آپ تفریحاً ہی آتے ہوں گے۔" شیران نے سوال کیا۔

"ہاں، جب بھی سمندر کی تفریحات کے لیے دِل چاہتا ہے مَیں یہاں نکل آتا ہُوں۔"

"یہاں آپ نے ملازم وغیرہ رکھے ہُوئے ہیں؟"

"نہیں اس کی ضرورت پیش نہیں آتی، یہاں کا ایک مستقل چوکیدار ہے، جو یہاں کے تمام ہٹوں کی نگرانی کرتا ہے، قانون کے مطابق وہی چوکیدار اِن ہٹوں کی نگرانی کا حق رکھتا ہے۔"

"گویا جب آپ یہاں آتے ہیں تو اپنے ملازم وغیرہ کو لے آتے ہوں گے۔"

"ہاں اگر اس کی ضرورت محسوس کرتا ہُوں تو لے آتا ہُوں، حالانکہ عام حالات میں اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہاں مَیں زندگی کے تمام لوازمات اکٹھا کر رکھے ہیں۔ بتایئے آپ کو کس کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے؟" جیکارڈ نے مسکراتے ہُوئے پوچھا۔

"نہیں شکریہ۔ ویسے اگر کھانے پینے کی کسی چیز کی ضرورت ہو تو کیا آپ خود ہی اس کا انتظام کرتے ہیں؟"

"ہاں۔ مَیں نے یہاں وہ تمام جدید سامان مہیا کر رکھے ہیں جن کے ہوتے ہُوئے مجھے کسی ملازم کی ضرورت پیش نہ آ۔" جیکارڈ نے کہا۔

"گویا آپ یہاں بالکل تنہا ہیں؟" شیران نے سوال کیا اور جیکارڈ ایک لمحے کے لیے چونک کر اُسے دیکھنے لگا۔ پتہ نہیں شیران اس سلسلے میں بار بار کیوں پوچھ رہا ہے لیکن اُس نے اس بات کو کوئی خاص معنی نہیں پہنائے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس نے شیران کے سامنے کافی کے دو مگ لا کر رکھے، پھر اُن میں سے ایک مگ خود اُٹھا لیا۔

"مسٹر شیران آپ کو تعجب ہو گا کہ وہ کون سی بات ہے جس کے لیے مَیں نے کماری کیلاشی کو آپ سے دُور رکھنا پسند کیا۔"

"ہاں مجھے تعجب تو ہُوا ہے کیونکہ مجھ سے زیادہ کماری کیلاشی آپ کی دوست ہے اور آپ کے لیے زیادہ قابلِ اعتماد بھی۔" شیران نے کہا۔

"اور کماری کیلاشی جس شخص پر اعتماد کرتی ہے کیا مجھے اس پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ مَیں نے اس سلسلے میں کماری کیلاشی سے بھی بات چیت کی تھی اور اُس نے یہی کہا تھا کہ اگر شیران کے بارے میں کوئی فیصلہ کریں تو بھلا اُسے کیا اعتراض ہو سکتا ہے، چنانچہ مَیں نے یہی مناسب سمجھا مسٹر شیران کہ آپ سے گفتگو کروں، دراصل اس کی بُنیادی وجہ یہی ہے اور وہ یہ کہ زندگی کے مسائل کو جس طرح آپ سمجھ سکتے ہیں، کماری کیلاشی لاکھ ذہین سہی لیکن وہ ان کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتی، کماری کیلاشی سے میری بات چیت ہُوئی تھی، بلکہ مَیں نے خود ہی اُسے پیش کش کی کہ وہ امریکہ میں سکونت اختیار کریں، اُس نے اِس پر آمادگی کا اظہار کر دیا لیکن یہ کہا کہ آخری فیصلہ آپ کریں گے اور مسٹر شیران جب دوستوں کو مخلص پایا جائے اور اُن سے محبت ہو جائے، تو پھر دوست کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو زندگی گزارنے کے بہتر مواقع فراہم کر کے دے، اور اُن کے بارے میں خلوصِ دل سے سوچے، مَیں نے آپ لوگوں کے لیے ایک انتہائی خوب صورت جگہ منتخب کر لی ہے، جسے مَیں آپ کو

تحفتاً پیش کروں گا اور وہ آپ کی رہائش گاہ ہو گی لیکن اس کے وجود آپ کو یہ اختیار ہو گا کہ اگر وہ جگہ آپ کے شایانِ شان نہ ہو تو اُسے مسترد کر دیں۔"

"اوہ شکریہ مسٹر جیکارڈ، اس تکلیف کی کیا ضرورت تھی، ہم اگر یہاں رہنے کا فیصلہ کر لیتے تو پھر جگہ کا بندوبست بھی کر لیتے۔"

"نہیں یہ بات کہہ کر آپ میرے خلوص کی توہین نہ کریں مسٹر شیران، مَیں چاہتا ہُوں کہ امریکا میں آپ کو ایک ایسی ممتاز حیثیت حاصل ہو جائے جس سے آپ میرے دوستوں میں شمار کیے جائیں۔"

"گڈ گڈ گڈ، اس کا مقصد ہے کہ اس میں آپ کا اپنا مفاد بھی وابستہ ہے؟" شیران نے ہنستے ہُوئے کہا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں، مَیں اپنے دوستوں کو وہ معیاری حیثیت دینا چاہتا ہُوں جو اُن کے اور میرے دونوں کے شایانِ شان ہو۔" جیکارڈ نے کہا۔

"اس کے لیے مَیں بہت شکرگزار ہُوں آپ کا، فرمایئے مجھے کیسے یاد کیا؟"

"ان تمام باتوں سے مقصد یہی تھا کہ مَیں آپ کو اس بات پر راضی کروں کہ یہاں امریکہ میں رہ کر آپ دولت کے حصول کے لیے کوئی ایسا کام انجام دیں جو آپ کو کم از کم پانچ سال کے لیے فکرِ معاش سے آزاد کر دے۔"

شیران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی پھر اُس نے آہستہ سے کہا۔ "آپ کی یہ پیش کش میرے لیے باعثِ احترام ہے مسٹر جیکارڈ۔ مگر بدقسمتی سے میرے اور آپ کے درمیان ایک ایسی پھانس موجود ہے جسے مَیں کوشش کے باوجود نہیں نکال سکا۔"

"پھانس؟" جیکارڈ نے متعجبانہ انداز میں پُوچھا۔

"ہاں۔ دراصل مسٹر جیکارڈ آپ کو میری زندگی کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل نہیں ہیں، پہاڑوں میں زندگی گزاری ہے مَیں نے، ایک فارغ البال اور مست انسان کی حیثیت سے۔ میرا مشغلہ صرف سیر و شکار تھا، جنگلی درندوں کو میں بڑی دلچسپی سے شکار کیا کرتا تھا اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ایک درندے نے میرے باپ کو ہلاک کر دیا تھا، مَیں نے جس قدر بڑے ممکن ہو سکا درندوں کی نسلوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی اور اُنھیں موت کے گھاٹ اُتارتا رہا پھر ایک اور پاگل بھیڑیا میری طرف متوجہ ہُوا، اُسے مجھ سے دُشمنی تھی، یہ پہاڑ والا کا ہی باشندہ تھا اور اُسے شبہ تھا کہ میرے باپ نے اس کے بھائی کو قتل کر دیا ہے، اس نے مجھ سے انتقام لینے کے لیے منصوبہ بندی کی لیکن بدقسمتی سے یا میری لاعلمی سے میری ماں اُس کی سازش کا شکار ہو گئی، اور وہ وہیں ہلاک ہو گئی، اس کے نتیجے میں، مَیں نے اس خاندان کی چار لڑکیوں کو بے عزت کر کے ہلاک کر دیا، اور اس کے بعد مَیں وہاں سے نکل آیا، کیونکہ وہ درندہ صاحبِ اقتدار تھا، اس کے بعد مَیں نے دُنیا کے بہت سے ممالک میں، جو ایشیا سے ہی تعلق رکھتے تھے، سیر و تفریح کی اور مختلف واقعات و حالات سے گزرتا ہُوا بالآخر کیلاشی تک پہنچ گیا۔

کیلاشی میری زندگی میں ایک مختلف حیثیت سے شامل ہُوئی تھی، وہ عورت جسے مَیں نے بحیثیت عورت زندگی میں پہلی بار چاہا تھا، کیلاشی کی بڑی بہن تھی اور کیلاشی اُس کی ہمشکل تھی، جس کی وجہ سے مَیں کیلاشی سے متاثر ہُوا اور بالآخر مَیں نے اُسے اپنی زندگی میں شامل کر لیا۔ اگر آپ اس بات پر غور کریں۔ مسٹر جیکارڈ تو آپ کو یہ اندازہ ہو گا کہ مَیں نے اُسے صرف اس کی بڑی بہن کا ہمشکل ہونے کی بناء پر قبول کیا تھا لیکن اس کے بعد مَیں نے اس کے ساتھ مخلصانہ زندگی گزاری دی۔ گویا میری وحشی فطرت میں تمام وحشت کے باوجود تھوڑا سا خلوص بھی شامل ہے۔ میری زندگی کے باب میں ایک شخص مجھ سے ٹکرایا تھا جس نے اِن حالات میں میری معاونت کی جب کہ مَیں بالکل یکہ و تنہا تھا۔ نہ صرف یہ کہ اُس نے میری معاونت کی بلکہ اُس نے مجھے ایک ایسی زندگی بھی دی جو بعد میں میرے لیے بہت ہی سکون بخش ثابت ہُوئی، اِس شخص کا نام مارلینو تھا۔"

شیران نے ایک لمحے کے لیے جیکارڈ کی شکل دیکھی۔ جیکارڈ کے چہرے پر اب کچھ تبدیلیاں پیدا ہونے لگی تھیں۔

"تو مسٹر جیکارڈ مارلینو نے مجھے اپنی زندگی سے رُوشناس کراتے ہُوئے بتایا کہ چند درندوں نے اُس کے ساتھ ایک ایسا وحشیانہ سلوک کیا تھا جو بالکل انسانیت کے منافی تھا، ایک معمولی سی بات پر اُنھوں نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اُسے ایک ناکارہ شخصیت بنا دیا تھا اور پھر انہی میں سے ایک نے اُسے اپنے تجربات کا نشانہ بنایا، وہ ایک سائنسدان تھا، آپ اس سائنسدان کو بخوبی جانتے ہیں مسٹر جیکارڈ۔ وہ آپ کا ساتھی ہینڈرک تھا۔"

"مارلینو۔ ہینڈرک۔" جیکارڈ کے ہونٹوں سے سرسراتی ہُوئی آواز نکلی۔

"جی ہاں مسٹر جیکارڈ، ہینڈرک کے ذریعے مارلینو کو بے شمار

قوتیں حاصل ہوگئیں اور پھر ایک دن ایسا ہوا کہ مارلینو وہاں سے فرار ہوگیا لیکن وہ ہینڈرک کی بہت سی چیزیں اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ اس کے بعد اُس نے گانگ ہو میں اپنا ایک مستقل ادارہ قائم کیا اور ایک ناقابلِ تسخیر شخص بن گیا۔ یہ وہی شخص تھا مسٹر جیکارڈ جس نے میری معاونت کی تھی اور اس معاونت کے صلے میں مَیں نے اُس سے وعدہ کیا تھا کہ اُس کے اِن آٹھوں دُشمنوں کو موت کے گھاٹ اُتار دُوں گا، جنھوں نے اُسے اس حالت تک پہنچایا تھا۔ یہ مارلینو کا مشن تھا جو بعد میں، مَیں نے اپنے ذمّے لے لیا اور اِس کے نتیجے میں مسٹر جیکارڈ آپ جانتے ہیں کہ ہینڈرک اور ڈاکٹر بریٹو میرے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں۔

اِن واقعات کو طویل عرصہ گزر چکا ہے، مارلینو یہ نہیں جانتا کہ شیران زندہ ہے اور مَیں یہ نہیں جانتا کہ مارلینو کی موجودہ پوزیشن کیا ہے، لیکن مَیں نے زندگی میں اُس سے ایک وعدہ کیا تھا، مَیں بہت بُرا انسان ہوں مسٹر جیکارڈ، لیکن تھوڑی سی اچھائی بھی ہے میرے اندر، اور وہ یہ کہ جس شخص سے مَیں متاثر ہُوا اُسے مَیں کبھی نہیں بھُولا، پھر اُس کے لیے مَیں نے اپنے دِل میں ہمیشہ مخلصانہ جذبات رکھے، جیسے مارلینو۔ جیسے کماری کیلاشی کو آج تک مجھ سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہُوئی۔ یہی کیفیت مارلینو کی ہے۔ مارلینو سے علیٰحدہ ہُوئے مجھے ایک طویل عرصہ گزر گیا، مگر وہ آج بھی میرے ذہن میں موجود ہے، گو گزرتے سالوں نے اُس کی یاد پر گرد ڈال دی تھی، لیکن جب مَیں نے گرد صاف کی تو اس کا چہرہ نمایاں ہوگیا۔ ہو سکتا ہے میرے افعال اور اقدامات مارلینو کے لیے تکلیف دِہ ثابت ہُوئے ہوں لیکن مارلینو سے مَیں نے جو وعدہ کیا تھا اُسے مَیں اپنی زندگی کے آخری دور تک فراموش کرنے کا اِرادہ نہیں رکھتا۔ آپ کو مَیں نے پہلی بار ہوٹل مارک گا سے میں دیکھا تھا مسٹر جیکارڈ آپ کو اسی وقت مَیں نے پہچان لیا تھا، آپ انہی لوگوں میں سے ہیں، جنھوں نے مارلینو کو نقصان پہنچایا تھا اور جب مارلینو میرے ذہن میں جاگا تو پھر میرا وہ جذبہ بھی میرے سینے میں زندہ ہوگیا یعنی مارلینو کے دُشمنوں کو ٹھکانے لگانے کا جذبہ۔ مسٹر جیکارڈ یہ پہلا موقع ہے جب مَیں نے کماری کیلاشی کو اپنے کسی منصوبے سے آگاہ نہیں کیا۔ مَیں آپ کی یہ معیّت اور دوستی ضرور قبول کر لیتا بلکہ اس کا احترام کرتا، اگر آپ مارلینو کے دُشمنوں میں شمار نہ ہوتے۔"

جیکارڈ کے بدن میں سناٹا دَر آیا تھا۔ وہ ایک لمحے کے لیے خوفزدہ ہوگیا تھا، شیران نے جس سادگی سے یہ انکشاف کر دیا تھا اُس سے اس کے اِرادے ظاہر ہوتے تھے۔ جیکارڈ جیسے شخص کو یہ بات سمجھنے میں زیادہ دِقت پیش نہیں آئی کہ شیران کیا کہہ رہا ہے۔

"مَیں زیادہ وضاحتیں کرنا نہیں جانتا مسٹر جیکارڈ۔ آپ اِس بات کا اعتراف کریں گے کہ آپ اُن آٹھ آدمیوں میں شامل تھے جنھوں نے مارلینو کے ساتھ وہ وحشیانہ سلوک کیا تھا۔"

"مَیں اس وقت کسی مارلینو کے بارے میں گفتگو کرنے کے مُوڈ میں نہیں ہُوں اور اگر تم یہ چاہتے ہو کہ مَیں اُس بات کا اعتراف کروں تو ہاں مجھے اعتراف ہے کہ مَیں اُن لوگوں میں شامل تھا اور ہاں مجھے بادشاہ خان کی کہانی بھی معلوم ہے، شاید تمھیں اِس بات کا یقین نہ آئے کہ بادشاہ خان نے ایک بار مجھے بنکاک طلب کیا تھا اور مجھ سے کہا تھا کہ مَیں شیران کے شکار میں اُس کی مدد کروں، لیکن مَیں نے اُسے منع کر دیا تھا، دراصل مَیں احمقانہ حرکات کرنے کا عادی نہیں ہُوں، نہ صرف مَیں نے بلکہ میرے دُوسرے ساتھیوں نے بھی یہی کہا کہ یہ اُس کا ذاتی معاملہ ہے اور وہ اس ذاتی معاملے کو خود دیکھے، ہمارا اِس سے کوئی مفاد وابستہ نہیں ہے۔ مَیں نے یہ بھی کہا تھا، اس سے مسٹر شیران کہ شیران کبھی ہم تک پہنچا، تو ہم میں سے ہر شخص اتنی اہلیت رکھتا ہے کہ اُس سے اپنے طور پر نمٹ سکے۔"

"مَیں آپ کو اس کا موقع دینا چاہتا ہُوں مسٹر جیکارڈ، آپ کو یہی کہنا چاہیے تھا، جب آپ نے پہلی بار مجھے کماری کیلاشی کے ساتھ دیکھا تھا تو آپ کو محتاط ہو جانا چاہیے تھا، لیکن اِنسان بعض اوقات ایسی احمقانہ حرکت کر جاتا ہے، جو بعد میں اُس کے لیے مُضر ثابت ہوتی ہے، اور آپ وہ حرکت کر چکے ہیں۔"

"مقصد کیا ہے تمھارا؟"

"مقصد یہ ہے کہ مَیں آپ کے اِس خلوص کو قبول نہیں کر سکتا، آپ کی اِس پیش کش کو قبول کرنا بھی میرے لیے ممکن نہیں ہے۔ مَیں صرف آپ کو قتل کرنا چاہتا ہُوں تاکہ مَیں اپنے عہد کو ایفا کر سکوں۔"

"اوہ محسوس ہوتا ہے کہ تم اِنتہائی بے وقوف آدمی ہو اور یہ صرف محسوس ہی نہیں ہو رہا، بلکہ مجھے اس کا تجربہ بھی ہو چکا ہے لیکن مَیں تو صرف کماری کیلاشی کی حد تک بے وقوف سمجھتا تھا، مجھے یہ اُمید نہیں تھی کہ اس کے بعد کے معاملات میں بھی تم بے وقوف ثابت ہو گے۔"

"کماری کیلاشی کی حد تک؟" شیران نے سوال کیا۔

"ہاں میرے عقلمند دوست، تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔

اس لیے ناکہ مَیں مارلینو کے دُشمنوں میں شامل ہُوں لیکن کماری کیلاشی کو تم نے آج تک قتل نہیں کیا، جب کہ وہ تمھاری محبوبہ کی قاتل ہے۔"

"مَیں نہیں سمجھا مسٹر جیکارڈ، اب آپ کوئی نیا کھیل کھیل رہے ہیں؟"

"احمق، بے وقوف انسان، اوّل تو امریکا میں رہ کر تم جیکارڈ کا بال بیکا نہیں کر سکتے، اس کے علاوہ دُنیا کے کسی بھی ملک میں تمھیں اپنے آپ سے مقابلہ کرنے کا چیلنج دے سکتا ہُوں۔ مَیں نے جو محبت اور جو شرافت تمھارے ساتھ برتی، اس کا مجھے افسوس ہے، خیر ایسا ہو ہی جاتا ہے، زندگی میں حماقتیں سرزد ہوتی رہتی ہیں، تمھیں پہچاننے کے بعد مجھے یہی چاہیے تھا کہ مَیں پہلے تمھیں ٹھکانے لگا دیتا، باقی رہی ایڈنا ڈمیل کی بات تو اُس سے مَیں اپنے طور پر کوئی بہتر معاہدہ کر سکتا تھا۔"

"ایڈنا ڈمیل کی بات۔ تم ایڈنا ڈمیل کو جانتے ہو؟" شیران نے چونک کر کہا۔

"ہاں میرے بے وقوف دوست بلکہ بے وقوف دُشمن، اب مَیں تمھیں دوستوں میں شمار نہیں کر سکتا، چنانچہ تمھارے دِل کو یہ چرکا لگانے میں مجھے عار نہیں ہے کہ مَیں تمھیں کماری کیلاشی کی حقیقت سے آگاہ کر دُوں۔ مَیں اب اس عورت سے بھی کوئی دلچسپی نہیں رکھتا، جو ممکن ہے تمھاری سازش میں شریک ہی ہو۔ کیا تم اِس بات کا جواب دو گے کہ کماری کیلاشی تمھارے دِل کا حال جانتی ہے؟"

"یہ میرا ذاتی معاملہ ہے جیکارڈ، اِس لیے مَیں تمھیں اِس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا، لیکن تم کماری کیلاشی اور ایڈنا ڈمیل کا نام ایک ساتھ کیوں لے رہے ہو؟" شیران نے جیکارڈ کو دیکھتے ہُوئے پوچھا۔

"اس لیے احمق شیران کہ تمھاری کیلاشی درحقیقت ایڈنا ڈمیل ہے، سمجھے تم، تمھاری محبوب بیوی تمھیں مستقل دھوکا دے رہی ہے، اُس نے کئی سالوں سے تمھیں بے وقوف بنایا ہُوا ہے، ہاں وہ ایڈنا ڈمیل ہے۔ ایڈنا ڈمیل میری بہت پُرانی شناسا ہے اور اُس دِن جب اُس نے مجھے مارک گا سے میں دیکھا تو اپنے آپ پر قابو نہ پا سکی اور میرے پاس پہنچ گئی۔ مَیں اُسے اُس کی اصل حیثیت سے جانتا ہُوں، اس کی اِس شکل سے نہیں جانتا تھا، چنانچہ مَیں نے اُسے اجنبی نگاہوں سے دیکھا، تب اس نے مجھ سے اپنا تعارف کراتے ہُوئے کہا تو اُس نے مجھے بتایا کہ اُس کا نام ایڈنا ڈمیل ہے۔ مَیں نے اُس سے اس کی شکل کے بارے میں پُوچھا تو اُس نے مجھے اپنی اور تمھاری کہانی سُنا دی۔ وہ ایڈنا ڈمیل ہے جس نے تمھاری محبوب موفی مارورین کو قتل کیا اور اس کے بعد ہندوستان میں رُوپوش ہوگئی پھر تم اُسے نظر آئے تو اُس نے اپنے ذہن میں ایک منصوبہ بندی کر لی اور اُس نے اپنے چہرے پر کماری کیلاشی کا میک اَپ کر کے یہ ظاہر کیا کہ وہ موفی مارورین کی بہن ہے۔ اِس لیے اُس کی ہمشکل ہے اور تم جو ایک احمق آدمی تھے... پہاڑوں میں رہنے والے وحشی، جاہل اور گنوار، تم نے اُسے کماری کیلاشی کی حیثیت سے قبول کر لیا اور اس لیے اُسے اپنی زندگی میں شامل کر لیا کہ وہ موفی مارورین کی چھوٹی بہن ہے اور اُس کی شکل تمھیں موفی مارورین کی یاد دِلاتی رہے گی لیکن احمق شیران کیا تم اس بات سے انکار کر سکتے ہو کہ تم ایک بے وقوف آدمی نہیں ہو، وہ کتنی کامیابی سے آج تک تمھیں احمق بناتے ہُوئے ہے۔ جاؤ میرے دوست پہلے اپنی محبوبہ کی خبر لو جیکارڈ کا مسئلہ تو بہت بعد میں آتا ہے۔ ہاں مَیں تمھیں اس کا موقع دے سکتا ہُوں، تم یہاں سے نکل کر جا سکتے ہو، یہاں سے جاؤ۔ ایڈنا ڈمیل کے چہرے پر میک اَپ تلاش کرو، اُسے اس کی اصل شکل میں لاؤ اور اُسے قتل کر دو۔ اِس کے بعد مَیں تمھیں دعوت دُوں گا کہ تم میرے راستے پر آؤ۔ جیکارڈ ایک دلیر آدمی ہے۔ مَیں اِس لیے تم سے یہ سب کچھ نہیں کہہ رہا کہ مَیں اپنی جان بچانا چاہتا ہُوں۔ اگر تم چاہو تو مجھ سے مقابلہ کر سکتے ہو۔"

شیران ایک لمحے کے لیے چکرا گیا تھا، اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا، وہ بڑی طرح بوکھلا گیا تھا لیکن دُوسرے لمحے میں وہ سنبھل گیا۔

اگر جیکارڈ جیسے چالاک آدمی نے اُس کے ساتھ کوئی چال چلی ہے تو بلاشبہ یہ چال انتہائی بھیانک ہے اور اس چال اور اس کے اِن الفاظ نے بلاشبہ شیران کے اعصاب کو جھنجوڑ کر رکھ دیا ہے، لیکن اگر یہ حقیقت ہے تب بھی، ایڈنا ڈمیل سے تو بعد میں نمٹا جا سکتا ہے۔ ایک دُشمن نگاہوں کے سامنے ہو تو سب سے پہلے اس کا اختتام ضروری ہے، ممکن ہے یہ صرف جیکارڈ کی چال ہو اور اُس نے اِسے اس جذباتی اُلجھن میں مُبتلا کر کے اپنی جان بچانے کی کوشش کی ہو، چنانچہ اُس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور مُسکراتے ہُوئے بولا۔ "یہ میرے اصول کے خلاف ہے مسٹر جیکارڈ، اگر کماری کیلاشی نے مجھے دھوکا دیا

ہے اور وہ کیلاشی نہیں ایڈنا ڈمیل ہے، تو پھر اس سے بھی حساب کتاب کروں گا لیکن فی الحال تو تم ہی میری نگاہوں کے سامنے ہو۔"

"فکر اس مت کرو، میں نہیں چاہتا کہ تمھاری موت اِس جگہ ہو، میں نے تمھیں دوستانہ انداز میں بُلایا تھا اور میں تمھیں اسی طرح واپس جانے کی اجازت دیتا ہوں" اور اس کے بعد جب دُوسری بار ملیں گے تو دو دُشمنوں کی حیثیت سے ملیں گے۔"

جیکارڈ اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا، شیران بھی آہستہ آہستہ کھڑا ہو گیا تھا پھر دفعتاً اُس نے کافی کے مگ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور انتہائی پھرتی سے اُسے جیکارڈ کے چہرے پر اُچھال دیا۔

گرما گرم کافی جب جیکارڈ کے مُنہ پر پڑی تو ایک لمحے کے لیے اُس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور یہی لمحہ شیران کے لیے کافی تھا۔ اُس نے جیکارڈ پر چھلانگ لگا دی تھی۔ جیکارڈ خود بھی ٹھوس بدن کا طاقت ور آدمی تھا، وہ ایک لمحے کے لیے تو بوکھلا گیا لیکن دُوسرے لمحے اُس نے خود کو سنبھال کر شیران کی کمر پکڑ لی۔ اُس نے شیران کی کمر کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور اُس کی گرفت سے نکل گیا لیکن اُسے اس بات کا علم نہیں تھا کہ اُس کا سابقہ کیسے وحشی اور جنگلی اِنسان سے پڑا ہے۔ دُوسرے لمحے شیران نے اُچھل کر اُس کے سر پہ ٹکر مار دی، شیران کی اِس ٹکر سے جیکارڈ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور زمین پہ ڈھیر ہو گیا۔ شیران نے اُچھل کر اُس کے سینے پر گھٹنا مارا اور پھر اُس کی گردن پہ اپنا پاؤں پھنسا دیا۔ جیکارڈ نے اُس کی گردن میں دونوں پاؤں پھنسائے اور ایک بار پھر وہ شیران کو خود سے دُور کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ بدقسمتی سے اُس کے پاس ریوالور نہیں تھا، اس کے تصوّر میں بھی کوئی ایسی بات نہیں تھی، چنانچہ اُس نے پھرتی سے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر ایک پیتل کا وزنی گلدان اُٹھا لیا۔ اب وہ شیران پہ حملہ کرنے کے لیے پینترے بدل رہا تھا اور شیران اُس سے بچنے کے لیے پُوری طرح مستعد تھا۔ دفعتاً جیکارڈ نے ایک خوفناک غرّاہٹ کے ساتھ شیران پر چھلانگ لگائی۔ گلدان شیران کے کندھے کے پاس سے نکل گیا۔ اگر ذرا سی لغزش ہو جاتی تو یقیناً شیران کا بھیجہ اُڑ گیا ہوتا، لیکن وہ بھی شیران تھا۔ اُس نے جیکارڈ کے توازن کو سنبھالا اور دُوسرے لمحے اُس کی گردن میں قینچی ڈال کر اُسے ایک زوردار جھٹکا دیا،

شیران ایک بار پھر اس پر چھا گیا، اس نے جیکارڈ کے مُنہ پر تابڑ توڑ گھونسے مارے اور جیکارڈ کا حُلیہ بگڑ گیا، پھر اُس نے جیکارڈ کے بال پکڑ کر اُسے کھڑا کیا اور ایک زوردار گھونسہ اُس کے جبڑے پر مارا۔ جیکارڈ اس گھونسے کی تاب نہ لا کر دیوار سے جا لگا تھا، لیکن ایک بار پھر وہ سنبھلا اور اُس نے شیران پر چھلانگ لگا دی۔

اس بار دونوں گتھم گتھا ہو کر زمین پر آ رہے تھے، اب صرف دو جسموں کی طاقت آزمائی ہو رہی تھی۔ جیکارڈ شیران پہ حاوی نہیں ہو رہا تھا۔ وہ لاکھ طاقت ور سہی، لیکن شیران جیسے جنگل کا مقابلہ کرنا اُس کے بس کی بات نہیں تھی، چنانچہ تھوڑی ہی دیر کے بعد شیران نے اُسے اوندھا کیا اور اُس کا مُنہ زمین سے رگڑنے لگا۔ جیکارڈ کا چہرہ لہولہان ہو گیا تھا۔ شیران نے پھر اُس کے بال پکڑے اور اس کا چہرہ پُوری قوت سے زمین پر دے مارا۔ جیکارڈ کی پیشانی پھٹ گئی تھی اور اس سے خُون اُبل اُبل کر بہنے لگا، ایک بار پھر جیکارڈ نے کوشش کی، لیکن شیران نے اُسے پوری قوت سے رگیدنا شروع کر دیا تھا پھر وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور اُس نے جیکارڈ کو کھڑا کر کے پھر ایک بار دیوار سے دے مارا۔ لیکن جیکارڈ نے دیوار سے ٹکتے ہی دفعتاً ایک طرف چھلانگ لگا دی تھی، وہ ایک سوئچ بورڈ کے نزدیک تھا، اُس نے سوئچ بورڈ کے ایک بٹن پہ اُنگلی رکھ دی اور کہیں دُور گھنٹی کی آواز گونجنے لگی۔

شیران نے تیزی سے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر پیتل کا وہی گلدان اُٹھا لیا، وہ جیکارڈ کو منزہیں لگا لگا کر ہلاک کر دینا چاہتا تھا لیکن جیکارڈ نے جو کچھ کہا تھا وہ شاید درست نہیں تھا۔ یہاں اُس کے کچھ آدمی بھی موجود تھے وہ تنہا نہیں تھا۔ کیونکہ چند لمحات کے بعد ہی شیران نے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سُنی تھیں، اُس نے پوری قوت سے پیتل کا گلدان جیکارڈ کے سر پہ دے مارا، اور جیکارڈ کا سر بُری طرح پھٹ گیا، شیران کے پاس اب بالکل موقع نہیں تھا، کیونکہ دروازے پہ آہٹیں سُنائی دے رہی تھیں اور یہ آہٹیں کئی آدمیوں کی معلوم ہو رہی تھیں۔

چنانچہ وہ برق رفتاری سے دروازے کے نزدیک پہنچ گیا۔ دروازہ شاید باہر ہی سے کھلتا تھا، چونکہ دُوسرے ہی لمحے کئ ۔ ۔ ۔ آدمی دروازہ کھول کر اندر گھس آئے۔ جب وہ اندر داخل ہوئے تو جیکارڈ کو اُنھوں نے شدید زخمی حالت میں دیکھا۔ وہ پلٹے تو شیران پستول لیے ان کے سامنے موجود تھا۔ دُوسرے لمحے ا[ن] لوگوں نے اپنے پستول نکالنے کی کوشش کی لیکن شیران کے پستول

سے کئی شعلے نکلے، آخری گولی اُس نے جیکارڈ پہ چلائی تھی جو اس کے پیٹ میں لگی اور اس کے بعد اُس نے کھلے ہوئے دروازے سے باہر چھلانگ لگا دی لیکن باہر بھی اُسے چند لوگوں سے ملاقات کرنا پڑی۔ یہ تعداد میں تین تھے اور ان کے ہاتھوں میں پستول تھے، چونکہ اندر سے اُنھوں نے گولیوں کی آوازیں سُن لی تھیں، دُوسرے لمحے ہی گولیاں سنسناتی ہُوئی شیران کے اِردگرد سے نکل گئیں، خوش قسمتی تھی جو وہ اِن گولیوں کے صحیح نشانے پہ نہیں آ سکا تھا، اُس نے اپنے پستول کی باقی گولیاں بھی چلا دیں اور اب اُس کا پستول خالی ہو گیا تھا، پستول کو دوبارہ لوڈ کرنے کے لیے وقت درکار تھا لیکن وہ اِن گولیوں سے صرف دو آدمی ہلاک کر سکا تھا، تیسرے آدمی نے اس پہ اندھادُھند فائرنگ شروع کر دی اور اب شیران کے لیے اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ وہ یہاں سے دوڑ لگا دے، چنانچہ وہ اس کی گولیوں سے بچتا ہُوا دوڑتا رہا، اور چند ہی لمحات کے بعد وہ سفید عمارت کے احاطے سے کُود کر باہر نکل گیا تھا۔ اندر جو لوگ زندہ بچ گئے تھے، وہ بے تحاشا چیختے ہُوئے باہر دوڑ رہے تھے، لیکن شیران اب اپنی پُوری مہارت سے دوڑ رہا تھا، دیکھتے ہی دیکھتے وہ اُن سے کافی دُور نکل آیا، تھوڑے سے فاصلے پہ پہنچنے کے بعد اُس نے ایک جگہ آڑ لی اب اس کی نگاہیں اِدھر اُدھر بھٹک رہی تھیں، اس کی کار جیکارڈ کی رہائش گاہ کے احاطے کے نزدیک باہر ہی کی سمت کھڑی ہُوئی تھی، اگر کسی طرح وہ کار تک پہنچ جائے تو یہاں سے اُسے فرار ہونے میں آسانی ہو سکتی ہے، بہرطور اس جگہ کی آڑ لے کر وہ اپنا پستول لوڈ کر چکا تھا اور پھر عین اُس وقت جب دو آدمی اُس کے نزدیک پہنچے، وہ ان کو نشانہ بنانے کے لیے تیار تھا۔۔۔ دوسرے لمحے پستول سے دو گولیاں نکلیں اور اِن دونوں کے بھیجے اُڑ گئے، شیران نے اپنی جگہ سے سَر اُبھار کر دیکھا، عمارت کے صدر دروازے کے نزدیک دو آدمی کھڑے ہُوئے تھے، وہ اسی طرف دیکھ رہے تھے، غالباً اُن کے پستول خالی ہو چکے تھے اور وہ اُنھیں دوبارہ لوڈ کرنا چاہتے تھے، شیران نے ایک لمحے کے لیے اُنھیں دیکھا اور پھر دُوسرے لمحے اُس کے پستول سے ایک گولی نکلی اور ان میں سے ایک آدمی ڈھیر ہو گیا، دُوسرے نے فوراً پیچھے ہٹ کر آڑ لے لی تھی اور پھر وہ وہاں سے شیران پہ گولیاں برسانے لگا، لیکن شیران کو اب بھاگنے کا موقع مل گیا تھا، وہ پھرتی سے اس طرف دوڑا جدھر اُس کی کار کھڑی ہُوئی تھی اور چند ہی لمحوں کے بعد وہ کار میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اِس کے بعد کار طوفانی انداز میں اسٹارٹ ہُوئی اور تیز رفتاری سے چل پڑی، پیچھے سے چند گولیاں کار کے عقبی حصّے سے ٹکرائی تھیں، لیکن پچھلا شیشہ بچ گیا تھا، شیران انتہائی پھرتی سے کار کو ڈرائیو کرتا ہُوا اُس علاقے سے دُور نکل آیا، وہ اپنا کام انجام دے چکا تھا، جیکارڈ پہ اُس نے جو حملے کیے تھے، اُن پہ اُسے یقین تھا کہ اب وہ جانبر نہیں ہو سکے گا، آخری کوشش اُس نے پستول کی گولی چلا کر جیکارڈ کو بالکل ختم کرنے کے لیے کی تھی اور غالباً وہ اس میں بھی کامیاب ہو گیا تھا۔

چنانچہ مسرّت کی لہریں اُس کے بدن میں دوڑ رہی تھیں، اس کے ساتھ ساتھ ہی جو کچھ ہُوا تھا اُسے اُس کی اُمید نہیں تھی، جیکارڈ نے یہاں چالاکی سے کام لیا تھا، یقیناً اُس نے اپنے آدمی پوشیدہ کر دیے تھے، پتہ نہیں کیوں، ممکن ہے اس کے ذہن میں شیران کی طرف سے کوئی خطرہ موجود ہو، بہرطور اس سلسلے میں شیران کوئی صحیح فیصلہ نہیں کر پایا تھا۔ وہ کار دوڑاتا ہُوا اِس علاقے سے کافی دُور نکل آیا۔ اس نے اپنے تعاقب میں کوئی کار نہیں دیکھی تھی،

کار جب شہر میں داخل ہو گئی تو شیران نے اپنے آپ کو پُرسکون کرنے کے لیے اُسے ایک جگہ روکا اور اپنے لباس وغیرہ پر نگاہیں دوڑانے لگا، اس کا لباس مَسل ضرور گیا تھا لیکن اس پر نہ تو خون کا کوئی دھبّہ تھا

اُس نے اپنے لباس کی شکنوں کو دُرست کیا، بالوں کو سنوارا اور اس کے بعد ایک بار پھر کار اسٹارٹ کر کے چل پڑا، اب اُس کے ذہن میں جیکارڈ کی سُنائی ہُوئی داستان اُبھر رہی تھی۔

ایڈنا ڈمیل، یہ نام بہت عرصے کے بعد اُس کے سامنے آیا تھا اور اس نام کے ساتھ جو کہانی منسوب کی گئی تھی وہ ناقابلِ یقین تھی۔ شیران کو کسی طور یہ یقین نہیں آ رہا تھا کہ کماری کیلاشی میک اپ میں ہے اور دراصل وہ ایڈنا ڈمیل ہے۔ کیا جیکارڈ کی کہانی حقیقت ہے۔ کیا اُس نے درست کہا ہے۔ دیکھنا ہوگا، پتہ لگانا پڑے گا اور اگر یہ کہانی سچ ہے تو۔ تو۔ شیران کے وجود میں دُھواں اُٹھنے لگا۔ اُس کی آنکھوں میں خُون کا سمندر موجزن ہو گیا۔ "تو ایڈنا ڈمیل کو اس کی چالاکی کا خمیازہ بھگتنا ہو گا۔"

شیراں اب وہ شیراں نہیں رہا تھا۔ موقعے کی نزاکت اور حالات کو سمجھنے کی صلاحیتیں اس میں پیدا ہو گئی تھیں۔ دُنیا کے سرد گرم نے اسے سمجھا دیا تھا کہ طاقت اس وقت تک بے اثر ہے جب تک اس کے ساتھ عقل استعمال نہ کی جائے۔ اگر کاری کیلاشی درحقیقت ایڈنا ڈمپل ہے تو وہ بے شمار جرائم کی مرتکب ہوئی ہے ۔ ۔ ۔ اس نے شیراں کو پوری زندگی دھوکے دیئے ہیں۔ وہ موٹی ماروین کی قاتل ہے اور اس کی سزا صرف موت ہے، صرف موت۔

لیکن صورتِ حال کی نزاکت کے تحت آتش ریزی مناسب نہیں ہے۔ جیکارڈ کی موت کے اس پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں اس کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ جیکارڈ کے اختیارات دُور تک پھیلے ہوئے تھے۔ ممکن ہے اس کے ساتھی مصیبت بن جائیں۔ اس صورت میں ڈمپل کا تعاون بہت کارآمد ہو گا۔ جب وہ اپنی رہائش گاہ میں داخل ہُوا تو اس نے خود کو پوری طرح پُرسکون کر لیا تھا۔

ایڈنا ڈمپل نے مسکراتی نگاہوں سے اس کا استقبال کیا تھا۔ وہ ایک حسین لباس میں ملبوس نکھری نکھری نظر آ رہی تھی۔ شیراں بھی مسکراتا ہُوا اس کے نزدیک پہنچ گیا۔

"ہیلو شیراں"

"ہیلو" وہ آہستہ سے بولا۔

"لباس تبدیل کر لو۔ کیا میں تمہارے لئے چائے یا کافی بنوا دُوں؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں، کافی" شیراں نے کہا۔

"میں بیرونی لان میں تمہارا انتظار کر رہی ہُوں" اس نے کہا۔

اور شیراں لباس تبدیل کرنے چلا گیا۔ جب وہ لباس وغیرہ تبدیل کرنے کے بعد باہر لان پر پہنچا تو ڈمپل اس کا انتظار کر رہی تھی۔ شیراں ایک کُرسی پر بیٹھ گیا۔ ایڈنا نے کافی بنا کر اس کے سامنے رکھی اور پھر مسکراتی ہوئی بولی۔

"مجھے یقین ہے کہ تمہارے اور مسٹر جیکارڈ کے درمیان کوئی بہترین پروگرام بن گیا ہو گا۔ میں اس کے بارے میں جاننے کے لئے بے چین ہُوں"

"یقیناً ہو گی"

"مسٹر جیکارڈ ایک بہترین انسان ہیں۔ کچھ لوگ بُرائی کے کاموں میں ملوث ہونے کے باوجود مخلص ہوتے ہیں"

"اس میں کوئی شک نہیں لیکن صرف کچھ لوگ۔ جن میں مسٹر جیکارڈ شامل نہیں ہیں" شیراں نے کہا اور ایڈنا ڈمپل جو کافی کی پیالی ہونٹوں تک لے جا رہی تھی ایکدم رُک گئی۔

"کیا مطلب؟" اس نے حیرت سے کہا۔

"تمہاری رائے مسٹر جیکارڈ کے بارے میں بہت اچھی ہے نا"

"ہاں، تمہیں اس سے اختلاف ہے؟"

"شدید"

"اس کی کوئی خاص وجہ ضرور ہو گی" ایڈنا نے بغور اس کی شکل دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس شخص کی گفتگو میں بے پناہ خود غرضی کی جھلک پائی تھی۔ وہ انسان شناس بھی نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ وہ امریکہ میں ہمیں بہترین زندگی فراہم کر دے گا اور ہم یہاں کے دولت مند ترین لوگ بن جائیں گے لیکن کیا ہمیں ایسے معاملات میں کسی کی مدد کی ضرورت ہے؟"

"اتنی زیادہ بھی نہیں لیکن دوسروں کے کاندھوں پر رکھ کر بندوق چلانے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے"

"شیراں سے کہہ رہی ہو؟"

"ہاں۔ کیونکہ شیراں اب کیلاشی کا مالک ہے۔ کیلاشی کے مستقبل کے لئے وہ اپنی فطرت کے خلاف سنجیدہ ہو گیا ہے۔ کیا تم میرے لئے ایک بہترین مستقبل کے خواہاں نہیں ہو شیراں؟"

"یقیناً ہُوں۔ بولو تمہیں کیا درکار ہے؟"

"میں جانتی ہُوں شیراں۔ میں تمہیں جانتی ہُوں لیکن یہاں قدم جمانے کے لئے اگر ہم اس کا سہارا لے لیں تو کوئی حرج بھی نہیں ہے"

"میں پٹھان ہُوں کیلاشی۔ ہم لوگ اپنے گھروں کو خود سنبھالتے ہیں دوسروں کی مدد سے اپنی ذمہ داریاں نہیں نبھاتے"

"کیا کوئی ایسی بات ہوئی شیراں، جو تمہارے ذہن کو ناگوار گزری" ایڈنا ڈمپل بغور شیراں کی شکل دیکھتے ہوئے بولی۔

"ہاں، وہ بے غیرت انسان تمہارے ذریعے میرا مستقبل بنانے کے بارے میں بات کر رہا تھا، میں نے ایک ناواقف شخص کی حیثیت سے اُسے سنبھالنے کی کوشش کی، میں نے اسے بتایا کہ کاری کیلاشی کا ماضی جو کچھ بھی رہا ہو اور وہ اس کے بارے میں کچھ بھی جانتا ہو لیکن اب وہ میری زندگی میں ایک ایسی حیثیت سے داخل ہے کہ اب میں اسے اپنی عزت سمجھتا ہُوں۔ مگر ان لوگوں کی نظروں میں مرد اور عورت کا مسئلہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ تم بتاؤ کیلاشی، کیا میری اجازت کے بغیر کسی غیر مرد کے لئے وہ سب کچھ کر سکتی ہو جو میری مرضی کے خلاف ہو؟"

"نہیں شیراں، میں ایسا نہیں کر سکتی لیکن مسٹر جیکارڈ اس قسم

کے انسان نہیں ہیں۔ اگر یہ بات اُن کے علم میں آ جاتی کہ تم کس فطرت کے آدمی ہو اور کس جگہ تم مجھے کوئی کام کرنے کی اجازت نہیں دیتے تو وہ اس کے لئے اصرار نہیں کرتے"

"نہیں کیلاشی اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ میں نے اُسے جس شریفانہ انداز میں سمجھانے کی کوشش کی، وہ اس کی سمجھ میں نہیں آیا اور تمہارے بارے میں اس نے کچھ ایسے الفاظ ادا کئے جو میرے لئے ناقابلِ برداشت تھے"

"تو پھر ۔ ۔" ایڈنا ڈمپل نے پھولے ہوئے سانس کے ساتھ پوچھا۔ شیراں کی یہ سرد آواز اس کے رگ و پے میں خون جمائے دے رہی تھی اور عجیب سے وسوسے اس کے دِل میں پیدا ہو چکے تھے۔

کافی کی آدھی پیالی اس نے میز پر رکھ دی تھی لیکن شیراں اپنی پیالی سے چھوٹے چھوٹے گھونٹ مسلسل لے رہا تھا۔ پھر اُس نے آخری گھونٹ حلق سے نیچے اُتارتے ہوئے کہا۔

"اور پھر نوبت یہاں تک پہنچ گئی کاری کیلاشی کہ میرے لئے اس کی زندگی ناقابلِ برداشت ہو گئی"

"تو پھر ۔ ۔" ایڈنا ڈمپل کی آواز رُندھی سی ہو گئی تھی۔

"پھر وہی ہُوا جو ہونا چاہیئے تھا۔ میں نے اُسے ہلاک کر دیا"

ایڈنا ڈمپل کے حلق سے اب کوئی آواز نہیں نکلی تھی۔ وہ کُرسی کی پشت سے ٹیک لگائے پھٹی پھٹی نگاہوں سے شیراں کو دیکھ رہی تھی۔

"مجھے اور کافی دو" شیراں بھاری لہجے میں بولا لیکن ایڈنا ڈمپل کے بدن میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ ہاتھ بھی ہلا سکتی۔ شیراں کے آخری الفاظ نے اُسے سنسنی خیز کیفیت کا شکار کر دیا تھا۔ اور وہ اپنے بدن کو پتھر کی طرح ساکت محسوس کر رہی تھی۔

شیراں نے بھویں اُٹھا کر اُسے دیکھا اور پھر اسی انداز میں بولا۔

"تم نے سُنا نہیں، مجھے کافی دو"

"پلیز شیراں پلیز۔ تم خود لے لو۔ تم نے ایک ایسی خبر مجھے سُنا دی ہے جس نے میرے اعصاب شل کر دیئے ہیں" وہ بمشکل تمام بولی۔

"کمال کی عورت ہو تم، کسی ایسے انسان کی موت پر افسوس کا اظہار کر رہی ہو، جو میری عزت سے کھیلنا چاہتا تھا"

"کیا کہا اس نے تم سے، اور کیا کہا۔ مجھے بتاؤ تو سہی" ایڈنا ڈمپل نے کہا۔

"تم مجھے کافی دو یا پھر یہاں سے اُٹھ کر چلی جاؤ۔ میں حکم عدولی برداشت نہیں کر سکتا" شیراں بولا اور ایڈنا ڈمپل نے

قیمت ۱۵۰ روپے

محی الدین نواب
کی تبدیلیٔ جنس پر ایک
انوکھی تحریر

ادھورا ادھوری

ایک لڑکی لڑکا بن گئی مگر!
نواب صاحب کی ایک انتہائی
نازک موضوع پر ایک محتاط تحریر

اس طویل کہانی میں تبدیلیٔ جنس کے نازک اور حساس موضوع کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہے

علی بک سٹال
چوک میو ہسپتال، نسبت روڈ لاہور

بے بسی کے انداز میں اس کی پیالی میں کافی انڈیلی لیکن اس کی کیفیت بدستور رہی تھی پھر اس نے پوچھا۔

"کیا یہ حقیقت ہے شیران کیا یہ حقیقت ہے۔ آہ، اگر یہ حقیقت ہے تو۔۔۔ تو" اس نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

"کافی پیو، مجھے یہ بات پسند نہیں کہ تم میرے ہاتھوں کسی کے قتل سے خوف زدہ ہو جاؤ" شیران نے کہا۔

اسی وقت ایڈنا ڈمپل نے کافی کی پیالی اٹھائی اور باقی کافی حلق میں انڈیل کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کہاں جا رہی ہو؟" شیران نے پوچھا۔

"اٹھو تم بھی اٹھو" وہ بولی۔

"کیا مصیبت آ گئی ہے تم پر؟" شیران نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

"مجھ پر اعتماد کرو، چلو شیران۔ اگر مجھ پر اعتماد رکھتے ہو تو اٹھو، جلدی کرو" ایڈنا نے جلدی سے کہا۔

"عورت اتنی ہی بڑی مصیبت ہے۔ اس سے قبل بھی میرے ہاتھوں سے بہت سے قتل ہو چکے ہیں لیکن کبھی کسی نے مجھے اس طرح خوف زدہ کرنے کی کوشش نہیں کی"۔

"میری محبت کے نام پر" ایڈنا پریشان لہجے میں بولی اور شیران قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"گدھے بھی رینکنے لگتے ہیں۔ میں تو انسان ہوں" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور ایڈنا ڈمپل اسے ہاتھ سے پکڑ کر گھسیٹتی ہوئی اندر لے گئی۔ اس نے اندر پہنچ کر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ فون اپنے نزدیک گھسیٹ لیا۔ پھر وہ کوئی نمبر ڈائل کرنے لگی۔

"کسے فون کر رہی ہو؟" شیران نے سوال کیا اور ایڈنا نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"بس ایک منٹ ڈارلنگ"۔ پھر وہ ماؤتھ پیس میں بولی۔

"ہیلو۔ ہوٹل الفانسو۔ میں لیڈی گیسپر بول رہی ہوں۔ ایک ڈبل روم چاہیے۔ ہاں میں ایئر پورٹ سے بول رہی ہوں۔ مسٹر اینڈ مسز گیسپر۔ ہاں ہم لوگ آدھے گھنٹے تک پہنچ رہے ہیں۔ اوکے تھینک یو" اس نے فون بند کر دیا۔

"کیا کر رہی ہو تم۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا" شیران نے اسے گھورتے ہوئے کہا لیکن وہ سب کچھ سمجھ چکا تھا۔

"پلیز شیران اس وقت تک مجھ سے تعاون کرو جب تک میں اپنا کام نہ کر لوں۔ میرے لئے۔ پلیز۔ میرے لئے"۔

"اب تو چوہے بھی میرے سر پر دُم اٹھا کر رقص کرنے لگیں تو مجھے خاموش ہی رہنا پڑے گا"۔

"پلیز شیران۔ پلیز" ایڈنا نے لجاجت سے کہا۔

"اب مجھے بتاؤ میں کیا کروں؟" شیران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"آؤ میرے ساتھ" وہ بولی۔ اس کے بعد وہ شیران کو ایک کمرے میں لائی اور میک اپ بکس نکال کر بیٹھ گئی۔ گھنی مونچھوں اور بھاری فرنچ کٹ داڑھی نے شیران کی شکل میں نمایاں تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ اس سے فارغ ہو کر ڈمپل نے اپنے چہرے پر ماسک لگا لی اور سر پر وگ اوڑھ کر وہ بھی ایک ادھیڑ عمر عورت نظر آنے لگی۔

"اس شکل میں میں تمہارے ساتھ ایک گھنٹہ بھی نہیں رہ سکتا"۔

"عارضی ہے۔ بالکل عارضی ہے" ایڈنا نے جلدی جلدی اپنے اور شیران کے چند جوڑے سوٹ کیس میں رکھتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے چند اور ضروری چیزیں سمیٹیں اور تیار ہو گئی۔

"کہاں جاؤ گی؟"

"ہوٹل الفانسو"۔

"او، لیکن" شیران نے احتجاجی انداز میں ہونٹ سکوڑے لیکن ڈمپل اسے گھسیٹتی ہوئی باہر لے آئی تھی۔ بیرونی برآمدے کو عبور کر کے وہ گیٹ کی طرف بڑھی تو شیران نے کہا۔

"پیدل چلو گی؟"

"نہیں ڈیئر، ٹیکسی مل جائے گی تم آؤ تو سہی"۔

"عورت، عورت تیرا سانس حماقت ہے" شیران ٹھنڈی سانس لے کر بولا لیکن وہ ایڈنا کے ساتھ باہر نکل آیا تھا۔ تھوڑی دور چل کر انہیں ٹیکسی مل گئی۔

"مارلن تھروٹ" ایڈنا نے ٹیکسی ڈرائیور کو حکم دیا اور شیران اس کی شکل دیکھنے لگا۔ اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن ایڈنا ڈمپل نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کر دیا۔ شیران ایڈنا ڈمپل کی کیفیات کو بخوبی محسوس کر رہا تھا اور دل ہی دل میں مزے لے رہا تھا لیکن اس وقت وہ انتہا پسندی کے موڈ میں تھا اور اپنی فطرت کے خلاف خاصی شگفتگی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ مارلن تھروٹ کے بارے میں وہ جانتا تھا کہ ہوٹل الفانسو وہاں نہیں ہے بلکہ ایک بالکل ہی مخالف سمت میں ہے لیکن وہ جانتا تھا کہ ایڈنا ڈمپل کسی خاص وجہ سے ہی مارلن تھروٹ کی طرف جا رہی ہے۔

ٹیکسی ابھی ان کی رہائش گاہ سے تھوڑی ہی دور آگے بڑھی تھی کہ سیاہ رنگ کی ایک مرسیڈیز کار ان کی رہائش گاہ کے گیٹ پر آ کر رکی اور اس میں سے چھ افراد نیچے اتر کر عمارت کی جانب لپکے۔ ایڈنا ڈمپل اور شیران نے ان لوگوں کو بخوبی دیکھ لیا تھا۔ شیران نے مسکراتے ہوئے ایڈنا ڈمپل کی طرف دیکھا اور کہا۔

"واہ بھئی واہ، یہ مسٹر جیکارڈ کے آدمی تو بڑے مستعد ہیں"۔

ایڈنا ڈمپل نے شیران کے بازو پر ہاتھ رکھ کر ملتجی نگاہوں سے اُسے دیکھا اور پھر سرگوشی کے انداز میں بولی۔

"براہ کرم خاموش رہو" شیران نے گہری سانس لی اور خاموش ہو گیا۔ ویسے اُسے اب اپنے آپ پر فخر ہو رہا تھا۔ اگر وہ جوش اور جذبات میں فوراً ہی ایڈنا ڈمپل پر ساری صورت حال واضح کر ڈالتا تو اس کے بعد نہ جانے کیا صورتِ حال پیش آتی۔ وہ جانتا تھا کہ یہ فیشن ایبل عورت اس کے لئے مناسب آسانیاں فراہم کر سکتی ہے اور جیکارڈ کے آدمیوں سے نمٹنے کے لئے وہ بہترین مہرہ ثابت ہو سکتی ہے۔

جیکارڈ کے قتل سے شیران کو ایک قلبی سکون حاصل ہوا تھا۔ زندگی میں سب سے زیادہ متاثر کرنے والے شخص کے لئے وہ دُنیا کے کسی بھی خطے میں اپنا فرض انجام دے سکتا تھا اور اس کے لئے ضروری نہیں تھا کہ مارلینو کو اس کی کارکردگی کا علم ہوتا۔ مارلینو سے تو اب اس کا دُور کا بھی واسطہ نہیں رہا تھا۔

ٹیکسی مطلوبہ جگہ پہنچی تو ڈرائیور نے اسے سڑک کے کنارے کر کے روک دیا۔ ایڈنا ڈمپل نے اسے اشارہ کیا تھا۔ کرایہ ادا کر کے وہ نیچے اتر آئے اور ٹہلنے کے سے انداز میں آگے بڑھنے لگے۔ کافی دُور چلنے کے بعد ایڈنا ڈمپل نے سڑک پار کی اور سڑک پار کر کے وہ فٹ پاتھ کی دوسری طرف آ گئے۔ جب اسے مکمل طور پر اس بات کا یقین ہو گیا کہ کوئی ان پر نگاہ نہیں رکھ رہا تو اس نے گزرتی ہوئی ایک اور ٹیکسی کو روکا اور اس میں بیٹھ کر ڈرائیور کو ہوٹل الفانسو چلنے کے لئے کہا۔

شیران نے اب مکمل خاموشی اختیار کر لی تھی۔ ٹیکسی نے انہیں الفانسو کے پارکنگ لاٹ میں اتار دیا۔ دو پورٹر ان کے منتظر تھے۔

میڈم گیسپر کا نام سننے کے بعد وہ دونوں انہیں لے کر اندر پہنچے اور تھوڑی دیر بعد انہیں ہوٹل الفانسو کی آٹھویں منزل کے ایک خوب صورت کمرے میں منتقل کر دیا گیا۔ یہاں پہنچ کر ایڈنا ڈمپل تھکے تھکے انداز میں ایک صوفے پر گر پڑی۔

اس کے چہرے سے شدید پریشانی کا اظہار ہو رہا تھا۔ شیران، اس سے تھوڑے فاصلے پر ایک آرام کرسی پر دراز ہو کر پاؤں ہلانے لگا۔ چند لمحات اسی طرح گزر گئے پھر اس نے مسکرا کر کہا۔

"کماری کیلاشی تمہاری یہ کیفیت میرے لئے اجنبی ہے"۔

ایڈنا ڈمپل نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر پھیکے انداز میں مسکرائی۔ پھر اس نے کہا۔

"تمہارے لئے میں آدھی دنیا کو ختم کر سکتی ہوں شیران"۔

"خوب۔۔۔ اور باقی آدھی دُنیا کا کیا ہو گا؟" شیران نے پُرمذاق انداز میں کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ وہ تم ختم کر دو گے۔ اگر تم اسی طرح قتلِ عام کرتے رہے"۔

"جیکارڈ کی موت سے تم بہت متاثر ہوئی ہو"۔

"صرف اس لئے کہ وہ معمولی شخصیت کا مالک نہیں تھا اس کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ امریکہ میں ہم اس کے ذریعے بہت مستحکم حیثیت حاصل کر سکتے تھے۔ ان تمام باتوں کے علاوہ یہ ثابت ہونے کے بعد کہ اس کے قاتل تم ہو، ہمارے لئے یہاں رہنا اور یہاں سے نکلنا بہت مشکل ہو جائے گا"۔

"اس کے باوجود میں اسے معاف نہیں کر سکتا تھا" شیران نے غصیلے انداز میں کہا۔

"آخر اس نے کیا کہہ دیا تھا تم سے؟"

"میں دُہرانا نہیں چاہتا اور مجھے یقین ہے کہ اس کے بعد تم اس بارے میں کوئی سوال نہیں کرو گی"۔

ایڈنا ڈمپل نے ایک جنگلی سانڈ پالا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ یہ سرکش وحشی انسانوں کی اس نسل سے ہے جس کا کوئی سرپیر نہیں ہوتا لیکن اس کے باوجود وہ شیران کو چاہتی تھی اور اس کا غصہ مول نہیں لے سکتی تھی۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"اچھا یہ تو بتا دو جس جگہ اس نے تم سے ملاقات کی وہاں وہ تنہا تھا؟"

"کیا مطلب؟"

"کیا کچھ لوگ، میرا مطلب ہے کہ اس کے ساتھی اس بات سے واقف ہیں کہ تم اس کے قاتل ہو؟"

"نہ واقف ہوتے تو اتنی جلدی میری تلاش میں وہاں پہنچ جاتے؟" شیران بولا۔

"اوہ، گویا کچھ لوگ وہاں موجود تھے"۔

"صرف موجود ہی نہیں تھے بلکہ ان لوگوں سے میرا مقابلہ بھی ہوا تھا"۔

"کوئی اور بھی مارا گیا تمہارے ہاتھوں" ایڈنا ڈمپل نے کہا۔

"ہاں چھ سات آدمی اور مارے گئے۔ مجھے کوئی افسوس نہیں ہے" شیران نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میرے خدا۔ میرے خدا۔ تم یہ کاروباری گفتگو کر کے آ رہے ہو" ایڈنا گہری سانس لے کر بولی۔

"میں تمہیں بکواس کرنے کے لئے منع کر چکا ہوں" شیران نے غصیلے انداز میں کہا۔ لیکن ڈمپل نے اس کے الفاظ پر غور نہیں کیا تھا۔

پھر وہ گہری سانس لے کر بولی۔

"ہمیں لاس اینجلس چھوڑنا ہوگا شیران۔ یہ ضروری ہے۔"

"جو دل چاہے کرو۔ مجھے اعتراض نہیں ہے۔ اسے مرنا تھا مر گیا اور اب جو کچھ بھی ہوگا مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"اچھا آرام کرو۔ میں ذرا باہر جاؤں گی۔"

"جاؤ، جاؤ۔ میں اب کچھ نہیں سننا چاہتا۔" شیران نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور جوتے اتارنے لگا۔

"اگر مجھے دیر ہو جائے ڈیئر تو فکر مت کرنا۔" ایڈنا ڈمپل نے کہا اور شیران خاموشی سے غسل خانے کی طرف چل پڑا۔ واپس آیا تو ڈمپل جا چکی تھی۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ جیکارڈ کی بات کی اگر تصدیق ہو گئی تو تم دنیا کی تمام فکروں سے آزاد ہو جاؤ گی۔ اس نے دل ہی دل میں سوچا اور مسہری پر دراز ہو گیا۔ لیکن بھرا ہوا پستول اس نے اپنے لباس میں محفوظ رکھا تھا۔

رات ہو گئی تقریباً آٹھ بجے ڈمپل واپس آئی۔ اس کے پاس پلاسٹک کا ایک بیگ تھا۔ جسے وہ کھول کر بیٹھ گئی۔ اس کا چہرہ تفکرات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔

"یہ کیا ہے"۔ شیران نے پوچھا۔

"میک اپ کا سامان۔ ہمیں نئے چہرے اپنانے پڑیں گے۔" ایڈنا نے کہا۔

"اس کے بعد کیا ہوگا؟"

"فی الحال ہالی ووڈ چل رہے ہیں۔ وہاں سے کہیں اور چلیں گے۔"

"کافی پریشان معلوم ہوتی ہو۔"

"ہاں۔ جیکارڈ کے قتل کی اطلاع پولیس کو دے دی گئی ہے۔ شام کے اخبارات نے اس کی لاش کی تصویریں چھاپی ہیں اور۔۔۔ اور۔۔۔"

"اور کیا؟"

"قاتل شیران نامی ایک نوجوان ہے، جسے تلاش کیا جا رہا ہے۔"

"اور کتنے مارے گئے ہیں جیکارڈ کے ساتھ؟" شیران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پانچ افراد قتل ہوئے ہیں، جیکارڈ کے علاوہ۔"

"خوب، اور کیا خبریں ہیں۔" شیران پُرسکون لہجے میں بولا۔

"بڑی ہنگامہ خیزیاں ہو رہی ہیں شیران، تم نہیں جانتے کہ جیکارڈ لاس اینجلس کی کس قسم کی شخصیتوں میں سے ہے۔ اعلیٰ حکام کی نگاہوں میں اس کا الگ ایک مقام ہے اور زیرِ زمین دنیا میں وہ مجرموں کا پیر سمجھا جاتا ہے۔ بہت سے لوگ اس کا نام لے کر جرائم کا آغاز کرتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا براہِ راست جیکارڈ سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن جیکارڈ کی وجہ سے وہ انتہائی خوش گوار زندگی گزار رہے ہیں۔ تمام زیرِ زمین تنظیمیں حرکت میں آ گئی ہوں گی اور تمہاری تلاش میں سرگرداں ہوں گی۔ ان حالات میں ہمارے لئے یہاں سے نکل جانا ہی بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔ میں بے حد پریشان ہوں شیران، پلیز جلدی کرو ہم لوگوں کو ہر ممکن طریقے سے یہاں سے جلد از جلد نکل جانا ہے۔"

"اوہو، دیکھا جائے گا، دیکھا جائے گا۔ تم فکر مت کرو۔" شیران نے کہا۔

"شیران میں تمہیں ہر طرح سے محفوظ رکھنا چاہتی ہوں۔ شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو کہ جیکارڈ سے میں نے بھی بے پناہ اُمیدیں وابستہ کر رکھی تھیں لیکن اس شکل میں کہ وہ میرے اور تمہارے لئے ایک معاون شخص ثابت ہوگا لیکن کوئی ایسی بات ہوئی۔۔۔ جسے تم برداشت نہ کر سکے تو ٹھیک ہے مجھے تو تمہاری زندگی درکار ہے۔"

شیران نے جلتی ہوئی نگاہوں سے ایڈنا ڈمپل کی طرف دیکھا لیکن چونکہ وہ اسی کی جانب متوجہ تھی اس لئے اُسے سنبھلنا پڑا لیکن دل میں اس نے سوچا تھا، مکار عورت تجھ پر تو میرا قرض ہے۔ تُو نے تو میری زندگی کے اتنے سال مجھ سے چھینے ہیں کہ میں ان کی کمی کبھی پوری نہیں کر سکتا۔ میں نے قسم کھائی تھی کہ مونی مارون کے قاتل کو زندہ نہیں چھوڑوں گا اور شاید میں اس بات پر تاقیامت افسوس کرتا رہوں کہ میں نے کاری کیلاشی کی حیثیت سے تجھے محبت بھری نگاہوں سے دیکھا تھا لیکن اب تجھے یہ سارے قرض چکانے ہوں گے۔

اس نے فیصلہ کیا کہ اب ایڈنا ڈمپل کو زیادہ پریشان نہیں کرنا چاہیئے، چنانچہ وہ میک اپ کے لئے تیار ہو گیا۔ ایڈنا ڈمپل نے اس بار اس کے چہرے پر ایک مختلف میک اپ کیا تھا، ایک بوڑھے مرد اور بوڑھی بے وقوف سی عورت کی حیثیت سے وہ ہوٹل الفانسو سے باہر نکل آئے۔ انہوں نے اپنا سامان بھی چھوڑ دیا تھا۔

ایڈنا ڈمپل دن سے نکلی ہوئی تھی تو یقیناً کچھ ایسی کارروائیاں کر کے آئی ہوگی جو مؤثر ہی ہوں گی۔ شیران نے اب اس سلسلے میں اس سے کچھ پوچھنا مناسب نہیں سمجھا، ایک بار پھر انہیں ٹیکسی سے سفر طے کرنا پڑا۔

لاس اینجلس سے ہالی ووڈ جانے کے لئے کوئی طویل سفر نہیں اختیار کرنا پڑتا تھا چونکہ یہ دونوں شہر تقریباً ایک ہی تھے۔ ٹیکسی ڈرائیور ایک سیاہ فام نیگرو تھا۔ دراز قامت اور خوفناک شکل کا مالک۔ ٹیکسی پکڑتے ہوئے انہوں نے اس بات پر غور نہیں کیا تھا۔ شیران ایڈنا کی بے پناہ پریشانی کو محسوس کر رہا تھا۔

وہ بہت خاموش تھی۔ جب یہ خاموشی طویل ہو گئی تو اس نے نرم لہجے میں کہا۔

"بات اتنی مختصر نہیں معلوم ہوتی کہ تم اس قدر پریشان ہو جاؤ۔ کاری کیلاشی کو شیران سے زیادہ اور کوئی نہیں جانتا۔ مجھے بتاؤ اگر کوئی خاص بات ہے تو میں بھی اس سے ہوشیار رہنا چاہتا ہوں۔"

"نہیں ڈیئر یقین کرو، کوئی خاص بات نہیں۔ بس یوں سمجھ لو جیکارڈ جرائم پیشہ افراد کی دنیا میں بھی بہت مقبول تھا اور اس کی موت پر بے شمار لوگ ایسے ہیں جو اس کا انتقام لینا اپنی زندگی کا اہم مقصد تصور کرتے ہیں، وہ جیکارڈ کے قاتل کو خواہ وہ کہیں بھی مل جائے، قتل کر دینا اپنا ایمان سمجھتے ہوں گے۔ میں اپنے آپ کو اور تمہیں ہالی ووڈ میں بھی محفوظ نہیں سمجھتی اور میری پریشانی صرف یہی ہے کہ ہم ہالی ووڈ سے بھی نکل جائیں اور میں اسی سوچ میں ڈوبی ہوئی ہوں۔ سُنا ہے کہ بے شمار افراد قسمیں کھا کر اپنے اپنے ٹھکانوں سے باہر نکل آئے ہیں اور وہ سب جیکارڈ کے قاتل سے بدلہ لینا چاہتے ہیں۔"

"یہ درست ہے میڈم۔" دفعتاً اگلی سیٹ سے آواز سنائی دی اور وہ دونوں چونک پڑے۔ یہ آواز سیاہ فام ٹیکسی ڈرائیور کی تھی جس نے یہ جملے ادا کرتے ہی سنسان سڑکوں پر دوڑتی ہوئی ٹیکسی کو سڑک سے ایک سائڈ پر کر کے روک دیا تھا اور اس کے بعد وہ پھرتی سے اُتر گیا تھا۔ اطراف میں بھاری مشینری کے چھوٹے چھوٹے کارخانے بکھرے ہوئے تھے۔ ان میں کہیں کہیں روشنیاں نظر آ رہی تھیں۔ چند کارخانے سڑک کے بالکل قریب تھے۔

اس سے قبل کہ وہ لوگ کوئی فیصلہ کرتے ٹیکسی ڈرائیور ٹیکسی سے کود کر ایک طرف دوڑ پڑا تھا۔ شیران اور ڈمپل ایک لمحے کے لئے حیران رہ گئے۔ لیکن دوسرے لمحے ان کے لئے بھی ضروری تھا کہ وہ ٹیکسی سے نیچے اُتر آئیں۔ دونوں نے پستول نکال لئے تھے اور کسی قدر تعجب بھرے انداز میں اس سمت دیکھ رہے تھے، جدھر سیاہ فام نیگرو دوڑتا ہوا گیا تھا۔

"یہ کیا ہوا؟" شیران نے تعجب لہجے میں کہا۔

"نکل چلو شیران، یہاں سے نکل چلو۔" ڈمپل نے اس کا ہاتھ پکڑا اور ایک طرف دوڑتی چلی گئی۔ شیران اس کے ساتھ کھنچا چلا آیا تھا لیکن پھر اس نے سختی سے ڈمپل کو روکا اور بولا۔

"میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ دنیا کی ہر عورت احمق ہے۔ بے وقوف عورت ہمارے لئے ٹیکسی سے اُتر کر بھاگنے سے بہتر یہ تھا کہ ہم خود ٹیکسی لے کر ہالی ووڈ کی جانب چل پڑتے۔"

اب ڈمپل کو اپنی اس حماقت کا احساس ہوا تھا۔ پھر اس نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا اور پھر بدحواسی کے انداز میں بولی۔

"آؤ واپس چلیں۔"

شیران ٹیکسی کی طرف دوڑنے ہی والا تھا کہ دفعتاً کئی گولیاں اس کے آس پاس سے گزریں۔ ٹیکسی گولیوں کے نشانے کی زد پر آ گئی تھی۔ اس کے شیشے ٹوٹنے کی آوازیں فضا میں منتشر ہوئیں اور اس کے ساتھ ہی دونوں کو زمین پر جھک جانا پڑا۔ کیونکہ کچھ اور گولیاں اُن پر سے گزر گئی تھیں۔ دفعتاً ٹیکسی کے بغلی سمت کے دو ٹائر پھٹنے کی آوازیں بلند ہوئیں اور ان کا منصوبہ تشنہ رہ گیا۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہ تھا کہ وہ یہیں رہ کر دشمنوں کا مقابلہ کریں۔ دونوں ہی کی غلطی تھی۔ وہ ٹیکسی ڈرائیور کی موجودگی کو نظر انداز کر کے جیکارڈ کے بارے میں گفتگو کرنے میں مصروف ہو گئے تھے یقیناً نیگرو ٹیکسی ڈرائیور جیکارڈ کے معتقدین میں سے تھا اور ان لوگوں کی گفتگو سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ جیکارڈ کے قاتل فرار ہو رہے ہیں لیکن اس کی کارروائی حیرت انگیز تھی۔ شاید وہ نہتا تھا اور ان سے مقابلہ کرنے کے مناسب انتظامات نہیں رکھتا تھا لیکن یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ جس جگہ سے وہ گزر رہے تھے وہاں شاید ان کارخانوں ہی میں سے کسی میں ایسے لوگ موجود تھے جو جیکارڈ کے نام پر اس کا ساتھ دے سکتے تھے۔ یہ کارروائی جس برق رفتاری سے ہوئی تھی۔ اس نے ڈمپل اور شیران کو حیرت زدہ کر دیا تھا اور اب وہ گھِر گئے تھے۔

جیکارڈ کے ہمدرد ان کے سروں پر موجود تھے اور ان پر اندھادھند گولیاں برسا رہے تھے۔ ایڈنا نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور پھر سرگوشی کے سے انداز میں بولی۔

"اُدھر، اس طرف شیران۔ وہاں ہم ان کی گولیوں سے بچ سکتے ہیں۔" اس کا اشارہ ایک چھوٹے سے پُل کی طرف تھا جس کے نیچے بہنے والا پہاڑی نالہ خشک پڑا تھا۔ شیران تیز رفتار سانپ کی طرح زمین پر رینگتا ہوا اس طرف بڑھ گیا۔ ایڈنا کسی طرح اس سے کم نہیں تھی۔

دونوں تیزی سے پُل کے نیچے پہنچ گئے۔ پُل کی دیوار سے ٹیک لگا کر انہوں نے گہری گہری سانسیں لیں اور پھر ایڈنا نے سرگوشی کے سے انداز میں کہا۔

"افسوس ٹیکسی ناکارہ ہو گئی۔"

"فکر مت کرو۔ ان کی موت انہیں گھیر رہی ہے۔" شیران کے

لہجے کا یہ اعتماد ڈمپل کو عجیب محسوس ہوا۔ اس شخص کے سینے میں دل کی جگہ کیا ہے۔ اس نے سوچا۔ جیکارڈ تو اس کے لئے ایک دوست سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا تھا ہاں اگر اس سے کچھ آسانیاں حاصل ہو جاتیں تو کوئی حرج نہیں تھا۔ البتہ ایک بات سے وہ خوف زدہ تھی۔ جیکارڈ اس کی اصل شخصیت سے واقف تھا اور اگر وہ اس سے انحراف کرتی تو وہ اس کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ یہ بات بھی ابھی تک اس کے لئے معمہ بنی ہوئی تھی کہ آخر جیکارڈ نے شیران سے ایسی کون سی بات کہہ دی کہ شیران اس قدر برافروختہ ہو گیا۔ بہرحال شیران جیسے شخص سے کچھ بعید نہیں تھا۔ کوئی بہت معمولی بات بھی اس کے لئے بڑی حیثیت اختیار کر جاتی تھی لیکن جیکارڈ جیسے شخص کا قتل...

وہ سوچ کی دُنیا سے نکل آئی۔ قدموں کی آوازیں اسے پہلے کے پاس سُنائی دی تھیں۔ پھر ایک آواز اُبھری۔

"میں دعوے سے کہتا ہوں وہ اسی طرف آئے ہیں۔"

"ایک غلطی ہو گئی۔" دوسری آواز اُبھری۔

"کیا؟"

"کاش ہم ٹارچ ساتھ لے آتے۔"

"چھوڑو، انھیں تلاش کرو اور ہلاک کر دو۔ ان کی لاشیں ہمارے لئے اس صدی کا سب سے قیمتی سرمایہ ہیں۔"

"ڈینی تم اس طرف جاؤ۔ ڈینگم تم اس طرف۔" یہ آواز اسی نیگرو کی تھی اور پھر قدموں کی آوازیں دُور ہوتی سُنائی دیں لیکن وہ جانتے تھے کہ ان میں سے کم از کم ایک یہاں ضرور موجود ہے۔

"کیلاشی۔ تم پستول قطعی نہیں استعمال کرو گی۔ خیال رکھنا۔" دفعتاً شیران نے ایڈنا کے کان میں سرگوشی کی۔

"کیا... رہے ہو؟"

"فضول بکواس سے گریز کیا کرو۔" شیران نے سرد لہجے میں کہا اور ایڈنا کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ شیران کی آواز میں چھپی ہوئی درندگی کو اس نے صاف محسوس کر لیا تھا۔ اس نے اپنا پستول بغلی ہولسٹر میں لگا لیا اور ایڈنا نے اس کے ہاتھ میں ایک چمکتا ہوا خنجر دیکھا جسے شاید اس نے اپنے موزے سے نکالا تھا۔ اس کے بعد وہ اپنی جگہ سے کھسک گیا تھا۔

ایڈنا سانس روکے رات کی تاریکی میں آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہی تھی۔ دفعتاً اس نے شیران کے سائے کو اُبھرتے دیکھا اور دوسرے لمحے اس نے کسی وحشی چیتے کی طرح اپنے شکار پر چھلانگ لگا دی۔

سیاہ فام نیگرو اس اچانک حملے سے دہشت زدہ ہو کر اس تیزی سے پیچھے ہٹا کہ توازن برقرار نہ رکھ سکا۔ وہ پیچھے کی سمت اُلٹ گیا تھا۔ گرتے گرتے بھی اس کے حلق سے دہشت بھری آواز نکلی۔ "بچاؤ، بچاؤ۔" لیکن اس دوران شیران چھلانگ لگا کر اس کے سینے پر سوار ہو گیا تھا۔ ایڈنا نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا تھا۔ اس سے قبل کی زندگی جیسی گزری تھی اس کے بارے میں ایڈنا نے کبھی غور نہیں کیا تھا۔ موت اور زندگی کا کھیل اس کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا لیکن کسی انسان کو اس نے کسی آدم خور چیتے کے روپ میں کبھی نہیں دیکھا تھا اور اس وقت ایک ایسا ہی آدم خور وحشی اس کے سامنے تھا۔

خنجر چمکا اور نیگرو کے حلقوم میں پیوست ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی شیران نے اس کے ہاتھ میں دبا ہوا پستول چھین لیا تھا لیکن نیگرو کی چیخ نکل گئی تھی۔ کوئی دوڑتا ہوا اس طرف آیا اس سے قبل کہ شیران نیگرو کے بدن سے اُٹھ کر کھڑا ہوتا، دفعتاً اس پر کسی نے چھلانگ لگا دی۔ وہ جو کوئی بھی تھا شیران نے اس کی قوت کا اعتراف کیا تھا۔ وہ ایک لمحے کے لئے شیران پر چھا گیا لیکن شیران کے ہاتھ میں دبے خنجر کو وہ نہیں دیکھ سکا تھا۔ اسے تو اس وقت احساس ہوا جب اس کا دایاں رخسار گردن تک چرتا چلا گیا تھا لیکن پستول اس کے پاس بھی موجود تھا چنانچہ اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ رہا کہ شیران اس پر گولی چلا دے۔ اپنا پستول نکالنے کے بجائے اس نے اسی پستول سے اس شخص کا نشانہ لے کر گولی داغ دی جو اس نے اپنے پہلے شکار کے ہاتھ سے نکالا تھا۔

ایک کرب ناک چیخ اُبھری۔ پھر دوسرا فائر ہوا اور دوسری چیخ۔ ایڈنا ڈمپل نے غالباً اس تیسرے شخص کو دیکھ لیا تھا اور خود پر قابو نہیں رکھ سکی تھی۔ شیران چاروں طرف دیکھنے لگا۔ ان تینوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

"کہیں فائرنگ کی آواز کارخانے میں نہ سُن لی گئی ہو۔" ایڈنا نے خدشہ ظاہر کیا۔

"اس کے امکانات نہیں ہیں۔"

"کیوں؟"

"بھاری مشینوں کی گڑگڑاہٹ میں کام کرنے والے یہ آواز نہیں سُن سکتے۔" شیران بولا۔

"اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟"

"چلو، یہاں رُکنا خطرے سے خالی نہیں لیکن ہمیں سڑک کے بجائے نیچے نیچے سفر کرنا چاہیئے۔ سڑک پر چلنے والوں کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ جیکارڈ کے آدمی ہوں، ویسے

کتنے تعجب کی بات تھی کہ یہ ٹیکسی ڈرائیور بھی جیکارڈ کا آدمی نکلا۔"

"عموماً اس قسم کے پیشوں میں ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں وہ اس قسم کے کام کرتے ہیں لیکن در پردہ ان کا تعلق کسی نہ کسی گروہ سے ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ تمہارے ہاتھوں مرنے والا سیاہ فام نیگرو صرف ٹیکسی ڈرائیور رہی ہو، ممکن ہے اس کا تعلق کسی ایسے گروہ سے ہو جو جیکارڈ کا حامی ہے۔"

"اوہ جیکارڈ، جیکارڈ، جیکارڈ۔ مر گیا وہ کتا، اب اس کا ماتم مت کرو۔ دیکھوں گا اس کے کتنے ہمدرد اب میرا تعاقب کرتے ہیں۔" شیران نے کہا۔ ایڈنا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

کافی دُور تک فٹ پاتھ کے کنارے کنارے سفر کرتے رہے، اس دوران بہت سی گاڑیاں سڑک کے دونوں اطراف سے گزری تھیں۔ شیران کہنے لگا۔

"اگر ہم سڑک پر پہنچنے کی کوشش کریں تو خطرناک ضرور ہے، لیکن ممکن ہے کسی غیر متعلق آدمی سے ہمیں لفٹ مل جائے۔"

"میرا خیال ہے رات کی تاریکی میں یہ مناسب نہیں ہو گا البتہ دن کی روشنی میں ہم یہ کام کر سکتے ہیں، اگر تم طویل سفر نہ کرنا چاہو تو آؤ کسی جگہ قیام کرتے ہیں۔" ڈمپل نے پیش کش کی۔ شیران نے تاریکی میں اُسے گھور کر دیکھا جسے ڈمپل محسوس نہیں کر سکی تھی۔ شیران کی پرانی فطرت عود کر آئی تھی۔ تین قتل کرنے کے بعد اس کا دل چاہ رہا تھا کہ ابھی کچھ اور قتل کرے۔ جہاں قیام ہوتا وہاں ایڈنا ڈمپل کی موت یقینی تھی۔ اگر وہ اپنی زندگی کے لمحات کو مختصر کرنا چاہتی ہے تو ٹھیک ہے اسے کیا اعتراض ہو سکتا تھا چنانچہ اس نے محبت بھرے انداز میں ڈمپل کو پیش کش کی۔

"ٹھیک ہے ڈارلنگ۔ بہتر ہو گا کہ ہم سڑک سے کچھ دُور ہٹ جائیں۔ اوہ، وہ دیکھو، اس طرف چند درخت نظر آ رہے ہیں۔ ان کے سائے میں۔"

ایک سائے دار درخت کے رخنوں سے چاندنی چھن رہی تھی۔ نیچے نرم گھاس کی سیج بچھی ہوئی تھی۔ ایڈنا ڈمپل اس پُرسحر ماحول میں سب کچھ بھول گئی تھی۔ زمانۂ قدیم کا وحشی اس کے ساتھ تھا اور صرف نم بستہ ہواؤں کی اس ماحول میں کوئی اہمیت نہ تھی۔

ڈمپل کی بوجھل سانسیں اعتدال پر آئیں تو اس نے محبت بھری نگاہوں سے شیران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "اس جدید دور میں کوئی ہم جیسے سرپھروں کا تصور کر سکتا ہے۔"

"پتہ نہیں۔" شیران مسکرا کر بولا۔

"تم پچھلے چند گھنٹوں میں نو قتل کر چکے ہو اور اسی طرح پُرسکون ہو۔"

"میں پچھلے چند برسوں میں اتنے قتل کر چکا ہوں کہ مجھے ان کی تعداد بھی یاد نہیں۔" شیران نے کہا۔

"قتل و غارت گری کی اس زندگی سے دل اُکتا گیا ہے شیران! کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم دہشت خیزی کی اس دُنیا سے نکل جائیں اور اپنے ماضی کو بھول جائیں۔"

"اگر میں تمہاری یہ بات مان لوں کیلاشی، تو کیا تم ایک سچے ساتھی، ایک مخلص محبوب کی مانند میرے ساتھ زندگی بسر کر سکو گی؟" شیران نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"تمہیں میرے خلوص میرے پیار پر کوئی شک ہے شیران!"

"شک نہیں بس افسوس ہے۔" شیران بولا۔

"کیوں؟ میں سمجھی نہیں۔"

"تم نے اپنے سینے میں ایک راز چھپایا ہوا ہے کیلاشی۔ کسی تنہا خاموش مقام پر زندگی کی ہنگامہ خیزیوں سے دُور کیا تمہارے دل میں ایک مصنوعی زندگی کا احساس باقی نہیں رہے گا۔"

ایڈنا ڈمپل کا دل دھک سے رہ گیا۔ اس نے سہمی ہوئی نگاہوں سے شیران کو دیکھا لیکن مکار شیران کے چہرے پر اس وقت پیار کی کہکشاں جگمگا رہی تھی۔ یہ مکاری اس نے جدید دُنیا سے سیکھی تھی، اسی پر صرف کر رہا تھا۔ ایڈنا کے سہمے سہمے انداز پر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی لیکن اس سادہ سی مسکراہٹ کی تہ میں ایڈنا ڈمپل کی زندگی اور موت چھپی ہوئی تھی۔

"کون سے راز کی بات کر رہے ہو شیران؟" اس نے کہا۔

شیران اسے دیکھنے لگا پھر بولا۔

"اگر تم اس دوسری دُنیا اور سکون کی وادیوں کا ذکر نہ کرتیں تو شاید میں تمہیں تمہارے اس خول میں ہی رہنے دیتا۔ کبھی تم سے کچھ نہ پوچھتا لیکن تمہاری بے پناہ محبت کے باوجود اپنے راز کی پردہ پوشی مجھے ہمیشہ گراں گزری ہے۔" شیران سنجیدہ لہجے میں بولا۔

"کون سے راز کی بات کر رہے ہو شیران؟" ایڈنا ڈمپل کی ہذیانی آواز اُبھری۔

"اگر تمہاری حقیقت میری زبان پر آ گئی کیلاشی تو سمجھ لو سلا کھیل ختم ہو گیا۔"

"تمہیں ضرور... ضرور جیکارڈ نے بتایا ہے۔ ضرور وہی شخص تمہارا ذریعۂ معلومات ہے۔" ایڈنا پاگلوں کی طرح بولی۔

"معلومات!" شیران طنزیہ انداز میں بولا۔

"تم کیا جانتے ہو میرے بارے میں، بولو شیران تم کیا جانتے ہو؟"

"گویا تمہارا راز مجھے کھولنا پڑے گا۔ یہی بات ہے نا میڈم ایڈنا ڈمپل! یہی بات ہے نا تارک الدنیا ایلا! یہی بات ہے نا مونی مارڈین کی قاتل، یہی ہے نا دھوکے باز عورت! میں نے تجھ سے کہا تھا کہ اپنی زبان کھول دے لیکن نصیب کی بات ہے تو آخر تک خود کو چھپانے کی کوشش میں مصروف رہی۔ کیا ایسی عورت زندگی میں کبھی وفا کرتی ہے، کیا اس پر اعتبار کیا جا سکتا ہے؟"

"شیران تم کہنا کیا چاہتے ہو؟" ایڈنا ڈمپل نے کہا۔ اس کی آواز بدل گئی تھی۔

"یہی کہ تم ایڈنا ڈمپل ہو۔"

"ہاں میں ایڈنا ڈمپل ہوں۔ ہاں میں بدنصیب ہوں کہ اپنی دیوانگی کا شکار ہو گئی۔ یہ بھی حقیقت ہے شیران کہ بچپن سے خطرناک حالات کا شکار رہنے کے باوجود میں اپنی خودسری کو برقرار رکھ سکی۔ میں نے ایسے آٹھ مردوں کو قتل کر دیا جو میری قربت کے خواہاں تھے۔ میری نگاہ میں مرد کی کوئی وقعت نہیں تھی لیکن بالآخر انسانی کمزوریوں کا شکار ہو گئی اور تمہاری محبت کے جنوں میں اپنا وقار، اپنا مرتبہ سب کھو بیٹھی۔ میں اپنے اس پاگل پن کا اعتراف کرتی ہوں تمہیں حاصل کرنا میری زندگی کا سب سے بڑا مقصد بن گیا اور... اور اس کے لئے میں نے جو کچھ کیا تمہارے علم میں ہے۔"

"لیکن تم مجھے بے وقوف بناتی رہی ہو۔"

"مجبوری تھی۔"

"اور تمہاری اس دھوکہ دہی کی تمہیں سزا دینا میری مجبوری۔" شیران نے کہا۔

"کیا چاہتے ہو تم؟" ایڈنا ڈمپل اب نڈر ہو چکی تھی۔ اس کا ہاتھ غیر محسوس انداز میں اپنے پستول تک رینگ گیا تھا۔

"موت۔ صرف تمہاری موت۔"

"اس سزا میں کوئی تبدیلی کر سکتے ہو؟"

"مونی مارڈین تم سے بدرجہا بہتر تھی۔ میں اس کے نام پر تمہیں قتل کرتا ہوں ڈمپل۔" شیران نے اچانک پستول کا رخ اس کی طرف کر دیا لیکن ایڈنا ڈمپل نے بھی اسی پھرتی سے پستول نکال لیا تھا۔

"دونوں گولیاں ایک ساتھ چلیں گی شیران۔ میں تمہیں اپنے بچاؤ کے لئے قتل نہیں کروں گی بلکہ تمہاری موت اس لئے ہو گی کہ میری موت کے بعد تم کسی اور کے تصرف میں نہ جاؤ۔"

شیران کے حلق سے قہقہہ نکلا اور اس نے گولی چلا دی لیکن اس کے ساتھ ہی ڈمپل نے بھی فائر کیا تھا۔ شیران کی چلائی ہوئی گولی اس کے سینے میں اتر گئی تھی لیکن خود ایڈنا کے پستول سے ٹریچ کی آواز نکل کر رہ گئی تھی۔ ڈمپل نے لگاتار ٹریگر دبایا لیکن ایک بھی فائر نہیں ہوا جب کہ شیران کی دوسری گولی نے اس کی پسلیوں میں جگہ بنائی تھی۔

ایڈنا کے چہرے پر کرب کے آثار ابھر آئے۔ پھر وہ بولی۔

"میرا پستول خالی تو نہ تھا۔"

"اسے خالی کر دیا گیا تھا ایلا۔" شیران دلچسپی سے بولا۔

"یہ دھوکہ دہی نہیں؟"

"ابتدا تم نے کی تھی۔"

"واقعی مجھے شکست ہو گئی۔ جب تک تم زندہ رہو گے میری روح بھٹکتی رہے گی۔ افسوس مجھے اس کا اندازہ نہ تھا۔ تیسری گولی چلاؤ شیران، میں جانکنی کی اذیت برداشت کر سکتی ہوں، یہ احساس نہیں کہ تم زندہ ہو اور اب کوئی اور عورت... چلاؤ گولی... پلیز۔ اچھے دلوں کا یادگار تحفہ مجھے اس شکل میں دے دو۔"

"جو حکم جانِ من۔" شیران نے کہا اور تیسری گولی نے ڈمپل کے دل میں سوراخ کر دیا۔ وہ تڑپی پھر ٹھنڈی ہو گئی۔ شیران نے ایک حقارت بھری نگاہ اس پر ڈالی اور بولا۔ "میں شیران کی تاریخ میں کوئی تبدیلی نہیں ہونے دوں گا۔" اس کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ اب یہاں رکنا بے معنی تھا لیکن اب وہ تنہا رہ گیا تھا۔ امریکہ چلے آنے کا مقصد فوت ہو چکا تھا۔

رات کی تاریکی میں وہ آگے کا سفر طے کرتا رہا۔ اس کی رفتار بہت تیز تھی۔ رات کے بقیہ حصے میں اس نے کافی سفر طے کر لیا تھا پھر صبح ہو گئی اور شیران نے ایک محفوظ مقام پر ڈیرا ڈال لیا۔ اس پر تھکن اور اکتاہٹ سوار تھی۔ چنانچہ اس تھکن کو دور کرنے کے لئے سو جانا ضروری تھا۔ ایڈنا ڈمپل کیلاشی کی حیثیت سے اتنا طویل وقت اس کے ساتھ گزار چکی تھی کہ اب اس کی عدم موجودگی کے اثرات شیران کو پریشان کر سکتے تھے۔ اس نے حسبِ عادت انتقام تو لے لیا تھا لیکن اس تنہا سفر نے اس پر برے اثرات مرتب کئے تھے اور اس وقت بھی سو جانے کی خواہش اسی احساس کا نتیجہ تھی۔ جس جگہ وہ سونے کے لئے لیٹا تھا وہ پرسکون تھی اس لئے نیند آنے میں دیر نہیں لگی۔ وہ گہری نیند سو گیا اور جب جاگا تو شام ہو چکی تھی۔ پرندے شور مچا رہے تھے اور اسے شدید بھوک پیاس کا احساس ہو رہا تھا۔ ہونٹ خشک تھے اور زبان پر کانٹے پڑے ہوئے تھے۔ اس نے چاروں طرف دیکھا۔ جگہ پرسکون ضرور تھی لیکن دور دور تک آبادی کا نشان

اور نہ کوئی ایسا درخت جس پر پھل لگے ہوں۔

لعنت ہے اس علاقے پر۔۔۔ اس کے حلق سے بھرائی ہوئی [illegible]نکلی۔ شور مچاتے ہوئے پرندے اسے زہر لگ رہے تھے۔ موسم [illegible] تھا لیکن سورج ڈھل جانے کی وجہ سے یوں محسوس ہو رہا تھا [illegible]آسمان ابر آلود ہو۔ چند لمحے وہ وہیں بیٹھا رہا پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ [illegible] یہاں سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھی لیکن احتیاط کے پیش نظر اس [illegible]ک سے نیچے رہ کر ہی یہاں تک سفر کیا تھا۔ ان لوگوں نے یعنی [illegible] ڈمپل نے اور اس نے ابتدا ہی اس انداز میں کی تھی۔ اب شیران [illegible]بات معلوم نہیں تھی کہ پولیس جیکارڈ کے قاتلوں یا قاتل کے بارے [illegible]کیا کر رہی ہے یا جیکارڈ کے آدمی اس کی تلاش میں کہاں کہاں [illegible]وف ہیں لیکن وہ ان باتوں پر دھیان بھی نہیں دینا چاہتا تھا خاص [illegible]سے اس وقت جب اسے شدید بھوک لگ رہی تھی۔

اس وقت اس کے سامنے صرف پیٹ کا مسئلہ تھا اور دور دور [illegible] کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی تھی جس سے وہ پیٹ کی آگ بجھا سکے۔ [illegible] دیوانگی اسے سڑک کی جانب لے چلی۔ اس وقت وہ شدید غصے [illegible]عالم میں تھا۔ ایڈنا ڈمپل کو گالیاں دے رہا تھا اور کبھی کبھار [illegible]نے آپ کو بھی۔

اپنے آپ کو گالیاں دینے کا کوئی خاص مقصد نہیں تھا۔ بات [illegible] اتنی سی تھی کہ بھوک کیوں لگ رہی ہے۔

سڑک پر سناٹا پھیلا ہوا تھا۔ وہ سڑک پر اسی سمت آگے [illegible]ھنے لگا جو ہالی ووڈ جانے کا راستہ تھا۔ واپس جانا تو حماقت ہی [illegible] لیکن اس بات کا بھی اسے کوئی اندازہ نہیں تھا کہ ہالی ووڈ کتنی [illegible] رہے۔

روشنیاں دور دور تک نظر نہیں آ رہی تھیں جس سے [illegible]ئی اندازہ ہوتا۔ یا پھر یہ بھی ممکن تھا کہ اس وقت وہ سڑک کے [illegible] حصے میں سفر کر رہا تھا وہ نشیب میں ہو، چنانچہ کوئی امید [illegible] صورتِ حال نظر نہیں آتی تھی۔ جھنجلاہٹ اور غصے کی شدت [illegible] درمیان وہ آگے ہی کی جانب سفر کرتا رہا۔ نگاہیں اطراف میں [illegible]ٹکنے لگی تھیں کہ ممکن ہے کہیں پانی یا پھلوں کے درخت وغیرہ [illegible]ر آ جائیں۔

بہت دور تک سفر طے کر لیا لیکن ایسی کوئی چیز نظر نہ آئی [illegible]تہ اس وقت جب وہ سڑک کے عین بیچوں بیچ بے خیالی کے انداز [illegible] چلا جا رہا تھا، عقب سے کسی موٹر سائیکل کی آواز سنائی دی۔ پلٹ [illegible] دیکھا تو کافی فاصلے پر روشنی کا ایک نقطہ نظر آ رہا تھا جو آہستہ آہستہ [illegible]ضح ہوتا جا رہا تھا۔

شیران رک گیا۔ اس کے انداز میں وحشی چیتے کی سی چمک پیدا ہو گئی۔ سڑک پر کھڑے ہو کر اس نے دونوں ہاتھ سامنے پھیلا دیئے۔ موٹر سائیکل کی ہیڈ لائٹ چند ہی لمحات کے بعد اسے اپنی روشنی کے دائرے میں لے چکی تھی اور اس کے ساتھ ہی موٹر سائیکل سوار نے موٹر سائیکل کو بریک لگا دیئے تھے۔ چند ہی لمحات کے بعد شیران اس کے قریب آ کر رک گیا اور موٹر سائیکل کی پشت پر سوار شخص کے حلق سے خوف ناک سی غراہٹ نکلی۔

"کیا مصیبت نازل ہوئی ہے تم پر۔ یہاں کیوں مر رہے ہو؟" لہجہ جاندار تھا، آواز جھلائی ہوئی تھی۔ شیران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"براہ کرم میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔" شیران نے نرم لہجے میں کہا۔

"شہر تک مرنا چاہتے ہو لیکن میں تمہیں اس کا موقع نہیں دے سکتا۔ میں جلدی میں ہوں۔" اس شخص نے کہا اور ایک بار پھر موٹر سائیکل کو ایک طرف تھوڑا سا گھما کر چلنے کے لئے تیار ہو گیا۔

لیکن جونہی وہ شیران کے قریب سے گزرا شیران کی زبردست لات اس کی پسلی پر پڑی اور دوسرے لمحے موٹر سائیکل لڑھک گئی۔ وہ شخص قلابازیاں کھاتا ہوا دور جا گرا تھا لیکن جیز وہ بھی کچھ شاندار ہی تھی۔ قد و قامت شیران سے کسی طور کم نہیں تھا اور تن و توش میں بھی وہ بہت عمدہ تھا۔

شیران کی اس حرکت سے اسے کافی چوٹیں آئی تھیں لیکن وہ اس کی پروا کئے بغیر شیران کے مدمقابل آ گیا۔ اس کی آنکھوں میں ایک سفاک سی کیفیت جھلک رہی تھی۔

شیران نے اس کے خد و خال دیکھے، کوئی شریف آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا۔ وہ رکے بغیر شیران پر پل پڑا لیکن غلطی تھی اس احمق کی۔ کم از کم مدمقابل کا جائزہ لے کر ہی حملہ کرنا چاہیئے اور یہ حملہ اسے بہت مہنگا پڑا۔ وہ جونہی شیران کے نزدیک آیا، شیران کا... خوف ناک گھونسہ اس کے جبڑے پر پڑا اور اس کی گردن ایک لمحے کے لئے دوسری سمت گھوم گئی اور پھر وہ چکر کھا کر نیچے گر پڑا۔ اب اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا تھا کہ شیران اسے لاتوں پر رکھ لے۔

اس کی پے درپے ٹھوکروں سے گرنے والے کے حلق سے چیخیں نکل رہی تھیں۔ اس نے کئی بار سانپ کی طرح پلٹ پلٹ کر شیران کا پاؤں پکڑنے کی کوشش کی لیکن طوفان سے مقابلہ آسان نہیں ہوتا۔ وہ خود بھی لڑائی بھڑائی کا ماہر معلوم ہوتا تھا لیکن موقع مد مقابل نا۔ شیران نے اسے ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔ ذرا سی دیر

میں اس کے جبڑے ٹوٹ چکے تھے۔ شانے پر اتنی زوردار ضرب پڑی تھی کہ ایک ہاتھ جواب دے گیا تھا۔ ناک، مُنہ اور پیشانی سے خون بہہ رہا تھا۔ پسلیوں پر اتنی جگہ چوٹیں آئی تھیں کہ اب اس سے کراہا بھی نہ جا رہا تھا۔

شیران اس کے سینے پر گھٹنا رکھ کر بیٹھ گیا۔ پھر اس کا گھونسہ اُس کی پیشانی پر مسلسل پڑنے لگا۔ چند ہی لمحات کے بعد وہ شخص بے جان ہو گیا۔ بے چارہ راہگیر ذرا سی غلطی سے جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔ پتہ نہیں وہ کون تھا۔

شیران نے گریبان سے پکڑ کر اسے زمین سے دو فٹ اُونچا اُٹھایا اور پھر حلق سے ہلکی سی غرّاہٹ نکال کر اسے وہیں پھینک دیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ گری ہوئی موٹر سائیکل کی طرف متوجہ ہو گیا، جس کی ہیڈ لائٹ جل رہی تھی اور پچھلا ٹائر مسلسل گھومے جا رہا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر موٹر سائیکل کا سوئچ آف کر دیا۔ البتہ روشنی جلی رہنے دی تھی۔ پھر کسی خیال کے تحت اس نے موٹر سائیکل کا رُخ بدلا اور موٹر سائیکل کی روشنی نے زمین پر گرے ہوئے شخص کو اپنے دائرے میں لے لیا۔

شیران پھرتی سے اس شخص کے قریب پہنچ گیا تھا۔ پھر وہ اس کے پاس بیٹھ کر اس کی جیبیں ٹٹولنے لگا تھا۔ اس کی جیب سے کرنسی نوٹوں کی اچھی خاصی تعداد نکلی۔ ایک ڈرائیونگ لائسنس نکلا جس پر کوئی تصویر نہیں تھی لیکن جو مقامی ہی تھا۔ ڈرائیونگ لائسنس کے مطابق اس شخص کا نام مارٹن ہوپ تھا۔ بہرطور اس کے پاس سے جو کچھ شیران کو مل سکا، اس نے نکال کر اپنے قبضے میں لے لیا۔ پھر کسی خیال کے تحت اس نے مارٹن ہوپ کی لاش اُٹھائی اور سڑک کے کنارے جھاڑیوں میں دھکیل دی۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد اس نے اطراف کا جائزہ لیا کہ کہیں اس کے بارے میں کوئی نشان تو یہاں نہیں رہ گیا اور جب اس بات کا اطمینان ہو گیا تو موٹر سائیکل کے قریب پہنچ کر اس نے موٹر سائیکل کو اُٹھا لیا۔

سوئچ آن کر کے اس نے موٹر سائیکل کو دوبارہ اسٹارٹ کیا اور اس کی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے حلق سے بھرّائی ہوئی آواز نکلی۔

"اے کاش تمہارے پاس اس لمبے سفر میں کچھ کھانے پینے کا سامان بھی ہوتا لیکن اس بدنصیب موٹر سائیکل پر تو کوئی کِٹ بھی نہیں ہے۔" اس نے موٹر سائیکل خاصی رفتار سے آگے بڑھا دی۔

شام کی کہلاہٹیں رات کے سیاہ سناٹے میں بدل چکی تھیں اور موٹر سائیکل کی ہیڈ لائٹ اس سڑک کو واضح کرتی چلی جا رہی تھی، جو سانپ کی طرح بل کھاتی دُور تک چلی گئی تھی۔

شیران کو اس سڑک کی طوالت پر غصہ آ رہا تھا اور پھر جب اسے پہلی روشنی نظر آئی تو موٹر سائیکل کی رفتار بتانے والی سوئی اپنی آخری حدوں کو چھو رہی تھی۔ بالآخر آبادی اس کے نزدیک آتی چلی گئی۔ اُونچی نیچی عمارتیں چاروں طرف پھیلی ہوئی تھیں۔ سب سے پہلی عمارت شیران کو نظر آئی اس نے اسی کے نزدیک پہنچ کر موٹر سائیکل کا انجن بند کر دیا۔ بند موٹر سائیکل بھی تھوڑی دُور تک دوڑتی چلی گئی تھی۔ اس کے بعد شیران نے بریک لگا کر اسے اسٹینڈ پر کھڑا کر دیا۔

عمارت کا عقبی دروازہ اس کے سامنے تھا۔ سامنے کے دروازے تک پہنچنے کے لئے عمارت کے باقی حصّے کو عبور کر کے گھوم کر دوسری طرف جانا پڑتا، اس لئے اس نے یہی عقبی راستہ استعمال کیا۔

زینے خاصے کشادہ تھے اور ان پر بلب لگے ہوئے تھے جن کی روشنی عمارت کو روشن کئے ہوئے تھی۔ پہلی ہی منزل پر سامنے والے فلیٹ کا دروازہ شیران کے سامنے پڑا۔ ایک لمحے کے لئے رُک کر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر دروازے پر لگی ہوئی بیل پر انگلی رکھ دی۔

بیل پر اُنگلی رکھتے ہی اندر گھنٹی بجنے کی آواز سُنائی دی تھی پھر چند ہی ساعت کے بعد کسی کے قدموں کی آواز اُبھری۔ پھر دروازے کی چٹخنی کھلنے کی آواز آئی اور جونہی دروازہ کھلا شیران نے ایک زوردار ٹکر دروازہ کھولنے والے کے بدن پر ماری اور ایک نسوانی چیخ اُس کے کانوں میں لہرا گئی۔

اس نے پھرتی سے پلٹ کر دروازہ بند کر دیا تھا۔ دروازہ بند کرنے کے بعد وہ مڑا، دروازے کے سامنے والے اندرونی حصّے میں سفید رنگ کا دودھیا بلب جل رہا تھا، جس کی روشنی میں وہ اندر کا منظر دیکھ سکتا تھا۔

دروازہ پھرتی سے بند کرنے کے بعد وہ مڑا اور فرش پر پڑے ہوئے شخص کو دیکھنے لگا جس کے بدن پر ٹکر مارتے ہوئے اور جس کی نسوانی آواز کو سُننے کے بعد شیران نے محسوس کیا تھا کہ وہ کوئی عورت ہے۔

زمین پر گری ہوئی شخصیت ایک لڑکی تھی جو اُسے سہمی سہمی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ خوف سے اس کے چہرے کی رنگت سفید پڑ چکی تھی اور وہ دہشت زدہ نظر آ رہی

ں

اس کی عمر پچیس، چھبیس سال کے درمیان معلوم ہو رہی تھی

شیران نے آگے بڑھ کر اُسے اُٹھنے کے لئے کہا تو لڑکی خوفزدہ ازمیں دونوں ہاتھ زمین پر ٹکا کر کھڑی ہو گئی پھر اس کی کسمساتی ئی آواز اُبھری۔

"کون ہو تم؟ کیا چاہتے ہو؟"

"جو کچھ میں چاہتا ہوں اگر تم نے اس پر عمل نہ کیا تو تمہاری دن توڑ کر پھینک دوں گا۔" شیران اس کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہوا ا اور لڑکی جلدی سے اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"نہیں... نہیں، م... معاف کر دو مجھے، یہاں... یہاں ہیں ہے لیکن جو کچھ تم چاہتے ہو حاصل کر لو اور خدارا میری زندگی ش دو۔"

"چلو میرے لئے کھانے کا بندوبست کر دو، میں بہت بھوکا ں" شیران نے اس کے ٹخنے پر ہلکی سی ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔ ٹھوکر ر لڑکی ایکدم جھک گئی لیکن شیران کو آگے بڑھتے دیکھ کر اس اپنے آپ کو سنبھالا اور جلدی سے سیدھی ہو گئی۔ خوف اور ت سے اس کی ٹانگیں لرز رہی تھیں۔ وہ ایک سمت بڑھ گئی۔ ا اس کا رُخ کچن کی طرف تھا۔

شیران اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ یہ ایک قیمتی فلیٹ ، جو بہترین قسم کے ساز و سامان سے آراستہ تھا۔ کمروں میں ٹو وال قالین بچھا ہوا تھا جس کا رنگ کمرے کی دیواروں کے ے سے مطابقت رکھتا تھا۔ بائیں سمت چند سیڑھیاں تھیں میں گملے رکھے ہوئے تھے۔ دیواروں کے ساتھ ساتھ بھی... صورت ڈیکوریشن پیس آراستہ تھے۔ جدید طرز کے فرنیچر سے ستہ ڈرائنگ رُوم تھا جس سے فلیٹ کے اندرونی حصّے میں ل ہوتے ہوئے گزرنا پڑتا تھا۔

دائیں طرف کی دیوار میں شیشے کا دروازہ بنا ہوا تھا جس دوسری جانب غالباً ڈائننگ رُوم تھا۔ کیونکہ ڈائننگ ٹیبل، فریجریٹر اور دوسری چیزیں سجی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔

شیران یہ معلوم کئے بغیر کہ فلیٹ میں اس لڑکی کے علاوہ لون کون ہے، اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا کچن تک پہنچ گیا۔ ر وہ مستعد ضرور تھا اور اس بات کا متوقع نہیں تھا کہ لڑکی ٹ میں تنہا ہوگی۔

سامنے کچن کا دروازہ نظر آیا اور لڑکی اس میں داخل ہو ا اس نے پھرتی سے الماری کھول کر الیکٹرک کیٹل نکالی اور اس میں پانی چڑھا دیا۔ وہ کسی معمول کی طرح کام کر رہی تھی لیکن اُس کی نگاہیں بار بار شیران کی طرف اُٹھ رہی تھیں۔

شیران اس پر پوری طرح نظر رکھے ہوئے تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کا رُخ دروازے کی جانب بھی تھا۔ کچن میں ایک بڑا سا ڈیپ فریزر بھی رکھا ہوا تھا جس میں سے لڑکی نے کھانے پینے کی چند چیزیں نکالیں اور سامنے والی الماری سے ڈبل روٹی نکال کر بیف اور مکھن کے سینڈوچز بنانے لگی۔ اس کے ساتھ ہی کافی کا پانی کھول چکا تھا۔ لڑکی نے لرزتے ہاتھوں کے ساتھ کافی بنائی اور جلدی جلدی سینڈوچز بنا کر انہیں پلیٹ میں سجا دیا۔ یہ دونوں چیزیں تیار کرنے کے بعد وہ شیران کو دیکھنے لگی۔

"اگر کچھ اور چاہو تو...؟"

"نہیں نہیں، بس کافی ہے۔" شیران نے کہا اور پلیٹ اس کے ہاتھ سے جھپٹ لی۔ کھڑے کھڑے ہی اس نے دو تین سینڈوچ ملا کر اپنے مُنہ میں ٹھونس لئے۔ لڑکی دہشت زدہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ شیران سینڈوچ کے ساتھ ساتھ کافی کے گھونٹ بھر رہا تھا۔ وہ بمشکل تمام یہ سینڈوچ حلق سے اُتار رہا تھا۔ کیونکہ حلق اب بھی سوکھا ہوا تھا۔ ابتدائی سینڈوچ حلق سے اُتارنے کے بعد اس نے بھرّائی ہوئی آواز میں لڑکی سے پوچھا۔

"گھر میں اور کون کون ہے تمہارے علاوہ؟" لڑکی جو ابھی تک سہمی ہوئی تھی اب اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگی۔ اس نے کھنکار کر گلا صاف کیا اور بولی۔

"کوئی نہیں۔ میں تنہا ہوں۔"

"بکواس کرتی ہو۔ چلو باہر نکلو۔" شیران نے کہا اور لڑکی خوف زدہ انداز میں اُسے دیکھتی ہوئی کچن کے دروازے کی جانب بڑھنے لگی۔

"ایک منٹ، ایک منٹ۔ اس میں کافی اور اُنڈیل دو۔" شیران نے کہا اور اپنا کپ لڑکی کے آگے کر دیا۔

لڑکی پھر واپس پلٹی اور اس نے کیتلی سے کافی کا پانی نکال کر دوبارہ اس کپ میں ڈالا اور کافی بنا کر ایک بار پھر شیران کا کپ بھر دیا۔

"شکریہ۔ چلو آگے بڑھو۔" شیران نے کہا۔ جونہی لڑکی کچن سے باہر نکلی، شیران اس کے پیچھے پیچھے آگے بڑھنے لگا۔ وہ لڑکی کو ہدایات دیتا جا رہا تھا اور لڑکی اسے ایک ایک کمرے کا دروازہ کھول کر دکھا رہی تھی۔ مقصد یہی تھا کہ جو کچھ اس نے کہا ہے غلط تو نہیں ہے۔

شیران نے اسی طرح سینڈوچ کھاتے اور کافی کے گھونٹ لیتے ہوئے پورا فلیٹ دیکھ ڈالا اور اس کے بعد اس نے کافی کا آخری گھونٹ لیا اور نرم لہجے میں بولا۔

"اچھی لڑکی کیا تم میرے لئے ایک کپ کافی اور لانا پسند کرو گی؟"

لڑکی نے تھوک نگلتے ہوئے اس کی جانب دیکھا اور پھر اس کا کپ لینے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔ شیران نے کافی کا مگ اس کے ہاتھ میں دے دیا تھا لیکن وہ لڑکی کے پیچھے پیچھے آنا نہیں بھولا تھا۔ جب کچن میں پہنچ کر لڑکی نے اس کے لئے کافی بنائی تو شیران زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔ اس نے نرم لہجے میں کہا۔

"تم اگر چاہو تو اپنے لئے بھی کافی بنا سکتی ہو، میرا خیال ہے کہ تم نے پانی کافی مقدار میں رکھا تھا۔"

لڑکی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے خاموشی سے کافی کا تیسرا کپ بنا کر شیران کے ہاتھ میں تھما دیا تھا۔ جتنے سینڈوچ تھے، وہ شیران اپنے معدے میں اتار چکا تھا اور ان سے اس کی بھوک ختم ہو گئی تھی۔ کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتا ہوا وہ لڑکی کے ساتھ ڈرائنگ روم میں آگیا۔ چند لمحے قیمتی فرنیچر کو دیکھتا رہا پھر ایک صوفے پر نیم دراز ہو کر بولا۔

"کیا نام ہے تمہارا؟"

"ڈیزی۔ مگر تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟"

"جو کچھ چاہتا تھا وہ تم سے حاصل کر چکا ہوں اس کے علاوہ میری اور کوئی خواہش نہیں تھی، اب میں تم سے اس زیادتی کی معافی مانگنے کے لئے تیار ہوں جو میں نے تمہارے ساتھ کی ہے۔ بھوک نے مجھے پاگل کر دیا تھا... اور اسی پاگل پن میں اگر تمہارے کچن میں کھانے کی اور کوئی چیز نہ ہوتی تو شاید میں تمہیں ہی کھا جاتا۔"

لڑکی کے چہرے کے تاثرات آہستہ آہستہ تبدیل ہوتے جا رہے تھے۔ اس کے اندر اب خود اعتمادی پیدا ہو گئی تھی۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"تم نے جو کچھ کیا ہے اچھا نہیں کیا۔"

"ہاں مجھے اس کا احساس ہے لیکن مجھے سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ میں صحیح جگہ پہ پہنچا ہوں۔" شیران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لڑکی چونک گئی۔

"کیا مطلب؟"

"آرام کے لئے یہ جگہ بُری نہیں ہے۔ خاص طور سے اس شکل میں کہ تم تنہا ہو۔"

"اس تصور میں مت رہنا، یہاں اور لوگ بھی رہتے ہیں۔ اس وقت اتفاق سے کوئی نہیں ہے لیکن تھوڑی دیر کے بعد تمہارا مقابلہ ایسے افراد سے ہوگا، جو تمہارا دماغ درست کر کے رکھ دیں گے۔"

"میرا دماغ تو تم نے ہی درست کر دیا ہے ڈیئر۔" شیران مسکراتا ہوا بولا اور پھر اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔

رات کے قیام کے لئے درحقیقت اس سے بہتر جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ لڑکی نے جن افراد کا تذکرہ کیا تھا، اگر وہ واقعی آنے والے ہیں، تو پھر ان کے لئے یہی مناسب ہوگا کہ وہ یہاں آنے کے بعد واپس نہ جائیں۔ اس اجنبی جگہ پر شیران ادھر اُدھر بھٹکنے کی بجائے اپنی اس پہلی منزل کو ہی اپنے لئے بہتر تصور کر رہا تھا۔ اس کی فطرت میں ایک بار پھر وہی وحشت خیزی اُبھر آئی تھی، جو اس کا خاصہ تھی۔

ایڈنا ڈبل کی موت سے جو خلا پیدا ہوا تھا وہ اسے جھنجلاہٹ کا شکار کر رہا تھا۔ وہ تنہا رہنا بھول چکا تھا اور اب اسے بڑی بے بسی کا احساس ہو رہا تھا اور جب بھی اسے بے بسی کا احساس ہوتا، وہ شدید جھنجلاہٹ کا شکار ہو جاتا اور اس کی جھنجلاہٹ کے آثار درندگی ہی کی شکل میں نمودار ہوتے تھے۔ چنانچہ لڑکی اگر اس سے انحراف کرتی تو یقیناً اس کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی۔

وہ چند لمحات گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا۔ لڑکی اس دوران اس کا چہرہ دیکھتی رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس نے اپنے آپ پر مکمل قابو پا لیا ہو۔ یوں بھی وہ اچھے خاصے تن و توش کی مالک تھی اور بظاہر ایسا نہیں معلوم ہوتا تھا کہ آسانی سے خوف زدہ ہو جانے والوں میں سے ہو اور پھر وہ ایک شاندار فلیٹ میں تنہا رہتی تھی۔ تنہا رہنے والے یوں بھی عام لوگوں سے زیادہ بہادر ہو جاتے ہیں۔

شیران کو نگاہ بھر کر دیکھنے کے بعد اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ شیران کی نگاہ جب اس سے ملی اس نے اس کی مسکراہٹ کو دیکھ لیا تھا۔

"کیوں... دانت کیوں نکال رہی ہو۔" شیران غراتے ہوئے لہجے میں بولا اور ڈیزی ہنس پڑی۔

"میں نے تمہیں غور سے دیکھ لیا ہے۔" اس نے کہا۔

"تو پھر...؟" شیران غرایا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمہارے چہرے کی بناوٹ سے اندازہ ہوتا ہے کہ تم بہت سنگدل اور خطرناک فطرت کے مالک ہو لیکن کیا تم اس بات پر یقین کرو گے کہ مجھے تم جیسے خطرناک لوگوں سے عشق ہے۔"

"واہ، ابھی تھوڑی دیر پہلے تو اس عشق کا مظاہرہ کسی خوف زدہ چوہیا کی مانند کر رہی تھیں۔"

"ہوں تو انسان ہی نا۔ تمہاری اچانک آمد اور اچانک حملے سے بدحواس ہو گئی تھی، تم اسے خوف کا نام نہیں دے سکتے۔" ڈیزی بولی اور شیران نے ایک فلک شگاف قہقہہ لگایا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے، اب اگر تم نے اپنے آپ کو سنبھال لیا ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے، بلکہ اچھا ہے۔ ہم زیادہ دلچسپ انداز میں گفتگو کر سکیں گے۔"

"اگر تم اجازت دو تو میں اپنے لئے کافی بنا لاؤں؟"

"کچھ کرنا چاہتی ہو؟" شیران نے پوچھا۔

"نہیں۔ چاہو تو تم بھی آ سکتے ہو، میرا کافی پینے کو جی چاہ رہا ہے۔"

"ٹھیک ہے، میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ تمہیں تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔"

"تمہارا شکریہ۔ ویسے میرا خیال تھا کہ تم آرام کرنے کے موڈ میں تھے لیکن میں بھی کافی پیئے بغیر نہیں رہ سکتی۔" ڈیزی نے کہا۔

ایک بار پھر شیران اس کے ساتھ کچن تک آیا تھا پھر کچن سے واپسی پر لڑکی نے کافی کے دو مگ بنائے اور ایک مگ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے بولی۔

"میں جانتی ہوں کہ اگر میں تمہیں ایک درجن کافی کے مگ پلا دوں، تب بھی تم پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔"

"تمہارا خیال ٹھیک ہے۔" شیران ہنستا ہوا بولا اور پھر اسی صوفے پر بیٹھ گیا۔

"اپنے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گے؟" وہ بولی۔

"کیا پوچھنا چاہتی ہو؟"

"کیا نام ہے تمہارا؟"

شیران نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور پھر اطمینان سے بولا۔ "ہوپ مارٹن۔"

"کیا کرتے ہو؟"

"قتل کرتا ہوں، ڈاکے ڈالتا ہوں۔"

"کیا واقعی۔" لڑکی کی آنکھوں میں مسرت کی جھلک تھی۔

شیران اسے گھورنے لگا۔ پھر بولا۔ "کیوں تم اس بات سے خوش کیوں ہوئی ہو؟"

"اس لئے کہ مجھے تم جیسے ایک شخص کی ہی تلاش تھی۔"

"واہ، کوئی گہری چال چل رہی ہو لیکن تمہاری بدقسمتی ہے کہ میں چالوں میں آنے والا نہیں ہوں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے، رات گزارنا چاہتے ہو تو جاؤ آرام سے سو جاؤ، تم نے بیڈروم دیکھ لیا ہے۔" وہ تنک مزاجی سے بولی اور شیران اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"میں ٹھیک کہہ رہی ہوں، وعدہ کرتی ہوں کہ تمہیں آرام سے سونے دوں گی اور تمہاری نیند میں مداخلت نہیں کروں گی۔"

"خیر میں کافی دیر تک سو چکا ہوں اور ابھی مجھے نیند نہیں آ رہی ہے، ممکن ہے ساری رات جاگتا رہوں لیکن صبح سے پہلے تمہارے اس آرام دہ فلیٹ کو چھوڑنا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ صبح تم مجھے عمدہ سا ناشتہ کراؤ گی اور اس کے بعد میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔"

"کہاں جاؤ گے۔ کیا ہالی ووڈ میں تمہارے شناسا موجود ہیں، یا تم یہیں کے باشندے ہو۔"

"تفصیل بتانا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔" شیران نے جواب دیا۔ ویسے وہ سوچ رہا تھا کہ مارٹن ہوپ کا نام لے کر اس نے غلطی کی ہے۔ اس شخص کی موت کی اطلاع بہر طور کچھ دیر بعد پولیس کو ہو جائے گی اور اس وقت یہ لڑکی اس کی نشاندہی کر سکتی ہے۔ ظاہر ہے مارٹن ہوپ نام بتانے والا مارٹن ہوپ کا قاتل ہی ہو سکتا ہے لیکن اب کیا کیا جا سکتا تھا۔ حماقت میں یہ نام اس کے منہ سے نکل گیا تھا۔ وہ سوچنے لگا تھا۔

لڑکی نے آہستہ سے کہا۔ "اگر چاہو تو غسل کر لو۔ غسل خانہ سامنے ہی ہے۔ اپنا حلیہ درست کر لو۔"

"کیوں میرے حلیے میں کیا خرابی ہے؟"

"بال بکھرے ہوئے ہیں، آنکھیں چڑھی ہوئی ہیں، داڑھی بڑھی ہوئی ہے اور تم عجیب و غریب نظر آ رہے ہو۔ میں تمہاری جسامت کا لباس تو تمہیں نہیں دے سکتی لیکن تمہارے اس لباس کو درست کر سکتی ہوں۔ تم غسل کرو، میں تمہارا یہ لباس درست کر کے تمہیں دے دیتی ہوں۔"

"نہیں، تمہارا شکریہ۔ مجھے ان تمام چیزوں میں سے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔"

لڑکی آہستہ سے مسکرادی۔ اس کی مسکراہٹ میں ایک عجیب کیفیت تھی، جسے شیران نے محسوس کیا اور دفعتاً اسے گزری ہوئی رات آگئی، جب ایڈناڈمبل اس کے بالکل قریب موجود تھی۔ اس کی آنکھوں میں آہستہ آہستہ چمک پیدا ہونے لگی اور پھر وہ مسکرادیا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ مجھے اپنا حلیہ درست کرلینا چاہیئے۔"

رات کے آخری پہر میں لڑکی نے کہا "سنو اگر تم واقعی جرائم پیشہ آدمی ہو، تو میں تمہارے لئے بہترین کام مہیا کر سکتی ہوں۔ ایک ایسا کام، جسے کر کے تمہیں خوشی ہوگی۔"

"ہوں۔ وہ کیا؟" شیران نے کہا۔

"پہلے تم مجھے اپنے بارے میں تفصیل سے بتادو، ایک بات کا وعدہ کرتی ہوں، بلکہ تمہیں اجازت دیتی ہوں کہ اگر میری کوئی بات غلط ثابت ہوجائے تو تم جب چاہے مجھے قتل کر سکتے ہو۔ میں نے تم سے یہ بات غلط نہیں کہی تھی کہ میرا تعلق کچھ ایسے لوگوں سے ہے، جو کبھی کبھی یہاں آتے ہیں لیکن وہ بھی اچھے لوگ نہیں ہیں۔ جرائم کی زندگی سے ان کا گہرا تعلق ہے اور یہی ان کا ذریعہ معاش بھی۔"

"تمہارا ان سے کیا تعلق ہے؟" شیران نے پوچھا۔

"میں بتا چکی ہوں کہ میں کوئی اچھی عورت نہیں ہوں۔ میں ایک جنرل اسٹور میں اسٹور کیپر کی حیثیت سے ملازمت کرتی ہوں اور میرے ٹھاٹ باٹ دیکھ کر لوگ یہی اندازہ لگاتے ہیں کہ میں اسٹور کے مالک کی منظورِ نظر ہوں لیکن کوئی نہیں جانتا کہ اسٹور کا مالک مسٹر شیلڈن درحقیقت ایک ایسے گروہ سے تعلق رکھتا ہے جو ہر قسم کے مجرمانہ کام کرتا ہے۔ جن چند آدمیوں کا میں نے تم سے تذکرہ کیا ہے، یہ وہی لوگ ہیں جو شیلڈن کے گروہ کے رکن ہیں۔ میں اپنی مرضی سے بھی مسٹر شیلڈن کے گروہ میں کچھ لوگوں کو شامل کر سکتی ہوں اور اس کا انتخاب مجھ پر ہی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس وقت مسٹر شیلڈن کے ساتھی مختلف کاموں میں مصروف ہیں اور کہیں گئے ہوئے ہیں چنانچہ مسٹر شیلڈن نے جو منصوبہ بنایا ہے اس میں انھوں نے مجھے بھی دعوت دی ہے کہ میں اگر چاہوں تو کسی کام کے آدمی کو اپنے ساتھ شامل کر سکتی ہوں۔" ڈیزی بولی۔

"میں تمہاری باتوں پہ یقین نہیں کرتا۔"

"نہیں یقین کرتے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ تم صبح یہاں سے جانے کا وعدہ کر چکے ہو" لڑکی نے غصیلے انداز میں کہا اور

شیران ہنسنے لگا۔

"تمہاری شخصیت کے متضاد پہلو میری نگاہوں کے سامنے آئے ہیں اور میں کوئی فیصلہ نہیں کر پایا تمہارے بارے میں۔" شیران ہنستے ہوئے بولا۔

"میں نے کہا نا ایک رات کے مہمان سے بہت زیادہ دلچسپی کا اظہار بھی حماقت ہوتی ہے۔ تم جس طرح یہاں داخل ہوئے اور تم نے جس طرح مجھے مجبور کر کے کھانے پینے کی چیزیں طلب کیں اس نے مجھے تمہاری طرف متوجہ کردیا، یہ لمحات جو ہم گزار چکے ہیں، میری نگاہ میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ میں تمہیں صاف صاف بتادوں کہ میں بارہا ان مراحل سے گزر چکی ہوں۔"

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے آگے بولو کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"یہی کہ میری طرف سے تمہیں اپنے منصوبے پہ کام کرنے کی پیش کش ہے تم جو کوئی بھی ہو، مجھے تمہاری شخصیت بے حد پسند آئی ہے اور مجھے یقین ہے کہ میرے ساتھی بھی تمہیں ناپسند نہیں کریں گے، تاہم ان سے تعارف کراتے ہوئے مجھے تمہارا نام وغیرہ تبدیل کرنا پڑے گا۔ بہتر یہ ہوگا کہ اپنے حلیے میں بھی تبدیلی کرلو۔ میں یہ کام باآسانی کر سکتی ہوں۔"

"کمال کی عورت ہو تم۔ بلاوجہ ایک اجنبی پر بھروسہ کر رہی ہو۔ ممکن ہے میرا تعلق پولیس سے ہو۔"

ڈیزی آہستہ سے ہنس پڑی۔ پھر بولی۔ "نہیں پولیس میں تم جیسے لوگ نہیں ہوتے اور پھر تمہاری شخصیت میں کوئی ایسی بات ہے، جس کے بارے میں میں کوئی صحیح اندازہ نہیں لگا سکتی تاہم یہ ہی کہہ سکتی ہوں کہ تم مجھے ایک خطرناک آدمی معلوم ہوتے ہو۔"

"اچھا اچھا اب سونے نہیں دوگی کیا۔"

"پہلے فیصلہ کرلو، اس کے بعد سوجانا۔ مجھے اعتراض نہیں ہوگا"

"ویسے سونا میرے لئے خطرناک ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے تم میرا کوئی معقول بندوبست کردو۔"

"تو پھر اس سلسلے میں میں کیا کر سکتی ہوں؟"

"کچھ نہیں، میں تم پہ اعتماد کروں گا۔" شیران نے کہا اور کروٹ بدل کر لیٹ گیا۔

نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ وہ عجیب کیفیات کا شکار تھا۔ جس وقت اس نے اندر داخل ہو کر اس پر تشدد کیا تھا تو وہ ایک معصوم سی لڑکی نظر آئی تھی لیکن آہستہ آہستہ اس کی کیفیات میں تبدیلیاں پیدا ہوئیں اور وہ معصوم

سی لڑکی ایک جرائم پیشہ کی حیثیت سے اس کے سامنے آگئی تھی۔ کون سی بات پر یقین کرتا اور کون سی بات پر یقین نہ کرتا ممکن ہے لڑکی اس طرح سے جھانسہ دے کر اپنا انتقام پورا کرنا چاہتی ہو۔ سپیدۂ سحر نمودار ہونے لگا تھا۔ باہر سے ہلکی ہلکی آوازیں ابھرنے لگی تھیں۔ یہ آوازیں غالباً گاڑیوں وغیرہ کی تھیں۔

دفعتاً شیران کو وہ موٹر سائیکل یاد آئی، جسے وہ عمارت کے بغلی حصے میں چھوڑ آیا تھا۔ وہ موٹر سائیکل یہاں دیکھی گئی تو پولیس اس عمارت کی طرف متوجہ ہوجائے گی۔ شیران عجیب سی کیفیت کا شکار ہوگیا۔ لڑکی شاید اس کی تمام کیفیات پر نگاہ رکھے ہوئے تھی اس نے آہستہ سے کہا۔

"تم کسی پریشانی کا شکار ہو؟"

"ہاں میں سوچ رہا ہوں کہ اب مجھے چلنا چاہیئے۔"

"میری بات نہیں مانو گے؟" وہ بولی۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں تم پر یقین کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔"

"تمہاری مرضی۔ میں تم سے پہلے ہی کہہ چکی ہوں، اگر تم مجھ پر یقین نہیں کر سکتے تو میں تمہارے کسی معاملے میں مداخلت نہیں کروں گی۔"

"جانے سے پہلے ناشتہ بھی نہیں کراؤ گی مجھے؟"

"کیوں نہیں، تم چاہو تو غسل کرلو۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ کوئی ایسی حرکت نہیں کروں گی جو تمہارے لئے نقصان دہ ہو۔"

شیران نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور پھر اس کی نگاہ ٹیلی فون کی جانب اٹھ گئی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر ٹیلی فون کے تار باہر نکال دیئے لڑکی خاموشی سے اس کی شکل دیکھتی رہی تھی۔ جب شیران ٹیلی فون کے تار باہر نکال کر پلٹا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ اس نے اپنے اندرونی لباس سے ایک چابی نکال کر شیران کو دی اور بولی۔

"بیرونی دروازہ اندر سے لاک کردو اور چابی اپنے پاس محفوظ کرلو۔ فلیٹ تم دیکھ چکے ہو اس سے باہر نکلنے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے جس سے تمہیں یہ خدشہ ہو کہ میں تمہیں چھوڑ کر بھاگ جاؤں گی۔" شیران نے ایک لمحے کے لئے حیرت سے اس پیش کش پر غور کیا۔ واقعی دلچسپ بات تھی لیکن شیران اس پر اعتبار نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے چابی لی اور دروازے کے قریب پہنچ کر اسے اندر سے لاک کر دیا۔ اب کم از کم کوئی اس وقت تک اندر نہیں آسکتا تھا جب تک دروازے کو اندر سے نہ کھولا جائے۔

"جاؤ اب غسل کرلو میں تمہارے لئے ناشتہ تیار کرتی ہوں۔"

شیران اسے گھورتا ہوا غسل خانے کی جانب بڑھ گیا۔ ٹھنڈے پانی سے نہاتے ہوئے اس نے اس لڑکی پہ غور کیا۔ اگر وہ سچ کہہ رہی ہے تو کیا حرج ہے۔ ہالی ووڈ اس کے لئے بالکل اجنبی جگہ ہے اگر یہاں کچھ لوگوں کا ساتھ حاصل ہوجائے تو کم از کم اسے یہاں سے نکلنے میں آسانیاں فراہم ہوسکتی ہیں اور پھر لڑکی نے ایک اور پیش کش بھی کی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ اگر وہ اس کا تعارف اپنے ساتھیوں سے کرائے گی تو مارٹن ہوپ کے نام سے نہیں۔ مارٹن ہوپ کا نام تو ویسے بھی شیران کے لئے مصیبت بن سکتا تھا۔ جلد بازی میں وہ اس نام کو لے تو گیا تھا لیکن اس کے بعد سے اب تک اس سلسلے میں پریشان تھا۔

وہ غسل کر کے باہر آیا اور پھرتی سے کچن کی جانب چل پڑا۔ کچن سے خوشبوئیں اٹھ رہی تھیں اور لڑکی نے بہترین ناشتہ تیار کر لیا تھا۔ اس وقت وہ ناشتے کو ٹرالی میں سجا رہی تھی اسے دیکھ کر مسکرائی۔

"دیکھ لیا تم نے۔ ٹیلی فون تو تم خراب کر چکے ہو دروازہ بھی بند ہے اس کے باوجود میں نے یہاں سے نکلنے کی کوشش نہیں کی۔ آؤ میں تمہیں دکھاؤں کہ اگر میں باہر جانا چاہتی تو کہاں سے جا سکتی تھی۔" اس نے آخری پلیٹ رکھتے ہوئے کہا اور ٹرالی دھکیلتی ہوئی باہر نکل آئی۔ وہ سامنے کی سمت سے گزرتے ہوئے ایک کھڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

"اس کھڑکی میں سلاخیں نہیں ہیں اور اس کی دوسری طرف ایسی جگہ ہے جہاں کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ دو مضبوط پائپ نیچے گئے ہیں اور یہ پہلی منزل ہے اگر اس بغیر سلاخوں والی کھڑکی سے نیچے اتر کر میں باہر پہنچنا چاہتی تو مجھے اس میں کوئی دقت نہ ہوتی باہر جانے کے لئے میں باتھ روم کا دروازہ باہر سے لاک بھی کر سکتی تھی۔ تم نے غور نہیں کیا تو اب بھی جاکر دیکھ لو۔ باتھ روم کا دروازہ اگر باہر سے بند ہوجائے تو اسے آسانی سے نہیں کھولا جاسکتا۔" شیران پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا لڑکی اسے لئے ہوئے ڈائننگ روم میں آگئی اور پھر اس نے نفاست سے ناشتہ میز پر سجادیا۔

"اطمینان سے ناشتہ کرو، ہم لوگ دوستوں کے انداز میں گفتگو کریں گے۔" شیران خاموش سا ناشتے کی میز پہ بیٹھ گیا۔ لڑکی نے نفیس ترین ناشتہ تیار کیا تھا اور خود بھی اس کے ساتھ مصروف ہوگئی تھی لیکن اس نے زیادہ نہیں کھایا اور صرف چند سلائس

وغیرہ لے کر اپنے لئے کافی انڈیل لی۔ شیران نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا تو وہ آہستہ سے بولی۔

"میں بہت ہلکا ناشتہ کرنے کی عادی ہوں"۔ شیران نے خود کوئی تکلف نہیں کیا تھا۔ وہ تمام چیزوں پر ہاتھ صاف کر رہا تھا اور تھوڑی ہی دیر کے بعد پلیٹیں آہستہ آہستہ خالی ہونے لگیں لڑکی اپنے لئے دوسرا کافی کا کپ بنا کر کرسی کی پشت سے ٹیک گئی تھی۔ شیران کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینے لگا لیکن دفعتاً اسے اپنے ذہن میں سناٹے کا سا احساس ہوا۔ اس کی طبیعت ایکدم بوجھل ہو گئی تھی۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی۔ دفعتاً اسے بڑے زور کا چکر آیا اور اس نے جلدی سے کافی کی پیالی میز پر رکھ دی۔ بوجھل نگاہوں سے اس نے لڑکی کی طرف دیکھا۔ نیند کا حملہ کچھ اس طرح ہوا تھا کہ لڑنے کی کوشش بھی کامیاب نہ ہو سکی اور چند لمحات کے بعد اس نے اپنا سر میز کی سطح پر رکھ دیا۔ ڈیزی خاموش نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی چند لمحات کے بعد اس نے شیران کا بازو پکڑ کر اسے زور سے جھنکا دیا۔

"مسٹر ہوپ۔ مسٹر ہوپ۔ کیا بات ہے آپ خیریت سے تو ہیں؟" اس نے سوال کیا لیکن شیران اب ہوش و حواس سے بے گانہ ہو چکا تھا تب لڑکی خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھی اور شیران کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے شیران کو غور سے دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر اس نے شیران کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھانے کی کوشش کی۔ شیران کے وزنی جسم کو اٹھانا آسان کام نہیں تھا لیکن کسی نہ کسی طرح لڑکی اسے گھسیٹتی ہوئی بالآخر بیڈروم تک لے آئی۔ بیڈروم میں پہنچ کر اس نے شیران کو بستر پر ڈالا اور پھر بمشکل تمام اسے بستر پر سیدھا کر دیا۔ اس کے جوتے اتارے اور پھر اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

"اب تم سکون سے سو جاؤ۔ میں دروازہ باہر سے بند کئے دیتی ہوں"۔

◉

شیران کو ہوش آیا تو ذہن بوجھل بوجھل سا محسوس ہو رہا تھا وقت کا کوئی تعین نہیں کیا جا سکتا تھا نہ جانے کیا بجا تھا اس نے آہستہ سے ایک کروٹ بدلی۔ اس وقت... کمرے میں لگی ہوئی دیوار گیر گھڑی نے چھ گھنٹے بجائے تھے۔ شیران کو اس کی آواز بہت عجیب محسوس ہوئی تھی۔ بالکل اجنبی لیکن بہت خوب صورت اور نغمگیں آواز تھی۔ ان چھ ضربوں نے اس کے حواس جگا دیئے اور وہ متحیرانہ انداز میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔

گھنٹوں کی یہ آواز کہاں سے آئی؟" اس نے سوچا اور پھر دفعتاً اس کے ذہن میں بجلیاں سی کوند گئیں۔ یہ کون سی جگہ ہے؟ وہ کہاں ہے؟ ایک لمحے کے لئے تو کچھ سمجھ میں نہیں آیا لیکن جب آنکھیں بھینچ کر سر کو دو چار جھٹکے دیئے تو رفتہ رفتہ احساسات جاگ گئے اور وہ اچھل کر اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ واقعات اسے یاد آنے جا رہے تھے اور آخری تصویر جو اس کے ذہن میں آئی وہ ڈیزی کی تھی جو ناشتے کی میز پر اس کے سامنے بیٹھی ہوئی کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے رہی تھی لیکن... لیکن... وہ بے ہوشی.. اوہ چوٹ ہو گئی" اس نے دل ہی دل میں سوچا اور اس کے حلق سے ایک آواز نکل گئی۔

"دھوکہ دینے والوں کو میں کبھی زندہ نہیں چھوڑتا"۔ اس نے کہا اور بستر سے نیچے اتر آیا۔

"مگر تمہیں دھوکہ نہیں دیا گیا ڈیئر۔ کیا تم نے اس بات پر غور نہیں کیا"۔ ڈیزی دروازے سے اندر داخل ہوتی ہوئی بولی اور شیران چونک کر خونخوار نگاہوں سے اسے گھورنے لگا ڈیزی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ نکھرے نکھرے چہرے والی یہ لڑکی پہلے سے بھی زیادہ حسین لگ رہی تھی۔ اس نے پر اطمینان قدموں سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"یقیناً تمہارے ذہن میں میرے لئے اچھے خیالات نہیں ہوں گے لیکن مجھے موقع دو کہ میں دوستانہ انداز میں تم سے کچھ کہہ سکوں"۔

شیران خاموشی سے اسے گھورتا رہا۔ وہ اطمینان سے ایک صوفے پر دراز ہو گئی تھی۔

"بات دراصل یہ ہے کہ بہت کم لوگ میری زندگی میں اس طرح داخل ہوئے ہیں، جس طرح تم!... تم نہ صرف ایک جارح بن کر میرے سامنے آئے بلکہ اس کے بعد تم نے اپنے لئے میرے ذہن میں ایک مقام بھی پیدا کر لیا۔ ایسے حالات بہت ہی کم پیدا ہوئے ہیں ڈیئر ہوپ کہ میں خوف زدہ ہوئی ہوں لیکن تمہاری شخصیت نے مجھے مرعوب کر دیا تھا اور اس کے بعد بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ میں تم سے متاثر نہ ہوتی۔ اگر تم ذہنی طور پر ابھی تک فریش نہیں ہو تو میں تمہیں ایک بہترین مشروب پلاتی ہوں کیا خیال ہے"۔ وہ صوفے سے ذرا سی اٹھی تو شیران دو قدم آگے بڑھ آیا۔

"بیٹھی رہو۔ پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ میں اتنی گہری نیند سو گیا تھا؟"

"میں نے سلایا تھا کیونکہ تم رات بھر جاگتے رہے تھے۔ تمہیں نیند کی ضرورت تھی اور میں جانتی تھی کہ تم شکی مزاج انسان ہو آسانی سے نہیں سو گے۔ اگر میں تمہیں چھ گھنٹے تک یقین دلاتی رہتی کہ میں تمہارے لئے کسی طور نقصان دہ نہیں ہوں تب بھی شاید تم شکوک و شبہات کا شکار رہتے اور سوتے نہیں۔ جبکہ میں محسوس کر رہی تھی کہ تمہارے چہرے کی وہ تازگی نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے کسی قدر مرجھاتی جا رہی تھی۔ بس اس کے علاوہ اور کوئی ترکیب میرے ذہن میں نہیں آئی کہ تمہیں کوئی خواب آور دوا دے کر گہری نیند سلا دوں۔ میرا خیال ہے تمہاری نیند پوری ہو چکی ہو گی"

"باہر کون کون ہے؟" شیران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا

"دوستوں سے بہت دور رہے ہو شاید یا پھر فطرت میں اعتماد نہیں ہے؟"

"دوسرا خیال درست ہے تمہارا، میں کسی پر اعتبار نہیں کرتا"۔

"مگر میں قابل اعتبار ہوں۔ جاؤ باہر جا کر دیکھو۔ کسی کو تمہاری یہاں موجودگی کا شبہ تک نہیں ہے۔ میں نے یہ حرکت صرف تمہیں سلانے کے لئے کی تھی تاکہ تم تھک نہ جاؤ"۔ اس نے کہا اور شیران دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا باہر نکل کر اس نے ایک ایک کمرہ ایک ایک گوشہ دیکھا۔ ڈیزی اس کے پیچھے نہیں آئی تھی اور اس کے بعد وہ واپس اسی کمرے میں آ گیا۔ اب اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"مجھ پر اعتماد قائم کرنے کی کوشش مت کرو لڑکی، میں اعتماد کی دنیا کا انسان نہیں ہوں؟"

"نہ سہی، میں اپنی کوشش تو کر سکتی ہوں۔ مجھے تو تم پر مکمل اعتماد ہے بلکہ یوں سمجھو کہ میں اپنی زندگی میں تمہیں ایک بڑا مقام دے چکی ہوں"۔

"ہنش..." شیران نے حقارت سے کہا اور غسل خانے کی جانب مڑ گیا۔ گرم اور ٹھنڈے پانی کی لائنیں تھیں۔ موسم بھی گرم نہیں تھا لیکن وہ ٹھنڈا پانی اپنے سر پر انڈیلتا رہا۔ حواس یکجا ہوتے جا رہے تھے۔ دل ہی دل میں اس نے سوچا کہ ہالی ووڈ میں اجنبی اور امریکی پولیس کی نگاہوں کا شکار ہو کر اس کے لئے بے پناہ مسائل موجود تھے اور پھر چیکارڈ کے قتل کے بعد اس کی پوزیشن بہت خراب ہو گئی تھی۔ لاس اینجلس اور ہالی ووڈ صحیح معنوں میں دو الگ الگ شہر تھے ہی نہیں۔ لاس اینجلس میں ہونے والی واردات کے بعد پولیس کا ہالی ووڈ تک پہنچنا مشکل کام نہیں ہو گا اور ہالی ووڈ سے نکلنے کے لئے اسے بے شمار انتظامات کرنا ہوں گے۔ اگر ایسے حالات میں یہ لڑکی جس کے پاس وہ بالکل اتفاقیہ طور پر پہنچا تھا اس سے متاثر ہو گئی ہے اور اس کے لئے کچھ کرنے کی خواہاں ہے تو اس میں حرج کیا ہے۔ منتشر ذہن کو سکون کے لمحات مہیا کرنے میں وہ کافی معاون ثابت ہوئی تھی اور پھر یہاں رہ کر وہ صورتِ حال کا با آسانی جائزہ لے سکتا تھا اور اپنے لئے موقع تلاش کر سکتا تھا کہ کس طرح وہ یہاں سے نکل سکتا ہے چنانچہ بہتر یہی ہے کہ لڑکی کا ساتھ قبول کر لیا جائے اور تھوڑا سا وقت اس کے فلیٹ میں گزارنے کے بعد اس کے ذریعے ہالی ووڈ سے نکلنے کی کوشش کی جائے۔

باتھ روم سے واپس آیا تو وہ اپنے دل میں فیصلہ کر چکا تھا کہ اب اسے لڑکی کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا ہے۔ لڑکی کمرے میں موجود نہیں تھی۔ وہ بے اختیار باہر نکل آیا لیکن وہ اسے سامنے سے آتی ہوئی نظر آئی۔ اس کے ہاتھوں میں ایک لباس تھا۔

"ارے بہت جلد غسل سے فارغ ہو گئے تم۔ میرا تو خیال تھا کہ تم کافی دیر تک غسل خانے میں رکو گے"۔

"یہ کیا ہے؟" شیران نے پوچھا۔

"تمہارا نیا لباس"۔ اس نے لباس شیران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟" شیران تعجب سے بولا۔

"اسے تبدیل کر لو"۔

"مگر.. مگر کیا یہ میرے بدن پر آ جائے گا"۔ شیران کو خود بھی اپنے اس لباس سے وحشت ہو رہی تھی لیکن مجبوری یہ تھی کہ اس کے پاس اور کوئی لباس موجود نہیں تھا۔

"مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو یہ پہن کر دیکھ لو"۔ ڈیزی نے معنی خیز لہجے میں کہا اور شیران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ واقعی ڈیزی سے یہ بات پوچھنا اب ضروری نہیں تھا۔ وہ لباس لے کر باتھ روم میں چلا گیا۔ پہن کر دیکھا تو لباس اس کے بدن پر بہت فٹ تھا۔ باہر نکلا تو ڈیزی اس کا انتظار کر رہی تھی اسے دیکھ کر مسکرا دی۔

"آؤ صبح کے ناشتے کے بعد دوپہر کا کھانا تو گول ہی ہو گیا لیکن چائے تیار کر لی ہے میں نے"۔ ڈائننگ روم میں آنے کے بعد شیران نے اس کے ساتھ چائے پی۔ ساتھ ساتھ دوسرے کچھ لوازمات بھی تھے۔ چائے کی میز پر وہ کہنے لگا۔

"کیا یہ لباس پہننے کے بعد بھی مجھے بے ہوش رہنا پڑے گا؟"

"اوہ نہیں۔ ممکن ہے تم میری بات پر یقین نہ کر پائے ہو لیکن آنے والا وقت تمہیں مجھ پر یقین دلا دے گا میں کسی طور تمہاری دشمن نہیں ہوں اور پھر تم کیوں یہ سوچتے ہو کہ میں کسی کو تمہارے بارے میں اطلاع دوں گی۔ ان لمحات سے گزرنے کے بعد کیا ان باتوں کی گنجائش رہ گئی ہے؟"

"تمہارے بارے میں بہت سی باتیں ابھی تک میرے ذہن میں تشنہ ہیں" شیران نے کہا۔

"پوچھو، میں نے کب منع کیا ہے؟"

"میں پھر اس بات پر حیرت کا اظہار کروں گا کہ جب میں صرف پیٹ بھرنے کے لئے تمہارے فلیٹ میں داخل ہوا تھا تو تم بے حد خوف زدہ نظر آ رہی تھیں جبکہ اس کے بعد میں نے تمہاری کیفیت میں ایک ٹھوس انداز محسوس کیا ہے۔ کیا یہ متضاد بات نہیں ہے؟"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ تمہارے اس جارحانہ انداز پر میں تم سے ڈر گئی تھی۔ میں اپنے بارے میں تمہیں کسی حد تک بتا چکی ہوں کہ میرا تعلق عام طور سے ایسے لوگوں سے رہا ہے جن کا ذریعہ معاش بہتر نہیں ہے۔ میں خود بھی ان کے لئے تھوڑا بہت کام کرتی رہی ہوں اور جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا کہ میری فرم کے مالک مسٹر شیلڈن نے مجھے بظاہر ملازم رکھا ہوا ہے لیکن یہ فلیٹ انہی کا عطیہ ہے اور یہ عطیہ بلاوجہ نہیں ہے میں نے بھی اس کے عوض انہیں بہت سے مالی فائدے پہنچائے ہیں۔ اس کے علاوہ ڈیئر ہوپ، ہم لوگ مختلف منصوبوں پر غور کرتے رہتے ہیں اور مسٹر شیلڈن کا خیال ہے کہ میں ایک بہترین پلانر ہوں۔ چنانچہ وہ اپنی چھوٹی موٹی کارروائیوں میں مجھے شامل رکھتے ہیں۔ تو میں یہ بات تسلیم کرتی ہوں کہ اس وقت میں تم سے خوفزدہ ہو گئی تھی لیکن بعد میں میں نے خود کو سنبھال لیا اور یہ تمہارے بارے میں جاننے کے بعد ہوا تھا۔"

"میرے بارے میں کیا جان سکی ہو تم؟" شیران نے پوچھا۔

"وہی کہ تم بظاہر بُرے نظر آنے کے باوجود بُرے نہیں ہو اور تم میں دوستی کے جذبے موجود ہیں۔" شیران پھر حقارت آمیز انداز میں ہنس پڑا تھا لیکن لڑکی یا تو اس کے انداز کو سمجھ نہیں سکی تھی یا پھر اس نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی تھی۔ چند لمحات کے بعد اس نے کہا۔

"اور اس کے باوجود تم مجھے اپنے بارے میں بتانا پسند نہیں کرو گے؟"

"مجھے یقین ہے کہ اس دوران تم میرے لباس کی تلاشی بھی لے چکی ہو گی۔ تم نے اندازہ لگا لیا ہو گا کہ میں کون ہوں؟"

"ہاں، اس میں کوئی شک نہیں ہے، میرے ذہن میں تجسس تھا۔ تمہارے کاغذات اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ تم نے جو کچھ کہا تھا، غلط نہیں کہا تھا۔" دفعتاً شیران کو کچھ یاد آیا اور وہ چونک پڑا۔

"کیا اس دوران تم باہر گئی تھیں؟"

"ہاں، بازار گئی تھی تمہارے لئے لباس وغیرہ خریدنے۔ کیوں؟"

"کچھ نہیں۔ میں ذرا نیچے جانا چاہتا ہوں۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کوئی خاص بات ہے؟"

"ہاں۔" شیران نے کہا اور اپنی جیب میں موٹر سائیکل کی چابی تلاش کرنے لگا۔

"شاید تم وہ چابی تلاش کر رہے ہو لیکن وہ تمہارے دوسرے لباس میں موجود تھی۔ میں نے اسے سنبھال کر رکھ دیا ہے۔"

"تم نے میری موٹر بائیک دیکھی تھی؟"

"نہیں غور نہیں کیا۔ چابی چاہیئے؟"

"ہاں دو۔" شیران نے کہا اور پھر وہ چابی لے کر نیچے اتر آیا لڑکی اس کے پیچھے نہیں آئی تھی۔ موٹر سائیکل اسی جگہ کھڑی ہوئی تھی، جہاں شیران نے اسے کھڑا کیا تھا۔ حیرت ناک بات یہ تھی کہ کسی نے اس کی جانب توجہ نہیں دی تھی لیکن اب یہاں اس کا موجود رہنا مناسب نہیں تھا۔ شیران اس پر بیٹھا اسے اسٹارٹ کیا اور اسٹارٹ کر کے اسے کافی دور لے گیا۔ اس نے ایک ایسی سنسان جگہ کا انتخاب کیا جو تھوڑے ہی فاصلے پر تھی۔ ویسے بھی یہ شہری علاقے کا آخری حصہ تھا اور اس کے بعد پہاڑی علاقہ شروع ہو جاتا تھا۔ چنانچہ شیران نے ایسی جگہ موٹر سائیکل کھڑی کر دی جہاں اسے کوئی آسانی سے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس کے بعد اس نے حتی الامکان اس پر سے اپنے تمام نشانات مٹا دیئے اور موٹر سائیکل کی چابی اسی میں لگی چھوڑ کر وہاں سے واپس دھیرے دھیرے فلیٹ کی جانب چل پڑا۔ لڑکی اپنی جگہ اس کا انتظار کر رہی تھی۔ شیران کو دیکھ کر وہ مسکرائی لیکن اس نے اس کے جانے اور واپس آنے کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ شیران کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے کہا۔

"ہاں تو تم کیا کہہ رہی تھیں؟"

"میں تم سے تمہارے بارے میں کچھ اور پوچھنا چاہتی تھی،

ڈیئر ہوپ میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ میں تمہارا نام ہوپ نہیں لوں گی بلکہ کسی اور نام سے تمہیں مخاطب کروں گی۔"

"اس کی وجہ؟" شیران نے پوچھا۔

"محسوس تو نہیں کرو گے۔" لڑکی بولی۔

"نہیں۔ میں تم سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔" شیران مسکرا کر بولا۔

"بہت اچھا فیصلہ ہے اور تم دیکھو گے کہ میرے ساتھ رہ کر تمہیں کوئی دقت نہیں اٹھانی پڑے گی۔"

"میں تم سے پوچھ رہا تھا کہ تم میرا نام کیوں تبدیل کرنا... چاہتی ہو۔"

"اس لئے کہ تم غالباً پولیس کو مطلوب ہو یا پھر اپنے کچھ ایسے دشمنوں سے چھپتے پھر رہے ہو جو کسی وجہ سے تمہاری مخالفت پر آمادہ ہوں اور تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہتے ہوں۔"

"اس کا اندازہ تم نے کس طرح لگایا؟"

"مسٹر شیلڈن کا خیال ہے کہ میں بہت ہی زیرک لڑکی ہوں اور میری نگاہیں بہت تیز ہیں۔ میں تو شاید یہ بھی کہہ سکتی ہوں ڈیئر ہوپ کہ جو کاغذات تمہاری جیب سے برآمد ہوئے ہیں وہ اصل نہیں ہیں۔ کیونکہ عام نگاہوں سے چھپنے والا کبھی اصل کاغذات کے ساتھ دوسروں کے سامنے نہیں آتا۔ تاہم اس کے باوجود اگر تم مجھے اپنے بارے میں کچھ نہ بتانا چاہو تو یقین کرو میں تم سے کچھ نہ پوچھوں گی اور نہ ہی اس بات میں دلچسپی کا اظہار کروں گی۔ میں اپنے طور پر تمہیں ایک نام دے دوں گی اور اس نام سے تمہیں جانوں گی۔"

"کیا تم اپنے الفاظ میں اتنی ہی مخلص ہو جتنا ظاہر کر رہی ہو؟"

"اس کا اندازہ لگانا چاہو تو میرے ساتھ کچھ وقت گزار لو۔"

"ٹھیک ہے لیکن میں تمہارے احسانات کا بدلہ کس طرح ادا کروں گا؟"

"اس کا طریقہ بھی میں ہی تمہیں بتا دوں گی۔" لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا اور شیران بھی ہنسنے لگا۔

"مجھے اس انداز میں صاف گفتگو کرنے والی لڑکیاں پسند ہیں۔"

"شکریہ۔ میں صرف یہ جاننا چاہتی ہوں کہ کیا تمہارے بارے میں میرا اندازہ درست ہے۔"

"ہاں، یہ حقیقت ہے کہ میں پولیس اور جرائم پیشہ افراد دونوں ہی کو مطلوب ہوں۔" شیران نے جواب دیا۔ یہ جواب اس نے بہت سوچ سمجھ کر دیا تھا۔ لڑکی کی معیت قبول کرتے ہوئے اسے یہ بتا دینا ضروری تھا کہ وہ دونوں طرف سے خطرات میں گھرا ہوا ہے اور اگر لڑکی کو اس کے مفادات عزیز ہیں تو یہ دونوں صورتیں ہی ذہن میں رکھنا ہوں گی۔ وہ آہستہ آہستہ گردن ہلانے لگی اور بولی۔

"کچھ قتل وغیرہ کا مسئلہ ہے۔"

"ایک قتل کا نہیں، بس یوں سمجھ لو کہ بہت سے کھیل کھیلے ہیں میں نے۔"

"تمہارے بارے میں میرا اندازہ بالکل غلط نہیں تھا۔ تم کسی خونخوار چیتے کی طرح پھرتیلے اور چوکنے آدمی ہو اور شیر کی طرح دلیر و نڈر۔ تمہاری جسمانی ساخت بتاتی ہے کہ تم بے پناہ قوت رکھتے ہو اور تمہارے چہرے کی بناوٹ سے اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ تم سنگدل فطرت کے مالک ہو اور جو سوچ لیتے ہو اس پر عمل کر ڈالتے ہو اور ایسے لوگ عام نہیں ہوتے۔ ہاں تو مجھے بتاؤ کہ میں تمہیں کیا نام دوں؟"

"مجھے ناموں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے تم جس نام سے چاہو مجھے پکار سکتی ہو۔"

"اپنی قومیت کے بارے میں کچھ بتاؤ گے۔"

"نہیں اسے چھپا ہی رہنے دو تو میرے حق میں بھی بہتر ہے اور تمہارے حق میں بھی۔"

"ویسے مجھے یقین ہے کہ تم یورپین باشندے نہیں ہو۔ تمہارا انگریزی بولنے کا انداز اسپینش لوگوں سے ملتا جلتا ہے لیکن تمہارے خدوخال تمہیں اسپینش بھی نہیں ظاہر کرتے۔ تاہم اگر میں اپنے دوستوں سے تمہیں ایک اسپینش باشندے کی حیثیت سے متعارف کراؤں تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہو گا۔"

"میں کہہ چکا ہوں کہ مجھے کسی بات پر اعتراض نہیں ہو گا لیکن تم اپنے دوستوں سے میرا تعارف کیوں کرانا چاہتی ہو؟"

"اس لئے کہ ان سے تمہیں ملنا بہت ضروری ہو گا لیکن تمہاری اجازت کے ساتھ ڈیئر ہوپ اپنے یہ کاغذات ضائع کر دو۔ آج سے تمہارا نام بارینو رکھتی ہوں کیا خیال ہے؟"

"بارینو۔" شیران نے کہا اور آہستہ سے ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ جو تمہارا دل چاہے رکھ دو لیکن میں نے اسپین دیکھا بھی نہیں ہے۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ بہر طور مسٹر بارینو میں تمہاری یہاں آمد سے بہت خوش ہوں۔ میں تمہیں اپنے بارے میں تمام تر تفصیلات بتاؤں گی۔ ٹیلی فون درست کرا لیا ہے میں

نے تمہیں اس پر کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟" وہ بولی اور شیران ایک بار پھر چونک پڑا لیکن اب لڑکی پر بھروسہ کرنے کے علاوہ کوئی اور چارۂ کار نہیں تھا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"تم نے جو کچھ کر لیا ہے ٹھیک ہے۔ اب میں تم سے کسی قسم کے شک و شبہے کا اظہار نہیں کروں گا۔"

"اور اس اعتماد پر تمہیں مایوسی بھی نہیں ہوگی۔" لڑکی نے جواب دیا۔ وہ بلاشبہ بے پناہ صلاحیتوں کی مالک تھی۔ شیران کو آہستہ آہستہ اس کے بارے میں اندازہ ہوتا جا رہا تھا۔ ڈیزی نے اس پر بہت اخراجات کئے تھے۔ بے شمار لباس اس نے شیران کے لئے خریدے تھے۔ اس کے علاوہ اس نے شیران کے چہرے پر ایک میک اپ ماسک بھی لگایا تھا جس سے شیران کے چہرے میں نمایاں تبدیلی ہو گئی تھی۔ اب وہ ایک خوبصورت اسپینش باشندہ نظر آتا تھا۔ یہ میک اپ انتہائی مہارت سے کیا گیا تھا اور اس میں کچھ نمایاں خصوصیات تھیں۔ ہالی ووڈ جیسے شہر میں اس قسم کی چیزوں کی کمی نہیں تھی۔ فلمی زندگی کا یہ شہر مصنوعی زندگی کے لئے بے حد معاون تھا۔ اس کے بعد ڈیزی نے اسے باہر گھمانا شروع کر دیا۔ اس کے پاس ایک خوبصورت الفا رومیو کار تھی اور اس کار میں بیٹھ کر کبھی وہ سیر و تفریح کے لئے نکلتی تو اس کی شخصیت میں نمایاں تبدیلی ہوتی۔ اس وقت کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ ایک جنرل اسٹور میں کام کرنے والی لڑکی ہے۔

بہر طور کئی دن گزر چکے تھے اور ڈیزی کی عنایتیں شیران پر بدستور تھیں پھر ایک دن اس نے کہا۔

"اگر تم اجازت دو باربنیو تو میں تمہارا تعارف اپنے دوستوں سے کراؤں۔"

"اس کی کوئی خاص ضرورت ہے؟" شیران نے پوچھا۔

"ہاں۔ یوں سمجھ لو کہ اس کی ہمیں بے پناہ ضرورت ہے۔"

"اگر تم محسوس کرتی ہو تو تمہاری مرضی۔" شیران نے جواب دیا۔ ڈیزی اس کے لئے خاص اہمیت اختیار کر گئی تھی اور اس کی وجہ یہی تھی کہ ایڈنا ڈمپل کے اثرات کو وہ ذہن سے فراموش کرنا چاہتا تھا۔

"میں تمہیں آج تھوڑی سی تفصیلات بتانا چاہتی ہوں ڈیئر باربنیو۔ اس کے لئے تمہیں مکمل آزادی ہے کہ اگر تم میرے منصوبے میں شریک ہونا چاہو تو ہو جانا اور اگر ان ہنگاموں سے دور رہنا پسند کرو تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"کیسے ہنگامے؟" شیران نے پوچھا۔

"مسٹر شیلڈن کے بارے میں میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ وہ ایک جنرل اسٹور چلاتے ہیں لیکن ان کا اصل کاروبار کچھ اور ہے۔ بے پناہ دولت مند آدمی ہیں اور بڑی اچھی شہرت بھی رکھتے ہیں لیکن در پردہ ہم لوگ ایسے چھوٹے موٹے کام کرتے رہتے ہیں جو ہمارے لئے مالی منافع مہیا کر سکیں سو اس بار ہم نے ایک بہترین منصوبہ ترتیب دیا ہے اور اس میں ہمیں اتنی بڑی آمدنی ہونے کی توقع ہے کہ اس سے پہلے ہم نے اتنی دولت کبھی نہیں کمائی ہے۔"

"اوہ۔ کیا منصوبہ ہے؟" شیران نے پوچھا۔

"منصوبے کی تفصیلات بتانے سے پہلے میں تمہیں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ میری خواہش ہے کہ اس میں تمہیں بھی شریک کر لیا جائے۔"

"مجھے؟ میں باقاعدہ جرائم پیشہ آدمی نہیں ہوں لیکن اس بات سے بھی منحرف نہیں ہوں کہ میں نے زندگی عام انداز میں گزاری ہے۔ دولت حاصل کرنے کے لئے میں نے بینک بھی لوٹے ہیں، بے شمار افراد کو قتل بھی کیا ہے اور جب مجھے دولت کی ضرورت ہوتی ہے تو یوں سمجھ لو کہ ہر راستہ میں اپنے لئے کھلا ہوا محسوس کرتا ہوں۔"

"تم کیا سمجھتے ہو باربنیو۔ تمہاری شخصیت سے میں کیا اس بات کا اندازہ نہیں لگا سکتی تھی۔"

"ممکن ہے، ممکن ہے۔ ویسے تم مجھے کافی چالاک معلوم ہوتی ہو۔"

"ہاں میں چالاک ہوں۔ اتنی چالاک کہ شیلڈن جیسا شخص میری ناز برداریاں کرتا ہے اور میرے ہر قسم کے اخراجات برداشت کرتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بھی میں نے شیلڈن کو کوئی پروگرام دیا اسے اس میں مکمل طور پر کامیابی حاصل ہوئی، نہ صرف شیلڈن بلکہ فلیش بیرن اور راس پینتھر بھی اس سلسلے میں مجھے اپنا استاد سمجھتے ہیں اور اس بار میں نے جو منصوبہ ان لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے اس نے ان سب کے ہاتھ پاؤں پھلا دیئے ہیں چونکہ یہ منصوبہ بہت بڑا ہے اور اس میں ہمیں تقریباً دس لاکھ ڈالر کی آمدنی ہونے کی توقع ہے۔ ان دس لاکھ ڈالر میں یوں سمجھو کہ اس سے پہلے ہم چار آدمی شریک تھے، یعنی پینتھر، فلیش بیرن، شیلڈن اور میں یعنی ڈیزی لیکن اب ایسا موقع آ گیا ہے کہ یہ رقم ہم میں برابر تقسیم ہو جائے، یعنی اس رقم کو حاصل کرنے والے پانچ افراد ہوں گے جن میں ایک نام مسٹر باربنیو کا ہے۔" اس نے کہا۔

"اوہ، اوہ۔ مجھے دولت سے اتنی زیادہ دلچسپی نہیں ہے

شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو کہ اگر میں چاہوں تو ہالی ووڈ کو جہنم بنا سکتا ہوں۔ اتنی دولت حاصل کر سکتا ہوں کہ مجھ سے گنی بھی نہ جا سکے لیکن میں نے دولت کے حصول کے لئے کبھی ایسا نہیں کیا۔ میں تمہیں اپنی فطرت کے چند پہلو بتا دینا چاہتا ہوں۔ خیال رکھنا اس چیز کا، جس سے میری دشمنی ہو جائے، جو مجھ پر پہلا وار کر دے میں اسے کبھی معاف نہیں کرتا۔ اگر میرے دوست اور میرے دشمن اس بات کا خیال رکھیں تو یقیناً انہیں مجھ سے تحفظ حاصل ہو سکتا ہے۔"

"میں اس بات کا مکمل طور پر خیال رکھوں گی۔" ڈیزی نے جواب دیا۔

"صرف تمہاری اس عنایت کے جواب میں جو تم نے مجھ پر کی۔ بے شک تمہارے اس منصوبے میں شریک ہو سکتا ہوں اس کے علاوہ مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ دو لاکھ ڈالر کا مسئلہ میرے لئے کوئی بڑی حیثیت نہیں رکھتا۔ مجھے اپنی ضرورت کی رقم درکار ہوتی ہے اور بس۔" ڈیزی شیران کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔ غالباً وہ کچھ اندازہ کر رہی تھی۔ اس شخص کے بارے میں اس نے جو کچھ اندازے لگائے تھے یہ ان پر سو فیصدی پورا اتر رہا تھا اور ڈیزی جانتی تھی کہ کون سا شخص کس معاملے میں کام آ سکتا ہے اور کس حد تک اس کا ساتھ گوارا کیا جا سکتا ہے۔ اس کے اندازے کے مطابق شیران اس منصوبے میں اس کے لئے ایک بہترین انسان تھا اور پھر وہ لوگ جو اس کے ساتھ کام کرتے تھے یعنی فلیش بیرن، پینتھر اور شیلڈن۔ بے شک وہ مخلص لوگ تھے لیکن اتنی بڑی رقم کے لئے وہ ڈیزی کو دھوکہ بھی دے سکتے تھے اور ڈیزی کی دلی خواہش تھی کہ ایسا ایک آدمی اس کے ساتھ موجود ہو جو اس کا تحفظ بھی کر سکے اور۔۔۔

جرائم کی زندگی میں کسی پر اعتماد کرنا حماقت کی بات تھی اکثر اس نے ان لوگوں کے درمیان اختلافات پائے تھے لیکن ایسے کہ بظاہر نمایاں نہ ہوں، بلکہ دل ہی دل میں منصوبہ بندیاں جاری رکھی جائیں اور اگر کام بن جائے تو واہ۔

چنانچہ ڈیزی اس کام کی ابتدا سے محسوس کر رہی تھی کہ اسے اپنے ساتھ کسی اور شخص کو بھی شریک کر لینا چاہیئے اور اس سلسلے میں وہ آزاد تھی اور یہ معاہدہ تھا ان کے درمیان کہ وہ جو پروگرام پیش کرے گی اور اس میں جتنے افراد کی ضرورت پیش آئے گی وہ لوگ اس پر اعتراض نہیں کریں گے چنانچہ ڈیزی شیران کی شمولیت کی خواہش مند تھی۔

"میری طرف سے کسی شبہے کا شکار ہو تم؟" شیران کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

"کیسی باتیں کرتے ہو ڈیئر۔ البتہ ایک بات تم پر واضح کر دینا چاہتی ہوں۔" ڈیزی گہری سانس لے کر بولی۔

"کیا؟"

"جرائم کی دنیا میں تمہاری عمر کیا ہے اور تمہارا تجربہ کتنا ہے اس کا مجھے کوئی علم نہیں ہے لیکن اس کا پہلا اصول یہ ہے کہ سب سے قریبی ساتھی کو بھی شک کی نگاہ سے دیکھو۔ یہ سب میرے شناسا ہیں اور کبھی دھوکے باز ثابت نہیں ہوئے۔ اس سے قبل کبھی بڑی رقم ہمارے درمیان نہیں آئی۔"

"میں خیال رکھوں گا۔" شیران نے جواب دیا۔

شیران نے مسٹر شیلڈن، پینتھر اور بیرن سے ملاقات کی تینوں شاندار شخصیت کے مالک تھے۔ جسیم، قد آور اور خطرناک چہرے والے۔ ڈیزی نے اپنے بارے میں جو کچھ کہا تھا وہ بھی غلط نہیں تھا۔ وہ ان لوگوں کا دماغ تھی۔ کسی تمہید کے بغیر اس نے کہا۔

"مسٹر باربنیو اسپین کے باشندے ہیں۔ میرے لئے مکمل طور پر قابلِ اعتماد اور اس پروگرام میں ان کی شمولیت ہمارے لئے ضروری تھی۔"

"اس چھوٹے سے گروہ میں، ہم مسٹر باربنیو کو خوش آمدید کہتے ہیں۔" شیلڈن نے گرمجوشی سے کہا۔

"کیا مسٹر باربنیو کو اس پروگرام کی تفصیل بتا دی گئی ہے؟" پینتھر نے پوچھا۔

"ابھی تک نہیں لیکن اب ہمیں اس کا آغاز کر دینا چاہیئے۔ میں صرف آپ لوگوں کی اجازت چاہتی تھی۔"

"مس ڈیزی آپ ہمارے لئے سربراہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ کے کسی فیصلے سے آج تک انحراف نہیں کیا گیا ہے۔"

"مسٹر باربنیو۔ کیا تم ان لوگوں کے ساتھ کوئی ایسا کام کرنا پسند کرو گے جس میں تمہیں دو لاکھ ڈالر کی خالص آمدنی ہو جائے۔"

"کیوں نہیں۔ مجھے یہ تینوں اچھے ساتھی معلوم ہوتے ہیں۔"

"منصوبہ بہت پیچیدہ ہے۔ امریکی محکمۂ جنگ ایک خاص قسم کے طیارے بنا رہا ہے جن کی کارکردگی جنگ باز ملکوں کے لئے باعثِ تشویش ہے۔ ان طیاروں کی تفصیل نے بہت سے ممالک میں تشویش کی لہر دوڑا دی ہے۔ ہمیشہ کی مانند روس ان طیاروں کے بارے میں شدید بے چینی کا اظہار کر رہا ہے اور روسی محکمے کے جی بی نے ان کے بارے میں معلومات

حاصل کرنے کا جال بچھا رکھا ہے۔ وہ بڑی تندہی سے ایسے لوگوں کو تلاش کر رہے ہیں جو ان طیاروں کے بارے میں مفصل معلومات فراہم کر سکیں اور انھوں نے شدید تگ و دو کے بعد ایک ایسے شخص کا انتخاب کر لیا ہے جو اس سلسلے میں کام کر سکتا ہے۔ اس شخص کا تعلق آسٹریلیا سے ہے اور طیارہ ساز کمپنی میں اس شخص نے ایک انجینئر کی حیثیت سے شمولیت اختیار کر لی ہے اور بڑے اہتمام سے کام کر رہا ہے۔ اس نے طیاروں کے نقشے اور ایسے خاص پرزے چرانے میں کامیابی حاصل کر لی ہے جو اگر روسی ایجنٹوں کے حوالے کر دیئے جائیں تو روسی ایجنٹ ان کی منہ مانگی قیمت ادا کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد اس شخص نے ان پرزوں اور نقشوں کا سودا دس لاکھ ڈالر میں طے کر لیا ہے اور اب وہ ضروری کارروائیوں میں مصروف ہے... ہماری نگاہ میں ایک ایسا شخص موجود ہے جو ایڈی فورک کے مستقل پروگرام سے ہمیں آگاہ کر سکتا ہے۔"

ایڈی فورک کا نام سن کر شیران اچھل پڑا تھا۔ ایڈی فورک آسٹریلیا کا باشندہ، ایک جرائم پیشہ۔ ماربنو کے دشمنوں میں ایڈی فورک کا نام بھی شامل تھا۔ کیا یہ وہی ایڈی فورک ہے؟ لیکن اس نے خود کو سنبھال لیا۔ ان خطرناک لوگوں کے درمیان ایڈی فورک سے خصوصی دلچسپی کا اظہار خطرناک بھی ہو سکتا تھا۔

"اس شخص پر ہماری نگاہ ہے۔ دوسری طرف ہمارا ذریعہ معلومات ہمیں اطلاعات فراہم کر رہا ہے کہ بات کہاں تک پہنچ چکی ہے اور تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ کسی بھی وقت اس کارروائی پر عمل ہو سکتا ہے۔" ڈیزی نے کہا۔ سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں کی آنکھوں میں تحسین کے جذبات تھے لیکن شیران کے ذہن میں صرف ایک نام گونج رہا تھا۔ ایڈی فورک... ایڈی فورک...

"اس کے بعد میں مسٹر ماربنو کے سامنے اپنا پروگرام دہرانا چاہتی ہوں جبکہ میرے دوسرے ساتھی اس سے واقف ہیں۔" ڈیزی بولی۔ "دس لاکھ ڈالر کی کثیر رقم کے عوض یہ پرزے اور نقشے روسی ایجنٹوں کے حوالے کئے جائیں گے۔ ہمیں اس بات سے دلچسپی نہیں ہے کہ نقشے اور پرزے کہاں جاتے ہیں۔ اگر روسی ایجنٹ انھیں نکال لے جانے میں کامیاب ہو گئے تو مجبوری۔ ہماری دلچسپی صرف اس دس لاکھ ڈالر کی رقم سے ہے جو آسٹریلوی باشندہ وصول کرے گا۔ وہ رقم ہمیں ملنی چاہیئے۔"

"اس سلسلے میں کیا تمھارے ذرائع معلومات مستحکم ہیں؟" شیران نے سوال کیا۔

"بالکل اسی طرح جس طرح آپ لوگ میرے سامنے موجود ہیں۔" ڈیزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس شخص ایڈی فورک کے بارے میں معلومات، ہمیں کس پائے کے آدمی سے نمٹنا ہو گا؟"

"بہترین سوال ہے۔" شیلڈن نے تعریفی انداز میں کہا۔ "خطرناک آدمی ہے۔ آسٹریلیا کا مشہور جرائم پیشہ جس کی تقریباً تمام زندگی جرائم میں گزری ہے۔ خاصا وسیع گروہ رکھتا ہے لیکن اس مقصد کے لئے اس نے اپنے گرد بھیڑ نہیں لگائی۔"

"یہاں اتنی اہم جگہ وہ کیسے داخل ہوا؟" شیران نے پوچھا اور ڈیزی فخریہ انداز میں مسکرانے لگی۔

"آپ نے مسٹر ماربنو کے سوالات پر غور کیا۔ کیا میرا انتخاب غلط ہے؟" اس نے کہا۔

"نہیں ہرگز نہیں۔ واقعی ایڈی فورک کے بارے میں ہماری معلومات مکمل ہونی چاہیئں۔" پینتھر نے کہا۔

"بلاشبہ۔ یہ ایڈی فورک ہے۔" ڈیزی نے ایک تصویر نکال کر سامنے رکھ دی۔ "اس اہم کام کے لئے یہ شخص روسی محکمے کے جی بی کی دریافت ہے۔ کیونکہ ایک امریکی انجینئر مسٹر آرتھر بلانک کا ہم شکل ہے۔ ہر فن مولا آدمی ہے لیکن دو ماہ تک اس نے ماسکو میں جہاز سازی کے ضروری امور کی تربیت لی ہے اس کے بعد مسٹر آرتھر کو اغوا کر کے اسے ان کی جگہ دی گئی ہے۔" ڈیزی نے جواب دیا۔

شیران نے تصویر کو بغور دیکھا اور اسے اس بات میں کوئی شبہ نہیں تھا کہ ایڈی فورک وہی شخص ہے جس کی ہلاکت کی ذمے داری شیران نے قبول کی تھی۔ اس پروگرام سے اس کی دلچسپی بے پناہ ہو گئی تھی۔

شیلڈن نے کہا۔ "دوسرے لوگوں کے بارے میں مستقل گفتگو کی جا رہی ہے لیکن ہم اس ننھی منی سی لڑکی کے بارے میں کچھ نہیں کہہ رہے جس نے یہ معلومات حاصل کی ہیں۔"

"ہمیں ڈیزی پر فخر ہے۔" دوسرے لوگ بولے۔

"یہ منصوبہ ہماری اس زندگی کا سب سے بڑا منصوبہ ہے اور اس کے بعد ہمیں طویل عرصے تک کسی نئے پروگرام پر کام کرنے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی۔"

"ہاں۔ ہم نے اپنے ذہنوں میں اس منصوبے کی کامیابی کے بعد کے بے شمار پروگرام بنا رکھے ہیں۔"

"میں ایک بہترین فلم پروڈیوس کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔"

پینتھر نے کہا۔ [edge of line cut in gutter; reading: لیش بیرن نے کہا۔]

"اور میں جنرل اسٹور کو ایک شاندار ڈیپارٹمنٹل اسٹور بنانا چاہتا ہوں۔" شیلڈن بھی بچگانہ انداز اختیار کر کے بولا۔ دولت کی چمک ان کی آنکھوں میں بسی ہوئی تھی۔

ڈیزی نے کہا۔ "اس نئے ممبر کو آپ لوگوں سے روشناس کرانے کی تقریب ختم ہو گئی اور کوئی خاص بات؟"

"ہم لوگ صرف عمل ہیں۔ دماغ تو تم ہو ڈیزی۔" شیلڈن نے کہا۔ جب وہ لوگ چلے گئے تو شیران نے کہا۔

"مجھے صرف ایک بات پر تعجب ہے ڈیزی۔"

"کس بات پر ڈارلنگ؟"

"جس وقت میں تمھارے فلیٹ میں داخل ہوا تھا تو تم بے خبر نہیں۔ کیا تم کوئی ایسا بندوبست نہیں کر سکتی تھیں جس کے ذریعے ہی اس طرح گھس آنے والے کو درست کیا جا سکتا۔"

ڈیزی ہنسنے لگی تھی۔

ایڈی فورک شیران کے ذہن میں جاگ رہا تھا لیکن وہ کچے ذہن کا انسان نہیں تھا۔ اپنے اصل مقصد کی اس نے کسی کو ہوا بھی نہیں لگنے دی تھی۔ تقریباً ایک ہفتہ مزید گزر گیا۔ اس دوران ڈیزی اسے اپنی الفا رومیو میں ہالی ووڈ اور اس کے نواح کی سیر کراتی پھر رہی تھی۔ شیلڈن اور دوسرے ساتھیوں سے بھی کئی ملاقاتیں ہو چکی تھیں۔ پھر ایک دن ڈیزی نے شیران سے کہا۔

"وقت نزدیک آ گیا ہے ڈیئر ماربنو۔ ہمیں ایک شخص سے آخری معلومات حاصل کرنی ہیں آج رات۔"

"خوب۔ میں خود بے چینی سے منتظر ہوں۔ کیا ایڈی فورک اپنا کام مکمل کر چکا ہے؟"

"ہاں تقریباً لیکن اس کے پروگرام کی آخری تفصیل یہی شخص بتائے گا جس کا نام وائلڈ ٹیرس ہے۔"

"میری ذمہ داری میرے سپرد کر دو۔" شیران نے کہا۔

"سارے کام اجتماعی حیثیت سے ہوں گے۔" ڈیزی نے جواب دیا۔

"کیا تمھیں اندازہ ہے کہ جہاز کے نقشے اور پرزے کون سی جگہ ان لوگوں کے سپرد کئے جائیں گے؟"

"بالکل صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے لیکن تھوڑی بہت معلومات جو حاصل ہوئی ہیں ان کے تحت یہ تبادلہ یہاں سے تھوڑے فاصلے پر واقع ایک جزیرے پر ہو گا جو ایک دولتمند شخص کی ملکیت ہے اور وہاں اس کی عیش گاہ بنی ہوئی ہے۔ پروگرام کے مطابق جہاز کے بھاری پرزے جنھیں ایڈی فورک حاصل کر کے کسی جگہ پوشیدہ کر چکا ہے یا جن کی نقل تیار کر چکا ہے، ایک مخصوص ٹرک کے ذریعے بندرگاہ پہنچائے جائیں گے جہاں سے کسی جہاز کے ذریعے انھیں جزیرہ پومیٹو تک پہنچایا جائے گا اور یہاں سے وہ لوگ باقی معاملات طے کریں گے۔"

"کیا کسی پرائیویٹ جزیرے پر یہ سودے بازی وہاں کے مالک اور محافظوں کے علم کے بغیر ہو گی؟"

"افسوس اس بارے میں معلومات نہیں حاصل ہو سکیں۔"

"جزیرے کا محل وقوع علم میں ہے۔ یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہاں محافظوں کی تعداد کتنی ہوتی ہے؟"

"اس بارے میں تفصیلات ٹیرس سے ہی معلوم ہو سکیں گی۔" ڈیزی نے جواب دیا۔

"ہمیں اس شخص ایڈی فورک کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات کی ضرورت ہے۔ کیا تم اس شخص سے مکمل واقفیت رکھتی ہو؟"

"میں نے اس کی کوشش نہیں کی۔" ڈیزی نے جواب دیا اور شیران خاموش ہو گیا۔ ڈیزی بولی۔

"آج رات اس شخص یعنی وائلڈ ٹیرس سے معلومات حاصل کرنی ہیں۔ اس کے بعد دوسرے کاموں کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔"

ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی اس وقت، جب وہ ٹیرس کی رہائش گاہ میں داخل ہوئے۔ ان کے چہروں پر نقاب چڑھے ہوئے تھے اور وہ مخصوص لباسوں میں ملبوس تھے۔ اپنا کام انجام دینے کے بعد انھیں ہر وہ چیز ضائع کر دینی تھی جو اس وقت ان کے ساتھ موجود تھی۔ ٹیرس کے اہل خاندان میں ایک درمیانی عمر کی عورت، دو نوجوان لڑکے تھے جنھیں بیرن اور پینتھر نے گھس کر ایک کمرے میں بند کر دیا۔ ان سب کو بے ہوش کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد وائلڈ ٹیرس کو جگایا گیا۔ بھاری بدن کا یہ شخص جبڑوں کی بناوٹ سے بہت سخت گیر معلوم ہوتا تھا۔ ان لوگوں کو دیکھ کر اس کا چہرہ سکڑ گیا۔ اس نے تکیے کے نیچے ہاتھ ڈالا تو شیلڈن نے اس کا پستول سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"یہ ہمارے پاس موجود ہے مسٹر ٹیرس اور جو سوالات ہم آپ سے کرنے والے ہیں ان سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ ہم کون ہیں۔ کیا آپ فائل نمبر بیس کے بارے میں بتانا پسند کریں گے جس کا تعلق مسٹر آرتھر بلانک سے ہے؟" اس سوال پر ٹیرس کا

سانس رُک گیا تھا۔

"آپ کی آسانی کے لئے اسمگلر یوری جرائم پیشہ شخص ایڈی فورک کا نام بھی لیا جاسکتا ہے تاکہ آپ کو یہ فیصلہ کرنے میں دقت نہ ہو کہ آپ بات کہاں سے شروع کریں۔" شیران نے کہا۔

"مجھے اس بارے میں کچھ نہیں معلوم۔" ٹیرس نے سنبھل کر کہا۔

"آپ کی یادداشت جگانے کے لئے ہمارے پاس معقول بندوبست ہے۔" شیران نے کہا اور پھر اس نے جیب سے بجلی کی تاروں کا ایک گچھا نکالا۔ دو تار ساکٹ میں پھنسائے۔ دوسرے سرے پر ایک ہینڈل والی نوکیلی سوئی لگی ہوئی تھی۔ "ہم آپ کو ہاتھ پاؤں سے محروم نہیں کرنا چاہتے کیونکہ اس طرح خون خرابہ ہوتا ہے اور لباس خراب ہو جاتے ہیں لیکن یہ سوئی، ذرا آپ اس کی کارکردگی دیکھیں۔" شیران نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا اور اس نے ٹیرس کو قابو میں کرکے اس کے مُنہ میں کپڑا ٹھونسا اور ٹیپ چپکا دیا۔ "جب تکلیف آپ کے لئے ناقابلِ برداشت ہو جائے تو گردن ہلا کر اس بات کا اظہار کر دیں کہ آپ زبان کھولنے پر آمادہ ہیں۔"

سوئی سُرخ ہوگئی تھی۔ شیلڈن نے ٹیرس کی ایک اُنگلی پکڑ کر سوئی اس کے ناخن پر رکھی اور پلک جھپکتے سوئی اُنگلی کی ہڈی سے گزر کر دوسری طرف نکل گئی۔ ٹیرس کا بدن پھڑکنے لگا تھا۔

"یہ نمونہ تھا۔ کلائی کی ہڈی پھر دونوں پنڈلیاں اور اس کے بعد آپ کے جبڑوں میں ایسے ہی باریک باریک سوراخ بنا دیئے جائیں گے اور اگر آپ پھر بھی سچ بولنے پر آمادہ نہ ہوئے تو ناکامی کے انتقام کے طور پر یہ سوئی آپ کے دماغ میں اُتار دی جائے گی۔ کیا خیال ہے؟" ٹیرس نے پنڈلیوں تک مقابلہ جاری رکھا اور اس کے بعد اس کی ہمت جواب دے گئی۔ اس دوران یہ لوگ اس سے دلچسپ فقرے بازی کرتے رہے تھے۔ ٹیرس کی ہمت کی تعریف کرتے رہے تھے۔ پھر جب اس نے آمادگی کا اظہار کیا تو اس کے مُنہ سے ٹیپ ہٹا کر کپڑا نکال دیا گیا۔

ٹیرس کراہنے لگا تھا۔ "کراہ کراہ کر ہی سہی لیکن آپ ہمارے سوالات کے جواب دیتے رہیں۔" شیلڈن نے بڑے ادب سے کہا۔

"کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟"

"طیارے کے پُرزے اس وقت کہاں ہیں؟"

"ایڈی فورک کی تحویل میں۔"

"کس جگہ رکھا گیا ہے انھیں؟"

"مجھے نہیں معلوم۔"

"کب لے جائے جارہے ہیں وہ؟"

"اٹھارہ تاریخ کی رات کو۔"

"کون سے علاقے سے؟"

"ڈیک فور سے۔ بورس ڈے نامی لانچ انھیں جزیرہ پومیلو لے جائے گی۔"

"انھیں لے جانے والوں میں کون کون شامل ہوگا؟" اس بار شیران نے پوچھا تھا۔

"ایڈی فورک۔ اس کے علاوہ کون ہوگا یہ نہیں معلوم۔"

"طریقِ کار کیا ہوگا؟"

"انھیں وصول کرنے والے طیارے کے ذریعے پومیلو آئیں گے۔ رقم ان کے ساتھ ہوگی۔ وہ پومیلو ایئر فیلڈ پر اُتریں گے جہاں نقشے اور پُرزے ان کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔ اس وقت صرف دو افراد وہاں موجود ہوں گے جو مطلوبہ اشیا ان کے حوالے کریں گے۔ یہ لوگ غیر مسلح ہوں گے اور رقم لانے والوں کی نگرانی میں ہوں گے۔ جب تمام سامان بار ہو جائے گا تب انھیں رقم لے جانے کی اجازت ہوگی۔"

"جزیرے پر اس سلسلے میں کیا انتظامات کئے گئے ہیں۔ کیا جزیرے کا مالک بھی اس پروگرام میں شریک ہے؟"

"نہیں لیکن وہاں کے محافظوں کو رقم ادا کر دی گئی ہے۔ پرائیویٹ ایئر فیلڈ پر مکمل سناٹا ہوگا۔"

"کیا یہ ممکن نہیں کہ اتفاقیہ طور پر جزیرے کا مالک وہاں پہنچ جائے؟"

"اٹھارہ تاریخ کو اس کی بیٹی کی شادی ہے۔ وہ ہمپ شائر میں ڈنر دے رہا ہے۔"

"گویا یہ چانس ہے؟"

"ہاں۔ اٹھارہ تاریخ اسی لئے منتخب کی گئی ہے۔"

"کیا یہ پروگرام مکمل ہے؟"

"ہاں۔"

"شکریہ مسٹر ٹیرس۔ کوئی اور سوال میڈم؟" شیلڈن نے ڈیزی سے پوچھا۔

"میرے خیال میں معلومات مکمل ہیں۔"

"چنانچہ اب مسٹر ٹیرس کی آخری رسم ادا کر دی جائے۔" شیلڈن نے مسکرا کر کہا اور ڈیزی شیران کی طرف دیکھنے لگی۔ شیراز نے جیب سے تیز اُسترا نکالا اور اطمینان سے ٹیرس کے نرخرے پر پھیر دیا۔ قتل کرنے کا یہ بھیانک انداز ان کو بھی لرزانے کا

باعث بن گیا تھا۔ انسانی زندگی کو اس بے جھجک انداز میں ختم کر دینے والے اس شخص کے ہاتھ کی جنبش اور چہرے کے تاثرات کو ان سب نے بخوبی نوٹ کیا تھا اور دِل ہی دل میں اس سے خوف زدہ ہو گئے تھے۔

اٹھارہ تاریخ دور نہیں تھی۔ اس سلسلے میں ان لوگوں نے اپنی کارروائیوں کا آغاز کر دیا تھا۔ بورس ڈے نامی لانچ چھوٹے موٹے جہاز کی مانند تھی۔ وہ ڈیک نمبر چار کے قریب پانی میں ڈول رہی تھی۔ یہ بندرگاہ ایک تفریحی ساحل کی حیثیت رکھتی تھی اور یہاں بے شمار ریستوران کھلے ہوئے تھے۔ چار بوٹنگ بیس بھی تھے جہاں سے کرائے پر لانچیں مل جایا کرتی تھیں۔ اٹھارہ تاریخ کا دِن شدید مصروفیت کا دن تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے شیلڈن اور شیران کرائے کی ایک بوٹ میں بیٹھ کر روانہ ہوئے۔ دوسری بوٹ میں پنیتھر اور ڈیزی روانہ ہوئے تھے۔ لمبا سفر طے کرکے یہ لوگ جزیرہ پومیلو کے قریب سے گزرے اور جزیرے سے کچھ دُور گہرے پانی میں شیران اور ڈیزی اپنی اپنی بوٹ سے اُتر گئے۔ دونوں احتیاط سے تیرتے ہوئے ساحل کی طرف چل پڑے۔ شیلڈن اور پنیتھر وہیں آ گئے تھے۔ شام کو چار بجے نئی اطلاعات کے ساتھ پنیتھر اور شیلڈن واپس آئے اور اس بار پنیتھر کو ساحل تک آنا تھا۔ یہاں جھاڑیوں کے ایک مخصوص جھنڈ میں شیران اور ڈیزی نے اس کا استقبال کیا تھا۔ شیلڈن واپس چلا گیا۔ سات بجے انھوں نے بورس ڈے کو جزیرے پر آتے دیکھا۔ وہ جزیرے کے مخصوص ڈیک سے آ لگی تھی اور تقریباً دس افراد نے اس میں سے چار بڑی پیٹیاں اُتاری تھیں۔ جنھیں ایک جیپ پر دو دفعہ بار کرکے رَن وے کے نزدیک ایک چبوترہ نما عمارت میں پہنچا دیا گیا تھا۔ اس کے بعد لانچ کچھ افراد کے ساتھ واپس چلی گئی تھی۔ تینوں افراد اس کارروائی کو ایک محفوظ جگہ سے دیکھ رہے تھے۔ ساڑھے آٹھ بجے شیلڈن اور فلیش بیرن ایک چھوٹی سی کشتی کے ذریعے یہاں تک آئے اور کشتی ایک تاریک جگہ چھپا دی گئی تاکہ ان کی واپسی کا مکمل بندوبست ہو سکے۔ اس دوران جزیرے کا طائرانہ نگاہ سے جائزہ لے لیا گیا تھا اور یہ اندازہ لگا لیا گیا تھا کہ یہاں صرف چند محافظوں کے علاوہ کوئی نہیں ہے چنانچہ ابتدائی پروگرام کے تحت ان محافظوں کو ٹھکانے لگانے کا فیصلہ کیا گیا۔ خطرہ یہ تھا کہ جھونپڑے میں ایڈی فورک وغیرہ موجود تھے۔ ان لوگوں کے اندازے کے مطابق ایڈی فورک صرف ایک آدمی کے ساتھ یہاں موجود تھا۔ گویا صرف دو افراد تھے جو رقم وصول کرنے اور مال حوالے کرنے والوں میں تھے۔ اگر محافظوں کو ختم کر دیا اور ان دونوں کو محافظوں سے رابطہ قائم کرنے کی ضرورت پیش آ جائے تو کیا کیا جائے۔

اس موقعے پر شیران نے کہا۔ "ہم ان محافظوں کی جگہ لے سکتے ہیں اور اگر ان لوگوں کے آنے سے قبل ہی ہم ایڈی فورک اور اس کے ساتھی کو بھی قابو میں کرلیں تو پھر صرف ایک پارٹی سے ہمیں نمٹنا ہوگا۔"

"ایڈی فورک بے حد خطرناک آدمی ہے۔ اوّل تو اس پر قابو پانا ہی مشکل ہے اور اگر فرض کرو ایسا ہو بھی گیا تو ہم اس کی زبان کسی قیمت پر بھی نہیں کھلوا سکتے۔ پھر ہمیں یہ کیسے معلوم ہوگا کہ مال وصول کرنے والی پارٹی نے ابتدائی معاملات کیا ہوں گے؟"

"یہ ذمّے داری میں قبول کرتا ہوں۔" شیران بولا۔

"محافظوں کو کس طرح قابو میں کیا جائے؟"

"میرے خیال میں فلیش بیرن کو میرے حوالے کر دیا جائے۔" شیران بولا۔

چونکہ جزیرے پر اس وقت زیادہ محافظوں کی ضرورت نہیں تھی اس لئے صرف تین افراد اس وقت یہاں موجود تھے۔ باقی لوگ امیر آدمی کی بیٹی کی شادی میں شرکت کرنے کے لئے چلے گئے تھے۔ جس وقت فلیش کے ہمراہ شیران اس عظیم الشان عمارت میں داخل ہوا تو دروازے پر اس کی ملاقات ایک مسلح محافظ سے ہوگئی۔ دو اجنبی شکلوں کو دیکھ کر وہ بُری طرح چونک گیا۔ دوسرے لمحے اس کا پستول باہر نکل آیا۔

"بے وقوف آدمی۔ ہم مسٹر فورک کے ساتھی ہیں... تمھارے دوسرے ساتھی کہاں ہیں؟" شیران فوراً بولا اور محافظ تذبذب میں پڑ گیا لیکن تذبذب کا یہ لمحہ اس کے لئے موت کا لمحہ ثابت ہُوا۔ فلیش نے اس کے پستول والے ہاتھ پر لات ماری اور شیران نے اس کی گردن پر ہاتھ ڈال دیا۔ پھر بس ایک ہلکی سی چٹاخ کی آواز اُبھری تھی اور محافظ کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔

اس کی لاش ایک محفوظ جگہ ڈالنے کے بعد وہ دونوں آگے بڑھے ہی تھے کہ باقی دو افراد چائے کی ایک ٹرے سنبھالے برآمد ہوئے اور یہ دونوں آڑ میں ہو گئے۔ فلیش کی ذمّے داری یہ تھی کہ وہ چائے کی ٹرے نہ گرنے دے اور اسے سنبھال لے، باقی کام شیران کا تھا۔ وہی ہُوا۔۔ فلیش اچانک ان کے سامنے آیا تھا۔

"لاؤ چائے مجھے دے دو۔" اس نے معصومیت سے

دونوں ہاتھ آگے بڑھا دیئے اور ایک نفسیاتی ردِعمل کے تحت ٹرے اس کے ہاتھوں میں آ گئی۔ محافظوں نے ایک خالی ہاتھ شخص کو دیکھا تھا جو صرف ان سے چائے کی ٹرے مانگ رہا تھا اور جب وہ سنبھلے تو اچانک عقب سے کسی نے ان کی گردنیں آہنی شکنجوں میں جکڑ لیں۔ دونوں کے سر اس قوت سے ایک دوسرے سے ٹکرائے کہ کاسۂ سر کی ہڈیاں ٹوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو گئیں اور مزید کسی کارروائی کی ضرورت نہ پیش آئی۔ فلیش بیرن کے ہاتھوں میں البتہ ٹرے کانپنے لگی تھی جس کا احساس اس میں رکھی پیالیوں کے بجنے سے ہو رہا تھا۔ ان دونوں محافظوں کی لاشیں بھی محفوظ جگہ چھپا دی گئیں البتہ اس کام میں اتنا وقت لگ گیا تھا کہ چائے ٹھنڈی ہونے لگی تھی۔

"بہتر ہے یہ چائے پی لی جائے۔ ویسے بھی ہمیں یہاں چائے نصیب نہیں ہو گی۔ کیا خیال ہے اور پھر معزز مہمانوں کے لئے ٹھنڈی چائے لے جانے سے کیا فائدہ؟" شیران نے تجویز پیش کی اور بیرن پھٹی پھٹی آنکھوں سے دُنیا کے اس سب سے عجیب انسان کو دیکھ رہا تھا جس نے معمولی جانوروں کی طرح چند انسانوں کو بڑے وحشیانہ انداز میں قتل کر دیا تھا اور اُس کے چہرے پر بے سکونی کی ایک شکن بھی نہیں تھی اور وہ صرف چائے پینے کی بات کر رہا تھا۔ یہی نہیں بلکہ اس نے چائے پیالیوں میں اُنڈیل بھی لی تھی اور ان میں سے ایک پیالی فلیش بیرن کی طرف بڑھا دی اور دوسری خود اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے گھونٹ لینے لگا۔ چائے کے ایک دو سِپ لینے کے بعد اس نے کہا۔

"ٹھنڈی اور بے مزہ۔ کیا یہ چائے ہم اپنے معزز مہمانوں تک پہنچا سکتے تھے؟ تاہم اسے لے کر وہاں تک جانا ضروری ہے، کیا تم اپنے آپ کو اس کے لئے تیار پاتے ہو؟" اس نے بیرن سے پوچھا اور فلیش بیرن نے آہستہ سے گردن ہلا دی۔

چنانچہ شیران چائے کی ٹرے سنبھالے بیرن کے ساتھ رن وے کے آخری سرے پر بنے ہوئے اس جھونپڑے کی جانب بڑھ گیا، جو رن وے پر اُترنے والے طیارے یا ہیلی کاپٹر کو نشانات فراہم کرتا تھا۔

جھونپڑے میں شیران کے عہد کا دُشمن یعنی ایڈی فورک اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ موجود تھا۔ مارلینو واقعی خوش نصیب تھا کہ شیران جیسا لاپروا شخص اس کی شخصیت کو ذہن کی انتہائی گہرائیوں میں محسوس کرنے پر مجبور تھا۔ ورنہ شاید وہ اپنی ماں کا بھی احسان مند نہ ہوتا جس نے اپنا دودھ پلا کر اسے پروان چڑھایا تھا۔ اس کی فطرت میں بھول جانے کا عنصر شامل تھا۔ دوست اور دُشمن کا کوئی احساس اس کے ذہن میں نہیں تھا۔ نہ جانے انسانی حسیات میں، وہ جذبہ کہاں مفقود ہو گیا تھا جو فطرت کا خاصہ ہوتا ہے۔ اُس کے دل میں کسی کی محبت نہ تھی۔ یا دے کر اگر ذکر کیا جائے تو پھر دوسری خوش نصیب مارون تھی جسے وہ اپنی زندگی میں شامل کرنے کا تہیہ کر چکا تھا اور یقیناً اگر مونی مارون اس کی زندگی وفا کرتی تو شیران اس کے لئے ایک بہترین شوہر ثابت ہو سکتا تھا اور یہ بھی ممکن تھا کہ اگر مونی مارون اسے راہِ راست پر لانا چاہتی تو شیران بھی انسانوں کی صف میں آ کھڑا ہوتا لیکن یہ موقع بھی ضائع ہو گیا تھا اور اس نے بڑے سکون سے ایڈ ناڈ پیل کو موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا۔

ذہن میں لاتعداد خیالات گردش کرتے رہے اور بالآخر وہ جھونپڑے میں داخل ہو گیا۔

ایڈی فورک اور اس کا قوی ہیکل ساتھی آرام سے بیٹھے ہوئے تھے۔ انھیں اندازہ تھا کہ مال وصول کرنے والا طیارہ کس وقت یہاں پہنچے گا۔ محافظوں پر انھوں نے توجہ بھی نہیں دی تھی لیکن صورتِ حال وہ نہ تھی جو ان کے خیال میں تھی...

چائے لانے والے دونوں چہرے اُس وقت بھی اُن کے لئے اجنبی تھے اور اس وقت بھی وہ ان پر کوئی شبہ نہیں کر سکے تھے۔ چائے کی ٹرے شیران کے ہاتھوں میں تھی۔ اس دوران شیران نے ایڈی فورک کو اچھی طرح پہچان لیا تھا۔ اُن کی اسٹین گنیں اُن کے پیروں کے نزدیک پڑی ہوئی تھیں اور ذرا سی جنبش ان اسٹین گنوں کو ان کے ہاتھوں تک پہنچا سکتی تھی۔ مسئلہ ان دونوں پر قابو پانے کا تھا اور فلیش بیرن بھی اس کے لئے تیار تھا۔

شیران نے غالباً چائے کی ٹرے اس لئے اپنے ہاتھ میں رکھی تھی کہ وہ اپنے مدِمقابل پر بھرپور وار کر سکے۔ چنانچہ وہ بڑے احترام سے جھکا۔ اس دوران اس نے سچویشن کا بڑی اچھی طرح اندازہ لگا لیا تھا اور اپنا عمل کرنے کے لئے پوری طرح مستعد تھا۔

دفعتاً چائے کی ٹرے پوری قوت سے ایڈی فورک کے چہرے پر پڑی۔ شیران اس انداز سے جھکا تھا جیسے اسے نیچے رکھ رہا ہو۔

چائے دانی، دودھ دان، پیالیاں اور اس میں رکھے ہوئے دوسرے لوازمات ایڈی فورک کے چہرے پر پڑے

تھے اور اس کے ساتھ ہی ایک خوف ناک وجود نے اسے ھاپ لیا تھا۔

فلیش بیرن جانتا تھا کہ اس موقع پر اسے کیا کرنا چاہیئے الانکہ بیٹھے ہوئے دونوں انسانوں کے درمیان کوئی خاص اصلہ نہیں تھا لیکن فلیش بیرن نے اپنے شکار کو سنبھال لیا تھا ونوں نے اس طرح اُن پر چھلانگیں لگائی تھیں کہ وہ چت و گئے تھے۔ اسٹین گنیں اب ان کے ہاتھوں کی زد سے باہر تھیں لیکن ان دونوں پر حملہ کرتے ہوئے خاص طور سے اسٹین گنوں خیال رکھا گیا تھا۔ چنانچہ ہلکی ہلکی ٹھوکروں نے انھیں دروازے ے قریب پہنچا دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے شکار کو بُری ح رگید رہے تھے۔

ایڈی فورک جیسا خطرناک آدمی اتنا حلوہ تو نہیں تھا کہ شیران ام سے اُسے نگل لے۔ بے شک ابتدائی حملے اور اچانک پیش نے والی صورتِ حال سے ایک لمحے کے لئے وہ مغلوب ہو گیا لیکن پھر اس کے پاؤں پیچھے سے اُٹھے اور سینے پر چڑھے ے شیران کی گردن میں آ پھنسے۔

جھٹکا بے حد زوردار تھا لیکن مدِمقابل بھی شیطان سے نہیں تھا۔ شیران بے شک اس کے سینے سے لڑھک کر نیچے ا تھا لیکن نیچے گرتے گرتے بھی اس نے ایڈی کے دونوں ں پکڑ لئے تھے اور پھر ان پاؤں کے سہارے ہی وہ دُور نے سے بچ سکا تھا۔ ایڈی فورک نے جھٹکے سے اپنے پاؤں انے کی کوشش کی لیکن اس کے پیروں کی کھال چھل گئی۔ مقابل دوسرے ہاتھ اتنے ہی خوف ناک تھے۔ شیران نے پوری قوت سے اُلٹ دیا۔ اب ایڈی فورک اوندھے مُنہ نیچے گرا تھا ن نے اس کے دونوں پاؤں اپنی گرفت میں لئے لئے موڑنا ع کر دیئے اور اس کے بعد وہ ان پیروں کا سہارا لے کر کھڑا ا۔ اب اس کا ایک پاؤں ایڈی فورک کی گردن پر تھا اور سے بُری طرح رگید رہا تھا۔ جبکہ فلیش بیرن کو اپنے شکار بو کرنے میں زیادہ دقت پیش نہیں آئی تھی۔ وہ اتنا طاقتور نہیں تھا۔ تاہم جھونپڑے میں شدید جدوجہد ہو رہی تھی۔ شیران کو ایڈی فورک سے بہترین مقابلہ کرنا پڑا... انے اپنے بازوؤں کے بل اُوپر اُٹھنا شروع کر دیا تھا۔ ہ اس کے دونوں بازو سیدھے ہو گئے تھے لیکن شیران ؤں بدستور اُس کی گردن پر تھا۔

شیران اس کی گردن کو جھٹکے دے رہا تھا لیکن ایڈی فورک شاید ریسلنگ سے بھی بخوبی واقف تھا اور اس قسم کے داؤ پیچ جانتا تھا جو پہلوان عموماً ریسلنگ میں آزمایا کرتے ہیں۔

وہ اُٹھا اور اُٹھنے کے بعد اس نے پوری قوت سے اپنے آپ کو ایک بار پھر پلٹ لیا۔

شیران گرتے گرتے بچا تھا لیکن اب شیران کی وحشی فطرت عود کر آئی تھی۔ اس نے ایک دم ایڈی فورک کے دونوں پاؤں چھوڑ دیئے اور آگے بڑھ کر اس کے پیٹ پر ایک زوردار ٹھوکر لگائی اور پھر اپنا گھٹنا پوری قوت سے اس کے سینے پر دے مارا۔

ایڈی فورک کو اس ضرب سے شدید تکلیف پہنچی تھی اور اب وہ کسی قدر بے بسی محسوس کرنے لگا تھا۔ اگر کوئی عام مدِمقابل ہوتا تو ایڈی فورک اس کی چٹنی بنا کر رکھ دیتا لیکن بدقسمتی بعض اوقات ایسے ہی گل کھلاتی ہے۔ وہ اپنے تمام داؤ پیچ بھولتا جا رہا تھا۔ مدِمقابل اسے موقع ہی نہیں دے رہا تھا کہ وہ کوئی کارروائی کر سکے۔ تب شیران نے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے افسوس ہے ڈیئر ایڈی فورک۔ تم اس کام کے سلسلے میں نہیں مارے جا رہے، جو تم کر رہے ہو۔ مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ میرے ساتھی اس سلسلے میں کیا کرنا چاہتے ہیں۔ میں تو تمھیں کسی اور ہی کے نام پر قتل کر رہا ہوں۔" شیران نے کہا۔

"ک... کون ہو تم؟ کیا چاہتے ہو مجھ سے۔ ٹھہر جاؤ، کوئی ایسی حرکت نہ کرو۔ میں تم سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں۔" ایڈی فورک کی پھٹی پھٹی آواز اُبھری۔

"افسوس، تمھارا تعاون میرے ساتھ صرف یہی ہو سکتا ہے کہ تم خاموشی سے مر جاؤ۔ کیونکہ میں نے کسی کے ساتھ تمھاری موت کا وعدہ کیا تھا۔"

"ک... کیا بکواس کر رہے ہو۔ کون ہو تم؟"

"میں تمھیں ایک شخص کے نام پر قتل کر رہا ہوں ایڈی! وہ شخص جس کی زندگی سے تم نے بدترین مذاق کیا تھا۔ ممکن ہے مارلینو تمھارے ذہن میں محفوظ نہ ہو لیکن میں تمھیں اس مظلوم انسان کا حوالہ دوں گا جو دیہاتی تھا اور پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے شہر آیا تھا۔ تم نے اسے اپنی درندگی کا نشانہ بنایا اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے۔ میری مراد مارلینو سے ہے اور اس کے بعد تمھارے ایک ساتھی ہینڈرک نے

اسے اپنے سائنسی تجربات کا نشانہ بنایا۔"

"لیکن تم... تم کون ہو... تم مارلینو تو نہیں ہو؟" ایڈی فورک بولا۔

"شاید تم نے کبھی میرا نام سنا ہو لیکن افسوس اس وقت میں تمہیں اپنے بارے میں تفصیل نہیں بتا سکتا اور نہ ہی میرے پاس اس کے لئے وقت ہے۔"

شیران جھکا اور اس نے ایڈی فورک کی گردن پر اپنا گھٹنا رکھ دیا۔ ایڈی فورک کے حلق سے گھٹی گھٹی سی آوازیں نکلیں، اس نے کچھ کہنا چاہا، کوئی پیش کش کرنا چاہی لیکن سننے والا، سمجھنے والا نہیں تھا۔

گھٹنے کا دباؤ بڑھتا چلا گیا۔ ایڈی فورک بے بسی سے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ بُری طرح سے پھیل گئے تھے۔ اس کی آنکھیں دہشت سے پھٹی ہوئی تھیں اور زبان باہر نکلی ہوئی تھی، وہ کچھ کہنے کے لئے بے چین تھا شاید کوئی پیش کش کرنا چاہتا تھا شیران کو۔ شاید زندگی کی بھیک مانگنا چاہتا تھا لیکن درندوں سے کچھ مانگنا حماقت ہی ہوتی ہے۔

آہستہ آہستہ اس کی قوتِ مدافعت سست پڑتی چلی گئی اور اس کے بعد اس کی آنکھیں بے جان ہو گئیں۔ شیران اس کی گردن کو بدستور جھٹکے دے رہا تھا۔ پھر اس نے اپنی مٹھیوں سے اس کے دونوں کان پکڑے اور گردن کو ایک مخصوص انداز میں جھٹکا دیا جس سے گردن کے منکے ٹوٹ گئے۔

دوسری طرف فلیش بیرن اپنے مدمقابل کو ختم کر چکا تھا اور اس کی کیفیت بہتر نہیں تھی۔ غالباً وہ قتل و غارت گری کا انسان نہیں تھا۔ ذہنی جرائم دوسری حیثیت رکھتے ہیں اور انسانی زندگیوں سے کھیلنا بالکل ہی مختلف بات ہے۔ ممکن ہے یہ فلیش بیرن کی زندگی کا پہلا قتل ہو۔ کیونکہ اس کے چہرے پر زردی کھنڈی ہوئی تھی۔

شیران اپنے مدمقابل کو چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس کے حلق سے آواز نکلی۔

"کاش میرے پاس کیمرہ ہوتا۔ یہ شخص مُردہ حالت میں مجھے بہت دلکش لگ رہا ہے۔"

فلیش بیرن نے تعجب سے یہ الفاظ سنے۔ دفعتاً شیران نے گردن ہلا کر کہا۔

"اس کے باوجود میں اس کی لاش کو یہاں سے لے جاؤں گا اور اس کی تصاویر بنوا کر اپنے دوستوں کو روانہ کروں گا۔"

"لگ... کیا مطلب؟" فلیش بیرن نے کہا اور شیران چونک پڑا۔ اس نے سرد نگاہوں سے فلیش بیرن کو دیکھا اور فلیش بیرن کو یوں محسوس ہوا، جیسے اس وقت کوئی بالکل ہی اجنبی چہرہ اس کے سامنے ہو۔ ان آنکھوں میں اتنی درندگی، اتنی وحشت تھی کہ فلیش بیرن اس سے نگاہ ملانے کی ہمت نہ کر سکا۔ تب شیران بولا۔

"میرا خیال ہے اپنے ساتھیوں کو سگنل دے دو۔ جھونپڑا اب ہمارا قبضہ ہے۔"

"میں ہی چلا جاؤں؟" فلیش بیرن نے پوچھا۔ شیران ایک لمحے تک سوچتا رہا، پھر اس نے کہا۔

"ہاں تم جاؤ اور ان لوگوں کو یہاں بلا لاؤ۔"

فلیش بیرن اس وقت ہر قیمت پر باہر نکل جانا چاہتا تھا سو وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔ شیران ایڈی فورک کو دیکھتا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد متعلقہ افراد بھی یہاں پہنچ گئے پتہ نہیں فلیش بیرن نے انہیں کوئی بات بتائی تھی یا نہیں۔ بہرطور نارمل نظر آ رہے تھے۔ تمام کارروائی کو خوش اسلوبی سے ہونے پر شیلڈن نے خاص طور سے شیران کو اور فلیش بیرن کو مبارک باد دی اور اس سلسلے میں تفصیلات پوچھتا رہا۔

دونوں لاشیں جھونپڑے ہی کے ایک کونے میں سمت رکھ دی گئی تھیں طے یہ کیا گیا تھا کہ واپسی میں جھونپڑے کو آگ لگا دی جائے گی۔

پیٹرول کے دو چھوٹے کنستر یہاں موجود تھے۔ یہ اس لئے تھے کہ رات کے وقت رَن وے پر آنے والے طیاروں کو گائیڈ لائن دی جا سکے۔ بہرطور ان لوگوں نے انتظامات مکمل کر لئے تھے۔

تقریباً ایک بج کر دس منٹ پر انہوں نے پیٹرول وے کے ساتھ ساتھ ڈال کر آگ جلا دی۔ کیونکہ اُوپر انہوں نے طیارے کی روشنیاں دیکھ لی تھیں جو آہستہ آہستہ نیچے آیا اور رَن وے کے آخری سرے پر پہنچ گیا۔

تمام تیاریاں مکمل تھیں۔ صرف شیلڈن اور فلیش بیرن منظرِ عام پر تھے، باقی ڈیزی، پینتھر اور شیران اسٹین گنیں لئے ہوئے ایسی جگہوں پر مورچہ بنائے ہوئے تھے جہاں وہ طیارے سے اُترنے والوں کا بہترین استقبال کر سکتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد طیارے کا دروازہ کھل گیا اور

اس میں سے کچھ افراد نیچے اُترنے لگے۔ سب سے پہلے اُترنے والے تین آدمی تھے اس کے بعد مزید پانچ آدمی طیارے سے نیچے اُتر آئے۔ گویا ان کی تعداد کل آٹھ تھی۔ ان میں سے دو آدمیوں نے بڑے بڑے سوٹ کیس اُٹھا رکھے تھے اور وہ بڑی احتیاط سے چند افراد کی نگرانی میں چل رہے تھے۔

پھر جب ڈیزی، پینتھر اور شیران نے محسوس کر لیا کہ اب طیارے میں اور کوئی شخص باقی نہیں رہا ہے چنانچہ انہوں نے فائر کھول دیا۔ اسٹین گنوں کے پہلے برسٹ نے آنے والوں میں سے تین کو گرا دیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے واپس دوڑ لگا دی۔ وہ بُری طرح دوڑتے ہوئے واپس طیارے کی طرف جا رہے تھے لیکن شیلڈن اور فلیش بیرن رَن وے پر ہی موجود تھے اور بھاگنے والوں کا صحیح نشانہ لے سکتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی انہیں اپنے آپ کو بھی بچانا تھا۔ چونکہ گولیاں دو طرف سے ان کا استقبال کر سکتی تھیں، طیارے والے بھی اور ان کے ساتھی بھی جو نشانہ چوک جانے کی وجہ سے ان کا شکار کر سکتے تھے۔

چنانچہ شیلڈن نے بھاگنے والوں میں سے دو کو گرا لیا۔ یہ وہ تھے جو صحیح طور پر بھاگ نہیں پا رہے تھے کیونکہ ان کے ہاتھوں میں وزنی سوٹ کیس تھے۔ باقی لوگ طیارے کے نزدیک پہنچے ہی تھے کہ دفعتاً اسٹین گنوں کی اندھادھند فائرنگ نے انہیں بھی بھون کر رکھ دیا اور یہ یک طرفہ جنگ چند منٹ میں ہی ختم ہو گئی۔ تمام لوگ اس طرف دوڑ پڑے تھے لیکن شیلڈن اور فلیش بیرن نے وہاں رُکنا ضروری نہیں سمجھا۔ رقم کے سوٹ کیس وہیں پڑے ہوئے تھے لیکن ان کی جانب توجہ دیئے بغیر وہ اسٹین گنیں سنبھالے پھرتی سے طیارے میں داخل ہو گئے فلیش بیرن نے پہلے طیارے کے پائلٹ کیبن کو دیکھا اور شیلڈن اس کے عقبی حصے کا جائزہ لینے لگا لیکن پائلٹ بھی شاید ان لوگوں کے ساتھ ہی نیچے اُتر آیا تھا۔ طیارہ بالکل خالی تھا۔ وہ متجسس نگاہوں سے چاروں طرف دیکھتے رہے اور مطمئن ہو کر باہر نکل آئے۔

ڈیزی، شیران اور پینتھر اب سوٹ کیسوں کے قریب کھڑے تھے لیکن انہوں نے سوٹ کیسوں کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ پہلے اندر کی پوزیشن کا پتہ چل جانا ضروری تھا۔ جب شیلڈن اور فلیش بیرن نیچے اُتر کر ان کے نزدیک پہنچ گئے تو انہوں نے خوشیوں کے نعرے لگائے۔ شیلڈن نے انہیں بتایا کہ طیارے سے آنے والے صرف یہ ہی آٹھ افراد تھے اور اب طیارے میں اور کوئی نہیں ہے۔ اس کے بعد سوٹ کیسوں کی طرف توجہ دی گئی اور انہیں کھول کر اطمینان کر لیا گیا کہ ان میں صرف نوٹ بھرے ہوئے ہیں یا کوئی اور چیز بھی موجود ہے۔ اس عظیم الشان کامیابی پر سب کی آنکھیں چمک رہی تھیں اور وہ بے انتہا مسرور نظر آ رہے تھے۔ تب شیلڈن بولا۔

"ہمیں مزید وقت نہیں ضائع کرنا چاہیئے۔ چلو بیرن اور پینتھر تم لوگ یہ سوٹ کیس اُٹھا کر کشتی کی جانب چلو۔" چنانچہ بیرن اور پینتھر نے وزنی سوٹ کیس اپنے شانوں پر رکھ لئے اور اس جانب چل دیئے جہاں انہوں نے کشتی چھپا رکھی تھی۔ ڈیزی اور شیلڈن پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ دفعتاً شیران نے کہا۔

"اگر آپ لوگ مجھے چند لمحات کی اجازت دیں تو میں ابھی واپس آیا۔" شیلڈن اور ڈیزی چونک کر اسے دیکھنے لگے تھے۔

"کہاں مسٹر ہاربیلو؟" شیلڈن نے پوچھا۔

"اس جھونپڑے میں میری ایک چیز رہ گئی ہے۔ میں اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔"

"وہ کیا ہے؟"

"ابھی پہنچتا ہوں تھوڑی دیر میں۔" شیران نے جواب دیا اور جھونپڑے کی طرف دوڑ گیا۔ جھونپڑے میں پہنچ کر اس نے ایڈی فورک کی لاش اُٹھا کر کاندھے پر ڈالی اور اس کے بعد اس جانب روانہ ہو گیا جہاں کشتی چھپائی گئی تھی۔ ابھی اس نے زیادہ فاصلہ طے نہیں کیا تھا کہ دفعتاً دو فائر ہوئے اور شیران ایک دم ٹھٹک گیا۔ یہ فائر کہاں سے ہوئے، اس نے سوچا لیکن کوئی بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ صرف ایک لمحے کے لئے وہ اپنی جگہ رُکا اور اس کے بعد اس نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ بالآخر وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں کشتی کھڑی کی گئی تھی اور یہاں اس نے ایک عجیب و غریب منظر دیکھا۔ کشتی سامنے موجود تھی اور اس سے تھوڑے فاصلے پر ڈیزی ہاتھ میں پستول سنبھالے کھڑی ہوئی تھی۔ شیلڈن ان دونوں لاشوں کو دیکھ رہا تھا جو فلیش بیرن اور پینتھر کے علاوہ کسی کی نہیں تھیں۔ شیران ایک لمحے کے لئے حیران رہ گیا لیکن ان لوگوں کے قریب پہنچنے میں اس نے دیر نہیں لگائی تھی شیلڈن اور ڈیزی کا سفاک چہرہ اس کے سامنے تھا اور وہ دونوں کسی قدر کھوئی کھوئی سی کیفیت کا شکار تھے۔

"یہ... یہ کیا ہوا؟" شیران نے متحیرانہ انداز میں پوچھا اور شیلڈن سنبھل گیا۔

"مسٹر ہارڈینو یہ دونوں اب ایک بے کار شے کے علاوہ اور کچھ نہیں تھے۔" اس کی آواز سن کر شیران ایک لمحے کے لئے حیران رہ گیا تھا۔

"میں نہیں سمجھا۔" شیران بولا۔

"دس لاکھ ڈالر میں سے چار لاکھ ان کا حصّہ بن جاتے کیا خیال ہے تمہارا؟ یہ مناسب نہیں تھا۔" شیلڈن نے مکارانہ لہجے میں کہا پھر بولا۔

"...اور اب ہم صرف تین افراد ہیں یعنی میں، تم اور ڈیزی تین لاکھ تینتیس ہزار ڈالر ہم میں سے ہر شخص کے حصّے میں آتے ہیں جو بہر طور صرف دو لاکھ ڈالر سے زیادہ ہیں۔" اس نے مسکراتی نگاہوں سے شیران کی جانب دیکھا۔ شیران ایک لمحے کے لئے خاموش ہو گیا تھا۔ یہ بات اسے بڑی عجیب سی لگی تھی لیکن اس سے قبل کہ اس کے ذہن میں کوئی خیال آتا، شیلڈن نے آگے بڑھ کر دونوں سوٹ کیس ہاتھوں میں اُٹھا لئے اور پھر شیران کی طرف دیکھ کر بولا۔

"آؤ میرے دوست چلو ڈیزی۔" ڈیزی آہستہ قدموں سے بوٹ کی جانب بڑھ گئی۔ شیران خاموشی سے کھڑا کچھ سوچتا رہا تھا پھر وہ آگے بڑھا اور بوٹ کے نزدیک پہنچ گیا۔ شیلڈن نے دونوں سوٹ کیس چھوٹی سی کشتی میں ڈال دیئے اور پھر ڈیزی کا ہاتھ پکڑ کر اسے سہارا دیتے ہوئے بولا۔

"مسٹر ہارڈینو براہ کرم، لیکن ایک منٹ، یہ تمہارے کاندھے پر کیا ہے، لاش۔ کون ہے یہ؟"

"میں اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔" شیران بولا۔ شیلڈن نے ڈیزی کو کشتی میں کھینچ لیا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"لیکن میرے دوست تم نے دیکھا نہیں بوٹ چھوٹی ہے اور پھر زندہ انسانوں سے دلچسپی تو ایک معنی رکھتی ہے لیکن یہ لاش، تمہارا اس لاش سے کیا کام ہے۔"

"میں اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔"

"افسوس ساتھ تو ہم تمہیں بھی نہیں لے جانا چاہتے، یہ لاش کیا حیثیت رکھتی ہے۔" شیلڈن کی مکارانہ آواز اُبھری۔ یہ تصوّر شیران کے ذہن میں موجود تھا جب شیلڈن نے اپنے دو دیرینہ ساتھیوں کو قتل کر دیا تھا تو پھر شیران اس کے لئے کیا حیثیت رکھتا تھا لیکن ڈیزی کا رویّہ اس کے ساتھ جو کچھ رہا تھا اس کے تحت شیران کے ذہن میں یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ ڈیزی بھی اس سلسلے میں شیلڈن کی ساتھی بن جائے گی۔

"مقصد کیا ہے تمہارا؟" شیران نے غرّاتے ہوئے انداز میں کہا اور لاش کو اس طرح ڈھیلا کر لیا کہ ضرورت کے وقت اپنی ڈھال بنا سکے۔

"میرا مقصد یہ ہے میرے دوست۔" شیلڈن نے کہا اور دفعتاً اس کے ہاتھ میں چھپی ہوئی اسٹین گن کا برسٹ شیران پر پڑا۔ شیران نے انتہائی مہارت اور پھرتی سے اپنے پورے بدن کو لاش کی آڑ میں چھپانے کی کوشش کی تھی لیکن معاملہ پستول کا نہیں تھا۔ اسٹین گن کی کچھ گولیاں اس کی بائیں سمت کے حصّے کو رگڑتی ہوئی گزر گئیں۔ شیران کے حلق سے ایک وحشت ناک چیخ نکلی اور دوسرے لمحے وہ لاش کے ساتھ ڈھیر ہو گیا۔ شیلڈن نے فوراً ہی بوٹ آگے بڑھا لی تھی۔ شیران کے بائیں پہلو میں آگ لگ رہی تھی۔ گرم گرم خون نکل کر اس کے لباس کو تر کر رہا تھا اور سینے میں اُٹھنے والی درد کی ٹیسیں اسے تڑپائے دے رہی تھیں لیکن انتقامی جذبے اس شخص میں جس قدر شدید تھے شاید ہی دوسرے لوگوں میں ہوں۔ وہ سانپ کی طرح تڑپا اور اس نے اپنی اسٹین گن سنبھال لی۔ اس وقت اسے شیلڈن کی دُور ہوتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تو طے یہ ہوا کہ ہم دونوں آپس میں پانچ پانچ لاکھ ڈالر تقسیم کر لیں گے اور اس کے بعد...۔" اس کے بعد شیلڈن کی آواز معدوم ہو گئی لیکن شاید یہ اس کی زندگی کے آخری الفاظ تھے کیونکہ اسٹین گن شیران کے ہاتھ میں آچکی تھی اور دوسرے لمحے اس نے آنکھیں بند کر کے کشتی کا نشانہ لے کر فائرنگ شروع کر دی۔ کشتی اسٹین گن کی رینج سے دُور نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے اس میں بیٹھے ہوئے دونوں افراد گولیوں کا شکار ہو گئے۔ شیران تکلیف کی پروا کئے بغیر پھرتی سے کنارے پر پہنچا اور مسلسل کشتی پر فائرنگ کرنے لگا۔ کشتی سے دو ہولناک چیخیں اُبھری تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی ایک ہولناک دھماکہ ہوا۔ سمندر کے سینے پر آگ کے کچھ شعلے اُبھرے اور اس کے بعد معدوم ہو گئے۔ دس لاکھ ڈالر کی رقم دو انسانی لاشوں کے ساتھ سمندر کی گہرائی میں دفن ہو رہی تھی۔ شیران نے جلتی ہوئی نگاہوں سے سمندر کے اس حصّے کو دیکھا جہاں اب پانی پر چند بلبلوں کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا اور پھر گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ پھر اس کے حلق سے غرّاہٹ نکلی۔

"اعتبار صرف اپنی ذات پر کرنا بہتر ہوتا ہے۔ دُنیا میں اگر کسی دوسرے شخص پر اعتبار کیا تو کتے کی موت تقدیر بن جاتی

ہے۔" اس کے بعد اس نے اپنے زخموں کو دیکھا۔ گولیاں کافی گہرے زخم بناتی ہوئی دوسری جانب نکل گئی تھیں لیکن یہ زخم کنارے کنارے تھے اور کوئی گولی جسم کے کسی اور عضو کو پھاڑنے میں کامیاب نہیں ہو سکی تھی۔ تاہم جتنا خون نکل رہا تھا وہ کسی بھی انسان کو نڈھال کر دینے کے لئے کافی تھا اور اس خون کو مناسب انداز میں روکنے کا کوئی ذریعہ شیران کے پاس نہیں تھا۔ اس نے اپنی قمیض اُتاری اور اسے کس کر زخموں پر باندھ دیا۔ ایڈی فورک کی لاش اس کے نزدیک ہی پڑی ہوئی تھی اور اس کا پورا بدن اسٹین گن کی گولیوں سے چھلنی ہو گیا تھا جو شیلڈن نے اس پر برسائی تھیں۔ اگر یہ لاش شیران کے پاس نہ ہوتی اور وہ اسے بروقت اپنے لئے ڈھال کے طور پر استعمال نہ کرتا تو یقیناً اس وقت اس تنہا اور ویران جزیرہ پومیٹو پر اس کی زندگی کی کہانی ختم ہو گئی ہوتی لیکن کہانیاں تو بارہا ختم ہوتی ہیں، بار بار جنم لیتی ہیں۔ کون جانے کہ صحیح اختتام کہاں ہوتا ہے۔

وقت کی رفتار تھم گئی تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ایک ایک لمحہ ٹھہر ٹھہر کر گزر رہا ہو۔ زخموں کی تکلیف انتہا کو پہنچی ہوئی تھی اگر شیران جیسا وحشی فطرت انسان نہ ہوتا تو اس تکلیف کو برداشت کرنا کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔ خون کسی طور رُکنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ اُوپری بدن برہنہ ہو چکا تھا۔ کیونکہ قمیض اُتار کر وہ زخموں پر کس چکا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ اسی جگہ پڑا سمندر کو گھورتا رہا۔ ذہن ابھی تک معطل نہیں ہوا تھا اور سوچنے سمجھنے کی قوتیں باقی تھیں۔ تھوڑی دیر تک وہ اسی جگہ بیٹھا رہا جو کچھ ہوا تھا وہ بلاشبہ غیر متوقع تھا لیکن شیران کو اپنی زندگی میں بارہا ایسے معاملات سے گزرنا پڑا تھا۔

انسانوں کے بارے میں اس کا تجزیہ ہمیشہ یہی رہا تھا کہ کوئی قابلِ اعتماد نہیں ہوتا۔ اعتماد کی منزل میں جب بھی قدم رکھو، نقصان اُٹھانا پڑتا ہے اور اس وقت بھی اس نے نقصان اُٹھایا تھا۔ ڈیزی بھی اس سے مخلص نہیں تھی اور صرف ایک منصوبے کے تحت اس سے خلوص کا اظہار کرتی رہی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ اپنی جگہ بیٹھا رہا پھر بمشکل اُٹھ کھڑا ہوا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ کوئی ایسی ترکیب نہیں تھی جسے استعمال کر کے وہ یہاں سے نکل جائے۔ جزیرے میں بہت سی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ محافظوں کے جھونپڑے میں ایک لاش موجود تھی۔ عمارت میں دو چار لاشیں موجود تھیں جنھیں اس نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا تھا۔ قتل کرنے والے قتل ہونا بھی جانتے ہیں۔ تکلیف کی شدت بے پناہ ہوتی جا رہی تھی اور اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے پھر ایک زوردار چکر آیا لیکن اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ وہ کسی ایسی محفوظ جگہ پہنچ جانا چاہتا تھا جہاں دن کی روشنی میں جزیرے پر آنے والے محافظ اسے تلاش نہ کر پائیں۔ رن وے کے نزدیک پہنچ کر وہ اس کے دوسری طرف جھاڑیوں میں پہنچ گیا۔ اس کے سامنے ایک وسیع وادی پھیلی ہوئی تھی جس کے اختتام پر بلند پہاڑوں کے ہیولے نظر آرہے تھے۔ یہ پہاڑ بھی پومیٹو ہی کا ایک حصّہ تھے۔ جھاڑیوں میں پہنچ کر وہ لیٹ گیا۔ اس پر نیم بے ہوشی کی سی کیفیت طاری ہوتی جا رہی تھی۔ زخم کی تکلیف کے ساتھ ساتھ ایک عجیب سی کیفیت سینے میں پیدا ہو چکی تھی اور حالت ابتر سے ابتر ہوتی جا رہی تھی۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ جھاڑیاں کانٹے دار ہیں اور بہت سے کانٹے اس کے کھلے ہوئے بدن میں چبھ چکے ہیں لیکن وہ اپنے ان زخموں کو ٹٹول کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

نہ جانے کتنا وقت گزر گیا کوئی اندازہ نہیں ہوتا تھا اور پھر اس کے ذہن پر نیم غنودگی کی سی کیفیت طاری ہوتی چلی گئی۔ بے ہوشی کی منزل نہیں آئی تھی کیونکہ جب اس کے کانوں میں قدموں کی چاپ پڑی تو وہ چونک گیا۔ شدید تکلیف کے باوجود وہ محتاط رہنا چاہتا تھا لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ اب یہاں کون ذی رُوح موجود ہے۔ اندازے کے مطابق تو یہ جزیرہ اس وقت زندہ انسانوں سے خالی تھا لیکن کوئی تھا ضرور، کوئی ضرور تھا جو اس طرف آرہا تھا اور پھر طاقت ور ٹارچوں کی روشنیاں جھاڑیوں پر لہرانے لگیں اور شیران کسی درندے کی طرح چوکنا ہو گیا۔ اس کی وحشی فطرت نے ایک لمحے کے لئے زخموں کو فراموش کر دیا تھا۔

★★

وہ دونوں اس طیارے کے پائلٹ تھے جو ایک اہم مشن پر جزیرہ پومیٹو پہنچا تھا۔ جو کچھ بھی پلاننگ تھی دوسرے لوگوں کی تھی۔ ان کا کام صرف یہ تھا کہ وہ پومیٹو پر طیارے کو لے جائیں اور وہاں سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ بخیریت اس ٹھکانے پر پہنچ جائیں جہاں کی انھیں ہدایت کی گئی تھی اور جہاں سے انھوں نے پرواز کی تھی۔ چنانچہ اس وقت جب طیارہ پومیٹو کے رَن وے پر اُترا تو انہوں نے اپنے آٹھ ساتھیوں کے ہمراہ نیچے جانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ان کے سربراہ میجر تھامسن نے انھیں یہی ہدایت کی تھی کہ وہ پائلٹ کیبن میں موجود رہیں کیونکہ ممکن ہے،

کوئی ناگزیر صورتِ حال درپیش ہو جائے ایسے وقت میں وہ ان کی مدد کر سکتے ہیں۔

چنانچہ دونوں پائلٹ کیبن ہی میں بیٹھ کر باہر نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام روکی تھا اور دوسرے کا لشکن۔ دونوں ہم پیشہ ہونے کے علاوہ گہرے دوست بھی تھے۔ اس وقت وہ دہشت زدہ ہو گئے جب انھوں نے اپنے تین ساتھیوں کو ہلاک ہوتے ہوئے دیکھا۔ دونوں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے باہر کا منظر دیکھا اور ایک لمحے کے لئے ششدر رہ گئے۔ ان کے بدن میں لرزش پیدا ہو چکی تھی لیکن وہ کوئی فوری عمل نہ کر سکے چونکہ اس قسم کے معاملات سے براہِ راست ان کا واسطہ نہیں پڑا تھا۔ پھر انھوں نے اپنے باقی ساتھیوں کو بھاگ کر واپس آتے دیکھا لیکن انھوں نے یہ بھی دیکھا کہ وہ لوگ بھی بالآخر طیارے کے نزدیک پہنچ کر گولیوں کا شکار ہو گئے۔

انھیں اندازہ ہو گیا تھا کہ دشمن ان کے ساتھیوں پر حاوی ہو چکا ہے اور اب یقیناً ان کی باری تھی۔ چنانچہ روکی نے لشکن سے کہا کہ فوراً طیارے کے دوسرے ایمرجنسی ڈور سے نیچے کود کر جھاڑیوں میں روپوش ہو جانا مناسب ہے۔

انتہائی ہولناک اور خونی منظر وہ اپنی نگاہوں سے دیکھ چکے تھے اور انھیں بخوبی اندازہ ہو چکا تھا کہ ان کے ساتھیوں میں سے کوئی متنفس باقی نہیں بچا ہے۔ وہ فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے کہ اس کے بعد کیا ہو گیا۔ ممکن ہے یہ لوگ طیارہ لے کر ہی فرار ہو جائیں۔ ان کے ذہن شدید ہیجان کا شکار تھے لیکن زندگی بچانے کا تصور ان پر حاوی تھا چنانچہ کافی دیر تک وہ وہیں پوشیدہ رہے۔ نہ جانے کیا کیا کارروائی عمل میں آتی رہی۔ اس کے بعد انھوں نے دو فائروں کی آواز سنی اور پھر کہیں دور سے اسٹین گن چلنے کی آواز ابھری۔ دیر تک وہ اپنی جگہ چھپے بیٹھے رہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کریں۔ کافی دیر جب اسی طرح گزر گئی تو لشکن نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا اور بولا۔

"طیارہ بظاہر محفوظ ہے۔ کیا خیال ہے کیا ہم اسے لے کر فرار ہو جائیں؟"

"جو کچھ ہو چکا ہے لشکن، وہ اتنا خوف ناک ہے کہ اس کے بارے میں کچھ کہا بھی نہیں جا سکتا لیکن ہمارے لئے یہ لازم ہے کہ اگر صورتِ حال کسی حد تک نارمل ہو جائے اور ہمارے دشمن طیارے کے بغیر یہاں سے چلے جائیں تو ہم کم از کم اپنے ساتھیوں کی لاشیں بھی طیارے میں رکھ کر لے جائیں۔"

"لیکن ہمارا مشن؟"

"ہمارے پاس صرف رات کے چند گھنٹے باقی ہیں۔ دن کی روشنی ہونے سے قبل ہمیں اپنے ٹھکانے پر واپس پہنچ جانا ہے۔ کیا اس دوران پورے جزیرے کی تلاشی لی جا سکتی ہے کیا ہمیں اس بات کا علم ہے کہ ہمیں کس سمت جانا چاہیئے؟"

"پھر بھی میرا خیال ہے ہمت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے آؤ۔" روکی بولا اور دونوں وہاں سے باہر نکل آئے۔ سب سے پہلے وہ اس ایمرجنسی ڈور سے طیارے میں داخل ہوئے۔ اس سلسلے میں انھیں کافی تگ و دو کرنی پڑی تھی۔ طیارہ خالی تھا اور شکر تھا کہ پائلٹ کیبن کو نقصان نہیں پہنچایا گیا تھا۔ دوسرے دروازے سے اتر کر وہ نیچے آئے تو انھیں اپنے پانچ ساتھیوں کی لاشیں نظر آئیں جو سرد ہو چکی تھیں ان لاشوں کو انھوں نے بمشکل تمام طیارے کے عقبی حصے میں ڈالا اور پھر آگے بڑھ کر بقیہ تینوں لاشیں اٹھالیں۔ اس کے بعد وہ وہاں سے آگے بڑھ گئے۔

طیارے سے انھوں نے تیز روشنی والی ٹارچیں ساتھ لے لی تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی اپنے ساتھیوں کے لباسوں میں چھپے ہوئے پستول بھی، جنھیں وہ بآسانی استعمال کر سکتے ہیں۔ پہلے وہ طیارے سے تھوڑے فاصلے پر بنی ہوئی اس جھونپڑی میں، جو رن وے پر کنٹرول کیبن کی حیثیت رکھتی تھی پہنچے۔ وہاں انھیں ایک لاش پڑی ہوئی نظر آئی تھی۔ اس کے علاوہ جھونپڑے میں کوئی قابلِ ذکر چیز نہیں تھی۔ پھر وہ وہاں سے بائیں سمت سمندر کے کنارے سے تھوڑے فاصلے پر اگی ہوئی جھاڑیوں کی طرف چل پڑے۔ مقصد کچھ نہیں تھا صرف تھوڑا بہت جائزہ لینے کے بعد وہ یہاں سے روانہ ہو جانا چاہتے تھے۔

جو چیز لینے کیلئے یہ گروپ یہاں تک آیا تھا اس کا کہیں پتہ نہیں تھا اور اسے تلاش کرنا ان کے لئے ممکن نہیں تھا۔ اس وقت ان کی تیز ٹارچوں کی روشنیاں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر راستے کو منور کرتی جا رہی تھیں کہ دفعتاً ایک خوف ناک واقعہ پیش آیا۔ جن جھاڑیوں کے قریب سے وہ گزر رہے تھے ان سے اچانک کسی خوف ناک درندے نے ان پر چھلانگ لگا دی۔

اوسکی اور پشکن پہلے ہی بوکھلائے ہوئے تھے اور اس ہولناک حملے نے ان کے رہے سہے حواس بھی چھین لیے۔ ان کے حلق سے خوفزدہ آوازیں نکلیں اور ٹارچیں اُن کے ہاتھوں سے چھوٹ کر دُور جا گریں۔

حملہ آور اُنھیں لپیٹ میں لیے ہوئے زمین پر آ رہا تھا۔ اُس نے ان دونوں کو دبوچ رکھا تھا اور اب اُن کی گردنیں اُس کے شکنجے میں تھیں۔ اوسکی نے دونوں ہاتھ کمر سے کر کے پوری قوت سے اُس کی کمر پر مارے۔ ابتدائی بدحواسی یہ جان کر کم ہو گئی تھی کہ حملہ آور بھی انسان ہی ہے جب کہ جس طرح اُس نے جھاڑیوں سے باہر چھلانگ لگائی تھی اس سے اُنھیں شبہ ہوا تھا کہ وہ کوئی درندہ ہے۔

حملہ آور کے حلق سے کراہ نکلی۔ اس دوران پشکن کو بھی موقع مل گیا اور اُس نے دونوں اُنگلیاں کھڑی کر کے حملہ آور کی آنکھوں میں چبھو دیں۔ آنکھوں پر کیے جانے والے اس وار نے حملہ آور کی گرفت بالکل ڈھیلی کر دی اور اس کے بعد وہ اُسے پیچھے دھکیلنے میں کامیاب ہو گئے۔ پھر جونہی وہ اُٹھے حملہ آور نے پشکن کی ٹانگوں میں قینچی ڈال کر اُسے گرا لیا اور ایک بار پھر اسے دبوچنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس کا ایک ہاتھ کسی وزنی ہتھوڑے کی مانند پشکن کے مُنہ پر پڑا اور پشکن کے سامنے کے چمکدار دانتوں میں سے چار دانت اپنی جگہ چھوڑ گئے۔ اگر اوسکی اس موقع پر پوری قوت سے ایک لات حملہ آور کی پُشت پر نہ مارتا تو پشکن کی زندگی آخری مراحل میں داخل ہو گئی تھی۔

حملہ آور اوندھا جا گرا اور اس کے بعد اُنھوں نے اُسے اُٹھنے کی مُہلت نہیں دی تھی۔ اگر حملہ آور کی آنکھیں متاثر نہ ہوئی ہوتیں تو شاید ان لوگوں کے لیے اس پر قابو پانا ممکن نہ ہوتا لیکن اس کے ہاتھ بار بار آنکھوں پر پہنچ جاتے تھے۔ پشکن اور اوسکی اندازہ لگا چکے تھے کہ اگر وہ ایک بار بھی اس کی گرفت میں آ گئے تو اس بار وہ اُنھیں چبا ہی جائے گا۔ اس لیے وہ اُس کی زد سے بچتے ہوئے صرف اس کے بدن کے مختلف حصّوں پر ٹھوکریں لگا رہے تھے۔ پشکن کا بُرا حال تھا لیکن زندگی بچانے کی جدوجہد ہر احساس پر حاوی تھی۔

"اسے گولی مار دو۔" اُس نے اوسکی سے کہا اور اپنا پستول نکال لیا۔

"حماقت مت کرو۔ اسے زندہ رکھنا بہتر ہوگا۔" اوسکی جلدی سے ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ "آخر کیوں؟" پشکن نے سوال کیا۔

"جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہی مناسب ہے پشکن لیکن تمھاری آواز کیوں بدل گئی ہے۔ تمھارے بولنے کے انداز میں۔"

"میرے سامنے کے دانت اس بدبخت نے توڑ دیے ہیں۔" پشکن عجیب سے لہجے میں بولا۔

اوسکی نے حملہ آور کی کھوپڑی پر آخری ٹھوکر لگائی اور جُھک کر اُسے دیکھنے لگا۔ اب شاید حملہ آور بے ہوش ہو چکا تھا۔ پھر وہ پشکن کے نزدیک پہنچ کر بولا۔ "کیا تم زیادہ تکلیف محسوس کر رہے ہو؟"

"ہاں مجھے اپنے آپ پر قابو پانا مشکل ہو رہا ہے۔" پشکن نے تکلیف بھرے لہجے میں کہا۔

"دونوں ٹارچیں اُٹھا لو پشکن اور طیارے کی طرف واپس چلو۔" اوسکی نے کہا اور جُھک کر حملہ آور کو اُٹھانے لگا۔ پشکن تکلیف سے بے چین ہو رہا تھا۔ اُس کے لیے زبان ہلانا بھی مشکل ہو رہا تھا، اس لیے اُس نے اوسکی کی اس حماقت کے بارے میں کچھ نہ پوچھا حالانکہ اُس کے ذہن میں یہ خیال آیا تھا کہ اُسے طیارے میں لے جانے کی کیا ضرورت ہے؟

"یہ کسی بھینسے کی طرح وزنی ہے۔" اوسکی ہانپتا ہوا بولا اور بے ہوش حملہ آور کو شانوں پر لادے ہوئے ڈگمگاتے قدموں سے طیارے کی جانب بڑھنے لگا۔ پشکن نے دونوں ٹارچیں اُٹھا لی تھیں۔ حملہ آور کو طیارے میں لے جانا بڑا مشکل کام تھا لیکن اوسکی نے یہ کام انجام دے ہی ڈالا۔ حملہ آور کو طیارے کی سیٹوں کے درمیان پھینکتے ہوئے کہا۔ "لعنت ہے اس پر۔ دروازہ بند کر دو پشکن۔" اور پشکن نے اس پر عمل کیا۔ سب سے پہلے اوسکی نے فرسٹ ایڈ بکس کھول کر دوا میں ڈوبی ہوئی رُوئی پشکن کے دانتوں کے خلا میں رکھی۔ اندر کی روشنی میں پشکن کی خون میں ڈوبی ہوئی قمیص نظر آ رہی تھی۔ "مجھے افسوس ہے پشکن لیکن اس وحشی کے ہاتھوں ہماری زندگی بچ جانا بھی ایک انوکھا واقعہ ہے۔ اس سے زیادہ طاقت ور آدمی نہ صرف میں نے بلکہ شاید تم نے بھی اس سے قبل نہ دیکھا ہوگا۔ ہم مزید خطرات مول نہیں لے سکتے۔ یہ جزیرہ نہ جانے اس جیسی کتنی بلاؤں کا مسکن ہو، اور پھر تمھاری حالت بھی ایسی نہیں رہی ہے کہ اب ہم طیارے سے باہر جا کر جزیرے کی تلاشی لے سکیں۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں۔" پشکن نے سر ہلا دیا تھا۔

"کیا تم بہت زیادہ نقاہت محسوس کر رہے ہو؟" اوسکی نے کہا اور پشکن نے نفی میں سر ہلا دیا۔ "تو آؤ میری مدد کر دو۔" اوسکی بولا اور پشکن سیکنڈ پائلٹ کی سیٹ پر پہنچ گیا۔ نامناسب انتظامات کے تحت طیارے کو فضا میں لے جانا بھی مشکل کام تھا لیکن خطرات

مول لیے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔ وہ دونوں انتہائی مہارت سے طیارے کو فضا میں لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔

طیارے کو سیدھا کرنے کے بعد اوسکی نے گہری سانس لے کر کہا۔ "میرے خیال میں اب تم رُوئی نکال پھینکو خون رُک گیا ہوگا اور تمھارا زخم بھی سُن ہو گیا ہوگا۔" پشکن نے اس کی ہدایت پر عمل کیا تھا۔ "کیا ہم زندگی کے سب سے خوفناک ہنگامے سے دوچار نہیں ہوئے؟"

"آہ۔ میرے دانت۔ میری شکل بہت بدنما ہو گئی ہوگی اوسکی، دیکھو گفتگو کرتے ہوئے میری زبان بار بار باہر نکل جاتی ہے۔" پشکن مظلومیت سے بولا۔

"مجھے بے حد افسوس ہے پشکن، لیکن ہماری زندگیاں ہی بچ گئیں کیا یہ کم ہے! ارے۔ لیکن ہم ایک بہت بڑی غلطی کر رہے ہیں کہیں سے کوئی رسّی تلاش کر کے اُس کے ہاتھ پاؤں مضبوطی سے کس دو اگر وہ ہوش میں آ گیا تو طیارہ تباہ کر دے گا۔"

پشکن کے بدن میں سنسنی دوڑ گئی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اُٹھ کر پائلٹ کیبن سے باہر نکل آیا پھر اُس نے پیراشوٹ اسٹاک سے نائلون کی رسّیاں کاٹیں اور حملہ آور کی مشکیں کسنے لگا۔ تب اُس کی نگاہ اس کی کمر کے زخموں پر پڑی جس سے مسلسل خون رس رہا تھا۔ یہ نشانات گولیوں کے تھے اور خوب گہرے زخم تھے۔ پشکن کو چکر آنے لگے۔ ان خطرناک اور خون برستے ہوئے زخموں کے باوجود اس شخص نے اتنا خونریز مقابلہ کیا تھا۔ اگر وہ اتنا شدید زخمی نہ ہوتا تو کیا ہوتا! اُس نے سوچا۔ اس کام سے فارغ ہو کر اُس نے ایک نگاہ بے ترتیب پڑی لاشوں پر ڈالی۔ یہ سب اس کے ساتھی، اس کے ہم وطن تھے اور وہاں کے بڑے لوگ تھے جو ایک انوکھے مشن پر یہاں آئے تھے۔ تھوڑی دیر پہلے وہ زندہ تھے لیکن اب ... دل میں غم کی کیفیات لیے ہوئے وہ واپس پائلٹ کیبن میں داخل ہو گیا۔

"کام ہو گیا؟" اوسکی نے پوچھا۔

"ہاں۔" وہ بھاری لہجے میں بولا۔

"وہ بدستور بے ہوش ہے۔"

"ہاں کیا تم اس کی زندگی چاہتے ہو؟"

"ہاں، صرف اس وقت تک جب تک ہم اسے اپنے حکام کے سامنے پیش نہ کر دیں۔"

"تب فرسٹ ایڈ بکس مجھے دو۔ وہ شدید زخمی ہے۔" پشکن نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"شاید اسٹین گن کی گولیاں اس کے بغلی حصّے کو چیرتی ہوئی نکل گئی ہیں۔ اس کے بدن سے بہتے ہوئے خون سے اندازہ ہوتا ہے کہ اب اُس کے جسم میں خون نہیں باقی رہا ہوگا۔"

"اوہ! اسے زندہ رکھنا ہے اوسکی تاکہ وہ ہمارے اس مشن کی ناکامی کے اسباب بتا سکے۔"

پشکن فرسٹ ایڈ بکس لے کر باہر نکل گیا اور پھر اُس نے حتی الامکان ان زخموں کی مرہم پٹی کر دی، وہ خود بھی بڑی تھکن محسوس کر رہا تھا لیکن ابھی ایک طویل سفر باقی تھا اور مستعدی ہی زندگی کی ضمانت تھی۔

★

وسیع و عریض عمارت کے ایک بڑے سے کمرے میں شیران بہت سی نگاہوں کا مرکز تھا۔ وہ ابھی تک بے ہوش تھا۔ اُسے خون کی پانچ بوتلیں دی جا چکی تھیں اور ڈاکٹروں نے اعلان کیا تھا کہ اب اُس کی حالت تسلی بخش ہے۔ ایک اہم مشن بُری طرح ناکام ہو چکا تھا اور اس کے خطرناک اثرات ابھی ظاہر نہیں ہوئے تھے۔

آٹھوں لاشیں وطن بھجوا دی گئی تھیں اور چند اہم لوگوں کی آمد متوقع تھی۔ ہدایت مل تھی کہ گرفتار شدہ شخص کو مکمل طبی سہولتیں دی جائیں۔ اس کی زندگی بے حد ضروری ہے۔ جتنے لوگ اِس عمارت میں موجود تھے، بے حد سنجیدہ تھے۔

یہ عمارت اس ملک میں اس مشن کا ہیڈ کوارٹر تھی اور یہاں موجود تمام لوگ اس مشن سے متعلق تھے، اُن کی نگاہ میں یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی کہ آٹھ بہترین افراد موت کا شکار ہو گئے تھے اور مشن مکمل طور پر ناکام رہا تھا۔ اس کی ناکامی کے اسباب کا کوئی پتہ نہیں چل سکا تھا، جس ماہر پائلٹ کو اُنھوں نے اس مشن کے ایک اہم رُکن کی حیثیت سے روانہ کیا تھا، وہ بھی بے چارہ صُورتحال صحیح طور سے نہیں بتا سکا تھا اور جس شخص کو یہ لوگ شدید زخمی حالت میں گرفتار کر کے لائے تھے، اُس کے بارے میں بھی دعوے سے یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ اس مشن کی ناکامی کے اسباب پر کچھ روشنی ڈال سکتا ہے یا نہیں، تاہم اس کی شخصیت اُن لوگوں کے لیے باعث دلچسپی تھی۔

وقت گزرتا رہا، شیران کی بے ہوشی بالآخر ٹوٹ گئی۔ اُس کی تیمارداری کرنے والی ایک نرس نے متعلقہ لوگوں کو اطلاع دی کہ مریض اب کافی بہتر حالت میں ہے اور اُسے ہوش آ گیا ہے لیکن وہ ابھی ایسی پوزیشن میں نہیں ہے کہ اس کے بارے میں حتمی طور پر یہ کہہ دیا جائے، وہ ہوش و حواس میں ہے۔

وہ لوگ جنھیں اس مشن کی ناکامی کے سلسلے میں یہاں آنا تھا اسی رات پہنچنے والے تھے، شام کے تقریباً ساڑھے پانچ بجے تھے، جب شیران نے کراہ کر کروٹ بدلی اور اپنی ناک میں لگی ہوئی نلکیاں نکال کر پھینک دیں۔ نرس نے اُسے سہارا دینے کی کوشش کی تو اس نے اُس کا بازو جھٹک دیا اور تلخ نگاہوں سے اُسے دیکھتا ہوا بولا: "میں ٹھیک ہوں اب، ان فضول چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ کسی ایسی زبان میں بولا تھا، کہ نرس کی سمجھ میں اُس کا ایک لفظ بھی نہیں آسکا، شیران آہستہ آہستہ ہوش میں آگیا تھا۔

نرس نے ڈاکٹروں کو اس بارے میں اطلاع دی اور چند ڈاکٹر اس کمرے میں پہنچ گئے، ان کی ذمّے داری تھی کہ مسلسل اس بے ہوش شخص کی خبر گیری رکھیں اور وہ مستعدی سے اپنا کام انجام دے رہے تھے، ڈاکٹروں نے نہایت ہمدردانہ انداز میں شیران سے گفتگو کی "مسٹر ہم آپ کا نام نہیں جانتے، لیکن یہ جو کارروائیاں کی گئی ہیں یہ آپ کی صحت کے لیے بے حد ضروری تھیں۔ آپ کی بہت مہربانی ہوگی، اگر آپ ہم سے اپنی صحت کے لیے تعاون کریں۔"

شیران سپاٹ نگاہوں سے اُنھیں دیکھتا رہا، پھر اُس نے آہستہ سے کہا: "میں اب ٹھیک ہوں ڈاکٹر، براہ کرم اس قسم کے کام آپ اب نہ کریں۔" لہجہ نرم اور حیرت انگیز طور پر شستہ لفظوں میں تھا۔

لیکن ڈاکٹروں کو اس پر کوئی تعجب نہیں ہوا، کیونکہ وہ اس شخص کی اصل کیفیت و شخصیت سے ناواقف تھے، بہر طور مشکل تمام شیران نے طاقت کے وہ دوا انجکشن قبول کیے تھے جو خود ڈاکٹر نے اپنے ہاتھ سے لگائے تھے پھر اُس نے کہا: "میں بھوک محسوس کر رہا ہوں، کچھ کھانے کو دیا جائے مجھے۔"

"ٹھیک ہے ہم اس کا انتظام کیے دیتے ہیں۔" ڈاکٹر نے کہا اور نرس کو ہدایت کر دی گئی لیکن جو کھانا شیران کے سامنے پیش کیا گیا، اُسے اُس نے اُٹھا کر پوری قوت سے سامنے کے دروازے پر دے مارا۔

"میں تم سے کہہ چکا ہوں۔" وہ انگلی اُٹھا کر بولا: "کہ میرے ساتھ اس قسم کی فضول حرکات نہ کی جائیں۔ میرا زخم شاید ٹھیک ہو چکا ہے، میں تم لوگوں کا احسان مند ہوں کہ تم نے میری تیمار داری کی ہے لیکن اگر میری یہ باتیں بھی تم لوگ مان لو، تو یہ میرے حق میں بھی بہتر ہوگا اور تمھارے حق میں بھی۔" اس بار وہ اسی زبان میں بولا تھا، جس میں اس سے گفتگو کی گئی تھی، چنانچہ اُس کے الفاظ کو سمجھ لیا گیا۔

نرس نے ڈاکٹر سے ہدایات مانگیں اور ڈاکٹر نے اُسے حکم دیا کہ وہ مریض سے اس کی ضروریات کے بارے میں پوچھے۔

"گوشت اور کافی۔ بس یہ دو چیزیں مجھے فراہم کر دی جائیں۔"

ڈاکٹر نے اجازت دے دی تھی لیکن نرس اس شخص کے وحشیانہ کھانے کے انداز سے خوفزدہ ہوگئی تھی، اُسے بھنا ہوا مرغ پیش کیا گیا تھا جسے اُس نے آن کی آن میں اُدھیڑ کر رکھ دیا اور پھر نرس کی طرف دیکھ کر نرم لہجے میں بولا: "ڈیئر اس ایک مرغ سے میرا کوئی بھلا نہیں ہوا۔ براہ کرم تین چار مرغ مجھے اور دو۔"

"مسٹر معاف کیجیے گا، ڈاکٹری اصولوں کے مطابق یہ غلط ہوگا، ورنہ میں آپ کے حکم کی تعمیل ضرور کرتی۔" شیران پھاڑ کھانے والی نگاہوں سے اُسے تکنے لگا تھا، پھر وہ شانے اُچکا کر بولا: "ٹھیک ہے، تم لوگوں کے رحم و کرم پر ہوں، جو سلوک چاہو کرو۔" اس کے بعد وہ بڑا سا منہ بنا کر لیٹ گیا۔

گزرے ہوئے واقعات اُس کے ذہن سے زیادہ دور نہیں تھے، اسے یاد تھا کہ کیا صورتِ حال پیش آئی تھی، جزیرے پہ وہ تقریباً بے بس ہو چکا تھا، گہرے زخموں سے بہہ جانے والے خون نے اُسے نڈھال کر دیا تھا، یہی وجہ تھی کہ وہ ان دو ناکسوں کی صحیح طور سے مرمّت نہیں کر سکا تھا اور وہ اُس کے ہاتھ سے زندہ بچ گئے تھے، اِس کے بعد اُسے کچھ ہوش نہیں رہا تھا لیکن ہوش میں آنے کے بعد صورتِ حال کا جائزہ لینے میں اُسے کوئی دقّت پیش نہیں آئی۔ اُس نے یہی فیصلہ کیا کہ یہ لوگ کس طرح اُسے جزیرے سے اُٹھا لائے ہیں اور غالباً جس جگہ وہ ہے، وہ کوئی ہسپتال ہے چنانچہ یہاں کسی قسم کی حماقت کا مظاہرہ کرنا مناسب نہیں تھا، کھانے پینے کے سلسلے میں بھی اُسے بس شدید بھوک کی وجہ سے غصّہ آگیا تھا، لیکن بعد میں اُس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا اور یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ مکمل طور پہ صورتِ حال کا جائزہ لیے بغیر کوئی کارروائی کرنا مناسب نہیں ہے۔

بہر طور تھوڑا سا کھانے کے بعد اُسے بڑا سکون محسوس ہوا تھا، طبیعت میں فرحت کا احساس ہو رہا تھا، یُوں لگتا تھا جیسے یہ تھوڑا سا آرام اور سکون کے یہ لمحات اُس کے ذہن پہ خوشگوار اثرات مرتب کرنے کا باعث بنے ہوں، البتہ آگے کے اقدامات بہت سوچ سمجھ کر کرنے تھے۔

ایڈی فورک ہلاک ہو چکا تھا، اور وہ بچہ یا جس کا نام ڈیزی تھا، نوٹوں کی گڈیوں کے ساتھ سمندر کی گہرائیوں میں پہنچ چکی تھی، شیران کو اِس بات کا مکمل یقین تھا، لیکن اگر حیرت تھی تو صرف اس بات پر کہ وہ کون لوگ تھے، جو اُسے اُٹھا کر یہاں تک

لے آئے تھے اور اُنھوں نے اُسے زندہ رکھنے کی مہربانی کیوں کی تھی!

حقیقت بھی یہی تھی کہ اس بار شیران کو اپنی مکمل شکست کا یقین ہوگیا تھا اور بے ہوش ہونے کے بعد وہ لوگ چاہتے، تو آسانی سے اُس کی گردن کاٹ کر پھینک سکتے تھے۔ اِس لیے وہ کوئی بھی ہوں، اُنھوں نے بہر طور اس پہ احسان کیا ہے، اور اگر اس احسان کو کسی شکل میں ادا کرنا پڑا تو وہ اس سے دریغ نہیں کرے گا، خود اُس کی اپنی زندگی کے، کوئی خاص مقاصد نہیں تھے، نہ کسی کے معاملات سے اُسے کوئی دلچسپی۔

رات کو اُسے عمدہ قسم کا دُودھ پینے کے لیے دیا گیا، دو اور انجکشن برداشت کرنا پڑے اور اُس کے بعد اُس کی فرمائش پر کافی کا ایک بڑا سا جگ بھی اُسے دیا گیا، وہ بالکل مطمئن اور مسرور تھا، نرس کو اُس نے اپنا نام باربینو ہی بتایا تھا، حالانکہ یہ ذلیل نام ایک ایسی شخصیت کا بخشا ہوا تھا، جس سے موت کے بعد بھی اُسے بے پناہ نفرت محسوس ہو رہی تھی۔ بدقسمتی سے اگر ڈیزی زندہ رہ جاتی تو شیران کے اضطراب کا ٹھکانہ نہ ہوتا اور وہ یہی سوچتا کہ اس لڑکی کی زندگی اس کے سینے پہ بارِ گراں بنی رہے گی، اُسے کسی بھی طور فراموش نہیں کیا جا سکتا تھا، لیکن اُسے اور شیلڈان کو موت کے گھاٹ اُتارنے کے بعد وہ مطمئن تھا کہ اُسے دھوکا دینے والے زندہ نہ رہ سکے۔

باقی رہا کرنسی کا معاملہ تو شیران کو اُس کی کوئی فکر نہ تھی، بلکہ اُس نے تو اِس کے بارے میں سوچا بھی نہیں تھا۔

رات کے شاید ساڑھے دس یا پونے گیارہ بجے تھے جب چند افراد اُس کے نزدیک پہنچ گئے، ان میں وہ ڈاکٹر بھی تھا جو اب تک خاص طور سے شیران کی دیکھ بھال کرتا رہا تھا، باقی پانچ افراد اور تھے، جو اعلا قسم کے سُوٹوں میں ملبوس شاندار شخصیتوں کے مالک تھے۔

شیران کے بستر کے گرد کرسیاں لگا دی گئیں اور نرس کو کمرے سے باہر نکال کر دروازہ اندر سے بند کر لیا گیا۔ وہ سب شیران کو دیکھ رہے تھے، ان میں سے ایک دراز قامت شخص شیران کو دیکھ کر چونکا، اُس کے نزدیک آیا اور جھک کر بغور اُسے دیکھنے لگا۔

شیران کی نگاہیں اس سے ملیں، تو وہ ایک لمحے کے لیے ان آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتا رہا اور پھر مسکرا کر پیچھے ہٹ گیا، شیران خاموشی سے دُوسرے لوگوں کو دیکھنے لگا تھا پھر اُس نے کہا۔ "تم لوگ کون ہو اور کیا تماشا لگا رکھا ہے تم نے؟"

"مسٹر باربینو، آپ نے اپنا نام یہی بتایا تھا نا!"

"ہاں یہی نام بتایا تھا میں نے۔" شیران نے اُس شخص کو جواب دیا، جو اُس کے لیے قطعی اجنبی تھا۔

"ہم آپ کی عیادت کے لیے آئے ہیں، کیسی طبیعت ہے اب آپ کی؟"

"نرس اور ڈاکٹر سے پوچھو، وہ تمھیں بہتر طور پر بتا سکیں گے۔"

"کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ دوستانہ انداز میں ہم سے بات چیت کریں۔ شاید آپ کو پچھلے واقعات یاد آگئے ہوں، ہم لوگ وہ ہیں، جو آپ کو زخمی دیکھ کر اُٹھا لائے تھے۔"

"اور وہ دونوں چوہے کون تھے، جو میرے زخمی ہونے سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کر رہے تھے؟"

"ان کی لاشیں، وہیں آپ کے نزدیک دستیاب ہوئی تھیں۔" ان میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا اور شیران کی آنکھوں میں مسرت کے آثار پھیل گئے۔

"کیا واقعی؟" شیران نے مسرور لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ وہ شاید آپ کو زخمی کرنے کا باعث بنے تھے لیکن آپ نے شدید زخمی حالت میں بھی اُنھیں نہیں چھوڑا۔"

"اوہ نہیں نہیں۔ میرے یہ زخم، جو میری کمر پہ موجود ہیں، گولیوں کے زخم ہیں، مجھ پہ اسٹین گن سے گولیاں برسائی گئی تھیں، جو اتفاق سے کارگر نہیں ہو سکیں اور صرف مجھے زخمی کرنے کا باعث بنیں، ان دونوں نے مجھے زخمی حالت میں پایا تھا اور میں نے اُنھیں دُشمن سمجھ کر حملہ کیا تھا۔ کیا واقعی وہ دونوں ہلاک ہو گئے؟"

"ہاں، ان کی لاشیں ہم اسی جزیرے پہ چھوڑ آئے ہیں۔" وہ شخص جو شیران سے بات کر رہا تھا، بھاری بھرکم بدن اور چھوٹے سے قد کا مالک تھا، لیکن چہرے سے نہایت زیرک اور موقع شناس آدمی معلوم ہوتا تھا، وہ جانتا تھا کہ اس وقت اِس شخص سے کس انداز میں گفتگو کی جائے، تاکہ جواب میں دوستی کا مظاہرہ ہو سکے، اور شاید وہ نفسیات دان بھی تھا اور چہرہ شناس بھی۔ اُس نے یقیناً شیران کے بارے میں یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کس قسم کا انسان ہے، چنانچہ وہ اِسی انداز میں اس سے گفتگو کر رہا تھا۔

"پھر مجھے یہاں کون لایا؟" شیران نے پوچھا۔

"میں۔" اس شخص نے جواب دیا۔

"اوہ تم اس جزیرے پہ کیا کر رہے تھے؟"

"ہم ایک خاص مشن پر وہاں پہنچے تھے۔"

"میں سمجھ گیا۔ تمہارا تعلق کیا انہی لوگوں سے نہیں تھا، جو طیارے کر نقشے اور جہازوں کے پُرزے لینے گئے تھے؟"

شیران نے کہا اور وہ سب ایک لمحے کے لیے ساکت ہو کر رہ گئے۔ پھر ان میں سے ایک شخص نے ڈاکٹر کی طرف رُخ کر کے کہا۔ "ڈاکٹر کیا آپ مریض کی حالت بالکل بہتر محسوس کرتے ہیں؟"

"جی ہاں، آپ اندازہ لگا چکے ہوں گے، وہ حیرت انگیز قوتوں کا مالک ہے، اور اس وقت اس کی اندرونی کیفیت بالکل نارمل ہے۔"

"تب براہِ کرم آپ باہر تشریف لے جایئے۔ یہاں آپ کی موجودگی مناسب نہیں ہے۔" ڈاکٹر خاموشی سے باہر نکل گیا تھا۔ ایک دُوسرے آدمی نے پلٹ کر دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھا اس لیے اندر کی آوازیں باہر جانے کا احتمال قطعی نہیں تھا، وہی شخص دوبارہ پھر شیران کے نزدیک پہنچ گیا۔

"میں جانتا ہوں کہ آپ شدید تکالیف سے گزر چکے ہیں مسٹر باربینو، اس کے باوجود ہم آپ کو تکلیف دے رہے ہیں، ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہمیں آپ اپنا دوست سمجھتے ہوئے ہمارے لیے یہ تکلیف گوارہ کریں گے۔"

"مجھے احساس ہے کہ تم لوگوں نے میری جان بچائی ہے اور یہی احساس مجھے تمہارے سوالات کے جواب دینے پر مجبور کر رہا ہے۔"

"بہت بہت شکریہ۔ آپ نقشوں اور طیاروں کے متعلق کیا جانتے ہیں؟"

"دیکھو اگر تم ان معاملات سے متعلق ہو، تو میں تمہیں پوری تفصیل بتائے دیتا ہوں، اس کے بعد اگر تمہارے ذہن میں کوئی سوال اُبھرے تو مجھ سے پوچھ لینا۔"

"ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے مسٹر باربینو۔ بھاری بھرکم شخص نے کہا۔

"وہاں پر میرا مطلب ہے جزیرہ پو میٹو پر تمہیں جو لاشیں ملیں، کیا تم نے ان کا جائزہ لیا؟"

"نہیں اتفاق سے ہم اس ہنگامی کیفیت میں اُس کا جائزہ نہیں لے سکے۔" بھاری بھرکم شخص نے ذہانت سے جواب دیا کیونکہ پائلٹ ہوبکس نے اور اُس کے ماتحت بلکن نے وہاں کے تمام حالات من و عن اُنہیں سُنائے تھے، اس لیے یہ وہاں کی پوزیشن سے پُوری طرح واقف تھے، لیکن جو باتیں وہ لوگ نہیں بتا سکے تھے وہ ان کے علم میں بھی نہیں تھیں اور دوبارہ اس جزیرے تک پہنچنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا، انہی باتوں کی روشنی میں یہ بھاری بھرکم شخص شیران سے گفتگو کر رہا تھا تب اُس نے کہا۔ "کیا ان لاشوں کے متعلق کوئی خاص بات آپ بتانا چاہتے ہیں؟"

"ہاں لیکن اس سے پہلے میں بھی آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔"

"فرمایئے مسٹر باربینو۔" اس شخص نے مجسم اخلاق بن کر کہا۔

"کیا تم لوگ رُوسی ہو؟"

"کیا مقصد؟"

"مقصد یہ کہ کیا تمہارا تعلق اُن لوگوں سے ہے، جو ایڈی فورک کے ذریعے امریکی طیاروں کے پُرزے اور اُن کی ساخت کے نقشے حاصل کرنا چاہتے تھے۔"

بھاری بھرکم شخص ایک لمحے کے لیے سکتے میں رہ گیا تھا۔ اُسے اُمید نہیں تھی کہ یہ شخص اس قدر معلومات رکھتا ہو گا، اس کے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا تھا کہ اس بات کا کیا جواب دے، تاہم یہ تو ہو سکتا تھا کہ اس شخص کو اس ہسپتال سے زندہ واپس نہ جانے دیا جائے اور یہ کام اُس کے لیے قطعی مشکل نہ تھا، چنانچہ اُس نے فیصلہ کر لیا کہ اس کا اعتراف کرنے میں احتراز نہ کیا جائے، البتہ ایک بات کا فیصلہ کرنا اس کے لیے مشکل ہو رہا تھا، یہ معلوم کرنے کے بعد کہ اس کا تعلق طیاروں کے پُرزے حاصل کرنے والوں میں سے ہے، باربینو کا ردِعمل کیا ہو گا۔ تاہم ایک لمحے میں فیصلہ کر کے اُسے شیران کے سوال کا جواب دینا تھا۔ چنانچہ اُس نے کہا۔ "آپ کا خیال بالکل درست ہے مسٹر باربینو، ہم وہی لوگ ہیں، لیکن کیا آپ ان لوگوں سے اختلاف رکھتے ہیں، جو یہ کارروائی کر رہے تھے، میری مراد ایجنٹ آپ سے ہے؟"

"نہیں مجھے تم لوگوں سے اختلاف نہیں، دراصل میری دُشمنی ایڈی فورک سے تھی۔ ایڈی فورک کے بارے میں تم یقیناً جانتے ہو گے کہ وہ آسٹریلیا کا ایک خطرناک غنڈہ تھا اور تم لوگوں نے غالباً اُسے کرائے پر حاصل کیا تھا، بہر طور پر اُس نے اپنی کارروائی بڑے شاندار پیمانے پر انجام دی تھی، لیکن اُسے یہ نہیں معلوم تھا کہ اُس کا ایک بدترین دُشمن اُس کے پیچھے لگا ہوا ہے۔"

"کون تھا وہ دُشمن؟" بھاری بھرکم شخص نے بے اختیار سوال کیا۔

"میں!" شیران مسکرا کر بولا اور وہ سب ایک بار پھر حیرت زدہ ہو گئے۔

"تمہارا ایڈی فورک سے کیا جھگڑا تھا؟" بھاری بھرکم شخص نے سوال کیا۔

"چونکہ تمہارا یہ سوال ان واقعات سے قطعی متعلق نہیں ہے، اس لیے میں اس کا جواب نہیں دُوں گا۔ ایڈی فورک سے میری پرانی دُشمنی تھی اور جلد یا بدیر میں اس سے انتقام لینے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ یہ اتفاق کی بات تھی کہ وہ مجھے اِن معاملات میں ملوث نظر آ گیا، شیلڈن نامی ایک شخص جو یہاں چھوٹے سے اسٹور کا مالک ہے کسی طرح تمہاری کارروائیوں سے باخبر ہو گیا تھا اور اُس نے ڈیزی نامی ایک مکار لڑکی اور دُوسرے چند افراد کے ساتھ مل کر منصوبہ بنایا تھا کہ جب تم لوگ رقم لے کر جزیرہ پو میٹو پر پہنچو گے اور ایڈی فورک اور اُس کے ساتھی تمہیں نقشے وغیرہ فراہم کریں گے تو وہ رقم ایڈی فورک کے قبضے میں پہنچنے کی بجائے اِن لوگوں کے قبضے میں آ جانی چاہیئے۔ میں صرف اتفاقات کے تحت اُن کا شکار بن گیا تھا، اُنھوں نے مجھے اس رقم میں سے بھی ایک معقول حصّہ دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن تم لوگ اگر میری بات پر یقین کر سکتے ہو تو کر لینا کہ مجھے رقم سے زیادہ ایڈی فورک سے دلچسپی تھی۔ ایڈی فورک کی بُو پانے کے بعد میں اُسے زندہ نہیں چھوڑ سکتا تھا، چنانچہ میں صرف اِسی لالچ میں وہاں گیا تھا اور مجھے خوشی ہے کہ ایڈی فورک میرا شکار بن گیا۔ اِس کے ساتھ ہی ساتھ وہ لوگ بھی آپس میں جنگ و جدل کر کے ہلاک ہو گئے، کیونکہ اُن میں سے ہر شخص دس لاکھ ڈالر کی وہ رقم تنہا ہی حاصل کرنے کا خواہش مند تھا۔ آخری دو افراد جو باقی رہ گئے تھے، یعنی مسٹر شیلڈن اور وہ چڑیا ڈیزی۔ ان دونوں نے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی، لیکن میں صرف زخمی ہی ہو سکا اور ان دونوں کو میں نے نوٹوں کے بریف کیس سمیت سمندر کی گہرائیوں میں دفن کر دیا۔ ممکن ہے اب ان کی لاشوں کے پنجر سطحِ سمندر پر اُبھر آئے ہوں اور وہ نوٹ بھیگ کر سمندر کی تہ میں پہنچ گئے ہوں۔" شیران نے تفصیل بتاتے ہُوئے کہا۔

"اوہ تو تم اپنے ساتھیوں کی گولیوں سے زخمی ہُوئے تھے؟"

"ہاں۔"

"اور اس کے بعد وہ پائلٹ اور اس کا ساتھی، میرا مطلب ہے وہ دونوں افراد، جو بعد میں تم تک پہنچے تھے۔" بھاری بھرکم شخص نے پوچھا۔

"بس اس وقت تک میرے بدن کا بہت سا خون بہہ چکا تھا اور میں شدید کمزوری کے عالم میں تھا، ورنہ وہ لوگ مجھے بے ہوش کرنے میں کامیاب نہ ہو پاتے۔"

"ہُوں اب تم سے ایک اور اہم سوال ہے میرے دوست، یہ صرف اتفاق ہے کہ تم براہِ راست ہمارے دُشمنوں میں نہ نکلے اور اگر نکل بھی آتے تو تمہاری اس شاندار شخصیت کے تحت تمہیں نقصان پہنچانا ہمارے بس کی بات نہیں تھی، مجھے صرف یہ بات بتاؤ کہ کیا ایڈی فورک نقشے اور جہازوں کے پُرزے لے کر جزیرے تک پہنچا تھا؟"

"سو فیصد۔ وہ تمہارے کام میں مخلص تھا۔" شیران نے جواب دیا۔

"پھر کہاں گئے؟ میرا مطلب ہے نقشے اور طیاروں کے پُرزے۔"

"وہ اُس نے جھاڑیوں میں چھپا دیے تھے، تاکہ مناسب وقت پر تمہارے حوالے کر دیے جائیں، وہیں رن وے کے قریب وہ جھاڑیاں موجود ہیں اور اگر جزیرے کے مالک نے ان لاشوں کو دیکھ کر امریکی حکام کو اطلاع نہیں دی ہے تو پھر اُنھیں وہیں ہونا چاہیئے، مجھے اس بات سے کوئی غرض نہیں ہے کہ تم وہ پُرزے حاصل کر لیتے ہو یا نہیں کرتے۔ اگر تم چاہو تو اُنھیں رن وے کے بائیں جانب کی جھاڑیوں میں تلاش کر کے حاصل کر سکتے ہو۔ باقی تمہاری تقدیر کا معاملہ ہے۔"

شیران کے اس جواب پر وہ سب ہی شدید بے چینی کا شکار ہو گئے تھے، اِس کے بعد بھاری بھرکم شخص نے شیران کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہُوئے کہا۔ "تم نے جو کچھ ہمیں بتایا ہے، وہ ہمارے لیے نہایت قیمتی اور قابلِ قدر ہے، ہم ایک بار پھر تمہیں اپنی دوستی کا یقین دلانا چاہتے ہیں، تم انتہائی مطمئن انداز میں یہاں وقت گزارو، جب بھی تمہاری حالت بہتر ہو جائے گی اور ڈاکٹر تمہیں چلنے پھرنے کی اجازت دے دیں گے تو ہم تمہیں تمہاری خواہش کے مطابق اس جگہ پہنچا دیں گے، جہاں تم جانا چاہو۔" شیران نے گردن ہلا دی تھی۔

بھاری بھرکم شخص نے اس سے پُرجوش مصافحہ کیا۔ دُوسرے لوگوں نے بھی خوش اخلاقی سے گردنیں ہلائیں اور اس کے بعد وہ سب دروازے سے باہر نکل گئے۔ دروازے سے باہر نکلتے ہی بھاری بھرکم شخص نے اپنے ساتھیوں سے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"انتہائی تکلیف دہ، انتہائی پریشان کُن۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے جناب کہ ہم اپنے اس مشن میں بہت ہی اناڑی پن کا ثبوت دے چکے ہیں اور اس کی وجہ ان تمام افراد کی اچانک ہلاکت ہے جو ایک بہت ہی معمولی سی سازش کا شکار ہو گئے ہیں۔"

"بہر طور فوری طور پر وہاں سے معلومات حاصل کرائی جانی چاہئیں

کہ جزیرہ لپ سیشو پر انٹرپول پولیس پہنچ گئی ہے یا نہیں اور کیا جھاڑیوں سے اُس نے وہ اشیاء برآمد کر لی ہیں یا ابھی تک وہ وہیں پوشیدہ ہیں۔ اگر جھاڑیوں کا راز بدستور راز ہے تو ایک بار پھر اس سلسلے میں کوشش کی جائے گی۔"

"مسٹر کرٹ میں آپ سے کچھ اور بھی کہنا چاہتا ہوں۔" اس طویل القامت شخص نے جس نے شیران کو بغور دیکھا تھا، بھاری بھرکم شخص کے شانوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "جی جی فرمایئے۔"

"تنہائی براہ کرم تنہائی۔"

"تو پھر تشریف لایئے میرے ساتھ، آپ لوگوں کو پتہ چل گیا کہ اب میں کیا چاہتا ہوں؟" اس بار اُس نے دوسرے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا تھا۔

"جی ہاں مسٹر کرٹ، آپ مطمئن رہیئے، ہم آپ کی ہدایت کے مطابق فوری طور پر عمل کریں گے۔"

کرٹ اس دُوسرے آدمی کو لے کر اسی عمارت کے ایک اور کمرے میں پہنچ گیا، جس نے اس سے کچھ خاص گفتگو کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا، یہ کمرہ بھی ساؤنڈ پروف تھا، دروازہ بند کرنے کے بعد کرٹ نے ایک بٹن دبایا اور کمرے کے دروازے پر چست کی ایک موٹی سی چادر رینگ آئی، جس سے کمرے کی آوازیں مکمل طور پر کمرے میں ہی محدود ہو کر رہ گئی تھیں۔ تب اُس نے صوفے پر طویل القامت شخص کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یقیناً آپ اس سلسلے میں کوئی بہت ہی خاص بات کرنا چاہتے ہوں گے، مسٹر موناف۔"

"ہاں مسٹر کرٹ، لیکن یہ بات آپ کے کیس سے تعلق نہیں رکھتی۔"

"کیا مطلب؟" مسٹر کرٹ نے دلچسپی سے پوچھا۔

"افسوس میرے پاس اس وقت وہ تصویر نہیں ہے جو وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے میرے محکمے کو موصول ہوئی تھی۔ ورنہ وہ دکھاتے ہوئے میں آپ سے کہتا کہ اس تصویر سے اس شخص کا جس کا نام بار جینو ہے موازنہ کر کے دیکھئے، دونوں میں سر مو فرق آ جائے تو اس کی ہر سزا میں قبول کرنے کو تیار ہوں۔"

"لگ کیا مطلب؟ کیسی تصویر؟ کیا وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کو اس شخص سے کوئی دلچسپی ہے؟"

"نہ صرف دلچسپی، بلکہ یوں سمجھیے کہ وائی تھری پلان کا بہت ہی اہم مہرہ ہے، یہ شخص اور اس کے لیے ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں، لیکن طویل عرصے سے یہ ڈیپارٹمنٹ کی نگاہوں سے اوجھل ہے اور ڈیپارٹمنٹ نے تقریباً تمام محکموں کو اس کی تصویریں فراہم کر کے ہدایت دی ہے کہ جہاں بھی یہ شخص نظر آ جائے اس کی مکمل حفاظت و نگرانی کی جائے اور وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کو اس بارے میں اطلاع دی جائے۔"

"اوہ۔ اوہ۔ مگر یہ شخص ہے کون؟"

"پہاڑوں کا رہنے والا ایک قبائلی نوجوان جس کا نام شیران سلطان ہے۔"

"قبائلی۔ پہاڑوں کا رہنے والا۔ کون سے علاقے کا؟" مسٹر کرٹ نے متحیرانہ انداز میں سوال کیا۔

"مشرق کے ان پہاڑوں کا، جہاں وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کا ایک اہم ترین منصوبہ زیر عمل ہے۔"

"میں سمجھ گیا۔ تب تو۔ تب تو یوں سمجھا جائے کہ یہ شخص ہمارے لیے انتہائی کارآمد ہے اور اس کی شخصیت اچانک تبدیل ہو چکی ہے۔"

"جی ہاں۔ کیا آپ اسے میری تحویل میں دینا پسند کریں گے مسٹر کرٹ۔"

"کیسی باتیں کرتے ہیں مسٹر موناف ہم سب کا ایک ہی مقصد اور ایک ہی مسلک ہے۔ پارٹی کے لیے ہر شخص ہر جگہ کام انجام دینے کا پابند ہے وہ کام جو پارٹی کے اور حکومت کے مفاد میں ہو۔"

"تو پھر آپ اُس شخص سے اگر مزید کوئی کام نہ لینا چاہتے ہوں تو مجھے اس کا انچارج بنا دیا جائے۔"

"آپ کو اس سلسلے میں مکمل اختیار حاصل ہے۔" کرٹ نے جواب دیا۔

★

گانگ ہُو کا بے دست و پا اور ان علاقوں کا سب سے با اختیار شخص مارلینو گانگ ہُو ہی میں مقیم تھا۔ اور وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کی رُکنیت قبول کر چکا تھا۔ تنظیم کی کئی میٹنگوں میں شرکت کرنے کے بعد وہ تنظیم کے اغراض و مقاصد سے واقف ہو چکا تھا، چونکہ اس کی اپنی زندگی بھی اسی قسم کی تھی اور وہ ذہنی طور پر کسی بھی ملک کا وفادار نہیں تھا۔ اس لیے اپنے طور پر اُس نے فیصلہ کیا کہ تنظیم میں شامل ہو کر وہ دُنیا کے بیشتر ممالک میں اپنے لیے آسانیاں حاصل کرے گا، چنانچہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ان سے متفق ہونے کے بعد اُس نے باقاعدگی سے مقامی طور پر تنظیم کے مفادات کی ذمے داری کا عہدہ سنبھال لیا تھا اور خوش اسلوبی سے اپنا کام انجام دے رہا تھا۔ کچھ عرصے قبل شیران کا معاملہ اُس کے لیے سوہان رُوح بنا ہوا تھا۔ شیران کی حیثیت سے ایک شخص کو قتل کر دیا گیا اور گریچر اور

میگنیشا نے اُسے اس بارے میں اطلاع دی تھی لیکن بنکاک پہنچنے کے بعد جو رپورٹیں اور جو معلومات مارلینو کو حاصل ہوئی تھیں وہ مشتبہ تھیں اور حتمی طور پر یہ بات نہیں کہی جا سکتی تھی کہ حادثے کا شکار شخص شیران خان ہی تھا۔ میگنیشا اور گریچر نے چونکہ اپنے آپ کو شیران کے سامنے پیش کیا تھا اور اُس نے اُنھیں قطعی نہیں پہچانا تھا۔ اس لیے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی تھی کہ وہ اصل شیران نہیں تھا لیکن اس سلسلے میں جو کارروائی ہوئی تھی اور جس کے تحت شیران کا ہم شکل نعمان خان کے ہاتھوں قتل کرایا گیا تھا اس کی کوئی اطلاع مارلینو کو نہیں مل سکی تھی۔

وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کے اپنے کام ایسے ہی ہوا کرتے تھے بڑی سے بڑی شخصیت کو بھی صرف اتنی ہی باتیں بتائی جاتی تھیں جتنی تنظیم کے مفادات میں ہوں، ابھی تک مارلینو کو یہ بھی علم نہیں ہو سکا تھا کہ کون کون سے علاقوں میں کون کون سی شخصیتیں انچارج کی حیثیت رکھتی ہیں، اُسے بتا دیا گیا تھا کہ اُسے کسی اور علاقے سے رابطہ قائم کرنے کی ضرورت پیش آئے گی تو پھر اُسے اطلاع دے دی جائے گی کہ وہاں انچارج کون ہے؟

مارلینو کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوا تھا۔ اس نے گانگ ہُو ہی میں تنظیم کے لیے ایک ڈیپارٹمنٹ کھول لیا تھا اور اپنی پسند کے افراد کو وہاں رکھا ہوا تھا جو نہایت خوش اسلوبی سے وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کے کام انجام دے رہے تھے لیکن شیران کی پھانس مارلینو کے دل میں ہمیشہ چبھتی رہی تھی۔ وہ نوجوان بھلائے جانے کے قابل نہیں تھا۔ مارلینو نے ہر ممکن کوشش کر لی تھی کہ کسی طرح شیران کے بارے میں کوئی اندازہ ہو سکے لیکن اس کی تمام تر کوششوں میں ناکامی رہی تھی اور کہیں سے بھی شیران کا کوئی سُراغ نہیں مل سکا تھا۔

چنانچہ آہستہ آہستہ مارلینو شیران کو صبر کر بیٹھا تھا لیکن جب بھی اس کا تصور اس کے ذہن میں آتا مارلینو کے دل کی کیفیت بہتر نہ رہتی۔ ایسے دنوں میں اُسے اکثر اُداس و ملول دیکھا گیا تھا۔ تنظیم کے لیے اُسے ابھی تک کوئی ایسا کام نہیں کرنا پڑا تھا جو اُس کے ضمیر کے خلاف ہو بس چھوٹے چھوٹے معاملات تھے جو اُسے دیکھنا پڑتے تھے بعض اہم معاملوں میں بھی اس کی رائے اور مشورہ شامل حال ہوتا، بنکاک میں اُسے تنظیم کی طرف سے بہت سی عمارتیں اور افراد دیے گئے تھے جن کے تحت ضرورت پڑنے پر وہ کام لے لیا کرتا تھا۔ ابھی تک کوئی ایسا کام اس کے سپرد نہیں کیا گیا تھا جو بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہو بس ایڈنا ڈمپل کی جگہ وہ انچارج کی حیثیت سے منتقل کر دیا گیا۔ تنظیم کی طرف سے اُسے جو مراعات ملی تھیں وہ بھی اس کے لیے قابلِ قدر تھیں اب بیشتر معاملات میں اُسے آسانیاں فراہم ہو گئی تھیں۔ چنانچہ وہ تنظیم سے مخلص تھا۔

ویسے تنظیم نے اُسے جب بھی کوئی کام سونپا اُس نے اتنی خوش اسلوبی سے انجام دے دیا کہ تنظیم بھی اس کی طرف سے مطمئن ہو گئی۔

گانگ ہُو اور اس کے نواح میں تنظیم کے معاملات بخیر و خوبی چل رہے تھے اور مارلینو اپنی تمام کارروائیوں سے مطمئن تھا کہ ایک بار پھر اُس کے ذہن کو ایک جھٹکا لگا۔ وہ گانگ ہُو ہی میں تھا کہ گریچر نے ایک بار اُس سے اپنے مخصوص ٹرانسمیٹر پہ گفتگو کی۔ مارلینو نے گریچر کا پیغام وصول کیا تھا۔

"کہو گریچر کیا بات ہے خیریت تو ہے کوئی اُلجھن کوئی پریشانی؟"

"نہیں جناب دراصل گانگ ہُو میں رہ کر بہت سے معاملات آپ کے کانوں میں نہیں پہنچ پاتے۔ میں پچھلے دنوں کچھ غیر ملکی اخبارات کا جائزہ لے رہا تھا اور آج اس کام میں مصروف تھا کہ میری نگاہ ایک خبر پر پڑی جس نے مجھے اُلجھا دیا ہے۔"

"کیسی خبر ہے گریچر؟ کیا بات ہے؟"

"جناب عالی اگر آپ حکم دیں تو میں وہ خبر آپ کو پڑھ کر سناؤں۔"

"ہاں ٹھیک ہے یقیناً کوئی ایسی ہی بات ہوگی کہ تمھیں مجھ سے رابطہ قائم کرنا پڑا۔"

"خبر یہ ہے کہ لاس اینجلس میں جیکارڈ نامی ایک شاندار اور معزز آدمی کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ قاتل نے مسٹر جیکارڈ کو نہایت خوفناک انداز میں ہلاک کیا ہے اور یہ شخص ایشیا کا ایک قبائلی نوجوان ہے جسے شیران کے نام سے جانا جاتا ہے۔ سُنا یہ گیا ہے کہ پہاڑوں کا یہ رہنے والا کچھ عرصے قبل ایک عورت کاری کیلاشی کے ساتھ یہاں آ کر مقیم ہوا تھا اور اسی کے ساتھ رہتا تھا۔ کاری کیلاشی جس کا اصل نام بعد میں ایڈنا ڈمپل ظاہر ہوا اُس کی بیوی یا محبوبہ کی حیثیت سے اس کے ساتھ رہ رہی تھی مسٹر جیکارڈ سے اُس کے دیرینہ تعلقات تھے اور شیران اس کی معرفت مسٹر جیکارڈ سے ملا تھا لیکن اُس نے مسٹر جیکارڈ کو قتل کر دیا اور اس کے بعد کاری کیلاشی یا ایڈنا ڈمپل نامی عورت کی لاش بھی پہاڑوں میں پائی گئی۔ شیران ہالی وُڈ کی جانب جاتا ہوا دیکھا گیا لیکن اس کے بعد اس کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔ جیکارڈ لاس اینجلس کی بہت بڑی شخصیتوں میں شمار ہوتا تھا۔ وہ بہت سی بھاری صنعتوں اور کارخانوں کا مالک تھا اور ایک معزز ترین شخصیت شمار کیا جاتا تھا۔ پولیس شیران کی تلاش میں سرگرداں ہے اور امریکا سے نکاسی کے راستوں پر مکمل نگرانی عائد کر

دی گئی ہے۔ ابھی تک شیران کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔ جُوں جُوں گریگر خبر پڑھتا جا رہا تھا مارلینو کی حالت غیر ہوتی جا رہی تھی پھر جب گریگر خبر پڑھ چکا تو دیر تک مارلینو کی آواز نہیں اُبھری۔ مارلینو کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے تھے وہ عجیب سے انداز میں بیٹھا ہوا تھا، گریگر نے اُسے پکارا۔

"مسٹر مارلینو۔"

"ہاں گریگر ہاں۔ اب بتاؤ شیران زندہ ہے یا نہیں؟"

"جناب کھل کر لکھا گیا ہے اس کے بارے میں۔ اس کا مقصد ہے کہ امریکی پولیس نے بھی بڑی زبردست چھان بین کی ہے ورنہ اتنی زبردست تفصیلات کس طرح معلوم ہوتیں۔"

"ہاں بے شک اس میں کچھ شک نہیں ہے گریگر۔ تم اور میگنیشا میرے پاس پہنچ جاؤ، مجھے اس وقت تمھاری ضرورت ہے باقی باتیں میں تم سے تمھارے سامنے بیٹھ کر کروں گا۔"

"بہتر جناب ہم حاضر ہو رہے ہیں۔" گریگر نے جواب دیا اور سلسلۂ گفتگو منقطع ہو گیا۔ مارلینو متضاد کیفیات کا شکار تھا۔ اُس کے دل میں شیران کی یاد ایک بار پھر تازہ ہو گئی تھی، حالانکہ طویل عرصہ گزر چکا تھا اور اب تو شیران کا تصور دھندلانے لگا تھا، لیکن کیا کیا جاتا، اس بدبخت کو جس نے اپنی زندگی کا کوئی مقصد نہیں بنایا تھا بس آوارہ گردی اور ماحول سے فرار اس کی فطرت بن چکا تھا۔ سال ہا سال ہو گئے تھے مارلینو نے اس کی شکل نہیں دیکھی تھی۔ وہ نجانے کہاں کہاں مارا مارا پھرتا رہا تھا۔ ہندوستان کے بارے میں سُنا تھا کہ وہاں وہ موتی مارو ین کے ساتھ میں دیکھا گیا ہے۔ تنظیم میں شامل ہونے کے بعد مارلینو کو اس سلسلے میں تمام معلومات حاصل ہو گئی تھیں۔ یہ معلومات خاص طور سے اُس نے شیران کے بارے میں حاصل کی تھیں اور اُسے پتہ چل گیا تھا کہ رانی ایراوتی کے نام سے جو عورت ہندوستان میں تنظیم کے مفادات کی نگرانی کرتی تھی وہ رقابت کا شکار ہو گئی اور ایڈنا ڈمپل جس پر تنظیم کو مکمل بھروسہ تھا شیران کی محبت کا شکار ہو کر تنظیم سے بغاوت کر بیٹھی۔ مارلینو کو یہ علم ہو چکا تھا کہ ایڈنا ڈمپل اتنی چالاک عورت تھی کہ ہر قسم کی کوششیں اُسے پانے میں ناکام رہیں اور تنظیم کے بہترین دماغ اس کا کھوج نہیں لگا سکے۔ پتہ نہیں کس طرح وہ شیران کے ہاتھ لگی اور شیران نے بالآخر اُسے ختم کر دیا۔ مارلینو جُوں جُوں شیران کے بارے میں سوچتا تھا۔ اُس کے اندر ایک عجیب سا ہیجان، ایک عجیب سا اضطراب پیدا ہونے لگتا تھا۔

شیران بے شک ایک لاابالی شخص تھا۔ زندگی کے تمام انداز سے نابلد کسی بھی شخص کے لیے اُس کے دل میں رعایت یا گنجائش نہیں تھی لیکن مارلینو کے لیے اُس نے جہاں بھی موقع ملا تھا کام کیا تھا۔

ہینڈرک اور ڈاکٹر برشیو کا قتل معمولی بات نہیں تھی یہ دونوں اتنے خطرناک افراد تھے کہ ان کے بارے میں کوئی مجرمانہ کارروائی کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن شیران نے اُنھیں موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا اور اس کے بعد وہ مارلینو کے ان دشمنوں کو نہیں بھولا تھا جنھوں نے مارلینو پر مظالم کیے تھے۔ شیران کسی کے لیے کچھ بھی ہو لیکن مارلینو کے لیے وہ بہت مخلص تھا اور اس سے محبت کرتا تھا مارلینو کی آنکھوں میں آنسو رواں رہے پھر جب اُس کے ایک خادم نے دروازے پر دستک دی تو وہ آنسو خشک کر کے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُس نے خود اپنے پیروں سے چل کر دروازہ کھولا، یہ مصنوعی پاؤں اور مصنوعی ہاتھ اب اُس کے لیے اجنبی نہیں تھے۔ خادم سے گفتگو کرنے کے بعد وہ پھر اپنی جگہ آ بیٹھا۔ شیران کو تلاش کرنا ضروری تھا وہ اُسے نظرانداز نہیں کر سکتا تھا چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد اُس نے فیصلہ کیا کہ تنظیم کو کم از کم ایڈنا ڈمپل کی موت کے بارے میں اطلاع دے دی جائے۔

وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کے انچارج وائی تھری ایٹ سے رابطہ ایسے خصوصی مواقع پر ہی قائم کیا جاتا تھا جب کوئی بہت ہی اہم بات درپیش ہو لیکن وائی تھری کے لیے اس رابطے پر کوئی پابندی نہیں تھی، چنانچہ جب مارلینو نے ڈیپارٹمنٹ کو اپنا کوڈ نمبر بتایا تو فوراً ہی اس کا رابطہ وائی تھری ایٹ سے قائم کرا دیا گیا۔ مخصوص قسم کے وسیلۂ عمل کے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا اور اُس کے بعد وائی تھری ایٹ کی جانی پہچانی آواز اُبھری۔

"ٹھانگ ہو کے سب سے بڑے آدمی کو میری طرف سے سلام۔ کہو مارلینو کیا بات ہے؟"

"میں نے یہ ضروری سمجھا سر کہ آپ کو وہ اطلاع فراہم کی جائے جو مجھے حاصل ہوئی ہے۔ امریکی اخبار کا مطالعہ کرتے ہوئے میرے ماتحت نے مجھے ایڈنا ڈمپل کی موت کی اطلاع دی ہے اور بتایا ہے کہ ایڈنا ڈمپل لاس اینجلس سے ہالی وُڈ جانے والی سڑک پر مُردہ پائی گئی ہے۔ مجھے یقین تھا کہ یہ اطلاع آپ کے لیے مفید ہوگی۔"

"اور کیا آپ کو یہ بھی معلوم ہوا ہوگا مسٹر مارلینو کہ ایڈنا ڈمپل کو شیران نامی شخص نے قتل کیا ہے اور اس سے پہلے وہ لاس اینجلس کے ایک خطرناک آدمی مسٹر جیکارڈ کو ختم کر چکا ہے۔ مسٹر جیکارڈ کو یوں سمجھیے کہ لاس اینجلس کے بے تاج بادشاہ تھے اور وہاں کافی صاحبِ اختیار تھے۔ اس جیسے شخص کو قتل کر دینا عام بات نہیں تھی، لیکن

[illegible] وہ تھا جس نے ایڈنا ڈمپل جیسی خطرناک عورت کو قتل کر دیا۔"

"اوہ۔ گویا یہ اطلاع آپ تک پہنچ گئی ہے۔" مارلینو نے [illegible] سے کہا۔

"ہاں ہمیں عالمی واقعات سے پوری طرح باخبر رہنا ہوتا ہے مسٹر مارلینو۔ ویسے یہ خوشی کی بات ہے کہ آپ نے اپنا فرض پورا کرتے ہوئے ہمیں یہ اطلاع دی۔ یقیناً آپ کو ایڈنا ڈمپل کے بارے میں تفصیلات معلوم ہوں گی اور اگر میں آپ سے یہ بھی کہوں مسٹر مارلینو کہ ہمیں آپ کے اور شیران کے تعلقات کا بخوبی علم ہے اور اس بات کا بھی کہ شیران نے جیکارڈ کو آپ کے نام پر قتل کیا ہے۔" وائی تھری ایٹ کے یہ الفاظ مارلینو کے لیے کافی تعجب خیز تھے۔ اُس نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"گڈ۔ گویا آپ کی معلومات میرے بارے میں بھی کافی ہیں۔"

"ہاں مسٹر مارلینو۔ وائی تھری ایٹ ڈیپارٹمنٹ اپنے معزز ساتھیوں سے پوری طرح باخبر رہتا ہے اور اُن کے ہر طرح کے مفادات کی نگرانی بھی کرتا ہے۔ آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ جو ذمے داری آپ کو سونپی گئی ہے اس میں آپ کو تنہا نہیں چھوڑا گیا بلکہ ہم ہر جگہ اپنے ساتھیوں کی خبر گیری بھی رکھتے ہیں۔"

"ہاں۔ مجھے اس کا اندازہ ہے۔"

"ایڈنا ڈمپل کے بارے میں بھی آپ کو تفصیلات فراہم کر دی گئی تھیں کہ وہ شیران ہی کے لیے تنظیم سے باغی ہو گئی تھی لیکن یہ اطلاع ہمارے لیے بھی دلچسپ اور کسی قدر حیرت انگیز تھی کہ ایڈنا ڈمپل کسی [illegible]ری کیلاشی کی حیثیت سے خود شیران کے ساتھ تھی۔ وہ اعلا پائے کی عورت تھی مسٹر مارلینو جو محبت کے ہاتھوں مجبور ہو گئی تھی ورنہ شیران کے بس کی نہیں تھی، جو عورت تنظیم کے ہاتھ نہیں آ سکی اور جس نے صحیح معنوں میں تنظیم کی پیشانی پر دھبہ لگا دیا وہ بھلا شیران کے قابو میں کس طرح آ سکتی تھی لیکن انسانی فطرت کے کچھ پہلو اتنے کمزور ہیں کہ [illegible] مار کھا ہی جاتا ہے۔ میں آپ کو اس کے علاوہ بھی تازہ ترین اطلاعات فراہم کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اتفاق سے اُس موضوع پر گفتگو کل ہی ہوئی ہے تو میں آپ کو اس سے لاعلم نہیں رکھ سکتا۔"

"کون اور بات جناب عالی؟"

"ہاں مسٹر مارلینو۔ شیران ایڈنا ڈمپل اور جیکارڈ کو قتل کرنے کے بعد ہالی وُڈ پہنچا اور وہاں وہ ایسی سازش میں شریک ہو گیا، جو براہِ راست ہمارے خلاف نہیں تھی لیکن جس سے براہِ راست [illegible] نقصان پہنچا ہے ایک ایسا معاملہ تھا جس میں ہمارے کچھ [illegible]ں کو ایک مخصوص علاقے میں کام کرنا تھا شیران چند جرائم پیشہ افراد کے ساتھ ہمارے خلاف کام کرنے پر آمادہ ہو گیا لیکن جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اور جو بیان شیران نے اس بارے میں دیا ہے اس سے پتا چلتا ہے کہ وہ صرف ایک شخص کی ہلاکت کے لیے اس کام میں شریک ہوا تھا کیونکہ اس کے بعد اُس نے جو کارروائیاں کی ہیں اُن سے یہ بات صاف ظاہر ہو گئی کہ وہ جرائم پیشہ افراد کے مقاصد کا حامی نہیں تھا مختصر یُوں سُنو کہ دس لاکھ ڈالر کی رقم تھی جسے لُوٹنے کے لیے جرائم پیشہ افراد نے ایک پروگرام بنایا تھا اور شیران بھی اس میں شامل تھا۔ ہمارے کئی آدمیوں کو ہلاک کرنے کے بعد ان لوگوں میں آپس میں مالِ غنیمت پر پھوٹ پڑ گئی اور شیران نے نوٹوں سمیت اُنھیں ہلاک کر کے غرق کر دیا۔ اس کا مقصد ایڈی فورک نامی ایک شخص کو قتل کرنا تھا جو ہمارے لیے کام کر رہا تھا۔ اور اُس نے ایڈی فورک کو ہلاک کر دیا لیکن شدید زخمی حالت میں ہمارے ہاتھ لگا اور اب وہ ہماری تحویل میں ہے۔"

اس نئے انکشاف نے ایک بار پھر مارلینو کو انگشت بدنداں کر دیا تھا۔ چند لمحات کی خاموشی کے بعد اُس نے کہا۔ "گویا شیران اب آپ کی تحویل میں ہے جناب۔"

"ہاں مسٹر مارلینو۔"

"وہ کہاں ہے، کیا میں اس بارے میں کچھ پوچھ سکتا ہوں؟"

"فی الحال اس کی تفصیل نہیں بتائی جا سکتی لیکن تم سے اس کے سلسلے میں کچھ کام لینے پر غور کیا جا رہا ہے۔"

"مم۔ میں نہیں سمجھا۔"

"مسٹر مارلینو۔ ایڈی فورک کے بارے میں بھی ہماری اطلاعات یہی ہیں کہ وہ آپ کے دشمنوں میں شامل تھا یعنی ان لوگوں میں سے جنھوں نے آپ کو نقصان پہنچایا تھا۔"

"یہ درست ہے جناب بالکل درست ہے اور میں اس بات کا اعتراف کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ شیران نے میرے اِن تمام دشمنوں کو قتل کرنے کا بیڑہ اُٹھایا تھا اور آپ کی اِس نئی اطلاع کے بعد اس نے میرے چار دشمنوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ میں آپ سے بیان نہیں کر سکتا جناب کہ میں کتنا خوش ہوں۔ البتہ مجھے افسوس ہے کہ وہ آپ کی راہ میں مزاحم ہوا لیکن ایک بات آپ بھی سُن لیجیے وہ دولت کا خواہش مند نہیں ہے۔ دولت اس کے لیے ایک بے حقیقت شے ہے وہ عجیب و غریب فطرت کا مالک نوجوان ہے جناب۔ وہ کسی سے محبت نہیں کرتا، لیکن جب کسی سے متاثر ہوتا ہے تو اپنی زندگی اس کے لیے وقف کر دیتا ہے۔ میں اس کے بارے میں حتمی طور پر کوئی بات نہیں کہہ سکتا

البتہ ایک درخواست ضرور کرنا چاہتا ہوں آپ سے' اسے محفوظ رکھا جائے اُسے کوئی سزا نہ دی جائے یہ میری درخواست ہے آپ سے اور مجھے یقین ہے کہ میری اس پہلی درخواست کو ضرور قبول کرلیا جائے گا۔"

"نہیں مسٹر مارلینو شیران کو نقصان پہنچانے کا کوئی ارادہ ہمارے ذہن میں نہیں ہے۔ ایسے چھوٹے موٹے واقعات تو ہوتے ہی رہتے ہیں اور پھر براہِ راست وہ ہمارے خلاف کسی سازش کا مرتکب نہیں ہوا تھا بلکہ چند جرائم پیشہ افراد کے ساتھ مل کر ایک ایسے مقصد کی تکمیل کے لیے آمادہ ہوگیا تھا جو اس کے ذہن میں تھا یعنی ایڈی فورک کا قتل۔ بہر طور اب وہ ہمارے پاس ہے اور بہتر حالت میں ہے کوئی پریشانی کی بات نہیں۔"

"مگر آپ اس کے سلسلے میں مجھ سے کیا کام لینا چاہتے ہیں' جناب؟" مارلینو نے پوچھا۔

"اس کی تفصیل آپ کو بعد میں بتا دی جائے گی مسٹر مارلینو۔"

"کیا شیران کو میرے حوالے کیا جاسکتا ہے؟"

"یقیناً لیکن اس کے لیے آپ کو تھوڑا سا انتظار کرنا ہوگا۔"

"کیا آپ اس کے تحفظ کی ضمانت دیتے ہیں؟"

"مطلب؟" وائی تھری ایٹ نے پوچھا۔

"میں چاہتا ہوں اسے کسی قسم کا کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے اور اب جب کہ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ قابلِ معافی ہے' اور آپ اُسے معاف کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو میری درخواست ہے کہ وہ جن لوگوں کی تحویل میں ہے ان سے کہیے کہ اس کی دلجوئی کرتے رہیں۔ وہ دلیرانہ صفت آدمی ہے اگر اُسے ان لوگوں سے پُرخاش ہوگئی یا کوئی ایسی بات ہوئی جو اُس کی مرضی کے خلاف ہو تو پھر وہ آپ کا دوست نہیں رہ سکے گا۔"

"شیران کے بارے میں ہم شاید اتنا ہی جانتے ہیں مسٹر مارلینو جتنا آپ۔ مطمئن رہیے۔ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"وہ میرے پاس کب تک پہنچ سکے گا؟"

"اس کا کوئی وقت متعین نہیں کیا جاسکتا۔"

"میں چاہتا ہوں جناب کہ مجھے اس سلسلے میں تمام تر تفصیلات جلد از جلد بتا دی جائیں۔"

"یقیناً بتا دی جائیں گی بس یوں سمجھ لیجیے کہ ہم اُسے آپ کی تحویل میں دے کر اُس کی حفاظت چاہتے ہیں۔ شیران ہمارے لیے بھی ایک قیمتی شخصیت کا مالک ہے۔ بس اس سے زیادہ تفصیل ابھی آپ کو قطعی نہیں بتائی جاسکتی۔ امید ہے آپ مطمئن ہو جائیں گے۔"

"بہت بہت شکریہ جناب۔" مارلینو نے جواب دیا اور پھر دُوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہوگیا۔ جیکارڈ کے قتل کی اطلاع گریچر نے دی تھی اور یہ نئی اطلاع! یعنی ایڈی فورک بھی قتل ہوگ مارلینو کے دل میں شیران کی محبت کے طوفان اُمنڈنے لگے۔ بہر طو اس کے بعد وہ بڑی بے چینی سے گریچر کا منتظر رہا تھا۔ گریچر اور میگنیشا بالآخر ہانگ کانگ پہنچ گئے۔ مارلینو نے اُن کا پُرتپاک استقبال کیا جب کہ وہ دونوں متفکر تھے۔

"تم دونوں کو علم ہے کہ جیکارڈ کے علاوہ اُس نے ایڈ فورک کو بھی قتل کر دیا ہے' ہاں۔ ان چاروں کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ شیران کے ہاتھوں' جنھوں نے میری زندگی کو داغدار کیا تھا۔ جنھ نے ایک مظلوم انسان پر ظلم کیا تھا۔ تم نے محسوس نہیں کیا گریچر ا میگنیشا کہ شیران ہمیں بھولا نہیں ہے وہ جو کچھ بھی ہے اُس کے بار میں دعوے سے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ شاید وہ دُنیا میں ک کو نہیں چاہتا وہ ہر شخص کو دھوکہ دے سکتا ہے ہر شخص کے سا درندگی کرسکتا ہے کوئی بھی اُس کی راہ میں مزاحم ہو تو وہ اُسے نہ چھوڑتا لیکن میں اس بات کی تردید کرتا ہوں کہ وہ محبت کرنے ہے۔ وہ ایک ایسی ٹھوس چٹان ہے جس میں کوئی رخنہ نہیں پڑ سکتا جس مقصد کو اپنا لے وہ مقصد اُس کے ذہن میں کبھی فنا نہیں مجھے آج بے پناہ خوشیاں نصیب ہوئی ہیں۔ مجھے اس کی ت کی اطلاع ملی ہے جب کہ اس کے بارے میں اُلجھنوں کا شکار رہتے اس بات کا بھی احساس ہوا ہے کہ وہ مارلینو کو نہیں بھولا' و روزمرہ زندگی کے مشاغل میں بھی مجھے یاد رکھے ہوئے ہے نے جیکارڈ کو قتل کیا نجانے کتنے مفادات کو قربان کرکے تم یقی میگنیشا کہ جیکارڈ معمولی شخصیت کا مالک نہیں تھا اور پھر اُس کے گھر میں جاکر قتل کرنا۔ ارے تم غور تو کرو کہ شیران کیا ہے؟ کوئی مقابل ہے اس کا' کوئی اُس کے سامنے آسکتا ہے مجھے جیکارڈ کو اُس نے اُس کے گھر جاکر قتل کیا۔ لاس اینجلس کا وہ بے تاج بادشاہ تھا۔ امریکی پولیس اُس کے پیچھے ہوگی' لیکن خدا کا شکر ہے کہ اُسے تحفظ مل گیا ہے۔" گریچر ا مارلینو کی اس کیفیت کو محسوس کر رہے تھے لیکن مارلینو الفاظ نے اُنھیں چونکا دیا تھا۔

"تحفظ مل گیا ہے میں سمجھی نہیں جناب۔" میگنیشا بو

"ہاں۔ وہ اب محفوظ ہاتھوں میں ہے اور یقیناً حفاظت کی جائے گی۔ کم از کم مجھے یہ اطمینان ضرور ہوگ

ب وہ امریکی پولیس کے ہاتھ نہیں لگے گا۔"

"کیا اس سلسلے میں آپ تفصیلات بتانا پسند کریں گے' ناب؟" میگنیشا نے پوچھا۔

"یوں سمجھ لو کہ وہ تنظیم کی پناہ میں آچکا ہے حالانکہ اُس تنظیم کے خلاف کام کیا ہے لیکن یہ لوگ اُسے محفوظ رکھنا ہتے ہیں کیوں آخر کیوں؟" بمشکل تمام مارلینو نے مختصر الفاظ ں گریچر اور میگنیشا کو ایڈی فورک کے قتل کے بارے میں بتایا' یر ناڈ میل پر گفتگو ہوتی رہی اور بہت دیر تک یہ لوگ بیٹھے شیران بارے میں بات چیت کرتے رہے۔

مارلینو نے کہا "میں نے تمھیں اس لیے بُلایا تھا کہ تمھیں ری طور پر امریکہ روانہ کردوں اور وہاں پر تم شیران کو تلاش کے مجھ تک لانے کی کوشش کرو لیکن اب اس پروگرام میں فوری ر پر تبدیلی پیدا کردی گئی ہے مطمئن رہو شیران یقیناً ہمارے پاس نچ جائے گا۔۔۔ بس یوں سمجھو کہ کچھ عرصہ گزر رہا ہے کہ وہ ہمارے ں آجائے گا۔"

"یہ خوشی کی بات ہے جناب' ویسے اگر آپ حکم دیں' تو ہم ب وہاں جاکر اُس کی نگرانی کریں اور اُسے تحفظ فراہم کریں۔۔۔؟" بولا۔

"نہیں گریچر میرا خیال ہے اب اس کی ضرورت نہیں ہے' یار ابہت بہت شکریہ اب آرام کرو۔" مارلینو نے کہا اور گریچر یگنیشا خاموش ہوگئے۔ اس کے بعد مارلینو سے کچھ کہنے کی ئش نہیں تھی۔ دُوسرے دن وہ ہانگ کانگ سے واپس چلے آئے ن مارلینو کے اضطراب میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ وہ معلوم کرنا ہتا تھا کہ تنظیم شیران سے کیا دلچسپی رکھتی ہے اور اس سلسلے میں ب اُس کے ذہن میں شدید تجسس پیدا ہوچکا تھا وہ تنظیم کے تھ خلوصِ دل سے شامل ہوا تھا اور جو اغراض و مقاصد اس سامنے آئے تھے ان میں مارلینو نے اپنا کردار ادا کرنے میں بُرائی محسوس نہیں کی تھی لیکن تنظیم شیران میں اس قدر دلچسپی کیوں رہی ہے؟ یہ جاننا ضروری ہے۔ اس کے لیے مارلینو نے لہ کیا کہ وہ اپنے طور پر کام کرے گا بے شک یہ کام تنظیم کے خلاف ا ہوگا بلکہ اُس کی اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کے لیے ب کچھ کیا جائے گا اور اس کے لیے اس کا ذہن مناسب وبے بنانے لگا۔

★

شیران مرچکا تھا ان لوگوں کی زندگی میں وہ ایک گہرے گھاؤ کی حیثیت رکھتا تھا اُس نے جو کچھ کیا تھا وہ درحقیقت نعمان خان اور بادشاہ خان کی پیشانی کا ایک ایسا بدنما داغ تھا کہ وہ جی تو رہے تھے لیکن زندگی سے شرمسار تھے۔

نعمان خان کا گھر اُجڑ چکا تھا۔ اس کی ماں بے بسی کی موت کا شکار ہوئی تھی۔ اس کی چاروں بہنیں شیران کی دیوانگی کی بھینٹ چڑھ چکی تھیں اور ایک آخری گھاؤ شیران نے یہ لگایا تھا کہ نعمان خان کے ایک بھائی کی زندگی اس کے ہاتھوں فنا ہوچکی تھی۔ نعمان خان درحقیقت اب اپنے آپ کو بے حد کمزور محسوس کرنے لگا تھا اور اس وقت جب اُس کا بھائی قتل ہوگیا تھا تو اُس نے اپنی زندگی ہی ختم کرنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن جو کچھ ہوا بروقت ہوا۔ شیران اُس کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ اب یہ حقیقت تو کچھ اور ہی لوگوں کو معلوم تھی کہ اصل میں کیا ہوا ہے لیکن نعمان خان مطمئن ہوگیا تھا۔

بادشاہ خان خود بھی زخموں سے چُور تھا جو پروگرام اُس نے ترتیب دیا تھا وہ پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکا تھا۔ پہاڑوں میں جاکر شیران خان کی لاش کی تشہیر نہیں کی جاسکی لیکن بہر طور ایک دُشمن کا خاتمہ ہوگیا تھا اور اب جب کبھی پہاڑوں میں واپس لوٹا جائے گا تو شیران کی کہانیاں سُنائی جاسکتی تھیں۔

بہر طور تنظیم کے مفادات کی نگرانی کرتے ہوئے بادشاہ خان کا اپنا کاروبار بھی جاری تھا اور اُسے کوئی دِقت نہیں ہورہی تھی۔ تنظیم نے اُسے ہندوستان میں سربراہ بنا کر بھیج دیا تھا اور نعمان خان کے بارے میں جو فیصلہ پہلے کیا گیا تھا اُسے منسوخ کر کے مارلینو کو ان علاقوں میں متعین کر دیا گیا تھا۔ بادشاہ خان کو اس بارے میں اطلاع تھی۔ مارلینو اس کے ذہن میں تھا لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ بادشاہ خان کے ذہن میں ایک چور بھی تھا۔ اُسے مارلینو اچھی طرح یاد تھا' اور اُس کی تنظیم میں شمولیت پر بادشاہ خان نے کچھ اعتراض بھی کیے تھے جنھیں مسترد کر دیا گیا اور سختی سے یہ بات کہہ دی گئی تھی کہ تنظیم کے معاملات میں کسی کی رخنہ اندازی پسند نہیں کی جاسکتی چنانچہ بادشاہ خان خاموش ہوگیا تھا۔ مارلینو سے اس کی کوئی پُرخاش نہیں تھی بس ایک احساس اُس کے ذہن میں تھا جس کے تحت وہ کسی قدر خائف رہتا تھا۔

زندگی کی طویل دوڑ لگانے کے باوجود بادشاہ خان کے انداز میں وہ تھکن نہیں پیدا ہوسکی تھی جو عمر کا تقاضا ہوتی ہے۔ وہ اب بھی اتنا ہی مستعد' اتنا ہی چاق و چوبند تھا' اُس کا ذہن صحیح طور پر کام کرتا تھا اور وہ مناسب فیصلے کرسکتا تھا۔

تنظیم کی طرف سے دی گئی مراعات کے تحت نعمان خان سے

وہ تمام کام یہ جانتے تھے جنھیں پورا کرتے ہوئے بادشاہ خان کو کس قدر اُلجھنوں سے گزرنا پڑتا تھا، چنانچہ اس انداز میں تکلم کے لیے وہ دونوں ہی بہترین انداز میں کام کر رہے تھے اور کوئی دقت درمیان میں نہیں تھی۔ زندگی کے ایک بڑے معاملے سے فارغ ہونے کے بعد بادشاہ خان نے نعمان خان کے بارے میں سوچا کہ اب اُسے حقیقت کے راستوں کی جانب گامزن کیا جائے چنانچہ اس سلسلے میں اُس نے تگ و دو شروع کر دی۔ نعمان خان کا ذہنی جائزہ لیا گیا تو بادشاہ خان کو احساس ہوا کہ وہ ایک پژمردہ انسان ہے اور جب بادشاہ خان نے اپنی سی کوششیں اس سلسلے میں کیں تو نعمان خان کھل کر سامنے آگیا۔ اُس نے بڑے سادا سے لہجے میں بادشاہ خان سے کہا "بابا خان۔ میں نے اپنی زندگی کا ایک مقصد بنایا ہوا تھا۔ میری بدنصیبی ہے کہ میں اپنے ایک بھائی کو بھی کھو کر بیٹھا۔ اس کے بعد سے زندگی کی عام تفریحات سے دل اُچاٹ ہو گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ خاموشی سے اسی طرح اپنا کام پورا کرتا رہوں۔"

"تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو نعمان خان! بے شک وہ تمھارے اپنے فلسفے کے مطابق صحیح ہو گا لیکن تمھارے خاندان کا ایک بزرگ ہو کر میں اپنے فرائض سے غافل نہیں رہ سکتا۔"

"تو پھر آپ کا کیا حکم ہے بابا خان؟"

"میں چاہتا ہوں کہ تمھیں زندگی کے ان راستوں کی طرف گامزن کر دوں جو ہمارے آباؤ اجداد کے راستے تھے اور جن سے گزر کر یہ دُنیا اپنی منزل تک پہنچتی ہے۔"

"یعنی۔"

"میں تمھاری شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

"بابا خان اس سلسلے میں آپ کا کیا ارادہ ہے؟"

"جہالت کی رسموں سے ہٹ کر میں تمھیں اس کا موقع دیتا ہوں نعمان خان کہ تم مجھے اپنی پسند سے آگاہ کر دو۔ میں تمھاری پسند کا احترام کروں گا۔"

"بابا خان بدنصیبی نے مجھے اتنی مہلت ہی نہیں دی کہ میں اس سلسلے میں کوئی صحیح فیصلہ کر سکتا لیکن ایک لڑکی میری طرف مائل ہوئی تھی اور اپنا سب کچھ لٹا بیٹھی میرے لیے۔ میرے دل میں اس کے لیے گداز ہے۔"

"کون تھی وہ۔ کون ہے؟" بادشاہ خان نے پوچھا۔

"ڈاکٹر برٹس کی بیٹی آئیوی جو اب اس دُنیا میں تنہا رہ گئی ہے جو صرف میرے لیے اپنا وطن چھوڑ کر یہاں آئی تھی اور جس نے میرے لیے بہت بڑی قربانی دی ہے۔" بادشاہ خان کی آنکھوں میں خوشی کے آثار نظر آنے لگے پھر وہ بولا "تو باظرف ہے نعمان خان بلاشبہ تو بڑا ہے اور تیری بڑائی پر جس کی گردن غرور سے تن جائے گی وہ بادشاہ خان کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔ میں آئیوی کو طلب کر لیتا ہوں تو مطمئن رہ۔ میں تیری شادی اس سے کروں گا۔" نعمان خان خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد کی کارروائیاں بادشاہ خان کی ذمہ داری تھی، چنانچہ بادشاہ خان نے اس سلسلے میں عمل کا آغاز کیا۔ آئیوی کو ایک بار پھر طلب کر لیا گیا اور وہ ہندوستان آگئی۔

نعمان خان نے آئیوی کو دیکھا تو اُسے بہت دُکھ ہوا، وہ پہلے جیسی نہ رہی تھی۔ پہلے وہ پھول کی طرح شگفتہ تھی۔ کھلے ہوئے پھول کی طرح یہ لڑکی اسے پہلے بھی پسند آئی تھی۔ جب اُس نے پہلی بار اُسے دیکھا تھا۔ بڑے دلچسپ حالات میں ان دونوں کی ملاقات ہوئی تھی۔ نعمان خان کو وہ ساری باتیں یاد آگئیں۔ آئیوی بادشاہ خان کی طلب پر یہاں پہنچی تھی اور بادشاہ خان اُس کے باپ کا دوست تھا لیکن اُسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ اُسے کیوں طلب کیا گیا۔

پہلی ملاقات بادشاہ خان ہی نے اس سے کی تھی۔

"تمھارے مشاغل کیا ہیں؟"

"کچھ نہیں انکل خان۔ بس زندگی گزار رہی ہوں۔"

"تم نے شادی کیوں نہیں کی؟"

"دل نہیں چاہا انکل خان اور نہ ہی آئندہ ایسا کوئی ارادہ"

"مگر بیٹے یورپ کے اصول بلاشبہ ہمارے ہاں سے بڑے مختلف ہیں۔ وہاں کسی کے ذہن پر کوئی بوجھ نہیں ہوتا، لڑکیاں اپنی مرضی سے شادی کر لیتی ہیں اور والدین ان شادیوں کو قبول کر لیتے ہیں لیکن کیا تم اپنے انکل خان کی پہاڑی رسموں سے واقف ہو"

"ہاں انکل خان میں نے آپ لوگوں کے بارے میں بہت کچھ پڑھا ہے۔"

"کیا تم یہ جانتی ہو بیٹے کہ ہمارے ہاں لڑکیوں اور لڑکوں کی شادی کس طرح کی جاتی ہے؟"

"بہت ہی دلچسپ انداز میں بلکہ بعض اوقات میں نے سُنا ہے کہ یہ ضروری نہیں ہوتا، جو لوگ شادیاں کر رہے ہیں وہ آپس میں ایک دُوسرے کو جانتے ہوں۔ یہ سارے معاملات اُن کے والدین طے کرتے ہیں اور وہ خوشی سے ساری زندگی کے لیے ساتھی کو قبول کر لیتے ہیں۔"

"ہاں۔ بالکل سچ ہے یہ اور شاید تمھیں اس بات پر حیرت ہو کہ والدین کی مرضی سے منتخب کیے ہوئے ساتھی ان نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے نہایت موزوں ثابت ہوتے ہیں اور وہ پوری زندگی بڑی خوشی سے گزارتے ہیں۔"

"اس بات پر مجھے ہمیشہ حیرت رہی ہے۔"

"تم پہاڑوں کے ماحول کو دیکھو گی تو تمھیں واقعی بہت تعجب ہو گا۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک بار تم میرے اپنے وطن کو بھی دیکھو۔"

"میرے دل میں بڑی خواہش ہے انکل خان لیکن یہ کس طرح پوری ہو سکتی ہے؟"

"میں کوشش کروں گا، کہ تمھاری یہ خواہش پوری ہو جائے اور اب میں تم سے ایک سوال بھی کرنا چاہتا ہوں۔"

"جی انکل خان۔"

"تمھارے باپ کا انتقال ہو چکا ہے، وہ ہمارے درمیان نہیں ہے اگر میں پہاڑوں کی رسمیں تم پر مسلط کروں تو کیا تم اپنے بوڑھے انکل خان کی بات کا مان رکھ لو گی؟"

"انکل خان"۔ آئیوی کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ "میں نے اپنے آپ کو ڈیڈی کی موت کے بعد بڑا تنہا محسوس کیا ہے۔ میں سہاروں سے محروم ہو گئی ہوں، ممکن ہے ذہنی طور پر میں بھی پسماندہ ہوں اور اپنے وطن کے قوانین سے متفق نہ ہو سکی ہوں، لیکن انکل خان میں نے ہمیشہ ایک خواہش سی محسوس کی ہے اپنے دل میں۔ یہ تنہائی اور خود مختاری کی زندگی مجھے کبھی پسند نہیں آئی، میں نے اپنے اطراف میں نگاہیں دوڑائیں تو کسی کو اس جگہ نہ دیکھا، جہاں میرے ڈیڈی تھے اور اس کے بعد مایوسیوں کے علاوہ میری زندگی میں کچھ نہیں رہا۔ اگر آپ۔ انکل خان اگر آپ میری سرپرستی کریں گے تو یوں سمجھیے کہ مجھے ایک نئی زندگی مل جائے گی۔"

"جو کچھ میں کہوں گا، اُسے ماننے میں تمھیں کوئی اُلجھن تو نہیں ہو گی آئیوی۔"

"نہیں انکل خان۔ میں اپنی زندگی کے اس خلاء کو پُر کرنا چاہتی ہوں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے میں تمھیں واپس نہیں جانے دُوں گا، تم میرے ساتھ رہو گی۔"

"مجھے خلوصِ دل سے یہ بات قبول ہے انکل خان اگر آپ کو میری موجودگی بوجھ نہ محسوس ہو تو میں ساری زندگی آپ کے ساتھ گزارنا چاہتی ہوں۔"

"تنہا نہیں۔ میں تو بوڑھا آدمی ہوں، پتہ نہیں کس وقت موت مجھے پکارے اور میں یہاں سے چلا جاؤں، میں تمھیں ایک ایسا مضبوط سہارا دینا چاہتا ہوں جو عرصہ دراز تک تمھارا ساتھ دے سکے میرے دیے ہوئے سہارے کو تم قبول کر لو گی؟"

"کیوں نہیں کبھی انکل خان۔"

"نعمان خان بہت اچھا لڑکا ہے۔ ذہین، زیرک اور مطمئن کُن، میں چاہتا ہوں کہ تمھاری شادی اُس کے ساتھ کر دوں۔" بادشاہ خان کے الفاظ پر آئیوی بھونچکی رہ گئی تھی۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے بادشاہ خان کو دیکھتی رہی اور پھر اُس کے چہرے پر ایک عجیب سی مسرت اُبھر آئی۔

"سنو۔ ہمارے ہاں یہ رسم بھی ہے کہ اگر لڑکیاں اپنے بزرگوں سے کچھ کہنا چاہتی ہیں تو الفاظ میں نہیں کہتیں بلکہ اُن کے سامنے گردن جھکا دیتی ہیں۔ اگر تمھیں میرا فیصلہ منظور ہے تو اپنی گردن خم کر دو۔"

آئیوی آگے بڑھ کر بادشاہ خان کے سینے سے لپٹ گئی تھی۔

"انکل خان۔ آپ میرے بزرگ ہیں۔" بادشاہ خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی لیکن آئیوی کے انداز میں اب بھی بے چینی پائی جاتی تھی۔ بادشاہ خان نے اس بے چینی کو سمجھا اور پھر بولا۔

"جاؤ نعمان خان سے مل لو، وہ یہیں موجود ہے۔"

نعمان خان اس وقت اپنی آرام گاہ میں بیٹھا ہوا خلا میں گھور رہا تھا۔ حسین ترین علاقے کے حسین ترین مناظر اُس کی نگاہوں کے سامنے تھے۔ پرو جکٹ کی چمنیوں سے دُھواں نکل رہا تھا اور دھوئیں کے یہ مرغولے فضاؤں میں گم ہوتے ہوئے عجیب سے لگ رہے تھے۔ ان کجلائے ہوئے دُھندلکوں میں نعمان خان کو نہ جانے زندگی کی کون کون سی کہانیاں یاد آ رہی تھیں کہ آئیوی اُس کے پاس پہنچ گئی۔ اُس کے آنے کی اطلاع نعمان خان کو مل چکی تھی، لیکن ابھی تک اُس کی ملاقات آئیوی سے نہیں ہوئی تھی۔ اُس نے آئیوی کے قدموں کی آہٹ پر گردن گھما کر اُسے دیکھا اور پھر اُس کے استقبال کے لیے کھڑا ہو گیا۔ آئیوی مسکراتی ہوئی نعمان خان کے قریب پہنچ گئی تھی، وہ اجنبی نگاہوں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔ ان آنکھوں میں محبت کا ایک سمندر موجزن تھا۔ چند لمحات وہ خاموشی سے کھڑی نعمان خان کو گھورتی رہی پھر آگے بڑھی اور اُس کے قریب پہنچ گئی۔

"تمھاری صحت پہلے سے بہتر نظر آ رہی ہے۔"

"ہاں۔" نعمان خان نے کہا۔

"میرے آنے پر تمھیں حیرت نہیں ہوئی؟"

"نہیں۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ مجھے تمہارے آنے کی اطلاع تھی۔"

"اوہ۔ انکل خان نے تمھیں میرے یہاں آنے کی وجہ بھی بتا دی ہوگی۔"

"بتا دی تھی۔"

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو نعمان خان، اس کے باوجود تم نے انکل خان کو اس سے نہیں روکا۔"

"بیٹھ جاؤ آئیوری، بیٹھو پلیز۔" نعمان خان نے کہا اور آئیوری بیٹھ گئی۔

"کیا تم بابا خان سے مل چکی ہو؟"

"ہاں۔"

"اُنھوں نے تم سے گفتگو بھی کی ہے۔"

"ہاں۔ باتیں کر رہے تھے۔"

"کیا انھوں نے تمھیں یہ بھی بتایا کہ اُنھوں نے تمھیں کس لیے طلب کیا ہے؟"

آئیوری چند لمحات خاموش رہی پھر اُس نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں۔ وہ بتا چکے ہیں۔"

"آئیوری تمھارے ساتھ ماضی میں جو کچھ ہوا ہے۔ اس کے بعد میں اس بات پہ یقین نہیں رکھتا کہ تم مجھے خوشی سے قبول کر لو گی۔ اس دوران آئیوری میں نے تمھارے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش بھی نہیں کی چونکہ مجھے اپنے اندر کمی کا احساس تھا۔ مجھے یہ احساس تھا کہ میں نے کبھی تمھاری پذیرائی نہیں کی اور اس کے بعد میں خود کو اس قابل نہیں سمجھ پاتا تھا کہ تمھیں اپنا مقصد پورا ہو جانے کے بعد پریشان کروں، اب بھی تمھیں مکمل طور پہ آزادی ہے کہ اگر تم مجھے اس قابل سمجھو کہ بابا خان نے جو بات کہی ہے اس پر تم عمل کر سکو تو مجھے بے پناہ مسرت ہوگی لیکن اگر تم ماضی کی روشنی میں اس بات کو ناپسند کرو گی تو یقین کرو مجھے اس پہ کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"رومانی گفتگو میں نہیں کر سکتی نعمان خان، نہ ہی مجھے کوئی جذباتی گفتگو کرنا آتی ہے۔ میں شاید اپنے وطن کے رہنے والوں سے بہت مختلف طبیعت کی مالک ہوں اور شاید یہ اس لیے ہے کہ میری تقدیر میں پہاڑ لکھے ہوئے تھے۔ پہاڑوں کی دُلہن بن کر مجھے بے حد مسرت ہوگی۔ یہ میری دلی آرزو ہے، تھی اور رہے گی۔ پوری ہو جائے تو میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھوں گی اور نہ پوری ہوئی تو میں ان یادوں کے ساتھ باقی زندگی بسر کر لوں گی۔"

نعمان خان فرطِ مسرت سے کھڑا ہو گیا۔ اُس نے پُرجوش انداز میں کہا۔ "آئیوری۔ تم سچ کہہ رہی ہو۔"

"ہاں نعمان خان میں جھوٹ نہیں بولتی۔"

"تو پھر یوں سمجھو کہ ہماری زندگی خوشگوار لمحات سے دوچار ہونے جا رہی ہے۔ آئیوری تمھیں اپنی زندگی میں شامل کر کے مجھے بے پناہ مسرت ہوگی۔ میں اب یہ بات کہنے میں عار محسوس نہیں کرتا کہ میں نے زندگی میں سب سے پہلی بار صرف تمھاری جانب اس انداز میں دیکھا ہے اور دل میں ہمیشہ تمھارے لیے گدگداہٹیں ہوتی رہی ہیں لیکن حالات نے کبھی اس کی اجازت نہیں دی تھی اور اب حالات میرے حق میں آ چکے ہیں اور آئیوری میری تحویل میں۔"

آئیوری ہنسنے لگی تھی۔

نعمان خان کا ارادہ بادشاہ خان کو بہت جلد معلوم ہو گیا اور کچھ عرصے بعد بادشاہ خان نے نہایت سادگی کے ساتھ ان دونوں کو ایک دوسرے کی زندگی میں شامل کر دیا۔

حسین ترین لمحات نعمان خان کی زندگی میں شامل ہو گئے تھے۔ آئیوری ایک بہت ہی ذمے دار شخصیت کی مالک تھی، اُس نے نعمان خان کی ذہنیت سمجھ کر اپنے آپ کو اس کے مطابق ڈھال لیا تھا۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ اس شادی سے پہلے اُس نے نعمان خان کا مذہب بھی قبول کر لیا تھا۔ اور نعمان خان نے اس کا نام پشمینہ رکھا تھا۔ یہ پہاڑی نام نعمان خان کو ہمیشہ سے پسند تھا۔ آئیوری بھی اس نام کا تلفظ ادا کرنے میں بڑی مسرت محسوس کرتی تھی جسے وہ کافی عرصے تک صحیح طور پر ادا نہیں کر سکی تھی۔

وقت کچھ اور گزر گیا۔ نعمان خان اپنا ایک بھائی کھو بیٹھا تھا لیکن یہ کمی پوری ہو گئی۔ ایک خوبصورت ننھا منا سا بیٹا آئیوری نے اس کے بازوؤں میں دے دیا اور نعمان خان فرطِ مسرت سے جھوم اُٹھا۔ اس کے باقی بھائی بھی خوشی سے پاگل ہو گئے تھے اور ننھا نوریز اُن کے لیے مسرتوں کا پیغامبر تھا۔ سات طاقتور اور جنگجو جوانوں کے بازوؤں میں نوریز پروان چڑھنے لگا اور وقت کی گردش اُسی رفتار سے جاری رہی۔

نوریز قدموں چلنے لگا تھا پھر وہ باتیں بھی کرنے لگا۔ آئیوری اور نعمان خان بھی بے پناہ خوش تھے، اس ننھے مہمان کی آمد کے بعد اُن کی زندگی میں کچھ اور مسرتیں آ گئی تھیں۔ پہاڑوں کا ذکر اکثر ہوتا تھا اور آئیوری کی وہ خواہش اب تک برقرار تھی۔

حالات چونکہ معمول پہ تھے اور کوئی ایسی بات نہیں تھی جس کی وجہ سے نعمان خان کو اس سلسلے میں مشکلات درپیش آتیں چنانچہ اُس نے پہاڑوں میں جانے کا فیصلہ کر لیا۔ بہت عرصے تک وہ یہاں زندگی گزار چکا تھا لیکن اب صورتِ حال بالکل

مناسب تھی اور اُسے وہاں جانے میں کوئی دقت نہیں تھی۔

بادشاہ خان تنظیم کے کام بخیر و خوبی کنٹرول کر رہا تھا اور اس تمام عرصے میں اسے کوئی ایسی مشکل پیش نہیں آئی تھی جس کی وجہ سے وہ نعمان خان کی ضرورت شدت سے محسوس کرتا، چنانچہ ایک بار نعمان خان نے اس سلسلے میں بادشاہ خان سے اجازت طلب کی۔ بادشاہ خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"میں خود بھی چاہتا تھا نعمان خان کہ ننھے نوریز کو پہاڑوں سے روشناس کراؤ کہیں یوں نہ ہو کہ اس دنیا میں آنکھ کھولنے کے بعد وہ چٹانوں کی سختیوں کو بھول جائے، ہماری دنیا وہی ہے نعمان خان اور پچھلے دنوں سے میں تھمانہ کے بارے میں بہت کچھ سوچ رہا ہوں۔ تھمانہ اپنے سردار سے محروم ہے۔ میں یہ جانتا ہوں کہ میں نے جن لوگوں کو وہاں مقرر کیا ہے وہ بخیر و خوبی تھمانہ کا وقار بلند رکھے ہوئے ہیں اور کوئی ایسی بات نہیں جو باعثِ پریشانی ہو، لیکن میری خواہش ہے کہ اب تم پہاڑوں میں جا کر وہاں کا اقتدار سنبھال لو۔"

"میں تیار ہوں بابا خان لیکن تنظیم کو تو اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"بہتر یہ ہوگا کہ میں وائی تھری ڈیپارٹمنٹ سے اس سلسلے میں ہدایات حاصل کر لوں۔" بادشاہ خان نے کہا اور نعمان خان اس بات کے لیے تیار ہو گیا۔ بادشاہ خان نے وائی تھری ایٹ ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ قائم کیا اور اس سلسلے میں اجازت مانگی تو دوسری طرف سے اُس سے کہا گیا کہ وہ کچھ انتظار کرے۔ اس کے بعد اُسے اطلاع دے دی جائے گی کہ وائی تھری ڈیپارٹمنٹ نے اس سلسلے میں کیا فیصلہ کیا ہے۔ بادشاہ خان اس فیصلے کا انتظار کر رہا تھا اور یہ انہی دنوں کی بات ہے۔

بادشاہ خان کو جب بھی فرصت ملتی وہ اپنے ساتھیوں سے بھی رابطہ قائم کر لیتا، چنانچہ ایک کاروباری مسئلے میں اسے ہن حاتم سے رابطہ قائم کرنے کی ضرورت پیش آ گئی۔ ہن حاتم مشرقِ وسطیٰ میں اپنے کام جاری رکھے ہوئے تھا۔ جب اُس سے بادشاہ خان کا رابطہ قائم ہوا تو اُس نے کچھ حیرت انگیز انکشافات کیے۔ "بادشاہ خان، یوں لگتا ہے جیسے تم اب بڑھاپا تسلیم کر چکے ہو۔ تمھاری معلومات انتہائی ناقص ہیں۔" ایڈی فورک اور جیکارڈ کی خیریت پوچھنے کے جواب میں ہن حاتم نے کہا۔

"کیوں خیریت۔ کیا بات ہے، میری معلومات کیسے ناقص ہیں؟" بادشاہ خان نے پوچھا۔

"کیا تمھیں علم نہیں کہ ایڈی فورک اور جیکارڈ شیران کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں۔ وہی قبائلی جوان جو مارلینو کا دستِ راست بن گیا تھا۔" بادشاہ خان پر ایک لمحے کے لیے شدید حیرت کا حملہ ہوا، اُسے اپنے کانوں پہ یقین نہیں آیا تھا، چنانچہ اُس نے ہن حاتم سے کہا۔ "میں اب تمھاری معلومات کو ناقص قرار دے سکتا ہوں، ہن حاتم یہ کیسے کہہ سکتے ہو تم کہ جیکارڈ اور ایڈی فورک ہلاک ہو گئے اور ان کا قاتل شیران تھا؟"

"اس لیے کہ جیکارڈ کے بارے میں تمام تر تفصیلات امریکی اخبارات میں چھپی ہیں۔ وہ قبائلی نوجوان جس کا نام شیران تھا، اس کا قاتل تھا اور اُس نے جیکارڈ کو بڑی بے دردی سے قتل کر دیا تھا۔ ایڈی فورک کے قتل کی اطلاع مجھے نہیں مل سکی تھی۔ میں نے اس سلسلے میں ایڈی فورک سے رابطہ قائم کیا تو آسٹریلیا سے مجھے اس سلسلے میں مزید معلومات فراہم ہوئیں۔ ایڈی فورک بھی ایک مہم کے دوران شیران کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس کے بارے میں تمام شواہد ان لوگوں کے پاس موجود ہیں۔"

"مگر یہ شیران کون تھا؟" بادشاہ خان نے پریشان لہجے میں کہا۔

"قبائلی نوجوان۔ وہ جو مارلینو کے نام پہ ہینڈرک اور برشیو کا قتل کر چکا ہے، اور بادشاہ خان اُس نے مارلینو کے مزید دو دُشمنوں کو قتل کر دیا، اب تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے، جیسے کسی نہ کسی دن وہ ہم تک بھی پہنچ ہی جائے گا۔"

"اوہ۔ بکواس۔ بکواس۔ تمھاری معلومات انتہائی احمقانہ ہیں۔ میں تمھاری اطلاع کے لیے تمھیں یہ بتا دوں کہ شیران کو ہم نے قتل کر دیا ہے۔ اس سے ہماری خاندانی دُشمنی چل رہی تھی اور میں تمھیں اس بارے میں ایک بار بتا بھی چکا ہوں، جب یہ تم نے کوئی توجہ نہیں دی۔" بادشاہ خان جھلا رہا تھا۔

"ہاں۔ مجھے یاد ہے بادشاہ خان، بنکاک میں ہماری تمھاری ملاقات ہوئی تھی اور تم نے پیش کش کی تھی کہ ہم سب مل کر شیران کو ہلاک کر دیں اور اس پر ہم نے کہا تھا کہ جب اس کے ہاتھ ہم تک پہنچے تو ہم اُسے دیکھ لیں گے لیکن یوں محسوس ہوتا ہے، جیسے تمھاری بات نہ مان کر ہم نے غلطی کی تھی۔ شیران نے ہم میں سے دو کو کم کر دیا۔"

"مگر۔ مگر وہ مر چکا ہے۔"

"وہ زندہ ہے بادشاہ خان اور آج تک لاپتہ ہے، تم کیا سمجھتے ہو، کیا ایڈی فورک کے ساتھی اتنے ہی احمق ہیں کہ وہ

شیران کو نظر انداز کر دیں گے۔ وہ چپّے چپّے پر اُس کی تلاش میں سرگرداں ہیں لیکن شیران آج تک کسی کی نگاہوں میں نہیں آسکا۔"

"اوہ۔ اوہ۔ بن حاتم۔ ایک بار پھر غور کر لو۔ ایک بار پھر اس سلسلے میں تصدیق کر لو۔"

"میں تصدیق کر چکا ہُوں' بادشاہ خان بہر طور یہ سُناؤ کہ کاروباری معاملات کیسے چل رہے ہیں' بہت عرصے سے ہمارے تمہارے درمیان کوئی کاروبار نہیں ہُوا۔ یُوں لگتا ہے جیسے یا تو تم اس کاروبار سے کنارہ کش ہو گئے ہو یا پھر محدود۔"

"ٹھیک ہے بن حاتم۔ میں تم سے پھر کسی مناسب وقت پہ کاروباری گفتگو کروں گا۔ اس وقت تم مجھے اجازت دو۔"

"اوہ کیا بات ہے۔ کیا شیران کا بھُوت تم پر بھی سوار ہو گیا ہے' یقیناً وہ ایسی ہی شخصیت ہے کہ لوگوں کو پریشانی کا شکار کر دے۔ اچھی بات ہے جب بھی تم چاہو مجھ سے رابطہ قائم کر سکتے ہو" بن حاتم نے جواب دیا اور ان دونوں کے درمیان سلسلۂ گفتگو منقطع ہو گیا۔ بادشاہ خان کا چہرہ خُون کی طرح سُرخ ہو گیا تھا۔ یہ اِطلاع اُس کے لیے کسی بم کے دھماکے سے کم نہ تھی' اُسے اپنا وجود بے حد ہلکا محسوس ہو رہا تھا شیران تو مر چکا تھا' یہ کیسے ممکن ہے' پھر بھلا اُس کے ہاتھوں ایڈی فورک اور جیکارڈ کا قتل کیسے ممکن ہے۔ کیا کیا جائے اس سلسلے میں کس طرح معلومات حاصل کی جائیں' کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ بہر طور وہ پُورا دِن اِس سلسلے میں پریشان رہا۔ اگر شیران زندہ ہے تو آخر کس طرح! وہ کون تھا جو شیران کا ہمشکل تھا۔ یہ سب کچھ کیا تھا' کیا ہے یہ سب کچھ کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ مارلینو سے اس سلسلے میں معلومات حاصل ہو سکتی ہیں لیکن مارلینو کس طرح ہاتھ لگے گا۔ بادشاہ خان مارلینو کے بارے میں تفصیلات سُن چکا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ مارلینو بہت بڑی قوّت حاصل کر چکا ہے لیکن اس سلسلے میں اس کا' بادشاہ خان کیا کر سکتا ہے۔ اس کی کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہیں آسکی تھی۔ ایک بار پھر اُس نے اپنا معاملہ تنظیم سے کرنا چاہا کیونکہ پہاڑوں میں اس وقت جب بادشاہ خان شیران کی تلاش میں قتلِ عام کرانا چاہتا تھا تنظیم کے ارکان نے اُسے روک دیا تھا اور یہ وعدہ کیا تھا کہ شیران کا مسئلہ تنظیم اپنے ہاتھ میں لے لے گی۔

چنانچہ یہ معاملہ مسلسل ٹلتا رہا تھا اور بالآخر نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی۔ بادشاہ خان نے بارہا اس سلسلے میں تنظیم کو یاددہانی کرائی تھی لیکن تنظیم نے اس سلسلے میں کوئی مؤثر اقدام نہیں کیا تھا

اور اُسے دلاسے دیے جاتے رہے تھے۔ ایک بار پھر وہ... وائی تھری ایٹ سے اس بارے میں شکایت کرنا چاہتا تھا اور اس کی اِمداد سے شیران کو اپنے قبضے میں لینے کا خواہشمند تھا۔ اس کا ایک ہی منصوبہ اس کے ذہن میں تھا اور وہ یہ کہ مارلینو کے ذریعے شیران کو قابو میں کیا جائے۔

ہر چند کہ اُس کا ذہن اَب بھی یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھا کہ شیران زندہ ہے' چونکہ شیران کو نعمان خان نے قتل کیا تھا اور اتنے عرصے کے بعد اُس کی زندگی کا یہ ثبوت کس طرح مل گیا؟

بہر طور نعمان کے سلسلے میں بھی اُسے وائی تھری ایٹ سے گفتگو کرنا تھی۔ وہ صبر و سکون سے انتظار کرتا رہا لیکن یہ صبر کرنے کے لیے اُسے بے پناہ مشکلات سے گزرنا پڑا تھا' نعمان خان کا مسئلہ ذرا سنگین نوعیت کا تھا۔ اس کی زندگی میں جو خوشیاں آگئی تھیں اور جس طرح وہ مطمئن و مسرور تھا۔ وہ شیران کی زندگی کی خبر سے تباہ ہو سکتی تھیں اور نعمان خان ایک بار پھر اذیتوں کی اس وادی میں پہنچ سکتا تھا۔ جہاں سے نکالنے کے لیے بادشاہ خان کو بڑی تگ و دو کرنا پڑی تھی۔ وائی تھری ایٹ کی جانب سے یہ پیغام غالباً تیسرے دن موصول ہُوا تھا۔ اِطلاع ملنے پر بادشاہ خان ٹرانسمیٹر کے پاس پہنچ گیا۔ اُس نے اس وقت تک اِس لیے صبر کیا تھا کہ وائی تھری ایٹ کی طرف سے کوئی گفتگو ہو تو بادشاہ خان اس سلسلے میں کام کرے۔

رابطہ قائم ہونے کے بعد رسمی گفتگو ہُوئی اور پھر وائی تھری ایٹ نے کہا "بادشاہ خان تمہاری درخواست پہ غور کیا گیا اور ہمیں اس بات پہ کوئی اعتراض نہیں ہے کہ نعمان خان کو پہاڑوں میں واپس بھیج دیا جائے بلکہ بہتر یہ ہو گا کہ نعمان خان وہاں تمہارے قائم مقام کی حیثیت سے سرداری سنبھال لے اور اپنی بیوی بچّے کے ساتھ وہاں قیام کرے۔ تمہیں نعمان خان کے سپرد کچھ ذِمّے داریاں کرنی ہیں۔ اُن کی تفصیلات بہتر طریقے سے نوٹ کر لو تاکہ کوئی بات ایسی نہ رہ جائے جس میں اعتراض کی گنجائش پیدا ہو سکے۔"

"جی۔ کیا حکم ہے؟" بادشاہ خان نے پوچھا۔

"بادشاہ خان' تنظیم کے کسی بھی رُکن کو تنظیم کی نگاہوں سے اوجھل رہ کر زندگی گزارنے کی اجازت نہیں ہوتی اور تم نے اپنی آدھی زندگی تنظیم کی وفاداریوں میں صَرف کر دی ہے۔ ہم اِس بات کو بھی خلوصِ دِل سے تسلیم کرتے ہیں۔ تنظیم اپنے وسیع تر مفادات حاصل کرنے کے لیے پہاڑوں میں جو کارروائی کرنا

چاہتی ہے اُس کے لیے ہمیں تم جیسے اور نعمان خان جیسے ذہین افراد کی ضرورت ہے۔ یہ بات بھی تم سے کہی جا چکی ہے کہ اس کے بعد جو حیثیت حاصل ہوگی اُس کا تم تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔ تنظیم کے اغراض و مقاصد پُورے ہونے کے بعد یُوں سمجھو کہ ایک طرح سے وہاں تمہاری حکومت ہوگی اور تم اِن علاقوں کے مطلق العنان شہنشاہ کی مانند وہاں رہو گے لیکن کوئی بھی بڑی حیثیت حاصل کرنے کے لیے بے شمار قربانیاں دینی پڑتی ہیں اور ہم تمہیں اپنی پرکھ پر مطمئن پاتے ہیں۔ نعمان خان سے کہو کہ وہاں رہ کر وہ اپنے قابلِ اعتماد ساتھیوں اور بھائیوں کی سرکردگی میں قبائل کی قوّت کا جائزہ لے اور اُن کے رجحانات کا پتہ لگائے۔ نعمان خان کو وہاں اس حکومت کے خلاف زہر پھیلانا ہے جو ان پہاڑوں کی نگران ہے' ہر چند کہ تمہارے علاقے آزاد ہیں اور نزدیکی حکومت وہاں پہ تمہیں لوگوں کی اجازت سے مداخلت کرتی ہے لیکن اَب پہاڑوں میں یہ رُجحان شدّت اختیار کر لینا چاہیئے کہ وہ حکومت پہاڑی قبائل کے لیے نقصان دِہ ہے اور اس کی دسترس اِن علاقوں سے ختم ہونی چاہیئے۔ چھوٹی موٹی جھڑپیں ہوتی رہنی چاہئیں اور آزاد حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں رہنا چاہیئے۔ یہ نعمان خان کی ذمّے داری ہو گی۔ یُوں سمجھو کہ اُسے پہاڑوں میں رہنے کی اجازت دی جا رہی ہے لیکن تنظیم کے مقاصد کو پُورا کرنے کے لیے ہم یہ چھوٹی موٹی کارروائیاں شروع کر دینا چاہتے ہیں تاکہ بڑے آپریشن کے لیے زمین تیار کی جا سکے۔"

"جو کچھ حکم دیا گیا ہے اُس کی مکمل طور سے تعمیل ہوگی۔ اِس سلسلے میں مجھے جن مراعات کی ضرورت ہو گی' میں تنظیم کو ان کے بارے میں اطلاع دے دُوں گا۔"

"بالکل ٹھیک ہے' تمہیں وہاں ہر طرح کی سہولتیں فراہم کی جائیں گی' میرا مقصد ہے نعمان خان کو۔"

"بہت بہت شکریہ۔ اِس کے علاوہ میں کچھ ذاتی گفتگو بھی کرنا چاہتا ہُوں۔"

"ہاں کہو' بادشاہ خان۔"

"شیران زندہ ہے۔" بادشاہ خان نے کہا اور دوسری طرف چند لمحات خاموشی چھا گئی۔

"غالباً تم ایک امریکی شخص جیکارڈ کی موت کے بارے میں کچھ سُن چکے ہو اور شیران کی نشان دہی وہیں سے ہُوئی ہے۔"

"نہ صرف جیکارڈ بلکہ میرا ایک اور ساتھی ایڈی فورک بھی شیران کا شکار ہُوا ہے جناب۔"

"یہ اطلاع تمہیں کہاں سے ملی بادشاہ خان؟" پوچھا گیا۔

"میرے دوست بن حاتم نے جو ہم آٹھ افراد کے گروہ میں شامل ہے' مجھے یہ اطلاعات دی ہیں۔ بات دراصل بہت دُور تک جاتی ہے جناب اور مجھے تنظیم سے شکایت ہے۔ اس وقت جب شیران سلامن نے میرے سینے میں خنجر بھونکا تھا۔ میں اس سے اپنا اِنتقام لینے کے لیے پہاڑوں میں خُون کے دریا بہا دینا چاہتا تھا اور اس کے لیے میری تیاریاں مکمل تھیں اور اس وقت میں پہاڑوں کی ایک ناقابلِ تسخیر قوّت تھا لیکن مجھے روکا گیا۔ اِس وعدے کے ساتھ کہ میرا معاملہ تنظیم کا معاملہ ہے اور یہ انتقام شیران سلامن سے لے لیا جائے گا۔ میں نے تعاون کیا تھا اور اس کے بعد مَیں مسلسل شیران سلامن کے بارے میں تنظیم کو یاددہانی کراتا رہا۔ اپنے آپ کو روک کر میں نے بارہا ایسے مواقع گنوائے جب میں شیران پہ قابو پا سکتا تھا' صرف اس تصوّر کے ساتھ کہ تنظیم میرے ساتھ تعاون کرے گی لیکن میں نہایت افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہُوں جناب کہ تنظیم نے ایسا نہیں کیا۔ شیران نامی یا شیران کے ہم شکل ایک شخص کو ہم نے قتل کیا' لیکن وہ شیران نہیں تھا۔ مَیں یہ درخواست کرنے میں حق بجانب ہُوں کہ تنظیم کو میری اس بات پہ پُوری پُوری توجہ دینی چاہیئے۔"

"تم کیا چاہتے ہو' بادشاہ خان؟" وائی تھری ایٹ نے پوچھا۔

"ایک نئی اسکیم' نئی تدبیر میرے ذہن میں ہے' جس کے لیے مَیں تنظیم سے تعاون کا خواہاں ہُوں۔" بادشاہ خان کہنے لگا۔

"بتاؤ۔" دُوسری طرف سے کہا گیا۔

"مارلینو نامی ایک شخص بنکاک کے اطراف میں گانگ ہُو نامی علاقے میں رہتا ہے۔ شیران اُس کا دستِ راست ہے' ہم لوگوں کی اس سے دیرینہ دُشمنی تھی اور اس دُشمنی کی بُنیاد پہ اُس نے شیران کو اپنے ساتھی کی حیثیت سے تیار کیا جس کے نتیجے میں ڈاکٹر برٹیو' ہینڈرک' ایڈی فورک اور جیکارڈ جیسے آدمی ختم ہو گئے' یہ چاروں شیران کا شکار بنے تھے۔ مارلینو اس کے شانے پر بندوق چلا رہا تھا۔ میری خواہش ہے جناب' کہ شیران کے سلسلے میں مارلینو پہ ریڈ کیا جائے... اُسے اپنی تحویل میں لے لیا جائے اور یہ تمام کارروائی کرنے کی مجھے اجازت دی جائے' اگر تنظیم میرے تحفّظ کی خاطر اس سلسلے میں خود کوئی عمل کرنے کو تیار ہے تو مجھے اس پہ کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن دُوسری شکل میں تنظیم کے سہارے چل کر میں مارلینو کو اپنے قابو میں کر سکتا ہُوں۔ مارلینو کو اپنی تحویل میں لینے کے بعد میں یہ اعلانِ عام کرا دُوں گا کہ اگر شیران' مارلینو کی زندگی کا

خواہاں ہے تو مجھ سے آکر ملاقات کرے اور اُس کے بعد شیران اور میرے درمیان فیصلہ ہو جائے گا۔"

"لیکن تم یہ بات کیسے کہہ سکتے ہو بادشاہ خان کہ شیران زندہ ہے؟"

"مَیں دعوے سے کہہ سکتا ہُوں جناب کہ وہ زندہ ہے اور جس شخص کو ہم نے قتل کیا تھا وہ شیران نہیں تھا۔"

"ٹھیک ہے بادشاہ خان ممکن ہے تمھاری معلومات درست ہوں لیکن جو تجویز تم نے سوچی ہے وہ قطعاً ناقابلِ عمل ہے۔"

"مَیں نہیں سمجھا جناب۔"

"مارلینو کے بارے میں تمھیں یہ بتا دینا اب ضروری ہو گیا ہے کہ وہ وائی تھری تو ہے، تنظیم کا ایک رُکن تمھاری مانند۔"

"کیا؟" بادشاہ خان ایک بار پھر اُچھل پڑا تھا۔

"ہاں۔ نعمان خان کو تمھارے ساتھ منسلک کرنے کے بعد ہمیں ان علاقوں میں ایک ایسے فرد کی ضرورت تھی جو یہاں سے مکمل واقفیت رکھتا ہو اور یہاں کے انتظامات کو بخوبی سنبھال سکتا ہو، چنانچہ اس کے لیے مارلینو کا تقرر کر دیا گیا تھا۔ یہ بات بھی تنظیم کے علم میں تھی کہ مارلینو سے تمھاری دُشمنی ہے لیکن ہم یہ بھی جانتے تھے کہ مارلینو نے تم کو نقصان نہیں پہنچایا بلکہ تم نے مارلینو کو نقصان پہنچایا تھا اور یہ بات اب قصۂ پارینہ بن چکی ہے چنانچہ صرف اِس بات کی کوشش کی گئی تھی، مارلینو کو یہ علم نہ ہونے پائے کہ ہندوستان میں وائی تھری وِن کون ہے اور تمھیں بھی اس سلسلے میں اطلاع دینا ضروری نہیں سمجھا گیا تھا۔ یہ حرکت کسی سازش کے تحت نہیں کی گئی تھی بلکہ صرف اِس بات کا خیال رکھا گیا تھا کہ دو ساتھی متصادم نہ ہوں۔ اگر مارلینو کو علم ہو جائے کہ بادشاہ خان وائی تھری وَن ہے اور وہ اِس بات کا خواہشمند ہو کہ بادشاہ خان کو اپنے انتقام کا شکار بنائے تو تنظیم اُسے کسی قیمت پر بھی یہ سب کچھ نہیں کرنے دے گی اور بادشاہ خان کے مفادات کی حفاظت کرے گی۔ اسی طرح بادشاہ خان کو بھی ہدایت دی جا سکتی ہے کہ اگر وہ شیران سے دُشمنی کی تکمیل چاہتا ہے تو کم از کم مارلینو کو اس کا راستہ نہ بنائے۔ شیران کی تلاش کے لیے کسی اور انداز میں کام کیا جا سکتا ہے اور جب بھی وہ ہاتھ لگ گیا اس کے بارے میں بادشاہ خان کو اطلاع دی جائے گی۔ فی الحال بادشاہ خان کی ذمّے داریاں بڑھ گئی ہیں، اس لیے اُسے چاہیے کہ وہ اپنی روایات کو برقرار رکھتے ہُوئے تنظیم سے تعاون کرے۔" بادشاہ خان یہ تفصیلات سُن کر سکتے میں رہ گیا۔

وائرلیس سیٹ پر جب اُس کی خاموشی طویل ہو گئی تو دُوسری طرف سے وائی تھری ایٹ کی آواز سُنائی دی۔ "کس سوچ میں ڈوب گئے، بادشاہ خان؟"

"میرے لیے صرف اُلجھنیں پروان چڑھائی گئی ہیں، جناب یہ نئی اطلاع میرے لیے بہت تکلیف دہ ہے اور مجھے یُوں لگتا ہے جیسے تنظیم کو صرف اپنے مفادات سے دِلچسپی ہے۔ ہم لوگ اس کے لیے صرف ایک مُہرے کی حیثیت رکھتے ہیں اور وہ جس طرح چاہتی ہے کسی بھی مُہرے کو کسی بھی شکل میں آگے بڑھا دیتی ہے۔"

"اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے، بادشاہ خان۔ تنظیم سے وفاداری کا اظہار کرتے ہُوئے تم نے اِس بات کا اقرار کیا تھا کہ تنظیم اپنے مفادات کے لیے جب بھی چاہے گی، تم سے ایسا کوئی کام بھی لے سکتی ہے، جو تمھاری مرضی کے خلاف بھی ہو اور تم نے اس معاہدے پر دستخط بھی کیے تھے۔" وائی تھری ایٹ نے کہا۔

"مَیں مانتا ہُوں اور مَیں نے اس معاہدے کی پابندی بھی کی ہے، لیکن کیا یہ بات مُناسب ہے کہ دو دُشمنوں کو ایک ہی عہدے پر فائز کر دیا جائے۔ اگر مارلینو کو میرے بارے میں علم ہُوا، تو کیا وہ اپنی دیرینہ دُشمنی فراموش کر دے گا۔ نہیں، ہرگز نہیں۔ مَیں دعوے سے کہہ سکتا ہُوں کہ مارلینو کو علم ہونے کے بعد سب سے پہلا کام یہی کرے گا کہ مجھے ختم کرنے کی کوشش کرے۔"

"اگر مارلینو نے ایسا کیا تو مارلینو کو ختم کر دیا جائے گا۔" وائی تھری ایٹ کی آواز اُبھری۔

"آپ کی بات سے مَیں انحراف نہیں کرتا جناب لیکن نعمان خان کے لیے مَیں کیا کروں، اُسے کس طرح سمجھاؤں؟"

"نعمان خان کو خاموشی سے اوّل وقت میں پہاڑوں میں بھیج دو اور اس کے کانوں تک شیران خان کی زندگی کی اِطلاع نہ پہنچنے دو۔" دُوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ، اوہ گویا ہمارے سینوں کا یہ زخم ہماری زندگی کی آخری سانسوں تک برقرار رہے گا۔ ٹھیک ہے اگر تنظیم یہی چاہتی ہے تو ہم اِس کے لیے تیار ہیں، جو کچھ ہم کر چکے ہیں، اس کے بعد تنظیم سے کسی قسم کا انحراف ہماری فطرت سے نکل چکا ہے۔ بہتر ہے جناب! ایسا ہی کیا جائے گا، لیکن ایک بات مَیں ہمیشہ یاد رکھوں گا کہ تنظیم نے مجھے میرے ایک کام سے روک کر مجھ سے وعدہ کیا کہ وہ کام وہ پُورا کر دے گی لیکن اُس کے بعد اُس نے مُنہ موڑ لیا۔" بادشاہ خان نے کہا۔

"تم سے اِس بات کا وعدہ کیا جاتا ہے، بادشاہ خان کہ جس وقت بھی مناسب ہو سکا، شیران کے مسئلے پر پُوری طرح عمل کیا جائے

گا اور ممکن ہے ایسا بھی ہو کہ جب تم پہاڑوں کے مطلق العنان شہنشاہ ہو، تب شیران کو پابہ زنجیر تمھارے سامنے پیش کیا جائے اور تم اس کی موت کی پہاڑوں میں پُوری طرح تشہیر کر سکو۔"

بادشاہ خان خاموش ہو گیا تھا، لیکن اُس کا ذہن مطمئن نہیں تھا۔

یہ وعدے تو اُس سے بارہا کیے جا چکے تھے، لیکن تنظیم اِس سلسلے میں اب تک کوئی عمل کرنے میں ناکام رہی تھی۔ تاہم اُسے اِتنا ہی سکون ہو گیا تھا کہ نعمان خان کو پہاڑوں میں بھیجنے کی اِجازت دے دی گئی تھی، چنانچہ یہ سلسلۂ گفتگو منقطع کرنے کے بعد وہ کافی دیر تک خاموش رہا اور پھر اس نے یہی مُناسب سمجھا کہ سب سے پہلے نعمان خان کو پہاڑوں میں روانہ کر دیا جائے اور اُس کے بعد اس قسم کی پابندیاں اس پر لگا دی جائیں کہ وہ باہر کی دُنیا سے اپنا رابطہ منقطع کر لے۔ اِس کے لیے بادشاہ خان کو بڑی جُرأت سے کام لینا تھا اور کافی غور و خوض کر کے اُنھیں اِن اقدامات پر عمل کرنا تھا، چنانچہ اُس نے نعمان خان سے ملاقات کی۔ نعمان خان کی فطرت میں اب بہت سی تبدیلیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ آئیوی اُس کی ساتھی تھی اور بہت ہی اچھی بیوی تھی، نعمان خان کے معاملات میں وہ برابر کی شریک رہتی تھی ننھے نوریز کی پرورش بھی بہت ہی اچھے انداز میں ہو رہی تھی، آئیوی نے اُس کی فطرت میں نعمان خان کی شخصیت کو شامل کرنے کے لیے بڑے نفسیاتی انداز میں عمل کیا تھا۔ نعمان خان نے بادشاہ خان کو دیکھا اور دونوں میاں بیوی اُس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔

"آیے بابا خان، خیریت تو ہے۔ کیا نوریز سے ملاقات کرنے کو جی چاہا تھا، آپ حکم بھجوا دیتے، اُسے آپ کی خدمت میں حاضر کر دیا جاتا۔"

"آہ نوریز خان، میرے خاندان کا چراغ، ہماری عظمت میں روشنی کا مینار، مَیں اِس کی شکل دیکھ کر جیتا ہُوں، لیکن بیٹے ہماری زندگیاں حالات کی تابع ہوتی ہیں، کبھی کبھی ہمیں وہ کرنا پڑتا ہے، جو ہماری خواہش نہیں ہوتی، میرے مسائل مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ مَیں اس علاقے کو چھوڑ کر اپنی دُنیا میں واپس چلا جاؤں، لیکن مجبوری ہے، نوریز سے جُدائی کا وقت آ گیا ہے۔"

"مَیں سمجھا نہیں بابا خان۔" نعمان خان نے کہا۔

"تمھیں اَب تہمانہ کا نظم و نسق سنبھالنا ہو گا۔ ہم طویل عرصے سے پہاڑوں سے دُور ہیں اور پہاڑ سرکشوں کو جنم دیتے رہتے ہیں، بہت سے ایسے سرکش ہوں گے جو تہمانہ اور ہمارے دُوسرے علاقوں کی طرف نِگاہ لگائے بیٹھے ہوں گے، اِن کے دِلوں میں خواہش ہو گی کہ وہ وہاں کی سرداری حاصل کر لیں اور ہماری بے انتہا زمینیں، کھیت اور باغات ان کی تحویل میں آ جائیں۔ اس کے علاوہ ممکن ہے کہ اس دوران سرکش پہاڑی قبائل سَر اُٹھانے کے قابل ہو گئے ہوں، ممکن ہے کوئی اور سردار اپنے آپ کو تہمانہ سے بلند سمجھنے لگا ہو، مَیں تمھیں تہمانہ کی باگ ڈور دے رہا ہُوں۔ نعمان خان، جاؤ اور از سرِ نو سرداری سنبھالو اور قبیلوں کو اپنا مطیع بنا لو۔ ہونا یہ چاہیے کہ کوئی بھی قبیلے کا سردار یا کوئی بھی سرکش تہمانہ کے سامنے سے گزرتے ہُوئے گردن اُٹھا کر سفر نہ کرے، یہی ہونا چاہیے نعمان خان، بادشاہ خان نے اپنی زندگی کے قیمتی سالوں میں تہمانہ کو یہی عظمت عطا کی ہے اور اب تم اس کے امین ہو۔"

نعمان خان بغور بادشاہ خان کی شکل دیکھ رہا تھا۔ آئیوی بھی بادشاہ خان کی تمام گفتگو اچھی طرح سمجھ رہی تھی، کیونکہ نعمان خان نے اُسے اپنی زبان اچھی طرح سکھا دی تھی۔ تب نعمان خان آئیوی کی طرف رُخ کر کے بولا۔ "لیڈی پشینہ، مَیں نے تم پر مکمل اعتماد کیا ہے اور اپنے بیٹے کو تمھارے سپرد کر دیا ہے، جہاں اس کے قدم ڈگمگائیں وہاں تم اُسے سہارا دینا اور سُن لو، ہماری عظمت اسی میں ہے کہ ہمارے سامنے کوئی بھی آنکھ اُٹھنے نہ پائے، پہاڑوں کی سَرزمین بہت خُوبصورت ہے، وہاں کی روایات بے حد حسین ہیں اور تمھیں وہاں پہلی عورت کا درجہ حاصل ہو گا۔"

"نعمان خان تم کب تک تیار ہو جاؤ گے؟"

"جب آپ حکم دیں، بابا خان۔ لیکن کیا مجھے وہاں تنہا جانا ہو گا؟"

"نہیں۔ مَیں تمھارے ساتھ وہاں تک جاؤں گا۔ وہ ساری رسوم ادا کروں گا، جو پہاڑوں میں نئے سردار کے لیے ادا کی جاتی ہیں اور اُس کے بعد مَیں واپس آ جاؤں گا۔"

"مگر بابا خان، مَیں وہاں آپ کے نام پر سرداری کروں گا۔" نعمان خان نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"خان بادشاہ خان تہمانہ کا سردار ہو گا اور نعمان خان اُس کے بھتیجے کی حیثیت سے اُس کے فرائض سنبھالے گا۔"

"نہیں نعمان خان، تہمانہ تمھیں دیا مَیں نے۔ میرا مسئلہ جہاں تک ہے، اگر میرا بھتیجا وہاں کا سردار ہو گا تو مَیں ہمیشہ خود کو اس منصب پر فائز محسوس کروں گا۔"

نعمان خان نے آئیوی کی طرف دیکھا پھر بولا۔ "مجھے تھوڑی

دیر کے لیے اجازت دو دوشیزہ، میں بابا خان سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں ضرور۔" آئیری نے آہستہ سے کہا اور نوریز کو لے کر باہر نکل گئی۔ بادشاہ خان خاموش نگاہوں سے اُس کی شکل دیکھ رہا تھا۔ پھر اُس نے کہا "میں جانتا ہوں کہ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟"

"ہاں بابا خان، یہ سوال میرے ذہن میں موجود ہے۔"

"تنظیم کی طرف سے تمھیں اجازت دے دی گئی ہے کہ تم پہاڑوں میں جا کر رہو۔ تنظیم اس سلسلے میں تم پر مکمل اعتماد کا اظہار کر چکی ہے اور نعمان خان تنظیم کی طرف سے کچھ ذمے داریاں بھی تم پہ عائد کی جا رہی ہیں اور سنو، وہاں سے تم براہِ راست تنظیم سے رابطہ قائم رکھ سکتے ہو، چونکہ تنظیم تمھیں وہاں کے بارے میں ہدایات بھی جاری کرتی رہے گی۔"

"بابا خان ایک سوال طویل عرصے سے میرے ذہن میں مچل رہا ہے۔ بڑا دل چاہتا ہے کہ مجھے میرے سوال کا جواب مل جائے، لیکن میں جانتا ہوں کہ آپ جو کچھ کر رہے ہیں، وہ میرے حق میں بہتر ہی ہوگا اور اگر آپ نے اس سلسلے میں تنظیم سے کوئی سوال نہیں کیا یا اگر سوال کر لیا ہے اور مجھے اس سلسلے میں کچھ نہیں بتایا، اس کی بھی یقیناً کوئی وجہ ہوگی۔ میں جرأت تو نہیں کر پاتا کہ آپ سے اس بارے میں کچھ پوچھوں، لیکن دل چاہتا ہے، بابا خان کہ آپ سے سوال کروں؟"

"اتنی تمہید کی ضرورت نہیں ہے نعمان خان، جو دل چاہتا ہے پوچھو۔" بادشاہ خان نے جواب دیا۔

"تنظیم پہاڑوں میں کیا کرنا چاہتی ہے بابا خان، اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟"

"وہ پہاڑوں میں ہماری حکومت قائم کرنا چاہتی ہے اور جب ہم وہاں اپنی حکومت قائم کریں گے، تو وہ پہاڑوں سے معدنیات نکالیں گے، ہماری تحویل میں آ کر وہ ایک بڑے علاقے میں مختلف اشیاء کی تلاش شروع کریں گے اور ان اشیاء کی رائلٹی ہمیں دی جائے گی، علاقہ ہمارا ہوگا لیکن وہاں تنظیم کے انجینئر کام کریں گے اور وہاں سے جو کچھ برآمد ہوگا، وہ تنظیم کی ملکیت ہوگا، ہم اُسے کسی اور ملک کو فروخت نہیں کر سکیں گے۔"

"گویا بابا خان، ایک طرح سے وہ اس علاقے کے اصل مالک بن جائیں گے۔"

"نہیں اس علاقے کے اصل مالک ہم ہوں گے۔"

"کیا تنظیم نے اس بارے میں آپ کو بھی تفصیلات بتائی ہیں؟"

"نہیں، تنظیم نے اس سلسلے میں مجھے کوئی تفصیل نہیں بتائی، یہ میرا اپنا اندازہ ہے۔ ظاہر ہے اس کے علاوہ ان لوگوں کو اس علاقے سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے؟"

"بابا خان کیا تنظیم نے اس سلسلے میں آپ کو کچھ نہیں بتایا، میرا مقصد یہ ہے کہ کچھ تو انھوں نے بتایا ہوگا آپ کو؟"

"ہاں، بس اتنا ہی، اس سے زیادہ میری معلومات اور کچھ نہیں ہیں، یہ کام اس وقت کیا جائے گا، جب آپریشن شروع ہوگا۔"

"میں اسی آپریشن کی طرف سے متفکر ہوں بابا خان، آخر وہ آپریشن کیا ہوگا؟"

"نہیں بیٹے تمھیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، یقیناً کوئی کام ایسا نہیں ہو سکتا جو ہماری مرضی کے خلاف ہو، وہ ہمارا علاقہ ہے، پہاڑوں کی زمین ہماری ہے، تنظیم ہماری مرضی سے ہی جو کچھ کرنا چاہے گی کرے گی، تم نے مشرقِ وسطیٰ کے ان بے شمار ممالک کے بارے میں کچھ معلومات حاصل نہیں کیں، جہاں سے تیل برآمد ہوا ہے، مختلف ممالک نے ان علاقوں میں تیل کی کھدائی کی ہے اور تم دیکھ لو ان علاقوں کی تقدیر کس طرح بدل گئی ہے، ان پہاڑوں کو بھی ہم گلزار بنا دیں گے، میرے دل میں بہت آرزو ہے اس کی۔" بادشاہ خان نے جواب دیا۔

نعمان خان گردن ہلانے لگا تھا پھر اس نے کہا "تو مجھے کب روانہ ہونا ہے، بابا خان؟"

"بس بیٹے تم تیاری شروع کر دو، جس قدر یہاں سے جلد روانہ ہو سکتے ہو، ہو جاؤ، میں تمھارے ساتھ چلوں گا۔" نعمان خان نے گردن ہلا دی اور اُس کے بعد بادشاہ خان اس سے رُخصت ہو کر باہر نکل آیا۔

اس گفتگو کے پانچویں دن نعمان خان نے پہاڑوں کا سفر شروع کر دیا تھا، بنکاک سے اپنے مخصوص علاقے تک روانہ ہوتے ہوئے بادشاہ خان اُس کے ساتھ تھا۔ طویل عرصے کے بعد یادوں کی سرزمین پر ان سب نے قدم رکھا تھا، آئیری، ننھا نوریز، بادشاہ خان، نعمان خان اور اُس کے سب بھائی، اپنی سرزمین کی سرحد میں داخل ہونے کے بعد بے حد مسرور ہو گئے تھے۔ تہمانہ کے رہنے والے ابھی تک اس بات سے لاعلم تھے کہ اُن کا سردار واپس آ رہا ہے، تہمانہ میں آج بھی بادشاہ خان کے نام سے حکومت ہوتی تھی، بادشاہ خان نے وہیں کے لوگوں کو اپنا

نائب مقرر کر دیا تھا اور یہ نائب بادشاہ خان کو تہمانہ کے حالات سے باخبر رکھتے تھے۔ جب بھی کوئی ضرورت پیش آتی وہ بادشاہ خان کو تمام حالات سے باخبر کر دیا کرتے تھے اور بادشاہ خان سے ہدایت طلب کرتے، بادشاہ خان اِن مسائل کا حل اُن کے سامنے پیش کر دیا کرتا تھا۔ ابھی تک تو ایسی صورتِ حال پیش نہیں آئی تھی، جس کے لیے بادشاہ خان کو تہمانہ جانے کی ضرورت پیش آتی۔ پہاڑوں، دَرّوں اور گھاٹیوں کا سفر انتہائی خوشگوار تھا۔ آئیری تو ان علاقوں کو دیکھ کر ہی دہشت زدہ ہو گئی تھی، لیکن اس دہشت میں بھی ایک تجسس، ایک شوق، ایک دِلچسپی تھی۔ پیچ در پیچ پتلی سڑکوں پہ سفر کرتے ہوئے اُس نے کئی بار خوفزدہ انداز میں کہا تھا۔ "نعمان خان، یہ تمھاری زمینیں کس قدر دِلکش ہیں لیکن کتنی خوفناک محسوس ہوتی ہیں۔"

"ہاں۔ اِنہی پہاڑوں سے ہمارا خمیر اُٹھا ہے دوشیزہ، اور اب ننھا نوریز ان پہاڑوں کا حکمران ہوگا۔" آئیری فرطِ مسرت سے جھوم گئی، اُسے یہ حسین وادیاں بہت ہی اچھی لگی تھیں۔ بالآخر وہ تہمانہ کے اس عظیم الشان دروازے کے سامنے پہنچ گئے، جہاں سے بادشاہ خان کی مملکت شروع ہوتی تھی۔

قبیلے والوں کو بادشاہ خان کی آمد کے بارے میں اطلاع نہیں تھی لیکن بہت جلد مخبروں نے یہ اطلاع اندر پہنچا دی اور اس کے بعد تہمانہ والوں کا جوش و خروش دیکھنے کے قابل تھا، حالانکہ سب جلدی جلدی میں آئے تھے۔ تمام کاروبار چند لمحات میں بند ہو گئے تھے، لیکن بہرطور وہ بادشاہ خان کے استقبال کو پہنچے تھے۔ انسانوں کا جمِ غفیر اُمنڈ آیا تھا اور انھوں نے ان تمام افراد کو گھیرے میں لے لیا تھا۔ وہ روایتی طور پر بے شمار جانور ساتھ لے گئے تھے، گھوڑوں کے رقص ہو رہے تھے اور اُن کے درمیان بادشاہ خان اور نعمان خان وغیرہ کو لے جایا جا رہا تھا۔ آئیری بے پناہ خوش تھی، یورپین ہونے کی حیثیت سے اُسے مشرقِ وسطیٰ کی روایات سے ویسے بھی کافی دِلچسپی تھی اور یہ تو اُس کے شوہر کی سرزمین تھی، چنانچہ وہ بے پناہ خوش تھی۔ اس طرح اُنھیں محل لے جایا گیا اور طویل عرصے کے بعد بادشاہ خان نے ایک بار پھر اپنے محل میں قدم رکھا۔

لیکن یہاں قدم رکھنے کے ساتھ ہی اُس کے دِل میں ایک کسک پیدا ہو گئی تھی، نعمان خان اور اُس کے بھائی بھی متاثر نظر آ رہے تھے، یہاں ایک بہت ہی سنگین واقعہ پیش آیا تھا، دروازے کے پاس وہ بے لباس لڑکی اب بھی نظر آ رہی تھی؛ جو بادشاہ خان سے انصاف مانگنے آئی تھی اور جس نے بادشاہ خان کا سر جھکا دیا تھا۔

بادشاہ خان کے چہرے پر چند لمحات کے لیے غم کے سائے لہراتے رہے، اندرونی احساس اور جذباتی کشمکش نے اُسے خاصی حد تک مضطرب کر دیا تھا، لیکن پھر ملنے کے لیے آنے والے مہمانوں کے سامنے وہ چوکس ہو گیا۔ اس کے خاص نائب زریاب خان نے اُس کے سامنے اپنی تلوار پیش کر دی اور گردن خم کر کے اُس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

بادشاہ خان نے زریاب خان کو حکم دیا کہ کل وہ قبیلے والوں کو صبح دس بجے طلب کرے، بادشاہ خان اُنھیں اپنی خاص ہدایات جاری کرنا چاہتا ہے۔

چنانچہ دُوسرے دن صبح دس بجے بادشاہ خان کے محل کے سامنے انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ بادشاہ خان نے نعمان خان وغیرہ کو تیار کر لیا تھا۔

دس بجے وہ اس چبوترے پر پہنچ گئے، جہاں سرداروں کے منصب کا اعلان کیا جاتا تھا، بادشاہ خان نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہا "دوستو، تہمانہ کا بادشاہ خان طویل عرصے کے بعد تمھارے درمیان پہنچا ہے، تہمانہ کی روایات میں بادشاہ خان نے کوئی فرق نہیں آنے دیا۔ میرا تعلق زیادہ تر بین الاقوامی دُنیا سے رہتا ہے اور میں وہاں رہ کر تہمانہ کے مفادات کی نگرانی کرتا ہوں۔ تہمانہ کے لوگو تمھیں پوری آزادی دی جاتی ہے، اس دوران جب تک میں یہاں موجود نہیں رہا اگر تمھیں کوئی تکلیف پہنچی ہو تو مجھے اس کے بارے میں بتاؤ، میں تم میں سے دُس افراد کو طلب کرتا ہوں یہ دس افراد ایسے ہونے چاہئیں، جن پہ تم سب کو اعتماد ہو، وہ میرے نزدیک آئیں اور مجھ سے تمھاری شکایت بیان کریں، میں دُس افراد کو طلب کرتا ہوں۔" بادشاہ خان نے کہا۔

لوگوں نے اپنے اپنے گروہ میں سے ایک ایک شخص کو نامزد کیا اور دُس آدمی بادشاہ خان کے چبوترے کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔

"تہمانہ کے معزز لوگو۔ جن لوگوں نے تمھارا انتخاب کر کے تمھیں میرے پاس بھیجا ہے، یقیناً اُنھیں تم پر اعتبار ہوگا، اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اُن کی صحیح ترجمانی کرو۔ مجھے بتاؤ اس دوران تہمانہ اور میرے بھائی فیروز خان کے قبیلے میں ایسی کوئی بات ہوئی ہے، جو تم لوگوں کے لیے افسوس ناک ہو، تمھیں کسی طور پہ کوئی کمی پیدا ہوئی ہے، تم لوگوں کو کس تکلیف سے دوچار ہونا پڑا ہے؛

اگرایسی کوئی بات ہے تو مجھے بتاؤ تاکہ تمھارے ساتھ انصاف کیا جاسکے، تم ''اُس نے ایک شخص کی طرف اُنگلی اُٹھاکر کہا: "تم مجھے میری بات کا جواب دو۔"

"نہیں بادشاہ خان، مَیں اپنے تمام ساتھیوں کی طرف سے اِس بات کا اظہار کرتا ہُوں کہ آپ کی غیر موجودگی میں تہمانہ کے معاملات اسی طرح چلتے رہے ہیں اور فرانہ کے معاملے میں بھی ہم نے ایسی کوئی بات نہیں سُنی، جو دُکھ کے قابل ہو۔"

"اور تم" بادشاہ خان نے ایک اور شخص کی طرف اُنگلی اُٹھا کر کہا: "مَیں اپنے پہلے ساتھی کے الفاظ سے متفق ہُوں۔"

"تم یہ بتاؤ" بادشاہ خان نے تیسرے آدمی کی طرف اشارہ کیا: "کوئی قرب وجوار کے قبائل کا سردار کیا اِس بات کی جرأت کرسکا ہے کہ تہمانہ کے لوگوں کو نقصان پہنچائے اور بادشاہ خان کے غضب کو للکارے۔"

"نہیں بادشاہ خان، تمام قبائل میں محبّت واخوت کا جذبہ موجود ہے، سب آپس میں ایک دُوسرے سے تعاون کرتے ہیں۔"

"تم بتاؤ، کیا اس دوران کوئی ایسا واقعہ تو پیش نہیں آیا جو دُشمنی کی بُنیاد رکھتا ہو؟"

"حیرت انگیز طور پر بادشاہ خان، اس دوران ایسا کوئی واقعہ سُننے میں نہیں آیا۔"

بادشاہ خان باری باری ایک ایک سے یہاں کے حالات کے بارے میں پُوچھتا رہا اور جب وہ مطمئن ہوگیا تو اُس نے ان سارے افراد کو . . . . جانے کی اجازت دے دی پھر بولا۔ "تہمانہ کے لوگو، مَیں ایک خاص مسئلے میں اپنے بھتیجے نعمان خان، اُس کی بیوی یاسمینہ، اُس کے بیٹے نوریز اور اپنے سات بھتیجوں کے ساتھ یہاں پہنچا ہُوں۔"

"بادشاہ خان ہمارے ذہن میں فوراً ایک سوال پیدا ہوگیا ہے" ایک بُوڑھے شخص نے اُٹھ کر کہا: "کیا معزز بزرگ، "فیروز خان کے نو بیٹے تھے، ایک بیٹا کہاں ہے؟"

"خُدا نے اُسے ہم سے چھین لیا۔" بادشاہ خان نے غمزدہ لہجے میں کہا اور نعمان خان کی مُٹھیاں بھنچ گئیں۔

"کیا وہ کسی اتفاقی حادثے کا شکار ہُوا تھا؟"

"ہاں۔ وہ ایک حادثے کا ہی شکار ہُوا تھا، لیکن اس کی تفصیل مَیں ابھی نہیں بتانا چاہوں گا۔"

"ٹھیک ہے بادشاہ خان، وہ تمھارا مسئلہ ہے لیکن ہم سب اس بات پر غم کا اظہار کرتے ہیں کہ فیروز خان کا ایک بیٹا ہم سے جُدا ہوگیا۔" بُوڑھا شخص ایک جانب بیٹھ گیا تب ہی ایک اور شخص نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر کہا: "لیکن بادشاہ خان ایک سوال جو پورے تہمانہ اور فرانہ کا سوال ہوگا، مَیں تم سے پُوچھنا چاہتا ہُوں۔" یہ شخص خوش دِل خان اوگیزئی تھا۔

خوش دِل خان اوگیزئی تہمانہ قبیلے کا معزز شخص تھا، وہ بہت بڑا زمیندار تھا اور نہایت ہی دیندار قسم کا انسان بھی تھا۔ خوش دِل خان عمر رسیدہ ہونے کے باوجود بہترین صحت کا مالک تھا اور اس کے خاندان کی نجابت تہمانہ میں مشہور تھی۔

بادشاہ خان نے عجیب سی نگاہوں سے خوش دِل خان کو دیکھا اور بولا: "ضرور پوچھو خوشدل خان اوگیزئی۔ . . کیا سوال ہے تمھارا؟"

"طویل عرصے قبل تہمانہ کی سرزمین پہ اور فرانہ کے قابلِ احترام سردار فیروز خان کے گھر میں ایک دردناک اور دلدوز واقعہ پیش آیا تھا اور اس کے بعد حالات بد سے بدتر ہوگئے تھے۔ میرا اِشارہ فیروز خان کی بیٹیوں کی جانب ہے جنھیں تراب زان کے ناپاک شخص شیران خان نے بے عزّت کیا تھا اور پہاڑوں میں اِن کی دلدوز چیخیں گونجتی رہی تھیں، مَیں پھر اس لڑکی کا واقعہ سناؤں گا جو صرف بادشاہ خان کی عزّت ہی نہیں، پُورے تہمانہ کی عزّت تھی، لیکن وہ ہماری نگاہیں جُھکانے کے لیے گھوڑے کی پُشت پہ بیٹھ کر بادشاہ خان سے انصاف طلب کرنے کے لیے آئی تھی اور اس کے بعد تراب زان سے شیران کو طلب کیا گیا تھا، لیکن سردار داؤد کے مکمل تعاون کے باوجود سانپ نما شیران نکل گیا تھا اور اس کے بعد پہاڑوں میں اس کی تلاش کی ہر ممکن کوشش ناکام ہو گئی تھی، یہاں تک کہ تمام قبائل ایک دُوسرے سے نبرد آزما ہونے کی کیفیت میں آگئے تھے اور اس کے بعد بادشاہ خان تم نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ شیران خان کو پہاڑوں میں لاکر کتے کی موت دی جائے گی۔ کیا بادشاہ خان اپنے اس عہد کو بھُول گیا ہے؟ شیران کہاں ہے؟ اگر ہے تو بادشاہ خان اب تک اُسے زندگی کیوں دیے ہُوئے ہے؟"

"خوشدل خان اوگیزئی!" بادشاہ خان غرّاتے ہُوئے لہجے میں بولا: "ہاں بادشاہ خان مَیں آپ کے سامنے ہُوں۔" خوشدل خان نے کہا۔

"یہ وقت اس سوال کا نہیں ہے، خوشدل خان۔"

"بادشاہ خان، خوشدل خان تہمانہ کی سرزمین کے لیے اپنا اور اپنے خاندان کا خُون بہانے کی ہمّت رکھتا ہے، وہ ہر وقت

تیار رہتا ہے، اس بات کے لیے کہ اپنی مٹی کا وجود قائم رکھنے کے لیے اپنا خُون بہا ڈالے۔ میرے پانچ بیٹے ہیں بادشاہ خان۔ مَیں اُنھیں تمھاری تحویل میں دیتا ہُوں، تلوار اُٹھاؤ اور اُن کی گردنیں تن سے جُدا کردو۔ تم خوشدل خان کے ماتھے پہ شکن نہیں پاؤ گے لیکن یہ سوال تہمانہ کی عزّت ہے اور اس کا جواب ہمارے دلوں میں سکون پیدا کرے گا۔ بادشاہ خان اس دوران جب تم تہمانہ میں موجود نہیں تھے، ہم لوگ وہ دِن یومِ سیاہ کی حیثیت سے مناتے رہے ہیں، جب شیران سلامن نے ہمارے سینوں میں گرم سلاخیں بھونک دی تھیں۔"

"تو تم لوگوں کا کیا خیال ہے! کیا یہ غیرت صرف تمھارے حصّے میں آئی ہے خوش دِل خان؟"

"نہیں۔ بادشاہ خان جیسے غیرت مند انسان کی سربراہی پر ہم سب فخر کرتے ہیں، لیکن کیا ہم غم نصیبوں کے لیے خوشی کے کچھ کلمات بادشاہ خان کے پاس موجود نہیں ہیں، جو اس کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔"

"اس کا جواب مَیں آپ کو دیتا ہُوں، بابا خوشدل خان اوگیزئی، اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔" نعمان خان نے کھڑے ہوکر کہا۔

"غیور فیروز خان کے بیٹے ہم منتظر ہیں۔"

"تو سنو خوشدل خان! اور سنو میرے قبیلے والو۔ شیران کو بنکاک کی سرزمین پر، مَیں نے کُتّے کی موت مارا ہے، مَیں نے اُسے اپنی گاڑی کے ٹائروں سے کُچل کُچل کر اس طرح بے شکل کردیا تھا کہ اُس کی لاش مسخ ترین ہوکر رہ گئی تھی، ہاں بہزاد سلامت کا بیٹا، میری بہنوں کا قاتل، بہزاد سلامت، جس کے نام سے میرے باپ کی موت منسوب ہے، اس کا بیٹا شیران خان میرے ہی ہاتھوں موت کا شکار ہُوا تھا، مَیں ہُوں وہ جس نے اپنی بہنوں کی عزّت کا انتقام لیا ہے۔ سُنا آپ لوگوں نے، مَیں نعمان خان آپ کو یہ بتا رہا ہُوں کہ مَیں مطمئن و مسرور ہُوں کہ مَیں نے بہزاد سلامت کے بیٹے کو رُوئے زمین سے فنا کردیا اور اُس کی لاش کو اس طرح پیس کر رکھ دیا کہ اس کے ذرّات بھی زمین سے نہ اُٹھائے جاسکیں۔"

خوشدل خان اوگیزئی نے چند قدم آگے بڑھ کر نعمان خان کو دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا: "نعمان خان ہم تم سے کسی غلط بیانی کی اُمید نہیں رکھتے۔"

"ایسا سوچنا بھی نہیں چاہیے آپ لوگوں کو۔ مَیں اتنا بے غیرت انسان نہیں ہُوں کہ اپنی بہنوں کا انتقام لیے بغیر اس زمین پر قدم رکھتا، سمجھے آپ لوگ۔ مَیں اپنی بہنوں کی عزّت اور عصمت کی قسم کھاکر کہتا ہُوں، مَیں پیر بابا کی قسم کھاکر کہتا ہُوں کہ جو کچھ مَیں نے آپ لوگوں سے کہا بالکل درست کہا۔ مَیں شیران کا قاتل ہُوں۔" نعمان خان نے اپنے سینے پر گھونسہ مارتے ہُوئے کہا۔

بادشاہ خان کے پُورے چہرے پہ کرب کے آثار اُمنڈ آئے تھے، اس کے ہاتھ دوبارہ اُٹھے۔ اس وقت جب نعمان خان، پیر بابا اور اپنی بہنوں کی عزّت وعصمت کی قسم کھا رہا تھا، بادشاہ خان کے پُورے وجود میں تھرتھری پیدا ہوگئی تھی، لوگوں کی نگاہیں چونکہ نعمان خان کی طرف تھیں، اس لیے کوئی بادشاہ خان کی اس کیفیت کا تجزیہ نہیں کرسکا تھا۔

بادشاہ خان کا سُرخ وسفید چہرہ زرد پڑ گیا تھا، وہ اِن بڑی بڑی قسموں کا متحمل نہیں ہوسکا تھا، بہت بڑا ظلم تھا یہ، بہت بڑی گالی تھی یہ قبیلوں کے رہنے والوں کے لیے کہ اتنے بڑے بڑے ناموں کی قسمیں جھوٹی کھائی جائیں اور وہ جو اُنھیں جاننے والا ہو، جو اصل بات سے آگاہ ہو خاموش کھڑا رہے لیکن بادشاہ خان کی زبان نہیں کھُل سکی تھی۔ نعمان خان کی زندگی میں وہ زہر نہیں گھول سکتا تھا، ابھی تو خوشیوں کی ابتدا بھی نہیں ہُوئی تھی، بادشاہ خان کس دِل سے اِن خوشیوں پر غموں کی چادر ڈال دیتا، لیکن اس کے اپنے اضطراب کی کوئی انتہا نہیں تھی۔

قبیلے میں چاروں طرف غلغلہ سا اُٹھا، لوگ خوشیوں کے نعرے لگانے لگے، سب نے اِن قسموں کو قبول کرلیا تھا، سب نے مان لیا تھا کہ بے شک غیور فیروز خان کا بیٹا غلط نہ کہہ رہا ہوگا۔ خوشدل خان اوگیزئی نے اپنی کمر سے پیش قبض کھینچ کر نعمان خان کے قدموں میں رکھ دیا اور بڑے اعتماد لہجے میں بولا: "ہمیں ایک عظیم خاندان کے عظیم چشم وچراغ کے الفاظ پہ بھروسہ ہے اور ہم اپنے عظیم سردار کو جس کے سپرد ہمارے مستقبل کی باگ ڈور ہوگی ایک عظیم اور غیور انسان تسلیم کرتے ہیں۔"

خوشدل خان اوگیزئی کے اس اعتراف کے بعد کسی اور کے بولنے کی گنجائش نہیں رہی تھی، بادشاہ خان کی کیفیت مختلف تھی، لیکن پُرجوش لوگوں نے اس وقت بُوڑھے خان کی جانب کوئی توجہ نہیں دی تھی، اُنھوں نے نعمان خان کو اپنا نیا سردار تسلیم کرلیا تھا۔

اِن ہنگاموں سے فراغت پانے کے بعد نعمان خان نے عقیدت کی نگاہوں سے اپنے تایا بادشاہ خان کو دیکھا اور کہنے لگا۔ "آپ نے اِن قبیلوں کی سربراہی مجھے سونپ دی ہے

بابا خان، لیکن مَیں ہمیشہ آپ سے رہنمائی کا طالب رہوں گا۔"

"بادشاہ خان کی زندگی میں تم لوگوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے، چنانچہ جتنا وقت میں باہر کی زندگی میں گزار سکتا ہوں، گزاروں گا اور اگر زندگی نے وفا کی تو واپس اپنی ان بستیوں میں آجاؤں گا، مجھے اپنی بستی کی بقا عزیز ہے لیکن ایک حکمران کی حیثیت سے!" بادشاہ خان نے جواب دیا۔ اس کے انداز میں اب وہ پختگی اور اعتماد نہیں پایا جاتا تھا جو کچھ عرصے قبل اُس کی شخصیت کا خاصہ تھا اور اس کی وجہ یہی تھی کہ شیران زندہ تھا۔ بادشاہ خان کے بُوڑھے دل کا ناسُور، اُس کے بھائی کا قاتل بیٹا اُس کی سفید اور بے داغ پیشانی پر بدنما نشان اور اب تو اُس کے دل میں تردّد کے کچھ اور گہرے گھاؤ بن گئے تھے، اُسے یقین نہیں تھا کہ تنظیم شیران کے سلسلے میں اس کی کوئی بھرپور مدد کر سکے گی۔ یہ کیسا نوجوان تھا جو آج تک کامیابی اور کامرانی سے جی رہا تھا، اپنے لاتعداد دُشمنوں کے درمیان، کیا خوبی تھی اس میں؟ اس کا جواب صرف ایک ہی تھا، اس کے ستارے روشن تھے اور موت ابھی اُسے قبول کرنے کو تیار نہیں تھی لیکن بادشاہ خان اپنی زندگی میں اس بات سے سرخرو ہو سکے گا، اگر نعمان خان کو اس بات کا پتہ چل جائے تو اُس کی اپنی کیفیت کیا ہوگی۔ بادشاہ خان مجرم نہیں تھا، نعمان خان شیران کی موت کا سہرا اپنے ہی سر سمجھتا تھا اور یہی بات اس کے اطمینان کا باعث تھی، اگر نعمان خان کو یہ پتہ چلے گا کہ شیران خان زندہ ہے تو کم از کم نعمان خان اس سلسلے میں بادشاہ خان کو مجرم نہیں گردان سکے گا، ہاں یہ دُوسری بات ہے کہ بادشاہ خان کے اپنے دل میں چور تھا کیونکہ اُسے شیران کی زندگی کے نشانات مل چکے تھے۔

کسی قدر بددِل سا ہو کر وہ پہاڑوں سے واپس اپنے منصب پر پہنچ گیا، جہاں اُسے تنظیم کے معاملات کے لیے خاصی کڑی مشقت کرنا پڑتی تھی، لیکن اب اُس کے دِل میں کسی قدر بددِلی سی پیدا ہو چلی تھی۔ تنظیم صرف اُسے اپنے اغراض و مقاصد کی خاطر استعمال کر رہی ہے، حکمرانی کا نشہ بہت گہرا ہوتا ہے، بادشاہ خان کے اپنے ذرائع کم نہیں تھے، ان ذرائع نے اُسے بے پناہ دولت مہیا کر دی تھی۔ تنظیم میں شمولیت دولت کی خاطر نہیں تھی بلکہ اُسے یہی بتایا گیا تھا کہ تنظیم کی کامیابی کے بعد بادشاہ خان اور اُس کے خاندان کو ہمیشہ کے لیے حکمران کی حیثیت حاصل ہو جائے گی۔ صحیح طور پر تنظیم کے اغراض و مقاصد کا خود بادشاہ خان کو علم نہیں تھا، بس جس قدر اُسے بتایا گیا تھا وہ اتنا ہی سمجھتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ بڑے بڑے ممالک اپنے وسائل کے حصول کے لیے ساری دُنیا میں سازشوں کا جال پھیلانے ہُوئے ہیں، کسی بھی علاقے میں اپنے مفادات کی تکمیل کے لیے وہ اپنے پسندیدہ حکمرانوں کو منتخب کر لیتے ہیں اور پھر وہاں دَرپردہ اُن کی حکمرانی قائم ہو جاتی ہے۔

مشرقِ وسطیٰ کے بیشتر چھوٹے چھوٹے ممالک بادشاہ خان کی نگاہوں میں تھے اور وہاں کے شیوخ جس عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے تھے، وہ خود کو بھی انہی کا ہم پلّہ سمجھتا تھا۔ اقتدار اور دولت کی ہوس نے اس کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ دی تھیں، اپنی عمر کو بھول کر وہ صرف اس بات کے لیے سرگرداں تھا کہ تنظیم اپنا آپریشن مکمل کرے، تو وہ اپنی زندگی کے کچھ لمحات یا بقیہ لمحات ایک مطلق العنان حکمران کی حیثیت سے گزارے۔

قبائل کے لیے اُس کے دِل میں بھی نفرت نہیں تھی، بے شک وہ ان لوگوں کا دُشمن تھا، جو اس کی برتری تسلیم نہیں کرتے تھے اور اُس کے سامنے جرأت مندانہ انداز میں کھڑے ہونے کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن اگر وہ سرکش لوگ اُس کے سامنے سرنگوں ہو جائیں تو بادشاہ خان اِن پہاڑوں کو سبزہ زاروں سے لدے ہُوئے دیکھنے کا خواہش مند تھا۔ واپس آنے کے بعد بھی اُس نے نعمان خان کی کارکردگی پر نگاہ رکھی اور اس کے لیے اُسے تنظیم کی طرف سے اجازت مل چکی تھی۔

وہ جب بھی چاہتا قبائل میں چلا جاتا۔ بلکہ اب ننھے نور کی وجہ سے اُس کی آمد و رفت کافی بڑھ گئی تھی، نعمان خان کے معاملات میں اُس نے کسی طرح کی مداخلت نہیں کی تھی اور نعمان خان جس طرح اپنی ذہانت و فراست سے کام لے کر اپنے بھائیوں کی مدد سے تہمانہ اور رفرانہ کے علاقوں کو جنّت نظیر بنا رہا تھا، اس سے بادشاہ خان بے حد خوش تھا، پہاڑوں میں نعمان خان کا رابطہ تنظیم کے ارکان سے بھی رہتا تھا اور اُسے ہدایات بھی ملتی رہتی تھیں، جن کا ذریعہ عموماً بادشاہ خان ہی ہوتا تھا۔

سرسبز و شاداب درخت اس علاقے کا حُسن بڑھانے لگے تھے اور پہاڑوں کی روایتوں میں نمایاں تبدیلیاں پیدا ہونے لگی تھیں۔ نعمان خان کے دِل میں اب یہ جذبہ پروان چڑھنے لگا تھا کہ غیر تعلیم یافتہ اور جاہل پہاڑیوں کو بھی زندگی کے دُوسرے لوازمات سے آشنا ہونا چاہیئے۔ وہ ان کی جہالت ختم کر کے ان کے دِلوں میں علم کی روشنی پیدا کرنا چاہتا تھا اور اس کے لیے اُس نے کام شروع کر دیا تھا۔

بیرونی دُنیا سے اُسے امداد حاصل ہوتی رہتی تھی۔ زرا

یسے بھی بھاری مشینری کا انتظام کر لیا گیا تھا اور نعمان خان اس انتظار کر رہا تھا لیکن بادشاہ خان کے دِل کا اضطراب کم ہونے ں نہیں آ رہا تھا اور اب تو وہ بارہا یہ سوچنے لگا تھا کہ شاید اپنی ندگی میں وہ یہ مژدۂ جانفزا نہ سُن سکے کہ شیران گنّے کی موت مارا گیا۔

★

کرٹ اور موثاف اس مہم کے انچارج تھے لیکن جس طرح ان کی یہ مہم ناکام ہُوئی تھی، وہ انتہائی قابلِ شرم بات تھی۔۔۔ چند رائم پیشہ انسانوں نے انھیں ایک بہت بڑی کامیابی سے ہمکنار ونے سے روک دیا تھا، ورنہ سارے معاملات مکمل ہو چکے تھے۔ جزیرہ لپمیٹو کے بارے میں جو معلومات حاصل ہُوئی تھیں ہ انتہائی دِل شکن تھیں۔

لپمیٹو کا مالک جو اپنی بیٹی کی شادی میں معروف تھا، تمام معاملات سے فارغ ہونے کے بعد جب جزیرہ لپمیٹو پہنچا تو ہاں اُسے ایک خوفناک تباہی نظر آئی۔ سب سے پہلے تو اُس نے اس تباہ شدہ کنٹرول کیبن ہی کو دیکھا تھا اور اس کے بعد دیر ہی سے اُسے کچھ لاشیں بھی نظر آ گئی تھیں۔ اس منظر نے سے خوفزدہ کر دیا اور اُس نے فوری طور پر وہاں اُترنے کی بائے حکام سے رابطہ قائم کیا۔ نتیجے میں پولیس مختلف ذرائع سے لپمیٹو پہنچ گئی اور اس کے بعد جو کچھ ہُوا وہ انتہائی خوفناک تھا۔

جھاڑیوں سے جہازوں کے نقشے اور اُن کے ماڈلز مل ے، جو ایڈی فورک نے مہیا کیے تھے اور اس کے بعد امریکن سی ئی اے حرکت میں آ گئی، جس نے تھوڑے ہی عرصے کی کوششوں کے بعد یہ پتہ چلا لیا کہ کس طرح اُن کے جدید ترین رازوں کو خفیہ طور پر ہرلے جانے کی کوشش کی گئی تھی اور اس کوشش میں یقیناً اُن کے دُشمنوں کو ناکامی ہُوئی تھی۔

اس اتفاقیہ ناکامی کا راز ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا تھا، البتہ زیرہ لپمیٹو مکمل طور پر فوجی تحویل میں آ چکا تھا۔

یہ تمام تفصیلات کرٹ اور موثاف کے لیے انتہائی غم و اندوہ باعث تھیں اور ان کی حکومت نے اُنھیں اس سلسلے میں ناکام ترین لوں میں شمار کر لیا تھا، تاہم موثاف نے وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کو یران کے بارے میں تمام تر تفصیلات سے آگاہ کر دیا تھا اور ب اُس نے ڈیپارٹمنٹ کو شیران کے بارے میں اطلاع دی تھی ایک بار پھر وائی تھری ایٹ اپنے سیکشن کے لوگوں کے ساتھ سر جوڑ کر بیٹھ گیا تھا، شیران کے بارے میں فیصلے کیے جا رہے تھے، اور سوچا جا رہا تھا کہ اب اُس کا کیا کیا جائے۔

پہاڑوں کے مشن کو کامیاب بنانے کے لیے شیران کی ضرورت کو اب بھی نظر انداز نہیں کیا گیا تھا، چنانچہ موثاف کو حکم دیا گیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے شیران کو کنٹرول میں رکھا جائے، اس کے بعد بادشاہ خان اور نعمان خان کا سلسلہ شروع ہُوا تھا اور موثاف کا رابطہ مسلسل وائی تھری ایٹ سے قائم تھا، اسے شیران کے تحفظ کی ذمّے داری سونپ دی گئی تھی۔ اس کے علاوہ موثاف کو شیران کی فطرت سے آگاہ کر دیا گیا تھا اور اُسے بتایا گیا تھا کہ یہ وہ شخص ہے جسے کنٹرول کرنے کے لیے اب تک تمام ذرائع ناکام ہو چکے ہیں۔ نئی اطلاع پہنچنے تک جس طرح بھی ممکن ہو سکے، اُسے قبضے میں رکھا جائے۔ موثاف کے لیے اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ وہ شیران کے زخموں سے فائدہ اُٹھائے اور اُنھیں مکمل طور پر ٹھیک نہ ہونے دے، بلکہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے، شیران کو زخموں میں اُلجھائے رکھے اور اُس کے لیے موثاف نے ڈاکٹروں سے مل کر کارروائی شروع کر دی تھی۔

اسے اس قسم کے انجکشن دیے جا رہے تھے جن سے وہ نیم غنودگی کی کیفیت کا شکار رہتا تھا، خاصا طویل عرصہ شیران کو ہسپتال میں گزر گیا تھا، یہ وہ وقت تھا جب نعمان خان کو پہاڑوں میں بھیج دیا گیا تھا اور وہاں اس کی کارکردگی کا جائزہ لیا جا رہا تھا۔

تنظیم اس سلسلے میں جو کارروائیاں کر رہی تھی اس کی بھنک بھی نعمان خان یا بادشاہ خان کے کانوں تک نہیں پہنچنے پائی تھی پہاڑوں میں نعمان خان کی کیفیت کا اندازہ لگایا جا رہا تھا اور تھوڑے ہی عرصے میں اس کے بارے میں جو رپورٹ تنظیم کو موصول ہُوئی تھی وہ یہ تھی کہ نعمان خان ممکن ہے کسی موقع پر تنظیم کے مفادات کو نظر انداز کر دے کیونکہ اُس کے دِل میں جذبۂ حُب الوطنی ہے، وہ پہاڑوں میں رہنے والوں کو خوش حال دیکھنا چاہتا ہے اور اُس کے لیے اُس نے بہت مختصر سے وقت میں جو کارروائیاں کی ہیں وہ قابلِ تشویش ہیں۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جب تنظیم ان پہاڑوں میں اپنا آپریشن شروع کرے گی تو اُسے نعمان خان کا تعاون حاصل ہوگا یا نہیں۔

وائی تھری ایٹ ڈیپارٹمنٹ کی ایک اور میٹنگ میں نعمان خان اور شیران خان کا جائزہ لیا گیا۔ ماہرین نے اپنی رائے پیش کر دی، جس کا لُبِّ لُباب یہی تھا کہ نعمان خان کی نسبت شیران کی فطرت تنظیم کے مفاد میں جاتی ہے، چونکہ جذبۂ حُب الوطنی اس کے سینے میں موجود نہیں ہے۔ حُب الوطنی تو دُوسری چیز ہے، وہ ایک معمولی سی بات پر اپنے بے حد قریبی دوستوں کو موت کے گھاٹ اُتارنے سے دریغ نہیں کرتا۔ وہ اِن پہاڑوں میں ایک کامیاب مُہرہ ثابت

ہوسکتا ہے، کیونکہ اس کی نگاہوں میں انسانیت کی بھلائی کا کوئی تصوّر نہیں ہے۔

چنانچہ یہاں بھی شیران کی افادیت کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔

موٹاف کو اس سلسلے میں جو آخری ہدایات ملیں وہ یہ تھیں کہ شیران کی صحت خراب نہ ہونے دی جائے۔ اس کی زندگی کی مکمل حفاظت کی جائے اور اب اس کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ بے ہوش رہے، بلکہ اس کے معاملات کو کسی ایسے دلچسپ رُخ کی جانب موڑ دیا جائے جو اس کے لیے باعث دلچسپی ہو اور وہ اس میں اُلجھ کر رہ جائے چونکہ موٹاف اپنی مہم میں ناکام رہا تھا اور اس کے سلسلے میں عتاب کا شکار بھی ہو سکتا تھا، اس لیے اُس نے بہتر یہی سمجھا کہ اپنے اس نئے منصب کو کامیابی سے پُورا کرے، چنانچہ وہ پُوری تندہی سے شیران کے سلسلے میں مصروف ہو گیا۔

شیران کی زندگی کے بارے میں ایک ایک تفصیل اُسے وائٹ تھری ایٹ ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ کوارٹر سے موصول ہو گئی، اور اس میں یہ بات موٹاف کے لیے انتہائی باعث دلچسپی تھی کہ شیران کچھ لوگوں سے شدید دُشمنی رکھتا ہے اور اُن کی موت کا خواہش مند ہے۔ ان لوگوں کی تفصیل حاصل کرنے میں بھی موٹاف کو کوئی دِقت نہ ہُوئی۔ اُسے پتہ چل گیا تھا کہ وائٹ تھری ایٹ ڈیپارٹمنٹ کے ایک مخصوص رُکن مارلینو کی وجہ سے شیران ان لوگوں کا دُشمن بنا ہے اور وہ مارلینو سے عقیدت رکھتا ہے! چنانچہ موٹاف نے مزید معلومات کر کے اس بات کا بھی پتہ چلا لیا کہ شیران مارلینو کے آٹھ دُشمنوں میں سے چار کو ختم کر چکا ہے، پانچویں کی پوزیشن اس لئے محفوظ تھی کہ وہ تنظیم کا رُکن تھا اور وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ سے عہدہ حاصل کر چکا تھا۔ باقی تین افراد رہ گئے تھے اور ان تین افراد کی تفصیل موٹاف نے اچھی طرح معلوم کر لی تھی۔

بن حاتم جس کا تعلق مشرقِ وسطیٰ سے تھا۔ تونن اوبو جو ایک افریقی مُلک سے تعلق رکھتا تھا اور مارٹن کنگ جو فرانس میں مقیم تھا۔

یہ تین افراد شیران کے لیے باعث دلچسپی تھے اور شیران کو مصروف رکھنے کے لیے اگر ان تین افراد کو نشانہ بنا لیا جائے تو خاصا وقت گزر سکتا ہے، چنانچہ موٹاف نے اپنے مخصوص محکموں کے تحت ان تینوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں۔

ہیڈ کوارٹر کی طرف سے ملنے والی ہدایات کے تحت شیران کی صحت کا تحفظ بھی ضروری تھا۔ ڈاکٹروں کے مشورے سے انجکشن بند کر دیے گئے کیونکہ اُن کے مضر اثرات بھی ہو سکتے تھے۔

شیران مزید چند ہفتے بستر پر رہا اور اُس کے بعد صحتیاب ہو گیا۔ اِس دوران موٹاف اِس کے رجحانات کا جائزہ بھی لیتا رہا تھا۔ ایک سے ایک حسین نرس شیران کی تیمارداری کرتی تھی لیکن کوئی اُسے اپنی جانب راغب نہیں کر سکی تھی۔ موٹاف کو اب فوری طور پر ہیڈ کوارٹر کی طرف سے بھیجی جانے والی تجاویز پر عمل کرنا تھا، ورنہ شیران کا اب اُن کے قبضے میں رہنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ چنانچہ وہ پُوری ذہانت سے کوئی پلان ترتیب دینے میں مصروف تھا۔ اِن تینوں کے بارے میں اُسے رپورٹیں موصول ہو رہی تھیں۔ شیران کو اس طرح معاملات میں اُلجھانا تھا کہ اُسے شُبہ نہ ہو سکے ورنہ اس بات کے امکانات موجود تھے کہ وہ اِن لوگوں کی طرف سے مشکوک ہو کر رُوپوش ہو جائے اگر دُوسری بار موٹاف کسی کام کے سلسلے میں ناکام ہو جاتا تو پھر موت کے سوا اور کوئی سزا اُس کے لیے تجویز نہ ہوتی۔ چنانچہ وہ پُوری ذہانت سے ایک پروگرام ترتیب دینے میں مصروف تھا۔

چونکہ اُسے ہدایت ملی تھی کہ وہ تین افراد ہی شیران کی تو[جہ] حاصل کرنے کا باعث بن سکتے ہیں۔ اس لیے ان میں سے کسی ایک کی تلاش ضروری تھی اور موٹاف کو اِس سلسلے میں کامیابی نصیب ہو گئی تھی۔ مارٹن کنگ کے بارے میں اُسے علم ہُوا کہ وہ اِس وقت کوپن ہیگن میں موجود ہے اور وہاں منشیات کی تجارت کے سب سے بڑے مرکز کو چلا رہا ہے۔ وہ کوپن ہیگن کے بے تاج بادشاہ کی حیثیت سے مشہور ہے چنانچہ اِس صُورتِ حال سے پُوری طرح فائدہ اُٹھانے کا فیصلہ کر لیا گیا۔

شیران کو جزیرہ پوسیٹو سے بے ہوشی کی حالت میں لا[یا] گیا تھا اور اس کے بعد سے آج تک وہ اسی جگہ مقیم تھا۔ کچھ ایسا لااُبالی شخص تھا وہ کہ اُس نے آج تک اِس جگہ کے بارے میں کوئی چھان بین نہیں کی تھی جہاں وہ موجود تھا۔ اِس لیے اگر اُ[سے] خاموشی سے کوپن ہیگن پہنچا دیا جائے تو کوئی حرج نہیں تھا۔ اُس [کے لیے] ایک ایکشن گروپ ترتیب دیا اور آخری بار شیران کو بے ہوش ک[ر کے] نہایت خاموشی سے کوپن ہیگن منتقل کر دیا گیا۔

شیران کی زندگی میں ایک دلچسپ اور حیران کُن باب کا اضافہ ہُوا تھا۔ اِس رات سونے کے بعد وہ جاگا تو ماحول بدلا ہُوا تھا۔ وقت کا بھی کوئی اندازہ اُسے نہیں ہو سکا تھا۔ دماغ میں عجیب سی سیٹیاں بج رہی تھیں۔ اُس نے آنکھیں مل مل کر ارد گرد کے ماحول کو دیکھا۔ یقیناً یہ وہ جگہ نہیں تھی۔ یہ تو کوئی گھٹیا سے مکان کا گھٹیا سا کمرہ تھا۔

وہ پریشان سا ہو کر اُٹھ بیٹھا۔ سامنے ہی دروازہ نظر آ رہا تھا اور شاید بند نہیں تھا۔ چکراتے ہُوئے ذہن کو سنبھال کر وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور دروازے سے باہر نکل آیا۔ تین کمروں کا ایک بوسیدہ سا فلیٹ تھا۔ ایک کمرے میں اُسے ایک مجہول سا شخص صوفے پر سوتا ہُوا نظر آیا۔ وہ گھٹنوں میں سر دیے عجیب سے انداز میں سو رہا تھا۔ شیران اُسے گھورنے لگا پھر اُس نے صوفے کی پُشت پکڑ کر اُسے اوندھا کر دیا اور سوتا ہُوا شخص اطمینان سے زمین پر آ پڑا۔ دُوسرے لمحے وہ بُری طرح گھگھیانے لگا۔ اُس کی آنکھیں بند تھیں اور چیخ رہا تھا "بس ایک بار، صرف ایک بار میری زندگی بخش دو۔ اس کے بعد تمھیں مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہوگی"

شیران نے اس کا گریبان پکڑا اور ایک جھٹکے سے اُسے کھڑا کر دیا اور مضحکہ خیز شکل کے مالک ایک نوجوان آدمی نے آنکھیں کھول دیں "ہیں! " اُس کے مُنہ سے حیرانی کی آواز نکلی۔ "کون ہو تم ؟"

"رُوح قبض کرنے والا فرشتہ۔ ہوش میں آؤ" شیران غرّایا۔

"تم اپنا کام کرو بھائی مجھے سونے دو" اُس نے کہا اور دوبارہ صوفے کی طرف بڑھ گیا لیکن کمر پر پڑنے والی لات نے اُسے دُور اُچھال دیا اور وہ زمین پر چاروں شانے چت گر پڑا۔

"اِسے۔ اوہ۔ اُفوہ۔ ہائے آہ۔ لعنت ہو تم پر۔ کمر توڑ دی میری۔ یہ میرے احسان کا صلہ ہے" وہ کراہتا ہُوا اُٹھ کر بیٹھ گیا۔

"ابھی تمھارے بہت سے احسانات باقی ہیں مجھ پر۔ پُورا حساب کر لو" شیران نے آگے بڑھتے ہُوئے کہا۔

"ارے او بھائی۔ او شہزادے کونسی نسل کے ہو یار۔ میرے پیچھے کیوں پڑے ہو۔ ارے گریبان چھوڑ دو میرا"

"جینا چاہتے ہو تو فوراً بکو۔ یہ کون سی جگہ ہے اور مجھے کون یہاں لایا ہے ؟" شیران نے اُسے جھنجوڑتے ہُوئے کہا۔

"میرا فلیٹ ہے برادر اور یہاں تک تمھیں لاد کر لاتے ہُوئے میری پسلیاں کھسک گئی تھیں۔ آہ اب بھی درد باقی ہے"

"کہاں سے لائے تھے مجھے ؟"

"یرانن ہاؤس کے فٹ پاتھ سے۔ ایک فرلانگ سے کم نہیں ہے" اُس نے کمر پر ہاتھ رکھتے ہُوئے مظلومیت سے کہا اور شیران سر کھجانے لگا۔

"مَیں فٹ پاتھ پر پڑا تھا ؟" وہ تعجب سے بولا۔

"اپنی دانست میں تم پرنس سینڈرم کی مسہری پر ہو گے، اتنی زیادہ نہ پیا کرو کہ برداشت نہ کر سکو۔ رات کو تم فٹ پاتھ پر اس طرح پڑے تھے کہ آدھا دھڑ سڑک پر تھا۔ کوئی تمھارے جیسا اطمینان سے تمھارے اُوپر سے کار گزار کر لے جا سکتا تھا اور تمھیں خبر بھی نہ ہوتی۔ وہ تو اتفاق سے میں اُدھر سے گزرا اور اتفاق سے ہوش میں تھا، ورنہ گئے تھے کام سے"

شیران حیرت زدہ ہو کر دُوسرے بوسیدہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ مفلوک الحال شخص بھی اپنی جگہ سے اُٹھ گیا تھا اور صوفے پر بیٹھ کر بُرے بُرے مُنہ بنا رہا تھا۔

"کیا نام ہے تمھارا ؟" تھوڑی دیر کے بعد اُس نے پوچھا۔

"کوبرے۔ میکائیل کوبرے۔ اچھے خاندان کا ایک فرد لیکن بُرے حالات کا شکار"

"یہ کونسی جگہ ہے ؟"

"مفلوک الحال کا قبرستان۔ ڈیینڈی کہتے ہیں اس علاقے کو۔ یہ میرا فلیٹ ہے جس کی مالکہ مس کراموبل مر چکی ہے اور یہ بات میرے سوا کسی کو نہیں معلوم۔ اِس لیے اطمینان سے یہاں رہتا ہُوں۔ کرائے وغیرہ کی پریشانی نہیں ہوتی"

شیران کو اپنا ایک بہت پُرانا دوست یاد آ گیا جس کا نام تاؤنی تھا۔ اِس شخص میں اس کی جھلکیاں پائی جاتی تھیں۔ وہ بے اختیار مُسکرا پڑا۔ اِن پُراسرار لوگوں پر اُسے حیرت تھی جو اُسے جزیرے سے اُٹھا کر لائے تھے۔ اس کا علاج کیا تھا اور اُس کے بعد اُنھوں نے اُسے اس طرح فٹ پاتھ پر پھنکوا دیا تھا۔ اُسے اپنے زخم یاد آئے مگر اب اُن کا معمولی سا نشان باقی رہ گیا تھا، اور بس۔ وہ کسی بھی مسئلے پر زیادہ پریشان ہونے والوں میں سے نہیں تھا۔ اس کا خیال تھا کہ جب وہ اُن کے لیے ایک ناکارہ فرد رہ گیا تو اُنھوں نے اس سے اِس طرح نجات پا لی۔ ظاہر ہے وہ بھی جرائم پیشہ لوگ تھے اُس کا کیا کرتے، لیکن بڑے بے کینے لوگ تھے۔ واقعی اس شخص نے اس کی بے لوث امداد کی تھی۔

"کیا کرتے ہو تم ؟" کچھ دیر کے بعد شیران نے پوچھا۔ اب اس کے انداز میں نرمی آ گئی تھی اور یہ اس بے لوث امداد کے تصوّر کا نتیجہ تھی۔

"کچھ کرنے کی ضرورت نہیں پیش آتی۔ ریس کھیلتا ہُوں، جُوا کھیلتا ہُوں۔ جُوئے میں جیت کر ریس میں ہار جاتا ہُوں اور بس" اُس نے سکون سے جواب دیا۔

"کیا تم مجھے اپنے پاس رہنے کی جگہ دو گے ؟"

"یہ فلیٹ میرے باپ کا ورثہ نہیں ہے۔ کھانے پینے کا خرچ خود برداشت کرو گے"

شیران نے اپنی جیبیں ٹٹولیں اور بولا "میرے پاس کچھ نہیں ہے۔"

"چند روز میں تم کو رکھ سکتا ہوں پھر کچھ انتظام کر لینا۔"

"چلو یہی سہی۔ کھانے پینے کا بندوبست کرو۔" شیران اُسے چمکارتا ہُوا بولا اور وہ کسی رُوٹھے ہُوئے بچّے کی طرح باہر نکل گیا لیکن کھانے کے لیے وہ جو کچھ لے کر آیا تھا وہ غیر معیاری نہیں تھا۔ خود وہ شیران کے ساتھ شریک نہیں ہُوا تھا جس کی وجہ سے اُن کی دوستی پکّی ہو گئی۔

کوبرے بے حد دلچسپ انسان تھا۔ چند روز میں اُن کی دوستی پکّی ہو گئی۔ شیران اُس کے ساتھ بہت خوش تھا، اپنے بارے میں زیادہ غور کرنے کی فرصت ہی نہیں تھی۔ کوبرے کے ساتھ وہ مختلف تفریح گاہوں میں جا چکا تھا۔ کوبرے واقعی تاش کا بادشاہ تھا لیکن لوگ اُسے شاطر کی حیثیت سے پہچانتے تھے، اس لئے بہت کم لوگ اس کے سامنے کھیلتے تھے۔

"اس سلسلے میں مَیں بہت پریشان ہُوں۔ کئی کلبوں میں تو مجھے گھسنے بھی نہیں دیا جاتا۔ اکثر وہ لوگ میری بے عزّتی کرتے ہیں۔"

"مجھے ان کے نام بتاؤ۔ انھیں جھاڑ کر رکھ دُوں گا۔۔۔" شیران نے اُسے چمکارتے ہُوئے کہا۔

"نہیں دوست، یہ مناسب نہیں ہوگا۔ ابھی تو کام چل جاتا ہے۔ چند کلبوں کے بیرے انڈر کمیشن لے کر مجھے کھیلنے دیتے ہیں، اگر ایسا ہو گیا تو اس سے بھی جائیں گے۔" کوبرے نے کہا اور شیران خاموش ہو گیا۔

کوبرے نے ایک دن شیران کے ساتھ ریس کورس میں جیبیں خالی کر دیں چنانچہ اس رات جُوا کھیلنا ضروری تھا۔ دِقّت یہ تھی کہ کھیلنے کے لیے بھی رقم نہیں تھی۔ شیران نے کہا "آج مَیں تجھے اپنا کھیل دِکھاتا ہُوں کوبرے۔"

"رقم کہاں کھیلتے ہو برادر؟"

"سیدھا سیدھا کھیل۔ کسی کی گردن مروڑو اور رقم حاصل کر لو۔"

"آج رہنے دو برادر۔ آؤ کوئنز چلتے ہیں، وہاں پر ایک مستقل شناسا ہے۔ کمیشن ففٹی پرسنٹ لیتا ہے لیکن رقم جتنی چاہو لے لو۔" کوبرے نے جواب دیا۔ کوئنز کے اسٹیکرز کاؤنٹر پر ایک گھونگے سا آدمی نے کوبرے کو دیکھ کر دانت نکال دیے۔

"رقم نہیں ہے۔" کوبرے نے کہا۔

"تمھارا بینک کھلا ہُوا ہے کوبرے لیکن۔۔۔"

"ففٹی پرسینٹ۔" کوبرے نے کہا۔

"سنو۔ ٹیبل نمبر آٹھ پر مت جانا وہاں ڈیج مین کھیل رہا ہے۔ دال نہیں گلے گی۔" اُس نے کوبرے کے طلب کیے ہُوئے اسٹیکرز اُسے دے کر کہا۔

"یہ ڈیج مین کون ہے؟"

"خطرناک آدمی۔ اسمگلر ہے اور بے شمار غنڈوں کا باپ۔ آؤ" کوبرے نے کہا اور دونوں ہال میں آ گئے۔ پُورے ہال میں رَش تھا، میزیں خالی نہیں تھیں صرف آٹھ نمبر کی میز پر دو کُرسیاں خالی تھیں، ڈیج مین اسی میز پر کھیل رہا تھا۔ شانوں تک بکھرے بال، چوڑے گچھے دار، خونیوں جیسی آنکھوں والا ڈیج مین بہت خطرناک لگتا تھا۔ کوبرے نے پریشانی سے اِدھر اُدھر دیکھا تو شیران نے اس میز کی طرف اِشارہ کر کے کہا "وہاں جگہ ہے۔"

"وہ ٹیبل نمبر آٹھ ہے عزیزم۔"

"آؤ" شیران نے اس کا بازو کھینچتے ہُوئے کہا اور کوبرے بے اختیار اس کے ساتھ کھنچا چلا گیا لیکن اس کی رُوح قبض ہو رہی تھی۔

کھیلنے والوں نے نگاہیں اُٹھا کر اِن دونوں کو دیکھا، اور پھر ان میں سے ایک کی آواز اُبھری "کیا بدتمیزی ہے؟"

"کھیلیں گے۔" شیران بولا۔

"بھاگ جاؤ۔" اُس نے حقارت سے کہا لیکن شیران نے کُرسی کو ٹھوکر ماری اور کوبرے کو زبردستی بٹھا لیا۔ کوبرے کے بدن میں تھرتھراہٹ تھی جس شخص نے یہ الفاظ ادا کیے تھے اُس نے کُرسی کھسکا کر کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن ڈیج مین نے اس کا بازو پکڑ لیا اور پھر اُس کی غرّاہٹ اُبھری۔

"بیٹھ جاؤ، کھیلنے دو۔"

"شش شکریہ جناب۔" کوبرے نے اسٹیکرز سامنے لگائے۔ شیران بھی کھیل میں شریک ہو گیا تھا۔ ڈیج مین نے ایک شخص کی طرف دیکھ کر کہا "بانٹو۔" اور اُس نے کارڈ تقسیم کرنا شروع کیے۔ شیران اِن چند دِنوں میں کوبرے کا کام دیکھ چکا تھا۔ اِس صفائی سے پتّے بدلتا تھا کہ جادوگری کا گمان ہوتا تھا۔ ڈیج مین کے سامنے نروس معلوم ہوتا تھا لیکن کھیل کے دوران اُس نے جو کچھ کیا شیران کے علم میں بھی نہ آ سکا۔ اسٹیکرز کی ڈھیری اُس کے سامنے اُونچی ہونے لگی۔ کارڈ اُس کے ہاتھ میں آتے تو پھر کوئی گنجائش ہی نہ رہی اور ان سب کے سامنے سے ڈھیریاں کھسکتی رہیں۔ دفعتاً ڈیج مین کے ایک ساتھی نے گدّی پر ہاتھ رکھ

دیا۔ اس کا چہرہ سُرخ ہو رہا تھا۔ یُوں بھی وہ قوی ہیکل اور خطرناک آدمی تھا۔۔۔ اُس کا ایک کان غائب تھا۔ "بے ایمانی ہو رہی ہے باس۔ یہ دونوں ساتھی ہیں۔ آپ کے سامنے ان کی یہ جرأت۔"

"گڑبڑی میرے ہاتھ تھاؤ۔" شیران کی غرّاہٹ اُبھری۔

"اوہ۔ نن نہیں مسٹر۔ اس کی ضرورت نہیں۔ ناراض کیوں ہوتے ہو بھائی!۔۔۔ کیوں جناب آپ کیا کہتے ہیں؟" کوبرے بولا۔

"گیبر۔ بے ایمانی ثابت کرو۔" ڈیج مین کی نگاہ شیران پر تھی۔

"مَیں اِسے قتل کر دُوں گا۔" گیبر نے اُچھل کر کھڑے ہوتے ہُوئے کہا اور پھر اُس نے جھک کر نہایت پھرتی سے چاقو نکال لیا۔ شیران نے بھی پھرتی سے اُس کا گریبان پکڑ کر جھٹکا دیا اور وہ قریب کی ایک میز پر جا پڑا۔ بہت سے کھیلنے والے اُچھل کر کھڑے ہو گئے تھے۔

گیبر نے خود کو سنبھالا اور پھر دیوانوں کی طرح پے در پے چاقو کے وار کرنے لگا لیکن بدقسمتی کا مدِمقابل شیران تھا۔ شیران سکون سے اُس کے وار خالی دے رہا تھا پھر گیبر نے ایک بار بالکل قریب آ کر وار کیا اور یہ اُس کی بدنصیبی تھی۔ شیران نے اُس کا بازو پکڑ لیا پھر اُس کے حلق سے ایک غرّاہٹ نکلی اور اُس نے گیبر کو سر سے بُلند کر کے ایک میز پر دے مارا۔ گیبر کے ہاتھ کا چاقو خود اُس کی پسلیوں میں گھُس گیا تھا۔

کلب میں بھگدڑ مچ گئی لیکن کوبرے ایک اچھا ساتھی تھا، بھاگتے ہُوئے بھی اُس نے شیران کو ساتھ لے لیا تھا اور اُس لڑائی کے دوران اسٹیکر بھی سمیٹ لیے تھے پھر کاؤنٹر کے قریب سے گزرتے ہُوئے اُس نے کاؤنٹر مین سے کہا "حساب رکھنا ورنہ تم سے رقم قبر میں بھی وصول کر لی جائے گی۔" اس کے بعد وہ شیران کو کھینچتا ہُوا باہر لے آیا تھا۔ "اس وقت جان بچاؤ برادر، بعد میں سب ٹھیک ہو جائے گا۔" شیران کو صُورتِ حال کا اندازہ تھا۔ اِس لیے اُس نے تعرض نہیں کیا۔

"گڑبڑ ہو گئی ہے۔ میرے خیال میں وہ مر جائے گا۔ ڈیج مین کا آدمی ہے معمولی بات نہیں تھی۔"

"یہ ڈیج مین میرے ہی ہاتھوں مارا جائے گا۔" شیران نے جواب دیا۔ کلب کے ہنگامے کر اس دوران وہ ٹیکسی تھو آ گئے تھے۔ تھوڑی دُور نکلنے کے بعد کوبرے نے ایک بلس روکی، اور دونوں اس میں بیٹھ گئے لیکن جس جگہ وہ ٹیکسی سے اُترے تھے وہ ایک نئی جگہ تھی۔

"اس عمارت کی پانچویں منزل پر میری ایک سابقہ دوست رہتی ہے۔ ہمیں یہی جگہ سُوٹ کرتی ہے اگر وہ مر گیا تو پولیس کو ہماری ضرورت پیش آئے گی اور ممکن ہے ڈیج مین کے آدمیوں کو بھی۔ یہاں رہ کر حالات کا جائزہ لیں گے۔" کوبرے نے سیڑھیوں کی طرف بڑھتے ہُوئے کہا۔

"تم نے مجھے اس سابق دوست کے بارے میں کبھی نہیں بتایا۔"

"اپنا حساب کتاب بہت لمبا ہے برادر۔ آؤ۔" کوبرے ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

کوبرے کی یہ سابقہ دوست ایک کال گرل تھی۔ نام وِینا تھا۔ جو کچھ بھی تھی مگر خوش اخلاق تھی۔ کوبرے نے اُسے الگ لے جا کر بات کی اور وہ مجسّم اخلاق بن گئی۔ لیکن کھانے کی میز پر شیران کو اُس کا طرزِ گفتگو پسند نہیں آیا تھا۔ وِینا کسی کام سے اُن کے پاس سے ہٹی تو اُس نے کوبرے سے کہا۔

"اپنی اس سابقہ یا حالیہ دوست کو سمجھا دینا۔ مجھ سے بے تکلّف ہونے کی کوشش کی تو اس کے بال پکڑ کر کھال سمیت اُتار لُوں گا، صرف کچی کھوپڑی رہ جائے گی اس کی۔"

"ضرور، ضرور سمجھا دُوں گا برادر۔ تم اطمینان رکھو۔" کوبرے نے دانت نکال کر کہا۔ کھانے کے بعد شیران کو ایک کمرے میں پہنچا دیا گیا جہاں آرام دِہ مسہری لگی ہُوئی تھی۔

نئے ہنگامے دِلچسپی کے لحاظ سے بُرے نہیں تھے پھر اُس کی زندگی کا تصوّر کیا تھا چنانچہ شیران نے کچھ سوچنے کی ضرورت بھی نہیں محسوس کی تھی البتہ رات کا غالباً پہلا پہر تھا جب فلیٹ کی کال بیل زور زور سے بجنے لگی۔ اُس کی آواز سے شیران کی آنکھ کھل گئی تھی۔ باہر کی آوازیں صاف سُنائی دے رہی تھیں۔ وہ اُٹھ کر دروازے کے پاس آ گیا۔

"کون ہے؟" وِینا کی آواز اُبھری اور پھر شاید اُس نے دروازہ کھول دیا پھر وہ چیخی "ارے۔ کون ہو تم لوگ، یہ کیا بدتمیزی ہے؟"

"پولیس میڈم۔" جواب ملا۔

"یہاں کیا جُرم ہو رہا ہے جو اس طرح۔۔۔؟"

"کیا تم تنہا ہو؟"

"میرے بارے میں جانتے ہو تو یہ سوال!۔۔"

"جو کوئی یہاں موجود ہے ہم اس سے مِلنا چاہتے ہیں۔" کہا گیا اور شیران دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ وہ چار افراد تھے۔ شیران کو دیکھ کر وہ اُس کی طرف بڑھ آئے تھے۔

"کیا بات ہے؟" شیران نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"آپ کے علاوہ بھی یہاں کوئی موجود ہے؟"

"صرف میں ہوں عالی جناب۔ فرمایئے۔" کوبرے بھی باہر آگیا تھا۔

"پولیس کو ایک قتل کے سلسلے میں دو آدمیوں کی تلاش ہے تم دونوں کو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا۔"

"ہمیں اعتراض نہیں ہے آفیسر لیکن ہم دونوں ہی کو کیوں؟" کوبرے نے سوال کیا۔

"سوال نہیں، آؤ۔" ایک مسلح آفیسر نے کہا اور کوبرے نے سوالیہ سے انداز میں شیران کو دیکھا۔ شیران نے شانے ہلا دیے۔ وہ پولیس والوں کے ساتھ نیچے آگئے۔ نیچے دو پولیس کاریں کھڑی تھیں۔ ایک کار کا دروازہ کھول کر اُنھیں بیٹھنے کی پیش کش کی گئی اور شیران نے آنکھوں ہی آنکھوں میں کوبرے کو اشارہ کیا۔ دونوں اندر بیٹھ گئے تھے۔ ایک شخص اُن کے برابر بیٹھ گیا۔ باقی لوگوں میں سے دو آگے بیٹھ گئے تھے۔ ایک نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ دوسری کار عقب میں آرہی تھی۔

شیران جانتا تھا کہ پولیس اسٹیشن میں ان دونوں کی شناخت ہو جائے گی اور اس کے بعد۔ اس لیے موقع دینے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ جُونہی کار کو جھٹکا لگا۔ اُس نے نزدیک بیٹھے ہوئے شخص کی گردن دبوچ لی اور پھر اس کا پستول نکالنے میں اُسے دقت نہ ہوئی۔ آگے بیٹھے ہوئے لوگ تو اس دیوانگی کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے تھے جس شخص کی گردن کھینچی گئی تھی، اُس نے جدّوجہد کی تو شیران نے پستول کی نال اس کے حلق پر رکھ کر ٹرائیگر دبا دیا۔ گولی اُس کے حلق سے گدی میں داخل ہوئی اور برابر کی کھڑکی کا شیشہ توڑتی ہوئی باہر نکل گئی۔ ڈرائیور بدحواس ہو گیا تھا۔ چنانچہ اُس کا ہاتھ اسٹیرنگ پر بہک گیا۔

لیکن بُزدل کوبرے بھی اس وقت کام کا آدمی ثابت ہوا تھا۔ اُس نے پھرتی سے برابر کا دروازہ کھول کر خون اُگلتے ہوئے پولیس مین کو باہر دھکا دے دیا۔ اس دوران شیران نے ڈرائیور کے نزدیک بیٹھے ہوئے شخص کے سر کا نشانہ لے کر دُوسرا فائر کر دیا، جو پستول نکال کر پلٹنے ہی والا تھا۔ اس بار بھی گولی اس شخص کے سر کی ہڈی کو توڑ کر ونڈ اسکرین سے باہر نکل گئی تھی۔ شیران کی وحشت عود کر آئی تھی اُس نے پُوری قوت سے آگے جُھک کر ڈرائیور کا سر اسٹیرنگ سے ٹکرا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اُس نے اسٹیرنگ پیچھے سے سنبھال لیا تھا۔ کوبرے نے پچھلا دروازہ بند کر دیا، لیکن کار پوری سڑک پر لہرا رہی تھی اور ڈرائیور کے پاؤں کا دباؤ ایکسیلیٹر پر بڑھ گیا تھا۔

کوبرے نے پیچھے کا دروازہ بند کر کے خود بھی اپنی جگہ چھوڑ دی اور پھر اسٹیرنگ کے برابر کا دروازہ کھول کر اس دوسرے شخص کو باہر دھکیلنے لگا۔ شیران اس دوران اسٹیرنگ والی سیٹ کی پُشت پر چڑھ بیٹھا تھا۔ وہ خود بھی اسٹیرنگ کے برابر کا دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا پھر وہ اس کوشش میں کامیاب ہو گیا اور زبردست اور طاقت ور ہاتھ نے ڈرائیور کو اسٹیرنگ سیٹ سے اُٹھا کر باہر پھینک دیا۔ اس کے ساتھ ہی کوبرے پھرتی سے آگے آگیا تھا۔ اُس نے بڑی مہارت سے اسٹیرنگ کنٹرول کر لیا تھا۔

کاریں خون ہی خون بکھرا ہوا تھا۔ تعاقب کرنے والی کار ان پھیکتی ہوئی لاشوں کے چکر میں پھنس گئی تھی۔ اس لیے تعاقب جاری نہ رہ سکا تھا۔ اب صُورتِ حال اُن کے قابو میں تھی۔

لیکن یہ سفر تھوڑی ہی دیر کے بعد پُرسکون نہ رہ سکا تھا۔ وہ ایک چوراہے سے مُڑے ہی تھے کہ اچانک تین چار پولیس کاریں خوفناک آوازیں سائرن بجاتی اُن کی طرف لپکیں۔ ان کی سُرخ بتیاں تیزی سے گھوم رہی تھیں۔ کوبرے نے پھرتی سے کار چوراہے سے گُھما کر ایک مختلف راستے پر ڈال دی اور پولیس کاریں جھونک میں آگے بڑھ گئیں پھر خوفناک آوازیں سُنائی دیں۔ کاریں بریکوں کی چرچراہٹ کے ساتھ گھوم رہی تھیں۔

"اب کیا خیال ہے برادر۔" کوبرے کی آواز سُنائی دی۔

"اسٹیرنگ سنبھالے رکھو۔" شیران کی چہکار سُنائی دی اور پھر اُس نے پیچھے مُڑ کر پستول کے دستے سے کار کا عقبی شیشہ توڑ دیا۔ پستول میں صرف چار گولیاں تھیں اور پیٹرول پولیس کی کاروں میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے زمین یہ کاریں اُگل رہی ہو۔

شیران کو اندازہ ہو چکا تھا کہ صورتِ حال پُوری طرح خراب ہو چکی ہے اور اب پولیس کے ہاتھ لگ جانے کا مطلب یہ ہے کہ پُوری زندگی یا تو جیل میں گزر جائے یا پھر اطمینان سے الیکٹرک چیئر۔ اس لیے اب کسی تکلف کا سوال نہیں تھا۔ اُس نے سب سے آگے والی کار کا نشانہ لیا اور گولی چلا دی۔ نشانہ اسٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے ڈرائیور کا لیا گیا تھا اور پہاڑوں کے باسی چُوکنے والے نشانے نہیں لگاتے۔

پیچھے آنے والی کاریں ایک ہولناک حادثے کا شکار ہو گئیں چونکہ وہ انتہائی برق رفتاری سے اور ایک دُوسرے سے

بالکل قریب قریب آرہی تھیں چنانچہ جُونہی آگے والی کار کے ڈرائیور کو گولی لگی اس کا اسٹیرنگ گھوم گیا اور پیچھے آنے والی کئی کاریں اس پر چڑھ گئیں۔ خوفناک دھماکے ہوئے جن ڈرائیوروں نے اسٹیرنگ کاٹ کر اپنی کاروں کو بچانے کی کوشش کی وہ دُکانوں اور عمارتوں میں گھس گئے۔ اس طرح شیران کی کار کو دُور نکل جانے کا موقع مل گیا۔ کوبرے کسی قدر مطمئن ہو گیا تھا اور اب سکون سے کار چلا رہا تھا۔

"مسٹر کوبرے۔" شیران نے مُسکراتے ہوئے کہا۔ "بہتر یہ ہے کہ اب کار کسی مناسب جگہ روک دو اور نکل چلو۔ ہمارا تعلق پولیس سے نہیں ہے۔"

"اوہ۔ ہاں۔" کوبرے نے جلدی سے رفتار سُست کر کے کار ایک سائڈ پر کر لی۔ دونوں پھرتی سے نیچے اُتر آئے اور تیز تیز قدموں سے ایک طرف چل پڑے۔ اُنھیں کسی ایسی خاص جگہ کی تلاش تھی جہاں رُک کر وہ سانس لے سکیں اور آئندہ کے بارے میں کچھ فیصلے کر سکیں۔ یہاں مکمل سناٹا چھایا ہُوا تھا۔ آگے بڑھ کر وہ دائیں سمت گھوم گئے۔ اس طرح تھوڑی دُور چلنے کے بعد وہ ایک خوبصورت علاقے میں پہنچ گئے۔ ایک نہر جو شہر کے نواحی علاقے کو سیراب کرتی ہوئی دُور نکل جاتی تھی اُن کے سامنے تھی۔

"کام بن گیا برادر۔" کوبرے نے کہا۔

"کیا ہُوا؟"

"ہمیں کسی پُرسکون جگہ کی تلاش تھی نا۔ اس نہر کے کنارے دولت مند لوگوں کے ہٹ بنے ہوئے ہیں فرصت کے اوقات میں یہاں مچھلی کے شوقین لوگ آجاتے ہیں اور اپنے گھر کے آنگن میں بیٹھ کر مچھلیاں شکار کرتے ہیں۔ دُنیا کی بہترین نسل کی مچھلیاں یہاں پروان چڑھائی جاتی ہیں یہ نہر فشنگ پیراڈائز کہلاتی ہے چنانچہ ہمیں یہاں خالی مکان مل سکتے ہیں جن میں داخل ہو کر ہم کچھ وقت گزار سکتے ہیں۔"

"خوب۔ چلو کوئی خالی مکان تلاش کریں۔" شیران نے کہا اور وہ نہر کی اُترائی کی جانب چل پڑے۔ نیچے اُترنے کے لیے جگہ جگہ سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں اس لیے کوئی دقت نہیں ہوئی اور پھر جو سب سے پہلی جگہ اُنھیں نظر آئی اسی کو اُنھوں نے منتخب کر لیا۔

چھوٹے سے خوبصورت ہٹ میں مکمل تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ چھ فٹ اُونچی دیوار کو پھلانگنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی اور وہ احاطے میں پہنچ گئے پھر وہاں سے ہٹ کے دروازے پر۔ دروازے کو دھکیل کر دیکھا تو وہ کُھل گیا اور دونوں اندر داخل ہو گئے سامنے لمبی راہداری تھی اور اس کے اختتام پر ایک کمرے کا دروازہ تھا۔ ویسے ہٹ میں چار یا پانچ کمرے اور ... بھی تھے لیکن اُنھوں نے اسی کمرے کا انتخاب کیا۔ اندر داخل ہو کر دروازہ بند کیا اور

ابنِ حسن عثمان آبادی کا ایک شاہکار ناول

تحیر، تجسس اور رومان سے بھرپور

ایک چونکا دینے والا ناول

چیل کوّے

راستوں کے اندھیرے دُور کرنے والے اُن بدنصیب چراغوں کی داستان جن کے پاس اپنے لیے صرف اور صرف اندھیرے تھے کیونکہ صدیوں سے ایک بددُعا اُن کا پیچھا کر رہی تھی۔

اُن نوابوں کی کہانی جن کی قسمت میں جوان ہونے کے بعد راتوں میں جاگنا اور رونا لکھا تھا۔

ایڈونچر سے بھرپور ناول

قیمت -/100 روپے

ڈاک خرچ -/20 روپے

علیم الحق حقی کے دو ناول

پرماتما

قیمت -/150

ببول

قیمت -/150

علی میاں پبلی کیشنز عزیز مارکیٹ اُردو بازار لاہور

دیوار پر سوئچ بورڈ تلاش کرکے روشنی کردی۔

کمرہ بہترین آراستہ تھا۔ صوفے پڑے ہوئے تھے۔ تیز روشنی میں اُنھوں نے اپنا حلیہ دیکھا۔ لباس خون آلود ہو رہا تھا۔ کوبرے بولا "فکر مت کرو برادر، میں لباس دھو کر استری کرلوں گا۔ یہاں اس کے انتظامات ضرور ہوں گے۔"

"اوہ ٹھیک ہے۔ میں کسی بات کی فکر نہیں کرتا۔"

"کچن میں بھی کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا۔"

"کیا یہاں چوکیدار نہیں ہوتا؟" شیراں نے سوال کیا۔

"نہیں۔ عموماً نہیں ہوتا مگر علاقہ کمیٹی کے کچھ ممبر ضرور ہوتے ہیں جو دن کی روشنی میں یہاں صفائی وغیرہ کردیتے ہیں۔"

... ابھی کوبرے نے اتنا ہی کہا تھا کہ دفعتاً انھیں ایک آہٹ سُنائی دی۔ کوبرے خاموش ہوگیا۔

"روشنی گُل کردو۔" شیراں نے کہا اور کوبرے اپنی جگہ سے اُٹھ گیا لیکن اسی وقت دروازہ کھُل گیا تھا۔ اُن کے حلق سے آوازیں نکل گئیں۔ دونوں نے چونک کر دروازے پر کھڑی ہوئی شخصیت کو دیکھا... درمیانے قد کی ایک خوبصورت لڑکی تھی جو شب خوابی کے لبادے میں ملبوس تھی۔ بال بکھرے ہوئے تھے اور میک اَپ بگڑا ہوا نظر آرہا تھا لیکن اس کے ہاتھ میں دبے ہوئے پستول کا رُخ اُنھی کی جانب تھا۔ آنکھوں میں ایسی کیفیت تھی جیسے وہ سوتے سوتے جاگ اُٹھی ہو۔ اُس نے سرد نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھا اور دفعتاً اس کے چہرے پر نمایاں تبدیلی پیدا ہوگئی۔ وہ بے اختیار کئی قدم آگے بڑھ آئی... اور آگے بڑھنے کی اس کوشش میں احتیاط نہیں تھی، اگر یہ لوگ چاہتے تو اس موقعے پر لڑکی پر حملہ کرسکتے تھے اور بآسانی اس پر قابو پاسکتے تھے۔

"اوہ۔ اوہ مائی گاڈ! کیا یہ سچ ہے؟ کیا یہ واقعی تم دونوں ہو؟" اس کے مُنہ سے حیرت آمیز آواز نکلی اور کوبرے چونک کر اُسے دیکھنے لگا۔

"کون ہو تم، کیا چاہتی ہو؟" کوبرے نے اپنی آواز پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"اتفاق ہے بالکل اتفاق ہے۔ ایسے حادثے بعض اوقات ناقابلِ یقین ہوتے ہیں۔"

"ہاں۔ ہوتے تو ہیں لیکن تمھارا جغرافیہ کیا ہے؟" کوبرے نے کہا۔ لڑکی نے پستول لاپروائی سے ایک سمت ڈال دیا۔ شیراں کی آنکھوں میں حیرانی کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔ یہ پستول اُس کی دسترس سے دُور نہیں تھا۔ حالانکہ پستول اُس کے پاس بھی موجود تھا اور اُس میں ابھی تین گولیاں باقی تھیں لیکن لڑکی کے پستول پر قبضہ جمانے میں اُس نے دیر نہیں کی تھی۔ لڑکی نے لاپروائی کی نگاہوں سے شیراں کی یہ کوشش دیکھی اور پھر مُسکرا کر بولی "یہ پستول لانے کی وجہ یہ تھی کہ میں نہیں جانتی تھی، میرے ہٹ میں داخل ہونے والے کون ہیں؟ میں تم لوگوں کی آمد پر بہت خوش ہوں۔"

"ہم لوگ ایسی ہی شخصیت کے مالک ہیں کہ ہم سے ملنے والے عموماً خوش ہوجاتے ہیں۔" کوبرے دانت نکال کر بولا۔ لڑکی اطمینان سے اُن کے سامنے ایک صوفے پر بیٹھ گئی اور پھر اُس نے مُسکراتے ہوئے کہا... "میرا نام جین تھامس ہے۔ تم لوگ مجھے جین کے نام سے پکار سکتے ہو۔"

"اپنی اس اداکاری کا مقصد بتاؤ۔" شیراں نے سرد لہجے میں کہا۔

"اداکاری؟" لڑکی نے دلچسپی سے شیراں کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر مُسکرا کر بولی "کون سی اداکاری کی بات کررہے ہو۔ میں نے یہ بھرا ہوا پستول اس طرح تمھارے سامنے پھینک دیا ہے غالباً اس بات پر تمھیں تعجب ہوا ہے۔"

"ہمیں کسی بات پر تعجب نہیں ہوتا اچھے اچھے ہمیں دیکھ کر بدحواس ہوجاتے ہیں۔" کوبرے بولا۔

"مگر میرے ساتھ ایسی کوئی بات نہیں ہے میں تو تمھیں اس طرح دیکھ کر خوش ہوئی ہوں۔" جین نے کہا۔

"اس خوشی کی وجہ بتانا پسند کرو گی؟" کوبرے بولا۔

"ہاں۔ کیونکہ مجھے تمھاری تلاش کی ذمّہ داری سونپی گئی تھی اور ہدایت کی گئی تھی کہ جس طرح بھی ممکن ہوسکے تم سے رابطہ قائم کروں۔"

"کس نے سونپی تھی یہ ذمّہ داری؟" کوبرے نے سوال کیا۔

"ڈیج مین نے۔ اُس نے جس کے سامنے تم اُس کے ایک ساتھی کو ہلاک کرکے اطمینان سے نکل آئے تھے۔" لڑکی نے کہا اور کوبرے ٹیڑھی نگاہوں سے شیراں کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم اس ہٹ میں کیا کررہی تھیں؟" شیراں نے پوچھا۔

"میں یہیں رہتی ہوں ڈیج مین نے یہ رہائش مجھے دے دی ہے۔ اتفاق سے یہ اُسی کی ہٹ ہے۔"

"بڑا دلچسپ اتفاق ہے۔" کوبرے نے مسکراتے ہوئے کہا... پھر پوچھا "لیکن ڈیج مین نے تمھیں ہماری تلاش کی ذمّہ داری

کیوں سونپی تھی؟"

"تم جس طرح وہاں سے فرار ہوئے تھے اس طرح تمھارے لیے چلے آنا ضروری نہیں تھا کیونکہ ڈیج مین جن لوگوں کو پسند کرلیتا ہے وہ دُنیا کی ہر آفت سے محفوظ رہتے ہیں۔" لڑکی نے مُسکراتے ہوئے کہا۔ ایک بار پھر کوبرے نے شیراں کی طرف رُخ کرکے اُسے آنکھ سے اشارہ کیا۔

"ڈیج مین نے ہم لوگوں کو پسند کرلیا ہے؟"

"ہاں۔"

"اور اپنے ساتھی کی موت کا انتقام لینا چاہتا ہے۔"

"کیسی باتیں کرتے ہو! ڈیج مین جس سے انتقام لینا چاہتا ہے اُسے مرنے سے کوئی نہیں روک سکتا لیکن وہ دلیروں کا قدردان ہے۔ اگر وہ چاہتا تو تم ہوٹل سے باہر بھی نہیں آسکتے تھے۔"

"اے لڑکی، بات سُن۔ ڈیج مین سے کہنا کہ وہ جہاں چاہے ہم سے ملاقات کرلے اور ہمیں روکنے کی کوشش کرے۔" شیراں ہاتھ اُٹھا کر بولا۔

"نہیں نہیں۔ جھگڑنے میں آنے کی ضرورت نہیں، ڈیج مین تمھیں اپنے دوستوں میں شامل کرنا چاہتا ہے۔"

"اور اس کے لیے اُس نے تمھیں اس ہٹ میں بھیج دیا کیوں؟" شیراں بولا۔

"میں بتا چکی ہوں تمھیں کہ میں اسی ہٹ میں رہتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے ہمیں ڈیج مین سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ یہ رات ہم اسی ہٹ میں گزاریں گے اور اس کے بعد ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔" شیراں لاپروائی سے بولا۔

"لیکن مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ اگر تم لوگ کہیں مل جاؤ تو جس طرح بھی ممکن ہوسکے تمھیں ڈیج مین سے دوستی پر آمادہ کروں۔" شیراں نے کچھ بولنا چاہا لیکن کوبرے نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"ٹھیک ہے اگر ڈیج مین ہمارا مخالف نہیں ہے تو ہم اپنی مرضی کے مطابق کسی وقت بھی اس سے ملاقات کریں گے۔"

"یہ تمھارا پیغام ہے تو میں اسے ڈیج مین تک پہنچا دوں گی۔" لڑکی نے کہا اور پھر مسکرائی "میں تمھیں اس ہٹ میں خوش آمدید کہتی ہوں اب یہ تمھاری مرضی ہے کہ چاہو تو یہاں رہو یا اگر یہاں سے جانا چاہو تو چلے جاؤ لیکن اگر یہاں رہنا چاہو، تو مجھے بتاؤ میں تمھاری کیا خدمت کروں؟"

"کافی مل سکتی ہے؟" کوبرے نے پوچھا۔

"ہاں کیوں نہیں کافی کے ساتھ بھی اگر کچھ چاہو تو۔"

"لیکن اس میں بے ہوشی کی دوا نہیں ہونی چاہیے۔" کوبرے بولا۔

"بہتر ہوگا کہ تم میں سے کوئی ایک میرے ساتھ کچن میں چلے تاکہ تمھیں مجھ پر اعتماد رہے۔"

"ہم دونوں ہی چلتے ہیں۔ کیوں لارڈ؟" کوبرے نے آنکھ مار کر شیراں کی طرف دیکھا اور شیراں نے گردن ہلا دی۔ لڑکی کے ساتھ وہ کچن میں پہنچ گئے۔ ہٹ کے کچن میں تقریباً تمام سامان موجود تھا۔ فریج میں مختلف قسم کی کھانے پینے کی چیزیں اور پھل وغیرہ رکھے ہوئے تھے۔ اُس نے اُن کے سامنے کافی بنائی اور برتن میں ڈال کر دُوسری چیزیں ٹرے میں سجانے لگی۔

"اب مجھے اس بات کا حق تو دو کہ میں یہ ٹرے لے کر تمھارے ساتھ چلوں۔" اپنے کام سے فارغ ہوکر وہ بولی۔

"ہاں۔ ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے آجاؤ۔" کوبرے نے کہا اور وہ جین کے ساتھ کمرے میں آگئے۔ جین خود بھی اُن کے ساتھ کھانے میں شریک ہوگئی تب پھر اُس نے کہا "ڈیج مین کی فطرت کے بارے میں، میں تم لوگوں کو کیا کیا بتاؤں بس یُوں سمجھ لو کہ وہ خطرناک بھی ہے لیکن بُرے لوگوں میں وہ ایک اچھا انسان ہے۔"

"اچھے انسان تم ہو جو ایک بُرے آدمی کی تعریف کررہی ہو۔" شیراں بولا۔

"نہیں۔ ایسا نہ کہو۔ میرے ساتھ اُس نے بہت اچھا سلوک کیا ہے۔ میں ایک مظلوم اور بے سہارا لڑکی تھی۔ دُنیا کے ہاتھوں میں کھلونا بنی ہوئی تھی۔ فٹ بال بنا دیا تھا اُنھوں نے مجھے۔ ڈیج مین نے میرے سر پہ ہاتھ رکھا اور اس کے بعد میری تقدیر بدل گئی۔ میں خود اُس کی بے حد شکرگزار ہوں۔ وہ میرے ساتھ اپنی بیٹیوں جیسا سلوک کرتا ہے۔"

"کمال ہے اپنی بیٹیوں کو وہ ایسے کاموں پر بھی لگا دیتا ہے۔" کوبرے ہنسا۔

"نہیں ایسی بات نہ کہو پلیز۔ میں تم سے درخواست کرتی ہوں۔ میرا کام صرف یہ ہے کہ میں اُس کے لیے چھوٹے موٹے کام کرتی رہوں ایسے جو قابلِ دست اندازی پولیس نہ ہوں۔" اس نے کہا اور دفعتاً اُس کے ہاتھ سے کافی کی پیالی چھُوٹتے چھُوٹتے بچی۔ اُس نے ان لوگوں کے کپڑوں پر پڑے ہوئے خون کے دھبوں کو دیکھ لیا تھا۔

"یہ خون کیسا ہے؟"

"بہت اچھا ہے چونکہ پولیس والوں کا ہے۔ اس لیے تم فکر مت کرو۔" شیران مسکرا کر بولا۔

"پولیس والوں کا خون؟" لڑکی سرسراتی ہوئی آواز میں بولی۔

"ہاں ہمارے ہاتھوں چند پولیس والے قتل ہو گئے ہیں۔"

"بات خطرناک ہے میرا خیال ہے تمھیں فوراً ڈیج مین سے مل لینا چاہیئے، پولیس ویسے بھی تمھاری تلاش میں سرگرداں ہے۔" لڑکی بولی۔ شیران کچھ سوچنے لگا تھا کوبرے اس دوران کہنے لگا "میں نے کہا تاہم اس سے اپنی مرضی کے مطابق ہی ملیں گے۔"

"نہیں" شیران ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ "اگر لڑکی کہتی ہے کہ وہ بہت اچھا انسان ہے تو پھر مجھے اس سے ملنے میں کوئی اعتراض نہیں۔"

"ہاں۔ میں تم سے اس بات کی درخواست کرتی ہوں۔" لڑکی نے کہا۔ "ممکن ہے ہمیں دیر ہو جائے۔"

"تو پھر کب لے جاؤ گی تم ہمیں ڈیج مین کے پاس۔"

"جب تم چاہو اگر اسی وقت چلنا چاہو تو میں اس کا انتظام کر سکتی ہوں۔" لڑکی بولی۔ کوبرے نے سوالیہ نظروں سے شیران کو دیکھا اور شیران گردن ہلا کر بولا۔ "ہمیں کوئی اعتراض نہیں . . . لیکن رات کا یہ وقت اس سے ملاقات کے لیے موزوں رہے گا؟"

"جس جگہ وہ رہتا ہے وہاں راتیں جاگتی ہیں۔"

"تو پھر ہم بھی جاگ رہے ہیں، کافی پینے کے بعد چلتے ہیں۔" شیران بولا اور لڑکی تیار ہو گئی۔ پھر اُس نے کہا "یہاں میرے پاس کار موجود نہیں ہے اگر تم اجازت دو تو میں ٹیلی فون کر کے کار منگوا لوں؟"

"یہاں ٹیلی فون ہے؟"

"ہاں دُوسرے کمرے میں ہے شاید تم نے دیکھا نہیں۔"

"بس تو پھر ٹھیک ہے اُسے فون کر دو۔" شیران نے کہا اور لڑکی اُٹھ کر باہر نکل گئی۔ کوبرے نے پریشان نگاہوں سے شیران کو دیکھا اور بولا "یہ اچانک تمھارے اُوپر اتنی شرافت کیسے طاری ہو گئی برادر؟"

"شرافت؟" شیران مسکرا کر بولا۔ "اُس نے کہا تھا کہ اگر وہ چاہتا تو میں کلب سے نہیں نکل سکتا تھا، اب میں اُس کے گھر جا رہا ہوں دیکھتا ہوں وہ مجھے کیسے روکتا ہے۔"

"ٹھیک ہے ڈیئر برادر۔ کوبرے تو وہاں ہے جہاں تم۔" لڑکی ٹیلی فون کر کے واپس آ گئی۔ کوبرے کے خیال میں شیران نے حسبِ عادت ایک احمقانہ اقدام کیا تھا۔ فوری طور پر ڈیج مین سے ملاقات کوئی بہتر بات تو نہ تھی لیکن کوبرے اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں کر سکتا تھا۔ تقریباً پون گھنٹے کے بعد ایک کار وہاں آ گئی اور دونوں لڑکی کے ساتھ بیٹھ کر چل پڑے۔ رات خاصی گزر گئی تھی لیکن اب بھی بعض علاقے پُر رونق تھے۔ یہ ہوٹلوں اور نائٹ کلبوں کے علاقے تھے۔ کار ڈرائیور ایک ٹھگنے سے قد کا آدمی تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک خوبصورت نائٹ کلب کے سامنے پہنچ گیا جس پر "گرائن" کے نیون سائن جگمگا رہے تھے۔ گرائن کلب کی راہداری سے گزرنے کے بعد وہ ایک بڑے ہال میں پہنچ گئے۔

"عمارت خاصی کُشادہ اور خوبصورت تھی۔ فرش پر سُرخ قالین بچھے ہوئے تھے۔ شاندار راستوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک ہال میں پہنچ گئے جہاں ایک دراز قد آدمی نے اُن کا استقبال کیا اور اُنھیں بیٹھنے کی پیش کش کی۔ ہال میں شاندار فرنیچر سجا ہُوا تھا۔ لمبا آدمی اُنھیں وہاں بٹھا کر ایک دروازے سے اندر چلا گیا تھا۔ کوبرے نے سوالیہ نگاہوں سے جین کی طرف دیکھا تو وہ بولی "یہ کلب ڈیج مین ہی کی ملکیت ہے۔ میں نے تم لوگوں کو بتایا تھا کہ وہ ان علاقوں کا شہنشاہ ہے۔ اس کے ہاتھوں کی پہنچ بہت دُور تک ہے۔ ایسے ایسے کئی کلب اور ہوٹل اس کی ملکیت ہیں۔"

"دیکھیں گے دیکھیں گے۔" شیران نے گردن ہلا کر کہا۔ چند لمحات بعد دراز قد آدمی باہر نکلا اور اُس نے لڑکی کی طرف رُخ کر کے کہا۔ "جین تم واپس جا سکتی ہو۔ ڈیج مین دونوں معزز مہمانوں سے تنہا ملاقات کرے گا۔" جین نے خاموشی سے گردن ہلا دی اور واپسی کے لیے مُڑ گئی، شیران اور کوبرے دراز قامت شخص کی درخواست پر اندرونی دروازے کی جانب چل پڑے تھے۔ اس دروازے کے دُوسری طرف بھی ایک ہال نما کمرہ تھا جو انتہائی خوبصورتی سے آراستہ تھا۔ ڈیج مین اس کمرے میں ایک شاندار کُرسی پر بیٹھا ہُوا تھا۔ اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک بہت خوبصورت لڑکی صوفے پر بیٹھی ہُوئی تھی جس کی عمر انیس بیس سال سے زیادہ نہیں تھی۔ بڑے حسین لباس میں تھی . . . اور اُس کے چہرے میں ایسی کشش تھی جس کی وجہ سے ایک بار اُسے دیکھ کر دوبارہ دیکھنے کی خواہش دِل میں پیدا ہو جاتی تھی۔ ڈیج مین نے مُسکراتی نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھا اور پھر ایک طرف اِشارہ کر کے بولا۔ "بیٹھو تم لوگوں کے اِس قدر جلد مِل جانے کی توقع نہیں تھی تاہم میں تمھیں خوش آمدید کہتا ہوں۔"

"اس لڑکی نے کہا تھا کہ اگر ڈیج مین چاہتا تو ہم اس کلب سے باہر نہیں نکل سکتے تھے جس کے جواب میں، میں نے اُس سے کہا کہ ڈیج مین جہاں ہمیں طلب کرے، ہم پہنچ جائیں گے اور اس کے بعد وہ ہمیں نکلنے سے روک سکتا ہے تو روک لے۔" شیران کے اِن الفاظ

پر کوبرے کا تو دم ہی نکل گیا . . . لیکن ڈیج مین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میں اندازہ لگا چکا ہُوں کہ تم جنگل کے شیر کی مانند ہو، جو آبادیوں میں آ گیا ہے۔ میں نے تمھارے لڑنے کا انداز دیکھا تھا، لیکن شاید جین نے تمھیں میرے بارے میں تفصیل نہیں بتائی۔ میں تمھیں کسی دُشمنی کی بُنیاد پر نہیں بلکہ دوستوں کے انداز میں طلب کیا تھا۔" اُس نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہم بھی دوستی کا جواب دوستی سے ہی دیتے ہیں لیکن وہ جو ہمارے سامنے بڑے بننے کی کوشش کرتے ہیں فائدے میں نہیں رہتے۔" شیران بولا۔

"ٹھیک ہے ایسا ہونا بھی چاہیئے۔ طاقت اور عقل اگر یکجا ہو جائیں تو قابلِ قدر ہوتی ہیں۔ بہرطور میں ایک بار پھر تم سے کہتا ہُوں کہ میں نے تمھیں دوستوں کی مانند بُلوایا ہے۔" ڈیج مین بُرا مانے بغیر بولا۔

"کیا چاہتے ہو ہم سے؟" شیران بولا۔

"ایسے لوگوں کو میں اپنے ساتھیوں میں دیکھنا پسند کرتا ہوں بشرطیکہ وہ قبول کر لیں۔"

"تمھارے ساتھیوں کو کیا کرنا ہوتا ہے؟" شیران نے پوچھا۔

"عیش صرف عیش اور اگر وہ پسند کریں تو میری ذمّے داریوں میں ہاتھ بٹا سکتے ہیں لیکن میں ایسے لوگوں کو اپنے آپ سے دُور نہیں رکھتا . . . میں تمھیں پیش کش کرنا چاہتا ہُوں۔ اگر تم پسند کرو تو ڈیج مین کے ساتھیوں کی حیثیت سے زندگی عیش سے گزار سکتے ہو لیکن تمھیں اپنے آپ کو ڈیج مین کے دوستوں میں تسلیم کرنا ہوگا۔" ڈیج مین بولا۔

"عمدہ بات ہے گویا یہاں ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔" شیران تمسخرانہ انداز میں بولا۔

"ڈیج مین جو کچھ کہتا ہے اُس پر ہمیشہ عمل کرتا ہے۔"

"اگر یہ بات ہے جناب تو میرا خیال ہے کہ اس سے بڑھ کر ہماری خوش قسمتی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔" کوبرے بولا۔

"ہاں۔ ہاں ٹھیک ہے ہم بھی دوستوں کو نظر انداز نہیں کرتے۔" شیران نے کہا اور ڈیج مین مُسکراتے ہُوئے گردن ہلانے لگا پھر اُس نے کہا "سنو۔ میری آنکھیں کمزور نہیں ہیں۔ میں انسانوں کو شناخت کر سکتا ہُوں۔ عام لوگوں کو میں قطعی گھاس نہیں ڈالتا کیا تاش میں تم اتفاقیہ طور پر جیت رہے تھے؟" اس بار اُس نے کوبرے کی طرف رُخ کر کے کہا۔

"نہیں مسٹر ڈیج مین وہ ہاتھوں کا کمال تھا۔"

"یہ کیا کمال تھا کہ تم پتّوں کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے تھے۔"

"بس کمال کمال ہوتا ہے یہ ہماری روزی ہے مسٹر ڈیج مین۔"

"صرف اس کی۔ میری نہیں۔" شیران نے درمیان میں لقمہ دیا۔

"ہاں۔ ہاں میں جانتا ہُوں یہ کارروائی یہی شخص کر رہا تھا لیکن خُوب تھی مجھے پسند آئی۔" ڈیج مین نے کہا۔

"شکریہ جناب۔ میں آپ کی اس عنایت کا دِل سے شکرگزار ہوں۔" کوبرے بولا۔

"اس دوران پولیس سے تو تمھارا واسطہ نہیں پڑا؟" ڈیج مین نے پوچھا۔

"واسطہ پڑا ہے چیف۔" کوبرے ایکدم بول پڑا۔ لیکن شیران نے ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

"میں دوستوں سے کوئی بات چھپانے کا قائل نہیں ہُوں ڈیج مین! جو کچھ ہُوا ہے کوبرے تمھیں بتا دے گا لیکن مسٹر ڈیج مین ہم دُوسروں کے شانوں پر بندوق رکھ کر نہیں چلاتے جو کچھ ہم نے کیا ہے اس کے ذمّے دار ہم خود ہی ہیں۔"

"کیا ہُوا بتاؤ؟" ڈیج مین بولا اور کوبرے نے تمام تفصیلات اُسے بتا دیں۔ اس دوران لڑکی بالکل خاموش بیٹھی رہی تھی وہ کچھ مغرور سی معلوم ہوتی تھی اُس کے چہرے پر اُن دونوں کے لیے کوئی تاثر نہیں اُبھرا تھا۔ تمام تفصیل سُننے کے بعد ڈیج مین نے کہا۔ "خیر اس مسئلے کو بھی دیکھ لیا جائے گا۔ تم اس سلسلے میں اطمینان رکھو میں ٹھیک کر لُوں گا۔"

"تو پھر اب ہمارے لیے کیا حکم ہے چیف؟"

"کچھ نہیں۔ میں تم سے ملاقات کرنا چاہتا تھا اور تمھیں اپنے ساتھ شامل کرنے کا خواہشمند تھا سو یہ ہو گیا۔ اس کے بعد تمام تر ذمّے داریاں میں قبول کرتا ہُوں۔ یہ میری بیٹی گرائنا ہے۔ گرائن اِسی کے نام سے منسوب ہے۔"

"بہت خوشی ہُوئی مِس گرائنا سے مل کر۔" کوبرے بولا، لیکن لڑکی نے اس کے بعد بھی کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"بہتر ہے اب تم لوگ آرام کرو فی الحال میں گرائن کے اوپری حصے میں تمھارے لیے رہائش کا بندوبست کیے دیتا ہُوں، اِس کے بعد جو کچھ بھی ہوگا تمھاری مرضی سے ہی ہوگا۔" کوبرے نے شیران کی طرف دیکھا اور شیران نے آہستہ سے گردن ہلا کر کہا۔

"اگر مسٹر ڈیج مین ہمارے ساتھ یہ مہربانی کرنا چاہتے ہیں تو اُسے قبول کرنے میں اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔" ڈیج مین نے

صوفے کے ہتھے میں لگی ہُوئی گھنٹی بجادی۔ وہی لمبا آدمی اندر داخل ہُوا... ڈیج ین نے اُسے ہدایت دی۔

"معزز مہمانوں کو میرے ذاتی بیڈ رُوم میں لے جاؤ۔ انھیں یہاں کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔"

"بہت بہتر جناب۔" دراز قامت شخص نے گردن خم کرکے کہا اور ڈیج ین نے کھڑے ہوکر گرمجوشی سے اُن سے ہاتھ ملاکر اُنھیں رخصت کردیا...

گرائن ایک خوبصورت کلب تھا۔ یہاں اُنھیں دُنیا کی ہر آسائش مُہیّا کردی گئی تھی۔ ایک ہفتے سے زیادہ گزر گیا تھا۔ ایک قیمتی کار اُنھیں دے دی گئی تھی اور اُنھیں ہر جگہ جانے کی آزادی تھی۔ کوبرے بھی بہت خوش تھا۔ اُسے کئی بار ینی دوست لڑکی یاد آئی تھی۔ "نہ جانے پولیس نے بے چاری دینا کے ساتھ کیا سلوک کیا ہوگا؟ دِل چاہتا ہے کہ ایک بار اُس کی خیریت معلوم کی جائے۔"

"اس میں دقت کیا ہے؟ مل آؤ اُس سے۔"

"نہیں برادر۔ میں دلیر نظر آتا ہوں، لیکن ہوں نہیں۔ کسی پولیس والے پر نگاہ پڑ جاتی ہے تو آنکھیں بند کرلیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے پولیس دینا کی نگرانی کررہی ہوگی ...۔ اور اس بلڈنگ میں تو شاید ہر فلیٹ میں پولیس موجود ہو۔ جہاں میں رہتا تھا۔" کوبرے نے جواب دیا۔ شیران ہنسنے لگا تھا پھر اُس نے کہا۔ "ہم کب تک یہاں حرام خوری کرتے رہیں گے۔ ڈیج ین اچھا انسان ہے لیکن مفت کی روٹیاں توڑنا بھی تو اچھی بات نہیں ہے۔"

"برادر۔ سمجھ دار لوگوں کا کہنا ہے کہ جب تک آرام سے ملتی رہے نہ چھوڑو۔ مجبوری دُوسری بات ہے۔"

"یہ بات تمھارے بزرگوں نے کہی ہوگی۔ میرے بزرگوں کو اگر اس کا شبہ بھی ہو جائے تو پھانسی پر چڑھا دیں گے۔"

"شکر ہے ان میں سے کوئی یہاں موجود نہیں ہے۔" کوبرے بولا۔

"تم بھی مکھیاں مار رہے ہو، گرائن میں بھی جُوا ہوتا ہے کیوں نہ ڈیج ین سے اجازت لے کر تم یہاں اپنا کام کر دکھاؤ۔"

"برادر۔ برادر۔ پولیس کی نگاہ بہت تیز ہوتی ہے اور میں ایک شاطر کی حیثیت سے پہچانا جاتا ہوں۔ آخر پریشانی کی کیا بات ہے یہاں سب کچھ تو نصیب ہے ہمیں جب تک ڈیج ین بے وقوف بن رہا ہے ٹھیک ہے جب اُسے عقل آئے گی دیکھا جائے گا۔"

"بکواس مت کرو۔ ڈیج ین سے اس موضوع پر بات کرنی ہوگی۔" شیران نے کہا اور کوبرے پریشان نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگا۔ پھر اُس نے کہا۔ "اپنے ساتھ مجھے بھی مرواؤ گے برادر۔ پتہ نہیں تم کس قسم کے انسان ہو۔ شراب نہیں پیتے لڑکیوں کی طرف آنکھ اُٹھاکر نہیں دیکھتے۔ یہ ڈیج ین کی بیٹی تمھارے لیے چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ مغرور، خود سر اور بد۔ اوہ۔ او عُوپ۔" شیران نے باقی کا جگ اُٹھاکر اُس کے سر پر اُنڈیل دیا تھا۔ یخ پانی تھا اور موسم خُوب سرد۔ کوبرے کے حواس درست ہوگئے تھے۔ "لڑکیاں کبھی میرے لیے چیلنج نہیں ہوتیں۔ آئندہ خیال رکھنا!"

"او کے برادر۔ خیال رکھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ عقل آجائے گی۔ لعنت ہے مجھ پر۔" کوبرے وہاں سے اُٹھ گیا۔

شیران دھن کا پکّا تھا۔ ڈیج ین سے اُس نے بہت جلد ملاقات کی جس میں اُسے کوئی دقت نہیں ہُوئی تھی۔ ڈیج ین نے مسکراتے ہُوئے اُس کا استقبال کیا تھا۔

"حرام کی روٹیاں توڑتے بہت وقت گزر چکا ہے... بہتر ہے کہ یہاں سے جانے کی اجازت دے دو یا پھر کوئی ایسی ذمّے داری دو جو تمھارے ان احسانات کا بدل ہو۔"

"یہ خیال تمھیں کیوں آیا دوست کوئی بات ہوگئی ہے؟"

"بالکل نہیں۔ بس اس طرح کی زندگی پسند نہیں آرہی۔ ہاتھ پہ ہاتھ رکھے بیٹھے رہنا مجھے پسند نہیں ہے۔"

"یہ دُوسری بات ہے، میرے سارے کام تسلی بخش طور پر چل رہے ہیں ایسا کوئی کام نہیں ہے جو تمھارے سُپرد کیا جاسکے تاہم مطمئن رہو تمھارے شایانِ شان کوئی کام نکال لیا جائے گا۔"

"کب تک؟" شیران نے پوچھا۔

"زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ اب تم نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے تو میں کوئی ایسا کام تلاش کروں گا تمھارے لیے۔ لیکن اطمینان رکھو زیادہ وقت نہیں لگے گا۔" ڈیج ین نے اُسے اطمینان دلاتے ہُوئے کہا۔

اسی رات شیران کو کلب کی تفریحات میں اُلجھا کر ڈیج ین نے کوبرے کو اپنے مخصوص کمرے میں طلب کرلیا۔ کوبرے عام حالات میں ڈیج ین کے سامنے بے تکلف تھا لیکن اس وقت دونوں کی شخصیت بدلی ہُوئی نظر آرہی تھی۔

"کیا حکم ہے سر؟"

"وہ اُکتاہٹ کا شکار ہوگیا ہے۔" ڈیج ین نے اُسے گھورتے ہُوئے کہا۔

"میں اپنی سی تمام کوششیں کرچکا ہوں لیکن وہ سرکش

گھوڑا رام نہیں ہوتا۔ نہ وہ شراب سے دلچسپی رکھتا ہے اور نہ ہی لڑکیاں اُسے متاثر کرتی ہیں۔ اس کی فطرت عجیب ہے۔"

"میں تم سے نفسیاتی مشورے نہیں مانگ رہا۔ اس کی وجہ سے مجھے حالات پر قابو پانا مشکل ہو رہا ہے۔ پولیس کے جوان تمھاری موجودگی میں قتل کردیے گئے اور تم اُسے روک نہ سکے۔ نہ جانے کس طرح میں نے صُورتِ حال سنبھالی ہے۔ تم کوئی ترکیب کرسکتے تھے لیکن یُوں لگتا ہے جیسے میں نے تم پر بھروسہ کرکے غلطی کی ہے۔"

"گستاخی نہ تصوّر کریں سر تو میں اس کی ہسٹری کے چند باب پیش کروں۔ ایک نہایت معمولی آدمی کو اس جیسے جانور کی تربیت پر مامور کیا گیا ہے۔ میں کیا اوقات رکھتا ہوں۔ ایڈنا ڈمپل نے اسے کنگ لوئی جیسے شخص کے سُپرد کیا تھا اور نتیجے میں کنگ لوئی اس کے ہاتھوں مارا گیا۔ جب اس پر خُون سوار ہوتا ہے تو وہ دوست دُشمن کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔ میری زندگی تنظیم کی امانت ہے کسی بھی وقت ختم ہوجائے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں اس سے خوفزدہ رہتا ہوں۔ اب اس پر قابو پانا مشکل ہے۔"

ڈیج ین کسی سوچ میں ڈُوب گیا پھر بولا۔ "کیا گرانشا بھی اُسے کنٹرول کرنے میں ناکام رہے گی؟"

"مس گرانشا کے بارے میں آپ بہتر جانتے ہوں گے لیکن ایک خادم کی حیثیت سے میں یہ مشورہ نہیں دُوں گا کہ آپ مس گرانشا کو خطرے میں ڈالیں۔"

"اوہ۔ میں نے بے بی کو فولاد بنا دیا ہے۔ تم لوگ اُسے نہیں سمجھ سکتے۔"

"یقیناً ایسا ہی ہوگا چیف۔ میں صرف ایک خادم ہونے کی حیثیت سے یہ بات عرض کررہا ہوں۔ باقی آپ کی مرضی ہے۔" کوبرے نے کہا۔

"تنظیم نے اس بار ایک بہت مشکل کام ہمارے سپرد کیا ہے لیکن اس کی نوعیت مختلف ہے.. مجھ سے کسی وحشی درندے کے قتل کی بات کی جائے میں خوشی سے اس کام کے لیے آمادہ ہو جاؤں گا لیکن پاگل ہاتھی کی زندگی کا تحفظ بہت مشکل کام ہے۔"

"کچھ عرض کروں چیف؟" کوبرے بولا۔

"ہاں کہو۔"

"اس کی دوستی اور دُشمنی یکساں ہے، دماغ ایک معمولی کی بات سے گھوم جاتا ہے اور وہ خونخوار ہوجاتا ہے۔ آپ بے بی گرانشا کے لیے خطرہ مول نہ لیں... اس کے علاوہ جو بھی مناسب سمجھیں کریں۔"

"مجھے اس سلسلے میں مسٹر موشاف سے بات کرنا پڑے گی۔ حالانکہ مجھے ایک راہِ عمل متعین کرکے دے دی گئی ہے۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ جب تک ممکن ہوسکے میں اُسے یہاں کنٹرول میں رکھوں اور اگر وہ بے قابو ہونے لگے تو پھر اُسے مارٹن کنگ کی راہ پر ڈال دُوں۔ اگر مارٹن کنگ کا کھیل ختم ہوجائے تو پھر افریقہ میں ٹونی لوبو موجود ہے لیکن ایک ذمّے داری مسلسل نبھانی پڑے گی یعنی اس دوران اس کی زندگی کی حفاظت۔ مارٹن کنگ کے بارے میں تم جانتے ہو؟"

"اچھی طرح چیف۔"

"پھر بولو کیا ارادہ ہے؟"

"چیف مجھ سے یہ سوال کرکے مجھے بہت بڑا اعزاز دے رہے ہیں لیکن میں خود اُلجھن میں ہُوں۔ کاش اس سلسلے میں کوئی بہتر مشورہ دے سکتا۔"

"مارٹن کنگ سے میں براہِ راست بھڑنا نہیں چاہتا تھا، لیکن یُوں لگتا ہے جیسے اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔"

"تنظیم اس سلسلے میں امداد نہیں کرے گی؟"

"اُنھیں مجھ پر بھروسہ ہے اور اس اعتماد کو توڑا نہیں جا سکتا۔ میں گرانشا سے کبھی مشورہ کیسے لیتا ہُوں۔ اس وقت تک تم اُسے سنبھالے رہو۔"

"او کے چیف۔"

"بس اب جاؤ، اُسے گُمان بھی نہیں ہونا چاہیے کہ تمھارے اور میرے درمیان کوئی اور تعلق بھی ہے۔"

"او کے چیف۔" کوبرے نے اسی انداز میں کہا اور پھر سلام کرکے وہاں سے نکل گیا۔ اب اُسے پھرتی سے شیران کے پاس پہنچنا تھا کیونکہ ذرا سا بھی شبہ اُس کی زندگی کے لیے خطرناک ہوسکتا تھا۔

★★

مارلینو نے اب تک تنظیم کے لیے جو کچھ کیا تھا اُس پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا تھا اور اُسے ہر طرح کی مراعات دے دی گئی تھیں۔ تنظیم کے مقاصد کافی حد تک مارلینو کے علم میں آچکے تھے اور اُن میں کوئی ایسی بات نہیں تھی جو مارلینو کے لیے ناقابلِ قبول ہوتی۔ چنانچہ وہ خوش اسلوبی سے اپنا کام انجام دے رہا تھا اور اس سے اُسے خُود بھی بہت سی آسانیاں حاصل ہوگئی تھیں لیکن شیران کے سلسلے میں اس کے ذہن میں کسک تھی۔ وائی ٹمری ایٹ

نے جو تنظیم کے اس ڈیپارٹمنٹ کا چیف تھا، شیران کے بارے میں جو گفتگو ہوئی تھی وہ مارلینو کے لیے تسلی بخش نہیں تھی وہ جاننا چاہتا تھا کہ شیران کہاں ہے اور تنظیم اس سے کیا چاہتی ہے؟ اب تک وہ انتظار کر رہا تھا لیکن اس دن کے بعد سے اب تک اُسے شیران کے بارے میں کوئی اور معلومات حاصل نہیں ہو سکی تھیں اور وہ اس سلسلے میں پریشان تھا۔ کئی بار اُس کے دل میں خواہش پیدا ہوئی تھی کہ وہ وائی تھری ایٹ سے اس بارے میں معلومات حاصل کرے لیکن احتیاط دامن گیر رہی تھی۔ وہ ان لوگوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ اُن کی قوت کا اندازہ کر چکا تھا۔ ظاہر ہے ایک بہت بڑے اور بہت طاقت ور ملک کی بات تھی جس کے سامنے مارلینو ایک حقیر چیونٹی کی حیثیت رکھتا تھا۔ بذاتِ خود مارلینو جو کچھ کر رہا تھا اُس پر اُسے کوئی تردد نہیں تھا بلکہ اُسے بہت سی آسائشیں حاصل ہو گئی تھیں۔ اپنی بہترین کارکردگی اور بھرپور تعاون کی وجہ سے وہ تنظیم کی نگاہوں میں بھی ایک نمایاں مقام حاصل کر چکا تھا۔ چنانچہ تنظیم کے اعلاترین رُکن بھی اس کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔

اِس تازہ ترین میٹنگ میں دُوسرے اہم موضوعات کے ساتھ مارلینو بھی زیرِ بحث رہا تھا اور بہت سے اہم فیصلے کیے گئے تھے۔ ایک اہم محکمے کے سربراہ نے کہا۔ "مارلینو کی ذاتی حیثیت کیا ہے؟"

"اس کے ریکارڈ میں اس کے بارے میں مکمل معلومات درج ہیں۔" ایک شخص نے کہا۔

"مسٹر وائی۔ آپ براہِ کرم اس کے بارے میں تفصیلات بتائیں۔"

وائی تھری ایٹ نے گردن خم کی اپنی جگہ سے اُٹھا اور ایک خاص قسم کے کیبنٹ کو کھول کر اس میں سے ایک پیکٹ نکال لیا۔ سُرخ رنگ کے اس پیکٹ میں ایک پنچ کیا ہوا کارڈ موجود تھا۔ اپنی جگہ سے ہٹ کر اس نے وہ کارڈ ایک مشین میں لگا دیا اور پھر چند سوئچ آن کیے۔ مشین سے آوازیں اُبھرنے لگی تھیں پھر ایک ہلکی سی سیٹی اس سے مسلسل سُنائی دینے لگی۔

"پورا نام؟" سربراہ کی آواز اُبھری۔

"پوئی تھائی مارلینو۔"

"تفصیل۔"

"ایک دیہاتی نوجوان تھا۔ نوکری کی تلاش میں بنکاک آیا تھا۔ سادہ لوح انسان تھا۔ ایک ناکردہ جرم کے خوف سے ایسی جگہ جا چھپا تھا جہاں چند خطرناک لوگ موجود تھے۔ ان کے درمیان ہونے والی گفتگو اُس نے سُن لی اور اُنھوں نے اُسے دیکھ لیا۔ افشائے راز کے خوف سے اُنھوں نے اُسے ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا اور ہاتھ پاؤں کاٹ کر ایک جگہ ڈال دیا لیکن اس عالم میں بھ جب وہ زندہ رہا تو اُنھی میں سے ایک اُسے لے گیا۔ یہ سائنسداں تھا۔ جرمن سائنسداں ہینڈرک نے اُسے ہاتھ پاؤں دے کر روبو کی حیثیت سے استعمال کرنا چاہا لیکن وہ انسان تھا۔ وہاں سے بھاگ آیا اور گانگ ہو میں پناہ لی اور پھر ہینڈرک کی مکمل سائنسی یادداشت کے سہارے اُس نے ایک عظیم الشان لیبارٹری قائم کی اور ایک ناقابلِ تسخیر قوت بن گیا۔"

مشین سے غیر انسانی آواز اُبھر رہی تھی اور سب لوگ اُسے غور سے سُن رہے تھے۔ جب آواز بند ہو گئی تو اُس شخص نے پھر کہا۔ "موجودہ سائنسی قوت کیا ہے؟"

"نامعلوم۔"

"ذہنی تجزیہ؟"

"تنظیم سے مکمل وفاداری، قابلِ اعتماد کیفیت۔"

"مالی حالت؟"

"بے حد اطمینان بخش۔" جواب ملا اور اُس شخص کے اشارے پر وائی نے مشین بند کر دی۔

"شکریہ مسٹر وائی، چونکہ اب وہ لمحات قریب آ گئے ہیں ج ہم پہاڑوں میں اپنے کام کا آغاز کرنے والے ہیں۔ اس لیے ا تک کی کارروائی کا مکمل جائزہ لے لینا ضروری ہے اور ان ا کا انتخاب کرنا ہے جو اِس مشن میں نمایاں خدمات انجام دی تمام محکموں کو ان کی ذمے داریاں بانٹ دی گئی ہیں۔ مجھے ہدا کی گئی ہے کہ اس سلسلے میں آخری فیصلہ کر کے رپورٹ پیش کر دوا

"اور مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ آپ سے تعاون کر دا وائی تھری ایٹ نے کہا۔

"شکریہ۔ پہاڑوں میں آپریشن کے سلسلے میں بادشاہ نامی شخص کا انتخاب کیا گیا تھا۔ اس عمر رسیدہ پہاڑی سردار کے میں جو کچھ معلوم ہوا وہ یہ تھا کہ یہ ایک سنگدل تند خو اور تعلیم یا اِنسان ہے جو صرف حکمرانی اور برتری کا خواہاں ہے۔ بعد میں اور کردار سامنے آئے ہیں جن میں اس کا بھتیجا نعمان خان اور ا دُشمن شیران سلامت ہے۔ نعمان خان کو ابتدا کے لیے پہاڑو بھیج دیا گیا ہے لیکن کیا وہ شخص قابلِ اعتماد ہے؟"

"پہاڑوں میں جانے کے بعد اُس نے جو کچھ کیا ہے ا رپورٹ موجود ہے۔ بنجر پہاڑوں میں لاتعداد ٹیوب ویل لگوا کر نے لاکھوں ایکڑ اراضی قابلِ کاشت بنا لی ہے۔ قبائل کی ایک ف

نے کے لیے وہ مسلسل جدوجہد کر رہا ہے اور اطراف کے بہت ل کو اُس نے اپنا ہمخیال بنا لیا ہے، اس سلسلے میں کام ہو رہا ہے۔

"کیا وہ اپنے مشن سے واقف ہے؟"

"ابھی تک نہیں۔"

"تب اس کا یہ جذبہ خطرناک ہے، اگر اپنے مشن سے واقف اس کارروائی کا آغاز کرتا تو ہم سوچ سکتے تھے کہ وہ اپنی پوزیشن بر رہا ہے اور تنظیم کے لیے کام کر رہا ہے لیکن یہ شکل خطرناک ہے۔"

"اس بات کے امکانات ہیں جناب کہ تنظیم کے اغراض و مقاصد نف ہو کر وہ اپنا رُخ بدل لے۔ بادشاہ خان ہمارا خاص آدمی س طرح دو اہم لوگ ہمارے مقصد کی تکمیل کے لیے معروف ا گئے۔" ایک اور شخص نے کہا۔

"شیران کا کیا معاملہ ہے؟ مجھے اس کے ماضی کی پوری لوم ہے۔ تازہ ترین صورتِ حال جاننا چاہتا ہوں۔"

"وہ وحشی چیتا ہے جناب، سیدھے راستوں پر چھلانگیں لگانے رت عمل کرنے والا خطرناک دلیر۔ آپ کو اگر اس کی کہانی معلوم پ خود اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ کیا ہے؟" وائی تھری نے کہا۔

"آپ کے خیال میں مسٹر وائی، شیران، ہمارے آپریشن شاہ خان اور نعمان خان کی نسبت زیادہ کارآمد ہو سکتا ہے۔"

جی ہاں، میرا یہی اندازہ ہے۔"

لیکن کیا اس کی فطرت پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ میرے ادہ ناقابلِ اعتبار انسان ہے۔"

نہیں جناب۔ اس کی شخصیت کی گہرائیوں میں ایک سان پوشیدہ ہے جس کی تلاش مشکل ضرور ہے لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ وہ کچھ بھی ہے لیکن اُس نے مارلینو لو پورا کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ آپ کو حالیہ واقعات بھی یں۔ اُس نے امریکہ میں دو قتل کیے ہیں صرف مارلینو کے ر طویل ترین عرصہ سے مارلینو سے اُس کا کوئی تعلق کوئی رابطہ ہے۔"

"ہاں، دلیل وزنی ہے لیکن کیا بادشاہ خان سے آپ کل مایوس ہو گئے ہیں؟"

"نہیں جناب، قطعی نہیں۔ بادشاہ خان آخر تک ہمارے اندر رہے گا۔ اسی طرح اس کا بھتیجہ نعمان خان بھی۔"

"تفصیل بتاؤ وائی۔"

"شیران طویل عرصہ سے ہماری نگاہوں سے اوجھل رہا ہے۔ ایڈنا ڈسیل اپنی حماقت کا شکار ہو گئی تھی۔ بالآخر اُس کے ہاتھوں ماری گئی۔ اس وقت شیران ہمارے قابو میں ہے لیکن اس کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کب وہ غائب ہو جائے ہم چاہتے ہیں کہ اب وہ ہماری نگاہوں سے اوجھل نہ ہو سکے۔ اس کے لیے مَیں نے پلاننگ ڈیپارٹمنٹ سے رجوع کیا تھا اور ڈیپارٹمنٹ نے مجھے ایک منصوبہ دیا ہے۔"

"کیا منصوبہ ہے؟"

"شیران اس وقت ڈیپارٹمنٹ او سیون کے ایک افسر مسٹر موٹاف کی زیرِ نگرانی ہے۔ مسٹر موٹاف ہی نے اُسے دریافت کیا تھا اور اس کے بعد اُنھوں نے مجھ سے رابطہ قائم کر کے مجھے تفصیل بتائی اور فوری طور پر مسٹر موٹاف کو ہدایت کر دی گئی کہ وہ شیران کو کسی بھی طرح کنٹرول کریں اور اُسے نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے دیں چنانچہ مسٹر موٹاف نے ڈیج مین کی تنظیم کے ایک رُکن کے سپرد شیران کی نگرانی کا کام کر دیا۔ ڈیج مین ابھی تک شیران پر قابو پائے ہوئے ہے لیکن شیران ایک آتش مزاج انسان ہے اور کسی بھی لمحے اس کے نکل جانے کا خطرہ موجود ہے۔

. . . . چنانچہ وہ اس وقت شیران کے بارے میں کوئی جامع منصوبہ طلب کرنے پر مجبور ہے۔ جب ڈیج مین نے مسٹر موٹاف کو شیران کے سلسلے میں اپنی تشویش سے آگاہ کیا اور کہا کہ شیران انوکھی شخصیت کا مالک ہے اور کسی وقت اُس کے قبضے سے نکل سکتا ہے چنانچہ اس کے لیے کوئی مؤثر منصوبہ بندی کی جائے۔ ہم نے عارضی طور پر اُسے مارلینو کے ایک دُشمن مارٹن کنگ کے سلسلے میں مصروف کر دیا ہے۔ مارٹن کنگ اس وقت اِنہی علاقوں میں ہے جہاں شیران موجود ہے چنانچہ مزید کچھ عرصہ مارٹن کنگ کے سلسلے میں گزارا جا سکتا ہے لیکن یہ عرصہ طویل نہیں ہو گا۔ پلاننگ ڈیپارٹمنٹ کا کہنا ہے کہ مارلینو کو شیران کے سلسلے میں مصروف کر دیا جائے اور شیران کو اب ان تمام ہنگامہ خیزیوں سے ہٹا کر پہاڑوں میں پہنچا دیا جائے تاکہ وہ ایک مضبوط حیثیت اختیار کر لے۔ پہاڑوں میں گو اس کی کوئی آواز نہیں ہے کیونکہ نہ تو وہ کسی سردار کا بیٹا ہے اور نہ کبھی اُسے اچھی نگاہوں سے دیکھا گیا ہے لیکن ہمیں اس کے لیے راستے بنانا ہوں گے۔ شیران کے کچھ ہمنوا بھی وہاں موجود ہیں جن کی مدد سے ہم شیران کو ایک مضبوط مقام دلائیں گے اور یہ کام مارلینو کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا جس طرح کہ ابھی تھوڑی دیر قبل مارلینو کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے ہم نے فیصلہ کیا کہ مارلینو نے اپنے آپ کو ایک قابلِ اعتماد شخصیت کے

طور پر منوالیا ہے اسی طرح ہم دعوے سے یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ مارلینو کے علاوہ اور کوئی شخص شیران کو کنٹرول نہیں کر سکتا۔ پلاننگ ڈیپارٹمنٹ کی مہیا کردہ سفارشات سے مَیں پُوری طرح متفق ہُوں جناب اور اس بات پر یقین رکھتا ہُوں کہ شیران کو صرف مارلینو کنٹرول کر سکتا ہے چنانچہ اُنھیں پہاڑوں میں بھیج دیا جائے۔"

"مگر اس سے ایک اُلجھن پیدا ہوتی ہے، نعمان خان کو جب اِس بات کا علم ہوگا کہ شیران خان پہاڑوں میں موجود ہے تو کیا وہ اپنی دُشمنی کی جانب متوجہ نہیں ہو جائے گا؟"

"ہاں اس بات کے امکانات موجود ہیں لیکن ہم ہوشیاری سے ان معاملات کو کنٹرول کریں گے اور اس کی ذمّے داری بھی مارلینو ہی کے سپرد کی جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ خود بھی اس بات کی نگرانی کریں گے اور جس وقت بھی موقعے کے لحاظ سے جو ضرورت پیش آئی اُسی پر عمل بھی کریں گے۔"

"بہرحال مَیں اس دوران صرف ایک بات محسوس کرتا رہا ہُوں وہ یہ کہ پہاڑوں میں ہمیں جتنی اہم کارروائیاں انجام دینا ہیں اُن کے سلسلے میں کوئی انتہائی مؤثر کام نہیں ہو سکا ایسا جس پر ہم پُورے طور پر... یقین کر سکیں۔"

"نہیں جناب ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وائی تھری ڈیپارٹمنٹ یہ ذمّے داری قبول کرتا ہے کہ جن مہروں کو اُس نے آگے بڑھایا ہے وہ نہایت کارآمد رہیں گے اور ہمیں اپنے کام میں کوئی بہت بڑی اُلجھن پیش نہیں آئے گی۔"

"چونکہ یہ معاملات وائی تھری ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے مَیں اس میں کسی مداخلت کا ارادہ نہیں رکھتا۔ مَیں آپ لوگوں سے اتفاق کرتے ہُوئے کہتا ہُوں کہ اگر شیران کو مارلینو کے ذریعے واپس بُلا کر پہاڑوں میں پہنچایا جا سکتا ہے تو اس کے سلسلے میں کارروائی کرلی جائے اور مارلینو سے گفتگو کر کے اس سے بھی پوچھ لیا جائے کہ کیا وہ اس سلسلے میں مکمل طور پر تعاون کر سکتا ہے اور کامیاب ہو سکتا ہے یا نہیں۔"

"اس کے لیے مَیں آپ کے سامنے ایک بات ضرور کہہ دینا چاہتا ہُوں۔"

"ہاں کہیے۔"

"مارلینو کو ہمیں اپنے پروگرام کے بارے میں تفصیلات بتانا ہوں گی کیونکہ اس کے بغیر ہم اس کا اعتماد نہیں حاصل کر سکتے اور وہ جس قسم کی شخصیت ہے اور جس مخلصانہ جذبے سے ہمارے ساتھ شریک ہُوا ہے اُس کے تحت اُسے لاعلم رکھنا مناسب نہیں ہوگا۔"

"کیا وقت سے پہلے اپنے اس راز کا انکشاف ہمارے لیے نقصان دِہ نہیں ہو سکتا؟"

"اس سلسلے میں شخصیتوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ پہاڑوں کے مفادات سے کسی طور متاثر نہیں ہو سکتا یہ اُ اپنے معاملات نہیں ہیں بلکہ تنظیم کے لیے وہ جس خلوص کا ثبوت مچکا ہے اُس کے تحت اُسے اس راز میں شامل کر لینا چاہیے۔"

"وائی تھری ایٹ ڈیپارٹمنٹ پہاڑوں کے اس آپ انچارج ہے۔ ہم تمام لوگ اس کی کامیابی کے خواہاں ہیں کے لیے اپنی ذمّے داریاں اور اپنی خدمات وائی تھری ڈیپا کو پیش کرتے ہیں۔ میرے ذہن میں جو چند خیالات آئے تھے مَیں نے اس میٹنگ میں پیش کر دیا۔ ایک بار پھر اُن کی تفصیل لوگوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہُوں تاکہ کچھ اہم نکات جو باقی ہوں تو اُن پر تبصرہ کر لیا جائے۔ مَیں یہ سمجھتا ہُوں کہ طویل عر بادشاہ خان کی سرپرستی کی جا رہی ہے اور پہاڑوں میں اُسے کی مراعات دی گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی اس کے کارو بین الاقوامی پیمانے پر تنظیم کی امداد شامل رہی ہے۔ بادشاہ خ معقول معاوضہ بھی ادا کیا گیا ہے اور اس کی فطرت کا تجزیہ کر فیصلہ بھی کیا گیا تھا کہ وہ پہاڑوں کے آپریشن میں کامیاب آدم ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی اُس کی شخصیت بھی ہمارے لیے تھی۔ اس کے بعد اس کا بھتیجا ہمارے سامنے آیا اور تنظیم اپنے اہم ترین مقاصد کے لیے استعمال کر کے ایک طرح سے دے دیا۔ یہ دو افراد اس آپریشن کے سلسلے میں بہت منتخب کیے گئے تھے لیکن ایک تیسرے فرد کا اضافہ کر لیا گیا ہے جو ہے اور نہ ذہنی طور پر کوئی نارمل انسان تاہم پلاننگ ڈیپار اس مہم کے انچارج مسٹر وائی تھری ایٹ یقیناً اس بات کو سمجھ ہوں گے کہ شیران کو بھی اس سلسلے میں آزمایا جائے چنانچہ میں معاملات میں مداخلت نہ کرتے ہُوئے صرف اتنی درخواست ہُوں کہ جو کچھ بھی کیا جائے اس پر مکمل طور پر غور کیا جائے اگر میر ساتھیوں میں سے کوئی میری اس بات کی تردید یا نفی کرنا مَیں اُسے دعوت دیتا ہُوں۔" تمام لوگ خاموش رہے تھے اہم شخصیت نے شانے ہلاتے ہُوئے کہا۔ "بہرطور میرا ہر طرح وائی تھری ایٹ کے ساتھ ہے۔ مارلینو کو اس معاملے میں شا کی منظوری دی جاتی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ مارلینو پر پوری پوری نگاہ رکھی جائے ہر چند کہ و

م سے متاثر نہیں ہوتا لیکن پھر بھی ہر طرح سے اُس کا خیال ے۔" اس گفتگو کے بعد یہ میٹنگ برخاست ہو گئی تھی۔

★★

ج ین کی خوبصورت اور ذہین لڑکی گرانٹا بلاشبہ اپنی عُمر اور صُورت سے قطعاً مختلف تھی۔ ڈیج ین تنظیم کا ایک رُکن ے علاوہ اپنا بہت بڑا کاروبار بھی رکھتا تھا جو نشہ آور ادویات ں اور اُنھیں سپلائی کرنے پر مشتمل تھا۔ گرانٹا اس کے لیے کارنامے انجام دے چکی تھی لیکن ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ نظیم سے وفاداری کی اہمیت کو بھی سمجھتا تھا۔ اس تنظیم کی اُسے بے پناہ آسانیاں حاصل تھیں۔

مالی طور پر تنظیم سے رابطے کی کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اس ں پوزیشن بھی بہت شاندار تھی لیکن بعض ایسے معاملات میں کے لیے ایک ڈھال کی حیثیت رکھتی تھی جنھیں وہ خود حل ا تھا۔ تنظیم نے کئی بار اُسے ڈوبنے سے بچایا تھا اور اب طرح اُس کے شکنجے میں تھا چنانچہ تنظیم کے مفادات سے ہ سوچنا اس کے لیے ممکن نہیں تھا۔ اُس نے اپنے طور پر ف سے رابطہ قائم کیا اور مسٹر موٹاف نے بڑی تفصیل سے اتے ہُوئے کہا۔ "کچھ اس طرح سے، شیران ہمارے ایک ے منصوبے کو ناکام بنانے کا باعث بنا ہے کہ تم تصوّر لتے۔ اس منصوبے کی ناکامی کے عوض چند افراد کو گنوانے ل ہے۔ مَیں بھی انہی میں شامل ہوتا اگر یہ میرے ہاتھ نہ لگ اس کا بل جانا میری زندگی بچ جانے کا باعث ثابت ہُوا مہاہیں سمجھو مسٹر ڈیج ین کہ اُسے تنظیم کی ضرورت کے تحت رکھنا تمھارے لیے انتہائی سُودمند اور کارآمد ہے۔ عرصہ اُسے قابو میں رکھو بلکہ بہتر یہ ہے کہ اُسے مارٹن راہ پر لگا دو اور خود اس کی نگرانی کرو۔"

جناب عالی مارٹن کنگ معمولی شخصیت کا نام نہیں ہے ن اُس کے ہاتھوں کوئی نقصان نہ اُٹھا جائے۔"

اس تصوّر کو ذہن سے نکال دو البتہ سب اطراف سے ا اگر کبھی اس کا اور مارٹن کنگ کا سامنا ہو جائے تو پھر تم مّے داری باقی نہیں رہتی۔" دُوسری طرف سے کہا گیا اور حیران رہ گیا۔ یہ الفاظ بڑی اہمیت کے حامل تھے۔ اس کا ہے کہ تنظیم کو شیران پر بہت زیادہ اعتماد تھا حالانکہ مارٹن مولی شخصیت نہیں تھی۔ تنظیم بھی اس کے بارے میں تھوڑا بانتی تھی لیکن بہرطور جو حکم اُسے دیا گیا تھا اُس کی تعمیل کرنا بھی اُس کا فرض تھا۔ شیران کو ہر حالت میں اپنے قابو میں رکھنا تھا۔

مسٹر موٹاف سے گفتگو کرنے کے بعد وہ اپنی بیٹی گرانٹا سے ملا اور شیران کے بارے میں اُس سے تفصیلی گفتگو ہُوئی۔ گرانٹا نے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔ "یہ کون سا مشکل کام ہے ڈیڈ وہ انسان ہی تو ہے اور پھر مَیں اُس سے مُلاقات کر چکی ہُوں، بے شک اُکھڑ مزاج ہے اور یہ شاید اس وجہ سے کہ آج تک چٹانوں سے سر پھوڑتا رہا ہے لیکن مَیں اُسے درست کر سکتی ہُوں۔"

"کس طرح بے بی؟"

"کچھ نہ کچھ سوچ لُوں گی اس کے بارے میں۔"

"نہیں، مَیں تمھیں ایک مشورہ دیتا ہُوں، مارٹن کنگ سے اُس کی دُشمنی ہے تم اسے اس طرح مارٹن کنگ کے بارے میں بتاؤ کہ اُسے کوئی شبہ نہ ہو سکے اور پھر تم خود اس کے ساتھ شریک رہ کر اُسے مارٹن کنگ کے خلاف کام کرنے میں مدد دو اس طرح اس کی دلچسپی قائم رہ سکے گی۔"

"ٹھیک ہے ڈیڈ۔ جیسا آپ کہہ رہے ہیں ویسا ہی کر دوں گی۔" گرانٹا نے کہا۔ اس دن اُس نے خاص طور سے شیران سے ملاقات کی تھی۔ اپنے مخصوص انداز سے ہٹ کر وہ کسی قدر نرم و خلیق لہجے میں شیران سے مخاطب ہو کر بولی۔

"آپ کی تفریحات بہت محدود ہیں۔ مَیں آپ کو کسی خاص طرف متوجہ نہیں دیکھتی۔"

"خاص سے مراد اگر تم خود کو لیتی ہو تو یہ تمھاری حماقت ہے اور پھر نک چڑھی لڑکیوں کے بارے میں تو مَیں ایک انداز میں سوچتا ہُوں سنو گی تو دل خوش ہو جائے گا۔" شیران کا جواب تھا۔ گرانٹا کے تن بدن میں آگ لگ گئی... لیکن ڈیج ین نے اس مُنہ زور گھوڑے کو رام کرنے کی ذمّے داری سونپی تھی۔ اس لیے اُس نے خود کو سنبھالا اور بولی۔

"کیا سوچتے ہیں آپ نک چڑھی لڑکیوں کے بارے میں؟"

"ان کا سر انڈے کے چھلکے کی مانند صاف کر دیا جائے اور سر پر شہد لگا کر مکھیاں چھوڑ دی جائیں۔"

"مگر مَیں نک چڑھی نہیں ہُوں۔"

"کوبرے کا یہی کہنا ہے۔" شیران نے کہا اور کوبرے کا مُنہ خوف سے کھُل گیا پھر وہ خوفزدہ انداز میں بولا۔ "بعض اوقات مذاق جان لیوا ثابت ہوتے ہیں بہادر، براہِ کرم مِس گرانٹا سے میرے بارے میں کوئی ایسی بات نہ کہو جو میری موت کا سبب بن جائے۔"

"بس۔ بس۔ تم بہت زیادہ خوشامدی گفتگو مت کیا کرو۔ ہاں تو میں کہہ رہی تھی کہ میں نک چڑھی نہیں ہوں لیکن تم خود سوچو دُنیا کا ہر تیسرا آدمی کسی بھی لڑکی کو دیکھ کر بہت زیادہ خوش اخلاق بننے کی کوشش کرنے لگتا ہے اور اپنے اس اخلاق کے سہارے اس کے نزدیک آنا چاہتا ہے۔ اب کیا لڑکیاں اتنی ہی احمق ہوتی ہیں کہ ہر شخص کو اس حیثیت سے قبول کر لیں۔ تمھاری طرف میں صرف اس لیے متوجہ ہوئی ہوں کہ تم کم ازکم اس معاملے میں نفیس انسان ہو بیشک نک چڑھی لڑکیوں کے بارے میں تمھارے ذہن میں جو تصوّر ہے وہ دلچسپ ہے۔ لیکن ذرا گھٹا ؤنا ہے کیا خیال ہے مسٹر کوبرے ؟"

"درست کہا مس درست کہا۔ کوبرے کو اس قیامت خیز لڑکی سے اس نرم انداز کی توقع نہیں تھی۔

"بہتر یہ ہے کہ تم یہاں سے اُٹھ جاؤ کیونکہ اگر تمھارے بارے میں کچھ اور باتیں میں نے سُن لیں تو شاید مَیں اپنے ہاتھ پر قابو نہ پا سکوں۔"

"مَیں بھی یہی چاہتا تھا مس۔" کوبرے جلدی سے اُٹھا اور باہر نکل گیا۔ شیران دلچسپ نگاہوں سے اُسے دیکھتا رہا تھا پھر اُس کی نظریں گراُنٹا پر مرکوز ہو گئیں۔

"ویسے مَیں آج تمھارے اندر کچھ تبدیلیاں پا رہا ہوں۔"

"اتفاق ہے تم سے کوئی تفصیلی ملاقات نہیں ہوئی۔ میرے ڈیڈ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ مہمانوں کے ساتھ یہ سلوک مناسب نہیں ہوتا پھر وہ مہمان جو ڈیڈ کے لیے قابلِ احترام ہوں کم ازکم مجھے ان کے ساتھ انفرادیت برتنی چاہیے۔"

"نہیں بے بی مجھے کسی انفرادیت کی ضرورت نہیں ہے۔ مَیں خوش ہوں۔" شیران ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ دوبارہ گراُنٹا کو اپنے ذہن پر قابو پانے کے لیے محنت کرنا پڑی تھی۔ شیران نے اُسے بے بی اس انداز میں کہا تھا جیسے وہ بالکل ہی بچّی ہو لیکن وہ اس بات کو پی گئی تھی البتہ اُس نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ کہا تھا۔

"تم نے مجھے بے بی کہہ کر مخاطب کیا ہے۔"

"ہاں اس لیے کہ مَیں تمھیں بچّی ہی سمجھتا ہوں۔"

"... خیر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اگر تم عمر کی وجہ سے مجھے بے بی کہہ رہے ہو تو اس خیال کو ذہن سے نکال دو۔ اب تک میرے یہ نازک ہاتھ چھ قتل کر چکے ہیں۔" پہلی بار شیران نے دلچسپ نگاہوں سے لڑکی کو دیکھا اور پھر تمسخرانہ انداز میں ہنس پڑا۔

"چھ قتل۔ ہاتھوں نے کیے ہیں یا آنکھوں نے ؟"

"مَیں مذاق نہیں کر رہی تمھیں ثبوت پیش کر سکتی ہوں۔ مارٹن کنگ نے میرے لیے اپنے کئی آدمی وقف کر رکھے ہیں۔ ۔۔۔ پر مجھے قتل کرا دینا چاہتا ہے اور یہ بات میرے ڈیڈ بھی ۔۔۔

"کون مارٹن کنگ ؟" شیران نے سرسری انداز ۔۔۔

"خطرناک آدمی ہے یہاں کا بے تاج شہنشاہ ۔۔۔ اور سچّی بات یہ ہے کہ اس کا گروہ بے حد بڑا ہے دُنیا کے ۔۔۔ میں کام کرتا رہتا ہے آج کل یہیں مقیم ہے۔"

"مارٹن کنگ کیا اسی شہر میں رہتا ہے ؟"

"ہاں۔ وہ یہاں پر منشیات کے بڑے تاجروں ۔۔۔ ہوتا ہے۔ مَیں اُسے تاجر ہی کہوں گی کیونکہ اسمگلر ہوتے وہ بڑی مستحکم پوزیشن رکھتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے لوگوں کو تو نہیں رہنے دیتا اور کاروباری میدان میں شکست دے ۔۔۔ اپنا غلام بنا لیتا ہے لیکن ہم بڑی پامردی سے اُس کا مقا ۔۔۔ ہیں۔ میرے ڈیڈ نے کبھی اس کی برتری تسلیم نہیں کی اکثر ۔۔۔ مڈبھیڑ ہوتی رہتی ہے لیکن ہم نے اُس سے ہار نہیں مانی او ۔۔۔ بے نقصانات اُٹھاتے چلے گئے۔ وہ مالی طور پر بھی بے حد ۔۔۔ اور اپنی دولت کے سہارے اعلاحکام کی نگاہوں میں مقام رکھتا ہے۔"

"مجھے اس کی تصویر دکھاؤ ہو سکے تو اس کے ۔۔۔ مزید کچھ بتاؤ ..." شیران دلچسپی سے بولا۔

"کیوں۔ تمھیں اس سے کیا دلچسپی ہے ؟" گر ۔۔۔

"لڑکی۔ پہلے مجھے میرے سوال کا جواب در کا ۔۔۔ اس کے بعد میں کوئی دوسرا سوال سُننا پسند کرتا ہوں۔" شی ۔۔۔

گراُنٹا نے خونخوار نگاہوں سے اُسے دیکھا لیکن ۔۔۔ کر کے سنبھل گئی اور کہنے لگی۔ "ٹھیک ہے مَیں تمھیں اس ۔۔۔ دُوں گی۔"

"دکھا دُوں گی غلط لفظ ہے دکھا دو۔"

"اگر اتنی ہی جلدی ہے تمھیں تو آؤ میرے سا ۔۔۔ بولی اور شیران جلدی سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ مارٹن کنگ کے ان آٹھ دشمنوں میں شامل تھا۔ اگر یہ وہی مارٹن ک ۔۔۔ پھر ایک اور دلچسپی شیران کے ہاتھ آنے والی تھی۔ گرا ۔۔۔ وہ وہاں سے نکل کر کافی فاصلے پر بنے ہوئے ایک اور کم ۔۔۔ گیا۔ یہ غالباً گراُنٹا کی نشست گاہ تھی۔ وہ گراٹن کی عمار ۔۔۔ رہتی تھی بلکہ یہاں اُس نے اپنے لیے ایک آرام گاہ کا ۔۔۔ کر رکھا تھا چونکہ اس وقت پوری پلاننگ سے آئی تھی اس ۔۔۔ انتظامات بھی کر لیے گئے تھے۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر ۔۔۔

۔۔۔ ایک نشست پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر ایک الماری سے چھوٹا سا ۔۔۔ یف کیس نکال لائی۔ بریف کیس میں کئی تصویریں موجود تھیں جن میں ۔۔۔ ے ایک تصویر نکال کر اُس نے شیران کے سامنے رکھ دی اور شیران ۔۔۔ آنکھیں فرطِ مسرت سے چمک اُٹھیں بلاشبہ یہ مارٹن کنگ تھا وہی ۔۔۔ ن کنگ جس کی تصویر مارلینو کے پاس محفوظ تھی اور مارلینو نے ۔۔۔ صویر دکھاتے ہوئے کہا تھا کہ اُس کے سینے میں موجود آٹھ ناسوروں ۔۔۔ ں سے ایک ہے اور وہ اُن کی موت چاہتا ہے۔ چنانچہ اب یہ ۔۔۔ رُوری تھا کہ گراُنٹا کے ذریعے مارٹن کنگ تک پہنچا جائے اور ۔۔۔ اسی وقت ممکن تھا جب اُسے گراُنٹا کی دوستی حاصل ہو جائے۔ ۔۔۔ ں نے سوچا کہ اگر اپنے روّیے میں تھوڑی سی تبدیلی پیدا کر لی جائے ۔۔۔ کوئی حرج نہیں چنانچہ اب اُس کا لہجہ بدل گیا تھا۔

"اور تم نے اُس کے چھ ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔" اُس ۔۔۔ مُسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے اُس سے بے پناہ نفرت ہے اور میرے دِل ۔۔۔ ں شدید خواہش ہے کہ اگر موقع مل جائے تو اسے بھی فنا کے ۔۔۔ اٹ اُتار دُوں۔"

"مجھے ایسے لوگوں کے خلاف کام کر کے بے پناہ مسرت ۔۔۔ تی ہے جو اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہوں اور پھر مسٹر ڈیج ہیں۔ وہ ۔۔۔ ریف آدمی بے مقصد مجھ پر عنایات کی بارش کیے ہوئے ہے۔ ۔۔۔ ا میں تمھیں شکل سے احسان فراموش نظر آتا ہوں۔" شیران نے کہا۔

"مَیں نہیں سمجھی!" گراُنٹا نے کہا۔

"مزید مسٹر ڈیج مین کو بھی مارٹن کنگ کے ہاتھوں نقصانات ۔۔۔ ٹھانے پڑے ہوں گے۔"

"لاتعداد۔" گراُنٹا بولی۔

"بس تو ٹھیک ہے یُوں سمجھو کہ مارٹن کنگ کا کھیل ختم۔" ۔۔۔ یران نے گہری سانس لے کر کہا۔

"آسان کام نہیں ہے۔" گراُنٹا نے کہا۔

"آسان ہوتا تو مَیں اس کے بارے میں کبھی نہ سوچتا مجھے ۔۔۔ شکل کاموں سے دِلچسپی ہے۔ ہاں اُس کے لیے تمھاری مدد کی ۔۔۔ رُورت بھی ہو گی۔ تم کہہ چکی ہو کہ تم خود بھی مارٹن کنگ کی موت کے ۔۔۔ رہے ہو۔ مَیں تم لوگوں کے ساتھ کافی دِن گزار چکا ہوں، اور ۔۔۔ سوس کرتا ہوں کہ تمھارا روّیہ میرے ساتھ بہت اچھا رہا ہے۔ ۔۔۔ نانچہ اگر یہ چھوٹا سا کام میں، تمھارے ساتھ مل کر کر لوں تو مجھے ۔۔۔ شی ہو گی۔" گراُنٹا آہستہ سے مُسکرائی پھر بولی۔

"یہ معمولی کام نہیں علاوہ ازیں مجھے خطرہ ہے کہ میرے ڈیڈ تمھیں اس کی اجازت نہیں دیں گے۔ مارٹن کنگ معمولی شخصیت نہیں ہے اور ڈیڈ کبھی پسند نہیں کریں گے کہ تمھیں اس کے ہاتھوں نقصان پہنچے۔"

"بے بی میری بات سنو۔ مَیں اپنے معاملات میں کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں محسوس کرتا جو کچھ مجھے کرنا ہو گا مَیں خود کر لوں گا تم سے مَیں نے جس امداد کی بات کی تھی وہ صرف مارٹن کنگ کے بارے میں معلومات تک محدود تھیں باقی تم کیا سمجھتی ہو، مجھے کسی کا جسمانی سہارا درکار ہو گا۔" شیران بولا۔ گراُنٹا گہری نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگی پھر اُس نے کہا۔ "مَیں خود بھی یہی چاہتی ہوں اور اس کے لیے کیا ضروری ہے کہ ہم ڈیڈی کو بتائیں۔ مَیں ایک ایسا پروگرام تمھیں بتا سکتی ہوں جس کے ذریعے مارٹن کنگ خود بخود ہماری جانب کھنچا چلا آئے اور اس کے بعد ہم اس سے نمٹ لیں گے۔ ڈیڈی کو بتانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

"کیا تمھارے ذہن میں ایسی کوئی ترکیب ہے ؟"

"کیوں نہیں۔ میرے بیشتر پروگرام ڈیڈی کے لیے بہت ہی کارآمد ثابت ہوئے ہیں۔"

"گُڈ گرا تو مارٹن کنگ سے مڈبھیڑ کے لیے تمھارے ذہن میں کیا پروگرام ہے ؟"

"سنو۔ ہم ایک لانچ لے کر سمندر میں گشت کریں گے۔ لانچ میں ہم اس قسم کا سامان رکھیں گے جس سے مارٹن کنگ کو شبہ ہو کہ ہم منشیات لے جا رہے ہیں۔ وہ لازمی طور پر ہم تک پہنچے گا اور اس کے بعد ہم لازمی طور پر اس سے نمٹ لیں گے۔ مَیں نے کئی بار یہ پروگرام بنایا۔۔ لیکن ڈیڈی نے کبھی مجھے اس سے براہِ راست مقابلہ نہیں کرنے دیا البتہ جب بھی مجھے موقع ملا مَیں نے اس کے ایک آدھ آدمی کو ختم کر دیا اور ڈیڈی کی خواہش کے مطابق کبھی اس کا پتہ نہیں چلنے دیا لیکن میری دِلی آرزو ہے کہ مارٹن کنگ کو میرے بارے میں معلومات حاصل ہوں اور ایک بار کھل کر ہم دونوں کے درمیان مقابلہ ہو جائے۔"

"تم بہادر لڑکی ہو میں دِل سے تمھاری قدر کرتا ہوں اور تمھارے پروگراموں سے اتفاق کرتا ہوں۔ کب سے یہ پروگرام ترتیب دے رہی ہو ؟"

"دیکھو۔ مَیں بہت سخت گیر فطرت کی مالک ہوں اپنے معاملات میں کسی کی مداخلت برداشت نہیں کرتی اور تمھارے بارے میں مجھے خدشہ ہے کہ کہیں تم میرے آڑے نہ آ جاؤ۔"

"مارٹن کنگ کو قتل کرنے کی ذمّے داری مَیں نے قبول کی ہے تم اگر میرے ساتھ تعاون کر سکتی ہو تو کرو ورنہ میں یہ کام خود بھی

انجام دے سکتا ہُوں اور اس کے علاوہ اس بات کو ذہن نشین کر لو کہ مَیں زندگی میں کسی شخص کی برتری تسلیم کرنے کا عادی نہیں ہُوں، اور وہی کرتا ہُوں جو میری اپنی خواہش ہوتی ہے۔" گرانُنا خاموشی سے اُسے دیکھتی رہی تھی پھر اُس نے کہا۔ "ٹھیک ہے ان تمام باتوں سے تمھیں مستثنیٰ رکھا جائے گا۔"

"تو پھر کب اپنی لانچ لے کر سمندر میں نکل رہی ہو؟"

"بہت جلد مَیں تمھیں اس بارے میں اطلاع دُوں گی۔"

گرانُنا نے جواب دیا اور شیران سے رخصت ہوگئی۔ اُس نے ڈچ مین کو اس بارے میں اطلاع دی اور بتایا کہ صورتِ حال بالکل ٹھیک ہے چنانچہ ڈچ مین نے اپنے طور پر تیاریاں شروع کر دیں مسٹر موٹاف سے اُسے ہدایات مل گئی تھیں کہ ابھی شیران کو ہر طرح سے قابو میں رکھنا ہے اور کچھ بھی ہو جائے اُسے نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چنانچہ ڈچ مین اپنی ذمّے داریاں پوری کر رہا تھا۔

گرانُنا کی ہدایات کے مطابق اُس نے ایک لانچ کا بندوبست کر دیا لیکن گرانُنا کو اس لانچ پر بھیجتے ہوئے وہ خاصا متردد تھا۔

"تم کیا سمجھتے ہو ڈیڈی۔ میں اس جنگلی جانور سے خوفزدہ ہو سکتی ہوں اگر تم مجھے اجازت دو تو مَیں اُسے ایسا سبق سکھاؤں کہ زندگی بھر یاد رکھے۔ یہ سب کچھ جو برداشت کر رہی ہوں صرف تمھاری خواہش کے مطابق ہے۔"

"گرین ڈیڑدہ بدبخت ہمارے لیے ایک خاص اہمیت کا حامل ہے ورنہ مَیں بھلا اُسے اتنی چھوٹ کیوں دیتا تاہم تم اُسے کنٹرول میں رکھنا۔"

"اوکے ڈیڈی۔"

تیاریاں مکمل ہو گئیں اور گرانُنا نے شیران کو اس بارے میں اطلاعات دے دیں۔ شیران کو بھلا اس کے ساتھ سفر کرنے میں کیا اعتراض ہو سکتا تھا چنانچہ وہ اور کوبرے ایک رات گرانُنا کے ساتھ ساحل کی جانب چل پڑے۔ شیران نے اپنی فطری خود مختاری سے کام لیا تھا اور اس سلسلے میں ڈچ مین کو اطلاع دینے کی ضرورت نہیں محسوس کی تھی۔ ساحل پر ایک بڑا اسٹیمر نظر آ رہا تھا جس پر اس وقت روشنی نہیں تھی۔ اندھیرے میں اس کا سایہ سطحِ سمندر پر ڈول رہا تھا۔ وہ سب اسٹیمر پر پہنچ گئے اور شیران نے یہاں گرانُنا کی حکومت دیکھی۔ اسٹیمر کا کپتان ایک طویل القامت آدمی تھا جو انتہائی احترام سے گرانُنا سے پیش آ رہا تھا۔ اُس نے اس شخص سے تیاریوں کے بارے میں پوچھا اور اُس نے بڑے اعتماد انداز میں گردن ہلا دی۔ "جیسا آپ نے حکم دیا تھا میڈم اُس کے مطابق سب کچھ کیا گیا ہے۔"

"ٹھیک ہے مَیں ابھی جائزہ لیے لیتی ہُوں۔ تم اسٹیمر کو آگے بڑھا دو۔" پھر وہ شیران کی طرف دیکھ کر بولی۔ "گریئر بڑا قابلِ اعتماد آدمی ہے۔ اُسے تمام ہدایات دے دی گئی ہیں اس وقت اسٹیمر پر جو سامان نظر آ رہا ہے۔ یہ صرف خالی کارٹن ہیں۔ اسٹیمر کو ہلکا رکھا گیا ہے تاکہ اگر سمندر میں مارٹن کنگ کے آدمیوں سے مڈبھیڑ ہو جائے تو ہم اسے پوری طرح استعمال کر سکیں۔"

"ایک بات بتاؤ مجھے تم اس مہم کو کنٹرول کر رہی ہو لیکن میرے لیے بھی معلومات ضروری ہیں۔ تم یہ بات کس طرح کہہ سکتی ہو کہ سمندر میں ہماری مڈبھیڑ مارٹن کنگ سے یقینی طور پر ہوگی؟"

"اس کی وجوہات ہیں۔" گرانُنا نے کہا۔

"وہی جاننا چاہتا ہُوں۔"

"سمندر کے کچھ علاقے مخصوص ہیں جو صرف اسمگلنگ کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ مَیں اس سلسلے میں تمھیں زیادہ تفصیلات تو نہیں بتا سکوں گی۔ یُوں سمجھ لو کہ حکومت بھی ان علاقوں کی طرف سے آنکھیں بند رکھتی ہے اور اس کے لیے ذمّے دار اشخاص کو بہت بڑی بڑی رقومات ادا کی جاتی ہیں۔ ان علاقوں میں جو لانچیں آتی جاتی ہیں ان پر یقینی طور پر اسمگلنگ کا مال اور خاص طور پر منشیات بار ہوتی ہیں اگر اس علاقے سے کوئی اجنبی لانچ گزرے گی تو مارٹن کنگ کو یقینی طور پر اس کے بارے میں معلومات حاصل ہو جائیں گی اور پھر وہ اس لانچ کی تفتیش کے لیے فوراً چڑھ دوڑے گا۔ بہت ہی محتاط آدمی ہے وہ خود ہر چیز کا جائزہ لیتا ہے اور اپنے آپ کو کنگ سمجھتا ہے۔"

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے مَیں سمجھ گیا۔" شیران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تاریکی میں آنکھیں پھاڑنے لگا۔ گرانُنا اس کے نزدیک ہی کھڑی ہوئی تھی اور کوبرے اِدھر اُدھر بھٹک رہا تھا۔ بڑی شاندار لانچ تھی اور اُس کا انجن کافی طاقتور تھا۔

آہستہ آہستہ وہ رفتار پکڑتی جا رہی تھی۔ لانچ پر کافی افراد موجود تھے اور ان کی تعداد کا صحیح اندازہ شیران نے گننے کی کوشش نہیں کی تھی، بہرطور وہ لانچ میں کھڑے سمندر کا نظارہ کرتے رہے۔ گرانُنا خاموش تھی۔ کوبرے کا وہاں کوئی پتہ نہیں تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد شیران نے اُس سے پوچھا۔ "تمھارا کیا اندازہ ہے۔ ہمارا یہ سفر کتنا طویل ہوگا۔ میرا مقصد ہے ہمیں اپنی مطلوبہ جگہ پہنچنے کے لیے سمندر میں کتنی دیر لگے گی؟"

"میرا خیال ہے ہم ایک بجے کے قریب اس علاقے

میں ہوں گے۔" گرانُنا نے جواب دیا۔ ٹھاٹھیں مارتا ہُوا سمندر ان کے چاروں طرف پھیلا ہُوا تھا اور وہ خاموشی سے اُسے دیکھ رہے تھے۔ گرانُنا کئی بار تیز نگاہوں سے شیران کا جائزہ لے چکی تھی نجانے کیا اُس کے ذہن میں کیا تھا۔ اُس نے خاموش لمحے کے بعد شیران کو مخاطب کر کے کہا۔ "تم بالکل خاموش ہو۔"

"ہُوں۔ کچھ سوچ رہا ہُوں۔" شیران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا؟" گرانُنا بولی اور شیران چونک کر اُسے دیکھنے لگا۔ گرانُنا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"مجھے بھی ایسے لوگ بہت پسند ہیں جو ہر وقت ایک ہی کیفیت کا شکار رہتے ہیں۔ مَیں نے تمھارے اندر ایک انوکھی شخصیت چھپی ہُوئی دیکھی ہے۔"

"ایک ہی کیفیت کا شکار رہنے سے تمھاری کیا مُراد ہے؟" شیران نے پوچھا۔ گرانُنا اس کے لہجے کے سپاٹ پن کو محسوس نہیں کر سکی تھی۔ وہ آہستہ سے بولی۔ "تنہائیوں میں انسان کے ذہن میں ایک ہی قسم کے خیالات اُجاگر ہوتے ہیں اور اگر کوئی حسین لڑکی ساتھ ہو تو پھر خواہ مخواہ ذہن بھٹکنے لگتا ہے۔"

"لڑکی۔ میرے اندر جھانکنے کی کوشش مت کرو تمھیں میری ہستی میں کچھ نہیں ملے گا۔"

"کیوں؟ بات کیا ہے؟ دُکھے ہوئے ہو؟" گرانُنا نے پُوچھا۔

"بس بس۔ مَیں دُکھتا نہیں ہُوں، دُکھا دیتا ہُوں۔"

"بڑی وحشیانہ فطرت کے مالک ہو۔" گرانُنا آسمان کی طرف دیکھ کر بولی۔ شیران نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ دفعتاً دونوں ہی چونک پڑے۔ شیران آہستہ سے بولا۔ "یہ کیا ہے؟" گرانُنا بھی اپنے ان احساسات کی دُنیا سے باہر نکل آئی تھی جو اچانک اُس کے ذہن میں پیدا ہو گئے تھے۔ اُس نے تھوڑے فاصلے پر روشنی دیکھی اور پھر زور سے گریئر کو آواز دی۔ کیپٹن گریئر دوڑتا ہُوا اُس کے قریب پہنچ گیا تھا۔

"کیا خیال ہے؟"

"بالکل ٹھیک میڈم، اس طرف پولیس کی گشتی لانچیں نہیں ہوتیں۔"

"اس کا مطلب ہے مارٹن۔"

"صد فی صد۔"

"چلو آؤ دیکھیں۔" گرانُنا نے کہا اور کنٹرول رُوم کی جانب چل پڑی۔ اُس نے کنٹرول رُوم کی طرف بڑھتے ہوئے شیران کا بازو پکڑنے کی کوشش کی تھی لیکن شیران نے ایک ہلکے سے جھٹکے سے اس سے اپنا بازو چھڑا لیا اور اس کے ساتھ ساتھ چلتا ہُوا کنٹرول رُوم میں داخل ہو گیا۔

گرانُنا اب ایک سمندری ماہر کی طرح اطراف کا جائزہ لے رہی تھی۔ روشنیاں کئی سمتوں سے نمودار ہو رہی تھیں، اور اندازہ ہو رہا تھا کہ اس لانچ کو کئی لانچیں گھیرے میں لے رہی ہیں۔

"ایسی حالت میں وہ لوگ مقابلہ کرتے ہیں یا کوئی اور طریقۂ کار اختیار کرتے ہیں؟" شیران نے پوچھا۔

"صرف اور صرف مقابلہ۔"

"تو پھر ہمیں کیا کرنا ہوگا؟"

"مقابلہ۔ لیکن یہ مقابلہ مارٹن کنگ کی موت پر ختم ہوگا۔"

"اس کی لانچیں کافی تعداد میں ہیں۔" گریئر بولا۔

"چلو تم اپنے آدمیوں کو چاروں طرف پھیلا دو۔"

"م۔ مگر میڈم اگر ہم اس سے لڑے بغیر یہاں سے نکل جائیں تو کیا حرج ہے۔" گریئر نے کہا۔

"کیا بکواس کرتا ہے؟" گرانُنا غرّائی۔

"میڈم۔ مَیں چیف کو جوابدہ ہُوں اگر آپ کو کوئی نقصان پہنچ گیا تو سوال مجھ سے ہی کیا جائے گا۔"

"بکواس مت کرو مَیں جو کچھ کہہ رہی ہوں اس پر عمل کرنا ہے تم نہیں جانتے کہ میرا پروگرام کیا ہے۔"

"مگر میڈم اتنی ساری لانچوں سے مقابلہ کرنا آسان کام نہیں ہے۔ مَیں آپ کو اس کی اجازت نہیں دُوں گا۔"

"۔ ۔ ۔ ۔ تو مجھے اجازت دے گا۔"

"پلیز میڈم۔ میری بات مان لیجیے آپ سادہ طبیعت کی مالک ہیں لیکن باس۔" دفعتاً گرانُنا نے اپنی بیلٹ میں لگا ہُوا پستول نکال لیا اور اُسے کیپٹن گریئر کی جانب سیدھا کر کے بولی۔ "اگر تم نے میری ہدایت پر عمل نہ کیا تو تُو جانتا ہے کہ مَیں کیا کروں گی؟" گریئر نے بے بسی سے شیران کی جانب دیکھا۔ ۔ ۔ شیران نے رُخ بدل لیا تھا۔ اس معاملے میں وہ کوئی دخل نہیں دینا چاہتا تھا۔ گریئر نے شانے ہلائے اور آہستہ سے بولا۔ "مسٹر آپ گواہ ہیں کہ مَیں نے میڈم کو حتی الامکان روکنے کی کوشش کی تھی۔"

"مَیں کہتی ہُوں، بکواس بند کر اور فوراً اسلحہ نکال کر اپنے آدمیوں کو چاروں طرف پھیلا دے۔ تو کیا سمجھتا ہے مَیں نے لانچ پر جو انتظام کیے ہیں وہ سب مذاق ہے۔" گرانُنا نے کہا

اور گریبڑ آگے بڑھ گیا۔ چند ہی لمحات کے بعد اُس نے لانچ کے چاروں طرف اپنے آدمیوں کو پھیلا دیا۔

دُوسری طرف سے گھیرا ڈالنے والی لانچیں نزدیک آتی جا رہی تھیں پھر ان پر سے میگا فون کے ذریعے کہا گیا "تمھاری ایک ایک حرکت پر نگاہ رکھی جا رہی ہے تم جو کوئی بھی ہو اپنے آپ کو خاموشی سے ہمارے حوالے کر دو ورنہ تم میں سے ایک کی زندگی بھی نہیں بچ سکے گی۔" گرانشا نے اس سلسلے میں بھی انتظام کر لیا تھا۔ چنانچہ فوراً ہی میگا فون کے ذریعے جواب دیا گیا۔

"ہم لوگ راستہ بھٹک کر اس طرف آ نکلے ہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ ہماری لانچ کی تلاشی لی جائے تو ہم اپنے آپ کو تمھارے حوالے کرنے کو تیار ہیں۔" یہ اطلاع دینے کے بعد اُس نے گریبڑ کو حکم دیا کہ وہ لانچ کو آہستہ آہستہ ان لوگوں کی جانب لے چلے۔ گریبڑ نے انجن ڈرائیور کو احکامات جاری کر دیے لیکن وہ شدید ہیجان کا شکار نظر آ رہا تھا۔ اُس نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"میڈم۔ میڈم آپ آخر کیا کرنا چاہتی ہیں؟"

"کچھ نہیں صرف اِن لانچوں کو تباہ کرنا ہے۔"

"یہ ممکن نہیں ہو گا، آپ کیا سمجھتی ہیں، مارٹن کنگ کوئی بے وقوف آدمی ہے۔"

"گریبڑ تجھے مارٹن کنگ کے گن گانے کی تنخواہ نہیں دی جاتی جو کچھ مَیں کہہ رہی ہوں اس پر عمل کرو ورنہ میں تجھے گولی مار دوں گی۔"

ان لوگوں کو گھیرے میں لینے والی لانچیں بڑھتی ہوئی بالآخر اُن کے بالکل قریب پہنچ گئیں اور اسی وقت گرانشا کی ہدایت پر لانچ کا فائر کھول دیا گیا۔ لیکن دُوسری طرف سے آنے والے واقعی بے وقوف نہیں تھے۔ اُنھوں نے ایسے انتظامات کر رکھے تھے کہ اگر اچانک کوئی ایسی صورتِ حال پیش آ جائے تو اس سے نمٹ سکیں۔

چنانچہ ان لانچوں کی طرف سے کوئی کارروائی عمل میں نہیں آئی... بلکہ اُن پر جلتی ہوئی روشنی ایک دَم بجھ گئی تھی اور اب صرف اس لانچ پر روشنی تھی جس پر شیران اور گرانشا موجود تھے۔ دفعتاً لانچ پر سفید سفید دُھوئیں کے گولے آ کر گرنے لگے یہ یقیناً آنسو گیس کے شیل ہی تھے... اور کسی ایسی گن وغیرہ سے پھینکے جا رہے تھے جیسی آنسو گیس شیل پھینکنے کے لیے استعمال ہوتی ہے چنانچہ لانچ پر افراتفری پھیل گئی تھی...

دھواں اِتنا سریع الاثر تھا کہ آن کی آن میں لانچ پر ہونے والی فائرنگ رُک گئی اور وہاں موجود لوگ ایک ایک کر کے اِدھر اُدھر لڑھکنے لگے۔ گرانشا بھی شاید اس کا شکار ہو گئی تھی لیکن شیران واحد آدمی تھا جس نے پانی میں چھلانگ لگا دی تھی اور تیرتا ہوا لانچ کے بالکل نیچے پہنچ گیا تھا۔ وہ لانچ کے نیچے سے ہو کر اس سمت بڑھنے لگا جدھر دُوسری لانچیں تھیں۔ وہ جانتا تھا کہ اگر سمندر کے اِس حصّے میں رہ گیا تو پھر شاید زندگی ہی سے مایوس ہونا پڑے کیونکہ وہ جتنے فاصلے پر نکل آئے تھے وہاں سے تیر کر کسی مخصوص جگہ تک پہنچنا ممکن نہیں تھا۔

اپنی انتہائی کوششوں سے وہ مارٹن کنگ کی ایک لانچ پر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا جب کہ دُوسری جانب مارٹن کنگ کی لانچیں اب گرانشا کی لانچ سے جا لگی تھیں اور اُس کے آدمی گرانشا کی لانچ پر اُتر گئے تھے۔

★★

بالآخر وائی تھری ایٹ کی جانب سے مارلینو کو اس مخصوص میٹنگ میں شرکت کا دعوت نامہ موصول ہو گیا، مارلینو معمول کے مطابق اپنے کاموں میں مصروف تھا اور اُس کے ذہن میں اس ملاقات کا کوئی مقصد واضح نہیں ہوا تھا، تاہم اس طلبی پر اُسے مطلوبہ جگہ پہنچنا پڑا، جہاں اُس کا شاندار استقبال کیا گیا۔

یہ جگہ ہانگ کانگ کے مشرق میں ایک چھوٹا سا خوبصورت سا علاقہ تھا، جسے خاردار تاروں کی باڑھ سے محفوظ کر لیا گیا تھا۔ مارلینو اپنے ہیلی کاپٹر سے یہاں پہنچا تھا اور ہیلی پیڈ پر تقریباً بارہ افراد نے اُسے خوش آمدید کہا تھا، یہ سب وائی ڈیپارٹمنٹ کے رُکن تھے۔

ہیلی کاپٹر کے اس علاقے سے گزرتے ہوئے مارلینو نے یہاں کے انتظامات بخوبی دیکھے تھے، بہر طور یہ تنظیم جس بڑے ملک سے تعلق رکھتی تھی، اُس کے لیے کم از کم ایشیا میں ایسی جگہیں حاصل کر لینا مشکل کام نہیں تھا، لاتعداد صنعتیں اُس نے ایشیا کے مختلف ممالک میں لگا رکھی تھیں، بادشاہ خان جس پروجیکٹ کو کنٹرول کرتا تھا، وہ بھی اِسی سلسلے کی ایک کڑی تھی، بظاہر یہ پروجیکٹ صرف صنعتی اغراض و مقاصد کے لیے وجود میں لایا گیا تھا، لیکن اس میں کیا کچھ ہوتا تھا، یہ صرف جاننے والے ہی جانتے تھے۔

وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کے آدمیوں نے اس معذور شخص کو حیرت سے دیکھا تھا، جس کے بارے میں اُنھوں نے

سُن رکھا تھا کہ وہ چاروں ہاتھ پیروں سے محروم ہے لیکن اُس کی چال ڈھال اور اس کے مصنوعی ہاتھ پیروں کا لوچ ان سب کے لیے شدید حیرت کا باعث تھا۔

مارلینو نے اُن سے مصافحہ کیا تو اُنھیں محسوس ہُوا کہ ایک سو فیصد انسانی ہاتھ، جس کے اندر زندگی کی حرارت موجود ہے، اُن کے ہاتھوں سے مَس ہُوا ہے۔

میٹنگ ہال میں ایک معزز آدمی نے مارلینو سے سوال کر ہی ڈالا "مسٹر مارلینو آپ کے بارے میں تو ہم نے کچھ اور سُنا تھا۔"

"وہ کیا؟" مارلینو نے مُسکراتی نگاہوں سے اُسے دیکھتے ہُوئے کہا۔ "یہ کہ آپ کے ہاتھ پاؤں مصنوعی ہیں، جب کہ مَیں نے آپ سے مصافحہ کر کے محسوس کیا کہ آپ میں زندگی کی مکمل حرارت موجود ہے، آپ کی چال ڈھال کسی طور مصنوعی نہیں لگتی۔"

"اِن سوالوں کا جواب اِتنی بار دے چُکا ہوں کہ اَب مجھے اِس سے وحشت ہوتی ہے، جب آپ نے میرے بارے میں یہ سُنا تھا کہ مَیں اس طرح ہاتھوں اور پیروں سے محروم ہوں تو یہ بھی یقیناً سُن رکھا ہو گا کہ مَیں نے کس طرح اپنے آپ کو باعمل بنایا۔"

"بلاشبہ، آپ کا ایک خاکہ ہمارے ذہن میں ضرور تھا لیکن آپ اس قدر مکمل ہوں گے اس کا کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔"

گفتگو وائی تھری ایٹ کی آمد پر ختم ہو گئی، وائی تھری ایٹ نے پُرجوش انداز میں مارلینو سے معانقہ کیا تھا، اور اُس کے بعد میٹنگ ہال میں وہ مخصوص لوگ باقی رہ گئے تھے، جنھیں اِس میٹنگ میں شرکت کرنا تھی، باقی لوگ باہر چلے گئے تھے۔ دروازے بند ہو گئے تو وائی تھری ایٹ نے کہا۔ "جس طرح آپ کو مدعو کیا گیا ہے مسٹر مارلینو وہ ایک عام سا انداز تھا۔ لیکن مَیں ذاتی طور پر آپ کو اس میٹنگ کی اہمیت کا احساس دِلانا چاہتا ہوں، یوں سمجھ لیجیے کہ اب تک تنظیم نے آپ پر جس قدر بھروسہ کیا ہے اور آپ نے جس طرح تنظیم کے اعتماد کو برقرار رکھا ہے، یہ انکشاف جو آپ پر کیا جانے والا ہے، ہمارے آپ پر مکمل اعتماد کا ثبوت ہے۔"

"مَیں اس کے لیے شکر گزار ہوں اور متردد بھی ہوں کہ تنظیم کے مفادات کا بوجھ اپنے ناتواں کندھوں پر سنبھال بھی سکوں گا یا نہیں۔"

"ہم نے بڑے یقین کے ساتھ آپ کو اپنے ساتھ شامل کیا ہے اور ہم اپنے اس اقدام پر بہت مسرور ہیں، یہ چند افراد جو آپ کے سامنے موجود ہیں، ہمارے ملک کی مقتدر ترین شخصیات ہیں، اور ہمارے وسیع تر مفادات کے لیے اپنی تمام تر ذہانت دن رات استعمال کرتے ہیں۔ مسٹر مارلینو آپ کو ایک ایسے ...میں شریک کیا جا رہا ہے، جو اس وقت ہمارے وطن کے صرف چند افراد کو معلوم ہے، ہمارا ملک بے شک اپنے عہدیداروں کو بہت بڑی حیثیت دیتا ہے، ایسے کسی فرد کو ہم اپنے رازوں میں شریک نہیں کرتے، جو کسی طرح ہمارے اپنے اعتماد پر پورا نہ اُترے، لیکن اس کے ساتھ ہی ہم اپنے اِن رازوں کو محدود بھی رکھتے ہیں، آپ کو جس مسئلے میں شامل کیا جا رہا ہے یوں سمجھ لیجیے کہ وہ تقریباً نصف صدی سے ہمارے ذہنوں میں ہے اور ہمارے ہاں اعلا پیمانے پر اس کے لیے کام ہو رہا ہے، افراد بدلتے رہتے ہیں، حکومتیں بدلتی رہتی ہیں، سربراہان بدلتے رہتے ہیں، لیکن مقاصد کبھی نہیں بدلتے۔ ہمارے وطن کی ایک اہم ترین ضرورت ہے، جس کی تکمیل چند مخصوص علاقوں پر ہمارے قبضے کے بعد ہی ہو سکتی ہے، یہ سلسلہ کچھ اس طرح اُلجھا ہُوا ہے کہ ہم قوت آزمائی کے ذریعے اپنے وہ مقاصد حاصل نہیں کر سکتے، ورنہ اَب تک فوج کشی کر کے بہت کچھ کیا جا سکتا تھا، ہم نے اس کے لیے بہترین پلاننگ کی ہے لیکن ابھی وہ کام پورا ہونے کا وقت نہیں آیا، تاہم اس کا ایک حصّہ تکمیل کے مراحل کے قریب ہے اور اُس کے لیے ہم آپ کو بھی شریک کرنا چاہتے ہیں۔"

"آپ حضرات جانتے ہیں اور میں یہ الفاظ کسی فخر یا غرور کی بُنیاد پر نہیں کہہ رہا کہ میری محدود زندگی کے لیے میرے موجودہ وسائل کافی ہیں۔ مَیں نے تنظیم میں شمولیت صرف اِس لیے قبول کی ہے کہ میں اس کے اغراض و مقاصد سے متفق ہوں اور اپنے لیے سُودمند پاتا ہُوں اس میں... اقتدار کا مسئلہ نہیں ہے، دولت کے حصول کا معاملہ نہیں ہے، تو آپ یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ میری تمام پیش کشیں مخلصانہ ہیں اور جو لوگ صرف خلوص کے جذبے سے کام کرتے ہیں، وہ دوست ہوتے ہیں۔"

"بے شک، بے شک ہم آپ کے اِن الفاظ سے متفق ہیں... چنانچہ اب مزید کسی تفصیل تمہید کے، مَیں آپ سے اپنا مقصد بیان کرتا ہُوں، مَیں آپ کی توجہ اس علاقے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہُوں جسے ہم اپنی اصطلاح میں پوائنٹ ٹرپل او فور کہتے ہیں، ٹرپل او فور کا نقشہ سامنے موجود ہے، یہ سُرخ روشنی اِن جگہوں کی نشاندہی کرتی ہے۔" وائی تھری ایٹ نے ایک سمت اشارہ کر کے کہا اور مارلینو کی نگاہیں اُس جانب

اُٹھ گئیں۔ دیوار پر لگے ہوئے الیکٹرونک نقشے پر سُرخ لکیریں اس علاقے کی وضاحت کر رہی تھیں، جس کا نام ٹرپل او فور لیا گیا تھا۔

مارلینو کے بدن میں تناؤ پیدا ہو گیا، اس علاقے کے بارے میں وہ اچھی طرح جانتا تھا، لیکن بہر طور پر اُس نے خود کو سنبھال لیا۔

"کیا آپ اس کی جغرافیائی نوعیت سے واقف ہیں مسٹر مارلینو؟"

"کیوں نہیں۔ مَیں نے خود کو ان چیزوں سے لاعلم نہیں رکھا۔"

"تو پھر یُوں سمجھ لیجیے یہ علاقہ... جسے ہم ٹرپل او فور کہتے ہیں، ہمارے لیے دروازے کی حیثیت رکھتا ہے اور اس دروازے سے گزر کر ہم جس علاقے میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ وہ ٹرپل ون فائیو کا علاقہ کہلاتا ہے، براہِ کرم نقشے پر دوبارہ نگاہ دوڑا لیجیے۔"

مارلینو نے اس بار ٹرپل ون فائیو کا علاقہ بغور دیکھا تھا، وہ چند لمحات اس پر نگاہیں دوڑاتا رہا پھر ٹھنڈی سانس لے کر گردن ہلانے لگا۔

"آپ نے مکمل طور پر اندازہ لگا لیا ہو گا، یہ بات فی الوقت قطعی غیر ضروری ہے کہ آپ کو ہم ان علاقوں سے اپنی دلچسپی کی وجوہات بتائیں، لیکن یُوں سمجھیے کہ ان علاقوں میں ہم اپنا اقتدار چاہتے ہیں اور اس کے لیے ہمیں ایک بہت بڑا آپریشن کرنا ہے، ہمیں پہاڑوں میں اپنے ایسے ساتھیوں کے انتخاب کی ضرورت پیش آئی جو آپریشن کے وقت ہمارا ساتھ دے سکیں اور اس کے لیے ہم نے تھمانہ قبیلے کے سردار کا انتخاب کیا۔ بادشاہ خان کو ہم نے اپنے آپ میں شامل کر کے اُس کے تمام مفادات کی نگرانی کی اور اُسے ہر طرح کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ پہاڑوں میں ہونے والے ایک واقعے نے بادشاہ خان کو مشتعل کر دیا اور وہ وحشیانہ انداز میں تمام قبیلوں سے جنگ کرنے کے منصوبے بنانے لگا تو ہم نے اُسے روکا، اُس کی وجوہات معلوم کیں تو پتہ چلا کہ شیران نامی ایک پہاڑی نوجوان، بادشاہ خان کی دُشمنی کا باعث ہے اور اس کے لیے یہ ہلاکت خیزی عمل میں آ رہی ہے لیکن ہم نہیں چاہتے تھے کہ ان پہاڑوں سے منسلک حکومت اس طرف متوجہ ہو اور کچھ ایسی کارروائیاں عمل میں آئیں، جو ہمارے کام میں رُکاوٹ بن سکیں، چنانچہ بادشاہ خان کو یقین دلایا گیا کہ شیران کو اس کے لیے ہلاک کر دیا جائے گا، بس وہ اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ بادشاہ خان نے ہماری یہ بات تسلیم کر لی لیکن جب ہماری نگاہوں میں شیران آیا، تو دفعتاً ہمارے منصوبے میں کچھ تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔"

وائی تھری ایٹ کے ان الفاظ پر مارلینو کے چہرے کے عضلات میں ایک بار پھر تبدیلیاں پیدا ہوئی تھیں، اگر اس وقت یہاں کوئی ایسا مشینی نظام موجود ہوتا، جو ذہنی اور جسمانی کیفیات کا تجزیہ کر سکتا تو یقینی طور پر تنظیم مارلینو کے اضطراب سے واقف ہو جاتی لیکن ایسی چیز کی یہاں ضرورت محسوس نہیں کی گئی تھی۔ مارلینو خود کو پُرسکون کرنے میں ماہر تھا۔ اُس نے آہستہ سے پوچھا "میں سمجھا نہیں جناب۔"

"اگر آپ اس نام پر نہیں چونکتے تو ہمیں حیرت ہوتی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ شیران سے آپ کو بھی دلی لگاؤ ہے۔"

"ہاں اگر یہ اُسی شیران کی بات ہو رہی ہے تو میں مختصر طور پر اس کے بارے میں آپ لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں، آپ کو یقیناً اس بات کا علم ہو گا کہ میں شیران سے دلی لگاؤ رکھتا ہوں اور وہ بے وقوف بھی اپنی وحشی فطرت سے باغی ہو کر میرے لیے اپنے سینے میں جذبات سجائے ہوئے ہے۔"

"بے شک، بے شک ہم اسی شیران کی بات کر رہے ہیں، وہ شیران ہماری نگاہوں میں بھی جچ گیا ہے اور ہم یہ سوچنے لگے ہیں کہ پہاڑوں میں اس جیسی فطرت کا کوئی آدمی ہمارا کارکن ہونا چاہیے، بادشاہ خان کی عمر بہت زیادہ ہو چکی ہے، ہر چند کہ وہ اس طویل العمری میں بھی انتہائی چاق و چوبند اور مستعد آدمی ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ... وہ اپنی اُلجھنوں کا بھی شکار ہو گیا ہے۔ ہمارے درمیان یہ تنازعہ چل رہا ہے کہ کیوں نہ اس سلسلے میں شیران خان کو استعمال کیا جائے۔ بادشاہ خان کا ایک بھتیجا نعمان خان، جو درحقیقت شیران کا اصل دُشمن ہے، اپنے آپ کو تنظیم کے لیے ایک ٹھوس ہستی ثابت کر چکا ہے، اور مسٹر مارلینو مختصراً آپ کو یہ بھی بتا دیا جائے کہ نعمان خان کو پہاڑوں میں بھیج دیا گیا ہے، اس مقصد کے تحت کہ وہ وہاں کے معاملات سنبھال لے لیکن اس کے باوجود ہم شیران کی اہمیت کو نظرانداز نہیں کر سکے اور ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ شیران کو آپ کے ذریعے کنٹرول کیا جائے۔"

"میں کچھ مزید وضاحتوں کا طالب ہوں۔" مارلینو نے کہا۔

"ہم جانتے ہیں کہ آپ کے ذہن میں بے شمار سوالات

اُبھر رہے ہیں، آپ سوالات کیجیے، ہم آپ کو ان کا جواب دیں گے۔"

"مثلاً شیران پر آپ نے اس قدر مکمل بھروسہ کیا؟" مارلینو نے سوال کیا۔ وائی تھری ایٹ اُسے شیران کے بارے میں مکمل تفصیلات بتانے لگا۔ مارلینو کو ایڈنا ڈمپل، موتی مارون، کنگ لوئی اور دُوسرے تمام لوگوں کے بارے میں تفصیلات بتائی گئیں جن سے شیران کا واسطہ پڑا تھا اور شیران کس خونخوار اژدہے کی طرح ایک ایک کر کے ان سب کو نگل لیا تھا۔ اس طرح تنظیم یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ اگر وہ تنظیم کے لیے کارآمد ثابت ہو تو اُسے پہاڑوں کی حکمرانی سونپ دی جائے۔ نعمان خان اور بادشاہ خان کے بارے میں بھی وائی تھری ایٹ نے اُسے ساری تفصیل بتائی اور مارلینو کے ذہن میں پھلجھڑیاں چھوٹنے لگیں۔

ان علاقوں کے بارے میں جو معلومات اُسے وائی تھری ایٹ کی زبانی حاصل ہوئی تھیں۔ اُنھوں نے مارلینو کو ششدر کر کے رکھ دیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ شیران کے وطن کے خلاف ایک ایسی عظیم الشان سازش ہو رہی تھی، جو اگر پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتے تو اس کے بعد یہ جنگجو اور وحشی قبائل کبھی سر اُٹھا کر رہنے کے قابل نہ ہو سکیں گے، اُنھیں غلامی کی زنجیروں میں جکڑ لیا جائے گا اور وہ اس طرح زمین کی گہرائی میں دفن ہو جائیں گے کہ ان کا نام و نشان تک باقی نہیں رہے گا، مارلینو ان قبیلوں کی داستانیں جانتا تھا، یہ قبیلے کبھی کسی کے آگے سرنگوں نہیں ہوئے تھے، بڑی بڑی حکومتیں آئی تھیں، بڑے بڑے جابروں نے ان پر قابو پانے کی کوششیں کی تھیں، لیکن پہاڑوں کے سرکش جیالے پہاڑوں ہی کی مانند سر اُٹھائے آج تک جی رہے تھے اور اب اُن کے خلاف یہ خوفناک سازش تیار کی گئی تھی۔ مارلینو نے اپنے آپ کو تولا، کیا ان بلند و بالا انسانوں کو زمین کی پستیوں میں دھکیلنے کے لیے وہ کوئی اہم کردار انجام دے سکتا ہے...؟ اُس کے دل نے نفی میں جواب دیا نہیں وہ شیران کے وطن کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑا نہیں دیکھ سکتا۔ شیران جو اس کا کچھ نہ ہونے کے باوجود ہر جگہ اُس کے مفادات کا نگراں ہے، شیران اُس کا اپنا، اُس کا نائب اُس کی اولاد کی مانند۔ مارلینو کے دل میں شیران کی محبت کا طوفان اُمڈ آیا۔

لیکن وہ یہ جذبات اپنے چہرے سے ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتا تھا، اس کے وجود میں جو زلزلہ آ گیا تھا اُسے سنبھالنا ضروری تھا، کیونکہ اُس کے سامنے انتہائی شاطر قسم کے لوگ تھے جو اس کی کسی بات سے متاثر ہو کر کھیل کی نوعیت ہی بدل سکتے ان کے سامنے اُسے خود پر قابو رکھنا تھا۔ یہی شیران اور اُس کی قوم کے مفاد میں تھا۔

تب وائی تھری ایٹ نے کہا "جو کچھ میں نے آپ کو بتایا ہے۔ شیران کے اتنے قریبی انسان ہونے کی حیثیت سے کیا آپ ان تمام باتوں سے واقف تھے؟"

"نہیں جناب، وحشت میں ڈوبا یا تان بروما کی لڑکی کے ساتھ تانگ ہو میں نکل آیا تھا۔ تانگ ہو کے لوگ میری بہت عزت کرتے ہیں۔ مجھے ایک اوتار کا درجہ دیتے ہیں۔ اس کا انداز مختلف تھا، مجھے بھا گیا۔ مَیں نے اُسے اس کی فطرت کے مطابق کنٹرول کیا۔ کوئی مفاد اس سے وابستہ نہیں تھا، لیکن بعد میں وہ میرے لیے کارآمد بن گیا۔ اُس نے بنکاک میں میرے لیے سپلائی اسٹیشن قائم کیے اور کوئی دوسرا اُس کے سامنے نہ ٹِک سکا۔ تب مجھے اس سے دلچسپی پیدا ہو گئی لیکن کبھی مَیں نے اس کے ذاتی معاملات سے دلچسپی نہیں رکھی۔ میرے چند دُشمنوں کے بارے میں اُسے معلومات حاصل ہو گئیں، تو اُس نے اُنھیں قتل کر دیا، جس سے میرے دل میں اُس کی وقعت اور بڑھ گئی لیکن میں جانتا ہوں کہ اس وحشی فطرت کے نوجوان کو کنٹرول کرنا معمولی بات نہیں ہے، کوئی عام آدمی اُسے ہینڈل نہیں کر سکتا۔ مَیں خود بھی دعوے سے یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ میں کہاں تک اس پر قابو پا سکتا ہوں، یہ ہے شیران کے بارے میں میرا علم، جو مَیں نے آپ کے گوش گزار کر دیا۔"

"بالکل ٹھیک کہا آپ نے مسٹر مارلینو، ہماری معلومات بھی یہیں تک محدود ہیں، لیکن وائی تھری ڈیپارٹمنٹ پہاڑوں میں جو کارروائی کر رہا ہے اُس کے لیے... مزید ٹھوس بنیادوں پر کام کرنا مقصود ہے، آپ کو ہم نے اس سلسلے میں اپنا مشیر اور خصوصی معاون متعین کیا ہے اور میں ذاتی طور پر آپ سے مدد کا خواہشمند ہوں۔"

"یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے جناب، مارلینو نے تنظیم کی وفاداریاں قبول کرنے کے بعد اپنے مفادات اس سے وابستہ کر دیے ہیں اور اُس کے مفادات اپنے آپ میں ضم کر دیے ہیں، چنانچہ میں ہر خدمت کے لیے حاضر ہوں۔"

"میں آپ کا ذاتی طور پر شکر گزار ہوں مسٹر مارلینو، بلاشبہ آپ کی شمولیت ہمارے لیے بڑی تقویت کا باعث ہے بلکہ میں تو اس بات پر شرمندہ بھی ہوں کہ اس سے پہلے آپ کا انتخاب کیوں نہ کر لیا گیا، ہم نے لوئی قبیلے کے روحانی پیشوا اگنگ

لوئی کو اِن علاقوں میں تنظیم کے وفادار کی حیثیت سے منتخب کیا تھا لیکن اِس کی جگہ ہمیں ابتدا میں ہی آپ سے رابطہ قائم کرنا چاہیے تھا تاہم کوئی حرج نہیں ہے، اب سہی۔ یوں سمجھ لیجیے مسٹر مارلینو کہ آپ کو پہاڑوں کے آپریشن میں ایک اہم کردار ادا کرنا ہے۔ آپ اس سلسلے میں میرے معاون رہیں گے اور بہت ہی جلد میں اپنی حکومت سے آپ کے لیے یہ تقرری حاصل کر لوں گا اب میں آپ کے مشورے چاہتا ہوں۔ بادشاہ خان کے بارے میں جیسا کہ مجھے علم ہے وہ آپ کے اِن آٹھ دُشمنوں میں سے ایک ہے، جنھوں نے آپ کے ساتھ وحشیانہ سلوک کر کے آپ کو بے دست و پا کر دیا تھا، لیکن تنظیم کے عظیم تر مفادات کے لیے آپ اپنی اس دُشمنی کو بھول جائیں گے۔ نعمان خان جو بادشاہ خان کا بھتیجا ہے، ایک مہم میں جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کر چکا ہے، لیکن اس کے باوجود ہم شیران کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں تاکہ اگر پہاڑوں میں ہمارا ایک مہرہ ناکام ہو جائے تو دُوسرے کو صحیح طور پر استعمال کیا جا سکے اس وجہ سے ہم مجبور ہیں کہ بادشاہ خان اور اُس کے بھتیجے کو اُس وقت تک تنظیم میں شامل رکھیں جب تک کہ تنظیم ان کی ضرورت محسوس کرے، اور جب اُن کی ضرورت ختم ہو جائے گی تو ہم اپنے دُوسرے مہرے یعنی شیران خان کو استعمال کریں گے۔"

"بڑی عمدہ بات کہی آپ نے وائی تھری ایٹ تھوڑی دیر پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ آپ شیران کو پہاڑوں کی پوری ذمے داری سونپ دینا چاہتے ہیں، میں آپ سے کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ شیران کسی باقاعدہ ذِمّے داری کو نبھانے کا اہل نہیں ہے، ہاں کوئی ایسا وقتی کام اس سے یقیناً لیا جا سکتا ہے جو دُوسرے انجام نہ دے سکیں۔ اس کے علاوہ نعمان خان کے بارے میں میری معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ تاہم میں ایک تجویز ضرور پیش کروں گا اس سلسلے میں۔"

"جی... وہ کیا؟"

"بہتر ہے کہ آپریشن شروع کرنے سے قبل نعمان خان کو اس سلسلے میں آزما لیا جائے۔"

"وہ کس طرح؟"

"کوئی ایسا کام اُس کے سپرد کر کے، جو آپ کے خیال میں پہاڑوں کے مفادات کے خلاف ہو، یا آپریشن کے سلسلے میں ابتدا ہو۔ نعمان خان اس دوران کھل کر سامنے آ جائے گا، اور ہم شیران کے بارے میں بہتر فیصلہ کر سکیں گے۔"

وائی تھری ایٹ گہری نگاہوں سے مارلینو کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اُس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "واہ مسٹر مارلینو، کتنی اچھی تجویز ہے یہ کہ میں نے اسے فوراً قبول کر لیا ہے، سب سے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ میرے ذہن میں آپ کے لیے بھی ایک اور بات آئی ہے۔"

"وہ کیا؟" مارلینو نے سوال کیا۔

"کیوں نہ آپ خفیہ طور پر پہاڑوں میں اپنی کوئی پناہ گاہ قائم کر لیں اور وہاں رہ کر صورتِ حال کا بغور جائزہ لیں۔ میں چاہتا ہوں کہ شیران کو وہاں سے واپس بُلا لیا جائے جہاں وہ اس وقت موجود ہے، کیونکہ اس کے بارے میں کوئی بھی دعوے سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اس پر مکمل قابو پائے رکھے گا۔ وہ گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ ہو جانے والوں میں سے ہے اور وہ کسی بھی لمحے وہاں سے بھاگ سکتا ہے، ہم چاہیں تو اُسے پابہ زنجیر کر کے اپنے قبضے میں رکھ سکتے ہیں، لیکن ابتدا ہی سے ہم نے یہ بات پسند نہیں کی، اور یہ فیصلہ کیا کہ اُسے آزادانہ طور پر اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت دے دی جائے اور اُس وقت اُس کے حصول کی کوشش کی جائے، جب آپریشن بالکل قریب ہو، کیونکہ طویل عرصے وہ انتظار کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔ اِس لیے تنظیم نے فیصلہ کیا ہے کہ اُسے اس جگہ سے بُلا لیا جائے جہاں وہ آج کل رہ رہا ہے۔"

"ٹھیک ہے، تنظیم اگر یہ ذِمّے داری مجھے سونپنا چاہتی ہے تو میں بخوشی اُسے قبول کرنے کے لیے تیار ہوں۔" مارلینو نے جواب دیا۔

"اس کے لیے میں آپ کا پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں مسٹر مارلینو، ابھی تھوڑے دن پہلے ہمارے درمیان ایک میٹنگ ہوئی تھی جس میں ہم نے بہت سے فیصلے کیے تھے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ سے مُلاقات کے بعد ہمیں ان فیصلوں میں تھوڑی سی تبدیلیاں کرنا ہوں گی، چونکہ ہمیں آپ ایک انتہائی کارآمد ساتھی کی حیثیت سے مل گئے ہیں۔"

"میں ہر خدمت کے لیے حاضر ہوں۔" مارلینو نے جواب دیا۔

"شیران کو کنٹرول کرنا آپ کا کام ہے مسٹر مارلینو، میں چاہتا ہوں کہ بہت جلد اُسے آپ کی تحویل میں دے دیا جائے اُسے بنکاک لانے کے لیے کوئی بہتر تجویز جو آپ پسند فرمائیں گے، تنظیم آپ سے مکمل طور پر تعاون کرے گی۔ پہاڑوں میں انتظام سنبھالنے کے لیے بھی ہمیں آپ کی طرف سے تجاویز کا انتظار

رہے گا، آپ جس طرح بھی پسند کریں گے، ہم آپ کو آسانیاں فراہم کریں گے لیکن مسٹر مارلینو کہ آپ ایک ہفتے کے اندر اندر ہمیں اپنی تجاویز سے آگاہ کر دیں۔" وائی تھری ایٹ نے کہا اور مارلینو نے یہ ذِمّے داری قبول کر لی پھر پوری طرح تنظیم سے تعاون کا وعدہ کر کے وہ یہاں سے واپس چل پڑا۔

ذہن و دِل میں اضطراب کا طوفان لیے، دل میں شیران کی محبت اور اُس کے وطن کی سلامتی سے سرشار، مارلینو گانگ ہو واپس چلا آیا۔ اُسے تنظیم کے بھیانک مقاصد سے وفاداری کا اقرار کرنا پڑا تھا، لیکن دل ہی دِل میں وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ اپنی زندگی میں وہ شیران کے وطن کو نقصان نہیں پہنچنے دے گا، حالانکہ اس بڑی طاقت کے مقابلے میں وہ ایک حقیر کیڑے کی مانند تھا، تاہم اُسے دو ہری چال چلنا تھا، ایسی چال جو اس خوفناک سازش کو ناکام بنا دے۔

★★

"لانچ خاصی بڑی اور کشادہ تھی، اس پر تقریباً پندرہ بیس آدمی موجود تھے اور یہ سب کے سب اسی جانب متوجہ تھے، جدھر گرائنا کی لانچ پر ان لوگوں نے مکمل قبضہ کر لیا تھا۔ شیران اپنے لیے کوئی ایسی جگہ تلاش کرنے لگا، جہاں وہ ان لوگوں کی نگاہوں سے محفوظ رہ سکے۔ اُسے اندازہ ہو چکا تھا کہ یہ لانچیں گرائنا کو بے بس کر دیں گی اور اب اس کا اُن کے قبضے میں آ جانا یقینی امر بن چکا ہے لیکن مارٹن کنگ کے راستے پر لگنے کے بعد اب اُسے اور کسی چیز سے دِلچسپی نہیں رہی تھی، اُسے بے انتہا مسرت تھی کہ مارلینو کا ایک اور دُشمن اُس کی نگاہوں کے سامنے آ گیا ہے۔

لانچ پر بالآخر وہ ایک ایسی جگہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا جہاں وہ چُھپ سکتا تھا، یہاں لنگر ڈالنے والی رسیوں کے انبار پڑے ہوئے تھے، اُس کے ساتھ ساتھ ہی شراب کے خالی بیرل بھی یہاں ڈھیر تھے، یہ خالی بیرل خطرناک ہو سکتے تھے، اس لیے شیران اُن کے قریب نہیں گیا، البتہ رسیوں کے ڈھیر میں چُھپ کر بیٹھ گیا۔ اور اُس کے بعد اُس نے یہی مناسب سمجھا کہ باہر کی دُنیا سے لاتعلق ہو جائے اور صرف مارٹن کنگ تک پہنچنے کی کوشش کرے۔

پتہ نہیں دُوسری جانب کیا کیا کارروائیاں ہوتی رہیں، گرائنا کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا، لیکن تھوڑی دیر کے بعد شیران نے محسوس کیا کہ لانچ واپس جا رہی ہے۔ کسی نے اس کی جانب توجہ نہیں دی تھی، حالانکہ بہت سے افراد رسیوں کے قریب سے گزرے تھے اور شیران نے اپنے آپ کو ساکت و جامد کر لیا تھا۔ اُسے اندازہ نہیں تھا کہ دُوسری لانچیں اُس کے ساتھ ساتھ آ رہی ہیں یا کہیں اور چلی گئی ہیں، بس وہ اپنی جگہ چُھپا ہوا آنے والے وقت کے لیے خود کو تیار کر رہا تھا، تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کا بحری سفر طے کیا گیا اور اُس کے بعد لانچ کا انجن بند کر دیا گیا پھر اُسے کنارے لگانے کی کوششیں کی جانے لگیں۔

شیران نے ایک بار بھی رسیوں کے ڈھیر سے سر نہیں اُٹھایا تھا۔

لانچ ایک جھٹکے کے ساتھ غالباً ساحل سے لگ گئی، اور اُس کے بعد وہ لوگ نیچے اُترنے لگے۔ طرح طرح کی آوازیں شیران کے کانوں میں گونج رہی تھیں اور وہ سوچ رہا تھا کہ کہ اب اُسے پُوری مہارت اور چالاکی کے ساتھ نیچے اُتر جانا چاہیے تاکہ وہ لوگ اس کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو جائیں--۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اُس نے لانچ کی آوازیں کچھ کم محسوس کیں تو رسیوں کے اُس ڈھیر سے گردن نکال کر باہر دیکھا، لوگ آس پاس موجود تھے، لیکن اس لانچ کو یہاں سے ہٹانے کی کارروائی کی جا رہی تھی اور چند ہی لمحات کے بعد اُس کا انجن دوبارہ اسٹارٹ ہو گیا۔

شیران ایک لمحے کے لیے اُلجھن میں پڑ گیا کہ اب اُسے کیا کرنا چاہیے، لیکن پھر اُس نے اُوپر دیکھ لیا۔ چھوٹا سا ڈیک بنا ہُوا تھا، جس پر لوہے کی راڈیں لگی ہُوئی تھیں۔ غالباً وہ جگہ خالی کی جا رہی تھی، جہاں یہ پہلی لانچ لگی تھی تاکہ دُوسری لانچ یہاں لگائی جا سکے۔

اب شیران کے لیے پُل کے نچلے حصّے کو پکڑ کر اُوپر چڑھنا ناممکن نہ رہا، چونکہ وہ صُورتِ حال کا اندازہ لگا چُکا تھا، چنانچہ جونہی لانچ اپنی جگہ سے ہٹ کر تھوڑے فاصلے پر پہنچی وہ کھڑا ہو گیا۔ اُس کا سر لوہے کے گاڈر کے قریب تھا، اُس نے ہاتھ بڑھا کر گاڈر پکڑ لیا اور اُس سے لٹک گیا، چند لمحات وہ اپنے وزن کو سنبھالے ہُوئے وہیں لٹکا رہا اور اُس کے بعد آہستہ آہستہ اُوپر اُٹھ کر تختوں سے بنے ہُوئے مضبوط پُل پر پہنچ گیا۔

یہاں ہلکی ہلکی روشنی پھیلی ہُوئی تھی، جو دُور سے آ رہی تھی، بڑی بڑی کرینیں یہاں موجود تھیں، یہ اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ یہ باقاعدہ بندرگاہ ہے یا پرائیویٹ گودی۔ لیکن اس کا اندازہ لگانے

کے لیے اُس کے پاس کافی وقت تھا۔ ۔ ۔ ، چنانچہ وہ ایک کرین کی آڑ میں ہوگیا۔ اور پھر یہ محسوس کرکے کہ اس طرف کوئی بھی آسکتا ہے، اُس نے اِدھر اُدھر دیکھ کر ان گوداموں کی طرف بڑھنے کا فیصلہ کر لیا، جو تھوڑے فاصلے پہ نظر آ رہے تھے، گوداموں کے نزدیک پہنچ کر وہ اُن کی نگاہوں سے محفوظ ہوگیا تھا، یہاں رُک کر اُس نے مکمل طور پر اُس چھوٹی سی بندرگاہ کا جائزہ لیا، اور یہ اندازہ لگانے میں اُسے کوئی دِقت نہ ہُوئی کہ یہ کوئی باقاعدہ بندرگاہ نہیں ہے، بلکہ شاید عارضی طور پہ یہ ڈیک بنایا گیا تھا۔ کرینیں بھی وہاں نصب نہیں تھیں ۔ اُن کے پہیئے نظر آ رہے تھے، ضرورت کے وقت انھیں چلا کر یہاں تک لایا جاتا ہوگا اور اُس کے بعد ہٹا دیا جاتا ہوگا، پتہ نہیں کونسی جگہ تھی اُس کا اندازہ شیران کو نہیں ہو سکا، تاہم اُس نے ایک بار پھر ایسی جگہوں کی تلاش شروع کردی، جہاں سے وہ اپنا کام جاری رکھ سکے۔

ڈیک پہ اُسی جگہ جہاں اُس کی لانچ لگی تھی دوسری لانچ لگی ہُوئی تھی، اُس لانچ سے کچھ لوگوں کو نیچے اُتارا گیا اور شیران نے مدھم روشنی میں صاف پہچان لیا کہ ان میں گرانٹا بھی موجود ہے۔

گرانٹا کے دونوں ہاتھ پُشت پہ کس کر باندھ دیے گئے تھے، چند افراد بھی اُس کے ساتھ موجود تھے۔ اُنھیں بھی قیدی بنا لیا گیا تھا اور باقی شاید کام آ گئے تھے۔

شیران کو اندازہ نہیں تھا کہ کوبرے کا کیا حشر ہُوا ــ وہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ جس طرف گرانٹا کو لے جایا جا رہا تھا اُس طرف جانے کے لیے شیران نے راستہ تلاش کیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ آگے بڑھتا ہُوا گوداموں کے دُوسری جانب کے علاقے میں پہنچ گیا، جہاں چند گاڑیاں کھڑی ہُوئی تھیں۔

گرانٹا کو جس گاڑی میں لے جایا جا رہا تھا وُہ ایک اُونچی باڈی کی ویگن تھی، جس کے اُوپر بھی سامان رکھنے کی جگہ بنی ہُوئی تھی، لیکن وہاں سامان نہیں رکھا گیا تھا۔ اب شیران کو اس بات کی ضرورت محسوس ہُوئی کہ کس طرح وہ اس وین تک پہنچ سکے، چنانچہ وہ نہایت احتیاط کے ساتھ رینگتا ہُوا اُس جانب بڑھنے لگا، بندرگاہ کی نسبت یہاں روشنی نہ ہونے کے برابر تھی، ۔ ۔ آسمان صاف تھا اور تارے نکلے ہُوئے تھے، اس لیے اُن کی مدھم چھاؤں میں یہ مناظر دیکھے جا سکتے تھے، وہ آہستہ آہستہ احتیاط سے آگے بڑھتا ہُوا وین کے قریب پہنچ گیا۔ وین کے اُوپر چڑھنے کا مسئلہ واقعی بڑا سنگین تھا، لیکن اس وقت شیران نے نہایت دلیری سے کام لیا، اور کچھ آگے بڑھتے ہُوئے لوگوں کے ساتھ خود بھی شامل ہو کر وین کے نزدیک پہنچ گیا، سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے اس لیے کسی نے اُسکی طرف توجہ نہیں دی، کیونکہ اُن کے ساتھی اطراف میں بکھرے ہُوئے تھے۔ اِس لیے شیران اُن کے درمیان کوئی اجنبی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ البتہ وین پر چڑھنے کے لیے اُس نے بڑی مہارت سے کام لیا تھا۔ چند لمحات کے بعد وہ وین کی چھت پر لیٹ گیا، اب وہ کسی قدر پُر سکون تھا اگر کسی نے اُوپر سامان رکھنے کی کوشش نہ کی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو وہ کامیابی سے گرانٹا کا تعاقب جاری رکھ سکے گا۔

اور اس کی تقدیر یہاں بھی اُس کا ساتھ دے رہی تھی۔ گاڑی اسٹارٹ ہو کر چل پڑی، اب شیران کو پتا نہیں تھی کہ بندرگاہ پہ باقی لوگوں کا کیا حشر ہُوا، اور دُوسرے قیدیوں کو کہاں لے جایا گیا! وہ وین کی چھت پر اطمینان سے لیٹا ہُوا تھا اور اُس نے دونوں سائڈ کی ریلنگ پکڑی ہُوئی تھی، تاکہ اس کا بدن اِدھر اُدھر ہل نہ سکے اور پیچھے والوں کو کوئی شُبہ نہ ہو سکے۔

وین کا انجن بے آواز تھا اور وہ نہایت سُبک روی سے ایک ہموار راستے پہ دوڑ رہی تھی، لیکن اُس کا یہ سفر زیادہ طویل نہ ثابت ہوا اور تقریباً پندرہ منٹ کے بعد وہ ایک عمارت میں داخل ہو کر رُک گئی۔

وین سے گرانٹا اور دُوسرے قیدیوں کو نیچے اُتارا گیا، اور اُس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ شیران اب بھی اطمینان سے وین کی چھت پہ لیٹا ہُوا کھُلے آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ جب اُس کے اطراف میں سناٹا چھا گیا تو وہ وین سے نیچے اُتر آیا، اُس نے اس وسیع و عریض عمارت کے احاطے کو دیکھا اور اُس کی آنکھوں میں مسرّت کی چمک پیدا ہوگئی۔ احاطہ درختوں سے بھرا ہُوا تھا، غالباً اس عمارت کے مکین کو سبزے سے کافی دِلچسپی تھی، چونکہ بہت تھوڑا سا راستہ خالی چھوڑا گیا تھا جس سے گاڑیاں گزر سکیں، باقی سارا احاطہ کسی نہ کسی قسم کے درختوں یا پھولوں سے ڈھکا ہُوا تھا۔ یہ درخت اس اصل عمارت کو بھی چھپائے ہُوئے تھے جو روشن ہونے کی وجہ سے نظر آ رہی تھی۔ اور ان درختوں کے ذریعے اس عمارت تک پہنچنا شیران کے لیے مشکل نہ ثابت ہُوا۔ ایک درخت پر چڑھ کر وہ عمارت کی چھت پر اُتر گیا۔

دو منزلہ عمارت تھی، وہ دُوسری منزل کی چھت پہ پہنچا تھا، وہاں سے لوہے کے پائپ کے ذریعے نیچے آنا اُس کے لیے مشکل ثابت نہ ہُوا، چھپتا چھپاتا وہ بالآخر ایک ایسی جگہ پہنچ

ا، جہاں روشنیاں کمروں کی کھڑکیوں سے جھلک رہی تھیں، وہ ڑکیوں کے ذریعے اندر کا جائزہ لینے لگا، ایک ہال نما کمرے ں اُسے گرانٹا اور دُوسرے قیدی نظر آ گئے، کچھ لوگ ان سے سوالات کر رہے تھے، لیکن آواز اِتنی دِھیمی تھی کہ شیران ان سوالات سُن نہیں پایا تھا، پھر اُس نے سوچا کہ کیوں نہ عمارت کا اندرونی جائزہ بھی لیا جائے، ممکن ہے یہاں دیر تک پوشیدہ رہنے کی ضرورت پیش آ جائے، چنانچہ وہ عمارت کے مختلف حصّوں میں چکرانے لگا۔ عمارت بہت خوبصورت تھی۔ اعلا درجے کے فرنیچر سے آراستہ، شیران اندرونی راہداریوں سے گزرتا ہُوا ایک اور کمرے کے پاس پہنچ گیا اور ابھی وہ اس کمرے کے کھُلے ہُوئے دروازے سے اندر جھانکنے بھی نہیں پایا تھا کہ دفعتاً اُسے راہداری میں قدموں کی آوازیں سُنائی دیں۔ راہداری روشن تھی اور دُوسری جانب آگے جا کر راستہ بند ہوگیا تھا۔ اس لیے شیران کے لیے بڑی دِقت پیدا ہوگئی۔ واپس بھی نہیں دوڑ سکتا تھا۔ چھپنے کے لیے مناسب جگہ نہیں تھی، سوائے اس کمرے کے جس کا دروازہ کھُلا ہُوا تھا اور اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا کہ وہ اس کھُلے دروازے سے اندر داخل ہو جائے چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ اندر کے بارے میں اُسے اندازہ نہیں تھا کہ وہاں کون موجود ہے لیکن جب کمرے میں داخل ہُوا تو اُسے ایک لمحے ہی میں اندازہ ہوگیا کہ کمرہ خالی ہے۔

وہ اِدھر اُدھر دیکھنے لگا اور پھر چھپنے کے لیے اُسے ایک مُناسب جگہ نظر آ گئی۔ بڑی سی الماری تھی جو دیوار سے تھوڑی ہٹا کر رکھی ہُوئی تھی۔ آنے والے کے قدموں کی چاپ قریب آتی جا رہی تھی چنانچہ شیران الماری کے پیچھے سرک گیا۔

جگہ اتنی تھی کہ وہ پھنس پھنسا کر وہاں آ سکے یہ اُس کی تقدیر تھی کہ آنے والے کو اُس کے بارے میں اندازہ ہوتا ہے یا نہیں چند لمحات کے بعد دروازہ اندر سے بند ہوگیا یقیناً جو کوئی یہاں آیا تھا اُس نے دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا۔

شیران سانس روکے کھڑا تھا۔ کمرے میں گہری خاموشی چھائی ہُوئی تھی ۔ دفعتاً اُسے ایک اور دروازہ کھُلنے کی آواز سُنائی دی اور اس کے بعد پانی گرنے کی ہلکی ہلکی آوازیں آنے لگیں۔

شیران ان آوازوں کو سُن رہا تھا اور اس سے اُسے اندازہ ہُوا تھا کہ کمرے میں کوئی ملحقہ باتھ رُوم بھی موجود ہے اور یقیناً آنے والا باتھ رُوم میں ہے۔ اُس نے بڑی احتیاط سے الماری کے پیچھے سے گردن نکالی اور باہر جھانکا۔ کمرہ خالی پڑا تھا ۔ ۔ ۔ پھر اُسے باتھ رُوم کا دروازہ بھی نظر آ گیا۔ پانی گرنے کی آوازیں اُدھر سے آ رہی تھیں۔ شیران اگر چاہتا تو اس موقعے سے فائدہ اُٹھا کر نکل سکتا تھا لیکن وہ ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ دروازہ اگر اندر سے کھول دیا جاتا تو پھر کمرے میں موجود شخص کو کسی بیرونی شخص کی آمد کا ضرور پتہ چل جاتا، چنانچہ انتظار کرنا ہی مناسب تھا۔ وہ صبر و سکون سے انتظار کرتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد باتھ رُوم کا دروازہ کھول کر وہ شخص باہر نکل آیا، چند لمحات خاموشی چھائی رہی۔ شیران نے بڑی احتیاط سے الماری کے عقب میں سے تھوڑی سی گردن نکالی اور اس شخص کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔

لیکن دُوسرے لمحے اُسے پھُرتی سے اندر ہو جانا پڑا۔ کیونکہ بند دروازے پہ دستک سُنائی دی تھی۔ دروازہ کھُلنے کی آواز سُنائی دی اور اُس کے بعد کئی قدم اندر آتے ہُوئے سنائی دیے ۔ ایک ہلکا سا دھماکا ہُوا اور سسکی کی سی آواز اُبھری، شیران کے کان کھڑے ہو گئے وہ بغور باہر کی آوازیں سُننے لگا، تب ایک بھاری آواز نے کہا۔ "ٹھیک ہے اسے چھوڑ جاؤ اور تم جاؤ۔ دروازہ ایک بار پھر بند ہوگیا تھا۔ شیران اب اپنے آپ کو باہر کے حالات سے لاعلم نہیں رکھ سکتا تھا، چنانچہ اُس نے گردن نکال کر جھانکا۔ سامنے ہی اُسے گرانٹا پڑی ۔ ۔ ۔ نظر آ گئی تھی۔ وہ فرش پر پڑی ہُوئی تھی اور کوئی اُس کے قریب کھڑا ہُوا دیکھ رہا تھا۔ دیکھنے والے کی پُشت چونکہ شیران کی جانب تھی۔ اس لیے اُس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا لیکن جب اُس نے گرانٹا کو سہارا دے کر اُٹھایا اور واپس پلٹا تو شیران کے بدن میں مسرّت کی لہریں دوڑ گئیں۔ یہ مارٹن کنگ ہی تھا۔ اتنی جلدی اُسے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہو جائے گی، اس کا اندازہ شیران کو نہیں تھا۔ مارٹن کنگ، گرانٹا کو سہارا دے کر دیوار کے نزدیک رکھی ہُوئی ایک آرام دہ کرسی کے قریب پہنچ گیا ۔ ۔ ۔ پھر اُس نے گرانٹا کا رُخ بدل کر اُس کے دونوں ہاتھ کھول دیے اور پھر اُس کی نرم آواز اُبھری۔ "آرام سے بیٹھ جاؤ لڑکی اور مجھے میرے سوالات کے جواب دو" شیران گہری نگاہوں سے اس دِلچسپ منظر کو دیکھ رہا تھا۔ یہاں سے اُسے دروازہ صاف نظر آ رہا تھا اور یہ دیکھ کر اُسے اطمینان ہوگیا ۔ ۔ ۔ کہ دروازہ اندر سے بند

ہے گویا اب کسی اور کے یہاں آنے کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔

گرانٹا کا چہرہ لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔ کمرے کی تیز روشنی میں اُس کے خدوخال صاف دیکھے جا سکتے تھے ایک اور روشنی مارٹن کنگ نے ابھی ابھی کی تھی اور یہ تیز طاقت ور بلب تھا جو گرانٹا کی کرسی کے عین اُوپر تھا۔

اس کے چہرے پر اس وقت بھی غرور کی شکنیں پڑی ہوئی تھیں تب مارٹن کنگ کی آواز اُبھری۔ "ہاں لڑکی کون ہے تو؟ میں نے پہلی بار تجھے دیکھا ہے؟"

"میں جو کوئی بھی ہوں تمھارے کسی سوال کا جواب نہیں دینا چاہتی۔"

"نہیں لڑکی جواب تو تجھے دینا ہی پڑے گا۔ میں کسی لڑکی کو قتل کر کے زیادہ خوشی نہیں محسوس کرتا اور پھر اس بات کے بھی امکانات ہیں کہ تم پر قابو پالینے کے بعد میں تم سے کوئی کاروباری بات کر سکوں۔ دراصل مجھے ایک بھی ایسا آدمی پسند نہیں ہے۔ ان علاقوں میں جو میرے مقابلے پر اپنی لانچیں لے کر نکلے جب پولیس میرے معاملات میں مداخلت نہیں کرتی تو کوئی چھوٹا موٹا اسمگلر بھلا میرا راستہ کیسے کاٹ سکتا ہے۔ میں نے اسی لیے تم لوگوں کو یہ سبق دیا تھا جونہی مجھے اطلاع ملی کہ کوئی لانچ مشتبہ انداز میں میرے علاقے سے گزر رہی ہے۔ میں نے تمھاری طرف توجہ دی۔ سوالات تیرے دوسرے ساتھیوں سے بھی کیے جا سکتے ہیں لڑکی لیکن میں نے سُنا ہے کہ جب میرے آدمیوں نے ان سے سوال کیا کہ اس لانچ کو ہینڈل کرنے والا انچارج کون ہے تو ان لوگوں نے تیرا نام لیا ہے۔ یہ مال کس کا ہے اور کہاں لے جا رہی تھی تو اسے۔" مارٹن کنگ نے سوال کیا۔

"اور میں بھی تجھے جواب دے چکی ہوں کہ اس سلسلے میں کچھ نہیں بتاؤں گی۔ آخری فیصلہ سمجھ لے میرا۔"

"خیر آخری فیصلے تو میں آسانی سے بدلوا لیا کرتا ہوں، مجبوری ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ میں تم پر تشدد کروں کیا اب بھی اس بات کی گنجائش ہے کہ میں تجھ سے تیرے بارے میں کوئی سوال کروں؟"

"یہ نہیں بتائے گی تمھیں، مجھ سے سنو۔" دفعتاً شیران اپنی جگہ سے نکل آیا۔ اور دونوں ہی اُچھل پڑے۔ مارٹن کنگ نے ایک لمحے کے لیے حیران نگاہوں سے شیران کو دیکھا۔

گرانٹا بھی تعجب سے مُنہ کھول کر رہ گئی تھی۔ شیران پُرطمینان انداز سے مسکراتے ہوئے مارٹن کنگ کے سامنے آگیا تھا۔ مارٹن کنگ اچھے خاصے تن و توش کا مالک تھا۔ عمر رسیدہ تھا لیکن طاقت ور نظر آتا تھا۔ شیران کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے اُس کی جو کیفیت ہوئی تھی، اُس پر اُس نے فوراً قابو پا لیا اور پھر غصیلی نگاہوں سے اُسے دیکھتے ہوئے بولا۔ "اوہ۔ تو ساتھی ہے اس کا۔ یہاں تک کس طرح پہنچا؟" اُس نے سوال کیا۔

"دیکھو۔ میں اس دروازے سے اندر داخل ہوا ہوں میں تمھیں بتاتا ہوں۔" شیران نے کہا اور بڑے سادہ سے انداز میں مارٹن کنگ کے قریب سے گزرا لیکن مارٹن کنگ نے ہاتھ بڑھا کر اس کی گردن پکڑ لی تھی۔ اگر وہ اُس کی گردن نہ پکڑتا تو دوسرے لمحے خود اُس کے ساتھ یہی ہوتا لیکن بھیڑوں کے چھتے پر اُس نے ہاتھ ڈال دیا تھا۔ شیران ایک جھٹکے کے ساتھ اس طرح گھوما جیسے گردن پکڑنے سے اُس کے اعصاب شل ہو گئے ہوں۔

لیکن دوسرے لمحے اُس کا بھرپور تھپڑ مارٹن کنگ کے مُنہ پر پڑا اور ایسا شاندار تھپڑ تھا کہ مارٹن کنگ کو واقعی دن میں تارے نظر آگئے تھے۔ اُس نے دونوں ہاتھ فضا میں پھیلائے اور اپنے آپ کو سنبھالنے کے لیے ایک دیوار کا سہارا لینے کی کوشش کی۔

کنگ لڑائی بھڑائی کا زیادہ ماہر معلوم نہیں ہوتا تھا۔ پتہ نہیں کس طرح وہ اپنے اس گروہ کو کنٹرول کیے ہوئے تھا۔ شیران سے بھڑنے کی بجائے اُس نے اپنے آدمیوں کو بلانے کے لیے بیل بجانے کی مسلسل کوششیں کیں جو دیوار میں لگی ہوئی تھی لیکن شیران اُس کا ارادہ بھانپ گیا تھا۔ اُس نے مارٹن کنگ کو بیل تک پہنچنے ہی نہیں دیا۔ جب بھی مارٹن کنگ اُٹھ کر اس بیل کی جانب دوڑتا شیران کا گھونسہ یا لات اُسے دوبارہ فرش پر لے آتی۔ گرانٹا فرطِ مسرت سے بے قابو ہوئی جا رہی تھی، لیکن بے وقوف نہیں تھی۔ اُس نے ایک بار بھی حلق سے آواز نہیں نکالی تھی، مبادا باہر سے اس آواز کو سُن لیا جائے۔

پتہ نہیں مارٹن کنگ بھی پاگل ہو گیا تھا یا شیران کے زوردار ہاتھوں نے اُس کے حواس چھین لیے تھے کہ اُس نے ایک بار بھی چیخنے کی کوشش نہیں کی بلکہ بیل بجانے کے لیے ہی کوششیں کرتا

ا۔ اور ان کوششوں کے درمیان شیران سے مار کھاتا رہا۔ ...اں تک کہ اُس کا چہرہ لہولہان ہو گیا اور اب اُس کے بدن ...ں زبردست تھرتھراہٹ پیدا ہو گئی تھی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں ...ے شیران کو دیکھ رہا تھا۔ شیران نے آخری ہاتھ اُس کے سینے ...رسید کیا اور وہ اُچھل کر چاروں شانے چت نیچے گر پڑا۔ تب ...بران اُس کے قریب پہنچا اور اُس کے سینے پر گھٹنا رکھ کر بیٹھ گیا۔

"مجھ سے نہیں پوچھو گے میری جان کہ میں کون ہوں؟" ...طنزیہ لہجے میں بولا۔

"تم۔ تم یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکو گے۔" مارٹن ...کنگ نے دہشت کے عالم میں کہا۔

"مجھے حیرت ہے کہ لوگ تم سے اس قدر خوفزدہ کیوں تھے، گرانٹا تم نے دیکھا ڈیج مین اسی شخص کے بارے میں کہتا ...تھا... جسے ان علاقوں کا بے تاج بادشاہ کہا جاتا ہے۔ ...عجب کی بات ہے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ مارلینو نے اپنے ...س دشمن کی بزدلی کا تذکرہ مجھ سے نہیں کیا۔ یہ آدمی تو دشمن سمجھنے ...ے قابل ہی نہیں ہے۔"

"مم۔ مارلینو۔" مارٹن کنگ خوفزدہ لہجے میں بولا۔

"ہاں ڈیئر کنگ، مجھے پہچانو۔ شاید میرا نام تمھارے کانوں سے گزرا ہو، شاید تم نے میری تصویر دیکھی ہو... شیران، مارلینو کا دستِ راست۔ جس نے ابھی حال ہی میں تمھارے دو اور ساتھیوں کو قتل کیا ہے۔"

"شیران!" مارٹن کنگ وحشت زدہ انداز میں بولا اور ...ب بار اُس نے پھر ہاتھوں پر زور ڈال کر اُٹھنے کی کوشش کی۔ ...ن شیران کے گھٹنے نے اُسے زمین پر ٹکے رہنے پر مجبور کر دیا ...ا۔ اب مارٹن کنگ کو ہوش آیا۔ اُس نے حلق پھاڑ کر چیخنے کی ...کوشش کی لیکن یہ کوشش بعد از وقت تھی۔ شیران نے اپنا ...ڑا ہاتھ اُس کے مُنہ پر رکھ دیا۔

"نہیں نہیں، خاموشی سے سُنتے رہو ورنہ موت کے بعد بھی ...ستس برقرار رہے گا۔ یہ لڑکی ڈیج مین کی بیٹی ہے اور ہم صرف ...مارے راستے پر آئے تھے کیونکہ مجھے تمھیں قتل کرنا تھا۔ میں ...مارلینو سے اس کا وعدہ کیا تھا۔ مارلینو یاد ہے نا تمھیں یقیناً ...ے کیونکہ ابھی تم نے اس کا نام بڑی دہشت کے عالم میں ...یا تھا تو پیارے مارٹن کنگ میں نے مارلینو سے وعدہ کیا ...تھا کہ اُس کے آٹھوں دشمنوں کو قتل کرنے کی انتہائی کوشش کروں ...پہلے میں نے ڈاکٹر بریٹو کو ہلاک کیا پھر ہینڈرک اور اس کے بعد جیکارڈ میرے ہاتھوں سے مارا گیا اور پھر ایڈی فورک۔ پانچویں شخص تم ہو جس کی موت کی خوشخبری میں مارلینو کو دوں گا۔ عجیب اتفاقات ہیں میں تو جیسے اس مہم پر ہی نکلا تھا یا ایڈ ناڈمبل مجھے اسی پروگرام کے تحت یہاں لائی تھی بھئی واہ۔ لیکن وقت ضائع کرنا بے سُود ہے کیوں ڈیئر۔ گرانٹا۔ تمھارا بہت بہت شکریہ، میں تم سے اب ہر طرح کی مفاہمت کروں گا، چونکہ تم نے میرا ایک مقصد پُورا کرنے میں میری مدد کی ہے جو میرے لیے بہت اہمیت رکھتا تھا۔ میرا خیال ہے ہمیں مارٹن کنگ کے جھگڑے سے نجات حاصل کر کے یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔" مارٹن کنگ نے شیران کے شکنجے میں پھنسے پھنسے کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن شیران مُسکرا کر بولا۔ "اگر تم نہ چیخنے کا وعدہ کرو تو میں تمھارا مُنہ کھول سکتا ہوں۔" مارٹن کنگ نے زور سے گردن ہلا کر اس بات کا اظہار کیا تھا کہ وہ چیخے گا نہیں۔ شیران نے اس کا مُنہ چھوڑ دیا تب مارٹن کنگ گڑگڑاتے ہوئے بولا۔ "میں میں۔ میں تمھیں ایک پیشکش کرنا چاہتا ہوں میں تمھیں اتنی دولت دوں گا کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ڈیج مین کو میں یہ سارے علاقے دے دوں گا لڑکی تم اس شخص سے میری سفارش کر دیں۔ میں زندگی چاہتا ہوں۔"

"مگر افسوس شیران موت کا نام ہے۔ تم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ایک مظلوم دیہاتی کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے تھے۔ اس وقت تم نے سوچا بھی نہیں ہوگا... کہ وہ بے دست و پا انسان تمھارے لیے موت کا پیغامبر بن سکتا ہے مارلینو کے مفادات کو میں کسی قیمت پر فروخت نہیں کر سکتا سمجھے ڈیئر کنگ اور اب تم رُخصت ہو جاؤ۔"

"سنو میری بات سنو۔" کنگ نے خوفزدہ انداز میں کہنا چاہا لیکن شیران کے ہاتھ اُس کی گردن پر جم گئے تھے اور پھر وہ اس وقت تک مارٹن کنگ کی گردن پر دباؤ ڈالتا رہا جب تک کہ اُس کی آنکھیں اور زبان باہر نہ نکل آئی۔ وہ سرد ہو گیا تھا۔ گرانٹا عجیب سی نگاہوں سے شیران کو دیکھ رہی تھی۔ اس وحشی صفت نوجوان کی حرکات و سکنات سے یہی اندازہ ہوتا تھا کہ وہ ایک سنگدل نوجوان ہے لیکن وہ اس قدر خونخوار ہوگا۔ اس کا گرانٹا کو ابھی تک اندازہ نہیں تھا۔ شیران اس کام سے فارغ ہونے کے بعد اس کی طرف متوجہ ہوا اور بولا۔ "لانچ کا کیا ہوا؟"

"وہ ان لوگوں کی تحویل میں چلی گئی۔"

"یہ جگہ کون سی ہے؟"

"میں نہیں جانتی مجھے کچھ نہیں بتایا گیا۔"

"کیا کو برے مارا گیا؟"

"مجھے نہیں معلوم ممکن ہے وہ ان لوگوں کا قیدی ہو۔"

"پھر اب کیا کرنا ہے؟"

"یہ۔ یہ فیصلہ تم ہی کرو تو بہتر ہے۔" وہ آہستہ سے بولی اور شیران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کیوں تمہاری اکڑ نکل گئی کیا؟" اُس نے مضحکہ اُڑانے والے انداز میں کہا اور گرانٹا اس بات پر چراغ پا ہونے کے بجائے مسکرا دی پھر اُس نے آہستہ سے کہا "ہاں۔" شیران نے ایک حقارت آمیز آواز کے ساتھ رُخ بدل لیا اور پھر اُس کی نگاہیں کمرے کا جائزہ لینے لگیں۔ اس کے بعد وہ اطمینان سے گرانٹا کی طرف بڑھا اور اُس کے ہاتھ کھول دیے پھر وہ بولا۔ "میں جانتا تھا لڑکیاں زیادہ دیر تک اداکاری نہیں کر سکتیں۔"

"کیسی اداکاری؟"

"تم خود کو بہت مغرور اور خود سر ثابت کرتی رہی ہو لیکن اس وقت کیا خیال ہے؟"

"ہاں۔ اس وقت میں خود کو تمہارے سامنے کمتر تسلیم کر چکی ہوں۔"

"اور اس حالت میں تم بالکل بے کشش ہو گئی ہو۔" شیران بولا اور گرانٹا کے ہونٹ سکڑ گئے لیکن اُس نے شیران کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"آؤ۔" شیران نے کہا اور گرانٹا کا بازو پکڑ کر دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

۔۔ اور پھر باہر نکلنے سے پہلے وہ آہستہ سے بولی۔ "کیا تمہارے پاس پستول موجود ہے؟"

"ہاں ہے مگر بے کار ہو چکا ہے کیونکہ پانی میں بھیگ گیا تھا۔"

"تو پھر بہتر ہے کہ اس کمرے میں کوئی ہتھیار تلاش کرنے کی کوشش کرو۔"

"گڈ۔ اچھا آئیڈیا ہے۔" شیران نے کہا اور دروازہ کھولتے کھولتے رُک گیا۔ واپس آ کر اُس نے سب سے پہلے مارٹن کنگ کی تلاشی لی لیکن مارٹن کنگ نہتا تھا، اگر پستول اُس کے پاس ہوتا تو وہ شاید شیران پر استعمال کرنے کی کوشش کرتا۔ البتہ کمرے میں ایک میز کی دراز سے ایک بھرا ہوا پستول مل گیا تھا جو نہایت ہی نفیس اور جدید تھا۔ شیران اُسے ہاتھوں میں سنبھالے واپس گرانٹا کے پاس پہنچا اور پھر دونوں دروازہ کھول کر باہر نکل آئے۔ راہداری سنسان پڑی تھی ... باہر کو بھی موجود نہیں تھا۔ شیران ایک لمحے کے لیے کچھ سوچتا ر گرانٹا نے سرگوشی کے عالم میں کہا۔ "اگر ہم یہاں کی لائٹ فیو کر دیں تو ہمیں یہاں سے نکلنے میں آسانی ہو گی۔"

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ... جو ہو گا دیکھا جائے گا آ جاؤ ہمیں انھیں ہوشیار نہیں کرنا چاہیے۔ خاص طور سے اس لیے کہ ہمیں اس جگہ کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔" گرانٹا نے گرد ہلا دی۔ چند قدم چلنے کے بعد وہ پھر سرگوشی کے انداز میں بولی۔ "ک اپنے ساتھیوں کو آزاد کرانے کی کوشش نہیں کرو گے؟"

"میں نے سب کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا ... میں خود یہاں سے نکل جانا چاہتا ہوں۔ وہ لوگ اگر زندہ رہے تو خود بچ کر نکل آ گے ورنہ اُن کی تقدیر۔" گرانٹا نے اُس کے لہجے کی سفاکی کو محسو کیا ... اور بہتر سمجھا کہ اپنی ہی جان بچا لے۔

تھوڑی دیر بعد وہ عمارت سے باہر نکل آئے۔ عمارت احاطے میں انھیں کچھ لوگ نظر آئے تھے لیکن انھوں نے ان سے بھڑنا مناسب نہیں سمجھا اور چار دیواری کود کر دوسری طرف پہنچ گئے۔

باہر بے کراں تاریکی اور سناٹے کا راج تھا۔ ناہموار جھاڑ دُور دُور تک بکھری ہوئی تھیں۔ کوئی اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ کو جگہ ہے۔ گرانٹا شیران کے ساتھ ساتھ تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہی تھی۔ جب عمارت کافی پیچھے رہ گئی تو شیران ایک لمحے کے لیے رُکا اور اس نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "تم ان علاقوں کی رہنے والی ہو یہ بھی پتہ نہیں کہ یہ کون سی جگہ ہے؟" شیران کا لہجہ ایسا تھا کہ گرانٹا میں اگر کوئی تبدیلی نہ پیدا ہوئی ہوتی تو شاید ا وقت دونوں آپس میں اُلجھ ہی پڑتے لیکن پتہ نہیں گرانٹا کو کیا ہو گیا تھا۔ وہ نرمی سے بولی۔ "میں یہی غور کر رہی ہوں م شیران۔ یہی نام بتایا تھا آپ نے مارٹن کنگ کو۔"

"کیا غور کر رہی ہو۔ اس کا جواب دو۔"

"میں غور کر رہی ہوں کہ مارٹن کنگ کے نام سے کون سی جگہیں منسوب ہیں۔"

"کتنی دیر میں غور کر لو گی اس بات پر؟"

"بہتر ہے کہ چلتے رہو وہ سامنے جو روشنیاں نظر آ ہیں ممکن ہے وہ ساحل کی روشنیاں ہوں۔"

"اگر یہ کوئی جزیرہ ہوا تو؟" شیران بولا۔

"امکانات ہیں اس بات کے لیکن ذہن میں نہیں آ

کون سا جزیرہ مارٹن کنگ کی ملکیت ہو سکتا ہے۔" راستے ناہموار تھے جھاڑیوں میں کبھی کبھی کوئی نہ کوئی جانور جھپٹتا نظر آ جاتا۔ بعض جگہ سانپوں کی سرسراہٹ بھی سُنائی دے جاتی تھی اور ایسے موقعوں پر گرانٹا کو خوف محسوس ہوتا تھا۔ وہ دُوسرے معاملات سے نمٹنا جانتی تھی لیکن حشرات الارض کا خوف فطری تھا۔ اس کے بعد اُن کے درمیان کوئی گفتگو نہیں ہوئی اور وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں روشنیاں نظر آ رہی تھیں۔

چھوٹی بڑی عمارتیں چاروں طرف بکھری ہوئی تھیں لیکن سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ کون سی جگہ ہے۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ جس جگہ کو وہ ساحل سمجھ رہے تھے وہ ساحل نہیں تھا بلکہ اب انھیں یہ احساس ہو چلا تھا کہ وہ یقینی طور پر کسی جزیرے پر نہیں ہیں۔ شیران گرانٹا سے ... آگے آگے چلتا رہا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک پتلی سی سڑک پر پہنچ گئے۔ دونوں اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے تب شیران نے گرانٹا کی طرف رُخ کر کے کہا۔ "اب بھی تم یہ علاقہ نہیں پہچان سکتیں؟"

"سمجھ میں نہیں آ رہا مسٹر شیران کہ یہ کون سی جگہ ہے!"

"ٹھہرو میں دیکھتا ہوں۔" شیران بولا۔ اسے ایک عمارت کے سامنے ایک متحرک سایہ نظر آیا تھا۔ یہ غالباً اس عمارت کا چوکیدار تھا۔ گرانٹا نے منہ کھول کر کچھ کہنا چاہا لیکن شیران اتنی تیزی سے آگے بڑھ گیا تھا کہ وہ کچھ کہہ نہ پائی اور پھر خود بھی تیزی سے اس طرف چل پڑی جدھر شیران گیا تھا۔ شیران چوکیدار کے قریب پہنچ گیا اور پھر یہ جان کر گرانٹا بھی خوشی سے مسکرا دی کہ وہ کسی جزیرے پر نہیں بلکہ ایک ساحلی قصبے نکونا میں ہیں جو اُن کے شہر سے تیس میل دُور ہے۔ لیکن یہ قصبہ اُن کے لیے خطرناک تھا۔ شیران کو اس کا اندازہ نہیں تھا لیکن گرانٹا جانتی تھی کہ مارٹن کنگ کا عظیم الشان گروہ آسانی سے انھیں نہیں چھوڑے گا۔ انھیں ہر جگہ تلاش کیا جائے گا اور یہ قصبہ ان کی پہنچ سے زیادہ دُور نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ راتوں رات یہ جگہ چھوڑ دی جائے۔

چوکیدار انھیں مشتبہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ گرانٹا شیران کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے آگے بڑھ گئی۔

"قصبے میں ہوٹل وغیرہ ضرور ہوں گے۔ ہم کسی ہوٹل میں وقت گزاریں گے اور کل کوئی انتظام کر کے یہاں سے چل دیں گے۔"

"میں تمھیں شیران کہہ سکتی ہوں۔ یہ نام مجھے بہت پسند ہے۔" گرانٹا نے کہا اور شیران عجیب سی نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگا پھر اُس نے گرانٹا سے اپنا بازو چھڑاتے ہوئے کہا۔

"فوج ین کی بچی ہے تو۔ ہوش میں رہ مجھے یا میرے نام کو پسند کرنے کا نتیجہ تجھے نہیں معلوم۔ بہتر یہ ہے کہ کام کی بات کر۔" گرانٹا چونک کر اُسے دیکھنے لگی۔ اُسے بے پناہ توہین کا احساس ہوا تھا۔ یہ توہین دُوسری بار ہوئی تھی۔ گرانٹا مغرور ترین لڑکیوں میں سے تھی اپنی مختصری زندگی میں آج تک اُس نے کبھی سے مسکرا کر گفتگو بھی نہیں کی تھی لیکن شیران کی وحشی فطرت اُسے پسند آئی تھی۔ وہ خود بھی دلیر تھی اور کر گزرنے ہی کو سب کچھ سمجھتی تھی۔ اور ایسا ہی یہ شخص بھی تھا۔ اُس نے کہا تھا کہ وہ بے کشش ہو گئی ہے اور اب یہ وہ کہہ رہا تھا کہ وہ ہوش میں رہے۔ کوئی اور موقع ہوتا تو گرانٹا اُسے زندہ نہ چھوڑتی لیکن اس وقت اُسے سنبھل کر کام کرنا تھا بمشکل اُس نے خود پر قابو پایا اور بولی۔ "میں کہنا چاہتی تھی کہ یہاں رُکنا مناسب نہیں ہے۔ یہاں سے اسی وقت نکل چلو تو بہتر ہے۔ یہاں ہوٹل ضرور ہیں لیکن رات کے اس آخری حصے میں اگر ہم کسی ہوٹل میں جائیں گے تو سب کی نگاہ میں مشتبہ ہوں گے، اور ہمارے دشمنوں کے لیے ہمیں تلاش کرنا مشکل نہ ہو گا۔ مارٹن کنگ کے آدمی ہماری تلاش میں ہوں گے۔"

"بس بس۔ اتنی لمبی تقریر کی ضرورت نہیں ... واپس چلنا ہے تو چلتے ہیں تم میری رہنمائی کر سکو گی؟"

"یہاں نکونا سے ہمارے شہر کا فاصلہ تیس میل کے قریب ہے۔ مجھے راستہ تلاش کرنے میں دقت نہیں ہو گی۔" گرانٹا نے بمشکل کہا۔ شیران کا توہین آمیز انداز اب اُس کے لیے ناقابل برداشت ہو رہا تھا۔

"وہ دیکھو۔ کوئی شریف انسان ہماری مدد کے لیے آ رہا ہے۔ آؤ آگے بڑھو۔" شیران نے دُور سے ایک روشنی دیکھ کر کہا۔ شاید موٹر سائیکل تھی۔ گرانٹا کچھ نہیں سمجھ سکی تھی لیکن وہ شیران کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔ شیران سڑک کے درمیان آ کھڑا ہوا تھا۔

موٹر سائیکل پولیس سارجنٹ کی تھی۔ ایک بھاری بھرکم افسر پوری وردی میں ملبوس اس پر موجود تھا۔ ان دونوں کے قریب پہنچ کر افسر نے موٹر سائیکل روک لی لیکن دُوسرے لمحے اُسے خبر نہ ہوئی۔ خود گرانٹا بھی اس حرکت کی متوقع نہیں تھی۔ شیران نے پولیس آفیسر کی پیشانی کو نشانہ بنا کر گولی داغ دی تھی۔ پیشانی کی ہڈی توڑ کر گولی دماغ میں داخل ہو گئی تھی۔ آفیسر کے دونوں ہاتھ فضا میں بلند ہوئے لیکن شیران نے آگے بڑھ کر موٹر سائیکل سنبھال لی تھی۔

"شکریہ آفیسر۔" اُس نے ممنونیت سے کہا اور پھر پیچھے بیٹھ کر پولیس آفیسر کو نیچے دھکیل دیا۔ "اے۔ اب منہ دیکھتی رہو گی۔" اُس نے گرانٹا کو مخاطب کر کے کہا۔ گرانٹا سکتے کے عالم میں رہ گئی تھی تاہم اُسے شیران کے عقب میں بیٹھنا پڑا اور پھر شیران نے موٹر سائیکل

آگے بڑھا دی۔ "راستہ بتاؤ!"

"سیدھے چلتے رہو!" گرانٹا نے بمشکل کہا۔

"تمہاری جان کیوں نکل رہی ہے؟" راستے میں شیران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ ۔ ۔ اُسے مارنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"کسے؟"

"پولیس آفیسر کے بارے میں کہہ رہی ہوں۔"

"تم نے کوشش کرلی ہوتی۔ شاید وہ تمہارے تیر نظر کا شکار ہوکر موٹر سائیکل تمہارے حوالے کردیتا!"

گرانٹا اس جواب پر خاموش ہوگئی۔ چند لمحات اسی طرح خاموشی کے عالم میں گزر گئے پھر وہ آہستہ سے بولی "کس بات پر ناراض ہو گئے ہو مجھ سے!"

"نہیں کیوں۔؟ یہ اندازہ تمہیں کیونکر ہوا؟"

"مسلسل تلخ گفتگو کیے جا رہے ہو!"

"تلخ گفتگو نہیں، میرے ذہن میں ایسی کوئی بات نہیں ہے تم خود بتاؤ اب اگر میں اس پولیس آفیسر سے کہتا کہ برادرم مجھے آپ کی موٹر سائیکل درکار ہے تو کیا وہ شرافت سے اپنی موٹر سائیکل میرے حوالے کردیتا۔ پولیس آفیسر تھا یقیناً اُس کے ذہن میں تجسس بیدار ہوتا اور وہ ہم لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا!"

"اُسے بے ہوش بھی کرسکتے تھے!" گرانٹا بولی۔

"اب تم عورتوں کی سی باتیں کر رہی ہو۔ بے ہوش کرنے۔ ۔ ۔ اور مارنے سے کیا فرق پڑتا ہے اگر پوری طرح بے ہوش نہ ہوتا تو اپنے ساتھیوں کو اطلاع بھی دے سکتا تھا اور پھر خوامخواہ رات کا باقی حصہ بھی ضائع ہوجاتا!" شیران نے جواب دیا۔

"لیکن پولیس کو اس طرح بے دریغ قتل کرنا خطرناک بھی ہوسکتا ہے!"

"میری پوری زندگی خطرناک حالات میں گزر رہی ہے۔ اس لیے میں خطرات کی پروا نہیں کرتا!" شیران نے جواب دیا اور گرانٹا خاموش ہوگئی۔ شیران کی طرف سے اُس کے دل میں ایک بال سا آگیا تھا حالانکہ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا جب اچانک شیران اُس کی توجہ کا مرکز بنا تھا لیکن اُس کے لہجے اور اُس کی گفتگو سے یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ گرانٹا کی شخصیت سے ذرا بھی متاثر نہیں ہے اور یہ بات گرانٹا کے لیے انتہائی تکلیف دہ تھی۔ آج تک ایسا نہیں ہوا تھا۔ وہ شیران کو راستہ بتاتی رہی اور موٹر سائیکل ہوا سے باتیں کرتی رہی۔

وہ خود بھی رش ڈرائیونگ کی عادی تھی لیکن اس وقت جو کچھ ہو رہا تھا وہ اُس کی توقع سے کہیں زیادہ تھا۔

کئی بار تو۔ ۔ ۔ اُسے خوف سے آنکھیں بند کرلینی پڑی تھیں لیکن شیران ایک ماہر موٹر سائیکل سوار ثابت ہوا تھا۔ صبح کی روشنی بکھرنے بھی نہیں پائی تھی کہ وہ تیس میل کا فاصلہ طے کرکے شہر میں داخل ہوگئے اور اس کے بعد گرانٹا کی خواہش پر شیران نے ایک نائٹ کلب کے سامنے موٹر سائیکل چھوڑ دی۔ تھوڑی دیر تک وہاں چہل قدمی کرتے رہے اور اس کے بعد واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف چل پڑے۔

ڈیج مین شاید اپنی خوابگاہ میں تھا اور اس سے ملاقات اس وقت ممکن نہیں تھی۔ شیران اپنی آرام گاہ میں چلا گیا اور گرانٹا اُسے رخصت کرنے کے بعد اپنے کمرے میں آگئی۔ جو واقعات گزرے تھے وہ اس قدر حیرت انگیز تھے کہ گرانٹا ان پر سوچ سوچ کر حیرت کا شکار ہو رہی تھی۔

شیران اچانک ہی اُس کے لیے ایک عجیب حیثیت اختیار کر گیا تھا لیکن اُس کی اپنی خواہشات اور تصورات کی جو توہین ہوئی تھی گرانٹا اُسے برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔ عجیب دوہری کیفیت کا شکار ہوگئی تھی۔ اُس کا کبھی تو دل چاہتا کہ ڈیج مین سے کہے کہ اس مصیبت سے فوراً چھٹکارا پالینا چاہیے۔ یہ پاگل شخص کہیں سب کے لیے عذاب کا باعث نہ بن جائے اور کبھی اس احساس کا خیال آتا جو اچانک اس کے دل میں بیدار ہوا تھا تو اُس کے دل میں شیران کی اہمیت بڑھ جاتی۔

دوسری صبح ناشتے کی میز پر ہی ڈیج مین سے ملاقات ہو سکی تھی۔ شیران نے اپنا ناشتہ اپنے کمرے میں طلب کرلیا تھا۔ ڈیج تک ان دونوں کی آمد کی خبر پہنچ چکا تھا اور شاید گرانٹا سے ملنے کے لیے بے چین تھا کیونکہ انتظار کیے بغیر اس نے گرانٹا سے کہا۔ "میں رات سے نتائج کا بے چینی سے منتظر ہوں۔ باقی لوگ کہاں گئے، کیا ہوتا رہا ہے، مجھے اس سلسلے میں بتاؤ؟"

"کیا ہمارے جانے کے بعد آپ سو گئے تھے ڈیڈی؟"

"سو نہیں سکتا تھا۔ میں بڑی اُلجھنوں کا شکار تھا۔ مختلف طریقوں سے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا تھا کہ مجھے علم ہوا کہ تمہاری مڈبھیڑ مارٹن کنگ کے آدمیوں سے ہوئی تھی!"

"ہونا ہی تھی ڈیڈی!"

"نتیجہ کیا ہوا؟"

"نتیجہ بہت ہی عجیب و غریب ہے ڈیڈی!" گرانٹا نے کہا اور شروع سے لے کر آخر تک ساری تفصیل ڈیج مین کو سنا دی۔

ڈیج مین محویت اور دلچسپی سے یہ باتیں سن رہا تھا پھر اُس نے کہا "یہ مسٹر موٹاف نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر مارٹن کنگ کا اور اُس کا سامنا ہوجائے تو پھر میری ذمے داریاں ختم ہوجاتی ہیں۔ یہ بات اُنھوں نے غلط نہیں کہی تھی!"

"مسٹر موٹاف کون ہیں ڈیڈی؟"

"بے بی میرے کچھ کاروباری معاملات ہیں جن کے بارے میں میں نے تمہیں مختصراً بتایا تھا۔ مسٹر موٹاف اس تنظیم سے تعلق رکھتے ہیں جس نے کچھ ذمے داریاں ہمیں سونپ دی ہیں اور اس کے عوض ہمیں معقول معاوضہ ملتا ہے!"

"ایک بات ضرور کہوں گی ڈیڈی یہ شخص انتہائی بے ہودہ اور بدتمیز ہے انتہائی سنگدل، زندگی اُس کی نگاہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ ہر شخص کو چیونٹی کی طرح مسل دینے کو تیار رہتا ہے میرا خیال ہے اس خطرناک آدمی سے ہوشیار رہا جائے۔ پولیس سارجنٹ کو قتل کردینا معمولی بات نہیں تھی ہم کب تک اُس کی حفاظت کرسکیں گے۔ میں سمجھتی ہوں، اگر پولیس اس راستے پر لگ گئی تو ہمارے تمام تعلقات دھرے کے دھرے رہ جائیں گے!"

"ہاں۔ میں خود بھی اس سلسلے میں پریشان ہوں۔ میرا خیال ہے تنظیم نے پہلی بار میرے سپرد کوئی خطرناک کام کیا ہے۔ مارٹن کنگ اس طرح مارا جائے گا کیا تم سوچ سکتی تھیں بے بی!"

"نہیں ڈیڈی۔ واقعی اُس نے بڑی بے دردی سے مارٹن کنگ کو قتل کر ڈالا۔ اتنے بڑے آدمی کی موت اس طرح ہوجانا ایک افسانوی بات لگتی ہے۔ میرا خیال ہے اس بات پر اس کے ساتھیوں کو بھی یقین نہیں آئے گا!"

"شیران کو پوشیدہ رکھنے کی ضرورت ہے ابھی بہت عرصہ چاہیے اُسے سنبھالنے کے لیے اور مجھے اس سلسلے میں تمہاری ہی مدد کی ضرورت ہے بے بی!"

"میں اور کیا کرسکتی ہوں ڈیڈی۔ آپ مجھے بتائیے نہایت بدتمیز آدمی ہے، وہ کسی کو بھی خطرے میں نہیں لاتا!"

"اس کے باوجود تمہیں میری مدد کرنی چاہیے۔ میں تم سے یہی توقع کرسکتا ہوں!" ڈیج مین نے کہا۔ اور گرانٹا خاموشی سے گردن ہلانے لگی۔ شیران سے اُس نے اس کے کمرے ہی میں ملاقات کی تھی۔ اس وقت شیران بڑے اچھے موڈ میں تھا۔ اس سے کہنے لگا "ہیلو، اپنے باپ کو رات کے واقعات کی تفصیل بتا دی ہے!"

"ہاں۔ بالکل لیکن کچھ باتیں ان میں ایسی تھیں جو میں اُنھیں بھی نہ بتا سکی!" گرانٹا نے اپنے آپ کو مکمل طور پر کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

"مثلاً۔ مثلاً!"

"مثلاً یہ کہ تم مسلسل میری توہین کرتے رہے ہو ظاہر ہے یہ بات میں اُنھیں نہیں بتا سکتی تھی!"

"پتہ نہیں تم کون سی توہین کا تذکرہ بار بار کر رہی ہو؟"

"میں نے تمہارے نام پر پسندیدگی کا اظہار کیا تھا جس کے جواب میں تم نے مجھ سے کچھ ایسے الفاظ کہے تھے جو مناسب نہیں تھے"

"بے بی یہ تمہارے حق میں ہے جو لڑکیاں مجھے پسند کرتی ہیں وہ نقصان میں رہتی ہیں۔ میں ایسی ہی فطرت کا مالک ہوں!"

"میں نہیں سمجھی!"

"اگر سمجھ گئیں تو سمجھنے کے بعد زندہ نہیں رہو گی!" گرانٹا خاموشی سے اُس کی شکل دیکھتی رہی پھر اُس نے کہا "کیا تم زندگی میں کبھی کسی لڑکی سے متاثر نہیں ہوئے کیا، تمہاری نگاہوں میں صنفِ نازک کی کوئی وقعت نہیں ہے؟"

"ہے، بالکل ہے۔ میں ان لڑکیوں کو بے حد پسند کرتا ہوں جو میرے قریب آنے کی خواہش مند ہوتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ میری رفاقت حاصل کرنے کے بعد خوشی سے موت کو گلے لگاتی ہیں!"

گرانٹا سوالیہ انداز میں اُسے دیکھتی رہی تب شیران مسکرا کر بولا "ان چکروں میں نہ پڑو بے بی تمہارے لیے نقصان دہ ہوں گے۔ یہ میرا مخلصانہ مشورہ ہے تمہارے لیے!"

"میں نہیں جانتی کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو لیکن ایک بات غور سے سن لو شیران، میں نے زندگی میں جس چیز کی خواہش کی ہے اُسے حاصل کرکے چھوڑا ہے اور اگر وہ چیز مجھے نہیں حاصل ہوتی تو پھر۔ پھر۔"

"ہاں۔ ہاں۔ آگے کہو!" شیران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں تم غور کرلینا۔ میں تم سے محبت کا اظہار کرتی ہوں اور اس کا جواب محبت ہی سے چاہتی ہوں بے شک تم ایک خطرناک اور سنگدل آدمی ہو لیکن شیران میرا نام بھی گرانٹا ہے!" گرانٹا نے کہا اور بپھری ہوئی شیران کے کمرے سے نکل آئی۔ وہ تیزی سے ایک جانب چل پڑی تھی۔ شیران کا فلک شگاف قہقہہ اُس کے کانوں میں زہر گھول رہا تھا۔ یہ مغرور انسان یہ سنگدل وحشی، اگر پاگل کتے کی طرح دُم ہلانے پر مجبور نہ ہوجائے تو میرا نام بھی گرانٹا نہیں۔ ۔ ۔ اُس نے سوچا۔

★★

مارلینو کو ان علاقوں سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی جن کے بارے میں وہ سازش کی گئی تھی لیکن شیران کی محبت اُس کے دل

میں اس درجہ سرایت کر گئی ہے اس کا احساس اُسے آہستہ آہستہ ہی ہو رہا تھا۔ وہ بے چین ہو گیا تھا اور اس بے چینی کا کوئی حل ابھی تک اُس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ گریچر اور میگنیشا اُس کے خاص ماتحتوں میں سے تھے اور اُنھوں نے جس وفاداری اور ذہانت سے مارلینو کے مفادات کے لیے کام کیا تھا اس سے مارلینو کے دل میں ان کی وقعت بڑھ گئی تھی۔ وہ بہت بڑی شخصیت کا مالک تھا۔ گانگ ہجو اور اُس کے نواح میں اُس کے بے شمار معتقدین پھیلے ہوئے تھے جو اُس کے اشارے پر اپنی زندگیاں قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔ ہزاروں افراد پر مشتمل گروہ کو وہ کنٹرول کرتا تھا اور یہ لوگ جگہ جگہ پھیلے ہوئے تھے۔

لیکن فطرتاً مارلینو بُرا نہیں تھا۔ اس نے دہشت وددرندگی سے ہمیشہ پرہیز کیا تھا حالانکہ اُس کی زندگی چند وحشیوں ہی کی دہشت کا شکار ہوئی تھی۔ وہ صرف ان سے نفرت کرتا تھا جنھوں نے اُسے اس حال کو پہنچا دیا تھا۔ اس کے علاوہ وہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے، چھوٹے موٹے جرائم بھی کر لیا کرتا تھا۔ لیکن شیران کی فطرت میں وہ کوئی نمایاں تبدیلی نہیں پیدا کر سکا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ شیران اپنی اسی فطرت میں زندہ رہ سکتا ہے، مارلینو کو یہ بھی علم تھا کہ شیران بذاتِ خود اپنے قبیلے یا اپنے علاقے سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا لیکن نجانے کیوں مارلینو کو یہ احساس بھی تھا کہ شیران بالآخر ایک بار انسانیت کی زندگی میں واپس ضرور جائے گا اور مارلینو شیران کو اس کی محبت کا صلہ ضرور دینا چاہتا تھا۔

چنانچہ جب کئی دن تک سوچ بچار کے بعد وہ کوئی فیصلہ نہ کر سکا تو اس نے گریچر اور میگنیشا کو ایک بار پھر گانگ ہجو طلب کر لیا۔ ان دونوں کو اپنا اتباعی رازدار بنانے میں اب اُسے کوئی تامل نہیں تھا کیونکہ وہ اب اس کے اہل ثابت ہو چکے تھے۔ مارلینو نے ان کے سامنے تنظیم کے اغراض و مقاصد کی تفصیل پیش کر دی، ... گریچر اور میگنیشا ششدر رہ گئے ... مارلینو نے کہا۔ "اور وہ شیران کی آبادی ہے وہاں اُس کی قوم رہتی ہے۔ میں ان علاقوں میں کبھی نہیں گیا۔ میں نہیں جانتا کہ وہاں کے رہنے والے کس انداز میں زندگی بسر کرتے ہیں اور ان کے جذبے کیا ہیں لیکن بس اتنا کافی ہے میرے لیے کہ شیران انہی پہاڑوں میں جوان ہوا تھا۔ میں کوئی ایسی مؤثر تدبیر چاہتا ہوں، گریچر جس سے شیران کی آبادی اس سازش کا شکار نہ ہونے پائے۔ میں یہ دعوے سے نہیں کہہ سکتا کہ خود شیران بھی ان معاملات میں کوئی دلچسپی لے گا یا نہیں لیکن بس میرا دل چاہتا ہے کہ آج تک زندگی میں جو کچھ کیا ہے وہاں خرچ کر دوں، تمھارا کیا مشورہ ہے؟"

"کیا تنظیم کے خلاف کام کر کے آپ مشکلات کا شکار نہیں ہو جائیں گے مسٹر مارلینو؟"

"سو فیصد ہو جاؤں گا لیکن میں یہ جُوا کھیلنا چاہتا ہوں۔"

"مگر جس کے لیے آپ یہ سب کچھ کر رہے ہیں اُس کی خود اپنی کیا کیفیت ہے اس کا اندازہ کیسے ہو؟"

"ہو جائے گا مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ شیران کو واپس لے آیا جائے تنظیم اس سلسلے میں میری معاونت کرنے کو تیار ہے اور اتفاقی بات ہے کہ شیران اس وقت ان کی نگاہوں میں ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کب وہ ان کے ہاتھ سے نکل جائے؟"

"تو پھر میرا خیال ہے مسٹر مارلینو آپ کو اس سلسلے میں کام کر لینا چاہیے۔" میگنیشا نے کہا۔

"میں ایک اُلجھن کا شکار ہوں میگنیشا تنظیم کی طرف سے مجھے یہ ہدایت بھی مل ہے کہ میں ان پہاڑوں میں جا کر اپنی ایک ایسی لیبارٹری قائم کروں جس کے ذریعے تنظیم کے آپریشن کے وقت میں اُسے ضروری امداد فراہم کروں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی شیران کو فوری طور پر قبضے میں کرنے کا معاملہ بھی ہے۔ اُلجھن یہ ہے کہ میں اگر شیران کی تلاش میں جاتا ہوں تو پھر اپنے اس مشن کے سلسلے میں کام کس طرح انجام دُوں؟"

"اگر آپ اجازت دیں تو ہم ان پہاڑوں میں آپ کے مقاصد کو پُورا کرنے کی کوشش کریں۔"

"ہاں۔ اگر تم اس کی ذمّے داری قبول کر لو تو میں خود شیران کے لیے روانہ ہو جاؤں اور یہی مناسب ہو گا تم لوگوں کو وہ چکر دے سکتا ہے لیکن پتہ نہیں کیوں مجھے اس پر بے حد اعتماد ہے۔ وہ اگر مجھے مل گیا تو پھر میرے ساتھ آنے سے انکار نہیں کرے گا..."

"آپ ہمارے لیے ضروری ہدایات تجویز فرما دیں ہم آپ کی مرضی کے مطابق عمل کریں گے۔"

"پہاڑوں کی اس اجنبی دُنیا میں تمھیں نہایت محتاط رہ کر کام کرنا ہو گا۔ شیران کا دیس شیران جیسے وحشیوں سے بھرا پڑا ہو ممکن ہے تمھیں مشکلات سے گزرنا پڑے۔"

"اگر آپ تنظیم کو ان... معاملات میں ہماری معاونت کرنے کی ہدایت کر دیں تو شاید ہمیں اتنی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔" گریچر بولا۔

"ہاں، تنظیم کو اس سلسلے میں تمھارا ساتھ دینا ہو گا لیکن

میرے ذہن میں جو منصوبہ ہے اُس کی تکمیل صرف تم ہی کر سکتے ہو۔ تمھیں نہایت رازداری سے یہ کام انجام دینا ہوں گے۔" مارلینو گریچر اور میگنیشا کو اپنے پروگرام کی تفصیل سمجھاتا رہا۔ ان لوگوں سے گفتگو کرنے کے بعد اُسے کافی سکون حاصل ہوا تھا پھر جب تمام ہدایات اُنھیں دے دی گئیں تو مارلینو نے اُنھیں واپسی کی اجازت دے دی اور کہا کہ وہ فوری طور پر تیاریاں شروع کر دیں۔ اس کے بعد اُس نے وائی تھری ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ قائم کیا اور وائی تھری ایٹ نے اُس کا پُرخلوص خیر مقدم کیا۔

"آپ نے مجھے ایک ہفتے کا وقت دیا تھا جناب، میرا خیال ہے میں اپنا پروگرام ترتیب دے چکا ہوں۔"

"گڈ۔ ہم بھی یہی چاہتے تھے مسٹر مارلینو کہ اس سلسلے میں زیادہ وقت ضائع نہ کیا جائے۔"

"میں اپنے چند معتمدوں کو پہاڑوں میں روانہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ وہ صحیح جگہ کا انتخاب کریں، وہاں میرے لیے ایک چھوٹی سی لیبارٹری قائم کر دی جائے۔ میں آپ لوگوں کو اس بارے میں کوئی تکلیف نہیں دُوں گا سوائے اس کے کہ وہاں میرا ٹھکانہ بنانے میں میری مدد کی جائے۔"

"فکر نہ کرو بادشاہ خان اور نعمان خان بھی اس سلسلے میں تمھاری مدد کریں گے مسٹر مارلینو۔"

"کیا بادشاہ خان اس بات پر خوشی سے تیار ہو جائے گا؟"

"یہ تنظیم کا کام ہے اسے تم اپنے ذہن پر مسلط نہ کرو۔"

"تو پھر ٹھیک ہے میں اپنے دو آدمیوں کو آپ کی خدمت میں روانہ کروں گا جہاں اور جس طرح آپ حکم دیں گے وہ آپ کی ہدایت پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے اور میں خود شیران کو واپس لاؤں گا۔"

"آپ کے لیے تمام انتظامات کر لیے جائیں گے مسٹر مارلینو۔ ہمارا بھی یہی خیال ہے کہ اب آپ شیران کو قابو میں کر لیجیے۔ آپ وہ آخری آدمی ہیں جس پر ہم شیران کے سلسلے میں اعتماد کر رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ آپریشن کے وقت تک اس پر قابو پا لیں گے۔ اس کے علاوہ جیسا کہ میں نے آپ سے کہا تھا، میں آپ کو اس مشن کے لیے اپنا نائب مقرر کر چکا ہوں۔ چنانچہ آپ کو یہ سُن کر خوشی ہو گی مسٹر مارلینو کہ مجھے ہیڈکوارٹر سے اس کے لیے منظوری مل چکی ہے۔"

"میں اس کے لیے شکر گزار ہوں اور آپ دیکھیں گے کہ میں تنظیم کے مفادات کے لیے اپنی تمام کوششیں وقف کر دوں گا۔" مارلینو نے جواب دیا۔ وائی تھری ایٹ سے اطمینان بخش گفتگو کرنے کے بعد مارلینو نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

گانگ ہجو میں ایک پُرسکون زندگی بسر کرنے والا مارلینو ہیجان کا شکار ہو گیا تھا اور اس کی وجہ صرف شیران تھا۔ تقریباً دس یا بارہ دن بعد وہ ہانگ کانگ پہنچ گیا۔ گریچر اور میگنیشا تنظیم کے ارکان کی نگرانی میں پہاڑوں کی جانب روانہ ہو گئے تھے۔

چنانچہ مارلینو کو ایک طیارے کے ذریعے وہاں بھجوانے کا انتظام کر دیا گیا جہاں آج کل شیران مقیم تھا۔

★★

شیران بدستور گراٹن ہی میں مقیم تھا باہر کیا ہنگامے ہو رہے تھے۔ اس کے بارے میں اُسے کوئی اندازہ نہیں تھا البتہ کوبرے کی موت اس کے لیے تھوڑے سے رنج کا باعث بنی تھی لیکن کسی بھی سلسلے میں زیادہ غور و خوض کرنا اس کی فطرت میں شامل نہیں تھا۔ مارٹن کنگ کی موت کے سلسلے میں جو ہنگامہ خیزیاں ہُوئی تھیں، اُس کی اطلاعات ڈیج مین ہی کے ذریعے شیران کو فراہم ہُوئی تھیں۔ یہ خوش قسمتی تھی کہ گرانٹا کی شناخت نہیں ہو سکی تھی لیکن اس لانچ کے مالکان کے بارے میں مسلسل تحقیقات کی جا رہی تھیں جو سمندر میں مارٹن کنگ کے آدمیوں کا شکار ہُوئی تھی۔

ڈیج مین نے شیران کو بتایا تھا، یہ اُس کی خوش قسمتی ہے کہ لانچ ایک بالکل ہی فرضی نام سے حاصل کی گئی تھی اور کوئی زندہ آدمی ان لوگوں کے ہاتھ نہیں لگ سکا جس پر تشدد کر کے وہ لانچ کے اصل مالک کا پتہ لگا سکتے۔ اس کے علاوہ ڈیج مین نے شیران سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ وہ فی الوقت اپنے آپ کو گراٹن کی دُنیا میں محصور رکھے کیونکہ باہر کی دُنیا میں خطرات منڈلا رہے ہیں۔ شیران کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہُوا تھا چونکہ گراٹن کی تفریحات بھی اُس کے لیے ناپسندیدہ نہیں تھیں۔

البتہ ڈیج مین کی بیٹی گرانٹا کئی بار اس سے ملاقات کر چکی تھی اور اس کا انداز شیران کے لیے اب کسی قدر ناپسندیدہ ہو گیا تھا۔ وہ گرانٹا کو ڈیج مین کی بیٹی ہونے کی حیثیت سے کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ کئی بار اُس نے گرانٹا کی شدید بے عزتی کی تھی۔ اس تصور کے تحت کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال لے لیکن گرانٹا پر بھی جنون سوار ہو گیا تھا۔ وہ اب اپنے باپ سے چھپ کر شیران کے خلاف منصوبہ بندی کرنے میں مصروف تھی اور گراٹن کے چند کارکن اُس کے آلۂ کار بن گئے تھے چنانچہ اسی رات جب شیران نے گراٹن کے ڈائننگ ہال میں کھانا کھایا اور اپنی میز سے اُٹھ کر اس حصّے کی طرف بڑھا

جہاں رقص و سرود کی محفل جاری تھی تو اُس کے قدم لڑکھڑا گئے۔ اُسے زور کا چکر آیا اور اس کے بعد وہ بے حواس ہوگیا۔

ہوش میں آیا تو ایک اجنبی جگہ موجود تھا۔ دن کی روشنی اُس کمرے کے رخنوں سے چھن چھن کر اندر آرہی تھی۔ لکڑی کا بنا ہوا کمرہ تھا اور اُس کا دروازہ باہر سے مقفل تھا۔ شیران گزرے ہوئے واقعات کو یاد کرنے لگا۔ اور اُس کی آنکھوں میں حیرت کے آثار نمودار ہوگئے۔

بہر طور وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر دروازے کے قریب پہنچا اور اُسے زور زور سے کھٹکھٹانے لگا چند ہی لمحات کے بعد دروازہ کھل گیا تھا۔ دو مسلح آدمی پستول تان کر . . . اُس کے سامنے موجود تھے۔ شیران نے حیرت بھری نگاہوں سے اُنھیں دیکھا اور پھر بھاری لہجے میں بولا "میں کس کا قیدی ہوں۔ صرف یہ بتاؤ؟"

"یہ آپ کو معلوم ہو جائے گا مسٹر شیران لیکن ہمیں ہدایت کی گئی ہے کہ کسی بھی غلط حرکت پہ آپ کو بے دریغ گولی مار دی جائے۔"

"ناشتہ ملے گا؟" شیران نے سوال کیا۔

"ہاں یقیناً ناشتہ ابھی پہنچا دیا جائے گا، صرف آپ کے ہوش میں آنے کا انتظار تھا۔" جواب ملا اور شیران گردن جھکا کر دُوسری طرف پلٹ گیا۔ یہ بات اُس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ گرانن میں اس کے خلاف یہ سازش کس نے کی تھی۔ لیکن جب وہ دونوں افراد ناشتہ لے کر آئے تو اُن کے پیچھے ہی گرانتا موجود تھی۔ اس کی شکل دیکھ کر شیران حیرت سے مُنہ پھاڑ کر رہ گیا۔ اُس نے تعجب سے گرانتا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "اوہ گرانتا کیا تم بھی قیدی کی حیثیت سے موجود ہو۔ کیا تمہیں قید کرنے والے مارٹن کنگ کے آدمی ہیں؟"

"نہیں۔ اس وقت تم میرے قیدی ہو۔" گرانتا سرد لہجے میں بولی اور شیران احمقوں کی طرح مُنہ پھاڑ کر اُسے دیکھنے لگا۔ چند لمحات اسی طرح گزر گئے پھر وہ گردن جھٹک کر بولا "معدہ خالی ہے کوئی بات سمجھ میں نہیں آئے گی۔ ان دونوں کو یہاں سے بھگا دو، ورنہ میں انھیں ناشتے کے ساتھ کھا جاؤں گا۔" اشارہ دونوں مسلح افراد کی طرف تھا۔

گرانتا نے چند لمحات سوچا اور پھر وہ ان دونوں کی طرف رُخ کر کے بولی "ٹھیک ہے تم دونوں دروازے کے باہر رکو لیکن ہوشیار رہنا۔" دونوں مسلح افراد سر جھکا کر باہر نکل گئے تھے۔ شیران نے ناشتے کی ٹرے سامنے سرکائی اور ناشتے میں مصروف ہوگیا۔ یہ نئی صورتحال ابھی تک اُس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

گرانتا خاموشی سے اُس کی شکل دیکھ رہی تھی۔ ناشتے کے دوران اُس نے ایک بار بھی گردن نہیں اُٹھائی تھی پھر جب پوری ٹرے خالی ہوگئی تو اُس نے ٹرے ایک طرف سرکا دی اور مسکراتا ہوا بولا۔ "ہاں خوبصورت لڑکی اب کہو کیا کہہ رہی تھیں؟"

"میرا نام گرانتا ہے۔"

"خوشی ہوئی تم سے مل کر۔ آگے کہو۔"

"تمھارا غرور بالآخر تمھاری موت بنے گا۔ کیا سمجھتے ہو تم خود کو۔ میں ڈچ مین کی بیٹی ہوں۔ کس کی مجال ہے کہ مجھ سے انحراف کرے۔ میں۔ میں اب تم سے نفرت کرتی ہوں۔ شدید نفرت۔ کیونکہ تم نے۔ تم نے مجھے ٹھکرایا ہے۔"

"مگر میں اب تم سے محبت کرتا ہوں۔ شدید محبت۔ کیونکہ تم واپس آگئی ہو۔" شیران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔ اُسے شاید اپنی بھرپور اور حسین مسکراہٹ کا پورا پورا احساس تھا۔ اس کے مضبوط سفید چمکدار دانت بڑی پُرکشش ترتیب میں تھے۔ مسکراتے وقت اُس کے چہرے کی دلکشی نمایاں ہو جاتی تھی لیکن جو اس سفاکانہ مسکراہٹ سے واقف تھے، انھیں معلوم تھا کہ اس مسکراہٹ کے پیچھے موت چھپی ہوئی ہے۔

★★★★★

سلال خاں بہت دنوں کے بعد نظر آیا تھا۔ بابا گل نے ضعیف العمر اُسے ہاتھوں ہاتھ لیا تھا۔ "گرہ دے تو گرہ کی بات کہوں۔" مجذوب نے ہاتھ آگے بڑھا کر کہا۔

"کہو سلال خاں، پہاڑوں میں یہ پُراسرار خاموشی کیوں چھائی ہوئی ہے۔ کیا ہو رہا ہے آسمانوں میں۔"

"گرہ دے تو گرہ کی بات کہوں۔ آسمان کی بات آسمان والے جانیں کچھ وہاں ہو رہا ہے کچھ یہاں چٹانوں سے کان لگا آوازیں سُن لے۔ چٹانیں خود بولتی ہیں کیونکہ وہ پتھر ہیں اُن کے سینوں میں کمزور دل نہیں جو جھوٹ بولیں۔ گرہ نہیں دے گا کیا؟"

"جتنا دل چاہے لے لو بابا سلال خاں۔ چٹانوں کی بات ہم بہرے لوگ کیا جانیں۔ تم بتاؤ۔"

سلال خاں نے گرہ چباتے ہوئے کہا۔ "آبشار پتھر گرا رہے ہیں خونی آنکھیں چٹانوں کو گھور رہی ہیں۔ دریا ندی نالے خوف سے سمٹ رہے ہیں۔ کوئی چھپا ہوا ہے دیکھنے والا دیکھ رہا ہے۔ ہوس کی آنکھیں پوشیدہ ہیں لیکن پتھر ہوشیار ہیں بروج وزوال کی کہانیاں تو صدیوں سے جاری ہیں۔ کچھ سچائیاں پہاڑوں کے سینوں میں اُبل رہی ہیں۔ لاوا سُرخ ہوگیا ہے دیکھو چنار پھول

دے رہے ہیں مگر یہ سُرخی درختوں کی چوٹیوں سے نہیں اُبل رہی، یہ خون ہے۔ ہاں یہ خون ہے۔ کچھ سفید کچھ سُرخ، دیکھنا یہ ہے کہ سُرخی سفیدی کو نگلتی ہے یا سفیدی سُرخی کو۔ یہ زمین کی کہانی ہے، آسمان کی کہانیاں آسمان والے جانیں۔ دھت ترے کی گرہ میں مکھی نکل آئی۔ تھو تھو۔ گرہ میں مکھی۔" سلال خاں نے سارا گرہ پھینک دیا اور اُٹھ کھڑا ہوا۔

"اور گرہ لے لو سلال خاں۔ بیٹھ جاؤ پوری بات تو کرو۔"

"بس بات پوری ہوگئی۔ باقی کہانی وقت سُنائے گا لو اور سُنو۔ گرہ میں مکھی بٹھا دی ہے اور بات پوری سُنو گے۔ سب کی ایک ہی سوچ ہے۔" سلال خاں بڑبڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ بابا گل اسے دیکھ رہا تھا۔

"کہو گل خاناں، کیا ہو رہا ہے؟" پیر شاہ کی آواز سُن کر گل چونک پڑا۔

"کچھ نہیں پیر خاناں۔ آؤ بیٹھو۔"

"بوڑھا مجذوب تم سے باتیں کر رہا تھا۔ بہت کم بولتا ہے اور جو بولتا ہے وہ سچ ہوتا ہے کوئی بات کہی اُس نے؟"

"کہتا ہے چٹانوں کے سینوں میں سچائی کھول رہی ہے اور ہوس کی پوشیدہ آنکھیں تاک میں ہیں۔ کیا مطلب ہوا ان باتوں کا پیر خاناں۔"

"سلال خاں کی باتیں سچی ہوتی ہیں لیکن سمجھ میں کہاں آتی ہیں۔ پہاڑوں کے حالات میں تبدیلیاں اچھی نہیں ہیں۔"

"کون سی تبدیلیوں کی بات کرتے ہو پیر خان؟"

"تبدیلیاں تو ہوئی ہیں۔ تھمانہ میں نعمان خان نے حکومت سنبھال لی ہے اور بادشاہ خان بدستور باہر ہے۔"

"اس سے کیا ہوتا ہے۔ نعمان خان بادشاہ خان کا بھتیجہ ہے۔"

"دیکھنے کی بات کہنا ہی پڑتی ہے۔ نعمان خان کی بیوی فرنگی ہے اور پہاڑ ان فرنگیوں سے ہمیشہ پاک رہے ہیں لیکن اپنے ہی اُنھیں کاندھوں پہ بٹھا کر لے آئیں تو اُنھیں کون روک سکتا ہے۔"

"سُنا ہے تھمانہ کے میدان ہرے بھرے ہوگئے ہیں۔ بڑی ترقی ہوئی ہے وہاں۔۔۔ مشینوں نے انسانوں کا کام سنبھال لیا ہے۔ مشینیں کھیت اُگا رہی ہیں، مشینیں ہل چلا رہی ہیں، مشینیں پانی نکال رہی ہیں اور جب مشینیں انسانوں کو خوراک دیتی ہیں تو ہڈیاں کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ رائفلوں کے نشانے غلط ہوتے جاتے ہیں۔ نسلیں یُونہی تو بگاڑی جاتی ہیں۔"

"یہ فرانہ میں کیا ہو رہا ہے؟"

"فیروز خاں کی بستی ہے۔ طور خاں، دل زماں اور آذر خاں سردار جو دل چاہے کریں ہم کون ہیں؟"

"یہ چھوٹے قد کے تبتی یہاں کیوں آئے ہیں؟"

"فرانہ کی تقدیر بدلنے۔"

"کیا یہ آسمان کے باشندے ہیں۔ کیا قدرت نے فرانہ ان کے حوالے کر دیا ہے؟"

قدرت کی باتیں قدرت جانے۔

"میرے دل میں تو بار بار ایک خیال آتا ہے۔"

"کیا؟"

"فیروز خاں فرانہ کا سردار تھا، اپنی آل اولاد کو لے کر وہ غیر ملک نکل گیا، فرانہ ہمیشہ سے سردار رہا ہے، بادشاہ خان الگ اپنی مستیوں میں گم رہا ہے۔ باہر کی دُنیا اُسے اس طرح راس آئی کہ اُس نے صرف تھمانہ میں اپنے بھتیجے کو گاڑے رکھنے پر ہی اکتفا کیا، شادی بھی نہ کی۔ بوڑھے خان نے مانتا ہوں کہ تھمانہ کو ترقی دی، اور پہاڑوں میں بڑا کہلایا لیکن یہ بڑائی انہی فرنگیوں سے دھاری ہوئی تھی۔ اُس نے ہمیشہ فرنگیوں کو اپنے محل میں جگہ دی۔ فیروز خاں کے بیٹے یہاں آئے تو بہنوں کو گنوا بیٹھے ماں

راز دان
موت سے پنجہ کشی
کرنے والے سرفروشوں
کی دِل ہلا دینے
والی داستان
ایسے مُہم جوؤں کی داستان جو پہاڑوں کو
ریزہ ریزہ کرنے کا عزم رکھتے تھے
ایم۔ اے راحت کا ایک شاہکار ناول
قیمت -/۳۰
ڈاک خرچ -/۲۰
اپنے ہاکر یا قریبی بکسٹال سے طلب فرمائیں
علی میاں پبلی کیشنز
۳۰۔ عزیز مارکیٹ، اُردو بازار لاہور ——— فون ۷۲۴۷۴۱۴

میں بے چاری ماری گئی۔ فیروز خاں تو ویسے ختم ہو ہی چکا تھا۔ اُس کے بعد انتقام کا کھیل شروع ہُوا، لیکن بہزاد سلامن کا بیٹا اُن کے مُنہ پر تھوک کر نکل گیا۔ اب باہر سے آکر کوئی لاکھ کہے کہ اُس نے بڑے تیر مارے ہیں۔ پہاڑوں کی ریت تو ادھوری رہ گئی۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ شیران کی موت ضروری تھی، دُشمنی کی بات تھی جس میں بُرے کھیل کھیلے گئے۔ ساری باتیں مان لیں، لیکن فرانہ سرداروں کی ملکیت تو نہیں ہے، یہاں دُوسرے لوگوں کی بھی زمینیں ہیں، سب ہی جینا چاہتے ہیں، پھر یہ چھوٹے قد کے تبتیوں کو لاکر ہمارے سروں پر کیوں بٹھا دیا گیا ہے، مَیں تو کہتا ہُوں ہم بھی بُوڑھے ہیں، بزرگ ہیں، اچھائی بُرائی میں ہمیں ہمیشہ شامل رکھا گیا ہے، اب ہم دُودھ کی مکھی کیوں بن گئے۔ بھائی بابا گل میرا تو یہی خیال ہے کہ بستی کے جتنے بڑے بُوڑھے ہیں ان سب کو جمع کرو اور اس بات پر غور کرو کہ یہ مسئلہ ہم سے کیوں چھپایا جا رہا ہے!"

"لیکن سرداری تو فیروز خان ہی کے قبضے میں ہے، نعمان خان خود ان تبتیوں کو فرانہ میں ٹھہرا کر گیا ہے، اگر کوئی کسی کو اپنے گھر میں ٹھہرا دے تو تم بھلا کیسے روکو گے؟"

"ٹھہرنے کی بات اور ہے، مہمان مہمان ہوتے ہیں لیکن مہمان میزبان بننے کی کوشش شروع کر دیں تو پھر تو بات دُوسری ہو جاتی ہے، مجھے لگتا ہے جیسے دال میں کچھ کالا ہے۔" پیر شاہ نے کہا۔

"اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ طور خاں، دل زمان اور آذر خاں سرداری سے بات کی جائے۔"

"وہی میرا مقصد ہے، کم از کم ہمیں پتہ تو چلنا چاہیئے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے، یہ لوگ کون ہیں، کہاں سے آئے ہیں اور کیوں آئے ہیں، کونسی زمینیں یہ سرسبز کرنا چاہتے ہیں اور مشینیں لاکر یہاں کیا کچھ کیا جا رہا ہے؟"

"سوچ لو پیر شاہ کہیں بات کا بتنگڑ ہی نہ بن جائے۔"

"ارے تو یہاں ڈرتا کون ہے؟ اپنی آواز حلق میں دبا کر تو نہیں رہ سکتے ہم لوگ۔"

"تو پھر کیا ارادے ہیں؟"

"مَیں آج ہی سب سے ملوں گا، بات کروں گا" پیر شاہ نے کہا اور تھوڑی دیر تک بابا گل سے مزید گفتگو کرنے کے بعد وہاں سے اُٹھ گیا۔

بستی کا بزرگ تھا، زمین کی محبت دل میں تھی۔ اس لیے تشویش کا شکار رہتا۔ ابھی تھوڑے دن پہلے کی بات تو تھی جب تھمانہ سے نعمان خان آیا تھا، اُڑنے والی مشین میں بیٹھ کر اور پھر اُس کی حویلی از سر نو درست ہُوئی تھی۔ وہ حویلی جس میں خانم کی زندگی گزری تھی، فیروز خان کی بیوی نے اسی حویلی میں خودکشی کی کوشش کی اور جب تک زندہ رہی تھی اپنی بیٹیوں کا ماتم کرتی رہی تھی۔ اُس کے بعد حویلی ویران ہو گئی۔ صرف بُوڑھا چوکیدار وہاں رہ گیا تھا، جو کبھی کبھی اُس کی صفائی کر دیا کرتا تھا اور برسوں سے ویران اس حویلی کو اب آباد کیا تھا تو ان چھوٹے قد کے چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے باشندوں نے جو تبتی سمجھے جاتے تھے، ان میں عورتیں بھی تھیں اور مرد بھی، پہلے تو چند ہی آئے تھے لیکن اس کے بعد ان کی تعداد بڑھتی چلی گئی تھی اور وہ چند افراد جو بستی میں معزز حیثیت رکھتے تھے یعنی طور خاں، دل زماں اور آذر خاں سرداری۔ اُنھوں نے ان کی غلامی سنبھال لی تھی اور بستی کی زمینوں پر پُراسرار کارروائیوں میں مصروف ہو گئے تھے، وہ پتہ نہیں کیا کر رہے تھے۔ کم از کم بستی والو کو اس بات سے آگاہ تو کرنا چاہیئے تھا، ٹھیک ہے زمینیں فیروز خا کی ہیں لیکن ان زمینوں پر جو آبادیاں ہیں، یا ان کے اطراف میں لوگ رہتے ہیں وہ بھی تو فیروز خان کے دُشمن نہیں تھے، یہ ضرور تھا لوگوں نے پیر شاہ کی بات سُنی۔ پیر شاہ بھی ایک معزز بوڑھا تھا اور اُس کے نام کے ساتھ ایسی کوئی بات وابستہ نہیں تھی، جو بستی والوں کے دلوں میں اُس کے لیے کوئی پُرخاش پیدا کرتی، سارے بوڑھے لوگ یہی سوچ رہے تھے جب کہ نوجوانوں کی باتیں کچھ اور تھیں چونکہ وہ تو دلچسپیوں کے رسیا تھے جب کہ چھوٹے قد کے تبتیوں نے اُن کی دلچسپیوں کے لیے بھی مزید سامان کرنا شروع کر دیا تھا۔

نوجوانوں کا اخلاق بگڑتا جا رہا تھا، تھوڑے دنوں کے بعد بائیسکوپ بھی لگتا تھا، یوں نوجوانوں کا اخلاق مزید خراب ہوتا۔ چنانچہ جب بڑے بُوڑھے سر جوڑ کر بیٹھتے تو پھر یہی باتیں ہونے لگیں

"ٹھیک ہے حویلی فیروز خان مرحوم کی تھی، اُس کے بیٹے نے کسی کو دی۔ مہمان کی حیثیت سے وہ جو دل چاہے کریں، شکار کھیلیں عیش کریں، لیکن کم از کم یہاں اپنے پاؤں اس طرح تو نہ گاڑیں کہ یہ پوری آبادی ہی تبتیوں کی آبادی بن جائے، بڑھتے ہی چلے آرہے ہیں روزانہ اُڑنے والی مشینوں کے ذریعے کچھ لوگ یہاں پہنچ جاتے ہیں یہ مشینیں روزانہ ہی آرہی ہیں اور پھر دلاور خان نے ایک قافلہ بھی دیکھا تھا جو شام کے دُھندلکوں میں چیونٹیوں کی طرح رینگتا چلا آرہا تھا بڑا ساز و سامان تھا اُس کے ساتھ، کہیں کوئی پہاڑوں پر سازش نہ ہو رہی ہو، اسلحہ جمع نہ کیا جا رہا ہو تاکہ پہاڑوں میں ہنگامہ خیزیاں کی جائیں اور ہماری زمینوں پر تسلط قائم کر لیا جائے۔ آخ

انگریز بھی تو اسی طرح ہندوستان میں آئے تھے، بڑے معصوم بن کر اور اُس کے بعد ہندوستان کی تقدیر کے مالک بن بیٹھے تھے، نہیں بھائی پہاڑوں کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔ طور خان، دل زمان اور سرداری سے بات کی جائے گی، ہم اُن سے اپنا حق مانگیں گے اور پوچھیں گے کہ یہ لوگ کون ہیں اور یہاں کیا کر رہے ہیں۔ ہم طور خان سے کہیں گے کہ وہ ہمیں سارے حالات سے آگاہ کرے۔"

"تو پھر ٹھیک ہے پیر شاہ، یہ کام ہم تمھارے سپرد کرتے ہیں۔"

"ارے ہاں ہاں جو دل چاہے میرے سپرد کر دو۔ پیر شاہ زندگی اور موت سے نہیں ڈرتا، بستی کا پیار دل میں رکھتا ہے، ورنہ اُسے کیا چاہیئے، دو گز زمین ہی نا، کوئی نہ کوئی اُسے لے جا کر دفن کر ہی دے گا، ہیں۔ تم لوگ جس سے کہو اُس سے ملاقات کروں اور جو کہو۔ وہ معلوم کر لوں۔"

"تو پھر بہتر یہ ہو گا کہ تم طور خان سے بات کرو وہ سب سے زیادہ سرکش آدمی ہے اور کسی کی بات سُننا پسند نہیں کرتا۔" کسی نے تجویز پیش کی۔

"اس بد دماغ آدمی نے اگر پیر شاہ سے کوئی بدکلامی کی تو حالات بگڑ جائیں گے" کسی نوجوان نے کہا۔

"نہیں۔ پیر شاہ اکیلا کیوں جائے گا وہاں، ہم لوگ بھی اس کے ساتھ چلیں گے، پانچ آدمیوں کا انتخاب کر لو اور طور خان سے ملنے چلو۔ اس کے بعد گُل نعمان سے اور اس کے بعد آذر خان سرداری سے، بستی کے بارے میں ساری معلومات سارے لوگوں کو ہی ہونی چاہیئے، ایک آدمی اُس کی تقدیر کا مالک نہیں بن سکتا" پیر شاہ پُرجوش آدمی تھا، جب وہ اپنا وفد تیار کر کے خان بابا گل کی دُکان کے سامنے سے گزرا تو بابا گل دُکان سے اُتر کر اُس کے پاس پہنچ گیا۔

"کہاں چلے پیر شاہ؟ اور یہ سب لوگ۔۔۔"

"بس ہم طور خان کے پاس جا رہے ہیں، اس سے باتیں کریں گے۔"

"دورانِ گفتگو خیال رکھنا پیر شاہ کوئی ایسی بات نہ ہونے پائے، جو پٹھانوں میں خونریزی کا سبب بن جائے، بوڑھے سلال خان کی باتیں بڑی دل دہلا دینے والی ہوتی ہیں، لیکن ان کی سچائی سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔"

طور خان نے ان لوگوں کی آمد کا ذکر سُنا تو اپنی فطرت کے خلاف بڑی نرمی سے ان کے ساتھ پیش آیا اور اُس نے تمام بوڑھوں کو بڑے احترام کے ساتھ بیٹھنے کی جگہ پیش کی۔

"خدا تمھیں خوش رکھے طور خان، تم نے اپنے رویے میں کچھ تبدیلیاں پیدا کر لی ہیں۔" پیر شاہ نے کہا۔

"بابا مجھے سنگدل اور بدتمیز سمجھا جاتا رہا ہے جب کہ مَیں ہُوں نہیں، بستی کے بزرگوں کی عزت کرنا میرا فرض ہے۔ آپ لوگ میرے پاس کسی کام سے آئے ہیں تو یہ میرے لیے لازم ہے کہ مَیں آپ کا استقبال آپ کی شان کے مطابق کروں۔"

"خدا تمھیں خوش رکھے طور خان، ہم سخت پریشان ہیں، یہ چھوٹے قد کے لوگ جو تبت کی بلندیوں سے یہاں تک پہنچے ہیں، کون ہیں؟ اور یہاں کیوں لایا گیا ہے اُنھیں؟ ان کی تعداد کیوں بڑھتی جا رہی ہے اور یہ لوگ ہماری زمینوں پر کیا کر رہے ہیں؟"

"اوہ پہلی بات تو یہ ہے بابا صاحب کہ یہ لوگ تبتی نہیں ہیں، یہ تبت کی بلندیوں سے نہیں آئے، بلکہ نمکاک کے شہری ہیں، ان میں ایک مسٹر گرسیچر ہیں جو یہاں رہ کر ایسے کام کر رہے ہیں، جو پہاڑوں کی بھلائی میں ہوں، آپ جانتے ہیں کہ فرانہ نعمان خان کی ملکیت ہے اور نعمان خان خود اُنھیں لے کر آیا ہے۔ اگر کوئی کسی کو مہمان بنا کر اپنے گھر میں رکھے تو یہ کوئی قابلِ گرفت بات نہیں ہے۔ باقی رہی ان لوگوں کے بڑھنے کی بات تو اس سلسلے میں نعمان خان نے فرانہ کے اطراف میں جو کچھ کیا ہے وہ آپ کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہو گا، آپ نے دیکھا کہ فرانہ کے اطراف تھوڑے ہی دنوں میں دُگنی بلکہ تین گُنی فصلیں پیدا کرنے لگے۔ وہاں ترقی کا دور دورہ ہے، جدید ترین مشینیں آرہی ہیں، لوگوں کو پہننے کے لیے عُمدہ لباس مہیا ہو رہے ہیں اور کھانے کے لیے عُمدہ خوراک۔ نعمان خان سارے پہاڑوں میں تو اصلاحات نہیں کر سکتا، لیکن تھمانہ اور فرانہ اُس کی ملکیت ہیں۔ تھمانہ بادشاہ خان کی سرزمین ہے اور فرانہ فیروز خان کی۔ وہ انہی دونوں علاقوں میں اصلاحات کرنا چاہتا ہے اور اس سلسلے میں اُس کے دل میں بڑی نیک خواہشات ہیں۔"

"وہ کیا؟" بوڑھے دولہا خان نے پوچھا۔

"وہ چاہتا ہے کہ اس کی اصلاحات کو دوسرے قبیلے کے لوگ بھی دیکھیں اور اگر چاہیں تو فنی مہارت حاصل کرنے کے لیے اُن سے رجوع کریں، یہ پستہ قامت باشندے ہمارے ملازموں کی حیثیت رکھتے ہیں، یہ انجینئر ہیں اور یہاں جو کچھ کر رہے ہیں ہماری بھلائی میں ہے۔" طور خان نے کہا۔

"سوچ لو طور خان، پہلے بھی یہی ہُوا تھا، انگریز بھی ہندوستان میں اسی طرح داخل ہُوئے تھے۔"

"نہیں بابا۔ پہاڑ ہماری ملکیت ہیں اور ان کی تاریخ ہے کہ ان پر کبھی غیروں کا قبضہ نہیں ہو سکا، مجال ہے کسی کی، جو انگریزوں کی طرح انھیں ہندوستان سمجھ سکے، ہم اِن لوگوں کو اتنی گہرائیوں میں دفن کر دیں گے کہ پھر اُن کے وجود کی خوشبو تک نہ اُٹھ سکے گی، تم کیا سمجھتے ہو بابا، کیا طورخان غدار ہے، بے شک ہم دولت مند لوگ ہیں اور ہم نے تھوڑی بہت تعلیم بھی حاصل کی ہے، ہم پہاڑوں کی اچھائی اور بُرائی کے بارے میں بہتر طور سے جانتے ہیں۔ ہم اگر کبھی بُرائیوں کی جانب راغب ہوں اور ہم سے پہاڑوں کو کوئی خدشہ لاحق ہو، تو تمھیں حق ہے کہ اپنے ہاتھ ہماری گردنوں کی طرف بڑھاؤ اور اُنھیں پکڑ لو لیکن اس وقت تک جب تک تمھیں کوئی نقصان نہ پہنچے، ایسا کوئی کام نہ کرو جس سے ہم دُنیا میں بے عزت ہو جائیں، نعمان خان جو کچھ کر رہا ہے اُسے [illegible] مجھے یقین ہے کہ وہ کوئی غلط کام نہیں کر رہا۔"

"پہاڑوں کی دُنیا الگ ہے طورخان، ہم ان پہاڑوں کو غیروں کے حوالے نہیں کر سکتے۔"

"یہ پہاڑ غیروں کی ملکیت نہیں بن سکتے بابا صاحب، آپ میں سے کوئی بھی جب چاہے اور جہاں چاہے وہاں جا کر دیکھ لے۔"

"مگر وہ پہاڑی نوجوانوں کا اخلاق خراب کر رہے ہیں۔"

"دیکھو بابا خان یہ اپنے گھر کی بات ہے۔ اپنے بچوں کو سنبھالنا تمھارا فرض ہے، اس طرف کوئی نہ جائے، وہ ایک محدود علاقے میں جو کچھ چاہتے ہیں کرتے ہیں، اس سے آگے اُنھیں بھی اجازت نہیں ہے، ہاں اگر یہ تالاب تمھاری بستیوں تک پہنچنے لگیں، یا بائیسکوپ تمھاری بستیوں میں لگنے لگیں تو تم اُنھیں اُکھاڑ کر پھینک دینا، اُنھیں کبھی تعمیر نہ ہونے دینا۔"

طورخان کی باتیں کچھ ایسی وزن دار تھیں کہ سب لوگ سوچنے پر مجبور ہو گئے۔ پھر بوڑھے بابا گل نے کہا۔ "تم ٹھیک کہتے ہو طورخان لیکن ہم تبتیوں کی آمد سے خوفزدہ ہیں۔"

"ہاں بیٹے طورخان ہم اپنی عمر کا وہ حصہ گزار چکے ہیں، جو جدوجہد کا ہوتا ہے۔ بیٹے طورخان ہماری نسبت تم جوان ہو، کسی سے بھی مقابلہ کر سکتے ہو، جبکہ ہم میں اتنی طاقت نہیں ہے۔ بیٹا سوچ لینا۔ ان چٹانوں کی آغوش سے تمھارا خمیر اُٹھا ہے، ان کے ساتھ غداری کی تو دُنیا کے انہی لوگوں میں تمھارا نام بھی شامل ہو گا، جن پر آج تک تھوکا جاتا ہے۔"

"آپ مطمئن رہیں بابا خان ہم میں سے کوئی غدار نہیں ہے۔"

طورخان نے کہا اور بوڑھے مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔

طورخان تھوڑی دیر تک سوچتا رہا... اس کے بعد اُس نے اپنے گھوڑے پر زین کسی اور اُس علاقے کی جانب چل پڑا، جو بنکاک سے آنے والوں کے لیے مخصوص تھا۔ بے شک نعمان خان نے اُسے تاکید کی تھی کہ پست قامتوں کے ساتھ اتنا مکمل تعاون کیا جائے کہ اُنھیں کسی شکایت کا موقع نہ ملے لیکن بوڑھوں کی بات بھی تو غلط نہیں تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس کا گھوڑا اُس علاقے میں پہنچ گیا جہاں خاردار تاروں کی ایک وسیع باڑھ لگائی گئی تھی اور اس باڑھ کے دُوسری جانب فیروز خان کی حویلی تھی، کچھ اور مکانات بھی تھے جو اس باڑھ کے آس پاس تھے، خالی کرا لیے گئے تھے اور وہاں کے باشندوں کو ان کا بہترین مُعاوضہ ادا کیا گیا تھا، جس کی بنا پر اُنھوں نے خوشی خوشی اپنے مکانات چھوڑ دیے تھے، ہر چند کہ یہ مکانات بھی فیروز خان ہی کی ملکیت تھے لیکن وہاں پر بسنے والوں پر مظالم نہیں کیے گئے تھے اور اُنھیں بغیر کسی جبر کے وہاں سے ہٹایا گیا تھا۔

گریچر اور میگنیشا کو مارلینو کی طرف سے جو ہدایات موصول ہوئی تھیں، اُن کے تحت اُنھیں جس مشکل انداز میں کام کرنا پڑ رہا تھا، اُن کا دِل ہی جانتا تھا، در اصل وہ دوہری کیفیات کا شکار تھے، مارلینو تنظیم کے مفادات کے لیے یہاں یہ جگہ قائم کر رہا تھا، لیکن در پردہ کچھ قافلے آتے تھے، جو گانگ ہُو سے براہِ راست ایک راستہ بنا کر یہاں پہنچتے تھے، اِس جگہ تک پہنچنے کے لیے اُنھیں ایسی شدید مُشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا کہ گریچر اور میگنیشا کو اس سے پہلے کبھی اس قسم کا اُلجھا ہُوا کام نہیں کرنا پڑا تھا، مختلف علاقوں میں گانگ ہُو سے مشینیں اور دُوسری چیزیں آتی تھیں اور حویلی کے عقبی حصّے میں، جو گہری سُرنگ کھود دی گئی تھی اس میں پوشیدہ کر دی جاتی تھیں۔ [illegible] نہ صرف مقامی باشندوں سے پوشیدہ تھی بلکہ کچھ ایسے لوگوں سے بھی اُسے چھپائے رکھنا پڑتا تھا، جو یہاں تنظیم کے آدمی سمجھے جاتے تھے، اس کے ساتھ ساتھ ہی اس اجنبی علاقے کا وحشت خیز ماحول اِن لوگوں کو خوفزدہ کیے رہتا تھا۔ یہ سب قدم قدم پر محتاط رہتے تھے کہ کہیں کوئی ایسی بات نہ ہو جائے کہ وقت سے پہلے ان کا راز فاش ہو جائے۔

مارلینو کی ہدایات کو اچھی طرح سمجھ کر ان پر عمل کرنا گریچر کا مسلک تھا، وہ مارلینو کا ملازم ہی نہیں بلکہ اس کا عقیدت مند تھا اور میگنیشا

اس کی بہترین دستِ راست تھی۔ مارلینو نے کچھ اور افراد بھی گریچر کو مہیا کیے تھے جو اس کے غلاموں میں سے تھے، یہ سب مارلینو کے معتقدین تھے اور اس کے اشارے پر ایک لمحے میں زندگی قربان کرنے کو تیار رہتے تھے، یہی وجہ تھی کہ اس ویرانے میں گریچر اور میگنیشا اپنا کام بخوبی چلا رہے تھے۔ مقامی باشندوں کو سنبھالنے کے لیے بھی اُنھوں نے ہر طرح کے انتظامات کر رکھے تھے۔ طورخان بے شک نعمان خان کا خاص آدمی تھا اور نعمان خان نے ان تین افراد کو اس سلسلے میں ان کے حوالے کیا تھا اور کہا تھا کہ ہر طرح کی آواز کو دبانے میں یہ تینوں معاون ثابت ہو سکتے ہیں، لیکن گریچر نے ابھی تک کوئی ایسا موقع نہیں آنے دیا تھا، کہ مقامی باشندوں سے اس کی چپقلش چلتی۔ حالات ابھی تک گریچر کے حق ہی میں چل رہے تھے اور اُسے ایسی کوئی مشکل پیش نہیں آئی تھی، جس سے وہ خوفزدہ ہو جاتا۔

طورخان نے اس سے ملنے کی خواہش ظاہر کی اور چند ہی لمحات کے بعد اُسے گریچر کے سامنے پہنچا دیا گیا، میگنیشا بھی وہیں موجود تھی۔

طورخان نے حسبِ معمول اسے سلام کیا اور پھر اپنی آمد کا مقصد بتاتے ہُوئے کہا کہ بستی کے چند بوڑھوں کو ان قافلوں کی آمد پر تشویش ہے، جو یہاں بڑی تعداد میں پہنچ رہے ہیں، بستی کے لوگ اِن تالابوں سے بھی خوفزدہ ہیں، جو بستی سے باہر بنائے گئے ہیں گو میں نے اُنھیں ہر طرح سے مطمئن کرنے کی کوشش کی ہے لیکن وہ جاننا چاہتے ہیں کہ اُن کا مقصد کیا ہے؟

"کیا تمھارے پاس ان لوگوں کے اِن سوالات کا جواب نہیں تھا طورخان؟" گریچر نے نرم لہجے میں سوال کیا۔

"میں نے اپنے طور پر اُنھیں مطمئن کرنے کی تمام کوششیں کی ہیں مسٹر گریچر۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ بستی کے بزرگوں کو یہ اِحساس بھی ہے کہ کہیں پہاڑوں کے خلاف کوئی سازش نہ ہو رہی ہو۔ میں صاف گو آدمی ہُوں، میری خواہش ہے کہ آپ ان بزرگوں کو مطمئن کرنے کا کوئی انتظام کریں۔"

"طورخان، نعمان خان نے یہ ذمّے داری تمھارے سپرد کی تھی اور تمھیں اس سلسلے میں مکمل اختیارات دیے گئے تھے۔ میں نے کبھی تمھارے اختیارات میں مداخلت نہیں کی۔ میں تمھیں بتا چکا ہُوں کہ پہاڑوں میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ تمھارے مفاد میں ہے تم لوگوں میں سے جو جس وقت چاہے یہاں آ کر اس کام کا معائنہ کر سکتا ہے جو ہم لوگ کر رہے ہیں۔ باقی رہی اِن قافلوں کی بات تو ہمارے آدمی آتے جاتے رہتے ہیں اور چونکہ ہمارے ہیلی کاپٹر اتنی تعداد میں روزانہ یہاں نہیں آ سکتے کہ ہماری مطلوبہ اشیا یہاں تک پہنچا سکیں۔ اس لیے ہم نے ان راستوں کا انتخاب کیا ہے جو آسانی سے یہاں ہمارا سامان پہنچا سکتے ہیں۔ بس یہ معاملہ ہے، میری طرف سے تمھیں اجازت ہے کہ تم جب چاہو اپنے ان بزرگوں کو یہاں لا کر اس جگہ کا مُعائنہ کرا سکتے ہو، ہمیں کبھی اعتراض نہیں ہو گا۔"

"بزرگوں کا کہنا ہے کہ تم نے جو نہانے کے تالاب بنائے ہیں۔ ان سے ہمارے نوجوانوں کا اخلاق خراب ہو رہا ہے۔"

"ٹھیک ہے یہاں جس کسی کو جو تکلیف اور جو پریشانی لاحق ہو وہ ہمیں بتا دی جائے تالاب فوری طور پر ڈھکوا دیے جائیں گے اور ایسا بندوبست کر دیا جائے گا... کہ باہر سے یہاں کے مناظر نظر نہ آ سکیں۔"

"تمھارا شکریہ مسٹر گریچر تم نے مجھے مطمئن الفاظ دے کر سرخرو کیا ہے میں کسی بھی وقت بزرگوں کو یہاں لا کر اس علاقے کا مُعائنہ کرا دُوں گا۔" طورخان مطمئن ہو کر چلا گیا۔ گریچر اور میگنیشا ایک دُوسرے کی شکل دیکھ رہے تھے۔ گریچر گہری سوچ میں ڈوبا ہُوا تھا پھر اُس نے آہستہ سے کہا۔ "یہ اچھا نہیں ہُوا میگنیشا، ہمارے قافلے ان لوگوں کی نگاہوں میں آ گئے۔"

"پہاڑوں کے یہ باشندے مجھے تو بہت خطرناک لگتے ہیں گریچر تم یقین کرو میں راتوں کو لرزتی رہتی ہوں، یہاں تو ہر شخص شیران نظر آتا ہے۔"

"نہیں۔ یہ بات نہیں شیران اِن لوگوں میں منفرد تھا۔ میں نے اس جیسی آن بان والا ایک بھی اس علاقے میں نہیں دیکھا۔"

"اس کے باوجود میں خوفزدہ رہتی ہوں۔ اب بتاؤ اس سلسلے میں کیا کرو گے؟"

"فی الحال تو مسٹر مارلینو سے ہمارا رابطہ بھی قائم نہیں ہو سکتا۔ ان قافلوں کی آمد رُکنی پڑے گی اور اگر نعمان خان کو اس بارے میں پتہ چل گیا تو ہم کہیں گے کہ ہاں تین بار ہمارے آدمی مختلف راستوں سے یہاں پہنچے ہیں۔ در اصل ہمارے ذہن میں یہ بات نہیں تھی کہ یہ لوگ پہاڑوں کے ایسے پُر پیچ علاقوں پر بھی نگاہ رکھتے ہوں گے، یہاں کسی کی توجہ نہیں جاتی گویا ہمارا طریقۂ کار غیر مناسب ہے۔ اب اِن معاملات کو سنبھالنا ہی پڑے گا۔ قافلے تو ضرور آئیں گے چونکہ ہمارے پاس ان ضروری اشیاء کو یہاں تک پہنچانے کے لیے اور ذرائع نہیں ہیں جو مارلینو کی ہدایات کے مطابق ہم منگوا

رہے ہیں لیکن اِن قافلوں کے راستے بدل دیے جائیں گے۔"

"ہاں۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے چٹانوں پر بسنے والے ہر وقت اِن چٹانوں کے نگراں رہتے ہیں۔"

"میگنیشا تمھیں معلوم ہے کہ مسٹر مارلینو نے ہم سے جو باتیں کی ہیں اُن کا مقصد کیا ہے؟"

"کسی حد تک سمجھ چکی ہوں لیکن مزید گہرائی میں جانے کی خواہش مند ہوں۔"

"وہ نام نہاد تنظیم جو ایک بہت بڑے ملک سے تعلق رکھتی ہے دراصل اِن پہاڑوں میں ایک عظیم الشان انقلاب لانا چاہتی ہے غور کرو میگنیشا تو یہ باتیں بہت دُور تک جاتی ہیں۔ میں نے خاص طور سے اِن علاقوں کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کی ہیں اس سے قبل ہم صرف مخصوص دائرۂ کار میں کام کرتے رہے ہیں یعنی مارلینو کے مفادات کے دائرۂ عمل میں، لیکن یہ ایک بہت بڑے علاقے کی سالمیت کا معاملہ ہے۔ مارلینو نے اس بار اپنی ٹانگ ایک ایسے مسئلے میں اُلجھائی ہے جس کے بارے میں کچھ نہیں آتا کہ مارلینو نے اس انداز میں کیوں سوچا کسی بہت بڑے ملک سے ٹکر لینا معمولی بات نہیں ہے اگر یہ بات منظرِ عام پر آگئی تو یُوں سمجھ لو کہ اس بار ہماری قوتیں کم پڑ جائیں گی۔ میں بُنیادی طور پر مارلینو کے اِن اقدامات سے اختلاف رکھتا ہوں لیکن بہر طور ہم اُس کے حکم کے غلام ہیں وہ جس مقصد کے لیے بھی یہ سب کچھ کر رہا ہے، وہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔"

"میں بعض معاملات میں حالات سے ناواقف ہوں گریکپر! براہِ کرم مجھے کچھ اور بتاؤ۔"

"وہ بہت بڑا ملک اِن علاقوں میں اپنا تسلّط قائم کرنا چاہتا ہے اور ان قبیلوں کو غلام بنانے کے بعد وہ اس سے ملحق ایک ایسے مُلک پر قبضہ کرنے کا خواہشمند ہے جو اُس کے لیے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ بہت لمبی سازش ہے۔ مسٹر مارلینو نے مجھے بھی تفصیلات نہیں بتائیں کیونکہ یہ تفصیلات تنظیم کے راز کے طور پر اُن کے پاس محفوظ ہیں لیکن جو کچھ اُنھوں نے بتایا ہے اور جو میں نے خود تجزیہ کیا ہے اُس سے یہی اندازہ ہوتا ہے۔"

"مگر تعجب ہے مسٹر مارلینو کو اِن سیاسی معاملات میں اُلجھنے کی کیا ضرورت تھی؟ ہم اس سے براہِ راست تو متعلق نہیں ہیں۔ ہمارا معاملہ بالکل مختلف ہے پھر مسٹر مارلینو اس طرف کیوں متوجہ ہوئے؟"

"اس کی ایک ہی وجہ میری سمجھ میں آتی ہے۔"

"وہ کیا؟"

"شیران۔"

"شیران کس طرح!" میگنیشا نے کسی قدر اُلجھے ہوئے انداز میں پوچھا اور گریکپر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"یوں محسوس ہوتا ہے جیسے مارلینو نے اپنے آپ کو شیران کی ذات میں ضم کر دیا ہو۔ شیران اس اپاہج شخص کی ذات پر اس طرح مسلط ہو چکا ہے کہ وہ اس سے ہٹ کر کچھ سوچتا ہی نہیں۔"

"گویا اِن علاقوں میں یہ کارروائی بھی شیران کی وجہ سے ہے۔"

"ہاں۔ میرا یہی اندازہ ہے میگنیشا لیکن بہر طور جو کچھ ہوگا، سامنے آجائے گا۔"

"کسی ایک شخص کے لیے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دینا کہاں کی دانشمندی ہے؟"

"مارلینو کے اقدامات کو تم چیلنج نہیں کر سکتیں، بہر طور میں اپنی زندگی کے مشکل ترین دور سے گزرتا پڑ رہا ہے۔ اس بار معاملہ کچھ جرائم پیشہ افراد کو کنٹرول کرنے کا نہیں۔۔۔ بلکہ اس خوفناک ماحول میں اپنی بقاء اور مارلینو کے مفادات کے تحفّظ کا ہے۔" گریکپر اور میگنیشا سوچ میں ڈوب گئے تھے۔

★★

گرانٹا اُس کی مُسکراہٹ میں کھو گئی۔ اُس کی نگاہیں ایک لمحے کے لیے اُس کی مُسکراہٹ پر جم سی گئی تھیں اور اِس وقت اُس

اُس نے دِل میں سوچا کہ خوبصورت مسکراہٹ سے نگاہیں چُرانا دُنیا کا سب سے مشکل کام ہے۔

لیکن پھر اُسے یاد آیا کہ اُس نے گرانٹا کی توہین کی تھی۔ دو متضاد کیفیتیں اُس کے ذہن میں گردش کرنے لگیں اور اُس نے آہستہ سے کہا۔ "کیا کہنا چاہتے ہو تم؟"

"لڑکی اُو شکل و صُورت کی بُری نہیں ہے لیکن اُس وقت جب تُو محبت کی حماقتوں میں گرفتار ہو کر اپنی شخصیت کھو بیٹھی تھی تو مجھے بالکل پسند نہیں آئی تھی۔ محبّت ایک احمقانہ جذبہ ہے جو انسان کو مفلوج کر دیتا ہے اگر کسی کے دِل میں کسی کی چاہت اُبھرے تو اسے صرف وقتی حیثیت دینا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔

میں چاہتا ہُوں تم ہمیشہ ایسی ہی نظر آؤ۔ لانچ کے سفر میں حماقت تم سے ہوئی تھی مجھ سے نہیں۔"

"تم دیوانے معلوم ہوتے ہو۔"

"ہاں شاید ایسا ہی ہو، میں اپنی ذات پر مغرور ہُوں اور بقول تیرے میرا غرور میری موت کا سبب بن گیا ہے۔ ناشتہ نہیں کیا تھا

تو۔۔ مرنے کو بھی دِل نہیں چاہ رہا تھا۔ اب تو چاہے تو خوشی سے مجھے قتل کر سکتی ہے۔ ویسے میرا خیال ہے تُو نے بڑی مشکل سے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے، غالباً وہ کھانا جو میں نے گرانٹ میں کھایا تھا خواب آلُود کر دیا گیا تھا۔ مجھ سے کہتی تو میں خود اپنے قدموں سے چل کر یہاں تک پہنچ جاتا۔ چھوڑ ان باتوں کو۔ کیا چاہتی ہے؟"

"تمھیں اِنسان بنانے کی خواہش مند ہُوں۔"

"احمقانہ خواہش ہے جس نے بھی یہ خواہش کی موت کے گھاٹ اُتر گیا مجھے جانور بنا رہنے دے انسان بنا تو مر جاؤں گا۔"

"اگر یہ بات ہے تو پھر یہ میرا عہد ہے مسٹر شیران کہ میں تمھیں جانور سے اِنسان بنا دُوں گی۔" لڑکی نے کہا اور شیران گردن ہلانے لگا پھر بولا۔ "ممکن ہے تُو اِس میں کامیاب ہو جائے میں تیرے اندر بہت سی پوشیدہ قوتوں کو دیکھ رہا ہُوں۔" دِل ہی دِل میں وہ ہنس رہا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو گرانٹا اِس کے قتل کے در پے تھی اور اَب اِسے اِنسان بنانے پر تُلی ہُوئی تھی۔ اُس نے سوچا کہ بے وقوف لڑکی تُو مجھے کیا انسان بنا سکتی ہے۔ اَب تو صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ تُو بھی اُن بے شمار لڑکیوں میں شامل ہو جائے گی جو شیران کے ہاتھوں موت کا شکار ہُوئی ہیں۔ گرانٹا تھوڑی دیر تک اُس کے پاس رہی۔ اِس کے بعد اُس نے اپنے آدمیوں کو کچھ احکامات دیے اور وہاں سے نِکل گئی۔

شیران کے لیے ہوٹل گرانٹ یا گرانٹا کی یہ قید یکساں حیثیت رکھتی تھی۔ اُسے اِس بات کی قطعی پروا نہیں تھی کہ وہ کہاں ہے، کس حال میں ہے بس عیش و عشرت کی وہ زندگی جو وہ یہاں گزار رہا تھا اگر یہاں بھی جاری رہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

چنانچہ وقت مطمئن انداز میں گزرنے لگا۔ بے وقوف گرانٹا اِس کی محبت میں گرفتار ہو گئی تھی۔ وہ شیران کو ایک شاندار نوجوان بنانے کی خواہش مند تھی اور اِس سلسلے میں اُس نے حالات اپنے باپ سے بھی پوشیدہ رکھے تھے۔ ڈچ مین کو شیران کی گمشدگی پر شدید پریشانی ہوئی تھی۔ بات معمولی نہیں تھی کیونکہ تنظیم کی طرف سے اِس پر شیران کی حفاظت کی ذِمّے داری عائد کی گئی تھی۔ وہ مسٹر موٹاف کو اطلاع بھی نہیں دے سکا کہ شیران اچانک گم ہو گیا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ اِس سلسلے میں اُس پر شدید عتاب نازل ہو گا چنانچہ اپنے طور پر وہ شیران کی تلاش میں آیا تھا اور اُس کے آدمی چپے چپے پر شیران کو ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔

گرانٹا اپنے باپ کی کارروائیوں سے پوری طرح باخبر تھی اور کوئی ایسا موقع فراہم نہیں کرنا چاہتی تھی جس سے اُس پر شُبہ ہو سکے۔ اِس کے ساتھ ساتھ ہی وہ شیران کی اصلاح کے چکّر میں پڑی ہُوئی تھی۔ پہلے اُس کے دِل میں انتقامی جذبہ تھا لیکن شیران نے انتقام کے سارے جذبے چھین لیے تھے اور اب وہ شیران کو ایک وجیہہ جوان کے رُوپ میں دیکھنے کی خواہش مند تھی اور سمجھتی تھی کہ اگر ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئی تو یہ اُس کی زندگی کا عظیم کارنامہ ہو گا۔

دُوسرے دِن ہی اُس نے شیران کے لیے اپنی پسند کے لباس منگوائے اور ہدایت کی کہ وہ لباس پہن لے۔ مکار بھیڑیا اس سے تعاون کرنے پر آمادہ تھا۔ شاید اُس کے ذہن میں بھی کوئی منصوبہ پروان چڑھ رہا تھا۔

تقریباً ایک ہفتے تک شیران مسلسل وہ سب کچھ کرتا رہا تھا جو گرانٹا کی خواہش تھی اور پھر اُس نے ایک اور خواہش کا اظہار کیا۔

"ڈیئر گرانٹا۔ اگر تم مجھے واقعی اِنسان بنانا چاہتی ہو تو پھر میں اِس ماحول سے نکلنے کا خواہش مند ہُوں۔"

"کیا مطلب؟"

"دُنیا کے کسی اور خطّے میں کسی اور جگہ میں تمھارے ساتھ ایک پُرسکون زندگی بسر کرنے کا خواہش مند ہُوں۔ یہاں سے میں اُکتا گیا ہُوں اگر تم نے میری یہ بات نہ مانی تو پھر سمجھ لو کہ میں تمھاری قید میں نہ رہ سکوں گا۔"

"تم اِسے قید سمجھتے ہو شیران؟"

"ہاں جس جگہ میں اپنی مرضی کے مطابق نہ رہوں وہ میرے لیے قید خانہ ہی ہوتی ہے۔"

"تو کیا چاہتے ہو؟"

"یہاں سے باہر نکلنے کا بندوبست۔"

"اور میں تمھارے ساتھ جاؤں گی۔"

"ہاں۔"

"تو پھر تم جس جگہ جانا چاہتے ہو مجھے بتا دو، میں وہاں کے لیے انتظامات کر لیتی ہُوں۔"

"یہ تمھاری مرضی پر منحصر ہے۔" شیران نے جواب دیا۔

"تو پھر کیوں نہ ہم ایشیا کی جانب رُخ کریں؟" شیران چند لمحات سوچتا رہا پھر گردن ہلا کر بولا۔ "اگر تم یہی چاہتی ہو تو یہی سہی مگر کون سے علاقے کا انتخاب کرو گی؟" اور جواب میں گرانٹا نے جس علاقے کا نام لیا۔ اُسے سُن کر شیران ایک لمحے کے لیے

خاموش ہو گیا تھا، یہ تو وہی علاقہ تھا جس کے اطراف میں وہ زندگی گزار چکا تھا یعنی تبت اور اُس کا نواحی علاقہ لیکن یورپ میں اچھی خاصی زندگی گزارنے کے بعد وہ یہاں کے ماحول سے کسی قدر اُکتاہٹ محسوس کرنے لگا تھا۔ اُس نے سوچا کہ کیا حرج ہے؟۔۔ اپنی علاقوں کی طرف جا کر ایک آدھ بار مارلینو سے ہی ملاقات کر لی جائے۔ مارلینو سے جُدا ہوئے اُسے طویل عرصہ گزر چکا تھا یوں شیران نے گرانٹا کو اس بات کے لیے راضی کر لیا کہ گرانٹا اس کے لیے پاسپورٹ اور دُوسرے کاغذات تیار کرا لے۔ گرانٹا خُفیہ طور پر ان کارروائیوں میں مصروف ہو گئی۔

اور اُس شام جب مُوسلادھار بارش ہو رہی تھی، گرانٹا برساتی میں ملبوس اپنی اس خفیہ قیام گاہ پر پہنچی جو اُس نے شیران کو قید کرنے کے لیے منتخب کی تھی۔ شیران کی جانب سے مکمل تعاون کی وجہ سے گرانٹا اب کافی حد تک مطمئن ہو گئی تھی اس شام وہ شیران کے لیے ایک تحفہ لائی تھی۔ یہ تحفہ اُس کا پاسپورٹ اور دُوسرے ضروری کاغذات تھے جو اُس نے خُفیہ طور پر تیار کرائے تھے۔ اپنے کاغذات بھی اُس نے تیار کرا لیے تھے اور اس دوران مسلسل کوششوں میں مصروف رہی تھی کہ ڈیج مین اُسے مُلک سے باہر جانے کی اجازت دے دے۔

ڈیج مین بے چارہ اپنی ہی پریشانی کا شکار تھا۔ ابھی تک اُس نے مسٹر موٹاف کو شیران کے بارے میں اطلاع نہیں دی تھی۔ چنانچہ اُس نے گرانٹا کو باہر جانے کی اجازت دے دی۔ گرانٹا آج یہ خوشخبری شیران کو سُنانے کے لیے آئی تھی۔ اور شیران اوہ بھی اِس وقت عجیب سے موڈ میں تھا۔ کاغذات اور پاسپورٹ دیکھ کر اُس نے ایک طویل قہقہہ لگایا۔ گرانٹا اس قہقہے کی وجہ نہ سمجھ سکی تھی، جب شیران خاموش ہوا تو اُس نے پُوچھا: "تم ہنس رہے ہو۔ اس کی وجہ؟"

"لڑکیاں اس بات کی وجہ ضرور پُوچھتی ہیں۔ خوشی میں انسان ہنستا نہیں تو کیا روتا ہے!"

"اوہ۔ تم یہاں سے باہر نکلنے کے لیے اتنے بے چین تھے"

"ہاں ڈیئر۔ دراصل میں کسی ایک جگہ طویل زندگی نہیں گزار سکتا اور اب تو مَیں یہ محسوس کر رہا تھا کہ مَیں اگر مزید کچھ عرصے اِس دُھواں دھار ماحول میں رہا تو میری اپنی شخصیت ہی ختم ہو جائے گی۔ تم نے بہت اچھا کیا ہے، گرانٹا! اس کے لیے مَیں تمہارا شکر گزار ہُوں۔"

"مَیں تمہارے لیے وہ سب کچھ کر سکتی ہُوں جو انسانی زندگی کے لیے ممکن ہو لیکن صرف اس شکل میں کہ تم ساری زندگی کے لیے مجھے اپنا لو۔"

"لڑکی باہر کون کون موجود ہے!" شیران نے ایک بے تُکا سوال کیا۔

"کوئی نہیں ہے، باہر موسلادھار بارش ہو رہی ہے، کیا تمہیں بارش کا موسم پسند نہیں ہے؟"

"یہاں تو ہر تیسرے دن ہی بارش ہو جاتی ہے میرا خیال ہے یہ موسم یہاں اپنی دِلکشی کھو بیٹھا ہے۔ ہمارے علاقوں کی بات دُوسری ہے۔ جب بارشیں ہوتی ہیں تو لوگ باقاعدہ جشن منانے کے لیے نکل پڑتے ہیں۔"

"یقیناً ایسا ہوتا ہو گا۔ بہرطور شیران مَیں تمہارے ساتھ، تمہارے علاقے کی بھی سیر کروں گی۔"

"میرے ساتھ!" شیران ہنس پڑا۔

"کیوں۔ مجھے وہاں نہیں لے جاؤ گے؟"

"مَیں خود نہیں لے جاؤں گا لڑکی بلکہ تجھے وہاں بھیج سکتا ہوں۔"

"تنہا تو مَیں کہیں نہیں جاؤں گی بس اب تم تیاریاں کرو اور یہ بتاؤ کہ کب تک ہم اس سفر کا آغاز کریں گے؟"

"اس کے لیے کسی وقت کا تعیّن ضروری نہیں ہے جب بھی چاہوں گا یہاں سے نکل جاؤں گا۔"

"نکل جاؤ گے کیا مطلب؟"

"اوہ۔ کوئی مطلب نہیں تُو آج بہت خوبصورت لگ رہی ہے۔" شیران نے گرانٹا کو دیکھتے ہُوئے کہا اور گرانٹا اِس کی نگاہوں کی چمک سے مسحور ہو گئی۔

اور شیران، وہ اپنی زندگی کا وہی خُونی کھیل کھیلنے کو تیار تھا جو وہ آج تک کھیلتا آیا تھا۔ یہ اُس کا عہد تھا۔

چنانچہ اِن لمحات نے گرانٹا کو موت سے اتنا قریب کر دیا تھا کہ وہ ان کی آہٹوں پہ اگر غور کرتی تو محسوس کر سکتی تھی اور یہی ہُوا۔

گرانٹا پُرخلوص انداز میں اس سے باتیں کر رہی تھی۔ شیران کی چاہت حاصل کرنے کے بعد وہ خُود کو دُنیا کی عظیم ترین عورت محسوس کر رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ بالآخر اُس نے شیران کو فتح کر ہی لیا۔ اس کا اظہار کرنے سے وہ باز نہ رہ سکی۔

"شیران بلاشبہ اَب مَیں محسوس کرتی ہُوں کہ اگر ساری زندگی تم میرے ساتھ نہ رہے تو شاید مَیں مر جاؤں۔"

"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مَیں تمہاری غلامی میں نہیں رہ سکتا اور تمہارا مر جانا یقینی ہو گا تو جو کام کل کا ہو وہ آج کیوں نہ ہو جائے۔"

"مَیں نہیں سمجھی۔"

"مطلب یہ کہ تم مر جاؤ۔" شیران نے آہستہ سے کہا اور گرانٹا ہنسنے لگی۔

"تو پھر تم ہی مجھے قتل کر دو یہ زیادہ بہتر ہو گا، میرے لیے۔"

"کیا واقعی؟" شیران وحشیانہ انداز میں بولا لیکن گرانٹا اُس کی وحشت خیزی کو نہ سمجھ سکی تھی۔

"ہاں مَیں حاضر ہُوں۔"

"مرنا تو تجھے تھا ہی لڑکی کیونکہ یہ میرے عہد کے خلاف بات ہوتی بہرطور تیری اس خواہش نے میرا کام اور آسان کر دیا ہے۔" شیران نے اپنے ہاتھ اُس کی گردن کے گرد حائل کر دیے۔ گرانٹا بدستور مُسکرا رہی تھی۔ محبّت کا یہ انداز وہ اپنی دانست میں بہت ہی منفرد سمجھ رہی تھی لیکن جب شیران کے دونوں انگوٹھے اُس کے نرخرے پر عین اُس جگہ آ جمے جسے دبانے سے موت واقع ہو سکتی تھی تو وہ چونک پڑی۔ اُس نے اِن انگوٹھوں کا دباؤ غیر معمولی طور پر محسوس کیا تھا۔ بمشکل تمام اُس نے اپنے ہاتھ شیران کی کلائیوں پر رکھے اور پھنسی پھنسی آواز میں بولی: "کیا واقعی ختم کر دو گے!"

"ہاں۔ تُو نہیں جانتی گرانٹا۔ مَیں اِس سے قبل ایسی تمام لڑکیوں کو قتل کر چکا ہُوں جنھوں نے میری چاہت حاصل کی تھی۔ مجھے صرف اِس پاسپورٹ اور یہاں سے نکلنے کے لیے اِن کاغذات کی ضرورت تھی۔ اس کے بعد میرے لیے کوئی کام مشکل نہیں رہا ہے اور تُو کہتی ہے کہ باہر بھی کوئی موجود نہیں ہے۔ سب موسم کا لُطف اُٹھا رہے ہیں تو پھر بہتر یہ ہے کہ تیری رُوح آسمانوں میں پرواز کر جائے اور حقیقی لُطف تو روح ہی کو حاصل ہوتا ہے۔ یہ فانی جسم تو ایک بے کار شئے ہے خواہ مخواہ ایک بوجھ ایک نزاکت۔" شیران نے انگوٹھوں کا دباؤ اِس حد تک بڑھا دیا کہ گرانٹا کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ اُس نے جدوجُہد کی کوشش کی لیکن یہ ایک احمقانہ بات تھی۔

بھلا اِس جیسی کمزور شئے شیران کے مضبوط و توانا ہاتھوں سے کیسے بچ سکتی تھی، چنانچہ ذرا سی دیر میں اُس کی سانس بند ہو گئی۔

وہ اپنی زندگی کے بدترین کھیل کا شکار ہُوئی تھی۔ مذاق ہی مذاق میں اُس نے اپنی زندگی کھو ڈالی تھی۔ چند لمحات کے بعد اس کی رُوح اُس کے بدن سے نکل گئی۔ شیران نے اس بے جان لاشں کو فرش پر پھینک دیا اور حقارت آمیز لہجے میں کہنے لگا: "احمق، یورپین چھپکلی۔ سمجھتی تھی کہ شیران کو اپنے دام میں پھانس لیا ہے۔ کتنی کوششیں ہُوئیں کوئی کامیاب ہُوا!"

اُس نے اپنے وہ کاغذات سمیٹے جو گرانٹا نے اُسے بطور تحفہ پیش کیے تھے۔ کرنسی اُس کے پاس خاصی تعداد میں موجود تھی۔ یہ بھی گرانٹا ہی کی فراہم کردہ تھی اور شیران کو اس میں سے کچھ خرچ کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی تھی۔

چنانچہ اُس نے اپنا لباس پہنا۔ گرانٹا کی برساتی شانوں پر ڈالی اور آہستہ سے اِس مکان سے باہر نکل آیا جس میں اب گرانٹا کی لاش کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا۔ اس کے سامنے کوئی منزل نہیں تھی۔

لیکن وہ جانتا تھا کہ ڈیج مین گرانٹا کی موت کے بعد اُس کی تلاش کے لیے زمین و آسمان ایک کر دے گا۔ وہ اب مزید جھمیلوں میں نہیں پھنسنا چاہتا تھا۔ گرانٹا نے جن علاقوں کا انتخاب کیا تھا۔ شیران خود بھی وہیں جانے کا خواہش مند تھا۔

چنانچہ وہاں سے نکل کر اُس نے ایک ایسے ہوٹل میں قیام کیا جو غیر معروف سا تھا اور جہاں اُسے تلاش کرنا عام طور سے ممکن نہیں تھا۔

اس کے بعد صرف یہاں سے نکل جانے کی تیاریاں کرنی تھیں۔ اِس دوران گرانٹا نے اُسے بتا دیا تھا کہ اُسے اغوا کرنے کے لیے اُس نے اپنے خاص ساتھیوں کی خدمات حاصل کی تھیں اور ڈیج مین کو اس بارے میں کچھ نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے؟ یہ بات بھی شیران کے حق میں جاتی تھی۔ گرانٹا کی موت کے بارے میں ابھی ڈیج مین کو کچھ نہیں معلوم تھا۔ پہلے تو یہ تعیّن کرنا ہو گا کہ اُس کا قاتل کون ہے؟ وہ لوگ جو گرانٹا کے ساتھ اس سازش میں شریک تھے، اُس کی موت سے واقف ہو کر اپنی جان بچانے کی فکر میں سرگرداں ہو جائیں گے اور کبھی اس پروگرام میں اپنا نام شامل نہ ہونے دیں گے۔ گویا فرار کے لیے کافی وقت ہے۔ ہاں اگر آنجہانی گرانٹا اس کی خواہش پہ پاسپورٹ اور دیگر کاغذات نہ تیار کرا لیتی تو ضرور مشکل ہوتی۔ "آنجہانی" وہ مُسکرا دیا۔

موٹاف نے مارلینو کا شاندار استقبال کیا تھا۔ اُسے اطلاع مل گئی تھی کہ دلائی لامہ ایٹ کا نائب دلائی لامہ تو اس سے ملاقات کرنے آ رہا ہے۔ موٹاف اُسے اپنی خوش بختی سمجھتا تھا کہ شیران کا معاملہ درمیان میں آ گیا تھا۔ ورنہ [illegible] سے جو حماقت ہو چکی تھی اُس کا ازالہ ناممکن تھا اور اُس کی [illegible] یقینی تھی لیکن اس بات کے درمیان میں آنے سے اس کی جان بچ گئی تھی۔

اس انوکھی شخصیت کے مالک شخص کا اُس نے پُرجوش استقبال کیا اور اُسے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ رسمی گفتگو کے بعد

مارلینو نے شیران کے بارے میں پوچھا۔ "پہاڑوں کا رہنے والا وہ نوجوان میرے ایک بہترین کارکن ڈیج ین کی تحویل میں ہے۔"

"کیا آپ اس کی مسلسل خبرگیری کرتے رہے ہیں؟"

"کیوں نہیں مسٹر مارلینو۔ ڈیج ین مجھے مسلسل اس کے بارے میں رپورٹیں دیتا رہا ہے۔ اسے اس نوجوان کے بارے میں تفصیل ہدایات جاری کی جا چکی ہیں۔ ابھی کچھ دن قبل وہ ایک خطرناک اور ظالم شخص مارٹن کنگ کو قتل کر چکا ہے۔"

"کیا نام لیا تم نے؟" مارلینو چونک پڑا۔

"مارٹن کنگ۔ ایک خطرناک شخص۔"

"شیران نے اُسے قتل کر دیا؟"

"ہاں۔"

"مسٹر موٹاف میں خود شیران سے ملنا چاہتا ہوں۔" مارلینو نے کہا۔

"میں آپ کی ہدایت کے مطابق اُسے فوراً یہاں بلوانے کے انتظامات کرتا ہوں۔" موٹاف نے کہا۔

"میں خود اس سے ملوں گا۔ آپ مجھے وہاں لے چلیے۔"

"بہتر ہے۔" موٹاف نے کہا اور پھر مارلینو کی ہدایت کے مطابق فوری روانگی کا بندوبست کیا گیا۔ مارلینو بے حد خوش تھا۔ طویل عرصے کے بعد شیران سے ملاقات ہونے والی تھی۔ مارلینو نے فیصلہ کیا تھا کہ ہر قیمت پہ اسے اپنے ساتھ لے جائے گا اور اُس کے دل میں وطن پرستی کا جذبہ پیدا کرے گا تاکہ اُس کا مشن شیران ہی کے ہاتھوں پایۂ تکمیل کو پہنچے۔

موٹاف کو شیران کی گمشدگی کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں تھی اس لیے وہ نہایت اطمینان کے ساتھ مارلینو کو لے کر ڈیج ین کی خصوصی قیام گاہ پہنچ گیا۔ ڈیج ین کے سیکرٹری نے اس کا استقبال کیا تھا۔

"ڈیج ین کو میری آمد کی اطلاع دو۔"

"وہ ہسپتال میں داخل ہیں سر۔" سیکرٹری نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیا۔

"کیا بیمار ہے وہ؟ مجھے اس کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ہے۔"

"وہ ایک حادثے کا شکار ہو کر اپنا دماغی توازن کھو بیٹھے ہیں جناب۔ آج انھیں ہسپتال میں داخل ہوئے تیسرا دن ہے۔"

"کیا؟" موٹاف اچھل پڑا۔

"جی ہاں جناب۔ اُن کی اکلوتی بیٹی مس گرانسا قتل کر دی گئی ہیں۔ بڑے انوکھے واقعات ہیں۔"

"کس نے قتل کیا ہے اُسے؟"

"شیران نامی ایک پہاڑی نوجوان نے جو ایشیا سے تعلق رکھتا ہے۔" سیکرٹری نے جواب دیا۔

"شیران کہاں ہے؟" مارلینو نے بے اختیار پوچھا۔

"وہ فرار ہو گیا ہے۔ اُس کی تلاش کی ساری کوششیں ناکام ہو گئیں۔ اس سلسلے میں ابھی اقدامات کیے جا رہے ہیں لیکن ابھی تک کوئی امید افزا خبر نہیں ملی۔"

"اوہ نہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ ڈیج ین کا کہنا تھا کہ وہ پوری طرح اُس کے کنٹرول میں تھا۔" موٹاف نے شدید پریشانی کے عالم میں کہا۔

"کچھ عرصے قبل تک ایسا ہی تھا جناب۔ مسٹر ڈیج ین نے اُس شخص کے لیے تمام آسائش فراہم کر دی تھی۔ اُس نے مس گرانسا کے ساتھ مارٹن کنگ نامی ایک بہت بڑے اسمگلر کو ہلاک کیا اور اس کے بعد وہ اچانک روپوش ہو گیا۔ چیف ان دنوں شدید پریشان تھے اور اُنھوں نے ہم سب کو اس شخص کی تلاش پہ مامور کر دیا تھا لیکن صورتِ حال کچھ اور تھی۔ مس گرانسا کی آتش مزاجی اُنھیں لے ڈوبی۔ اُس نے کچھ لوگوں کے ساتھ مل کر اُسے بے ہوش کیا اور اپنی قید میں رکھ لیا اور وہیں وہ مس گرانسا کو قتل کر کے فرار ہو گیا۔"

موٹاف کا چہرہ دھواں ہو رہا تھا۔ مارلینو کا موڈ بھی سخت خراب ہو گیا تھا۔ اُس نے صرف اتنا کہا۔

"آپ اس پہ مسلسل نگاہ رکھے ہوئے تھے مسٹر موٹاف۔ بہرطور آپ اس بارے میں تنظیم کو رپورٹ پیش کر دیں۔ میں اپنے وقت کے زیاں کا حساب بھی آپ پہ ہی رکھتا ہوں۔"

"میں تھوڑی سی مہلت چاہتا ہوں مسٹر مارلینو بہت جلد میں اُسے آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا خواہ وہ زمین کی گہرائیوں میں روپوش کیوں نہ ہو گیا ہو۔"

"آپ اب ساری زندگی اُسے نہیں تلاش کر سکیں گے جس شخص کا نام شیران ہے آپ اُسے نہیں جانتے۔"

مارلینو موٹاف کے ساتھ واپس آ گیا پھر وہیں سے اُس نے وائی تھری ایٹ سے رابطہ قائم کیا اور تمام صورتِ حال کی رپورٹ اُسے پیش کر دی۔ اس دوران وہ بہت کچھ سوچتا رہا تھا اور اس کے ذہن میں ایک نئی سوچ اُبھری تھی۔

وائی تھری ایٹ نے سخت برہمی کا اظہار کیا تھا اور موٹاف کو ایک غیر ذمے دار شخص قرار دے کر اُس کے خلاف کارروائی کا وعدہ کیا تھا پھر اُس نے کہا۔ "مجھے آپ کا وقت

ضائع ہونے کا افسوس ہے مسٹر مارلینو۔ آپ کی واپسی کب تک متوقع ہے؟"

"کچھ اہم کام انجام دینا ہوگا تو واپس آؤں گا جناب میرے اپنے بھی کچھ ذرائع ہیں جنھیں میں شیران کی تلاش پہ لگانا چاہتا ہوں۔"

"آپ گانگ ہو پہنچ کر مجھ سے رابطہ قائم کریں۔ اس بارے میں نئی منصوبہ بندی کرنی ہے۔"

"بہتر۔" مارلینو نے جواب دیا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اس کے بعد مارلینو نے وہ جگہ چھوڑ دی۔ اُس نے اپنے ساتھ آنے والوں میں سے چند کو واپسی کی ہدایت کر دی۔۔۔ اور پھر اپنے تین خاص معتمدوں کو لے کر کسی نامعلوم مقام کی طرف چل پڑا۔۔۔ یہاں پہنچ کر اُس نے ایک ہوٹل میں قیام کیا اور پھر ایک مختصر توقف کے بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر چل پڑا۔ ٹیکسی ڈرائیور کو اُس نے ایک پتہ بتا دیا تھا۔ ایک خوبصورت علاقے میں جو شہری آبادی سے تقریباً سو کلومیٹر دُور تھا، پہنچ کر مارلینو نے ایک خوبصورت فارم ہاؤس کے قریب ٹیکسی رکوا دی اور بل ادا کر کے فارم ہاؤس کے گیٹ پہ پہنچ گیا۔

چند لوگ احاطے میں مختلف کاموں میں مصروف تھے۔ ان میں سے ایک نے نووارد اجنبی کو دیکھا تو مارلینو کے قریب پہنچ گیا۔

"فرمائیے جناب؟"

"کیا میڈم انوتھا تشریف رکھتی ہیں؟"

"آپ کا کارڈ۔ تشریف لائیے۔" ملازم نے شائستگی سے کہا اور مارلینو کو ساتھ لے کر اندر پہنچ گیا۔

"بدقسمتی سے کوئی کارڈ نہیں ہے میرے پاس۔ آپ میڈم سے صرف اتنا کہیں کہ گانگ ہو سے ان کا ایک عزیز آیا ہے۔"۔۔۔ ملازم اطلاع دینے چلا گیا اور پھر ایک خوبصورت پُروقار عورت تیز قدموں سے چلتی ہوئی عالیشان ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔

یہ سدھاشی تھی۔ مارلینو کو دیکھ کر وہ سکتے میں رہ گئی تھی، پھر وہ بے اختیار آگے بڑھ کر مارلینو سے لپٹ گئی۔

"آپ۔ آپ۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ آپ مسٹر مارلینو، آپ۔" وہ سسکیاں بھرنے لگی۔ مارلینو کے مصنوعی ہاتھ اُس کے سر پہ پہنچ گئے تھے۔

"میں رشتوں سے محروم ہوں سدھاشی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ محبتوں کے لمس کیا ہوتے ہیں؟ لیکن کچھ اجنبی میری زندگی میں میرے دل کی گہرائیوں میں اتنے نیچے اُتر گئے ہیں کہ میری دھڑکنوں سے ہم آہنگ ہیں۔ تم اور شیران مجھے اپنی اولاد لگتے ہو۔"

"آپ کی محبت نے مجھے زندہ رکھا ہے مسٹر مارلینو۔ میں نے ہر لمحہ آپ سے رابطہ رکھا ہے۔ اندر آئیے۔ یہ آپ کی جگہ نہیں ہے یہاں اجنبیوں سے ملاقات ہوتی ہے۔ آئیے پلیز۔" سدھاشی نے کہا اور مارلینو کے بازو سے لگی ہوئی۔۔۔ اندرونی کمرے میں داخل ہو گئی۔ یہ اُس کی خواب گاہ تھی۔ مارلینو سدھاشی کی محبت کا جائزہ لے رہا تھا۔ غلام لڑکی اپنے باپ یاتان بردما سے جدا ہونے کے بعد بے یار و مددگار رہ گئی تھی۔ شیران جیسے جنگلی کی محبت کا شکار ہوئی اور ایک موقع پہ زندگی کھوتے کھوتے بچی، مارلینو کے علاوہ دُنیا میں اُس کا تھا ہی کون؟ مارلینو نے اس حادثے کے بعد اُسے بیرونِ ملک بھجوا دیا تھا اور اس کے بعد سدھاشی کی نئی زندگی کا آغاز ہوا تھا۔ اب تو سالہا سال بیت گئے تھے۔ طویل عرصے کے بعد مارلینو سے اس کی ملاقات ہوئی تھی اور وہ خوشی سے دیوانی ہوئی جا رہی تھی۔

مارلینو اس کے احساسات کو، اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔

"آپ نے مسٹر مارلینو اتنی مصروف زندگی میں میرے لیے وقت کیسے نکال لیا؟" سدھاشی نے کہا۔

"میں کبھی تمھاری طرف سے غافل نہیں رہا سدھاشی مجھ سے اپنی زندگی کے اہم ترین واقعات پوچھ لو۔"

"میں جانتی ہوں۔ مجھے یقین ہے۔"

"پھر یہ سوال کیوں؟"

"اس میں صرف خلوص ہے۔ میں آپ کی مصروفیات جانتی ہوں۔"

"کام بھی تھا تم سے۔ ایک خیال آیا تھا ذہن میں تو تمھارے پاس چلا آیا۔"

"مجھے بلا لیا ہوتا۔ اپنے وطن کی خوشبو بھول گئی ہوں۔"

"ان علاقوں تک آیا تھا۔"

"اوہ۔" سدھاشی نے آہستہ سے کہا۔

"کیسی ہے یہ زندگی؟" مارلینو نے پوچھا۔

"آپ کی محبت شامل نہ ہوتی تو دردناک ہوتی۔ اب بہت مطمئن ہوں۔"

"تمھاری زندگی کا غرور کہاں ہے؟ میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"اس کی زندگی بھی آپ کی رہینِ منت ہے۔"

"اس کا نام عدنان ہے نا؟"

"عدنان سلامن۔ اس دوران میں نے شیران کے علاقے پہ ریسرچ کی ہے جس طرح بھی ممکن ہو سکا اس کا کلچر اور اس قوم کے

رہن سہن کے بارے میں مواد اکٹھا کرتی رہی ہوں۔ مَیں نے اس کی زبان بھی سیکھی ہے اور اُسے بھی سکھائی ہے۔"

"خوب! تم معمولی حیثیت کی مالک نہیں ہو۔ عورت ہو، مگر ایسی مکمل عورت جس کی مثال ناممکن ہے۔"

"مجھے یہ قوت آپ نے بخشی ہے۔"

"کیسا ہے وہ؟"

"دیارِ غیر میں، مَیں نے اُسے یہاں کی ہواؤں سے بچایا ہے۔ وہ دُوسرا شیران ہے۔"

"ذرا میں اُسے دیکھنا چاہتا ہُوں۔"

"وہ ہم سے آٹھ گھنٹے کی مسافت پر ہے۔ پراڈو کے جنگل علاقے میں اُس کی پرورش کی جا رہی ہے تاکہ اگر کبھی شیران اُس سے ملے تو اُسے یقین ہو جائے کہ وہ اُس کی اولاد ہے۔"

"کون سے علاقے ہیں؟" مارلینو نے دلچسپی سے پُوچھا۔

"میزرویل کے علاقے ہیں۔ وہ جدید اور قدیم کے درمیان ہے اور اس کے تربیت کنندگان ذہین ترین لوگ ہیں۔"

"قد و قامت کیسا ہے؟"

"اپنی عمر سے دس سال آگے ہے۔ مَیں نے دُنیا اُس کے سامنے کھول دی ہے۔ اس کا ذہن اور بدن مکمل ہو چکا ہے اس عمر میں بھی وہ شیران کے قد تک پہنچ چکا ہے۔"

"شکل و صورت؟"

"باپ کی مانند۔ خدوخال میں میری جھلک بھی ہے۔ نہ ہوتی تو مَیں اُسے پیار نہ کر پاتی۔ اس میں کچھ میرا بھی رنگ ہے۔"

"تربیت میں تعلیم بھی شامل ہے نا؟"

"ہاں میزرو نا دہشت پسندوں نے اُسے علم کی ذہانت سے محروم نہیں رکھا۔"

"تم نے اِتنا بڑا خطرہ کیسے مول لے لیا؟"

"میرا حکم اس کا ایمان ہے۔ اس کائنات میں وہ صرف مجھے افضل سمجھتا ہے، باقی کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ کہیں بھی ہو میرا حکم اُس کے لیے آخری ہوتا ہے۔ اِس لیے غلط راستوں پر اُس کے بھٹکنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ مَیں بارہا تجربہ کر چکی ہُوں۔"

"فطرتاً کیسا ہے؟" مارلینو کو سدھاشی کے لہجے کے غرور پر بے پناہ مسرت ہُوئی تھی۔

"شیران کی مانند، وحشی، خود پسند اور کسی کو خاطر میں نہ لانے والا۔ البتہ مَیں نے اُس کے اندر شیران کی سی وہ دیوانگی نہیں پیدا ہونے دی کہ وہ دُنیا کا سب سے برتر انسان ہے، مَیں نے اُس کے اندر لچک رکھی ہے۔"

"تم نے اُس کی تشکیل میں بے پناہ محنت کی ہے سدھاشی" مارلینو توصیفی انداز میں بولا۔

"وہ میری زندگی کا سنگِ میل ہے مسٹر مارلینو۔ اس کے علاوہ اِس کائنات میں میرے لیے اب کیا رہ گیا ہے؟"

"مَیں اس سے ملنا چاہتا ہُوں، اُسے دیکھنا چاہتا ہُوں، اور مَیں سمجھتا ہُوں کہ مجھے اپنے اس پروگرام میں کچھ تبدیلیاں کرنا ہوں گی، تم نے اِس قدر تعریفیں کی ہیں اُس کی کہ مَیں اُسے نظر انداز کر کے نہیں جا سکتا۔ پتہ نہیں اس کے بعد وقت ملے یا نہ ملے۔"

"مَیں آپ کو اُسے دیکھے بغیر جانے بھی نہ دُوں گی مسٹر مارلینو، آپ اُسے دیکھ کر یقیناً مسرت محسوس کریں گے، ویسے آپ سے یہ سوال کرتے ہُوئے غیرت محسوس ہوتی ہے، آپ اُس کے بارے میں نہیں بتائیں گے۔"

"شیران کی بات کر رہی ہو؟"

"ہاں۔ اُس کی جوانی صرف خواب کی مانند ہے میرے لیے۔" سدھاشی کی آواز ڈوبنے لگی تھی۔ مارلینو چند لمحات گردن جھکائے رہا پھر بولا "ہمیشہ کی طرح، طویل عرصہ ہو گیا ہے، اتنا طویل کہ اُس کے خدوخال بھی میری نگاہوں میں دُھندلا گئے ہیں، وہ ہمارے ہاتھوں سے نکل چکا ہے، ہنگامی زندگی اُس کی فطرت میں شامل ہے۔ وہ میرے لیے بہت کچھ کر چکا ہے اور کر رہا ہے۔ مَیں تمھیں کیا بتاؤں سدھاشی وہ ایک ایسا انسان ہے جس کے کارنامے سُن کر اُس سے بے پناہ نفرت کرنے کو جی چاہتا ہے لیکن جب اُس پر غور کرو تو محسوس ہوتا ہے کہ وہ تو دِل کے ایک ایک گوشے میں چھپا ہُوا ہے۔ میرے دُشمنوں کو فنا کرنے میں اُس نے کبھی کوئی کسر نہیں چھوڑی حالانکہ وہ مجھ سے دُور ہے اور اُس کے ذہن میں یہ خیال بھی نہیں ہے کہ مجھے اپنے دُشمنوں کی موت کا علم ہو گا لیکن وہ مصروف رہتا ہے اور جہاں بھی موقع ملتا ہے، اپنے کام سے نہیں چُوکتا۔ مجھ سے اس کا کوئی رابطہ نہیں ہے، مَیں نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے؟ لیکن میں یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ اس وقت ایک اہم ضرورت کے تحت مجھے اسی کی تلاش ہے، کچھ نشانات ملے تھے اُس کے قدموں کے لیکن جب میں وہاں پہنچا تو وقت کی گرد ان نشانات کو صاف کر چکی تھی، مَیں نے اپنے آدمیوں کے ذریعے اسے کافی تلاش کرایا لیکن سمجھ میں نہیں آتا وہ کہاں ہے؟"

"یعنی وہ نہیں ملا؟"

"ہاں مجھے پہنچنے میں کچھ دیر ہو گئی، وحشت خیز کو جس کسی نے بھی اپنے دباؤ میں رکھنے کی کوشش کی، وہ موت سے ہمکنار ہو گیا، ہاں وہ دوست بن کر رہ سکتا ہے محکوم بن کر نہیں اور کچھ احمقوں نے یہی کیا تھا کہ اُسے دوست کے ساتھ ساتھ محکوم بنانے کی بھی کوشش کر ڈالی تھی اور اُن کی یہی کوشش اُن کی موت کا سبب بن گئی اور وہ وہاں سے غائب ہو گیا، اس کے بعد میں بھی اُسے نہ پا سکا۔"

"آہ وہ ایسا ہی ہے، آپ نے اُسے کتنے عرصے سے نہیں دیکھا؟"

"ہاں مَیں نے بھی اُسے طویل عرصے سے نہیں دیکھا۔"

"میں جاننا چاہتی تھی کہ اُس کے سرکش خدوخال کچھ دُھندلائے یا نہیں، اس کے بالوں میں سفیدی نمایاں ہُوئی یا نہیں، اس کے سینے میں یہ احساس جاگا کہ وہ عمر کے ڈھلوان پر ہے یا نہیں۔"

"نہیں۔ میرا خیال ہے ایسا نہیں ہے اور میرا یہ بھی خیال ہے کہ وہ اب بھی اتنا ہی دِلکش، اتنا ہی جری اتنا ہی قوی اور اتنا ہی جوان ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو ایک خطرناک شخصیت اُس سے اس حد تک متاثر نہ ہوتی۔"

"کوئی عورت تھی وہ؟" سدھاشی نے سوال کیا۔ مارلینو چند لمحات کے لیے خاموش ہُوا پھر گہری گہری سانسیں لے کر بولا۔ "نہیں۔ ایک مرد تھا، جو اُس کی خوب صورت شخصیت سے متاثر ہو کر اُس کا گرویدہ ہو گیا تھا اور چاہتا تھا کہ اُسے اپنا محکوم بنائے رکھے۔"

عورت کا تجربہ مارلینو کی زندگی میں براہِ راست نہیں داخل ہُوا تھا، لیکن کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو براہِ راست اگر خود تک نہ پہنچیں تب بھی اُن سے واقفیت ہو ہی جاتی ہے۔ مارلینو جانتا تھا کہ سدھاشی کے دِل میں شیران کے لیے بے پناہ پیار موجود ہے اور اُس نے شیران کے ہاتھوں موت تک قبول کر لی۔ اگر لڑکیوں کا تذکرہ درمیان میں آئے گا تو وہ مزید اُداس ہو جائے گی اِس لیے اُس نے سدھاشی سے جھُوٹ بولا تھا۔

مارلینو کی آمد پر سدھاشی جس قدر بھی مسرت کا اظہار کر سکتی تھی، کرتی رہی۔ کھانے کے بعد آدھی رات تک وہ مارلینو سے گفتگو کرتی رہی۔ اور یہ سلسلہ دُوسرے دِن بھی جاری رہا لیکن مارلینو کو بقیہ رات میں جو موقع ملا وہ اُس کی سوچ میں کافی تبدیلیاں پیدا کرنے کا باعث بنا تھا۔

سدھاشی نے عدنان سلامن کے بارے میں جو کچھ کہا تھا، مارلینو اس سے بہت زیادہ متاثر ہو گیا تھا، شیران ایک بار پھر اُس کی نگاہوں سے اوجھل تھا اور نہیں کہا جا سکتا تھا کہ زندگی میں دوبارہ اُس سے ملاقات ہو بھی سکے گی یا نہیں لیکن عدنان سلامن کے بارے میں سدھاشی نے جو کچھ بتایا تھا، اُس نے مارلینو کے دِل میں کچھ اور خیالات پیدا کر دیے تھے اور وہ اپنے پہلے پروگرام پر مزید مستعد ہو گیا تھا، جو کچھ اُس نے اِس سے پہلے سوچا تھا اب اُس کے لیے ایک لازمی چیز بن گیا تھا، چنانچہ اُس نے اس سلسلے میں انتظامات شروع کر دیے۔ ہوٹل میں اُس کے آدمی موجود تھے، اُس نے انھیں طلب کر لیا اور کچھ ہدایات دینے کے بعد اُن میں سے دو افراد کو روانہ کر دیا، تیسرے آدمی کو اُس نے اپنے ساتھ ہی رکھا تھا۔

سدھاشی اُس کی میزبان تھی اور مارلینو اپنی دُنیا سے ہٹنے کے بعد محسوس کر رہا تھا کہ زندگی میں یہ مقامات بھی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں، جب کسی اپنے پر... اپنا تمام بار ڈال دیا جائے اور یہ محسوس کیا جائے کہ ساتھی بڑے خلوص سے اُس کا بار برداشت کیے ہُوئے ہے۔

تیسرے دِن مارلینو کو تنظیم کی طرف سے اس پروگرام کی اجازت مل گئی، جو اُس نے اپنے ساتھیوں کے ذریعے تنظیم تک بھیجا تھا۔ دائی تھری ایٹ نے خفیہ الفاظ میں مارلینو کو ایک پیغام بھیجا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ مارلینو اگر چاہے تو ابھی کچھ عرصہ وطن سے دُور رہ کر گزار سکتا ہے۔ اِس سلسلے میں پراڈو کے ... تے میں مارلینو نے جو مراعات طلب کی تھیں، اُس کے لیے ... اطلاع مل گئی تھی کہ وہاں اُس کی خواہش کے مطابق انتظامات کر لیے جائیں گے، اُسے چند لوگوں کے نام بھی مُہیا کیے گئے تھے جن سے وہ رابطہ قائم کر کے اپنے پروگرام پر عمل کرنے میں مدد مل سکتی تھی۔

چنانچہ مارلینو اس نئے تجربے کے لیے تیار ہو گیا۔ ذہنی طور پر وہ ذرا سا اُلجھا ہُوا تھا، سدھاشی نے اپنی ایک دُنیا تعمیر کر لی تھی اور اس دُنیا کو اُجاڑ کر اُسے ایک ایسی جگہ لے جانا جہاں زندگی محدود تھی، کچھ مُناسب بات نہیں تھی، لیکن مارلینو کے مقصد کی تکمیل کے لیے یہ ضروری بھی تھا اور وہ اسی سلسلے میں سدھاشی سے گفتگو بھی کرنا چاہتا تھا۔ بس وہ خود کو آمادہ نہیں کر پا رہا تھا، لیکن دو دن سوچنے کے بعد اُس نے سدھاشی سے گفتگو کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا۔

اس دِن دوپہر کے کھانے پر سدھاشی نے مارلینو کی شکل دیکھی تو کسی قدر چونک سی پڑی۔

"آپ کسی سوچ میں ڈوبے ہُوئے ہیں مسٹر مارلینو!"

"ہاں سدھاشی تم سے کچھ ایسی باتیں کرنا چاہتا ہُوں،

جن کے بارے میں میرا دل مطمئن نہیں ہے اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ وہ تمہارے لیے بارِ خاطر نہ ہوں۔" مارلینو نے جواب دیا۔

"میں آپ کی تخلیق ہوں مسٹر مارلینو، ہاں یہ حقیقت ہے، یہ الفاظ میں بلاوجہ نہیں کہہ رہی، موت کی سرحد میں داخل ہو چکی تھی، ایسی حالت میں تھی کہ زندگی کا تصور بھی ممکن نہیں تھا، آپ کی عنایت نے مجھے یہ زندگی واپس لوٹائی، نہ صرف زندگی بلکہ زندگی کا ایک بہت بڑا سہارا بھی۔ سو آپ کی بات کیوں نہ مانوں گی، آپ کے دل میں جو بھی بات ہے، بے دھڑک کہہ دیں۔"

"تمہیں مجھ پر اعتماد ہے سدھاشی؟"

"مکمل۔"

"تو پھر سنو سدھاشی۔ شیران سے تمہیں نفرت نہیں ہے، یہ بات میں یقین سے کہہ سکتا ہوں، یقیناً تمہیں شیران کے دونوں بازو کٹ جانے کا بے حد افسوس ہوگا۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

سدھاشی بُری طرح چونک پڑی، کھانے پر اُس کے ہاتھ رُک گئے، اُس کے چہرے پر کرب کے آثار نظر آئے، آنکھوں میں غم کی پرچھائیاں اور پھر اُس کے ہونٹ کپکپانے لگے۔

"یہ۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مسٹر مارلینو! کیا۔ کیا شیران کو۔ شیران کو؟"

"نہیں سدھاشی۔ یہ بات میں نے بطور مثال کہی ہے، اگر شیران کے دونوں بازو کٹ جائیں تو کیا تمہیں افسوس نہیں ہوگا؟"

"میرا دل بند ہو جائے گا۔" سدھاشی نے جواب دیا۔

"اگر کوئی ایسا نقصان شیران کو پہنچنے والا ہو، جو تمہارے علم میں آ جائے، تو کیا تم اُسے بچانے کی کوشش نہیں کرو گی؟"

"میں آج بھی اس کے لیے اپنی زندگی ہزار بار قربان کرنے پر تیار ہوں۔" سدھاشی آنسو بھری آواز میں بولی۔

"تو پھر یوں سمجھو کہ سرکش اور وحشی شیران کی زمین کو بچانے کے لیے اُس کے ماضی کی یادوں کو زندہ رکھنے کے لیے، اس وقت تمہاری قربانی کی ضرورت ہے۔"

"براہِ کرم مسٹر مارلینو، ذرا تفصیل سے بتائیں، مبہم الفاظ مجھ سے برداشت نہیں ہوں گے کیونکہ معاملہ شیران کا ہے۔" سدھاشی بے چینی سے بولی۔

"میں تمہیں تفصیل نہیں بتا سکتا، بس یوں سمجھ لو کہ کچھ غاصب جو بہت بڑی قوت رکھتے ہیں، یا پھر یہ سمجھ لو کہ وہ بہت بڑا ملک ہے، جو شیران کے علاقے پر قبضہ کر کے وہاں سے اپنی چیرہ دستیوں کا آغاز کرنا چاہتا ہے، بہت بڑی سازش ہے جس میں ہمارا شریک ہونا ضروری نہیں تھا، لیکن میں تمہیں اپنے دل کی کیفیت بھی بتا دوں، شیران کو بھی اُتنا ہی چاہتا ہوں جتنا کوئی باپ اپنی اولاد کو چاہ سکتا ہے، اگر تم میری بات پر یقین کرو تو یوں سمجھ لو کہ عدنان سلامن کے لیے تمہارے دل میں جو محبت موجود ہے، شیران کے لیے میرے دل میں وہی پیار ہے۔ میں اُس کے کھلونے ٹوٹنے نہیں دینا چاہتا، حالانکہ جن لوگوں سے ہمیں اس سلسلے میں ٹکرانا پڑے گا اُن کی قوت بہت بڑی ہے، ہم اُن کے لیے ایک ذرّے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے لیکن ہم اتنا جانتے ہیں کہ اپنی کاوشوں سے ہم اس بات کو منظرِ عام پر لے آئیں گے کہ اُن کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟ میں خود ان لوگوں میں شامل ہو چکا ہوں اور مجھے اُن کی طرف سے مسلسل ہدایات مل رہی ہیں۔ میں چاہتا ہوں سدھاشی کہ تم شیران کے بیٹے کے ساتھ اُس کی دُنیا آباد کرو۔ تم ان پہاڑوں میں جا کر رہو، جہاں پاگل اور وحشی بستے ہیں۔ میں اُنھیں پاگل اور وحشی اِس لیے کہوں گا کہ وہ آپس کی دُشمنیوں میں گم ہو کر اپنے وطن کو فراموش کر چکے ہیں اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں، وہ گویا تباہی کی جانب دوڑ لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم وہاں پہنچ کر حالات کو اپنے قابو میں کرو، اِس سلسلے میں، میں تمہارا معاون ہوں گا، تمہاری مدد کروں گا۔۔۔ میں نے ان پہاڑوں میں اِنتہائی محنت اور جانفشانی کے ساتھ اپنی ایک چھوٹی سی دُنیا قائم کی ہے۔۔۔ صرف اِس لیے کہ شیران کی دُنیا کو بچا سکوں۔ بولو سدھاشی، کیا تم اِس عیش و عشرت کی دُنیا کو چھوڑ کر پہاڑوں کی اُس بے آب و گیاہ دُنیا میں جانا پسند کرو گی، جہاں زندگی بہت سخت اور دُشوار گزار ہوتی ہے؟"

سدھاشی عجیب نگاہوں سے مارلینو کو دیکھ رہی تھی۔ اُس کی آنکھوں سے عجیب و غریب کیفیات جھلک رہی تھیں، پھر اُس نے کہا۔ "مسٹر مارلینو، میں نے زندگی کی اِن طاقتوں کو اپنے قریب پھٹکنے نہیں دیا۔ میں نے شیران کے بیٹے کو اسی لیے ایک وحشی شیر بنایا ہے کہ اُسے اپنے باپ کی زمین پر آباد ہونا ہے۔ میں نے اُسے زندگی کی اِن دلچسپیوں میں گم ہونے نہیں دیا، اس کی وجہ آپ سمجھ سکتے ہیں مسٹر مارلینو۔ میں اُسے جدید اور مہذب دُنیا میں ایک اجنبی اور وحشی گھوڑا نہیں بنانا چاہتی تھی، بلکہ میں نے اُسے یہ سب کچھ اسی لیے دیا ہے کہ ایک دن شیران اُسے دیکھے اور محسوس کرے کہ وہ اس کا بیٹا ہے اور میرے بطن سے پیدا ہوا ہے، آپ کیسی باتیں کرتے ہیں مسٹر مارلینو، شیران کی وہ بدنما اور بے آب و گیاہ زمین ہی تو میرے لیے سُہاگ کی حیثیت رکھتی ہے،

مجھے اور کچھ تو نہ مل سکا، لیکن اگر اس زمین کی مٹی کو اپنی پیشانی پر سجاؤں تو میں سمجھوں گی۔۔۔ شیران نے مجھے گھر بنا کر دے دیا ہے۔"

مارلینو نے اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر سدھاشی کی پیشانی چوم لی، وہ پیار بھری نظروں سے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا، جو شیران کو اپنے مَن مندر کا دیوتا بنائے ہوئے تھی، حالانکہ شیران نے کبھی اس کے بارے میں سوچا بھی نہیں ہوگا۔ سدھاشی کی آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی تھی، جسے مارلینو نے اپنے ہاتھوں سے صاف کر دیا اور پھر بولا۔ "ہم براڈو چل رہے ہیں سدھاشی تیاریاں کر لو۔" سدھاشی نے خاموشی سے گردن جھکا دی تھی۔

★★

نعمان خان کو اپنی معروف زندگی بے حد پسند تھی وہ اس سرزمین پر واپس آ گیا تھا جہاں سے اُس کا خمیر اُٹھا تھا اور جہاں اُس کے باپ دادا کی روایات بکھری ہوئی تھیں۔ اُسے اس سرزمین سے بے پناہ اُلفت محسوس ہو رہی تھی حالانکہ فیروز خان نے اپنی تقریباً تمام زندگی بیرونی ممالک میں گزار دی تھی اور بس کبھی کبھی ہی وہ فرانہ آ جاتا تھا اس لیے اُس کے بیٹے اور بیٹیاں مغربی ماحول کے پروردہ تھے۔ تاہم خانم نے اُنھیں اُن کی سرزمین سے بے خبر نہیں رکھا تھا اور اُنھیں وہاں کی روایات ایسے دِلکش پیرائے میں سناتی تھیں کہ اُن کے ذہنوں میں اپنے وطن سے محبت کا احساس ہمیشہ جاگزیں رہا تھا۔ حالات کے تیز و تند دھارے نعمان خان کو نہ جانے کہاں کہاں لے گئے، بہت کچھ کھویا اُس نے، اپنا بھائی بھی وہ اسی شیران سلامن کے ہاتھوں کھو بیٹھا جو اس کے لیے ایک خاندانی دُشمن کی حیثیت رکھتا تھا اور جس کی زندگی اُس کی پیشانی کا سب سے بدنما داغ تھی لیکن اب پہاڑوں میں واپس آ کر اُس نے اپنے دِل سے سارے داغ دھو دیے تھے اور بڑی تندہی سے اپنے معصوم ساتھیوں کی بہبود کے لیے کوشاں تھا جو اس کے اطراف میں بکھرے ہوئے تھے اور جو اس کی ذات میں ہر چیز کو مکمل سمجھتے تھے لیکن تنظیم کی کارروائیاں بعض اوقات اُسے بے حد پُراسرار لگتی تھیں۔

اسے اس آپریشن کے بارے میں علم تھا جو پہاڑوں میں کیا جانے والا تھا لیکن وہ کیا تھا؟ اس کی کوئی تفصیل ابھی تک اُس کے کانوں تک نہیں پہنچ سکی تھی اور جب بھی وہ تنہائی میں بیٹھتا تو اس کے ذہن میں یہ وسوسے سر اُبھارنے لگتے کہ وہ آپریشن جو یہاں کیا جائے گا مقامی باشندوں کے لیے کوئی عذاب تو نہ بن جائے گا۔ بے شک اُسے علاقے کی حکمرانی سے دلچسپی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ قبیلوں پر اُسے ایک ممتاز حیثیت حاصل ہو لیکن اُس کے دل میں یہ خواہش نہیں تھی کہ آبادیوں کو ختم کر کے وہ پہاڑوں کا شہنشاہ کہلائے۔ بارہا اس کے دل میں یہ تجسس جاگا تھا اور اُس نے اس کا اظہار بادشاہ خان سے بھی کیا تھا کہ آخر تنظیم کے اغراض و مقاصد کیا ہیں۔ کم از کم اِس کی تفصیل تو ان لوگوں کو معلوم ہونی چاہیے۔ لیکن حقیقت یہ تھی کہ بادشاہ خان خود بھی ابھی تک اس سے ناواقف تھا۔ اس کے دِل کی گہرائیوں میں کیا تھا؟ یہ کُھل کر سامنے تو نہیں آ سکا تھا لیکن نعمان خان نے اپنے سوالوں کے جواب میں اُس کی پیشانی پر بھی شکنیں دیکھی تھیں۔

یہ ہدایت بھی بادشاہ خان نے نعمان خان کو پہنچائی تھی کہ تنظیم فرانہ کے علاقے میں کچھ کارروائیاں کرنا چاہتی ہے اور اس کے لیے نعمان خان کو فرانہ میں تنظیم کے ارکان کی امداد کرنا ہو گی۔۔۔ بادشاہ خان کو اس سلسلے میں تفصیلات نہیں بتائی گئی تھیں بلکہ وائی تھری ایٹ نے اُسے ہدایت کی تھی کہ وہ پروگرام کے مطابق اب دُوسرے مرحلے کا آغاز کر دے اور اس کے لیے اُسے فرانہ میں وہ حویلی تنظیم کے حوالے کرنا تھی جو فیروز خان کی ملکیت تھی۔

بادشاہ خان کو اس حویلی کے سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں تھا لیکن وہ صرف یہ جاننا چاہتا تھا کہ تنظیم کے وہ ارکان جو اس علاقے میں کچھ کرنا چاہتے ہیں آخر کیا کریں گے؟ جب اُس نے وائی تھری ایٹ سے اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تو وائی تھری ایٹ کا جواب سُنائی دیا۔

"بادشاہ خان تنظیم کے بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ اس کے اہم ترین ارکان کو بھی نہیں معلوم ہوتے۔ ہم بے شک پہاڑوں میں جو آپریشن کرنا چاہتے ہیں اُس کے لیے با اختیار ہیں لیکن پلاننگ ڈیپارٹمنٹ بعض اوقات اگر کوئی ہدایت جاری کرتا ہے تو یہ ضروری نہیں سمجھتا کہ اس کے بارے میں ہمیں اطلاع دی جائے۔ ہمارے اصول فوجی نوعیت کے ہیں یعنی صرف حکم پر عمل کیا جائے۔ سو جانا جانئے بہتر یہ ہوگا کہ اس بارے میں جاننے کی کوشش نہ کرو۔ میں تم سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ تم۔۔۔ ماضی کی طرح اپنا کام جاری رکھو گے۔" بادشاہ خان کو بہر طور نعمان خان کے پاس پہنچنا پڑا تھا اور نعمان خان کو بھی ہدایات جاری کرنا پڑی تھیں، چونکہ بادشاہ خان کا حکم تھا اور نعمان خان اس سے سرتابی نہیں کر سکتا تھا اِس لیے اُس نے مکمل تعاون کیا۔

تنظیم کے دو خاص افراد جن میں ایک مرد اور ایک عورت تھی وہاں پہنچ گئے اور نعمان خان اُنھیں ساتھ لے کر اپنی آبائی

حویلی پہنچ گیا۔ فرزانہ میں نعمان خان کی خاصی قدر و منزلت تھی چونکہ یہ علاقہ فیروز خان کی ملکیت تھا اور یہاں زیادہ تر زمینیں فیروز خان ہی کی تھیں۔ یہ بات نہیں کہ پُورا فرزانہ ہی فیروز خان کی ملکیت ہو۔ بڑے بڑے معزز اور دولت مند لوگ یہاں پھیلے ہُوئے تھے لیکن اُنھوں نے بھی نعمان خان کو ایک ممتاز حیثیت دی تھی۔

نعمان خان نے جو کچھ کیا وہ تنظیم کے احکامات کے مطابق تھا لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ کچھ سرکش لوگ اس کے احکامات کے خلاف بھی عمل کر سکتے ہیں چنانچہ اُس نے تین افراد کو اس سلسلے میں منتخب کیا جو یہاں نمایاں حیثیت رکھتے تھے اور اُن کے ذریعے اس کام کی تکمیل کرانا شروع کر دی۔

گریچر اور سیگنیشا نامی دونوں افراد بظاہر خوش اخلاق اور تعاون کرنے والے تھے لیکن وہ بھی یہ بتانے سے قاصر رہے کہ یہاں کیا ذمّے داریاں اُن کے سپرد کی جا رہی ہیں۔

نعمان خان نے اس دوران تین چار بار یہاں کا دورہ کیا اور ان کارروائیوں کو تشویش ناک نگاہ سے دیکھا جو یہاں کی جا رہی تھیں۔ اِسے سب سے زیادہ تردّد ان کوتاہ قامت لوگوں سے تھا جو یہاں خاصی تعداد میں آ کر آباد ہوتے جا رہے تھے اور یُوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ مستقل قیام کا ارادہ رکھتے ہوں اور اپنی آبادی بڑھا رہے ہوں۔ اس بات کو نعمان خان نے بڑی شدّت سے محسوس کیا تھا۔ پہاڑوں میں اِن اجنبی لوگوں کی آمد کو یقیناً اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھا جائے گا اور عین ممکن ہے کہ قبائل اس سلسلے میں اس سے باز پُرس کریں۔

پھر جب بادشاہ خان اس سے مُلاقات کرنے کے لیے آیا تو اُس نے اپنی تشویش اُس کے سامنے بیان کی۔

”بابا خان۔ میری مجال نہیں تھی کہ میں آپ سے آپ کے اقدامات کے بارے میں سوال کروں لیکن آپ کی یہ تنظیم جو مجھے ایک طویل عرصے تک موت و زیست کی کیفیت میں مبتلا کیے رہی ہے اور مجھ سے نمایاں فائدہ حاصل کر چکی ہے، آخر ہمیں اس قابل کیوں نہیں سمجھتی کہ اپنے معاملات میں شامل کرے، یہ پہاڑ ہماری آبائی زمین ہیں یہاں کچھ ایسے لوگ، ایسے اقدامات کرنا چاہتے ہیں جو ہمارے لوگوں کے لیے تکلیف دِہ بھی ہو سکتے ہیں لیکن ہم اُن کے مددگار و معاون ہیں اور آنکھیں بند کر کے اُن کے ساتھ قدم بہ قدم چل رہے ہیں اگر پہاڑوں میں کوئی ایسی سازش ہُوئی جو یہاں کے رہنے والوں کے لیے ناقابلِ برداشت ہو تو کیا ہم قابلِ مُعافی ہوں گے؟ کیا ہم اِن غدّاروں میں شمار نہیں کیے جائیں گے جو اپنی زمین کو غیروں کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں۔ بابا خان آپ نے مجھے اِن پہاڑوں میں بھیجا ہے۔ میرا دل لرزتا ہے۔ میں اپنے آپ کو غدّار کہلانا پسند نہیں کرتا، مجھے وہ حکومت نہیں چاہیے جس کا تخت میرے اپنے ساتھیوں کی لاشوں پر رکھا ہُوا ہو۔“

”تم نے یہ کیسے محسوس کیا نعمان خان کہ جو کچھ یہاں ہو گا، وہ ہمارے لوگوں کے خلاف ہو گا؟“ بادشاہ خان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

”جو کچھ یہاں ہو رہا ہے اس کے بارے میں ہمیں علم نہیں ہے بابا خان اور جس کے لیے وہ لوگ اِتنے طویل عرصے سے جدّ و جہد کر رہے ہیں وہ کوئی معمولی بات نہیں ہو سکتی۔ آپ اس سلسلے میں تنظیم سے آخری گفتگو کریں اور یہ پتہ لگائیں کہ وہ کرنا کیا چاہتے ہیں؟ اگر کوئی ایسا کام نہ ہُوا جو ہماری زمین کے خلاف سازش تصوّر کیا جائے تو ہم زیادہ تندہی اور زیادہ محنت سے ان کے ساتھ کام کرنے کے لیے تیار ہوں گے۔“

”نعمان خان میں تھکن محسوس کر رہا ہُوں۔ مجھے یُوں لگ رہا ہے جیسے میں نے اپنی زندگی میں کچھ غلطیاں کی ہوں، میں اپنا کام جو بہر طور بہتر نوعیت کا نہیں تھا خوش اسلوبی سے جاری رکھے ہُوئے تھا۔ تنظیم کے جال میں کچھ اس طرح پھنسا کہ اس کے بعد نکل نہ سکا۔ میں نے سوچا تھا کہ اپنے علاقوں پر برتر و حکمران ہُوں گا لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت صرف پتھروں پر نہیں کی جا سکتی۔ اِس کے لیے انسانوں کا ہونا ضروری ہے لیکن میرے بیٹے میں تنظیم کے جال میں اس طرح پھنس گیا ہُوں کہ اب اِس سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔“

”یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے بابا خان۔ ہم اِن پہاڑوں کے رہنے والے ہیں، ہم تنظیم سے قطع تعلق کر سکتے ہیں۔ ہم قبیلوں کو ہوشیار کر سکتے ہیں اور قبیلے اگر ہوشیار ہو گئے اور ایک مشترکہ آواز بن گئی تو پھر کس کی مجال ہے کہ بُرے ارادے سے اِن چٹانوں میں قدم رکھ سکے؟“ نعمان خان کا لہجہ پُرجوش ہو گیا۔

”نہیں نعمان خان، ابھی نہیں۔ کچھ انتظار کرو۔ کچھ وقت انتظار کرو۔“

”بابا خان میں انتظار کر سکتا ہُوں جب تک آپ حکم دیں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی مجھے کچھ کرنے کی اجازت بھی دی جائے۔“

”کیا؟“ بادشاہ خان نے سراسیمہ لہجے میں پُوچھا۔

”میں کوئی ایسا کام نہیں کروں گا بابا خان جو آپ کے

لیے پریشان کُن ہو۔ میں صرف قبیلوں کو یکجا کرنا چاہتا ہُوں۔ ان کی اپنی خواہشات کی بُنیاد پر، میں اُن سے یہ نہیں کہوں گا کہ میں اُن پر قادر اور حکمران ہُوں۔ ابھی یہ سب کچھ کہنے کی ضرورت نہیں لیکن کم از کم میں اُنھیں ہم آواز بنانا چاہتا ہُوں تاکہ اگر کوئی ایسا وقت پڑ جائے ہم پر تو ہم ایک دُوسرے سے متنفّر نہ ہوں۔“ بادشاہ خان کسی سوچ میں ڈُوب گیا تھا پھر اُس نے آہستہ سے کہا۔ ”لیکن اس کے لیے کیا طریقۂ کار اختیار کرو گے؟“

”تنظیم ہمیں اِن علاقوں پر حکمران دیکھنا چاہتی ہے نا، بابا خان؟“

”ہاں۔ اُن کا یہی کہنا ہے۔“

”تو پھر میں تمام لوگوں کو یکجا کر کے اس زمین پر زرعی اصلاحات کرنا چاہتا ہُوں تاکہ زمینیں سرسبز ہو جائیں اور ہم لوگ خوراک کی قلّت سے بچ جائیں۔ جب بھی سردیوں کا موسم آتا ہے بابا خان ہمارے لیے مشکلات پیش آ جاتی ہیں۔ قبیلوں کو کم از کم اس بنیاد پر یکجا کر سکوں گا اور اُنھیں اپنے ساتھ مفاہمت پر آمادہ کر لُوں گا۔ ہم تنظیم کی دی ہُوئی مراعات کے تحت اُنھیں جدید ٹیکنالوجی مہیّا کریں گے اور اُنھیں بتائیں گے کہ اگر صرف اس حد تک تعاون کر لیا جائے کہ ہماری خوراک کی قلّت دُور ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔“

”میں سمجھتا ہُوں اس کام میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو تنظیم کے مفاد کے خلاف ہو۔“

”ہاں بابا۔۔۔ ہم یہی اعلان کریں گے کہ ہم لوگ سب کام۔۔۔۔ تنظیم کے بہتر مفاد کے لیے کر رہے ہیں۔“

”تم اس کام کا آغاز کر دو ویسے نعمان خان میں تم سے پہلے بھی اس بات کا اظہار کر چکا ہُوں کہ اب میں کچھ تھکن محسوس کرتا ہُوں۔ میرا خیال ہے میں اپنے منصب سے استعفا دے دُوں اور تنظیم سے مطالبہ کروں کہ مجھے ان پہاڑوں میں فروکش ہونے کی اجازت دی جائے۔“ بادشاہ خان نے کہا۔

”اس سے زیادہ خوشی کی اور کوئی بات نہیں ہو گی بابا خان آپ کی سربراہی میں، میں بہتر طریقے سے کام کر سکوں گا۔“

”میں بات کروں گا تنظیم سے، میں خود بھی اب اپنے نوریز کے ساتھ رہنا چاہتا ہُوں۔“ بادشاہ خان نے کہا۔

نوریز نعمان خان اور آئیوی کا بیٹا تھا۔ تندرست و توانا پہاڑوں میں پَل رہا تھا۔ اِس لیے اس کا قد و قامت اور رنگ و رُوپ دیکھنے کے قابل تھا۔

وہ اپنی عمر سے کہیں زیادہ لگتا تھا۔ پہاڑوں اور چٹانوں میں بھٹکتے رہنا اُس کا محبوب مشغلہ تھا۔ سیر و شکار کا رسیا تھا۔ نشانہ بازی کا ماہر، نعمان خان کے نقشِ قدم پہ چل رہا تھا۔ اپنے چچاؤں کی سرکردگی میں وہ ایسے کام سرانجام دے ڈالتا تھا کہ نعمان خان کا سینہ فخر سے پھُول جاتا۔ بادشاہ خان کو اپنے اِس پوتے سے بے پناہ محبت تھی اور اب وہ اپنے دِل میں کچھ ایسی تبدیلیاں پا رہا تھا جو اس سے قبل اُس کے وجود میں کبھی رُونما نہیں ہُوئی تھیں۔ بادشاہ خان نے نعمان خان سے وعدہ کیا کہ وہ تنظیم سے اس سلسلے میں مکمل طور پہ بات چیت کرے گا اور اس کے بعد وہاں سے رُخصت ہو گیا۔ نعمان خان پہ یہ لازم تھا کہ وہ فرزانہ پہ بھی نگاہ رکھے اور اُن لوگوں کو وہ آسانیاں فراہم کرتا رہے جو اُنھیں درکار ہوں۔ اور اپنے اس کام پہ وہ اس وقت تک عمل پیرا رہنا چاہتا تھا جب تک کوئی ایسا واقعہ رُونما نہ ہو جائے جس سے اُسے اس بات کا صحیح طور پر پتہ چل جائے کہ اس کے وطن کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے۔

بہر طور وہ ذہن میں انتشار لیے ہُوئے اپنے علاقے میں واپس پہنچا تھا جہاں اُسے والیِ تحری وَن کی حیثیت حاصل تھی لیکن نعمان خان کے کہے ہُوئے الفاظ اُس کے ذہن کو مسلسل زخمی کر رہے تھے وہ غور کرتا تو اُسے اندازہ ہوتا کہ بے شک تنظیم نے مختلف ممالک میں اُس کے چھوٹے چھوٹے مفادات کے لیے کام کیا ہے۔ یہ بھی حقیقت تھی کہ بادشاہ خان جن راستوں کا راہی تھا۔۔۔ اُس کے لیے اُسے جہاں اور جس ملک میں بھی کچھ مشکلات پیش آئیں تنظیم کے ارکان نے اور اُس کے ایسا ماروں نے جو ساری دُنیا میں اپنی ریشہ دوانیوں کے لیے مشہور تھے بادشاہ خان کے حق میں کام کیا تھا اور وہ مسائل چٹکیوں میں حل کر کے رکھ دیے تھے جو بادشاہ خان کو بہت بڑے محسوس ہوتے تھے۔

شاید یہی وجہ تھی کہ بادشاہ خان کو تنظیم میں شمولیت فائدہ مند محسوس ہوتی رہی تھی لیکن اگر ان چھوٹے چھوٹے مفادات کے عوض تنظیم واقعی اس سے کوئی ایسا کام لینے پہ آمادہ ہو گئی جو پہاڑوں میں اُسے ایک غدّار کا نام دے دے تو بادشاہ خان اس سودے کو بہتر نہیں سمجھتا تھا۔ آپریشن کی تفصیلات اُسے کم از کم اس حد تک تو معلوم ہونا ہی چاہئیں جس حد تک اُسے حیثیت دی گئی ہے۔

شیراں کا معاملہ تنظیم ہی کی وجہ سے اس قدر غم ناک پہلو اختیار کر گیا تھا کہ بادشاہ خان جب بھی سوچتا اُسے انتہائی غیرت محسوس ہوتی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اگر شیراں کبھی منظرِ عام پر آگیا تو بادشاہ خان نعمان خان کے سامنے اس طرح ذلیل و خوار ہو کر رہ جائے گا کہ پھر کوئی پہلو نہ رہے گا اس کے لیے، یہ سب کچھ بادشاہ خان کے لیے بہتر نہیں تھا۔ تنظیم سے اب اُسے مالی مفادات کی بھی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اُس کے پاس اب اتنی دولت اکٹھی ہو چکی تھی کہ اگر وہ چاہتا تو نعمان خان اور اُس کی نسلیں پہاڑوں میں سکون کی زندگی بسر کر سکتی تھیں۔ اُس نے سوچا کہ بے شک وہ اپنے قبیلے میں ایک معمّر ترین انسان ہے لیکن زندگی کے بارے میں کوئی بات حتمی طور پر نہیں کہی جا سکتی تھی۔ موت کے وقت اگر وہ ایک رُوسیاہ غدّار کی حیثیت سے اپنے قبیلے کے سامنے پہنچا تو اس کا دُکھ اُسے موت کے بعد بھی رہے گا۔

کافی غور و خوض کے بعد اُس نے وائی تھری ایٹ سے اس سلسلے میں گفتگو کرنے کا فیصلہ کیا اور بالآخر ایک دن اُس نے ہائی فریکوینسی کے ٹرانسمیٹر پر وائی تھری ایٹ سے رابطہ قائم کر لیا۔ حسبِ معمول نرم لہجے اور بڑے اخلاق انداز میں اُس کی اس کال۔۔ کی پذیرائی کی گئی اور وائی تھری ایٹ نے اس سے اس وقت مخاطب کرنے کی وجہ پوچھی۔

"یوں تو بہت سی وجوہات ہوتی ہیں جن میں کچھ کو ہم اہمیت بھی دیتے ہیں لیکن اس وقت مَیں آپ سے کچھ ایسی گفتگو کرنا چاہتا ہُوں چیف! ممکن ہے وہ آپ کے لیے پسندیدہ نہ ہو۔"

"تمھارے لہجے کی سنجیدگی بتاتی ہے بادشاہ خان کہ کوئی اہم معاملہ ہے۔"

"ہاں۔ مَیں آپ سے براہِ راست ایک سوال کرنا چاہتا ہُوں۔"

"کہو۔ کیا بات ہے؟"

"پہاڑوں میں جو آپریشن کیا جائے گا اُس کی نوعیت کیا ہے؟" بادشاہ خان نے سوال کیا اور دُوسری طرف چند لمحات کے لیے خاموشی طاری ہو گئی پھر پوچھا گیا۔

"یہ سوال کرنے کی ضرورت تمھیں کیوں پیش آئی بادشاہ خان؟"

"اس لیے کہ جو کچھ مَیں کر رہا ہُوں اور جو کرنا ہے اُس سے میرے لیے واقفیت ضروری ہے۔"

"ہم تمھیں صرف اتنا بتا سکتے ہیں کہ جو کچھ ہوگا تمھارے حق میں بہتر ہوگا۔"

"میں اپنی ذات کی بات نہیں کرتا جب مجھے آپ یہ جواب دیں کہ کیا وہ میرے وطن، میری زمین اور اس پر بسنے والوں کے حق میں بہتر ہوگا یا نہیں؟"

"اوہ بادشاہ خان۔ کیا تم نے وطن پرستی کا کوئی خواب دیکھا ہے۔ یہ اس وقت تم پر اپنے ہم وطنوں کی محبّت کا بھوت کیوں سوار ہو گیا ہے؟"

"اس وقت نہیں، پہاڑوں کے کچھ اصول ہوتے ہیں، وائی تھری ایٹ! ہم لوگ آپس میں نبرد آزما بھی ہو جاتے ہیں، محبتوں سے بھی رہنے لگتے ہیں۔ دراصل کچھ طریقے ہیں ہمارے، دُشمنیاں چلتی ہیں، خونریزی ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود ہم ان پہاڑوں میں زندگی ختم کر دینے کے خواہش مند نہیں ہوتے۔ اپنے آپ کو مَیں وطن پرست نہیں کہتا۔ اپنے مفادات کے لیے مَیں کسی بھی شخص کو موت کے گھاٹ اُتار سکتا ہُوں خواہ وہ میرا ہم وطن ہی کیوں نہ ہو لیکن اجتماعی طور پر اپنے پُورے مُلک کا دُشمن نہیں ہُوں۔ مجھے اِن پہاڑوں کی بقا عزیز ہے۔ چنانچہ میری خواہش ہے کہ مجھے اس آپریشن کے بارے میں مکمل تفصیلات بتا دی جائیں۔"

"اور اگر یہ ممکن نہ ہو، بادشاہ خان؟"

"تو پھر مجھے مزید اس سلسلے میں عمل کرنے سے معذور سمجھا جائے۔"

"بادشاہ خان۔ بادشاہ خان! تمھاری حالت کچھ بہتر نہیں معلوم ہوتی۔"

"ہاں شاید ایسا ہی ہے۔"

"تو پھر ہم تمھارے لیے معالج کا بندوبست کریں گے، تمھیں وہ سکون مہیا کریں گے جو تمھارے اعصاب کے لیے ضروری ہے۔"

"میں نے پہاڑوں میں زندگی گزاری ہے، وائی تھری ایٹ! اور عمر کے اس دور میں میرا تم سے رابطہ قائم ہُوا ہے جو بڑھاپے کی عمر ہوتی ہے لیکن تم نے یہ دیکھ لیا ہوگا کہ میں کس طرح اپنا کام کرتا ہُوں۔ عمر کا وہ حصّہ مَیں نے اپنا علاج خود کر کے گزارا ہے تنظیم سے تو میری مُلاقات بہت بعد میں ہُوئی۔ مَیں اپنا علاج خود کرنا جانتا ہُوں اور اس وقت اِن الفاظ کے بعد مَیں محسوس کرتا ہُوں تنظیم صرف مجھے اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر رہی ہے۔ مَیں تنظیم سے بغاوت کا اعلان نہیں کرتا لیکن میری یہ خواہش ہے کہ مجھے تنظیم کے اغراض و مقاصد کے بارے میں تفصیل بتا دی جائے۔ اس بات کے امکانات موجود ہیں مسٹر وائی تھری ایٹ کہ مَیں تنظیم سے مکمل تعاون کروں اور کچھ ایسی تبدیلیاں کرنے کے بعد ہمارے درمیان مفاہمت ہو جائے جو کوئی اہم حیثیت نہ رکھتی ہوں لیکن صرف مجھے اس بارے میں معلومات فراہم کر دی جائیں۔"

"تو پھر ہمیں اس کے لیے موقع دو، بادشاہ خان! بہت جلد مَیں ایک میٹنگ طلب کر کے تمھاری یہ مانگ دُوسرے لوگوں کے سامنے رکھ دیتا ہُوں، وہاں سے اس سلسلے میں جو بھی فیصلہ ہوگا تمھیں سُنا دیا جائے گا۔"

"اس کے علاوہ مَیں چاہتا ہُوں مسٹر وائی تھری ایٹ بلکہ اب مجھے وائی تھری ون کے عہدے سے سُبکدوش کر دیا جائے اور یہاں کسی ایسے شخص کا انتخاب کر لیا جائے جو بہتر طور پر خدمات انجام دے سکے۔"

"اس کی وجہ؟"

"میری عمر اور میرے ذہن کی تبدیلی"۔ بادشاہ خان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ہم یقینی طور پر کوئی نہ کوئی ایسا درمیانی راستہ نکال لیں گے جو ہم دونوں کے لیے قابلِ قبول ہو۔ اور کچھ کہنا چاہتے ہو؟"

"نہیں شکریہ۔" بادشاہ خان نے ٹرانسمیٹر کا سلسلہ منقطع کر دیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی اُسے کچھ اور بھی کرنا تھا۔ تنظیم سے اگر بات بگڑ جائے تو پہاڑوں کی پناہ ضروری تھی اور بادشاہ خان احمق نہیں تھا۔

وہ اس بات کا خواہش مند تھا کہ پہاڑوں میں پہنچ کر اپنے لیے مورچہ بندی کر لے اور تنظیم کی کسی سازش کا شکار نہ ہو، چنانچہ اس گفتگو کے فوراً بعد اُس نے اپنے اطراف ایک حصار کھینچنے کا عمل شروع کر دیا جو ذہانت اور دانشمندی سے کھینچا جا رہا تھا۔

بادشاہ خان احمق نہیں تھا نہ ہی وہ تنظیم سے ناواقف تھا۔ خود وہ تنظیم کے لیے ایسے کئی لوگوں کو قتل کر چکا تھا جو ساری زندگی ان لوگوں کے لیے کام کرتے رہے اور جب اُنھوں نے کسی معمولی بات پر اعتراض کیا تو تنظیم نے ان کی موت کے احکامات صادر کر دیے۔ اِن حالات میں اُسے بخوبی اندازہ تھا کہ اس کی اس گفتگو کے نتائج کیا ہو سکتے ہیں!

★★

ایک شاندار عمارت میں لمبی میز کے گرد بہت سے لوگ بیٹھے ہُوئے تھے۔ وائی تھری ایٹ بھی ان میں شامل تھا۔ کسی اہم مسئلے پر غور ہو رہا تھا۔

"یہ شخص" ایک بھاری بھرکم آدمی نے کہا۔ "ذہنی طور پر کس سطح کا آدمی ہے؟"

"ہم اُسے خطرناک کہہ سکتے ہیں لیکن وہ سازشی ذہن نہیں رکھتا، نہ ہی عمدہ پلاننگ کر سکتا ہے، اگر ایسا ہوتا تو وہ شیراں کو ہلاک کرنے کے لیے کوئی شاندار منصوبہ بندی کر سکتا تھا۔"

"اور اس کا بھتیجا نعمان خان۔"

"اُسے آزمایا جا چکا ہے۔ اعلا کارکردگی کا مالک ہے لیکن بہترین دماغ نہیں ہے۔"

"دونوں باتیں ہمارے حق میں ہیں لیکن وائی تھری ایٹ! مَیں محسوس کر رہا ہُوں کہ اس سلسلے میں تمھارا انتخاب ٹھوس نہیں رہا۔ تم نے چند کمزور لوگوں کو اس اہم کام کے لیے منتخب کیا ہے۔"

"بادشاہ خان میں یہ تبدیلیاں بعد میں رُونما ہُوئی ہیں، جناب!"

"ہمیں ابتدا میں ہی اس کا خیال رکھنا چاہیے تھا۔ اس کے جو الفاظ تم نے بتائے ہیں اُن سے بغاوت کی بُو آتی ہے۔ اس کے الفاظ خطرناک قرار دیے جا سکتے ہیں۔ نعمان خان کے بارے میں جو رپورٹیں ہمارے پاس ہیں وہ بھی اطمینان بخش نہیں ہیں۔ یہ شخص قومی ہمدردی کے جذبے کا شکار نظر آتا ہے۔ ایسا انسان ہمارے لیے کارآمد نہیں ہو سکتا۔ رہی بات شیراں کی تو ہم نااہل لوگوں کی وجہ سے اُسے ایک بار پھر کھو چکے ہیں۔ مارلینو کی رپورٹ آپ کو معلوم ہے۔"

تمام لوگوں نے گردن جھکا لی تھی۔ تب اس شخص نے کہا "گویا طویل عرصے سے جو منصوبہ بندی کی جاری تھی وہ تکمیل کے وقت ناقص ہو گئی ہے۔ اُس کے نتائج آپ جانتے ہیں مسٹر وائی تھری ایٹ؟"

"مَیں اِن اُلجھنوں کو تسلیم کرتا ہُوں جناب لیکن منصوبہ بندی کو ناکام قرار نہیں دے سکتا۔"

"وہ کس بنا پر؟"

"مَیں نے متبادل مہرے رکھے ہیں اور اس سلسلے میں اِن مہروں کی طرف سے بالکل ہی مایوس نہیں ہُوں!"

"مثلاً؟"

"مثلاً شیراں، نعمان خان، بادشاہ خان اور پھر میرا نائب مارلینو۔"

"مارلینو ان پہاڑوں میں وہ حیثیت حاصل نہیں کر سکتا جو وہاں کے کسی مقامی آدمی کو حاصل ہو سکتی ہے۔"

"وائی تھری ایٹ اپنے لیے ایسے پروگرام رکھتا ہے جناب جو ہمارے بہتر مفاد میں ہوں۔ میں ابھی بتانا تو نہیں چاہتا تھا لیکن میرا دوست تنظیم کے مقاصد کے لیے مسلسل عمل پیرا ہے اور میرے اور اس کے درمیان اس موضوع پر بہت سی باتیں ہو چکی ہیں۔۔ ہم مسلسل ان کوششوں میں مصروف رہے ہیں کہ اگر پہاڑوں میں تنظیم کے مفادات حاصل کرنے کے لیے ایک کیریکٹر ناکام ہو جاتا ہے تو دوسرا نہیں تو تیسرا اور تیسرا نہیں تو چوتھا کیریکٹر کام آ سکتا ہے۔ ہمارے پاس ابھی اتنا وقت ہے کہ ہم ان تمام کرداروں پر تجربات کر سکتے ہیں۔"

"کیا آپ نے کوئی اور نیا کردار منتخب کیا ہے مسٹر وائی تھری ایٹ؟"

"جی ہاں۔"

"وہ کون ہے؟"

"عدنان سلامن۔"

"کیا مطلب؟"

"جی ہاں، وقت سے پہلے میں اپنے اس منصوبے کو آپ لوگوں کے سامنے پیش کرنا نہیں چاہتا تھا جب تک کہ اس کی تکمیل نہ ہو جائے، لیکن آپ نے میری منصوبہ بندی کو ناکام قرار دیا ہے اس لیے میں مجبور ہوں کہ آپ کو اس کے بارے میں بتاؤں۔"

"یہ عدنان سلامن کون ہے؟"

"شیران کا بیٹا، شیران ہی کی مانند دلیر، نڈر اور نوجوان۔"

"کیا؟"

"جی ہاں۔ یہ مارلینو کی رپورٹ ہے اور مارلینو اس سلسلے میں بہت جلد مؤثر کارروائی کرنے والا ہے، میں آپ کو صرف یہ اطمینان دلانا چاہتا ہوں جناب کہ اس مختصر سے عرصے میں ہم ایسی کوئی نہ کوئی ٹھوس شخصیت تنظیم کے لیے تیار کر لیں گے جو پہاڑوں میں ہماری منصوبہ بندی کی تکمیل کر سکے، اس منصوبے کو ناکام قرار نہ دیا جائے، وائی تھری ایٹ ڈیپارٹمنٹ اس کی مکمل ذمہ داری قبول کرتا ہے۔"

"اوہ، اگر ایسی بات ہے تو آپ کی یہ رپورٹ ہائی کمان کو پیش کر دی جائے گی اور اس سلسلے میں آپ کے شانوں پر خاص ذمے داریاں ڈالی جائیں گی۔"

"انھیں قبول کرنے سے مجھے کوئی انکار نہ ہو گا۔" وائی تھری ایٹ نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"تو پھر اس نشست کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ بہتر تو یہ ہوتا، آپ مکمل طور پر اس بات کا اعلان کر دیتے کہ تمام ذمے داریاں آپ کو قبول ہیں اور دوسرے لوگوں کی اس میں مداخلت ضروری نہیں ہے۔"

"اس کے باوجود میں حقائق سے اپنے ساتھیوں کو آگاہ رکھنا چاہتا تھا۔"

"ٹھیک ہے وائی تھری ایٹ، ہم اس گفتگو کو یہیں ختم کر دیتے ہیں، کیونکہ میرے خیال میں یہ غیر ضروری ہے۔" انہی الفاظ کے ساتھ یہ نشست برخاست ہو گئی۔۔ اور تمام لوگوں کے چلے جانے کے بعد وائی تھری ایٹ اپنی خوابگاہ میں داخل ہو گیا جو نجانے کون سے ملک کے کون سے حصے میں تھی اور جہاں وائی تھری ایٹ جیسی پُراسرار شخصیت بھی کسی پردے کے بغیر قیام پذیر تھی، وائی تھری ایٹ کا چہرہ تفکرات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا اور اس کی آنکھوں میں گہری سوچ کے آثار تھے۔

گھوڑے نے تیسری بار ٹھوکر کھائی اور اس کی پشت پر بیٹھا ہوا سوار اس بار بھی گرتے گرتے بچا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کے آثار تھے، اطراف کا ماحول سنسان تھا اور گھوڑا کافی دور نکل آیا تھا۔ سیرو کرانز کے اس علاقے کے یہ اطراف خاصے خطرناک کہلاتے تھے، جرائم پیشہ لوگوں کی آبادیوں میں اس جگہ تک نکل آنا عام دل گردے والے آدمی کا کام نہیں تھا، لیکن خوب صورت شخصیت کا مالک یہ کم سن نوجوان جس کی آنکھوں میں ذہانت و دلیری کی چمک تھی، عموماً اس طرف آتا رہتا تھا اور اکثر مختلف تجربات سے دوچار ہونے کے باوجود اور اپنے اتالیق کی نصیحتوں کو نہ مانتے ہوئے وہ بارہا اس طرف آ نکلتا تھا۔

گھوڑا اس کی زندگی کا ایک جزو معلوم ہوتا تھا اس کی پشت پر گزارے ہوئے دن اور رات ممکن ہے دوسرے لوگوں کے لیے باعث حیرت ہوں لیکن نوجوان کے لیے بالکل ایسے ہی تھا، جیسے اپنے گھر کی خوابگاہ ہو۔ لیکن گھوڑے نے یہ تیسری ٹھوکر بلاوجہ نہیں کھائی تھی، اسے رکنے کے لیے مجبور ہونا پڑا۔

اس نے گھوڑے کی باگیں کھینچیں اور اس کی پشت سے نیچے اتر آیا، سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ گھوڑے کو یہ ٹھوکریں کیوں لگ رہی ہیں۔ دفعتاً اسے کچھ خیال آیا اور اس نے گھوڑے

کے دونوں اگلے سموں کو اٹھا کر دیکھا، گھوڑے کے دونوں سموں کے نعل غائب تھے، یہ نعل آسانی سے نہیں نکل سکتے تھے۔ یقیناً اس میں کوئی گہری سازش کارفرما تھی۔

دفعتاً اسے بہت سے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی اور وہ کسی خونخوار چیتے کی مانند گھوم گیا، اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن یہ اندازہ نہ ہو سکا۔۔۔ کہ گھوڑے کس طرف سے آ رہے ہیں پھر اسے کسی ایسی جگہ کی تلاش ہوئی، جہاں سے وہ دور تک دیکھ سکے، تھوڑے ہی فاصلے پر ایک چھدرا درخت موجود تھا۔ نوجوان پھرتی سے درخت کے نزدیک پہنچ گیا، اس نے جوتے اتارے اور درخت پر چڑھنے لگا۔ اس بات سے بے خبر کہ درخت کے اوپری حصے میں تین آدمی پوشیدہ ہیں اور ان کے چہرے سیاہ کپڑے سے ڈھکے ہوئے ہیں۔

جونہی نوجوان اوپر پہنچا، دفعتاً ان تینوں نے اس پر حملہ کر دیا اور بلندی سے نیچے آ رہے۔ ان میں سے ایک نے نوجوان کے ناک پر رومال رکھ دیا تھا اور شاید یہی اس کی غلطی تھی کیونکہ خاصی بلندی سے گرنے کے باوجود نوجوان نے اٹھنے میں جس پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا اس کے تحت یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر وہ اٹھ گیا تو ان تینوں کو پیس کر رکھ دے گا لیکن ناک کے ذریعے دماغ تک چڑھنے والی ایک تیز بو نے نوجوان کے حواس معطل کر کے رکھ دیے اور اس کے بعد وہ آہستہ آہستہ زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔ وہ یقیناً بے ہوش ہو گیا تھا۔

آنکھ کھلی تو اس نے ایک عجیب قسم کا شور سنا۔ شور کے ساتھ ساتھ اس کا بدن بھی ہل رہا تھا، چند لمحات تو وہ خالی الذہنی کے عالم میں آنکھیں پھاڑے سامنے نظر آنے والی چھت کو گھورتا رہا اور پھر آہستہ آہستہ اس کے حواس واپس آنے لگے۔ اس نے آنکھیں بند کر کے اپنے ہلتے ہوئے جسم اور اس شور پر غور کیا، یہ آواز، یہ آواز اس کے ذہن نے نعرہ لگایا، اسٹیمر کے انجن کے علاوہ اور کسی چیز کی آواز نہیں ہو سکتی، یقیناً وہ کسی اسٹیمر ہی میں سفر کر رہا ہے اس طرح ہلتے ہوئے بدن کا معمہ بھی حل ہو گیا۔

لیکن اسٹیمر پر اس کی موجودگی؟ تھوڑے ہی فاصلے پر کسی کے بات چیت کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں، وہ چونک پڑا۔ باتیں کرنے والے زیادہ دور نہیں تھے، ممکن ہے وہ اس کے اتنے قریب موجود ہوں کہ اس کی حرکات و سکنات تک دیکھ سکتے ہوں، چنانچہ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور جسم کو ساکت رکھا، جب تک حالات کا اندازہ نہ ہو جائے آنکھیں کھول کر ہوش میں آنے کا اظہار نہ کیا جائے، ہوش میں آنا اس وقت مناسب نہیں تھا لیکن گفتگو کے الفاظ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ وہ کون تھے اور اسے کیوں اغوا کر کے لائے تھے۔ کافی دیر اسی طرح گزر گئی اور جب کوئی مقصد حل ہوتا نظر نہ آیا تو اس نے آنکھیں کھول دیں اور حلق سے ایک ہلکی سی آواز نکالی تاکہ وہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہو جائیں اور ایسا ہی ہوا۔ ان میں سے ایک نے چونک کر کہا۔ "اوہ اسے ہوش آ گیا۔"

"کوئی بات نہیں۔۔۔ اب سفر بھی مختصر ہے۔"

"کیا خیال ہے، اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے جائیں، کہیں کوئی حرکت نہ کر بیٹھے۔" کسی اور نے کہا اور پھر دو افراد اٹھ گئے، وہ اس کے قریب پہنچے اور انھوں نے اس کے ہاتھ پشت پر کس دیے، لیکن ذہین، فطین اور زیرک نوجوان جانتا تھا کہ جب ہاتھ باندھے جا رہے ہوں تو انھیں کس زاویے پر رکھا جائے کہ رسی کے پھندے سے نکالنے میں دشواری نہ ہو، چنانچہ اس نے بڑے سکون کے ساتھ ہاتھ بندھوا لیے اور خاموشی سے ان لوگوں کو گھورنے لگا، ان سب کے خدوخال اس کے لیے اجنبی تھے، لیکن اس نے ان سے کوئی سوال نہ کیا۔ وہ سب عجیب سی نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے، ان کے اس طرح دیکھنے پر نوجوان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "میں اپنے دوستوں کے بارے میں کچھ جان سکتا ہوں؟"

"ہمارے بارے میں جاننے کی بجائے اپنے بارے میں سوچو۔"

"میں نے اپنے بارے میں کبھی نہیں سوچا، ویسے اگر تم چاہو تو مجھے بتا دو کہ میں تمھارے کس کام آ سکتا ہوں؟"

"افسوس تم ہم سے اس بارے میں کچھ نہیں معلوم کر سکتے، ہم تمھیں یہ سب کچھ بتانے سے قاصر ہیں۔"

"تمھاری مرضی، میں تمھیں اس سلسلے میں مجبور تو نہیں کر سکتا۔" نوجوان نے کہا اور آنکھیں بند کر لیں۔ دفعتاً اس نے محسوس کیا کہ اسٹیمر کی رفتار سست ہونے لگی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کنارے پر پہنچ گیا اور اس کا انجن بند ہو گیا۔

ان افراد میں سے ایک دو آدمی باہر نکل گئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آئے اور انھوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "سب ٹھیک ہے۔"

"تو پھر لے چلیں اُسے؟"

"ہاں"۔ اُنھوں نے اُسے بازوؤں سے پکڑا اور اسٹیمر کے کیبن سے باہر نکال لائے۔ سامنے ہی ساحل نظر آ رہا تھا، دُور دُور تک خاموشی اور سناٹے کا راج تھا، ساحل سے تھوڑے ہی فاصلے پر لکڑیوں کے تختے سے بنے ہوئے تھے۔ راستے کے بعد ایک ویگن نظر آ رہی تھی۔ ویگن میں چڑھتے ہوئے نوجوان نے نمبر پلیٹ پر نگاہ ڈالی اور اُسے ذہن نشین کر لیا۔ کوئی بھی اندازہ لگانا مشکل تھا کہ کونسی جگہ ہے اور وہ کتنے عرصے تک بے ہوش رہا ہے، یہ لوگ اُسے کہاں لائے ہیں اور اُسے لانے کا مقصد کیا ہے؟ البتہ اپنی بہت ہی مختصر اور کم سنی کی زندگی میں ہی اُس نے اپنے بے شمار دُشمن پیدا کر لیے تھے اور اُس کا کوئی بھی دُشمن جو اُس کے ہاتھوں کہیں بھی نقصان اُٹھا چکا تھا، اس کے خلاف یہ کارروائی کر سکتا تھا۔

ویگن کا سفر شروع ہو گیا، راستوں کو ذہن میں رکھنے کی کوئی صورت نہیں تھی، چنانچہ نوجوان نے آنکھیں بند کر لیں اور پھر شاید آدھے یا پون گھنٹے کے سفر کے بعد ویگن کسی عمارت میں داخل ہو گئی۔

چوڑی سیڑھیوں کے نزدیک اُسے اُتارا گیا اور سیڑھیاں عبور کرنے کے بعد اُسے ایک بہت بڑے ہال میں لایا گیا جہاں کچھ اور لوگ بھی اُس کے استقبال کے لیے موجود تھے۔ یہ تمام چہرے اُس نوجوان کے لیے اجنبی تھے، اُن میں سے ایک بھاری بھرکم شخص نے آگے بڑھ کر کہا: "چھوٹی سی عمر کے خطرناک شخص کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔"

"شکریہ، لیکن اس طرح میزبان بننے کی ضرورت آپ حضرات کو کیوں پیش آئی؟" نوجوان نے بے باکی سے پوچھا اور ان سب کی آنکھوں میں تحسین کے آثار اُبھر آئے۔

"تمھیں اپنی اس طرح گرفتاری پر خوف محسوس نہیں ہوتا نوجوان؟"

"محسوس ہوتا ہے بے شک، لیکن میں صرف یہ سوچتا ہوں کہ یہاں کتنے لوگ موجود ہوں گے اور اُنھیں قتل کرنے میں مجھے کیا کیا مشکلات پیش آئیں گی؟"

"ممکن ہے تمھیں اس کی ضرورت ہی نہ پیش آئے۔" اسی شخص نے کہا۔

"نہیں، اپنی ضروریات کے بارے میں مَیں خود جانتا ہوں۔ مجھے جس طرح گرفتار کر کے لایا گیا ہے اس سے کم از کم ان افراد کی موت تو یقینی ہو گئی ہے، جو اس کا باعث بنے ہیں۔"

"بڑی باتیں نہیں کرتے بیٹے، تم یقیناً ابھی اس قابل نہیں ہو کہ اتنے بڑے دعوے کر سکو۔"

"آپ بزرگوں کی صحبت میں رہ کر ہی یہ سب کچھ سیکھا ہے، ممکن ہے اس میں خامی ہو لیکن کم از کم مجھے یہ تو بتایا جائے کہ آپ لوگوں نے مجھے اس طرح گرفتار کر کے کیوں بلوایا ہے؟"

"ہاں کیوں نہیں، ہم دراصل مائیکل جونس کے قاتل کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔"

"مائیکل جونس؟"

"ہاں، مائیکل جونس، جسے تم بہت اچھی طرح جانتے ہو مسٹر عدنان۔" بھاری بھرکم شخص نے کہا۔

"اوہ آپ اس مائیکل جونس کی بات تو نہیں کر رہے جو اسکیٹنگ کلب کا انسٹرکٹر تھا؟"

"ہاں ہم اُسی کی بات کر رہے ہیں، مائیکل جونس کی موت سے ہمیں کوئی دِلچسپی نہیں... لیکن اس کے پاس جو کچھ تھا اور وہ جس طرح غائب ہوا، وہ ہمارے لیے باعثِ دلچسپی ہے اور ہم یہ جاننا چاہتے ہیں نوجوان کہ اُسے قتل کرنے کے بعد تم نے وہ اشیاء اس سے حاصل کر کے کسے پہنچائیں ہمیں تم سے کوئی غرض نہیں ہے، لیکن جس شخص نے اس کام کے لیے تمھارا انتخاب کیا ہے، وہ بے شک ہمارے لیے باعثِ دِلچسپی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس سے وہ چیزیں حاصل کریں۔"

"ہوں، چلو ٹھیک ہے، مَیں مانتا ہوں کہ مائیکل جونس میرے ہاتھوں قتل ہوا اور یہ بھی مانتا ہوں کہ اُس کے پاس جو کچھ تھا مَیں نے حاصل کیا اور کسی کو دے دیا۔ دراصل مسٹر مَیں آپ لوگوں میں سے کسی کا نام نہیں جانتا لیکن یہ حقیقت ہے کہ مائیکل جونس کے گرد جتنے افراد پھیلے ہوئے تھے اور جو اُس کی نگرانی کر رہے تھے، وہ کسی ایسے شخص کے انتظار میں تھے جو عمر رسیدہ ہو اور جو بہترین طریقے سے سازش کر سکے، لیکن بقول آپ کے جب ایک چھوٹی سی عمر کے نوجوان نے یہ کام کیا تو آپ کو اس کی توقع نہیں تھی کہ مائیکل جونس کے دُشمن کسی ایسے نوجوان سے بھی کام لے سکتے ہیں۔ کیا آپ کو اس بات پر حیرت نہیں ہوئی؟"

"بے پناہ، ہمیں تمھاری صلاحیتوں کا اعتراف کرنا پڑا۔ تم نے اِتنی کم عمری میں جس طرح مائیکل جونس جیسے چھٹے

ہوئے بدمعاش کو قتل کیا، وہ معمولی بات نہیں ہے۔"

"تم لوگوں نے میرا خیال ہے کافی دیر تک مجھے اپنی قید میں رکھا ہے، بے ہوش کرنے کے لیے غالباً تم لوگوں نے کلوروفارم استعمال کیا تھا، کیونکہ میرا ذہن ابھی تک کشیدہ ہے اور مَیں خود کو بہتر محسوس نہیں کر رہا۔"

"ہاں یہ بات درست ہے، لیکن ہم اس کے لیے آپ کو آرام کرنے کا موقع دیں گے، لیکن اس آرام کے بعد ہمیں یقین ہے کہ آپ ہم سے تعاون کریں گے، آپ ابھی کم سن ہیں مسٹر عدنان اور دلکش بھی۔ دُنیا ابھی آپ کے لیے ایک سربستہ راز کی مانند ہے اور اس دلکش دُنیا کو آپ کافی دیر تک دیکھتے رہنا پسند کریں گے۔"

"آپ کا خیال درست ہے۔" نوجوان نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ آرام کیجیے۔ سوالات اس کے بعد ہی ہو جائیں گے۔" بھاری بھرکم شخص نے کہا اور اپنے پیچھے موجود لوگوں کو اشارہ کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد نوجوان کو ایک اوپری کمرے میں منتقل کر دیا گیا۔

عمارت بہت خوب صورت تھی، اب تک نوجوان نے عمارت کے جتنے بھی حصوں کو دیکھا تھا اُس سے یہی اندازہ ہوتا تھا، کمرے میں لانے کے بعد اُس کے ہاتھ بھی کھول دیے گئے تھے اور اس کے بعد وہ کمرے کو مقفل کر کے چلے گئے۔

نوجوان نے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا اور چاروں طرف دیکھنے لگا، ظاہر ہے، وہ کسی ایسی جگہ اُسے نہیں لا سکتے تھے، جہاں سے فرار ہونا اُس کے لیے آسان ثابت ہو سکے، روشنی کے لیے کچھ راستے ضرور تھے، لیکن ایسے نہیں کہ اُن سے باہر نکلا جا سکے۔ اُس نے کمرے کی ایک ایک چیز کی تلاشی لینا شروع کر دی، خوب صورت مسہری کی ساخت، اُس پر بچھے ہوئے گدے کا... اور گدے بنانے والی کمپنی کا نام دروازے پر لگے ہوئے لاک پر بھی اُس نے کمپنی کا نام تلاش کیا، غرض کہ وہ ان سب چیزوں کو بغور دیکھ کر اُس سے کوئی نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں، زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ دروازے پر قدموں کی آہٹ سُنائی دی اور نوجوان کی نگاہیں اُس طرف اُٹھ گئیں، لیکن دفعتاً کسی خیال کے تحت وہ بجلی کی سی سُرعت سے آگے بڑھا اور اُس نے لاک کھول دیا، پھر اسی تیزی سے واپس اپنی جگہ آ بیٹھا۔

دروازہ باہر سے کھولا جا رہا تھا، پھر وہ لوگ اندر آ گئے، یہ چہرے اُس کے لیے اجنبی تھے، آگے آنے والے دو آدمیوں کے پیچھے ایک طویل القامت شخص موجود تھا جس کا چہرہ بے حد خطرناک تھا، اُس کی آنکھیں سُرخ تھیں اور داہنا جبڑا اس طرح نیچے تک چِرا ہوا تھا کہ دو حصوں میں منقسم ہو گیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور عدنان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"بے وقوف لڑکے! مجھے یقین ہے کہ تم نے کوئی مُناسب فیصلہ کیا ہوگا؟"

"یہ جنگلی سانڈ کہاں سے پکڑ لائے ہو تم؟" نوجوان نے خوفناک شکل کے آدمی کی طرف اِشارہ کر کے کہا اور خوفناک شکل کے آدمی کے چہرے پر غیظ و غضب کے آثار پھیل گئے۔

"ہوں، یہ جنگلی سانڈ تمھارا قیمہ بنا کر رکھ دے گا، جواب دو، مائیکل جونس کے پاس سے تم نے جو پیکٹ حاصل کیا تھا، وہ کس کو دیا تھا؟"

"سنو تم لوگوں نے مجھے آرام کرنے کا موقع دیا تھا اور جتنی دیر مَیں اِس کمرے میں رہا ہوں اُسے آرام کا وقت نہیں کہا جا سکتا، مَیں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ فوراً یہاں سے نکل جاؤ اور مجھے آرام کرنے کا موقع دو، ورنہ اُس کے بعد جو کچھ ہوگا اس کے ذِمّے دار تم خود ہو گے۔"

"کیا مَیں اِس کی زبان کاٹ لوں؟" دیو قامت نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور نوجوان تحقیر آمیز انداز میں ہنسنے لگا۔ دیو قامت نے آگے بڑھ کر جیب سے ایک ڈوری نکالی اور پیچھے کھڑے ہوئے آدمی نے پستول کا رُخ عدنان کی طرف کر دیا، لیکن عدنان نے ہاتھ بندھوانے میں کوئی مداخلت نہیں کی تھی البتہ یہ دُوسری بات ہے کہ اُس نے اپنی تکنیک استعمال کی تھی۔ وہ اب بھی کلائیوں کو رسیوں میں سے باآسانی نکال سکتا تھا، طویل القامت شخص اُسے لے کر ایک دُوسرے کمرے میں آ گیا، یہ کمرہ بالکل خالی تھا بس ایک کونے میں لکڑی کی میز رکھی ہوئی تھی، طویل القامت نے اُس کی طرف دیکھا اور بولا: "ہوں تو کیا فیصلہ کیا تم نے؟"

"یہی کہ تم نہایت احمق اور بے وقوف ہو۔" عدنان بولا۔

"لڑکے مَیں تیری ہڈیاں پیس کر رکھ دوں گا۔" اس نے کہا اور اُسی وقت عدنان نے نہایت اطمینان سے اپنے دونوں ہاتھ رسی سے نکال کر رسی طویل القامت شخص کی طرف

پھینک دی۔ طویل القامت ایک لمحے کے لیے حیرت زدہ رہ گیا تھا لیکن پھر وہ سنبھل گیا۔ اُس نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور آہستہ آہستہ بڑھنے لگا۔ اُس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور بڑھنے کا انداز ایسا تھا کہ جیسے نوجوان کو بازوؤں میں لے کر پیس ہی ڈالے گا لیکن جو کچھ ہُوا غیر متوقع طور پر ہُوا تھا جونہی وہ نوجوان کے قریب پہنچا۔۔۔ اُس نے اپنا داہنا پاؤں اُٹھا کر پوری قوت سے اُس کی جھکی ہوئی پیشانی پہ مارا اور طویل القامت اُلٹی قلابازی کھا کر دُور جا گرا شاید اُس کے فرشتوں کو بھی اس کی توقع نہیں تھی، وہ تو یہی محسوس کر رہا تھا کہ نوجوان کو بازوؤں میں بھر کر اس قوت سے دبائے گا کہ اُس کی ہڈیاں پسلیاں چیخ اُٹھیں گی اور اس کے بعد زبان کھولے بغیر کوئی چارہ اُس کے پاس نہیں رہے گا۔

جسامت میں اس کا اور اس نوعمر لڑکے کا کوئی جوڑ نہیں تھا لیکن جو کچھ اُس نے کیا تھا اُس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ صُورتِ حال کافی خوفناک ثابت ہوگی۔ دیو قامت کو چوٹ تو لگی تھی لیکن اُس نے اُٹھنے میں دیر نہیں لگائی اور اس کے بعد کسی اُرنے بھینسے کی طرح نوجوان پر پل پڑا۔ اُس نے اس بار اس کی گردن گرفت میں لینے کی کوشش کی تھی لیکن صُورتِ حال بالکل ہی مختلف ہوگئی۔

خود اُس کی گردن نوجوان کی گرفت میں چلی گئی تھی۔۔۔!

نوجوان نے اُسے اپنے بازو اور سینے کے درمیان جکڑ کر عجیب انداز میں بل کھایا اور وہ زمین پر گر پڑا۔

موٹے کا سر پُوری قوت سے زمین سے ٹکرایا تھا اور نوجوان قلابازی کھا کر اُٹھ کھڑا ہُوا تھا لیکن اب دیو قامت شخص پر بھی جنون طاری ہوگیا تھا۔ اُس نے بیٹکے انداز میں اُٹھ کر اس بار پھر نوجوان کی کمر کو اپنی گرفت میں لینے کی کوشش کی، لیکن نتیجہ پھر بھی کچھ نہ نکلا۔ نوجوان نے پھر اس کی گردن اور سر کو اپنے بازوؤں کی گرفت میں لے کر اسی انداز میں موڑ دیا تھا۔

طویل القامت پھر نیچے گر پڑا اور اس بار اُس کی ریڑھ کی ہڈی پر ایک زوردار ٹھوکر پڑی اور وہ لڑکھڑاتے ہُوئے دیوار سے جا ٹکا۔ اُس کی آنکھوں میں جنون کے ساتھ ساتھ حیرت کے بھی آثار نظر آ رہے تھے پتہ نہیں باہر والوں کو اس ہنگامے کا علم تھا یا نہیں یا وہ مطمئن ہو کر وہاں سے چلے گئے تھے۔

لیکن اندر کی صُورتِ حال بالکل مختلف ہوتی جارہی تھی۔ نوجوان نے اسی پر اکتفا نہ کیا وہ طویل القامت شخص کے پاس پہنچا اور اس بار اُس نے اس کا گریبان پکڑ کر اُسے اُٹھایا،

یہ بھی معمولی بات نہیں تھی وزن کے لحاظ سے وہ شخص، نوجوان سے تین گنا یا اس سے بھی کچھ زیادہ ہی ہوگا لیکن نوجوان نے اُسے آسانی سے اُٹھا لیا اور پھر وہ اُسے لے کر دوڑتا ہُوا سامنے کی دیوار کی طرف بھاگا اور پُوری قوت سے اُسے دیوار کی طرف دھکیل دیا۔

زوردار دھماکا ہُوا تھا لیکن اس کے بعد طویل القامت کے حواس بحال نہ رہ سکے۔ اُس کی پیشانی کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی یا کھال پھٹ گئی تھی۔ خون بھل بھل کر کے بہتا ہُوا اُس کی آنکھوں، ناک اور مُنہ پر بہہ رہا تھا اور وہاں سے سینے پہ۔ وہ خلاء میں اِس طرح اپنے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا جیسے کسی غیر مرئی شئے کو پکڑنے کی کوشش کر رہا ہو اور اُس کے بعد وہ اوندھا زمین پہ چلا آیا۔

نوجوان ایک لمحے کے لیے رُکا ہی تھا کہ دفعتاً اُوپر سے ایک سفید کانچ کا گولا اندر پھینکا گیا جو نیچے گرتے ہی پھٹ گیا تھا اور اُس میں سے سفید سفید دُھواں خارج ہونے لگا۔

نوجوان نے اپنی ناک اور مُنہ دبا کر دروازے کی جانب دوڑ لگائی لیکن دروازہ اب باہر سے بھی بند کر دیا گیا تھا۔ غالباً وہ لوگ اندر کی صُورتِ حال سے ناواقف نہیں تھے۔ نوجوان نے رُکتی ہُوئی سانس پہ قابو پانے کی کوشش کی اور پھر اُس کے حلق سے غرّاہٹیں نکل گئیں۔ نہ کتے کے بچّو۔ اس کے علاوہ بھی کچھ اور کر سکتے تھے تم۔ آہستہ آہستہ اُس کے اطراف میں دُھندسی چھاتی چلی گئی۔ اس کا دماغ اس دھوئیں کا شکار ہوگیا تھا اور اس کے بعد اُسے کچھ ہوش نہ رہا۔

لیکن بہر طور ہوش تو آتا ہی تھا۔ ہوش میں آنے کے بعد اُس نے اپنے ماحول پر نگاہ ڈالی اور ایک گہری سانس لے کر رہ گیا۔ یہ بھی ایک کمرہ ہی تھا لیکن وہ نہیں تھا جس میں طویل القامت سے اُس کی جنگ ہُوئی تھی۔ اس کے برعکس یہ کمرہ انتہائی متعفّن تھا۔ سامنے والی دیوار میں موٹی موٹی سلاخیں لگی ہُوئی نظر آ رہی تھیں جس میں باہر تالا لٹکا ہُوا تھا۔

اُس کے نیچے کھُردری زمین تھی جس پر وہ لیٹا ہُوا تھا اور کھُردری زمین پر لیٹے رہنے کی وجہ سے چھوٹے چھوٹے بہت سے پتھر اُس کے بدن میں چبھ گئے تھے۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور سلاخوں والے دروازے کے پاس آ کھڑا ہُوا۔ موٹی موٹی سلاخیں پکڑ کر اُس نے باہر کا منظر دیکھا۔ عجیب سی جگہ تھی جہاں ہر تھوڑے فاصلے پر چند آدمی نظر آ رہے تھے۔ اُس نے زور زور

سے جنگلا بجایا اور وہ لوگ اُس کی جانب متوجہ ہوگئے۔ تھوڑی دیر کے بعد کئی آدمی اُس کے قریب پہنچ گئے تھے۔۔۔ وہ اُنھیں بغور دیکھنے لگا۔ "یہ کون سی جگہ ہے؟" اُس نے سوال کیا۔

"تمھاری آخری آرام گاہ۔" ان میں سے ایک نے جواب دیا۔

"لعنت ہے تم اسے آرام گاہ کہتے ہو کم ازکم زمین پر کوئی بستر تو بچھا دیا ہوتا۔"

"فکر مت کرو، اس کے بعد یہ زمین ہی تمھارا بستر ہوگی۔" ان میں سے ایک کرخت لہجے میں بولا۔

"تمہارے اس دیو قامت پہلوان کا کیا حال ہے، میرا خیال ہے کم ازکم پندرہ دِن کے لیے وہ بستر کا ہوگیا ہوگا البتہ اگر تم وہ حرکت نہ کرتے تو شاید اُس کی زندگی ہی سے محروم ہو جاتے۔"

"تمھیں اس گستاخی کی ایسی سزا ملے گی کہ موت کے بعد بھی یاد رکھو گے۔"

"کب ملے گی میرے دوست۔ میں چاہتا ہُوں کہ فیصلہ جلد ہی ہو جائے۔" اسی وقت ایک اور شخص جو لمبوترے چہرے اور سُرخ ناک والا تھا اور عُمدہ لباس میں ملبوس تھا وہاں پہنچ گیا اور وہ تمام آدمی جو اس سے قبل وہاں کھڑے ہُوئے تھے، اِس طرح مؤدب ہو کر پیچھے ہٹ گئے جیسے وہ اُن کے لیے کوئی محترم شخص ہو۔ وہ چند قدم کے فاصلے پر کھڑے ہو کر نوجوان کو گھورنے لگا اور پھر اُس کی بھاری آواز اُبھری۔ "مائیکل جونس سے تم نے جو کچھ حاصل کیا ہے نوجوان دوست! اُس کے بارے میں تفصیلات بتاؤ اور بہتر یہ ہے کہ اُس کے حصول میں ہماری مدد کرو ورنہ کیا فائدہ زندگی کھونے سے ہے؟"

"تم سب ایک ہی مرض کا شکار معلوم ہوتے ہو اور میں تمہارے لیے صرف ہمدردی کے جذبات رکھتا ہُوں۔"

"نوجوان لڑکے باز آجاؤ زندگی کھونے سے، یہ میرا بزرگانہ مشورہ ہے بہتر یہ ہے کہ مائیکل جونس سے حاصل شُدہ شئے کے بارے میں تفصیل بتا دو وہ ہمارے لیے بے حد ضروری ہے۔" دفعتاً نوجوان کے چہرے پہ گہری سوچ کے آثار نظر آئے اور پھر وہ کسی قدر نرم لہجے میں بولا۔ "آخر وہ ایسی کیا شئے ہے جس کے حصول کے لیے تم پریشان ہو۔"

"وہ جو کچھ بھی ہے تم یُوں سمجھ لو کہ تمھارے لیے تو کوئی حیثیت نہیں رکھتی لیکن ہماری زندگی اور موت کا دار و مدار اس پر ہے۔"

"تو بہتر ہے کہ کسی پُرسکون ماحول میں بیٹھ کر تم مجھ سے اس موضوع پہ بات کرو ظاہر ہے تمہارے تشدّد اور تمھاری ان مجرمانہ کوششوں کے نتیجے میں تو مَیں تم سے تعاون نہیں کر سکتا۔" اس بار نوجوان نے سنجیدگی سے کہا تھا۔ سُرخ ناک والے کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے بشاشت دوڑ گئی اور اُس نے فوراً کہا۔ "اگر یہ بات ہے تو مَیں تمھیں ایک شریفانہ نشست کی دعوت دیتا ہُوں۔ بیٹھو ہمارے ساتھ چائے پیو۔" نوجوان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سُرخ ناک والے نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور وہ لوگ دروازے کا تالا کھولنے لگے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی سُرخ ناک والے نے اِدھر اُدھر اشارہ کیا تھا اور دو اسٹین گن بردار سامنے آگئے اور اُنھوں نے اسٹین گنیں سیدھی کر لیں۔ سُرخ ناک والا بھی بے وقوف نہیں معلوم ہوتا تھا بہر طور نوجوان کو لے کر وہ اس کمرے سے باہر نکل آئے۔

یہ کمرہ اس عمارت کا کوئی حصّہ نہیں معلوم ہوتا تھا جس میں اب تک نوجوان نے وقت گزارا تھا۔ یقیناً وہ اِسے کہیں اور لے آئے تھے اور یہ بھدّی اور بدنما عمارت اس عمارت سے بالکل مختلف تھی جس میں نوجوان اِس سے پہلے تھوڑا سا وقت گزار چکا تھا۔ اور جس میں طویل القامت کرائے کے ماسٹر سے اس کا مقابلہ ہُوا تھا۔

اِس بار اُسے جس کمرے میں لایا گیا وہ بھی خاصا کشادہ تھا۔ یہاں قدیم طرز کا فرنیچر بھی نظر آ رہا تھا۔ ساگوان کی ایک بڑی میز تھی جس کے اطراف میں خوبصورت ساخت کی کُرسیاں لگی ہُوئی تھیں۔ سُرخ ناک والے کے علاوہ یہاں تین آدمی اور پہنچ گئے۔ سُرخ ناک والے نے کسی غیر معروف زبان میں ان تینوں سے کچھ کہا اور وہ نوجوان عدنان کی جانب دیکھنے لگے اور پھر ان میں سے ایک نے کہا۔ "مسٹر عدنان بے شک مائیکل جونس ہمارے لیے اہم ترین شخصیت کا مالک تھا اور اُس کے پاس ہماری جو امانت رکھی ہُوئی تھی وہ ہماری زندگی کے لیے انتہائی ضروری تھی لیکن مائیکل جونس کا قاتل ہونے کے باوجود ہم آپ سے اس شرط پہ بہتر سلوک اور دوستی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں کہ کم ازکم آپ ہمیں وہ شئے واپس دلا دیں یا ان لوگوں کے نام بتا دیں جنھوں نے آپ کو اس کام کے لیے آمادہ کیا تھا اور جن کے پاس وہ پیکٹ اب بھی موجود ہے۔ آپ نہیں جانتے مسٹر عدنان کہ ہم اس کے لیے کس قدر بے چین ہیں۔ براہِ کرم تشریف رکھیے۔" عدنان اِطمینان سے کُرسی گھسیٹ کر بیٹھ

گیا۔ اس کی نگاہیں اِدھر اُدھر بھٹک رہی تھیں اور پھر دزدیدہ نگاہوں سے اُس نے اس کھڑکی کی جانب دیکھا جس میں سلاخیں نہیں تھیں اور جو بائیں سمت کھلی ہوئی تھی۔ دُوسری طرف کیا ہے اس بارے میں تو عدنان کو معلوم نہیں تھا لیکن وہ کھلا آسمان صاف دیکھ چکا تھا جس سے اُسے اندازہ ہو گیا تھا کہ کھڑکی سے باہر کھلی جگہ ہے۔

اور یہ جگہ اُس کے لیے باعثِ دلچسپی تھی... وہ اسٹین گن بردار جو سلاخوں والے کمرے یا قیدخانے سے اُسے لے کر یہاں تک پہنچے تھے اب بھی موجود تھے اور دو کونوں میں اُس پر نگاہ رکھے کھڑے ہوئے تھے گویا اِس دوستانہ ماحول کے باوجود اِس کی خطرناک شخصیت کا ان لوگوں کو احساس تھا۔

پھر وہ سب بھی کرسیوں پر نوجوان کے سامنے بیٹھ گئے اور چند لمحات کے بعد وہاں عمدہ قسم کی چائے کے برتن سجا دیے گئے گرم گرم چائے کی پیالیاں ان سب کے سامنے پہنچیں اور اس کے بعد سُرخ ناک والے نے دوستانہ انداز میں پوچھا: "میں جانتا ہوں کہ تم ایک شاندار شخصیت کے مالک ہو اور یقیناً جن لوگوں نے تمھیں اپنے کام کے لیے منتخب کیا۔ اُنھوں نے کمال کیا۔ مائیکل جونس جیسے شخص کو قتل کر دینا معمولی بات نہیں تھی، لیکن جب تم نے ہمارے ایک شاندار لڑاکے کو چت کر دیا تو مائیکل جونس اس کے سامنے کیا حیثیت رکھتا تھا...

"بہر طور نوجوان، مائیکل جونس کے قتل کو معاف بھی کیا جا سکتا ہے لیکن وہ پیکٹ جس میں ایک اہم دستاویز بند تھی، ہمارے لیے بے حد ضروری ہے تم صرف یہ بتا دو کہ تمھیں اس کام کے لیے آمادہ کرنے والے کون لوگ تھے؟"

"میرے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟" نوجوان نے چائے کی پیالی اپنی جانب سرکاتے ہوئے کہا۔

"افسوس کچھ نہیں بلکہ جب ہم پر یہ انکشاف ہوا کہ مائیکل جونس کا قاتل ایک ایسا نوعمر نوجوان ہے جو ان ممالک سے بھی تعلق نہیں رکھتا تو ہمیں بے حد حیرت ہوئی تھی پھر جب تم پہلی بار ہماری نگاہوں میں آئے تو ہم مزید حیران ہو گئے لیکن اس کے باوجود تمھیں معاف تو نہیں کیا جا سکتا تھا۔"

"میرا نام عدنان سلامن ہے۔ یہاں میں براڈو کیمپ میں تربیت حاصل کر رہا ہوں اور میرو کرانز کے سرکردہ لوگ میری سرپرستی کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی مجھے اپنے ذاتی معاملات کے لیے بھی رقم درکار ہوتی ہے وہ دو سیاہ فام تھے غالباً افریقہ کے کسی ملک سے تعلق رکھنے والے جنھوں نے مائیکل جونس کی نشاندہی کرتے ہوئے مجھ سے کہا تھا کہ اگر میں اس شخص سے کسی طرح وہ پیکٹ حاصل کر لوں جو اُس کے نچلے لباس میں ہمیشہ پوشیدہ رہتا ہے تو اُس کے عوض وہ مجھے ایک بڑی رقم دیں گے۔ بے شک میرے اتالیق میری ہر ضرورت پوری کر دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود میں ذرا تنگ دست رہتا ہوں اور مجھے رقم کی ضرورت پیش آتی ہے چنانچہ میں نے اُن کی اِس خواہش کی تکمیل کر دی اور وہ پیکٹ حاصل کر کے اُن کے حوالے کر دیا۔"

"اوہ۔ ان کے بارے میں مزید کچھ تفصیل بتاؤ۔" سُرخ ناک والے نے میز پر گھونسہ مارتے ہوئے کہا لیکن اس وقت وہ ہو گیا جو کسی طور ان کے تصور میں نہیں تھا۔ دفعتاً نوجوان نے اپنے سامنے رکھی ہوئی گرم گرم چائے کی پیالی اُٹھائی اور سُرخ ناک والے کے چہرے کی طرف اُچھال دی۔ گرم چائے سے اُس کا چہرہ بُری طرح جھلس گیا تھا اور وہ کرسی پر اس طرح پیچھے ہٹا کہ کرسی اُلٹ گئی۔ اس کے نزدیک بیٹھے ہوئے لوگ بھی اس سے متاثر ہوئے تھے اور غالباً دونوں کونوں میں کھڑے ہوئے اسٹین گن بردار یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ اُنھیں کیا کرنا چاہیے۔ اگر وہ اسٹین گن سے گولیاں برساتے تو یہاں موجود دُوسرے افراد بھی اُن کی لپیٹ میں آ سکتے تھے اور ان کی اسی کشمکش اور تذبذب نے نوجوان کو موقع فراہم کر دیا۔ دُوسرے لمحے اُس نے کھلی ہوئی کھڑکی سے دُوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ اُسے معلوم نہیں تھا کہ دُوسری طرف کیا ہے؟

لیکن یہ کوشش خودکشی بھی نہیں تھی بلندی سے کُودنے کا اُسے کوئی خاص فن آتا تھا! اور اس وقت اس کے پاؤں سیدھے زمین پر پڑے تھے۔ وہ کسی بھی طرح گرتا کتنی ہی بلندی سے گرتا، پنجے قدموں کے بل ہی پہنچتا تھا لیکن کھڑکی زیادہ بلند نہیں تھی۔ اُسے صرف چند فٹ نیچے گرنا پڑا تھا اور پھر وہ دُوسری پوزیشن میں آ گیا یہ بہتر ہی ہوا جہاں وہ گرا تھا دس بارہ گولیاں زمین سے ٹکرائیں اور جب دُوسری پوزیشن پر گولیاں آئیں تو وہ اس جگہ کو بھی چھوڑ چکا تھا۔ اس کے پاؤں میں پنکھے لگے ہوئے تھے۔

سات آٹھ فٹ بلند دیوار پھلانگنے میں اُسے کوئی دقت پیش نہیں آئی تھی اور آن کی آن میں وہ عمارت سے باہر نکل گیا۔ عمارت کے اطراف چاروں طرف اُونچی اُونچی چٹانیں بکھری ہوئی تھیں۔ کہیں کہیں بھدے طرز کی بوسیدہ عمارتیں بھی نظر آ جاتی

تھیں۔ وہ چٹانوں کی آڑ لے کر دوڑتا رہا اور اس عمارت سے کافی دُور نکل آیا لیکن اُس نے یہاں رُکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ کسی ایسی سمت چلا جانا چاہتا تھا جہاں تعاقب کرنے والے اُسے تلاش نہ کر سکیں۔

اُسے اندازہ ہو چکا تھا کہ عمارت کے مکین اُس کے پیچھے دوڑ پڑے ہیں۔ بہر طور وہ دوڑتا رہا کافی دُور جا کر اُسے ایک سڑک نظر آئی وہ سڑک کے نشیب میں دُوسری طرف پہنچ گیا۔ وہ اس سڑک کے بارے میں اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا اور اس بات کی کوشش بھی کر رہا تھا کہ تعاقب کرنے والوں کے بارے میں اُسے صحیح اندازہ ہو سکے لیکن اب اطراف میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

... یُوں محسوس ہوتا تھا جیسے تعاقب کرنے والے یا تو اس کی سمت کا اندازہ نہیں لگا پائے یا کسی وجہ سے اُس کا تعاقب کرنے سے باز آ گئے ہیں۔ کافی دیر تک وہ سڑک پر اس جگہ چھپا رہا جہاں نشیب تھا اور پھر کسی خیال کے تحت اپنی جگہ سے نکل آیا۔ اطراف میں چھوٹے بڑے پتھر پڑے ہوئے تھے۔ اُس نے کئی پتھر اُٹھائے اور اُنھیں اِدھر اُدھر اُچھال دیا لیکن مسلسل خاموشی چھائی رہی تھی۔

پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا سڑک پر آ گیا اور اُس کی نگاہیں اِدھر اُدھر بھٹکنے لگیں۔ وہ سڑک پر کوئی ایک سمت منتخب کر کے چل پڑا تھا۔ زیادہ دُور نہیں گیا تھا کہ دُور سے اُسے کسی گاڑی کے انجن کی آواز سُنائی دی اور وہ ہوشیار ہو گیا۔

یہ تعاقب کرنے والے بھی ہو سکتے تھے اور اجنبی لوگ بھی۔ بہر طور ایک لمحے میں فیصلہ کرنا تھا کہ کیا کرنا چاہیے، چنانچہ آخری فیصلہ کرنے کے بعد وہ سڑک پر آ گیا۔

اگر وہ تعاقب کرنے والے بھی ہیں تو کسی طور اس گاڑی پر قبضہ کرنے کی کوشش کی جائے گی جو اُن کے پاس موجود ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد گاڑی سامنے آ گئی لمبی سی شیورلیٹ تھی اور اس میں دو آدمی بیٹھے نظر آ رہے تھے۔ نوجوان ہاتھ سیدھے کر کے سڑک پر آ گیا اور چند لمحات کے بعد کار اُس کے پاس آ رُکی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کوئی عورت بیٹھی ہوئی تھی اور اُس کے برابر کوئی مرد بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن دفعتاً نوجوان ٹھٹک گیا۔ شیشے کے پیچھے اُسے جو شکل ڈرائیونگ سیٹ پر نظر آئی تھی اُسے دیکھ کر نوجوان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔ دُوسرے لمحے وہ تیزی سے آگے بڑھا اور ڈرائیونگ سیٹ کی کھڑکی کے نزدیک پہنچ گیا۔

"ممّا آپ؟" سدھاشی کا مُسکراتا ہوا چہرہ اُس کے سامنے تھا۔ یہ اُس کی ماں تھی اور نزدیک بیٹھا ہوا شخص اُس کے لیے بالکل اجنبی حیثیت رکھتا تھا۔

"آؤ، پیچھے بیٹھ جاؤ۔" سدھاشی کی آواز اُبھری اور وہ پھُرتی سے پچھلا دروازہ کھول کر عقبی سیٹ پر جا بیٹھا۔

"جلدی چلو ممّا۔ میرے کچھ دُشمن میرا تعاقب کر رہے ہیں۔" اُس نے کہا۔ سدھاشی نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

"مگر۔ ممّا۔ تم۔ تم یہاں کیسے۔ تم اِس طرح۔ اچانک یہاں براڈو میں تمھارا کیا کام۔ کب آئیں۔ کیا میری تلاش میں سرگرداں رہی تھیں؟" اُس نے بے شمار سوالات ایک ساتھ کر ڈالے اور پھر اُس کی نگاہ ماں کے قریب بیٹھے ہوئے شخص پر پڑی اور اُس نے آہستہ سے کہا: "یہ شخص کون ہے؟"

"ساری باتیں یہیں پوچھ لوگے عدنان، کچھ دیر صبر نہیں کر سکتے؟" سدھاشی نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ممّا۔ میں دراصل بے حد۔ بے حد" وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔ سدھاشی اطمینان سے کار ڈرائیو کرتی رہی تھی۔ لمبی سڑک عبور کرنے کے بعد وہ شہری آبادی میں داخل ہو گئی اور پھر ایک خوب صورت ہوٹل کے سامنے اُس نے کار روک دی۔

"یہاں ممّا۔ یہاں؟" عدنان نے تعجب سے کہا۔

"ہاں۔ میں یہیں ٹھہری ہوئی ہوں آؤ۔" سدھاشی نے کہا اور گاڑی کا انجن لاک کر کے نیچے اُتر آئی۔ نوجوان اُس کے ساتھ ساتھ ہی اُتر گیا۔ دُوسری طرف سے وہ شخص بھی نیچے اُتر آیا تھا۔

"ممّا آپ نے اِن صاحب کا تعارف نہیں کرایا، یہ کون ہیں، میں نے اس سے پہلے انھیں نہیں دیکھا؟" نوجوان پھر بولا لیکن سدھاشی خاموشی سے ہوٹل کے اندرونی حصّے کی جانب چل پڑی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ تینوں ایک خوبصورت کمرے میں داخل ہو گئے۔ نوجوان کئی بار اس اجنبی شخص کو دیکھ چکا تھا جس کے چہرے پر ایک نرم اور پُرمحبت مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ کمرے میں پہنچ کر سدھاشی نے دروازہ بند کر دیا اور پھر نوجوان کی طرف دیکھ کر بولی: "تم اپنی ذہانت سے کام لے کر بتاؤ کہ یہ کون ہو سکتے ہیں!"

"ممّا۔ میں جن حالات سے گزر چکا ہوں اُن کے تحت میرا ذہن منتشر ہے۔ اس وقت ذہن پر زور نہیں دے سکتا۔

تم خود ہی بتا دو کہ یہ کون ہیں؟"

"بیٹے کیا تم میرا نام سُن کر میرے بارے میں کوئی اندازہ لگا سکتے ہو؟" اجنبی نے نرم لہجے میں کہا۔

"کوشش کروں گا۔" نوجوان بولا۔

"میرا نام مارلینو ہے۔" اجنبی شخص نے بتایا اور عدنان ایکدم چونک پڑا۔ وہ تعجب سے اس اجنبی چہرے کو دیکھ رہا تھا اور پھر وہ آہستہ سے آگے بڑھا اور اُس نے بھاری بھرکم اجنبی کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا پھر اُسے ہونٹوں کے قریب کرتا ہُوا بولا۔ "مَیں اس مقدس ہاتھ کو انسانیت کا سرپرست اور اپنے لیے سب سے محترم تصوّر کرتا ہُوں کیونکہ یہ میری ماں کے سر پر سایہ فگن رہا ہے۔" اُس نے مارلینو کا ہاتھ چُوم لیا۔

"گُڈ۔ وری گُڈ مائی۔" مارلینو نے نوجوان کو کھینچ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ "مجھے فخر ہے بیٹے۔ مجھے فخر ہے تم پر اور سدھاشی تم پر بھی۔ بلاشبہ تم نے ایک شیر کو جنم دیا ہے اور اُس کی تربیت بھی شیر ہی کی مانند کی ہے بیٹھو۔" مارلینو نے کہا۔ سدھاشی مُسکراتی ہُوئی صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ مارلینو خود بھی ایک صوفے پر بیٹھ گیا اور عدنان اُس کے سامنے پہنچ کر بیٹھنے ہی لگا تھا کہ دفعتاً چونک کر اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔ مارلینو اور سدھاشی بھی اُسے بیٹھتے بیٹھتے اُٹھتے دیکھ کر چونک پڑے تھے۔ مارلینو نے کچھ کہنے کے لیے مُنہ کھولا ہی تھا کہ نوجوان عدنان نے اُنھیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ چیتے کی طرح جست لگا کر دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر اُس نے پُوری قوت سے ہینڈل کھولا اور دُوسرے لمحے باہر ہاتھ نکال دیا۔

اور اس کے بعد بجلی سی کوند گئی۔ ایک شخص بڑی طرح لڑکھڑاتا ہُوا اندر آ گرا۔ فرش پر گرتے ہُوئے وہ سینٹر ٹیبل سے ٹکرایا اور اُس کے حلق سے ایک چیخ نکل گئی۔۔۔ عدنان نے پلٹ کر دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ اُس شخص کی طرف بڑھا اُسے دیکھ کر اُس کے ہونٹوں پر طنزیہ مُسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ "ہوں تو تم پہنچ گئے یہاں۔" اُس نے کہا۔ یہ وہی لبوترے چہرے اور سُرخ ناک والا آدمی تھا جس نے عدنان سے مائیکل جونس کے قتل کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ مارلینو نے بھی اُسے دیکھا اور بے اختیار ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ "ارے نہیں نہیں، بس بس عدنان بیٹے بس۔ یہ اپنا آدمی ہے۔" عدنان نے چونک کر مارلینو کی طرف دیکھا اور پھر اپنی ماں کی طرف۔ سدھاشی نے گردن ہلاتے ہُوئے کہا۔ "ہاں عدنان پلیز یہ مسٹر مارلینو کے ساتھی ہیں۔"

"مگر مما۔ یہ۔ یہ لوگ تو۔۔"

"اوہ مسٹر رونسکی آپ یہاں کیسے آ گئے؟ آپ کو زیادہ چوٹ تو نہیں آئی؟" مارلینو نے آگے بڑھ کر زمین پر گرے ہُوئے شخص کو اُٹھایا اور اُسے سہارا دے کر صوفے پر بٹھا دیا چوٹ لگنے کے باوجود وہ مُسکرا رہا تھا۔

"آپ نے ہمیں کس جن کے حوالے کر دیا تھا مسٹر مارلینو۔ ستیاناس کر کے رکھ دیا اس نے ہم سب کا۔"

"مَیں نے غلط تو نہیں کہا تھا مسٹر رونسکی، مَیں نے تنظیم کو ایک اور شیر سے رُوشناس کرا دیا ہے۔" مارلینو نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"مَیں آپ کو یہی اطلاع دینے آیا تھا کہ وہ ہمارے قبضے سے نکل گیا لیکن مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ حضرات یہاں جمع ہو چکے ہیں۔ آہ میرا خیال ہے کہ میری ریڑھ کی ہڈی پر زبردست چوٹ آئی ہے۔" وہ کراہتا ہُوا بولا۔

"سوری مسٹر رونسکی۔ لیکن کیا آپ کمرے کے دروازے پر کچھ لمحے کے لیے رُکے تھے؟"

"رُکا نہیں تھا، دستک دینے والا تھا میرا ہاتھ آہستہ سے کمرے کے دروازے پر پڑا تھا کہ مجھ پر یہ قیامت ٹوٹ پڑی۔" رونسکی نے جواب دیا۔

"عدنان سلامن سے مِل کر تمھیں یقیناً خوشی ہُوئی ہو گی مسٹر رونسکی؟"

"آپ خوشی کی بات کر رہے ہیں۔ زندگی بھر اس ملاقات کو یاد رکھوں گا۔ یہ نوجوان چھوٹی سی عمر میں اِتنا کچھ ہے تو آگے چل کر کیا ہو گا؟" سُرخ ناک والے نے عدنان کی طرف دیکھا، عدنان کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اُس نے کئی بار سوالیہ نگاہوں سے اپنی ماں کی طرف دیکھا۔ لیکن اُس کے ہونٹوں پر ایک پُراسرار مُسکراہٹ کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آیا تھا، چنانچہ وہ سمجھ گیا کہ کوئی لمبا ہی چکر چل رہا ہے۔ تب مارلینو نے رونسکی سے کہا۔ "مسٹر رونسکی تمام کام ہو چکا ہے۔ آپ آرام کیجیے، ہم لوگ کچھ گفتگو کر رہے ہیں، کیا آپ آسانی سے جا سکتے ہیں؟"

"ہاں مَیں چلا جاؤں گا اور کوئی حکم مسٹر مارلینو؟" رونسکی

نے صوفے کا سہارا لے کر اُٹھتے ہُوئے کہا۔

"نہیں بہت بہت شکریہ، آپ نے اِس سلسلے میں مجھ سے جو تعاون کیا ہے، میں اس کے لیے بے حد شکر گزار ہُوں۔"

"تو پھر مجھے اجازت دیجیے۔" رونسکی اب بھی سیدھا نہیں ہو رہا تھا۔

"اگر آپ ضرورت محسوس کریں تو مَیں فون کر کے آپ کے لیے۔۔۔" مارلینو نے پیش کش کی۔

"نہیں نہیں، باہر میرے آدمی موجود ہیں۔ ویسے واقعی میری ریڑھ کی ہڈی میں سخت چوٹ آئی ہے، مجھے اسپتال جانا پڑے گا۔" رونسکی نے کہا اور کراہتا ہُوا باہر نکل گیا۔

"بس بیٹے دروازہ بند کر دو مزید کسی کو اندر لانے کی ضرورت نہیں ہے۔" مارلینو نے پُرمزاح انداز میں کہا اور عدنان نے شانے اُچکا کر دروازہ بند کر دیا۔ اِس کے بعد وہ اطمینان سے اُن کے سامنے آ بیٹھا۔ اس کے انداز میں لاپروائی تھی۔

مارلینو گہری نگاہوں سے عدنان کا جائزہ لے رہا تھا۔ یقیناً شیران اب تنہا نہ رہا تھا۔ عدنان اُس کا جواب تھا۔ ہر چند اُس کے خدوخال شیران سے ہُوبہُو نہیں ملتے تھے لیکن اس میں شیران کی جھلکیاں موجود تھیں۔ تن و توش، قوت، آنکھوں کی تیز چمک، شیران کی جوانی پیش کرتی تھیں البتہ شیران جیسی درندگی اس میں نہیں تھی۔ وہ اخلاق و مروّت سے آشنا تھا یا پھر سدھاشی نے مارلینو کے بارے میں اُس سے جو کچھ کہا تھا وہ اُس سے بہت متاثر تھا۔

"ممی! مسٹر مارلینو کو کچھ پلائیے۔" اُس نے کہا۔

"مسٹر مارلینو سے پوچھو؟" سدھاشی نے کہا۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے جناب؟"

"کافی۔" مارلینو نے مُسکراتے ہُوئے کہا اور عدنان کافی کا بندوبست کرنے لگا۔ کافی پیتے ہُوئے مارلینو نے کہا۔ "دیارِ غیر میں تم نے کافی زندگی بسر کر لی عدنان۔ پہاڑوں کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟"

"بارہا مَیں نے ممی سے کہا کہ مَیں اپنے باپ کی سرزمین کے بارے میں جاننا چاہتا ہُوں۔ اُسے دیکھنا چاہتا ہُوں لیکن ممی نے ہر بار ایک ہی جواب دیا۔"

"کیا؟"

"یہی کہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ مسٹر مارلینو وہ وقت کب آئے گا؟"

"اپنے باپ کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"اُس نے زندگی میں صرف ایک غلطی کی ہے۔" عدنان نے آہستہ سے کہا۔

"وہ کیا؟"

"میری ممی کو قتل کرنے کی کوشش۔ ممی معصوم ہے اور اتنی اچھی ممی کے ساتھ یہ سلوک مناسب نہ تھا۔" عدنان نے کہا۔

"اُس نے اس جیسی بہت سی لڑکیوں کو قتل کیا ہے۔ کیا تمھاری ممی نے یہ بات نہیں بتائی؟"

"میرے باپ کے بارے میں اِتنا کچھ بتایا ہے ممی نے کہ اَب مَیں اُس کے قدموں کے نشان دیکھ کر بتا سکتا ہُوں، وہ شیران سلامن ہے۔"

"تمھارا کیا خیال ہے اُس کے بارے میں؟"

"آئیڈیل ہے وہ میرا۔ ایسا شاندار باپ ملنا مشکل ہے۔" عدنان نے جواب دیا۔

"اُس کی خونریز فطرت؟" مارلینو بولا۔

"جنگل کا شیر ہے وہ۔ کون اُس کا ہمعصر بن سکتا ہے؟ شیر خونخوار نہ ہو تو گیدڑ میں اور اُس میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔ لومڑیاں اس کے گرد کیوں چکراتی تھیں۔ یہ جاننے کے باوجود کہ وہ شیر ہے۔" عدنان کے لہجے میں غرور تھا۔

"تمھاری ماں بھی تو ان میں شامل تھی۔"

"نہیں مسٹر مارلینو وہ شیرنی ہے۔ شیرنی اور شیر کے امتزاج ہی سے ببر شیر پیدا ہوتا ہے۔ میرا باپ اُسے پہچان نہیں سکا تھا۔"

"وہ تمھیں مِل جائے تو کیا کرو گے؟"

"پیار کروں گا اُسے۔ عقیدت سے اُس کے پاؤں چُوم لُوں گا لیکن اِس کے ساتھ ہی اُسے مجبور کروں گا کہ وہ میری ماں کو چاہے۔ اسے اس کا جائز مقام دے اور اُسے یہ کرنا ہو گا۔"

"شیران آج تک صرف وہی کرتا رہا ہے جو اُس نے چاہا۔ کوئی اُسے مجبور نہیں کر سکا۔"

"مَیں کروں گا۔ مَیں کروں گا۔"

"ہاں۔ لوہے کو لوہا کاٹتا ہے۔ تم اپنی آبائی زمین پر جانا پسند کرو گے؟"

"دِل و جان سے۔ یہ میری خواہش ہے۔ مگر ممی۔"

"مسٹر مارلینو جو چاہیں گے وہی میری آرزو ہوگی عدنان" سدھاشی نے کہا۔

"کیوں مسٹر مارلینو کیا آپ؟"

"ہاں عدنان تمہاری وادیوں کو تمہاری اشد ضرورت ہے۔ میں یہاں تمہیں لے جانے کے لیے رُکا ہوں۔" مارلینو نے جواب دیا۔

"او مسٹر مارلینو۔ مسٹر مارلینو" عدنان اپنی جگہ سے اُٹھا اور مارلینو کو گود میں اُٹھا کر ناچنے لگا۔ پھر بولا مگر یہ رونسکی اور اس کے ساتھی کون تھے؟"

"اس کی تفصیل بعد میں بتاؤں گا۔" مارلینو نے کہا۔ عدنان نے ضد نہیں کی تھی۔ دُوسرے دن مارلینو نے سُرخ ناک والے زخمی شخص سے کہا۔ "عدنان کی مکمل رپورٹ ڈیپارٹمنٹ کو دے دو اور اطلاع دے دو کہ میں اُسے لے کر پہاڑوں میں جا رہا ہوں۔"

ڈیج مین جیسے خطرناک آدمی کی اکلوتی بیٹی کو قتل کر کے نکل آنا معمولی بات نہیں تھی۔ شیران جانتا تھا کہ ڈیج مین اُس کی تلاش میں زمین کا کونا کونا چھان مارے گا۔ اس لیے وہ کسی ایک جگہ نہ رُکا۔ گرانٹا نے اُسے جو کاغذات مہیا کیے تھے اُن کے ذریعے وہ گرانٹا کا مُلک چھوڑنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ایک بار پھر اُس کے قدم سرزمینِ ایشیا پر آ پڑے تھے۔

لیکن اب اُسے آبادیوں سے اُکتاہٹ ہو رہی تھی۔ زندگی کی یکسانیت گراں گزر رہی تھی۔ بہت کچھ سیکھا تھا اُس نے دُنیا سے اور یہی اندازہ لگایا تھا کہ جدید آبادیاں سازشوں اور جرائم سے بھری پڑی ہیں۔ وہاں رہنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ اپنے جیسے انسانوں کو قتل کرتے رہو ضرورت کی ہر چیز چھین لو اور اگر کوتاہی کرو تو مر جاؤ! اور نہ جانے کیوں انسانی خون کے اس کھیل سے اب اُسے نفرت محسوس ہو رہی تھی۔ وہ جہاں بھی قیام کرتا وہاں ہفتوں اپنی آرام گاہ سے نہ نکلتا اور کاہلوں کے سے انداز میں پڑا رہتا۔ خود اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب وہ کیا چاہتا ہے۔ ان دنوں بھی وہ ایک بڑے شہر کے ایک عمدہ ہوٹل میں مقیم تھا۔ یہاں آئے ہوئے اُسے نو دن گزر گئے تھے اور اب اُس کے پاس کرنسی بھی ختم ہو گئی تھی اور اس ہوٹل کا بل ادا کرنے کے لیے اُس کے پاس کچھ نہیں تھا لیکن "کچھ" حاصل کر لینا اُس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ البتہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ اب وہ کیا چاہتا ہے؟ زندگی کی اِس طویل دوڑ میں اُسے اب تک کیا ملا ہے۔ نہ کوئی دوست نہ ہمدرد نہ کوئی ایسا جس کے ساتھ کچھ باتیں کی جائیں۔ سب کے سب عجیب ہے۔ یا پھر یہ اس کی کوتاہیاں ہیں، اس کی سوچ غلط ہے۔ لیکن اس بات کو اس کا دل تسلیم نہیں کرتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اُس نے آج تک غلط نہیں سوچا۔ دُنیا میں رہنے والے ہی غلط ہیں۔ کیوں نہ اِن سے دُور ان ویرانوں کو اپنایا جائے جہاں انسان نہیں ہوتے۔ گنگناتی ہوئی ندیاں حسین آبشار لہلہاتے جنگل اور اُن کے درمیان وحشی جانور ہوتے ہیں جنہیں ہلاک کرو اور لطف اُٹھاؤ۔ یہ جانور خوراک بھی بن سکتے ہیں۔ یہی مُناسب ہے۔ کبھی جنگلوں سے دِل اُکتا یا تو دیکھا جائے گا۔

لیکن اپنی پسند کی جگہ تلاش کرنا بھی تو ایک مسئلہ ہے۔ کوئی حرج نہیں ہے۔ کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ اپنی قیام گاہ سے نکل آیا۔ اُس نے ہوٹل کے عملے سے آنکھ بچا کر نکلنے کا فیصلہ کیا تھا اور اس میں اُسے کوئی دقت نہیں ہوئی تھی۔

ہوٹل سے نکل کر وہ سڑک پر آ گیا اور پھر پُر اطمینان قدموں سے ایک سمت چل پڑا۔ ذہن میں کوئی خاص منصوبہ نہیں تھا۔ بے خیالی کے انداز میں نہ جانے اُس نے کتنا سفر طے کیا اور پھر اُسے احساس ہُوا کہ وہ آبادیاں پیچھے چھوڑ آیا ہے۔ یہ راستہ شہر سے باہر جانے کا تھا۔ ایک سنگِ میل پر اُسے شہر کی آخری حدود کے الفاظ نظر آئے تھے لیکن وہ آبادی سے دُور ہی جانا چاہتا تھا۔ وہ چلتا رہا۔ کئی گھنٹے گزر گئے۔ سڑک کے اطراف میں دو رویہ درختوں کی قطاریں نظر آ رہی تھیں۔ اُن کے درمیان بچھی ہُوئی سڑک ٹھنڈی تھی اور اُس پر چلتے ہُوئے اُسے کوئی پریشانی نہیں ہو رہی تھی۔

رات ہو گئی اور وہ سڑک سے اُتر کر ایک ہموار جگہ رُک گیا۔ یہاں اُس نے آرام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ رات کے نہ جانے کون سے پہر تک وہ جاگتا رہا اور پھر پلکیں جُڑ گئیں لیکن سوتے ہُوئے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ اُسے جگا دیا گیا۔ کسی نے اُس کی گردن شکنجے میں کسی ہُوئی تھی۔ پستول کی نال اُس کی پیشانی سے چپکی ہُوئی تھی۔

چند لمحات تو شیران کو صُورتِ حال کا اندازہ نہ ہو سکا، لیکن پھر وہ سنبھل گیا اُسی وقت اُسے ایک کرخت آواز سنائی دی "خبردار جُنبش کی تو کھوپڑی میں سوراخ ہو جائے گا!"

شیران ساکت ہو گیا۔ اُسے دبوچنے والا خاصے لمبے چوڑے بدن کا مالک تھا اور اس وقت شیران پر پُوری طرح چھایا ہُوا تھا۔ دفعتاً شیران نے تھوڑے ہی فاصلے پر کچھ آوازیں سنیں اور

اُس کا دُشمن اُس کے کان سے قریب مُنہ کر کے بولا۔ "ہلکی سی آواز بھی نکلی تو۔" اُس نے پستول کا دباؤ شیران کی پیشانی پر بڑھا دیا۔

"کس مصیبت کا شکار ہو تم؟" شیران کو غصّہ آنے لگا۔ پستول کا دباؤ ڈالنے والے نے اس کی گردن چھوڑ کر اپنا ہاتھ اُس کے مُنہ پر رکھ دیا۔ وہ شاید فائر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

تقریباً دس منٹ اسی طرح گزر گئے پھر اطراف میں بکھری ہُوئی آوازیں معدوم ہو گئیں اور پھر کسی گاڑی کا انجن اسٹارٹ ہُوا۔ اُس کے بعد گاڑی دُور نکل گئی۔ تب اس شخص نے شیران کے مُنہ پر سے ہاتھ ہٹا لیا۔

"یہاں کیوں مر رہے تھے تم۔ کون ہو؟" اُس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"تم پر کیا مصیبت نازل ہُوئی ہے؟" شیران نے اُٹھتے ہُوئے کہا۔

"مجھ پر۔" اس شخص نے آہستہ سے کہا۔ پھر بولا۔ "بتا دُوں گا۔ پہلے تم اپنے بارے میں بتاؤ۔" اس بار اُس کا لہجہ نرم تھا۔

"مسافر ہُوں۔"

"اور یہ جگہ مسافر خانہ۔ کیوں؟" وہ ہنس پڑا۔

"یہی سمجھ لو۔"

"پیدل سفر کر رہے تھے؟"

"ہاں۔"

"کہاں جا رہے تھے؟"

"کوئی منزل نہیں تھی۔"

"آوارہ گرد ہو؟"

"یہی سمجھ لو۔"

"حُلیہ تو آوارہ گردوں کا نہیں ہے۔"

"بکواس کر چکے یا کچھ اور بکو گے؟" شیران نے کہا اور وہ آنکھیں پھاڑنے لگا پھر بولا۔

"خوفزدہ نہیں ہو مجھ سے؟" شیران خاموش رہا۔۔۔ اُس کا ذہن پُوری طرح جاگ گیا تھا۔ اُس شخص نے اس کی گردن دبوچی تھی پستول کی نال رکھی تھی، اس کی پیشانی پر اور شیران کے اصولوں کے مطابق قابلِ سزا ہو گیا تھا پھر اُس کا سوال شیران کو بھڑکانے کے لیے کافی تھا۔ لیکن غصّے کے ساتھ ساتھ فطرت کی مکّاری بھی عود کر آئی تھی، چنانچہ وہ ایک دم بدل گیا۔

"کیا تم بھُوت ہو؟" اُس نے کہا۔

"اُس سے بھی زیادہ خطرناک۔"

"ایسا ہی لگتا ہے۔ کون لوگ تھے وہ؟"

"میرے دُشمن۔"

"کیا تم بھی پیدل سفر کر رہے تھے؟"

"نہیں میری گاڑی اُس جھنڈ میں گھُسی ہُوئی ہے۔ ذرا سا رُخ بدل جاتا تو تم اُس کے نیچے پس ہی گئے تھے۔"

"قصّہ کیا ہے؟" شیران نے پوچھا لیکن وہ خاموش رہا، پھر اُس نے کہا۔ "میں نہیں جانتا تم کون ہو لیکن جو کوئی بھی ہو، دلیر معلوم ہوتے ہو۔ کیا تم ایک بڑی رقم حاصل کرنا پسند کرو گے؟"

"کتنی؟" شیران نے پوچھا۔

"اتنی کہ کئی سال تک عیش کر سکو۔"

"کیا حرج ہے؟" شیران بولا۔

نامور لکھاری ایم۔ اے راحت کی ایک دلچسپ رُوداد

خون آشام

ایک سنگ صفت، شعلہ ساماں نوجوان کی عجیب و غریب سرگزشت

ایک سالخوردہ بوڑھا جو صدیوں سے زندہ تھا۔ جو اس بہادر نوجوان کی زندگی کا لازمی حصّہ بن گیا۔

سسپنس، خوف، تحیّر کے نئے کون و مکاں
داستان در داستان ایک طلسم خانہ

قیمت -/۴۰ ڈاک خرچ -/۲۰

ناشر:- علی میاں پبلی کیشنز عزیز مارکیٹ اُردو بازار لاہور
اسٹاکسٹ، علی بکسٹال چوک میو ہسپتال نسبت روڈ لاہور

"تو پھر اُٹھو۔ مَیں تمھاری تقدیر بدل دُوں گا۔ میرا نام مائیک شیلرے ہے۔ تمھارا نام کیا ہے؟"

"تم مجھے براؤن کہہ سکتے ہو۔"

"آؤ ڈیئر براؤن۔ اگر ہم دُشمن سے بچ کر اس جگہ پہنچ گئے جہاں میری منزل ہے تو مَیں پچاس ہزار ڈالر تمھیں پیش کروں گا۔ نقد اور اس میں کوئی فریب نہیں ہے۔ یہ رقم میرے پاس موجود ہے۔ دِن کی روشنی میں تم اُسے دیکھ سکتے ہو۔" شیلرے نے کہا۔

"جانا کہاں ہے؟"

"اس سڑک کا اختتام ہروکا نامی بستی پر ہوتا ہے۔ وہاں سے یہ تین سمتوں میں بٹ جاتی ہے۔ ہمیں چوتھی سمت دریائے کاؤن کی طرف جانا ہے جہاں میری کشتی پوشیدہ ہے۔ تم صرف دریائے کاؤن تک میرا ساتھ دو۔"

"سفر ابھی شروع کرو گے؟"

"ہاں۔ ابھی۔"

"لیکن آگے تمھارے دُشمن جا رہے ہیں۔"

"ہم ان کے پیچھے پیچھے چلیں گے۔ دراصل میرے پاس وقت نہیں ہے۔ مجھے ہر قیمت پر مطلوبہ وقت میں وہاں پہنچنا ہے۔ دِن کی روشنی میں وہ زیادہ مؤثر ذرائع سے مجھے تلاش کریں گے۔"

"لعنت ہے تم پر۔ چلو میں تیار ہُوں۔" شیران نے کہا اور مائیک شیلرے اُسے ساتھ لے کر جھاڑیوں کے اس جھنڈ میں داخل ہو گیا جہاں اُس کی کار کھڑی ہُوئی تھی۔ اُس نے کار میں گھس کر اِنجن اسٹارٹ کیا اور اُسے باہر نِکال لایا۔

"ان پچاس ہزار ڈالر کے عوض مجھے کیا کرنا ہو گا؟" شیران نے پوچھا۔

"ہم ہروکا پہنچیں گے۔ اس دوران تم میرے دُشمنوں پر نِگاہ رکھو گے۔ پھر کل صبح دس بجے ہم ہروکا کے ہیلی پیڈ پر ایک چھوٹا سا کام کریں گے اور بس۔ مَیں دریائے کاؤن کے ساحل پر پہنچ کر تم سے جُدا ہو جاؤں گا۔ اتنا سا کام اور معاوضہ پچاس ہزار ڈالر۔"

"وہ چھوٹا سا کام کیا ہو گا مسٹر شیلرے؟" شیران نے پوچھا۔

"یہ تمھیں کل دس بجے ہی معلوم ہو سکے گا۔" شیلرے نے فیصلہ کُن لہجے میں کہا۔ مائیک شیلرے کار ڈرائیو کرتا رہا۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد وہ بولا۔ "اطراف پر نِگاہ رکھو۔ وہ لوگ میرے بارے میں کچھ نہیں جانتے لیکن اُنھیں مجھ پر شک ہو گیا ہے۔ ممکن ہے راستے میں وہ ہمارے منتظر ہوں۔"

شیران نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر اچانک جھلاہٹ کا حملہ ہُوا تھا اور وہ اس منحوس شخص کے بارے میں سوچ رہا تھا جو اس کے آرام میں مخل ہو گیا تھا۔ کوئی خوبصورت بیڈ رُوم ہو یا جنگل کی یہ گھنی جھاڑیاں، نیند تو آ گئی تھی اس کے بعد تو صبح ہی کو آنکھ کھلتی لیکن اس سُور حرام نے۔۔۔ اور اُوپر سے اس کی فضول بکواس لیکن شیران نے کسی جھلاہٹ کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ شیلرے بہت مستعد اور پھرتیلا تھا۔ وہ بڑی مہارت سے کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ راستے میں کوئی قابلِ ذکر بات نہیں ہُوئی اور یہ طویل سفر جاری رہا۔ پھر کسی آبادی کے آثار نظر آئے اور شیلرے نے کار کی رفتار سُست کر دی۔ وہ دُور تک نِگاہ دوڑا رہا تھا اور پھر اُس نے کار ایک کچّے راستے پر اُتار دی۔ دُھول کی چادر بُلند ہو گئی تھی۔ کار اس دُھول میں اندھا دُھند سفر کرتی ہُوئی بالآخر ایک جگہ رُک گئی۔ یہ ایک کھنڈر تھا۔ کچی مٹّی سے بنی ہُوئی قدیم عمارت جو ویرانے میں تھی۔ شیلرے اپنی کار عمارت کی دیواروں سے اندر لے گیا اور پھر اُس نے اِنجن بند کرتے ہُوئے کہا۔ "موزوں جگہ ہے۔ کیا خیال ہے؟"

"مَیں نے غور نہیں کیا۔" شیران بولا۔

"تم کچھ اُکھڑے اُکھڑے سے ہو، کیا بات ہے؟"

"اور تم غیر ضروری بکواس کرنے کے ماہر معلوم ہوتے ہو۔ نیند سے جگایا، مجھے یہاں تک لائے اور ایک بھی بات ایسی نہیں بتائی جو تمھاری ذات سے متعلق ہو۔ اِس کے برعکس نہ جانے کیا کیا بکے جا رہے ہو۔"

شیلرے نے کلائی پر بندھی ہُوئی گھڑی میں وقت دیکھا اور بولا۔ "تم اگر سونا چاہو تو مجھے اعتراض نہیں ہو گا لیکن یہاں جھاڑیاں بھی نہیں ہیں اور نہ ہی وقت رہ گیا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر میں روشنی ہو جائے گی۔"

"ٹھیک ہے تم کیا کرنے والے ہو اور کیا چاہتے ہو، اِس سے مجھے دِلچسپی نہیں ہے۔ وہ رقم دِکھاؤ مجھے جو تم نے مجھے دینے کا وعدہ کیا ہے۔"

"اوہ۔ وہ۔ ہاں کیوں نہیں۔" اُس نے کہا اور جیب میں ہاتھ ڈال دیا لیکن جب اُس کا ہاتھ باہر آیا تو اُس میں پستول چمک رہا تھا۔ شیران چونک پڑا۔ مائیک شیلرے کے ہونٹوں پر عجیب سی مُسکراہٹ تھی اور وہ شیران کو تمسخر آمیز نِگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ زندگی اور موت کے کھیل میں صرف چند لمحات تھے صرف چند لمحات۔

شیران کی نِگاہ مائیک شیلرے پر جمی ہُوئی تھی۔ شیلرے نے پستول گود میں رکھا اور پھر دوبارہ جیب میں ہاتھ ڈال کر نوٹوں کی ایک گڈی نِکال لی اور شیران کے سامنے ڈالتا ہُوا بولا۔ "ان بڑے نوٹوں کی مالیت کا اندازہ لگاؤ۔ تمھیں اِطمینان ہو جائے گا۔ لیکن یہ اسی وقت تمھاری ملکیت بن سکتے ہیں جب میرا کام ہو جائے۔"

"بار بار کام کا تذکرہ کر کے میرا ذہن خراب مت کرو۔ مجھے اس کام کے بارے میں کچھ نہیں معلوم تو مَیں اس کے بارے میں سُننا بھی نہیں چاہتا۔"

"بہت جلد باز معلوم ہوتے ہو۔" شیلرے ہنستا ہُوا بولا پھر کہنے لگا۔ "زندگی کس طرح گزار رہی ہے؟ کیا کرتے رہے ہو؟"

"صرف آوارہ گردی۔"

"ویرانوں میں سکون کی گہری نیند سونے والے کو بڑے دِل کا مالک کہا جا سکتا ہے۔ کبھی جرائم کی زندگی سے بھی کوئی واسطہ رہا؟"

"جُرم کو اگر جُرم سمجھا جائے تو کرنا ضروری نہیں ہے۔ موقع کی مُناسبت سے ہر کام ضرورت ہوتا ہے۔"

"کسی کو قتل کرنے کا اتفاق ہُوا؟" شیلرے نے پوچھا۔

"اگر تم پولیس کے آدمی ہُوئے تو میرے اعتراف پر مجھے گرفتار کر لو گے۔ اس لیے مَیں اقرار کیوں کروں۔" شیران نے مُسکراتے ہُوئے کہا اور شیلرے بھی ہنسنے لگا۔

"مَیں ایک قتل کرنا چاہتا ہُوں۔ اسی کے لیے اس علاقے میں آیا ہُوں۔"

"صرف ایک قتل کے لیے اِتنی تگ و دو۔"

"وہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔"

"کون ہے؟"

"ایک بہت بڑے ملک کی بہت اہم شخصیت جو یہاں ایک خاص پروگرام کے تحت آ رہی ہے۔ بڑی آبادیوں میں ایسے کام بہ آسانی ہو سکتے ہیں لیکن مَیں نے اس کے پروگرام میں سے یہ علاقہ منتخب کیا ہے۔ یہ موزوں ترین جگہ ہے۔"

"کوئی سیاسی معاملہ ہے؟"

"ہاں یہی سمجھ لو۔" شیلرے نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"دریائے کاؤن کے راستے تم نے کام کے بعد واپسی کا بندوبست کر لیا ہے؟"

"ہاں۔ بہت سادہ سے انداز میں۔"

"یعنی؟"

"وہاں ایک کشتی موجود ہے جو مجھے تاریان کے جنگل علاقے میں لے جائے گی، کچھ عرصہ وہاں رُوپوش رہوں گا اور اِس کے بعد جنگل کی سرحد عبور کر کے وہاں سے نِکل جاؤں گا۔"

"ایجنٹ ہو کسی ملک کے؟"

"اب تم مُلک کا نام بھی پوچھو گے۔ تجسّس کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ میرے دوست اِس لیے پہلا سوال ہی نہ کیا جائے۔" شیلرے نے کہا اور شیران خاموش ہو گیا پھر اُس نے مُسکراتے ہُوئے کہا۔

"مجھے تمھارا کام بہت دِلچسپ لگتا ہے۔ مَیں پُوری طرح اِس میں شریک ہونا چاہتا ہُوں۔"

"تم اس کام میں شریک ہو چکے ہو۔" شیلرے نے کہا اور پھر بولا۔ "کار میں کافی کا تھرمس موجود ہے۔ کیوں نہ کافی پی جائے۔"

روشنی نمودار ہو گئی تھی۔ مائیک نے تیاریاں شروع کر دیں۔ اُس نے کار کے مختلف حصّوں سے ایک جدید ترین رائفل کے مختلف ٹکڑے نِکالے اور اُنھیں جوڑنے لگا پھر اُس نے تین پیس کی ایک دُوربین اس پر فٹ کی اور اِس کا جائزہ لے کر رائفل لوڈ کر لی۔ شیران دِلچسپی سے اس کا کام دیکھ رہا تھا۔ تیار ہو کر وہ مُسکرایا اور پھر شیران کے ساتھ ایک طرف چل پڑا۔ شیران اِس کے قدموں سے قدم مِلا کر چل رہا تھا۔ دِن کی روشنی میں مُسکراتے ہُوئے چہرے والا یہ شخص اُسے بہت خطرناک محسوس ہُوا تھا۔ وہ طویل فاصلہ طے کر کے ایک بُلند ٹیلے کے عقب میں پہنچ گیا پھر اُس نے دُوسری طرف جھانکا۔ ایک وسیع و عریض میدان میں بہت سے مسلح پولیس والے کھڑے ہُوئے تھے۔ یہ جگہ غالباً ہیلی پورٹ تھی۔ اطراف میں بہت سی جیپ گاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔

شیران نے کہا۔ "تم نے اس ٹیلے کا انتخاب پہلے ہی کر لیا تھا؟"

"ہاں۔ میری ریہرسل مکمل ہے۔ ایسے کام اچانک نہیں ہوتے بلکہ اُن کے لیے پوری پلاننگ کی جاتی ہے۔" شیلرے نے کہا۔

"آؤ بلندی سے چل کر اُنھیں دیکھیں۔" شیران نے آگے بڑھتے ہُوئے کہا لیکن شیلرے نے جلدی سے اُس کا شانہ دبوچ لیا۔

"اپنی طرف سے کوئی جُنبش مت کرو۔ اب تھوڑی دیر کے بعد ہمیں اِن جھاڑیوں میں پناہ لینی ہو گی۔"

"کیوں؟"

"اُوپر سے ہیلی کاپٹر گزریں گے۔ ہمیں آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے۔" شیلرے نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ہاں۔" شیران نے گردن ہلائی۔ "پروگرام کے مطابق

شیرے اُسے ساتھ لے کر جھاڑیوں میں داخل ہوگیا۔ وہ ہیلی کاپٹر کی آمد کا انتظار کرنے لگے اور پھر فضا میں ہیلی کاپٹر کی گڑگڑاہٹ سنائی دی اور شیرے مستعد ہوگیا۔ دونوں نے ہیلی کاپٹر سر سے گزرتے ہوئے دیکھا تھا۔ جب وہ ٹیلے سے گزر کر ہیلی پیڈ پر پہنچ گیا تو شیرے کسی تیز رفتار سانپ کی طرح رینگتا ہوا ٹیلے کی طرف بڑھ گیا۔ شیران بھی اُس کے تعاقب میں تھا۔ مسلح افراد مستعد تھے۔ ہیلی کاپٹر نیچے اُتر رہا تھا پھر اُس کی مشین بند ہوگئی اور اُس کے دروازے سے دو آدمی اُترے اُن کے پیچھے گرے کلر کے سوٹ میں ملبوس ایک اور شخص نیچے اُترا۔ شیرے اطمینان سے اپنا ہدف درست کر رہا تھا اور پھر اُس شخص کی جنبش کے ساتھ اُس کی رائفل گھومتی رہی پھر جونہی وہ ایک کھلی ہوئی جیپ کے نزدیک پہنچا شیرے کی رائفل سے ٹشس کی آواز بلند ہوئی اور شیران نے گرے سوٹ والے کے سینے سے خون کا فوارہ بلند ہوتے محسوس کیا۔ شیرے نے رائفل ایک طرف جھاڑیوں میں اُچھال دی اور پھر برق رفتاری سے ٹیلے سے نیچے اُترنے لگا۔

"بائیں سمت۔" اُس نے کہا اور دونوں طوفانی رفتار سے دوڑتے ہوئے بائیں سمت کے گھنے جنگلوں میں داخل ہوگئے۔ شیرے یہاں بھی اسی رفتار سے دوڑ رہا تھا۔ شیران اس سے پیچھے نہیں تھا یہاں تک کہ جنگل کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ اس کے اختتام پر شیرے رُک گیا۔ سامنے ہی تیز و تند دریا نظر آ رہا تھا۔ شیرے برگد کے ایک عظیم الشان درخت کے قریب پہنچا اور پھر اُس نے درخت کے کھوکھلے تنے میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑا بنڈل نکال لیا۔

"یہ کیا ہے؟" شیران نے تعجب سے پوچھا۔

"کشتی۔" شیرے نے جواب دیا۔ اس کے ساتھ ہی اُس نے تنے سے ایک پمپ نکال لیا تھا۔ وہ کشتی کے نوزل کو کھول کر اُس میں ہوا بھرنے لگا اور تھوڑی دیر کے بعد ایک شاندار کشتی تیار ہوگئی۔ شیران دلچسپی سے سارے مناظر دیکھ رہا تھا۔ تب شیرے نے کہا "یہ کام ختم ہوگیا دوست۔ تمہارا معاوضہ۔" اُس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر بُری طرح بوکھلا کر جیبیں ٹٹولنے لگا۔ اُس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں پھر جب شیران پر اُس کی نگاہ پڑی تو وہ دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اُس کا پستول شیران کے ہاتھ میں نظر آ رہا تھا۔

"یہ۔۔۔ یہ تمہارے پاس؟" وہ تعجب سے بولا۔

"جس وقت تم ٹیلے پر اپنا ہدف لے رہے تھے۔ میں نے نکال لیا تھا۔" شیران مُسکرا کر بولا۔

"کیوں؟"

"اس لیے ڈیئر کہ کشتی صرف ایک آدمی کا وزن اُٹھا سکتی ہے اور میرے لیے واپسی کے راستے مسدود ہو چکے ہوں گے۔" شیران مُسکرا کر بولا۔

"مگر میرے اور تمہارے درمیان معاہدہ تھا۔"

"میں اُسے پُورا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ لاؤ پچاس ہزار دے دو، میں پستول تمہیں واپس کردوں گا۔"

"میں وہی تمہیں دینے لگا تھا۔ رہی دوستوں کی بات تو اس کے ذمّے دار تم خود ہو۔" شیرے نے گڈی نکال لی۔

"میرا نام شیران ہے شیرے۔ تم ایک چالاک قاتل ضرور ہو لیکن احمق ہو۔ نہ جانے کیوں تم نے یہاں تک مجھے اپنے ساتھ لگائے رکھا شاید یہ تمہاری کمزوری ہے کہ تم تنہائی برداشت نہیں کر سکتے۔ میرا تمہارے بارے میں یہی تجزیہ ہے کیونکہ تم نے مجھ سے کوئی کام نہیں لیا۔ بس میں اب تک صرف ایک مصاحب کی حیثیت سے تمہارے ساتھ رہا ہوں اور یہ گڈی، نوٹ میرے لیے اجنبی نہیں ہیں۔ اُوپر نیچے نوٹ لگا کر درمیان میں اسی سائز کے کاغذ رکھے گئے ہیں۔ عموماً شاطر یہ کام کرتے ہیں۔"

"سنو۔ اُن کے پاس ہیلی کاپٹر موجود ہے۔ وہ اگر ہماری تلاش میں نکل پڑے تو۔" شیرے پر بوکھلاہٹ طاری تھی۔

"ایسا نہیں ہوگا ڈیئر شیرے۔ وہ لوگ ہمیں تلاش ضرور کریں گے لیکن جیپوں کے ذریعے۔ ہیلی کاپٹر وہ تمہارے شکار کو ہسپتال پہنچانے کے لیے استعمال کریں گے۔"

"تم چاہتے کیا ہو؟"

"تمہاری موت اسی وقت تمہاری تقدیر بن گئی تھی جب تم نے سوتے ہوئے میری گردن دبوچی تھی اور اس کے بعد میرے لیے ہتک آمیز الفاظ استعمال کیے تھے اور اس وقت اگر یہ پستول تمہارے پاس ہوتا تو، میں جانتا ہوں تم کیا کرتے! مجھے اس کشتی کی ضرورت ہے ڈیئر شیرے۔ اگر یہ دو انسانوں کا بوجھ اُٹھا سکتی تو ممکن تھا کہ اب میں تمہیں اپنی مصاحبت میں جگہ دے دیتا۔ جیپیں اب قاتل کی تلاش میں چل پڑی ہوں گی اس لیے شیران نے پستول سے اس کے دل کا نشانہ لیا اور شیرے کے ہاتھ خوفزدہ انداز میں سینے پر پہنچ گئے لیکن دونوں گولیوں نے اُس کے ہاتھ میں سوراخ کرکے دل میں گھر کر لیا تھا۔

شیرے زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔ شیران نے جھک کر اس کی جیبوں کی تلاشی لی اور پھر جو کچھ ملا نکال کر اپنی جیبوں میں ٹھونس لیا پھر ربر کی کشتی اُٹھا کر دریا کی طرف چل پڑا۔

ربر کی خوبصورت کشتی اس کے بدن کا بوجھ سنبھالے پانی کے بہاؤ پر بہنے لگی۔ شیران کی آنکھوں میں مسرت کے آثار تھے۔

"میرے قابلِ احترام دوست اگر میں تاریان کے جنگلی علاقے میں پہنچ گیا تو تمہاری اس عنایت کو کبھی نہیں بھولوں گا۔"

■

سبت سے ہنگامی فیصلے ہوئے تھے۔ وائٹ تھری ایٹ کی پوزیشن خطرے میں پڑ گئی تھی۔ آپریشن کا وقت قریب سے قریب تر آتا جا رہا تھا اور صورت حال اچانک بگڑ گئی تھی۔ کوئی بھی شخص قابلِ اعتماد نہیں رہا تھا۔ بہرحال اُس نے کچھ اہم فیصلے کیے تھے اور پہلے قدم کے طور پر اُس نے بادشاہ خان سے رابطہ قائم کرکے کہا تھا:

"ڈیپارٹمنٹ نے تمہاری درخواست قبول کرلی ہے بادشاہ خان یُوں بھی اب ہمیں پہاڑوں میں تمہاری ضرورت ہے۔"

"کیا مجھے یہاں سے سبکدوش کردیا گیا؟" بادشاہ خان نے پوچھا۔

"ہاں۔ تمہاری خواہش پر صرف تمہاری خواہش پر ورنہ ہمیں تم جیسے زیرک کی یہاں بھی ضرورت تھی۔"

"اب میری ذمّے داریاں کیا ہوں گی؟"

"آپریشن انچارج کی نئی پوسٹ دی گئی ہے تمہیں۔ تم پہاڑوں میں واپس جاؤ اور وہاں کے معاملات سنبھال لو۔ نعمان خان کو تمہاری رہنمائی کی ضرورت ہے۔"

"میری سب سے بڑی اُلجھن ابھی دُور نہیں ہوئی۔"

"وہ کیا بادشاہ خان؟"

"پہاڑوں کے آپریشن کے بارے میں میری معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔"

"آپ پہاڑوں میں پہنچیں بادشاہ خان۔ انچارج کی حیثیت سے اب آپ کو اس پروگرام سے لاعلم نہیں رکھا جائے گا۔"

"بہتر۔ میں تعمیل کروں گا۔" بادشاہ خان نے جواب دیا تھا۔

اس دوران وائٹ تھری ایٹ کو تنظیم کے ایک خصوصی ڈیپارٹمنٹ سے عدنان سلامن کے بارے میں رپورٹ مل گئی تھی۔ عدنان سلامن کو مارلینو کی ہدایت پر ایک چھوٹے سے امتحان سے گزارا گیا تھا۔ اور ڈیپارٹمنٹ نے اس کے بارے میں بہترین ریمارکس لکھے تھے۔ اس کے ساتھ ہی اُسے یہ بھی پتہ چل گیا تھا کہ مارلینو عدنان اور اس کی ماں کو لے کر پہاڑوں میں پہنچ گیا ہے۔

مارلینو نے خود کو وائٹ تھری ایٹ کے نائب کے عہدے کے قابل ثابت کردیا تھا اور وائٹ تھری ایٹ کو اب اس پر مکمل اعتماد تھا۔ چنانچہ ان اہم معاملات کے سلسلے میں اسے مارلینو سے بھی رابطہ قائم کرنا تھا۔ بادشاہ خان سے گفتگو کرنے کے بعد اس نے وسیع ترحیطۂ عمل کے اس عجیب ٹرانسمیٹر پر مارلینو سے رابطہ قائم کیا جس کے بارے میں اُسے رپورٹ مل گئی تھی۔ کافی دیر کے بعد مارلینو سے رابطہ قائم ہوا تھا۔ رسمی گفتگو کے بعد وائٹ تھری ایٹ نے کہا۔

"مجھے شیران کے دوبارہ ہاتھ سے نکل جانے کی خبر سُن کر بہت افسوس ہوا مسٹر مارلینو۔ ذمّے دار لوگوں کے لیے سزا تجویز کرلی گئی ہے۔ ہم اس نقصان کو نظر انداز نہیں کر سکتے لیکن اس کے ساتھ ہی میں نے سُنا ہے کہ تم نے ایک اور دلچسپ شخصیت دریافت کرلی ہے۔"

"تنظیم نے جو ذمّے داری میرے سپرد کی ہے میں اس کی اہمیت کو سمجھتا ہوں جناب اور میری دلی خواہش ہے کہ آپ اپنے مشن میں کامیاب ہوں۔ وہ لڑکا شیران سلامن کی اولاد ہے۔ اسی کی طرح زیرک اور دلیر۔ اس کی بہترین تربیت ہوئی ہے۔ اور اب میں اُسے اپنے مقصد کے لیے تیار کر رہا ہوں۔"

"مجھے تمہارے انتخاب پر فخر ہے مارلینو۔ تنظیم کا خیال ہے کہ اس آپریشن کے سلسلے میں میری منصوبہ بندی ناقص ہے۔ میں اس خیال کو غلط ثابت کرنا چاہتا ہوں۔"

"میرا مکمل تعاون آپ کے لیے ہے مسٹر وائٹ تھری ایٹ۔ میرے لیے جو حکم بھی ہو فرما دیں۔"

"میری خواہش تو یہ تھی کہ تم سے بالمشافہ بات چیت کی جاتی لیکن تمہاری مصروفیات میں دخل بھی نہیں دینا چاہتا، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم اہم کاموں میں مصروف ہو۔ موجودہ صورت حال میرے لیے پریشان کن ہے۔ بادشاہ خان اور نعمان خان پر میں اس سلسلے میں مکمل بھروسہ نہیں کر سکتا۔ بادشاہ خان ایک انتہا پسند بُڈھا ہے اس کی صلاحیتیں بھی بوڑھی ہوگئی ہیں۔ نعمان خان ٹھیک آدمی ہے لیکن پہاڑوں میں وہ جو کچھ کر رہا ہے تشویش ناک ہے۔ وطن پرست شخص ہمارے لیے قطعی موزوں نہیں ہوگا۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

"آپ سے متفق ہوں۔"

"عدنان کو تم کن خطوط پر ٹرینڈ کر رہے ہو؟"

"ایک مطلق العنان حکمران کی حیثیت سے اُسے سکھایا جا رہا ہے کہ حکومت طاقت کے ذریعے کی جاتی ہے، اور باقی

چیزیں ڈھکوسلا ہیں۔ طاقت ور انسان ہی حکومت کر سکتا ہے۔ جو راستے میں آئے اُسے بلاتخصیص پیس کر رکھ دو۔ کچھ حاصل کرنے کے لیے بہت کچھ لُٹا دینا ضروری ہے۔ طاقت ور دوست بڑی حیثیت رکھتے ہیں۔ اُن کی معیت سب سے قیمتی چیز ہے۔"

"گڈ۔ ویری گڈ۔ مجھے تم پر اعتماد ہے۔ بادشاہ خان نے درخواست کی تھی کہ اُسے سُبکدوش کر دیا جائے۔ ہم نے اُس کی یہ درخواست قبول کر لی ہے اور اُسے پہاڑوں میں واپس بھیجنے کا فیصلہ کر کے اطلاع دے دی گئی ہے۔ ویسے اُسے آپریشن انچارج کی حیثیت دی گئی ہے جو بہر طور صرف ایک اعزاز کے طور پر ہے۔"

"کیا بادشاہ خان یہاں آ گیا ہے؟"

"ابھی نہیں لیکن وہ بہت جلد پہنچ جائے گا۔"

"ایک سوال کرنا چاہتا ہوں جناب۔"

"ضرور۔"

"بادشاہ خان اس آپریشن کی تفصیلات سے واقف ہے؟" مارلینو نے پوچھا۔

"نہیں لیکن اب اس کا یہ مطالبہ شدت اختیار کر گیا ہے کہ اُسے آپریشن کی تفصیلات بتائی جائیں۔ اس سلسلے میں تمھارا کیا مشورہ ہے؟"

"مکمل تفصیلات تو ابھی اُسے نہیں معلوم ہونی چاہئیں لیکن میری رائے ہے کہ اِن لوگوں کو آزما لیا جائے۔"

"کوئی منصوبہ ہے تمھارے ذہن میں؟" وائی تھری ایٹ نے دلچسپی سے پوچھا۔

"اس کے لیے کسی بڑی منصوبہ بندی کی ضرورت نہیں ہے جناب۔ میں نے اِن علاقوں کا سروے کیا ہے۔ تھمانہ کے بائیں جانب کچھ آبادیاں ہیں جو آپریشن کے وقت ہمارے لیے مشکلات کا باعث بن سکتی ہیں۔ سرحد کا وہ علاقہ ہماری ضرورت ہے۔ نعمان خاں سے کہا جائے کہ وہ علاقہ خالی کرا دے۔ اِس ضمن میں اگر تھوڑی بہت تفصیلات بتا دی جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ نعمان خان اگر اس سلسلے میں بھرپور تعاون نہیں کرتا تو اس کے بارے میں اندازہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح اِس کا امتحان بھی لیا جا سکتا ہے۔ اس طرف ایک بند بنا ہوا ہے جسے یہ لوگ شہباز بند کہتے ہیں۔"

"ہاں یہ نقشے میں موجود ہے۔"

اگر نعمان خان عُذر کرتا ہے کہ اس علاقے کے لوگ وہ زمین خالی کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو وہ بند اُڑایا جا سکتا ہے۔ علاقے زیرِ آب آ جائیں گے اور وہ زمین خود بخود خالی ہو جائے گی۔ اگر نعمان خاں اس ہدایت پر عمل نہیں کرتا تو پھر اُسے تنظیم کا وفادار کیسے کہا جا سکتا ہے؟"

وائی تھری ایٹ نے چند لمحات توقف کیا اور پھر مسرور لہجے میں بولا۔ "ایک بار پھر تمھاری تجربے کار ان صلاحیتوں کا اعتراف کرتا ہوں مسٹر مارلینو۔ بلاشبہ یہ ایک شاندار مشورہ ہے اور میں اِس کے دُور رس نتائج کا اندازہ لگا رہا ہوں۔ نعمان خان کی شخصیت مکمل کر سامنے آ جائے گی البتہ ایک بات اور قابلِ توجہ ہے"

"وہ کیا جناب؟"

"اِن لوگوں کے اس علاقے میں اثرات۔ آپریشن سے قبل اگر یہ لوگ بغاوت پر آمادہ ہو گئے تو کیا ہمارے لیے مشکلات پیدا نہیں ہو جائیں گی؟"

"اس کے لیے مارلینو وہاں موجود ہے لیکن ہمارے پاس دُوسرے لوگ بھی موجود ہیں اُنھیں استعمال کیا جا سکتا ہے۔"

"مثلاً؟"

"شیران زندہ ہے۔"

"ہاں، مگر بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔"

"نعمان خان نے تھمانہ کے لوگوں کو قسمیں کھا کر بتایا ہے کہ اس نے اپنے بدترین دُشمن کو خاک و خون میں نہلایا ہے۔"

"گڈ۔ میں سن رہا ہوں۔"

"بادشاہ خان نے اس کی تصدیق کی ہے۔"

"ہاں۔ یقیناً۔"

"نعمان خان کو شیران کی زندگی کا ثبوت ملتا ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جس شخص کو شیران کی حیثیت سے مروایا گیا تھا، وہ بادشاہ خان کا ایک مہرہ تھا تو نعمان خان کو بے حد خوشی ہو گی۔ تایا اور بھتیجے میں چل جائے گی اور دُوسرے معاملات میں اِن کی دلچسپی کم ہو جائے گی۔ اپنے بحران کا شکار ہو کر وہ دُوسرے معاملات سے بے تعلق ہو جائیں گے۔"

"بہترین آئیڈیا ہے۔" وائی تھری ایٹ نے پُرمسرت انداز میں کہا۔

"لیکن یہ کام دُوسرے مرحلے میں ہو گا۔ پہلے مرحلے کے بارے میں بتا چکا ہوں۔ ابتدا وہیں سے مناسب ہو گی۔"

"تمھاری تجاویز کی کاغذی کارروائیاں فوراً مکمل کی جائیں گی مارلینو۔ ایک بار پھر میں ذاتی طور پر تمھارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ تم نے میری بہت سی ذمے داریاں سنبھال لی ہیں۔ گانگ ہوم میں تمھارا کام کیسے چل رہا ہے؟"

"اطمینان بخش۔"

"تنظیم کے لیے کوئی خدمت؟"

"شکریہ۔ کوئی ضرورت ہوئی تو ضرور تکلیف دُوں گا۔" مارلینو کا جواب ملا۔ رسمی گفتگو کے بعد وائی تھری ایٹ نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

●●

بادشاہ خان تھمانہ پہنچ گیا۔ نعمان خان نے اہلِ خاندان کے ساتھ اُس کا پُرجوش استقبال کیا تھا۔ نعمان خان نے پُوچھا۔

"بغیر اطلاع کے اچانک آمد بابا خان؟"

"نوریز کی محبت نے کمر توڑ دی نعمان خاناں۔ اِس کے بغیر اب کہیں دِل نہیں لگتا۔ میں نے تنظیم سے درخواست کی ہے کہ مجھے میری ذمے داریوں سے سُبکدوش کر کے اب پہاڑوں میں رہنے دیا جائے۔"

"کیا یہ درخواست منظور کر لی گئی؟"

"ہاں نعمان خان۔ میں اب ہمیشہ کے لیے پہاڑوں میں واپس آ گیا ہوں۔"

"یہ خبر نہ صرف میرے لیے بلکہ سب کے لیے مسرت افزا ہے بابا خان، ہمیں ہر لمحہ آپ کی سرپرستی کی ضرورت ہے۔ میں اس خوشی میں ایک جشن ضرور مناؤں گا جس میں دوست قبیلے شریک ہوں گے۔"

"اِن ہنگاموں کی کیا ضرورت ہے نعمان خان۔ میں نے بہت سے فیصلے کیے ہیں بہت کچھ سوچا ہے میں نے۔"

"وہ کیا بابا خان؟"

"میری عمر کا کچھ اندازہ ہے تمھیں۔ سچ مچ بُوڑھا ہو گیا ہوں اور بڑھاپا موت کا آغاز ہوتا ہے۔"

"ہم سب آپ کی زندگی کی دُعائیں کرتے ہیں بابا خان۔" نعمان خان بولا۔

"اور کتنا زندہ رہوں گا نعمان خان۔ اب تو منافع میں جی رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں اب اپنا کاروبار سمیٹ لوں۔ ساری دُنیا میں میرا سرمایہ پھیلا ہوا ہے۔ اس کی دیکھ بھال اب میرے لیے مشکل ہے۔ میں اب اپنی زندگی محدود کرنے کا خواہشمند ہوں۔"

"اس میں کوئی حرج نہیں ہے بابا خان۔"

"میں تمھیں اس بارے میں ساری تفصیلات بتاؤں گا۔ تمھیں اپنے بھائیوں کی مدد سے یہ کارروائی کرنا ہو گی۔"

"دل و جان سے بابا خان۔"

"تنظیم نے آپریشن انچارج کی حیثیت سے ایک نئی ذمے داری مجھے دی ہے۔ ابھی کوئی اہم کام میرے سپرد نہیں کیا گیا۔ دیکھو اِس سلسلے میں کیا ہوتا ہے۔ یہاں کے معاملات کیسے چل رہے ہیں؟"

"آپ خود علاقوں کا دورہ کریں بابا خان۔ آپ کی دُعا سے پہاڑوں میں رہنے والوں کی زندگی میں بہت بڑا انقلاب آیا ہے۔ وہ پہلے سے بہت اچھی زندگی گزار رہے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے قبیلوں کے سردار میرے پاس آتے رہتے ہیں اور مجھے اپنے مسائل سے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ میں اُن کے لیے جو کچھ کر سکتا ہوں ضرور کر دیتا ہوں۔ آبپاشی کا نظام بہتر ہو گیا ہے۔ ٹیوب ویل لگائے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ میں نے بہت سے مدرسوں کی تعمیر کا حکم دیا ہے۔ کام شروع ہو گیا ہے۔ لوگ ہم سے تعاون کر رہے ہیں ایک اور مسئلہ زیرِ غور ہے۔"

"وہ کیا؟"

"قبیلے چاہتے ہیں کہ ہمارے درمیان ذرائع آمد و رفت بہتر ہو جائیں، اس کے لیے سڑکوں کی ضرورت ہے۔ سڑکوں کی تعمیر کر کے ہم بسوں کا انتظام کریں گے۔ میں نے اُن سے وعدہ کیا ہے۔"

بادشاہ خان کے چہرے پر گہری سوچ کے آثار نمودار ہو گئے پھر اُس نے گہری سانس لے کر کہا۔ "یہ قدم اُٹھانے سے پہلے تنظیم سے مشورہ کرنا ہو گا۔ ممکن ہے وہ لوگ یہ بات پسند نہ کریں۔"

"کیوں بابا خان؟" نعمان خان چونک کر بولا۔

"تم بھول رہے ہو نعمان خان۔ تنظیم ان علاقوں میں کچھ کرنا چاہتی ہے ممکن ہے ہماری یہ کوشش اُسے پسند نہ ہو۔"

"یہ ہماری زمین ہے بابا خان۔ ہم اِن پہاڑوں کے باسی ہیں، یہاں کے مسائل ہم سمجھتے ہیں دُوسرے نہیں۔"

"ہاں۔ لیکن ہم تنظیم کے رُکن ہیں۔"

"کارکن ہیں غلام نہیں اور پھر یہ کوئی غلط کام نہیں ہے۔ ہم لوگوں کی بہبود کے لیے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔"

"مانتا ہوں نعمان خان لیکن تم جانتے ہو کہ تنظیم یہاں اپنی پسند کی حکومت چاہتی ہے۔ پوری تفصیل تو میں نہیں بتا سکتا لیکن ابتدا میں یہ بات مجھ سے کہی گئی تھی کہ اِن تمام قبائل کی ایک فیڈریشن ہو گی اور اُنھیں یکجا کرنے کے بعد ایک حکومت بنا دی جائے گی۔ جس کا سربراہ میں یا میرے خاندان کا کوئی فرد ہو گا۔ اس طرح ہمیں اِس آپریشن کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات تو حاصل ہیں اور چونکہ ہم تنظیم سے وفاداری کا اعلان کر چکے ہیں۔ اس لیے ہمیں اِس کے اشاروں پر ہی کام کرنا ہو گا۔"

"باباخان۔ کسی جاہل قبائلی کے لیے یہ ایک خوبصورت داستان ہو سکتی ہے لیکن میں جاہل نہیں ہوں۔"

"مطلب؟"

"تنظیم کا تعلق ایک بڑے ملک سے ہے۔ طویل عرصے سے اور کروڑوں روپے خرچ کر کے وہ اس آپریشن کی تیاریاں کر رہے ہیں کیا یہ سب کچھ بے مقصد ہوگا۔ ان کا اپنا کوئی مفاد اس سے وابستہ نہیں ہوگا۔"

"یہ تو یقینی ہے۔" بادشاہ خان نے کہا۔

"کیا یہ بہتر ہوگا باباخان۔ اگر ہمیں یہاں کی حکومت کے لیے نامزد کر دیا جائے گا۔ کیا ہم اس آزاد مملکت میں غیروں کے غلام نہ ہوں گے؟"

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"میں ابتدا ہی سے محسوس کر رہا ہوں باباخان۔ ان کے ارادے اچھے نہیں معلوم ہوتے۔ وہ یہاں کوئی خوفناک کھیل کھیلنا چاہتے ہیں کہیں یہ کھیل ہماری گردنوں کی زنجیر نہ بن جائے۔ کہیں ہم حکومت کے لالچ میں پہاڑوں کے دشمن نہ بن جائیں باباخان۔ اگر ایسا ہوا تو تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ ہماری اولادیں ہم پر لعنت بھیجیں گی۔ آپ سوچیں باباخان، آپ غور کریں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔"

"شاید نہیں نعمان خان لیکن اتنا خیال تو ہمارے ذہنوں میں پہلے بھی موجود تھا۔ تنظیم کے اور اس کے خالق ملک کے اپنے مفادات ضرور ہوں گے، اور ہمیں اسی بنیاد پر کام کرنا ہوگا۔"

"ہاں باباخان۔ میں خود کو اس بات سے بری الذمہ قرار نہیں دوں گا۔ میں نے بھی یہ بات سوچی تھی لیکن باباخان اس وقت مجھے پہاڑوں سے محبت نہیں تھی۔ میں صرف ان کے درمیان رہنے والا تھا۔ میں نے یہاں رہ کر انہیں غور سے نہیں دیکھا تھا۔ بہت دنیا دیکھی ہے باباخان لیکن چٹانوں کی اس سرزمین کی سی خوبصورتی کہیں نہیں دیکھی۔ پہاڑوں پر جب صبح مسکراتی ہے باباتو کائنات گیت گانے لگتی ہے۔ میں نے ان چٹانوں کی آنکھوں سے محبت کے سوتے ابلتے دیکھے ہیں۔ یہ ہمیں چاہتی ہیں۔ ہم سے پیار کرتی ہیں ہم انہیں دھوکہ نہیں دے سکتے باباخان۔"

"تم جذباتی ہو رہے ہو نعمان خان۔ خود کو سنبھالو۔"

"تنظیم سے اب ہمارا پہلا سوال یہی ہے باباخان کہ پہاڑوں کا آپریشن کیا ہے؟ اس کے بعد ہی ہم فیصلہ کر سکیں گے۔"

"میں یہ سوال کر چکا ہوں۔"

"کیا جواب ملا باباخان؟"

"وہ لوگ مجھے تفصیل بتانے کا وعدہ کر چکے ہیں۔"

"اور انہوں نے آپ کو اس مشن کا انچارج بنا کر بھیجا ہے۔ کیوں باباخان؟"

"اس کے باوجود جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تنظیم کے خلاف ہم کوئی عمل نہیں کر سکتے۔"

"ہم ان پہاڑوں کے خلاف بھی کوئی عمل نہیں کر سکتے۔"

"اب اس بحث کو چھوڑو۔ غور کریں گے اس پر۔"

"میں ایک سوالنامہ تیار کروں گا باباخان۔ ہمیں ان سے یہ سارے سوالات کرنے ہیں۔"

"نوریز کہاں ہے؟"

"جنوبی جنگل میں شکار کھیلنے گیا ہے۔ آپ آ گئے باباخان اب اسے آپ سنبھالیں۔ آپ کا سایہ اس پر ہوگا تو پہاڑوں میں ایک اور شیر جنم لے گا۔ ایک اور بادشاہ خان پہاڑوں کی تاریخ بنے گا۔"

"تم اسے بھول جاؤ۔ اب میں اس کا اتالیق ہوں۔" بادشاہ خان نے مسکراتے ہوئے کہا پھر بولا۔ "کونسا شکار کرتا ہے وہ؟"

"ابھی تو چھوٹے موٹے شکار کیے ہیں اس نے لیکن شیر کے شکار کا شوقین ہے۔ میں نے اسے ابھی اس کی اجازت نہیں دی۔"

"میں جنوبی جنگلوں میں جانا چاہتا ہوں انتظام کرو۔"

انتظام میں کیا مشکل ہو سکتی تھی۔ چند گھوڑے جنوبی ترائی کی طرف چل پڑے۔ نعمان خان کے آدمی بادشاہ خان کی رہنمائی کر رہے تھے۔ طویل سفر مسلسل کیا گیا اور بادشاہ خان اس کیمپ میں پہنچ گیا جہاں نوریز شکار کھیل رہا تھا۔ نوعمر نوریز دلیر اور حسین تھا۔ پہاڑوں کی ساری رعنائیاں اس میں سمٹ آئی تھیں۔ دو چیتل شکار کیے تھے اس نے جس وقت بادشاہ خان وہاں پہنچا وہ اپنی نگرانی میں چیتلوں کی کھال اتروا رہا تھا۔

"خان دادا!" بادشاہ خان کو دیکھ کر اس نے خوشی کا نعرہ لگایا اور دوڑ کر بادشاہ خان سے لپٹ گیا پھر وہ شکار کی داستانیں سناتا رہا۔ بادشاہ خان بہت خوش تھا۔

رات کو مصاحبوں کی محفل جم گئی۔ سیر و شکار کی کہانیاں ہونے لگیں۔ "میرے دل میں شیر کے شکار کی آرزو ہے دادا خان۔"

"بہت جلد تم شیر کا شکار کرو گے نوریز۔"

"شیر کے شکار میں کونسی باتوں کا خیال رکھنا چاہیے خان دادا؟"

"سب بتا دوں گا اپنے بیٹے کو۔ شیر جنگل کا شہنشاہ ہے۔ اس کے ساتھ ذہنی مقابلہ کر کے انسان زیادہ کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔"

"ذہنی مقابلہ؟"

"ہاں۔ شیر کو شیر کی طرح نہیں۔ لومڑی کی طرح مارنا چاہیے۔ کوئی احمق شکاری شیر سے زیادہ دلیر بننے کی کوشش کرتا ہے اور نقصان اٹھاتا ہے۔ میں نے ایسے کسی شکاری کو کامیاب ہوتے نہیں دیکھا جو شیر کے سامنے آ کر مقابلہ کرنے کا سودا دل میں رکھتا ہو۔"

"خانِ اعظم۔ میں نے اپنی آنکھوں سے ایک ایسا شکاری دیکھا ہے۔ میں اس شکار کو کبھی نہیں بھول سکتا۔" ایک مصاحب نے کہا۔

"کون تھا وہ۔ کیا دیکھا تم نے دودا خان؟" نوریز نے دلچسپی سے پوچھا۔

"کالاسدر کا جنگل علاقہ تھا۔ سات فٹ لمبا ببر شیر گرج رہا تھا۔ ہماری ایک ٹولی اس طرف سے گزر رہی تھی۔ شیر کی آواز سن کر ہم رک گئے اور خوفزدہ ہو گئے۔ لیکن ہم نے دیکھا شیر ایک مصیبت میں گرفتار ہے۔ شیر کو کبھی میدان سے بھاگتے نہیں دیکھا صاحب لیکن ہم دیکھ رہے تھے کہ شیر بھاگ جانا چاہتا ہے لیکن اس کا مدِمقابل اس کی اس کوشش کو مسلسل ناکام بنائے ہوئے ہے۔"

"مدِمقابل؟" نوریز دلچسپی سے بولا۔

"ہاں نوریز خان۔ ایک انسان۔ گوشت پوست کا انسان اس کے راستے روکے ہوئے تھا۔ اس کے ہاتھ میں صرف خنجر تھا۔ نوریز خان۔ اور وہ شیر کے بالکل قریب تھا۔ شیر اس پر چھلانگ لگاتا اور نوجوان اس کے بدن پر خنجر کا وار کرتا تھا۔"

"وہ خود زخمی نہیں ہوا؟" نوریز نے پوچھا۔

"وہ شیر سے زیادہ پھرتیلا تھا۔ اس سے زیادہ نڈر اور جنگجو تھا۔ ہم اپنا خوف بھول گئے اور یہ تماشا دیکھتے رہے۔ اس نے اتنے زخم شیر کے بدن پر لگائے کہ آس پاس کا علاقہ سرخ ہو گیا اور جب شیر میں اٹھنے کی سکت بھی نہ رہی تو اس نے اس کی گردن علیحدہ کر کے پھینک دی۔"

"اپنے خنجر سے؟"

"ہاں۔"

"بالکل کاٹ دی گردن۔"

"نہ صرف گردن بلکہ اس کے ہاتھ پاؤں بھی الگ کر کے پھینک دیے۔"

"تب تو شیر کی کھال ضائع ہو گئی ہوگی۔"

"اسے شیر کی کھال سے دلچسپی نہیں تھی۔ وہ تو اس کی جان کا دشمن تھا کیونکہ اس کے باپ کو کسی جانور نے ہی ہلاک کیا تھا۔"

"کون تھا وہ دودا خان؟"

"شیران سلامن۔ تراب زان۔" دودا خان نے کہا۔ بادشاہ خان نے پہلو بدلا تو دودا خان کی نگاہ اس سے جا ملی۔ بادشاہ خان کی آنکھوں سے غصے کی چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔ اچانک ہی دودا خان کو احساس ہوا کہ وہ کیا حماقت کر گیا ہے۔ اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ وہ بھول گیا تھا کہ شیران کون تھا۔

"اب وہ کہاں ہے دودا خان؟" نوریز نے پوچھا۔

"وہ۔ بس نوریز خان۔ بس پھر میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے تو خواب دیکھا تھا۔" دودا خان نے کہا۔

"محفل برخاست آرام کرو۔" بادشاہ خان نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر خیمے میں چلا گیا۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں وہ دودا خان کو اشارہ کر کے گیا تھا۔

دودا خان اس کے خیمے میں پہنچ گیا۔ بادشاہ خان نے خیمے کا پردہ ہٹا کر باہر دیکھا اور پھر دودا خان کی طرف مڑا جو تھر تھر کانپ رہا تھا۔ بادشاہ خان خونی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"پھر کیا ہوا دودا خان؟" بادشاہ خان کی پھنکار سنائی دی۔

"غلطی ہو گئی خان۔ آئندہ۔۔۔"

"تیری موت دودا خان۔ کسی شیر کے ہاتھوں ہوگی۔ یہ میرا فیصلہ ہے۔" بادشاہ خان نے غرا کر کہا اور اسے باہر دھکا دے دیا۔ دودا خان باہر آ گیا تھا۔ سیر و شکار کے آٹھ دن گزر چکے تھے۔ دادا پوتے جنگلوں کی خاک چھان رہے تھے۔ بہت سے جانور شکار ہوئے تھے۔ نوریز کا نشانہ بے نظیر تھا اور پھر بادشاہ خان جیسا استاد۔ لوگوں نے تسلیم کیا کہ بادشاہ خان اس عمر میں بھی ہزار جوانوں کا ایک جوان ہے۔ وہ دس دس گھنٹے گھوڑے کی پشت پر گزار دیتا تھا۔ نوریز اس کے ساتھ ہوتا تھا۔ دن کے علاوہ رات کو بھی شکار ہوتا تھا اور اب کیمپ یہاں سے اٹھا دیا گیا تھا۔

ایسی ہی ایک رات کی بات ہے۔ شکاری قافلہ پیدل سفر کر رہا تھا۔ علاقے میں شیر کے نشانات پائے گئے تھے۔ گھوڑوں کو چند لوگوں کی تحویل میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ چاند نکلا ہوا تھا لیکن درختوں سے اس کی روشنی چھن چھن کر نیچے آ رہی تھی اور بہت سے حصے تاریکی میں چھپے ہوئے تھے۔ نوریز کے ہاتھ میں رائفل تھی جس کا استعمال وہ چند دن میں ہی سیکھ گیا تھا۔ ایک جگہ بادشاہ خان نے پڑاؤ ڈال دیا۔ اس نے نوریز کو شیر کا شکار کھلانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ضروری تیاریاں ہو گئیں۔ دودا خان بھی دوسرے لوگوں کی مانند مصروف تھا۔ اطراف میں گھنی جھاڑیاں اور درخت پھیلے ہوئے تھے۔ رات کا نہ جانے کونسا وقت تھا کہ بادشاہ خان چونک پڑا۔ اس نے نزدیک بیٹھے ہوئے نوریز کو ہوشیار کیا اور نوریز نے رائفل سنبھال لی۔ پھر

بادشاہ خان نے دودا خان سے کہا جو قریب ہی بیٹھا ہوا تھا ’’تم سامنے کی جھاڑیوں میں پوزیشن لے لو میری آواز پر ہی گولی چلانا۔‘‘
دودا خان خاموشی سے اُٹھ کر جھاڑیوں کی طرف چل پڑا۔ لیکن جونہی وہ جھاڑیوں میں گھسا دفعتاً اُس کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکل گئی۔ ساتھ ہی شیر کی ہولناک دہاڑ اُبھری تھی۔ تمام لوگ بدحواس ہو گئے لیکن رات کی تاریکی میں کوئی کچھ نہیں کر سکا تھا البتہ بادشاہ خان نے نوریز کو سنبھال لیا تھا۔ اِس کی آنکھیں جھاڑیوں پر جمی ہوئی تھیں پھر چند لمحات کے بعد شیر باہر نکلا۔ دودا خان اُس کے مُنہ میں دبا ہوا تھا۔ نشانہ نوریز کا نہیں تھا لیکن گولی اُس نے چلائی تھی۔ شیر کی خوفناک دہاڑ دوبارہ اُبھری۔ اُس نے کئی فٹ اُونچی چھلانگ لگائی لیکن اُس وقت نوریز کے ہاتھ میں دبی رائفل سے دُوسرا شعلہ نکلا اور شیر آواز نکالے بغیر زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ دودا خان پہلے ہی اُس کی گرفت سے نکل کر زمین پر گر پڑا تھا۔

شیر کے مرتے ہی سب دوڑ پڑے اور دودا خان کے نزدیک پہنچ گئے۔ دودا خان اوندھا پڑا ہوا تھا۔ وہ خون میں لت پت تھا اور اِس کا لباس تار تار ہو رہا تھا۔ بایاں جبڑا چِر کر ایک طرف لٹک گیا۔ دائیں پسلیوں میں ایک بڑا سوراخ نمایاں تھا جس سے انتڑیاں نکل کر باہر پھیل گئی تھیں۔ اُس نے دو تین بار ہاتھ پاؤں مارے اور دَم توڑ دیا۔ رات کی تاریکی میں دُوسرے لوگ نہیں دیکھ سکے کہ بادشاہ خان کے ہونٹوں پر ایک پُرمسرت مسکراہٹ پھیلی ہوئی ہے۔ شیران کی مدح سرائی کی سزا تو اُس کا مقدر بن چکی تھی اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ بادشاہ خان نے شیر کو دیکھنے کے بعد ہی اُسے جھاڑیوں کی طرف بھیجا تھا۔

حاشیہ برداروں کو دودا خان کی موت کا دُکھ ضرور تھا لیکن نوریز کے پہلے شکار پر بادشاہ خان خوش تھا تو وہ کیوں نہ خوش ہوتے۔ اس کے بعد بادشاہ خان جنگلوں میں نہیں رُکا تھا۔ دودا خان اتفاقیہ حادثے کا شکار ہو گیا تھا۔ ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ نوریز کے شکار کی خوشی میں ایک جشن کا انتظام ہونے لگا اور دوست قبیلوں کو اس جشن میں شرکت کی دعوت دے دی گئی تھی۔

●●

شیران کا سفر جاری تھا۔ چھوٹی سی کشتی میلوں کا سفر طے کر چکی تھی اور ویران تنہائیوں نے شیران کے ذہن میں کوئی خوف نہیں پیدا کیا تھا۔ اِنسانوں کے جنگل سے نکل کر اب وہ حیوانوں کی آبادیوں میں وقت گزارنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ اس تیز و تند دریا کے بارے میں بھی وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔ شیارے نے یہ کام لیا تھا اور اُسے یاد ہو گیا تھا جنگلوں کی تلاش میں اُس نے ابھی یہ سفر ترک نہیں کیا تھا۔

دریا کہیں چوڑا اور کہیں پتلا ہو جاتا تھا۔ کہیں اُس کا بہاؤ تیز ہوتا اور کہیں مدھم پڑ جاتا لیکن اس طویل سفر میں اُسے کوئی مشکل پیش نہیں آئی تھی۔ یہاں تک کہ ایک ایسی جگہ آ گئی جہاں دریا کے دونوں طرف گھنے جنگل پھیلے ہوئے تھے۔ یہاں بہاؤ بھی زیادہ تیز نہیں تھا۔ شیران نے سست رفتار کشتی کو کنارے کی طرف چلانا شروع کر دیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد وہ کنارے سے جا لگا۔ کشتی کی اب کوئی ضرورت نہیں تھی چنانچہ اُس نے اسے پانی کے بہاؤ پر دھکیل دیا۔ اُس کے پاس پستول موجود تھا بس یہی اُس کا ساتھی تھا۔ کشتی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تو اُس نے جنگلوں کا جائزہ لیا۔ سبز جنگل تا حدِ نگاہ پھیلا ہوا تھا۔ درخت بے حد گھنے اور آپس میں جڑے ہوئے تھے۔ زمین کی حالت بتاتی تھی کہ وہ اِنسانی قدموں سے پاک ہے البتہ تھوڑے ہی فاصلے پر اُسے جانوروں کی خشک ہڈیاں بکھری ہوئی نظر آئیں۔ اِن میں بڑے جانور بھی تھے اور چھوٹے بھی۔ شیران کی تجربہ کار نگاہوں نے جانچ لیا کہ جنگل درندوں سے بھرا پڑا ہے۔ اِس کے ہونٹوں پر پُرسکون مسکراہٹ پھیل گئی۔ یہ زندگی اُسے بہت پسند تھی۔ جنگلی درندوں کا ازلی دُشمن تھا وہ۔ اُس کے ذہن میں صرف مارنے کا تصور ہوتا تھا۔ مر جانے کا احساس اُس کی فطرت میں ہی نہیں تھا۔ پستول موجود تھا لیکن کارتوس نہیں تھے اور ان کے حصول کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ شہری زندگی میں رہ کر شیران نے اپنے وجود میں کچھ تبدیلیاں محسوس کی تھیں، لیکن یہ شہر کی حد تک ہی تھیں۔ یہاں آ کر وہ خود کو پھر اسی طرح چاق و چوبند پا رہا تھا۔

گھنے جنگل میں داخل ہونے سے قبل اُس نے جنگلی درندوں سے مؤثر دفاع کے لیے بندوبست کر لینا مناسب سمجھا۔ درختوں کی شاخوں کو منتخب کر کے شکاری چاقو سے ان کی سیدھی لکڑیاں کاٹیں۔ ان کے سرے نوکیلے کر کے اُنھیں ایک مضبوط چھال سے باندھ لیا۔ ایک چوڑی لکڑی جس کے اگلے سرے پر کئی شاخیں تھیں جھاڑیوں کو راستے سے ہٹانے کے لیے ساتھ لے لی۔ اس اہتمام کے بعد وہ جنگل میں داخل ہو گیا۔ جنگل بے حد خطرناک اور گھنا تھا۔ خاردار جھاڑیاں درختوں کے درمیان کثرت سے بکھری ہوئی تھیں۔ شیران خشک ٹہنیوں کو ہٹاتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔

کئی گھنٹے تک یہ سفر جاری رہا اور پھر یہاں تک کہ درختوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک نالہ نظر آ رہا تھا۔

گھنے جنگل میں یہ نالہ کتنا خطرناک ہو سکتا ہے شیران جانتا تھا عموماً جنگلی درندے ایسی ہی جگہوں کے آس پاس چھپے ہوتے ہیں۔ تاہم شیران بھی اُسے نظر انداز نہیں کر سکا تھا۔ وہ پانی پینے کے لیے نالے کے پاس پہنچ گیا۔ ابھی فارغ بھی نہیں ہوا تھا کہ اچانک عقب سے غراہٹ سنائی دی اور وہ ٹھٹک گیا۔ دوسرے لمحے ایک جیگوار نے اُس پر چھلانگ لگائی تھی لیکن مدِمقابل اس سے زیادہ خونخوار تھا۔ جیگوار اس پر سے اُچھلتا ہوا نالے میں جا گرا تھا۔ اس وقت شیران نے اپنا خود ساختہ ہتھیار سنبھال لیا۔

جیگوار نے تیر کر نالہ عبور کیا۔ لیکن پانی سے باہر چھلانگ لگانے میں وہ قوت نہیں تھی۔ شیران نے اُسے لکڑی کے مضبوط بھالے کی نوک پر لے لیا لیکن زوردار چھلانگ نہیں تھی اس لیے جیگوار پوری طرح اس بھالے کی زد میں نہیں آ سکا اور زخمی ہو گیا۔ لیکن اُس نے اپنی فطرت کے خلاف دوبارہ حملہ نہیں کیا بلکہ برق رفتاری سے دوڑ کر جنگل میں گھس گیا۔ اب شیران جانتا تھا کہ وہ اس کا تعاقب کرتا رہے گا۔ اُس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر ایک ٹیلے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹیلے سے دُور دُور نگاہ دوڑائی لیکن درختوں کی چوٹیوں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آیا۔

بہرحال وہ وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ جھٹپٹا ہو چلا تھا۔ تاریکی کی چادر دبیز ہوتی جا رہی تھی۔ کوئی ایسی جگہ تلاش کرنی چاہیے جہاں رات گزاری جا سکے۔ وہ آگے بڑھ گیا تھا جنگل کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا۔ تاریکی میں بڑے جھاڑ جھنکاڑ میں راستہ ٹٹولتا ہوا وہ آگے بڑھتا رہا۔ نہ جانے کتنی دیر اسی طرح گزر گئی۔ دفعتاً اُسے عقب میں آہٹ محسوس ہوئی۔ جیگوار کے بارے میں اُس کا اندازہ درست تھا۔ وہی تھا۔ اُس نے اپنے مخصوص انداز میں چھلانگ لگائی لیکن شیران پھرتی سے نیچے بیٹھ گیا۔ درندے کا وار خالی گیا۔ وہ شیران کے سامنے خاردار جھاڑیوں میں گرا لیکن فوراً ہی اُس نے اُٹھ کر دُوسرا حملہ کیا تھا۔ اس کی آنکھیں جوشِ غضب سے دہک رہی تھیں۔

زخمی جیگوار کو اب چھوڑنا مناسب نہیں تھا۔ درندہ مسلسل تنگ کرتا رہے گا۔ چنانچہ شیران نے پستول نکال لیا اور جونہی جیگوار نے دُوسری چھلانگ لگائی۔ شیران نے اس کا وار خالی دے کر پستول سے فائر کر دیا۔ گولی جیگوار کی کھوپڑی میں لگی تھی۔ جونہی وہ نیچے گرا شیران نے خود ساختہ بھالا سنبھال کر اُس پر حملہ کر دیا اور بھالا جیگوار کی پسلیاں توڑتا ہوا زمین میں پیوست ہو گیا۔

وہ آج بھی اتنا ہی طاقتور تھا۔ جیگوار کے بدن سے خون کے فوارے اُبل رہے تھے۔ بہرحال وہ تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ شیران نے اپنا قیمتی نیزہ اُس کے بدن سے کھینچ لیا تھا۔ اس کے بعد وہ ایک تناور درخت تلاش کر کے اُس پر چڑھ گیا۔ اور ایک اُونچی شاخ منتخب کر کے اُس پر آرام کے لیے جگہ بنالی۔

جنگل میں خوفناک آوازیں گونج رہی تھیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد اُسے نیند آ گئی۔ دُوسری صبح اُس نے پھر اپنے سفر کا آغاز کر دیا۔ دن اور رات سیر و شکار۔ درندوں کے درمیان ایک اور درندہ آ گھسا تھا۔ ایک ایک لمحہ حالتِ جنگ میں گزر رہا تھا۔ بے شمار جانور اس کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اُتر چکے تھے۔ وہ خود بھی دو تین بار زخمی ہوا تھا لیکن جنگل کی زندگی کے بارے میں اُسے اچھی خاصی معلومات حاصل تھیں، چنانچہ سبز رنگ کی ایک گھاس جس کے اُوپری سرے سرخی مائل تھے توڑ کر اُس نے اپنے ساتھ رکھی تھی۔ اس گھاس کو کچل کر زخموں پر لگایا جاتا تو زخم حیرت انگیز طور پر ٹھیک ہو جاتے تھے۔

وہ سفر کرتا رہا۔ جنگلی جانور اُس کی خوراک بن جاتے تھے۔ بالآخر تقریباً دس بارہ دن کے بعد اُس کا گزر ایک اور خشک نالے کے قریب سے ہوا جہاں درختوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔ دونوں طرف پہاڑوں کی بلند دیواریں کھڑی ہوئی تھیں۔ شیران اس دن تھکن سے کافی چُور ہو گیا تھا۔ گرمی بھی شدید تھی بہرطور اُسے اپنے لیے کوئی جگہ تلاش کرنی تھی۔ ایک جگہ اُسے ایک پہاڑی چشمہ نظر آیا تو ہاتھ مُنہ دھویا جنگلی پھل توڑ کر کھائے اور ایک پتھر پر لیٹ گیا۔

اچانک اُسے محسوس ہوا جیسے اُس کی دونوں ٹانگیں مفلوج ہو گئی ہیں۔ شاید دورانِ خون بند ہو گیا تھا۔ وہ بڑبڑا کر اُٹھا اور خوفناک منظر اُس کی نگاہوں کے سامنے تھا۔ ایک بہت بڑا اژدہا اُس کی ٹانگوں سے لپٹا ہوا تھا۔ اُس نے شیران کو یُوں کس لیا تھا جیسے کسی قیدی کو بیڑیاں پہنا دی گئی ہوں۔ اُس کی ٹانگیں ذرا بھی جنبش نہیں کر سکتی تھیں۔

لیکن دُوسرے لمحے اُس نے کمر سے شکاری چاقو نکالا اور پے در پے وار کر کے اژدہے کو شدید زخمی کر دیا۔ اُس کی گرفت رفتہ رفتہ ڈھیل پڑتی گئی اور چند لمحات کے بعد شیران اُس کی گرفت سے آزاد ہو چکا تھا۔ اُس کی ٹانگوں میں دورانِ خون شروع ہوا تو اُس نے اُٹھ کر اژدہے کا معائنہ کیا۔ بیس فٹ لمبا اژدہا تھا۔

سُرخی مائل مٹیالا رنگ بدن پر تین لمبی سیاہ دھاریاں اور ان میں پیلے گول نشان تھے۔

یہ علاقہ بہت زیادہ خطرناک تھا۔ ابھی اس مصیبت سے فارغ ہُوا ہی تھا کہ سامنے درخت پر ایک اور سانپ لٹکتا ہُوا نظر آیا۔ وہ کسی پرندے کو نگل رہا تھا اور اردگرد درختوں پر اس طرح کے بے شمار سانپ موجود تھے اور ان میں حیران کُن فرق یہ تھا کہ عام سانپوں کے برعکس ان کے پیر بھی تھے جن کی مدد سے وہ زمین پر تیزی سے دوڑ سکتے تھے اور درختوں پر بھی باآسانی چڑھ جاتے تھے۔ شیران نے اپنی زندگی میں پہلی بار اس قسم کے سانپ دیکھے تھے۔ اس کو ان سے کافی دلچسپی محسوس ہُوئی لیکن ان مُوذی سانپوں سے بچنا بھی ضروری تھا چنانچہ وہ پہاڑ پر چڑھنے لگا تاکہ چوٹی پر جا کر جان بچا سکے۔

پہاڑ کے اطراف میں گھومتے گھامتے اُسے تقریباً ایک ہفتہ گزر گیا۔ جنگل کا دُوسرا سرا نظر نہیں آ رہا تھا۔ بہرطور وہ مسلسل سفر کرتا رہا۔ جنگل کی اس ہولناک زندگی میں بھی اُسے بے حد لُطف آ رہا تھا۔ پھر ایک دِن ایک بارہ سنگھے کا تعاقب کرتے ہُوئے وہ ایک خُوبصورت ندی کے قریب جا پہنچا۔ کافی دیر سے وہ بارہ سنگھے کا تعاقب کر رہا تھا اس لیے تکان کی وجہ سے نڈھال ہو گیا تھا۔

جب بارہ سنگھا نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو اُس نے تعاقب چھوڑ دیا اور ندی کے نظارے میں محو گیا۔ اُس نے ندی میں اپنا مُنہ ہاتھ دھویا۔ ہاتھ پاؤں دھونے کے بعد گردن اُٹھائی تو دفعتاً اُس کی نگاہ ندی کے دُوسرے کنارے پر جا پڑی۔ اِس طویل ترین جنگلی زندگی میں پہلی بار اُس نے کسی انسان کو دیکھا۔ درمیانی جسامت کا ایک بُوڑھا آدمی تھا جو جانور کی کھال کے لباس میں ملبوس ندی کے دُوسری جانب کھڑا ہُوا نظر آیا تھا۔

اِس جنگل میں اِنسان کی موجودگی شیران کے لیے بہت حیرت انگیز تھی چنانچہ وہ دریا پار کرنے سے باز نہ رہ سکا۔ اِس کا خیال تھا کہ وہ شخص بھاگ جائے گا۔ لیکن وہ خُود بھی اسی طرح ٹکٹکی لگائے شیران کو دیکھ رہا تھا۔ شیران اِس کے پاس پہنچا تو اُس کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ پھیل گئی۔ یہ شخص کسی سفید فام نسل سے تعلق رکھتا تھا خاصا عمر رسیدہ تھا۔ شیران نے بغور اس کا جائزہ لیا اور اس وقت بُوڑھا آگے بڑھ آیا۔

"ہیلو۔ کیا میری آنکھیں دھوکا کھا رہی ہیں یا یہ کوئی وہم ہے؟" اِس نے شستہ انگریزی میں کہا۔

"نہیں میری کیفیت بھی تم سے مختلف نہیں ہے۔" شیران نے آہستہ سے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ آؤ بیٹھ کر بات کریں گے۔" اُس نے کہا اور شیران کو ساتھ لے کر وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

تقریباً ایک میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک ٹیلے کی آڑ میں شیران نے ایک چھوٹی سی جھونپڑی دیکھی۔ اس جھونپڑی کے اِردگرد خاردار کانٹوں کی باڑھ بنی ہُوئی تھی۔ جھونپڑی کے اندر ایک کونے میں گھاس پھونس کا بستر لگا تھا۔ اُس نے بڑے احترام سے شیران کو اس پر بٹھا دیا پھر پتھروں سے رگڑ کر آگ جلائی اور ایک برتن میں مچھلی بھوننے لگا۔ مچھلی کی خوشگوار خوشبو شیران کی شدید بھُوک چمکا رہی تھی۔ اِس طویل عرصے میں کچے گوشت کے علاوہ اُسے اور کچھ نہیں ملا تھا۔ بُوڑھے نے اِسے مچھلی پیش کی، اور شیران اُسے بلاتکلف کھانے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس نے پُوچھا۔ "تمھاری یہاں پر موجودگی میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"بس یُوں سمجھ لو کہ انسانوں کے جنگل سے گھبرا کر جانوروں کے جنگل میں پناہ لی ہے دُنیا سے اپنا رابطہ توڑ چُکا ہُوں۔"

"اس بڑھاپے میں تمھیں اِن جنگلی جانوروں کے درمیان زندگی گزارتے ہُوئے کوئی تکلیف نہیں ہوتی؟"

"کوشش کرتا ہُوں کہ اِن سے کوئی جھگڑا مول نہ لُوں۔" بُوڑھے نے مُسکراتے ہُوئے کہا۔

"تمھاری کہانی میرے لیے دلچسپی کا باعث ہوگی۔" شیران نے پاؤں پھیلا کر دراز ہوتے ہُوئے کہا۔ مچھلی خاصی مقدار میں کھائی تھی۔ اسی لیے پیٹ بھر گیا تھا اور چونکہ بدن تھکن سے چُور چُور تھا۔ اس لیے گھاس کے اس بستر پر آرام کرتے ہُوئے اُسے بے اِنتہا لُطف آ رہا تھا۔ بُوڑھے نے آہستہ سے گردن ہلائی اور بولا۔ "ہاں۔ کہانیاں سُننا اِنسان کا اوّلین شوق ہوتا ہے اور پھر اس جنگل میں دو اِنسانوں کا مل جانا کسی جادوئی واقعے سے کم نہیں ہے۔ مَیں تو سوچتا تھا کہ اس طرف میرے علاوہ اور کوئی آنے کی ہمت نہیں کرے گا۔"

"ہاں۔ تم یُوں سمجھ لو کہ مَیں بھی مہذب دُنیا کے اِنسانوں سے بیزار ہو گیا ہُوں اور اس جنگل میں درندوں کے ساتھ جنگ کرتا ہُوا یہاں تک پہنچا ہُوں۔"

"تمھارے بدن پر جگہ جگہ خُون کے دھبے ہیں۔ کیا تم زخمی ہو؟" اُس نے سوال کیا۔ اُس کے انداز میں ہمدردی تھی۔

شیران نے مُسکراتے ہُوئے کہا۔

"مَیں زخم لگانے کا شوقین ہُوں۔ زخم کھانے کا نہیں۔ یہ خُون اُن وحشی درندوں کا ہے جو خود کو ناقابلِ تسخیر سمجھتے تھے۔" بُوڑھے کی آنکھوں میں تحسین کے جذبات اُبھر آئے۔ اس نے گہری سانس لے کر کہا۔ "ہاں تم جوان ہو۔ طاقتور ہو۔ یقیناً انسانوں کی دُنیا میں بھی تم فاتح ہو گے لیکن درندوں کی یہ سزا نہیں۔"

"یورپین ہو تم؟"

"مَیں ماضی کو بھُول چُکا ہوں دوست۔ اب تو یہی جنگل میری دنیا ہے۔ سب کچھ بھُول چُکا ہوں۔"

"لیکن میرے لیے اپنی کہانی یاد کرو گے۔ تم نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔"

"تمھیں ناراض نہیں کرنا چاہتا۔ کسی کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتا۔ ستم رسیدہ اِنسان ہُوں۔ امریکی ہُوں لیکن فطرتاً امریکی نہیں تھا۔ سر جھکا کر رہنے والوں میں سے ہُوں۔ لوگوں کو میرا اس طرح جینا بھی پسند نہ آیا۔ ایک قتل دیکھ لیا تھا اِن گنہگار آنکھوں نے۔ قاتلوں نے افشائے راز کے خوف سے مجھے میرے خاندان سمیت ختم کرنے کا منصُوبہ بنایا اور ایک بھیانک رات ہمیں گولیوں کی... باڑھ پر رکھ دیا گیا۔ سب مر گئے مَیں بدنصیب زندہ رہ گیا۔ طویل عرصہ تک دماغی مریض رہا۔ ہسپتالوں میں زندگی گزاری اور پھر ہوش آ گیا۔ یہ زندگی موت سے بدتر تھی۔ انسان نُما درندوں کے ساتھ جینے کو جی نہ چاہا تو زمین کے ایسے گوشوں کی تلاش شروع کر دی جہاں اِنسان نہ ہوں اور بس۔ اتنی سی کہانی ہے میری۔"

"کیا نام ہے تمھارا؟"

"پال میکنیا۔" اُس نے جواب دیا۔

"میرا نام شیران خان ہے۔ یہ علاقہ کونسا ہے؟"

"صرف جنگل ہے۔ مَیں نہیں جانتا۔ انسان اسے کس نام سے پکارتے ہیں۔"

"تاریان کے جنگلات کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟"

"مَیں نے کہا نا۔ مَیں نے اِن جنگلات کے بارے میں جاننے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ بس یہ میری پناہ گاہ ہیں۔ یہاں موت کا اِنتظار کر رہا ہُوں۔"

شیران خاموش ہو گیا۔ بوڑھا بے ضرر تھا اور پھر اُس نے شیران کی خاطر مدارت کی تھی۔ اِس لیے شیران کے دِل میں اُس کے خلاف کوئی کدورت نہیں اُبھری۔ بُوڑھا اُسے آرام کا مشورہ دے کر باہر نکل گیا تھا۔ شیران کچھ دیر سوچتا رہا پھر گھاس کے نرم بستر پر دراز ہو کر سو گیا۔

جاگا تو شام گہری ہو گئی تھی۔ باہر سے مچھلیاں بھُننے کی خوشبو آ رہی تھی۔ شیران باہر نکل آیا۔ بوڑھا پتھروں کا چُولہا بنا کر مچھلیاں بھُون رہا تھا پھر اُس نے کہا۔ "مچھلیاں یہاں بکثرت مل جاتی ہیں۔ جاؤ دریا پر مُنہ ہاتھ دھو لو بلکہ نہا لو تو تازہ دم ہو جاؤ گے۔"

دریا پر شیران کو ویسے ہی سانپ نظر آئے۔ واپسی پر اُس نے بُوڑھے سے ان کے بارے میں پوچھا۔

"وہ بے ضرر ہیں۔ ان میں کاٹنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔ ہاں وہ چھوٹے جانوروں کو جکڑ کر ہلاک کر دیتے ہیں۔ یہی جانور ان کی غذا ہیں۔" بُوڑھے نے رات کا کھانا شیران کے ساتھ ہی کھایا۔ شیران اِس سے اطراف کا جغرافیہ پوچھ رہا تھا۔

"جنگل پُرسکون ہیں۔ اِن کا سلسلہ زیادہ وسیع نہیں ہے۔ تھوڑی دُور چلنے کے بعد کالی پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اُس کے دُوسری طرف کیا ہے۔ مَیں نے کبھی نہیں دیکھا۔"

"کالی پہاڑیاں؟"

"ہاں۔ ایک عظیم الشان سلسلۂ کوہ ہے۔ میرا خیال ہے وہ آتش فشانوں کا علاقہ ہے۔ زمین پر پتھریلے کوئلوں کے انبار ہیں۔ کبھی یہاں آتش فشانی ہُوئی ہوگی۔"

بُوڑھے کے ساتھ تقریباً دو ماہ گزر گئے۔ شیران کو یہاں کوئی تکلیف نہیں تھی۔ بُوڑھا کسی نوکر کی طرح اُس کے سارے کام کرتا تھا۔ دریا پر جا کر اُس کے کپڑے دھولاتا تھا۔ اُسے مچھلیاں پکڑ کر کھلاتا تھا۔ شیران جنگل میں درندوں کے شکار پر نکل جاتا تو وہ اُسے تلاش کرتا پھرتا تھا۔ بارہا اُس نے شیران کو درندوں کے شکار سے منع کیا تھا تو ایک بار شیران نے اُسے اپنی کہانی سُنا دی تھی۔ اُس کے بعد سے بُوڑھے نے اس سے کچھ نہیں کہا تھا۔

پھر ایک شام اس وقت جب شیران آسمان پر چھائے بادلوں پر نگاہ جمائے کچھ سوچ رہا تھا۔ اچانک اُسے گڑگڑاہٹ سُنائی دی۔ یہ بادلوں کی گڑگڑاہٹ نہیں تھی جس جگہ وہ بیٹھا ہُوا تھا۔ وہاں سے زمین کھسک رہی تھی۔ کھڑے ہونے کی کوشش کی تو گرتے گرتے بچا۔ اُسی وقت بُوڑھا خوفزدہ چہرہ لیے اُس کے پاس پہنچ گیا۔

"زلزلہ۔" اُس نے کہا۔

"اوہ۔ یہ زلزلہ ہے۔" شیران نے اِتنا ہی کہا تھا کہ دفعتاً

ایک ہولناک دھماکہ سُنائی دیا۔ اِتنا خوفناک دھماکا تھا کہ چٹانیں اُڑ گئیں۔ بے شمار تناور درخت زمین بوس ہو گئے، اور پھر کالی پہاڑیوں کی طرف سے گرد و غبار کا ایک انبوہ عظیم آسمان کی طرف پرواز کرتا نظر آیا۔ بُوڑھے کے حلق سے چیخ نکل گئی۔

"پہاڑ پھٹ گیا ہے۔" بھاگو یہاں سے۔ پہاڑ پھٹ گیا ہے۔ سماعت ختم ہو گئی تھی۔ ہولناک گڑگڑاہٹ نے زمین و آسمان یکساں کر دیے تھے۔ جنگلی جانور چیختے چلّاتے دوڑ رہے تھے۔ پہاڑ کے پہاڑ فضا میں بلند ہو گئے تھے اور آسمان سے پتھر برس رہے تھے۔ بھاگنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ شیران نے بُوڑھے کا ہاتھ پکڑا اور ندی کی طرف دوڑنے لگا۔ اُس نے ندی کے نشیب میں پناہ لی تھی۔ وہ پتھریلی سطح پر پیٹ کے بل لیٹ گئے تھے۔ پھر پہاڑ آگ اُگلنے لگے۔ دھماکوں کے ساتھ آگ کی چنگاریاں آسمان کی جانب پرواز کر رہی تھیں اور فضا میں حدّت پیدا ہو گئی تھی۔ خشک جھاڑیوں نے آگ پکڑ لی تھی اور یہ آگ پھیلتی جا رہی تھی۔ ایک بے ہنگم شور تھا۔ جانوروں کی دِل ہِلا دینے والی چیخیں چاروں طرف گُونج رہی تھیں۔ اُن کے دوڑنے کی دھمک زمین ہِلنے کی آوازیں مدغم ہو رہی تھیں۔ غول کے غول بدحواسی سے اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے۔ بیشتر درندوں نے اِن پر سے بھی چھلانگیں لگائی تھیں۔ زمین و آسمان کانپ رہے تھے۔ کوئی جگہ محفوظ نہیں تھی۔

ہولناک آتش فشانی ساری رات جاری رہی۔ زمین جگہ جگہ سے پھٹ گئی تھی۔ راستے بند ہو گئے تھے۔ ایک طرف آتش فشاں غیض و غضب کے عالم میں پھُنکار رہا تھا، اور دُوسری طرف جنگل کی آگ۔ لے دے کر ندی کا راستہ محفوظ تھا۔ چنانچہ شیران کے ذہن میں اِسی راستے سے آگے بڑھنے کا خیال آ رہا تھا۔ بُوڑھا نیم غشی کی کیفیت میں تھا۔ اس کے حواس ساتھ چھوڑ گئے تھے۔

"مسٹر میکنیا" شیران نے اُسے پکارا۔ . . . .

بُوڑھے نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُسے دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔

"اوہ بے وقوف بُوڑھے کہتا تھا کہ جنگل کی زندگی اس کے علاوہ اور کوئی نہیں گزار سکتا۔ ایک بار پھر حماقت کرنا چاہتا ہے۔ آؤ آؤ جنگل کی مصیبت" اُس کی نگاہیں چاروں طرف بھٹکنے لگیں۔ کنارے پر اَب بھی شاخوں اور گھاس کے انبار بکھرے ہوئے تھے۔ اُس نے کچھ لچک دار شاخیں اُٹھائیں۔ اُنھیں رسّی کی طرح بٹا اور پھر بُوڑھے کو اپنی پُشت پر باندھ لیا۔ اس کے بعد وہ پانی میں اُتر گیا۔ کافی دُور تک اُسے پانی میں تیرنا پڑا۔ اِس کے بعد بہاؤ تیز ہو گیا۔ اور پانی اُسے آگے دھکیلنے لگا۔ کناروں پر درختوں سے شعلے اُبھر رہے تھے۔ فضا دُھواں دھار تھی۔ یہاں مرغولے آسمان کی جانب بلند ہو رہے تھے۔ ندی کا پانی بھی تپش سے گرم ہونے لگا تھا۔ شیران پُوری مہارت سے آگے بڑھتا رہا تھا۔ یہ کام بھی اِسی جیسے وحشی کا تھا ورنہ عام آدمی تو خوف سے ہی مر جاتا۔ دوپہر کا جھُلسا دینے والا سُورج سر سے گزر گیا تب کہیں جا کر وہ اس علاقے سے نکل پائے۔ اب اطراف میں چٹیل میدان بکھرے ہوئے تھے جن میں سُوکھی جھاڑیوں کے سوا کچھ نہیں تھا۔ چاروں طرف دہشت برس رہی تھی۔ ویران سنّاٹے میں کبھی کبھی کوئی نامانوس جانور دوڑتا نظر آ جاتا تھا جس سے زندگی کا احساس ہوتا تھا۔ بُوڑھے کو کمر پر لادے لادے اِتنا طویل سفر کرنا آسان کام نہیں تھا۔ شیران نے ابھی تک غور نہیں کیا تھا۔ لیکن پھر اُس نے کنارے پر نکل آنا مُناسب سمجھا۔ کنارے پر آ کر اُس نے بُوڑھے کو کھول دیا تھا۔

"مسٹر میکنیا۔ ہوش میں آؤ"

"مَیں ہوش میں ہُوں" اُس نے بھرّائی ہُوئی آواز میں کہا۔

"خود کو سنبھالو، ہم اس جہنّم سے نکل آئے ہیں"

"تمھارا شکریہ شیران، اور کیا کہوں" اُس نے جواب دیا لیکن وہ شیران کے ساتھ آگے نہیں بڑھ سکا تھا۔

"آؤ۔ اس جگہ رُک کر کیا کریں گے؟" شیران نے کہا۔

"شیران۔ میرے دوست میرے بچّے، ایک بات کہوں تم سے۔ بُرا تو نہیں مانو گے" بُوڑھے میکنیا نے لجاجت سے کہا۔

"کہو۔ کیا بات ہے؟"

"مجھے یہیں چھوڑ دو۔ مَیں اِسی جگہ اپنے لیے آرام گاہ بنا لُوں گا"

"یہاں زندگی اِتنی آسان نہ ہو گی"

"میری آخر عمر اَب آسانیوں کی طلب گار نہیں ہے۔ مجھے یہیں چھوڑ دو۔ میری بات مان لو"

"تمھاری مرضی" شیران نے شانے ہِلائے اور پھر چاروں طرف نگاہیں دوڑانے لگا۔ دائیں سمت پہاڑی سلسلہ پھیلا ہُوا تھا۔ اُسے بائیں سمت کے میدانوں کے بعد درختوں کی لکیر نظر آ رہی تھی۔ "چلو۔ یہاں تک چلیں۔ اس کے بعد کوئی جگہ منتخب کریں گے"

بُوڑھے نے بے بسی سے شیران کی طرف دیکھا۔ اُس کی آنکھوں میں ہچکچاہٹ کے آثار تھے پھر اُس نے کہا "شیران۔ میرے پاؤں مفلوج ہو گئے ہیں۔ مَیں چل نہیں سکتا"

"اوہ" شیران کے ہونٹ سُکڑ گئے۔ اب بات اُس کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ بُوڑھا اس سے وہیں رہ جانے کے لیے کیوں کہہ رہا تھا!

۔۔۔ف ایک لمحے اُس نے سوچا اور دُوسرے لمحے جھُک کر اُس نے بُوڑھے کو کندھے پر اُٹھا لیا۔ بوڑھا عجیب سی آواز میں چیختا رہ گیا تھا۔ شیران درختوں کی طرف چل پڑا تھا۔

منظر بدلتا گیا۔ جُوں جُوں وہ آگے بڑھ رہا تھا۔ ماحول خوشگوار ہوتا جا رہا تھا۔ یہاں درخت زیادہ گھنے نہیں تھے۔ اُن کے درمیان سبز گھاس لہرا رہی تھی جس میں نمی پائی جاتی تھی۔ درختوں کے اِس مختصر سلسلے کو عبور کیا تو دُوسری طرف ایک خوبصورت جھیل نظر آئی جس کے کنارے پتھر پڑے ہُوئے تھے۔ ایک طرف نارنجی رنگ کے پھلوں کے جھُنڈ بکھرے ہُوئے تھے۔

شیران ہنس پڑا۔ "لو مسٹر میکنیا تمھیں اس سے بھی زیادہ خوبصورت جگہ مِل گئی جھونپڑی بنانے کے لیے۔ پھل حیرت انگیز طور پر میٹھے اور خوش ذائقہ تھے۔ خوب کھائے پھر جھیل کا شیریں پانی پیا اور اس کے بعد دونوں سطح پتھروں پر لیٹ گئے۔ پلکیں ایک منٹ میں جُڑ گئی تھیں۔

آنکھ کھُلی تو رات ہو گئی تھی۔ میکنیا جاگ گیا تھا اور پتھر سے ٹیک لگائے ہُوئے بیٹھا تھا۔ اُس کی آنکھیں تاریکی میں کچھ تلاش کر رہی تھیں۔

"کیا تم نہیں سوئے؟" شیران نے پوچھا۔

"سو گیا تھا"

"کیا سوچ رہے ہو؟"

"اپنے ماضی کے بارے میں"

"اس سے کیا ملتا ہے؟"

"بہت کچھ شیران"

"بیکار باتیں ہیں۔ مَیں کبھی اپنے ماضی کے بارے میں نہیں سوچتا۔ فضول بات ہے"

"ابھی تمھاری عمر ہی کیا ہے شیران۔ ماضی یادوں کی کتاب ہوتی ہے۔ آخری عمر میں پڑھنے کے لیے"

"اوہ ٹھیک ہے۔ جو دل چاہے سوچتے رہو۔ کیا اس جھیل میں مچھلیاں ہوں گی؟"

"دِن کی روشنی میں تلاش کریں گے"

"مگر تمھارے تو پیر ہی ساتھ نہیں دے رہے" شیران نے کہا اور بُوڑھے کی سرد آواز اُبھری پھر اُس نے کہا "زندگی کا اختتام اِسی انداز میں ہوتا ہے۔ میرے اعصاب وہ ہولناک تباہی برداشت نہیں کر پائے مگر شیران تم میرا بوجھ کب تک سنبھالے رہو گے۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو"

"دیکھو میکنیا۔ مَیں زندگی میں بہت کم ایسے کھیل کھیلتا ہُوں ۔۔۔ مجھے بار بار اِس طرف متوجّہ مت کرو"

"تم نے اپنے بارے میں مجھے کچھ نہیں بتایا"

"مَیں تمھارے سامنے ہُوں اور کیا بتاؤں؟"

"تم کون ہو۔ یہاں اِن ویرانوں میں کیوں نکل آئے۔ دنیا سے"

"بس۔۔۔ من موجی ہُوں۔ اِنسانوں سے اُکتایا تو جنگلوں میں نکل آیا۔ جنگلوں سے دِل بھر گیا تو پھر انسانی آبادیاں تلاش کرنے لگا" شیران نے جواب دیا۔ پھر بولا "پھل کھاؤ گے؟"

"نہیں مَیں شکم سیر ہُوں" شیران پھر اُسی پتھر پر لیٹ گیا۔ اُس کا پیٹ بھی بھرا ہُوا تھا۔ بُوڑھے سے اور کیا گفتگو کرتا۔۔۔ آنکھیں بند کر لیں اور غنودہ ہو گیا۔

اِس وقت نہ جانے کیا بجا تھا۔ آخری تاریخوں کے چاند کی مدھم روشنی پھیلی ہُوئی تھی۔ دفعتاً بُوڑھے کی دلدوز چیخ اُبھری اور شیران جاگ گیا۔ ایک لمحے اُس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا لیکن زوردار آوازیں اُبھر رہی تھیں اور کسی قسم کی کش مکش ہو رہی تھی۔ چنانچہ وہ اُچھل کر کھڑا ہو گیا۔ تب اُس نے ایک خوفناک منظر دیکھا۔ بوڑھا میکنیا ایک قدآور بھینسے کے سینگوں کو پکڑ کر لٹکا ہُوا تھا۔ اور بھینسا اُچھل کُود رہا تھا۔ وہ اُسے بُری طرح رگید رہا تھا۔

شیران نے حلق سے ایک دہاڑ نکالی اور بھینسے نے اُسی وقت بُوڑھے میکنیا کو اُچھال دیا۔ وہ بُری طرح ایک چٹان پر گرا تھا۔ بھینسا ایک سمت دوڑ پڑا۔

شیران پھُرتی سے میکنیا کی طرف دوڑا۔ وہ خُون میں لت پت تھا۔ پسلیاں اور ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ باچھوں سے خون بہہ رہا تھا۔

"اوہ۔ تم تو بہت زیادہ زخمی ہو گئے اَب مَیں کیا کروں؟"

"کچھ نہیں۔ کچھ۔۔۔ نہیں۔ خدا۔ حافظ۔ تم یہاں سے۔ نکل جاؤ شیران۔ میرے بچّے" اُس کی آواز مدھم ہو گئی۔ اُسے خُون کی بڑی سی اُلٹی ہُوئی اور پھر اُس کی آنکھیں بے نُور ہو گئیں۔

"یہی بہتر تھا تمھارے لیے" شیران نے آہستہ سے کہا اور بُوڑھے کے پاس سے اُٹھ کھڑا ہُوا۔ وہ کسی سوچ میں ڈوبا ہُوا تھا۔ بڑی جسامت کا بھینسا تھا۔ اس وقت تو ڈر کر بھاگ گیا تھا لیکن دوبارہ بھی حملہ آور ہو سکتا تھا۔ اُس نے پستول چیک کیا۔ اُس میں چند گولیاں باقی تھیں لیکن پستول کی گولیاں بھلا اس خوفناک جانور کو کیا نقصان پہنچا سکتی تھیں۔

بُوڑھے کی لاش اُس کے لیے اَب قابلِ توجہ نہیں تھی۔ لیقیہ

رات جاگ کر گزاری۔ دُوسری صبح اُس نے بہت سے پھل توڑے اور اُنھیں جیبوں میں ٹھونس کر وہاں سے چل پڑا۔

سارا دن سفر کرتا رہا تھا۔ رات ہُوئی تو درختوں کے درمیان تھا۔ درخت چھدرے تھے اور دُوسری طرف پہاڑ نظر آ رہے تھے۔ فاصلہ اِتنا تھا کہ رات کے وقت وہ پہاڑوں تک نہیں جا سکتا تھا۔ چنانچہ یہ رات بھی ایک درخت کی شاخوں پر گزاری۔ بھینسے کا تجربہ ذہن میں تھا۔ درخت البتّہ محفوظ تھے۔ پھل ساتھ دے رہے تھے۔ چنانچہ دُوسری صبح وہ کافی تیز رفتاری سے پہاڑوں کی جانب سفر کرنے لگا۔ دوپہر کو پہاڑوں کے قریب پہنچا تھا۔ پھر جب وہ سب سے اُونچی جگہ پہنچا تو اُس نے دُوسری طرف پہاڑی ڈھلوان دیکھے۔ ان ڈھلانوں پر جنگل بکھرے ہُوئے تھے اور اِن جنگلوں میں ہرنوں کی ایک ڈار کلیلیں کرتی پھر رہی تھی لیکن ڈھلان کا یہ جنگل شیران کے لیے اجنبی نہیں تھا۔ وہ اِس جنگل کو دیکھ چکا تھا۔ وہ کئی بار اِس طرف آ چکا تھا۔ ہاں۔ ساری نشانیاں وہی تھیں۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے! یہ علاقہ تو اس کا اپنا ہی تھا۔ یہ پہاڑ یہ جنگل تو تراب زان کے مشرقی جنگل تھے۔ "ناممکن!" شیران کے حلق سے آواز نکلی۔

■

داراب خاں اپنے تین بیٹوں کے ساتھ کوہالہ کے علاقے سے واپس آ رہا تھا۔ سفر کو مختصر کرنے کے لیے اُس نے مشرقی جنگلوں کے کنارے پر گھوڑے ڈال دیے تھے۔ یہ پہاڑی جنگل درندوں سے بھرے ہُوئے تھے۔ شیر، چیتے، جنگلی بھینسے یہاں بکثرت پائے جاتے تھے لیکن بوڑھا داراب خان اپنی جوانی میں بہترین شکاری تھا۔ اُس نے اپنے بیٹوں کو بھی شکاری بنایا تھا اور اب وہ اُس کے قد سے بھی اُونچے نکل گئے تھے۔ اس وقت وہ اُس کے ساتھ تھے اس لیے داراب خاں کو زیادہ پروا نہیں تھی۔ اس کے باوجود وہ درختوں کے ساتھ ساتھ سفر کر رہے تھے۔ اور جنگل میں داخل ہونے کی کوشش نہیں کی تھی۔ دفعتاً عاقل خان کے گھوڑے نے کنوتیاں بدلیں اور الف ہو گیا۔ عاقل خان داراب خان کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ بہترین گھڑ سوار تھا۔ اُس نے گھوڑے کو تو سنبھال لیا لیکن اُسے اندازہ ہو گیا کہ آس پاس کوئی جنگلی جانور ضرور موجود ہے۔

"کیا بات ہے عاقل خان؟ بوڑھے داراب خان نے پُوچھا لیکن اس کی بات مکمل بھی نہ ہو پائی تھی کہ دفعتاً ایک درخت سے سیاہ رنگ کے ایک چیتے نے عاقل خان پر جست لگائی اور گھوڑے بدک گئے۔ عاقل خان چیتے کی اس جست سے تو بچ گیا لیکن رائفل اُس کے شانے سے نیچے گر پڑی۔ اُسی وقت گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور سوار سمیت نیچے آ گرا۔ صُورتِ حال اتنی خوفناک ہو گئی تھی کہ داراب خان یا اُس کے دُوسرے بیٹے اپنی رائفلیں بھی استعمال نہیں کر سکتے تھے کیونکہ عاقل خان گولیوں کی زد میں آ سکتا تھا۔ چیتا پہلی جست کی ناکامی سے جھنجلا کر دُوسری جست کی تیاریاں کر رہا تھا کہ دفعتاً عقب سے ایک بَلا نمودار ہُوئی اور چیتے پر چھا گئی۔ بجلی سی چمکی اور ایک لمبا خنجر چیتے کے بائیں پہلو میں ترازو ہو گیا۔ چیتے کے حلق سے ایک کربناک چیخ نکلی تھی۔ وہ پچھلے پنجوں کے بل اُٹھا اور خُود پر نازل ہونے والی بَلا پر حملہ کر دیا۔ لیکن وہ اِنسان تھا یا چھلاوہ۔ ایک لمحے میں اُس نے لڑھکنی کھائی اور پھر چیتے پر پِل پڑا۔ خنجر اس صفائی سے چیتے کے دائیں شانے میں پیوست ہُوا تھا کہ ایک لمحے کے لیے شاید چیتے کو بھی پتہ نہ چلا ہو گا۔ اس سے قبل کہ وہ پھر سنبھلے نوجوان اُلٹی قلابازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔ اور چیتے پر تیسرا وار کرنے میں دیر نہ کی۔ دونوں آمنے سامنے تھے۔ زخمی چیتا ایک لمحہ رُکے بغیر بھاگ جانا چاہتا تھا لیکن وہ جدھر بھی رُخ کرتا۔ اس خوفناک بَلا کو سامنے پاتا۔ نوجوان نے اس پر اِتنے وار کیے کہ بالآخر وہ نڈھال ہو کر گر پڑا۔ وہ اپنے مدِمقابل کے بدن پر ایک خراش بھی نہیں لگا سکا تھا۔ عاقل خان اپنی جگہ ٹھہرا ہُوا تھا۔ داراب خان اور اُس کے بیٹے بُتوں کی طرح ساکت تھے۔ جب چیتا ختم ہو گیا تو نوجوان اِن لوگوں کی طرف رُخ کر کے بولا۔ "اگر تمھاری زندگی کا مسئلہ نہ ہوتا تو مَیں اِس کی کھال اس طرح ضائع نہ کرتا۔ مَیں دو دِن سے اس چیتے کی کھال پر نظر لگائے ہُوئے تھا۔ مگر کوئی بات نہیں۔ تمھاری جان بچ گئی۔"

داراب خان گھوڑے سے اُتر آیا تھا۔ اُس کی آنکھیں فرطِ مسرت سے چمک رہی تھیں۔

"کون ہے تُو نوجوان۔ کس ماں کا لعل ہے تو؟" اُس کے مُنہ سے آواز نکلی۔

"فرشتہ نیکی کا فرشتہ۔ اب تم لوگوں سے یہی کہو گے۔" نوجوان نے مُسکرا کر کہا۔ اس کی مُسکراہٹ بے حد دِلکش تھی۔ ایسا گبھرو ایسا بانکا جوان تھا کہ چہرے سے نگاہ نہ ہٹے۔

"عمل تو ایسا ہی ہے تیرا۔ تُو نے داراب خان پر احسان کیا ہے۔ مَیں اور میرا خاندان اُسے ہمیشہ یاد رکھے گا کون سا قبیلہ ہے تیرا؟"

"چھوڑو دیہقان۔ بس ایک شکاری ہُوں۔" اُس نے کہا اور چیتے کے نزدیک بیٹھ گیا پھر اُس نے کفِ افسوس ملتے ہُوئے کہا۔ "اگر اس طرح وار نہ کرتا تو یہ تمھارے بیٹے کو چبا ڈالتا۔ مگر اب یہ کھال اُتارنا بیکار ہے۔"

"تم تراب زان کے باشندے ہو؟" نوجوان کے انداز میں اشتیاق پیدا ہو گیا۔

"ہاں۔ اِن جنگلوں سے پَرے پہاڑوں کے پیچھے تراب زان ہے۔" داراب خان نے کہا۔

"مجھے خوشی ہے کہ خان کہ مَیں تمھارے کسی کام آیا۔"

"دوستوں سے خود کو چھپاتے نہیں جیالے۔ عاقل خان کی زندگی اَب تمھاری مرہُونِ منّت ہے۔ ہمیں نام تو بتا دو اپنا۔" اس بار عاقل خان نے کہا۔ اس کے بقیہ بھائی بھی نوجوان کے گرد کھڑے ہو گئے تھے۔

اسی وقت سیاہ رنگ کا ایک قد آور گھوڑا وہاں پہنچ گیا۔ یہ شاندار گھوڑا ایسے ہی سوار کی زینت تھا۔ نوجوان نے گھوڑے کی پُشت پر ہاتھ رکھا اور پلک جھپکتے ہی اُس پر سوار ہو گیا۔

"میرا نام عدنان سلامن ہے خاناں۔" اُس نے کہا اور گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔ آن کی آن میں وہ درختوں میں روپوش ہو گیا تھا۔

"سلامن۔" داراب خاں کے مُنہ سے حیرت کے عالم میں نکلا۔

"کیوں بابا جان۔ کیا آپ اس بارے میں کچھ جانتے ہیں۔" عادل خان نے پُوچھا جو داراب خان کا منجھلا بیٹا تھا۔

"ہاں بیٹے۔ سلامن خاندان صدیوں سے تراب زان میں آباد رہا ہے۔ بہزاد سلامن قبیلے کا ایک۔ اور۔ عدنان سلامن۔ درندوں کا دُشمن اور۔ اور اُنھیں بیدردی سے ہلاک کرنے والا۔ ایسا تو ایک ہی جوان تھا تراب زان میں۔"

"کون؟"

"شیران سلامن۔ مگر اس جوان کا اس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟"

"آؤ بابا جان۔ وقت گزر رہا ہے۔" چھوٹے بیٹے نے کہا اور اُن کے گھوڑے تیز رفتاری سے آگے بڑھ گئے۔

■ چوپال میں اِسی جوان کی باتیں ہو رہی تھیں۔ گلاب خان کے بیٹے شمروز خان نے کہا۔ "ہاں بابا داؤد خان۔ مَیں نے بھیرونا کے جنگلات میں اِس نوجوان کو دیکھا تھا۔ اُس نے صرف خنجر کی مدد سے ایک وحشی ریچھ کو مارا تھا۔

"مَیں بھی اِسی جوان کی بات کر رہا تھا اُس دِن۔ لوگوں نے میری بات پر یقین نہیں کیا تھا۔ کوہِ لامان کے دامن میں اُس نے ایک بھینسے کے سینگ اُکھاڑ دیے تھے۔ بھینسا پاگل ہو گیا تھا لیکن جوان کے ہاتھوں میں ایک سُرخ کپڑا تھا جسے ہلا ہلا کر وہ بھینسے کو مشتعل کر رہا تھا۔ پھر جب بھینسا تھک گیا تو اُس نے اطمینان سے اُس کی گردن پر خنجر پھیر دیا تھا۔" غالب خاں نے بتایا۔

"کون ہے وہ؟" بوڑھے داؤد خان کی حیرت زدہ آواز اُبھری۔

"کیا شیران؟" کسی نے کہا، اور داؤد خان چونک پڑا۔

"کیا بات کہتے ہو وہ شیران کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا تم نے بادشاہ خان کی واپسی، تہمانہ پر نعمان خان کی حکومت اور اُس کے اعلان کے بارے میں نہیں سُنا؟" داؤد خان نے متحیّرانہ انداز میں کہا خود اُس کے ذہن میں بھی یہ داستانیں سُن کر ایک ہی نام گونجا تھا۔ شیران۔ شیران۔ اور یہ حقیقت تھی کہ تراب زان کی تاریخ میں اُس کے بعد کوئی ایسا جوان نہیں پیدا ہُوا تھا جو خوفناک درندوں کو اس طرح للکار للکار کر مارے یہ صرف شیران ہی کا شوق تھا اور اس شوق کے پیچھے ایک جذباتی کہانی چھپی ہُوئی تھی۔ بہزاد سلامن کی موت اس سے قبل کہ داؤد خان کچھ اور کہے۔ اِن لوگوں نے چند گھوڑوں کو دیکھا جو اِسی جانب آ رہے تھے ان پر داراب خان اور اُس کے بیٹے سوار تھے۔

وہ بھی اِن کی جانب متوجہ ہو گئے۔ داراب خان نے جو چوپال پہ یہ رنگ دیکھا تو اسی طرف بڑھتا چلا آیا۔ لوگوں کے سامنے اِس بہادر جوان کا قصہ دُہرانے کا اِس سے اچھا موقع اور کوئی نہیں تھا کہ چوپال جمع تھی۔ گھوڑے نزدیک پہنچ گئے اور داراب خان نیچے اُتر آیا۔ اُس کے بیٹے نوجوانوں کی جانب بڑھ گئے تھے۔ بُوڑھے داؤد خان نے اُ... بڑا خیر مقدم کرتے ہُوئے کہا۔ "آؤ داراب خان کہاں گئے تھے؟"

"ایک کام سے گیا تھا سردار خان لیکن ایک عجیب کہانی لے کر واپس آیا ہوں۔" داراب خان نے جواب دیا۔

"چوپال پر کہانیاں ہی ہو رہی تھیں۔ ایک ایسے جوان کی کہانیاں جو جنگلی علاقوں میں دیکھا جاتا ہے اور جو جنگلی جانوروں کو اس طرح ہلاک کرتا ہے کہ صرف ایک ہی داستان معلوم ہو۔"

"آہ۔ مَیں بھی اِسی کی داستان سُنانے آیا تھا۔" داراب خان نے مُسکراتے ہُوئے کہا۔

"مگر کوئی نئی داستان ہے یا وہی پُرانی باتیں۔" افضل خان نے مُسکراتے ہُوئے کہا۔

"پُرانی باتیں کیا ہیں بزرگ مجھے معلوم ہیں لیکن میں جو

کہانی سُنا رہا ہُوں وہ آپ لوگوں کو چونکا دے گی۔ کیا آپ لوگ یہ یقین کریں گے کہ جنگلوں میں ایک ایسا جوان موجود ہے جو جنگلی جانوروں کو صرف ایک خنجر کی مدد سے قتل کر ڈالتا ہے جو اُن کے ساتھ اتنی بے دردی کا سلوک کرتا ہے کہ ناقابلِ یقین محسوس ہو۔" شمروز خان نے کہا اور داراب خان کی آنکھیں اُس کی جانب گھوم گئیں۔

"کیا تمھارا واسطہ بھی اس سے پڑ چکا ہے ؟"

"اس وقت بھی اسی کی کہانیاں ہو رہی تھیں داراب خان لیکن ہم لوگ تمھاری کہانی سُننے کے لیے بے چین ہیں۔" داؤد خان نے کہا۔

"ابھی تھوڑی دیر قبل میرا بیٹا عاقل خان، ایک وحشی چیتے کا شکار ہوتے ہوتے رہ گیا۔ سیاہ رنگ کا چیتا یوں سمجھو کہ عاقل خان کی زندگی ختم کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا تھا۔ اگر وہ جوان سامنے نہ آ جاتا۔"

"اور اُس نے چیتے کو ہلاک کر دیا۔" شمروز خان بولا۔

"ہاں۔ صرف ایک خنجر کی مدد سے۔ لیکن تم لوگوں کی کہانیاں ابھی تک میرے کانوں تک نہیں پہنچیں۔ مَیں نے ایسا جوان اِس سے قبل نہیں دیکھا۔ اِتنا حسین اِتنا خوبرو کہ نگاہ اس پر جم نہ پائے لیکن دَرحقیقت مجھے وہ کوئی جنگل کی مخلوق ہی معلوم ہوتی تھی۔ ایسی مخلوق جو صرف لوگوں کی امداد کے لیے کبھی کبھی عالمِ ظہور میں آتی ہے۔"

"اس کے نقش و نگار کیا تھے داراب خان تم قبیلے کے پُرانے آدمی ہو بچے جوان ضرور ہو گئے ہیں لیکن بُوڑھی آنکھیں ابھی اِتنی کمزور نہیں ہُوئیں کہ شکلوں کو نہ پہچان سکیں۔"

"مَیں سمجھا نہیں داؤد خان۔" داراب خان نے کہا۔

"داراب خان۔ تم نے شیران سلامن کو دیکھا تھا ؟"

"ہاں دیکھا تھا۔"

"کیا وہ شیران ہو سکتا ہے ؟"

"نہیں وہ عدنان ہے۔" داراب خان نے مُسکراتے ہُوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب ؟" دُوسرے بہت سے لوگوں کی آوازیں اُبھریں

"عدنان سلامن۔" داراب خان نے جواب دیا۔ اس انکشاف پر بہت سی آنکھیں تعجب سے پھیل گئی تھیں پھر کسی نے کہا۔

"کیا وہ سلامن خاندان سے ہی تعلق رکھتا ہے ؟"

"ہاں۔"

"مگر تمھیں کیسے معلوم ہُوا داراب خان ؟"

"مَیں نے اس سے اِس کے بارے میں پُوچھا تھا۔ اُس نے اپنا نام عدنان سلامن بتایا۔"

"مگر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ شیران خان کو بادشاہ خان کے بھتیجے نعمان خان نے بہت بُری موت مارا تھا۔ اُس نے قبیلے میں اعلان کیا تھا کہ شیران خان اُس کے ہاتھوں مارا گیا ہے اور اس سلسلے میں اُس نے بہت سی قسمیں بھی کھائی تھیں۔"

"شیران مارا گیا ہے مگر عدنان سلامن اُس کی ہُوبہو تصویر ہے۔"

"کیا اُس کی اولاد ؟"

"ممکن ہے ایسا ہو۔"

"مگر شیران کی کہانی معلوم نہیں ہو سکی۔ اُس کی یہ اولاد کہاں سے آ گئی۔ کیا شیران نے شادی کر لی تھی ؟" داؤد خان نے پوچھا۔

"تفصیل اِس نوجوان لڑکے نے مجھے نہیں بتائی مگر کیا جوان تھا۔ یقین کرو بابا خان اِس میں شیران کی جھلکیاں موجود تھیں۔ وحشی نہیں تھا۔ وہ درندہ صفت نہیں تھا لیکن شیران ہی کی مانند وحشی جانوروں کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اُس نے وحشی سیاہ چیتے کو صرف خنجر کی مدد سے قتل کیا تھا۔ تمھارا کیا خیال ہے کیا اس دور میں کسی جوان کے پاس آتشیں اسلحہ نہیں ہو سکتا یا اس کا حصول کسی کے لیے مشکل ہے مگر اُس نے ایسا نہیں کیا۔ خنجر کی مدد سے اُس نے چیتے پر اِتنے زخم لگائے کہ چیتے نے دَم توڑ دیا۔ اور دِلچسپ بات یہ تھی کہ چیتا اُسے چھُو بھی نہیں سکا۔ آہ۔ ایسی پھُرتی بالکل یُوں محسوس ہوتا تھا جیسے آسمانی بجلیاں اُس کے بدن میں کوندر ہی ہوں۔"

"یہی۔ بالکل یہی کیفیت شیران خان کی بھی تھی۔"

"ایک بُوڑھے چشم دِید نے بتایا۔ مَیں نے خود اُسے جنگلی درندوں کا شکار کرتے ہُوئے دیکھا تھا البتہ شیران وحشی اور خونخوار تھا۔ اِس کے چہرے پر اِن درندوں سے زیادہ وحشت اور درندگی ہُوا کرتی تھی بلکہ مَیں تو یہ کہتا ہُوں کہ شاید درندے بھی اُسے دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتے ہوں۔"

"آہ۔ مگر یہ کہانی کس جوان کی ہے۔ وہ کہاں سے آیا ؟ سلامن خاندان تو ہمارے خیال میں ختم ہو ہی گیا تھا۔ بہزاد سلامن کی موت کے بعد شیران ہی ایسا تھا جو اگر شرافت کی زندگی بسر کرتا تو اُس کے خاندان کا نام چل سکتا تھا مگر تراب زان سے یہ خاندان تقریباً مِٹ ہی گیا۔ مگر اَب یہ عدنان سلامن کون ہے ؟"

"بابا داؤد خان میرا خیال ہے ایک بار اُسے جنگلوں میں چل کر ضرور دیکھو۔ یُوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ جنگلوں ہی میں رہتا ہے۔" داراب خان نے کہا۔

"مَیں ضرور چلوں گا۔ میرے دِل میں بھی اشتیاق کی آگ بھڑک اُٹھی ہے۔ اگر وہ شیران سلامن کا بیٹا ہے تو ہم اُسے عزت و احترام سے تراب زان میں جگہ دیں گے بے شک شیران وحشی صفت تھا اور اُس کے نام کے ساتھ بہت سی بُرائیاں وابستہ تھیں لیکن اُس کی یاد آج بھی دِل میں چٹکیاں لیتی ہے کم از کم اِس لڑکے سے یہ کہانی تو معلوم ہو سکے گی کہ شیران خان کہاں گیا اور اُس کی اولاد کہاں سے آئی۔ اُس کی ماں کہاں سے آئی۔ یہ تمام باتیں میرے ذِہن میں گردش کر رہی ہیں۔ مَیں ضرور جاؤں گا۔ مَیں عدنان خان کو تلاش کروں گا۔" بوڑھے داؤد خان نے کہا۔

کافی دیر تک اس موضوع پر گفتگو ہوتی رہی پھر داراب خان نے کہا۔ "مجھے اجازت دو داؤد خان مَیں اپنے بیٹے کی جان کا صدقہ اُتاروں گا۔ آج میرے سب سے بڑے بیٹے عاقل خان کی جان بچ گئی ہے اور یہ بات مَیں کبھی نہیں بھُول سکتا کہ اُسے بچانے والا ایک نوجوان ہے۔ سردار داؤد جب تم پہاڑوں میں اس کی تلاش کے لیے جاؤ تو مجھے ضرور ساتھ لے جانا۔ مَیں کوشش کروں گا کہ اس جوان کو اپنے ساتھ تراب نان لے کر آؤں اور اُسے اپنا قبیلہ دِکھاؤں۔ کیا تم اس بات کا یقین کرو گے کہ جب مَیں نے اُسے یہ بات بتائی کہ مَیں تراب زان کا رہنے والا ہُوں تو اُس کے انداز میں اشتیاق جھلکنے لگا تھا اور پھر اُس نے کہا تھا کہ مجھے خوشی ہے خان کہ مَیں تمھارے کسی کام آیا۔ اس کا مقصد ہے کہ تراب نان سے اُسے کوئی خاص لگاؤ ہے۔"

"آہ۔ کیا وہ شیران خان کا بیٹا ہو سکتا ہے ؟" بُوڑھے داؤد خان نے جیسے خود کو مخاطب کیا اور پھر داراب خان سے بولا۔ "ہمیں یہ بات ضرور معلوم کرنی ہوگی داراب خان۔ ہمیں اِس بات کا پتہ چلانا ہوگا۔"

"مَیں تمھارے ساتھ ہُوں سردار داؤد خان۔ واقعی اِس لڑکے کے لیے بہت کچھ کیا جا سکتا ہے۔ شیران خان کے بعد بہزاد سلامن کی جتنی زمینیں ہیں وہ اُسے واپس کی جائیں گی اور اُسے تراب نان میں ایک معزز مقام دِیا جائے گا۔" داراب خان اس سے بہت زیادہ متاثر تھا اور کیوں نہ ہوتا۔ اِس کے بیٹے کی زندگی اس نوجوان کی وجہ سے بچی تھی ورنہ آج وہ اپنے ساتھ غموں کا پہاڑ لیے بستی میں داخل ہُوا ہوتا۔

✿

اُس کی پھٹی پھٹی نگاہیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر وہ نشانات تلاش کر رہی تھیں جنھیں وہ اچھی طرح پہچانتا تھا اور بے شک اُس کی عُمر پہلے سے کافی بڑھ چکی تھی لیکن اُس کی آنکھوں میں وہی تیز چمک باقی تھی۔ اُس نے ابھی تک عُمر کی رفتار کو قبول نہیں کیا تھا۔ وہ اَب بھی پہلے کی مانند چُست و چالاک اور پھُرتیلا انسان تھا۔

لیکن پہاڑوں کی ہوائیں اُسے جذباتی کر رہی تھیں۔ ایک عجیب سا احساس اُس کے رگ و پے میں سرایت کرتا جا رہا تھا۔ بہت سی یادیں اِن پہاڑوں سے وابستہ تھیں۔ بہت سی داستانیں اِن چٹانوں میں رقم تھیں۔ اور شیران انسان ہی تھا۔

خواہ اِنسانیت کی حدود سے اُس کے قدم کتنے ہی آگے نِکل گئے ہوں لیکن دِل کے گوشوں میں وہی نمی تھی جو تمام انسانوں کے دِلوں میں ہوتی ہے اور یہ بات اُسے ایک عجیب سے احساس کا شکار کر رہی تھی۔ وہ کچھ اور آگے بڑھا۔ یقین اب مستحکم ہوتا جا رہا تھا۔ یقیناً تقدیر اُسے اس کی اپنی دُنیا میں ہی واپس لے آئی تھی۔ ہاں یہ اُسی کا اپنا علاقہ تھا۔ اِنہی قبیلوں کا علاقہ جہاں ایک وحشی بچھڑے نے جنم لیا تھا۔

اور اس کے بعد وہ ایک خوفناک اِنسان کی شکل میں تبدیل ہو گیا تھا۔ دِل میں بہت سی یادیں بہت سے خیالات لیے ہُوئے وہ آگے بڑھتا رہا۔ ایک مسّرت ایک انبساط کی سی کیفیت تھی

وحشی جانور بھی نظر آئے لیکن نہ جانے کیوں آج شیران کا دِل اِن کا شکار کرنے کو نہ چاہا۔ اس کے ذِہن میں تو یادوں کے کنول کھِل رہے تھے۔

بائیں سمت جو برفانی چوٹیاں جاتی ہیں۔ وہ ایک چھوٹے سے درے میں سے گزرتی ہوئی نہر وادی میں پہنچ جاتی ہیں۔ نہر وادی کی ہوائیں پتہ نہیں آج وہاں موجود بھی ہیں یا نہیں،

اِنہی میں شہابہ بھی تھی۔

ہاں۔ شہابہ جس نے اُس کی معیّت میں زندگی بسر کرنے کے خواب دیکھے تھے خود کو بیچنے والی یہ لڑکی غلط فہمی کا شکار تھی۔ یہ درست تھا کہ اُس نے خود کو شیران کے لیے وقف کر دیا تھا اور اُسی کی خدمت کو اپنی زندگی کا شعار بنا لیا تھا لیکن شیران جیسے آدمی کے لیے بھلا یہ کہاں ممکن تھا کہ وہ ایسی لڑکی کے نام سے اپنے نام کو منسوب دیکھے جس پر دُوسرے بھی نِگاہ رکھتے ہوں۔

اُس نے تو ایسی ایسی حسیناؤں کو قبول نہیں کیا تھا جو اعلیٰ مقام رکھتی تھیں۔ اس سلسلے میں اُس کا اپنا ایک معیار تھا۔ مونی ماروین ایک ماحد عورت تھی جسے شیران نے اپنی زندگی میں داخل کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن وہ اس سے محروم رہا اور پھر ایڈ نا ڈمبل نے مونی ماروین کی بہن کی حیثیت سے اُس کا قرب

اصل کر لیا تھا۔ لیکن نتیجہ اِن عورتوں سے مختلف نہیں ہُوا تھا جو شیران کی بھینٹ چڑھ گئی تھیں۔

چنانچہ بھلا شیران کے لیے کہاں ممکن تھا کہ وہ کسی ایسی لڑکی و اپنے قدموں میں جگہ دے۔

لیکن قبیلے کی بات کچھ اور تھی۔ یادیں آہستہ آہستہ اُبھرتی ہیں اور اُسے سفر کا اندازہ بھی نہیں ہُوا تھا۔ وہ اِس وقت بھی نے جنگلوں کے اِن علاقوں سے گزر رہا تھا جس کے چپّے چپّے ے اُسے واقفیت تھی۔ ہاں اِس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اِس ستے سے یہاں تک نہیں پہنچا تھا جہاں سے اُس نے اپنے ن کو پہچانا تھا بلکہ ایک علاقے ہی میں محدود رہا اور اِس طرف ے آگے نہیں بڑھا تھا۔

کابل جانے کے لیے اُس نے دُوسرے راستے منتخب کیے ے لیکن اِس جگہ آنے کے بعد اُسے اپنی بستی کی ہواؤں کی خوشبوئیں بتر سو گئی تھیں اور اب وہ اِن چیزوں کو نظر انداز نہیں کر سکا ا۔ اُس کے دِل میں بے اختیار خواہش اُٹھ رہی تھی کہ وہ تراب زان ر رہنے والوں سے ملے۔

ہر چند کہ وہ جانتا تھا کہ وہاں کے رہنے والوں کا سلوک س کے ساتھ بہتر نہیں ہوگا لیکن اُس کے باوجود وہ اِس کی بستی ں۔ کم از کم اِس پر ایک نگاہ ڈالنے کے بعد وہ اپنی زندگی کی رینہ یادوں کو تازہ کرے گا۔

یوں بھی اِس طویل ترین تھکا دینے والے سفر سے اب ے اُکتاہٹ سی ہو گئی تھی۔ خاص طور پر گھوڑے ہاں بیکنیا کی ت کے بعد اُس کے دِل پر کچھ عجیب سی اُداسی کی تہیں چڑھ تھیں ممکن ہے یہ بھی کوئی اعصابی کھنچاؤ ہو جس نے وقتی طور پر ے متاثر کر دیا ہو۔

جُوں جُوں وہ آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ راستے اُس کے منے بے نقاب ہوتے جا رہے تھے۔ درّے سے گزر کر نہر وادی دائیں سمت چلتے ہُوئے بالآخر اُسے بہت دُور گہرائیوں میں ب زان کی آبادی نظر آئی۔ ہاں یہ تراب زان ہی تھا۔

اِس جگہ کھڑے ہو کر وہ کافی دیر تک تراب زان کے اُونچے ے مکانات کا جائزہ لیتا رہا۔ اِنہی مکانات میں اُس کا اپنا ن بھی تھا جہاں وہ اپنی ماں کے ساتھ رہتا تھا۔

ماں۔ جس کو اُس نے اپنی زندگی میں سب سے زیادہ رام اور سب سے زیادہ عزت دی تھی۔

وہ ماں سے بے پناہ پیار کرتا تھا لیکن یہ اُس کی وحشی فطرت تھی کہ ماں کی حادثاتی موت کے بعد اُس نے آنسو نہیں بہائے بلکہ اُس کی آنکھوں سے آگ کی لکیریں نکلنے لگیں اور ان لکیروں نے فیروز خان کی چاروں بیٹیوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ یہ اُس کے انتقام کا ایک رُخ تھا اور اُس کے بعد اُس نے اپنے طور پر اپنے آپ کو مطمئن سمجھ لیا۔

بادشاہ خان اور نعمان خان براہِ راست اُس کے راستے میں کبھی نہیں آئے تھے اگر آ جاتے تو شاید وہ ان لوگوں کی جانب بھی متوجہ ہو جاتا جب کہ رزاق خان اُس کی بھینٹ چڑھ گیا تھا اور وہ بھی صرف اتفاقیہ طور پر، ورنہ شیران کے ذہن میں اب اِن لوگوں سے انتقام کا کوئی منصوبہ یا کوئی جذبہ نہیں تھا۔

کافی دیر تک وہ اِسی جگہ کھڑا تراب زان کی گہرائیوں کو دیکھتا رہا اور پھر اُس کے دِل میں ایک خواہش اُبھری۔

کیوں نہ اپنا گھر دیکھے اِس خواہش کے ساتھ ہی ایک اور جذبہ بھی اُس کے سینے میں پیدا ہُوا۔ اگر کسی نے اُس کے گھر پر قبضہ جمانے کی کوشش کی ہو تو وہ اُسے جا کر بتا دے گا کہ یہ گھر آج بھی بہزاد سلاسن کی یادوں سے معمور ہے اور جس نے یہ مجال کی کہ بہزاد سلاسن کے گھر پر اپنے ناپاک قدم رکھنے کی کوشش کی تو اُسے اپنے قدموں پر کھڑا نہیں رہنا چاہیے۔

یہ احساس دُوسرے تمام احساسات پر حاوی ہو گیا تھا۔ اور یہی احساس تراب زان کی جانب تیز رفتاری سے سفر کرنے کا باعث بن گیا۔ جس وقت وہ تراب زان کے پہلے سرحدی دروازے سے اندر داخل ہو گیا تو شام کے جھٹپٹے فضاؤں میں اُترنے لگے تھے۔

قبیلے کے لوگ معمول کے مطابق اپنے کام کاج میں مصروف تھے۔ سب سے پہلے اُسے دیکھنے والا عادل شاہ تھا۔ اُس کا بچپن کا دوست، اور اُس کا اُس وقت کا شناسا جب شیران وہ شیران نہیں تھا جو وہ بن چکا تھا۔

دوست کی نگاہوں نے دوست کو پہچان لیا۔ عادل شاہ ایک لمحے کے لیے ساکت رہ گیا اور پھر بے اختیار شیران کی طرف دوڑا اور جا کر اُس کی گردن سے لپٹ گیا۔

اپنے دیرینہ دوست کا یہ پُر محبت انداز شیران کو پسند آیا تھا۔ اُس نے اس کی کمر تھپتھپاتے ہُوئے کہا۔ ”او عادل شاہ تُو اب بھی ویسے کا ویسا ہی ہے کوئی تبدیلی نہیں ہُوئی تجھ میں۔“

”کیا میں یقین کر لُوں یہ تُو ہی ہے شیران۔ کیا میں یقین کر لُوں۔ اگر میں رُوحوں پر اور بدرُوحوں پر یقین رکھتا تو یقیناً یہ سوچتا کہ یہ تو نہیں تیری رُوح ہے۔ کیا واقعی یہ تُو ہی ہے شیران خان؟“

”عادل شاہ۔ شیران خان وہی ہے دیکھ لے۔ میرے بدن کی چٹان جیسی کی تُوں ہے۔ آج بھی میں انسانوں اور جانوروں کی گردن مروڑنے کی قوت رکھتا ہُوں۔ اِن ہاتھوں کو دیکھ ان کی سختی کو محسوس کر۔ تجھے یقین ہو جائے گا کہ میں شیران ہی ہُوں۔“

”او نے خیراتا۔ کہاں چلا گیا تھا تُو۔ کہاں غائب ہو گیا تھا میرے یار۔ آ میرے ساتھ آ۔ اماں اور بابا تجھے دیکھ کر کتنے خوش ہوں گے۔ اُس کا تجھے اندازہ نہیں ہے۔“

”کیا تراب زان میں مجھے دیکھ کر خوش ہونے والے بھی پیدا ہو گئے ہیں؟“

”وہ جو تجھ سے محبت کرتے تھے آج بھی تجھے پیار کرتے ہیں شیران۔ اور جب اُنھوں نے تیری موت کی خبر سُنی تھی تو اُن کے چہرے اُداس ہو گئے تھے۔ گو اُنھوں نے زبان سے کچھ نہیں کہا لیکن میں نے دیکھا خود مجھ سے پُوچھ شیرانا کہ میں کتنا اُداس ہو گیا تھا۔“

”میری موت کی خبر کیا تراب زان میں، میں مر چکا ہُوں۔“

”یہ ایک لمبی داستان ہے شیران آ تجھ سے بہت سی باتیں ہوں گی۔“ عادل شاہ اُسے ساتھ لیے ہُوئے چل پڑا۔

چوپال جمنا شروع ہو گئی تھی۔ داؤد خان چوپال میں آ گیا تھا۔ حقّے کے تمباکو کی خوشبو فضا میں چکرا رہی تھی۔

بہت سے لوگ جمع ہو چکے تھے۔ بہت سے جمع ہو رہے تھے۔ عادل شاہ کے مکان کی جانب جو راستہ جاتا تھا وہ چوپال کی ہی جانب سے گزرتا تھا اور چوپال میں بیٹھے ہُوئے لوگ چونکہ دُنیا جہان کے کاموں سے فارغ ہو چکے تھے۔ اِس لیے اُن کی نگاہیں آنے جانے والوں پر جمی رہتی تھیں اور وہ ان پر تبصرے کیا کرتے تھے کہ یہی یہاں کی زندگی تھی۔

چھوٹی چھوٹی باتیں زندہ رہنے میں مدد دیتی ہیں۔ سو شیران خان کو عادل شاہ کے ساتھ دیکھ لیا گیا اور تنہا عادل شاہ ہی نہیں تھا جو شیران کو پہچانتا بلکہ وہاں بے شمار لوگ تھے جن کی نگاہوں میں اب بھی اِس شیطان صفت انسان کی صُورت محفوظ تھی جو بستی کے لیے ہَوّا بنا ہُوا تھا اور جس کی وجہ سے کئی بار ایسے واقعات پیش آ چکے تھے کہ تراب زان کی سلامتی ہی خطرے میں پڑ گئی تھی۔ لوگ بے اختیار کھڑے ہو گئے کیونکہ اِن دِنوں عدنان سلاسن کی داستانیں تراب زان میں عام تھیں اِس لیے شیران کو یہاں دیکھ کر بہت زیادہ تجسّس و سنسنی محسوس کی گئی۔ داؤد خان کے شانے پر کسی نے ہاتھ رکھتے ہُوئے کہا۔ ”بابا داؤد خان۔ وہ دیکھو شیران۔“

”کیا۔“ داؤد خان کے مُنہ سے حقّے کی نے نکل کر نیچے گر پڑی۔

”ہاں بابا خان۔ وہ شیران ہی ہے۔ یقین کرو ہماری آنکھوں نے دھوکا نہیں کھایا۔“

”کہاں ہے۔ کس طرف؟“

”وہ دیکھو عادل شاہ کے ساتھ اِس طرف جا رہا ہے۔“

”اسے دوڑو بلاؤ اُسے، بلاؤ اُسے اگر وہ شیران ہی ہے مگر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے آہ۔ دیکھو اب مُردے بھی زندہ ہونے لگے ہیں۔“ داؤد خان کی بات پُوری ہونے سے پہلے ہی بہت سے لوگ شیران کی جانب دوڑ چکے تھے۔ ان میں بزرگ بھی تھے۔ جوان بھی...... ذرا سی دیر میں شیران کے گرد مجمع لگ گیا۔ شیران اِن سب کو دیکھ رہا تھا تب دِل مُراد خان نے کہا ”شیران خان یہ تُو ہی ہے ہمیں یقین دِلا دے کیا یہ تُو ہی ہے۔ آ اِس طرف آ۔ سردار داؤد تیری واپسی پر یقین نہیں رکھتا۔“ لوگ اُسے اور عادل شاہ کو لے کر چوپال کی طرف چل پڑے۔

سردار داؤد پاگلوں کی طرح کھڑا شیران کو دیکھ رہا تھا۔ بہت سے لوگ موجود تھے یہاں لیکن مکمل خاموشی چھائی ہُوئی تھی۔

”سردار داؤد خان کی خدمت میں سلام۔ کیسے ہو خان داؤد۔ پہچان لیا مجھے؟ بالوں کی سفیدی کے علاوہ تمھارے اندر اور کوئی تبدیلی نہیں ہُوئی۔“

”لباس کے علاوہ تیرے اندر بھی کوئی تبدیلی نہیں ہُوئی۔ شیران خان۔“

”تُو کیسا ہے؟“

”دیکھ لو داؤد خان، پہلے سے زیادہ طاقتور ہُوں۔“

”آؤ بیٹھو۔ تمھاری زندگی تمھاری سلامتی ہمارے لیے دِل خوش کن ہے۔ بڑی خوشی ہُوئی تمھیں دیکھ کر۔“

”چوپال پر آیا ہُوں تو بہت سی باتیں پوچھنا چاہتا ہُوں۔ تراب زان کے رہنے والے جو لوگ یہاں موجود ہیں۔ میری آمد کو کیسی نگاہ سے دیکھتے ہیں؟“

”تُو بستی کا بیٹا ہے شیران خان اور بیٹے جب طویل عرصے کے بعد گھروں کو لوٹتے ہیں تو بزرگوں کو خوشی ہوتی ہے۔“ ایک بزرگ نے کہا۔

”بہت سے ناخوش ہوں گے۔“ شیران نے مسکراتے ہُوئے کہا

”شاید ایسا کوئی نہیں ہے۔“ سردار داؤد نے کہا۔

”شاید۔“ شیران ہنس پڑا۔

”تُو نے کہاں زندگی گزار دی شیران خان؟“

”دُنیا کے بہت سے حصّوں میں۔ دُنیا بہت بڑی ہے

داؤد خان"

"کیا سیکھا تُو نے اِس دُنیا میں؟"

"تمھیں جان کر خوشی نہیں ہوگی بابا داؤد"

"کیوں؟"

"جو کچھ میں نے اِس دُنیا سے سیکھا ہے وہ تمھارے اصولوں سے ہٹ کر ہے"

"مثلاً؟"

"طاقت کائنات کی حکمراں ہے۔ دولت اس کا ستون ہے جو اسے قائم رکھتی ہے۔ انسان سب کچھ ہے لیکن مطلبی ہے۔ سب سے پہلے خود سے دوستی کرو اس کے بعد دُوسروں کا نمبر آتا ہے۔ دُشمن کو پاتال کی گہرائیوں میں تلاش کرکے اُسے ہلاک کرو۔ اگر رحم کیا تو وہ تمھیں ختم کردے گا۔ مجھ میں ایسی ہی کچھ باتیں ہیں"

"گویا تجھے اس دُنیا نے کچھ نہیں دیا"

"ہاں تمھارے خیال کے مطابق ایسا ہی ہے" شیران نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"تمھاری بیوی کہاں ہے شیران خان کتنے بچے ہیں تمھارے؟"

"بیوی بچے۔ یہ ایک تماشا ہے۔ تھکے ہارے لوگوں کا مشغلہ۔ شیران بھیڑیے نہیں پالتا بیوی کیا پالے گا"

"کیا مطلب؟" سب حیران رہ گئے۔

"اوئے عادل شاہ۔ مطلب سمجھانے کا کام تُو کر۔ میرا یار ہے نا" شیران نے اسی اُجڈپن سے کہا۔

"لیکن سلامن خاندان صرف تراب زان میں تھا۔ وہ کون ہے؟" داراب خان نے کہا۔

"کون داراب خان؟" شیران نے براہِ راست پوچھا۔

"عدنان سلامن۔ کون ہے؟"

"یہی سوال میں تم لوگوں سے کرتا ہوں"

"وہ تیری طرح نڈر ہے۔ تیری مانند جنگلی جانوروں کا دُشمن ہے۔ تیری ہی طرح چالاک طاقتور اور پھرتیلا ہے"

"اوئے کون ہے وہ ولدالحرام۔ کہاں ہے ذرا میرے سامنے لاؤ" شیران نے چونک کر کہا۔

"تُو نے شادی نہیں کی شیران خان"

"میں شاد ہوں سردار بابا۔ کوئی غم نہیں ہے مجھے کو"

"مگر وہ عدنان سلامن ہے"

"اسے اس بات کی سزا ضرور ملے گی۔ اُس نے میرے خاندان پر قبضہ کرنے کی کوشش کی ہے"

سب حیران رہ گئے تھے۔ شیران کے لہجے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ وہ اِتنا ہی اکھڑ اور جنگلی تھا "کہاں ہے وہ اُسے ذرا میرے سامنے تو لاؤ"

"یہاں نہیں ہے۔ جنگلوں میں رہتا ہے۔ جانوروں کو ہلاک کرتا ہے لوگوں کی زندگیاں بچاتا ہے"

"اِسی سے اندازہ لگالو۔ وہ شیران کی اولاد کیسے ہوسکتا ہے؟"

"کیوں شیران بھلا اس بات سے اندازہ کیسے ہوسکتا ہے؟" کسی نے پوچھا۔

"میں نے کبھی کسی کی زندگی بچانے کی کوشش نہیں کی" شیران مُسکرا کر بولا اور لوگ خاموش ہوگئے۔ اِس نامعقول بات کا کوئی کیا جواب دیتا۔ "تاہم میں اس ولدالحرام کو ضرور تلاش کروں گا"

"تم نے اتنا وقت کہاں گزارا شیران؟"

"اِسی کائنات عظیم میں"

"لیکن۔۔۔" کسی نے کچھ کہا اور سردار داؤد نے اِس کا شانہ دبا دیا۔ وہ جانتا تھا کہ اِس کے بعد وہ شخص کیا سوال کرنا چاہتا ہے" چنانچہ وہ خاموش ہوگیا۔

"پھر حاضری دُوں گا سردار داؤد، میں اب واپس آہی گیا ہوں" شیران نے کہا اور عادل شاہ کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ سب لوگ اُسے جاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

"تم اس سے کیا سوال کرنا چاہتے تھے" گُل خان۔

"اِن لوگوں کے بارے میں جنھوں نے قسمیں کھا کر اس کی موت کا اعلان کیا تھا"

"مناسب نہیں تھا گُل خان۔ اِسی لیے میں نے تمھیں روکا تھا" سردار داؤد نے آہستہ سے کہا۔

"نعمان خان نے جھوٹ بولا تھا!"

"شیران کو زندہ سلامت دیکھنے کے بعد اس کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے"

"گویا بادشاہ خان کے مُنہ پر شیران نے کالک لگادی ہے"

"ایسے الفاظ اپنے مُنہ سے ادا مت کرو۔ میری آنکھیں دُور تک دیکھ رہی ہیں" سردار داؤد نے پُرتشویش لہجے میں کہا۔

"کیا سردار داؤد؟"

"تم لوگ خود نہیں سوچ سکتے۔ شیران کی واپسی کسی بڑی تباہی کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ تراب زان پر سب سے زیادہ آفت آسکتی ہے۔ اگر بادشاہ خان کو اس کا علم ہوگیا تو کیا وہ یہ نہیں کہے گا کہ اس کے مجرم کو اس کے حوالے کیا جائے"

"بادشاہ خان اَب کس مُنہ سے یہ بات کہے گا۔ داؤد خان وہ تو بہزاد سلامن کے بیٹے سے انتقام لینے کا دعوا کرچکا ہے۔ اُس نے تو قبیلوں کے سامنے اعلان کیا تھا"

"پتہ نہیں یہ سب کچھ کیا ہے۔ وہ لڑکا کون ہے جو خود کو سلامن خاندان کا ایک فرد بتاتا ہے؟"

"ہاں اُس کی شخصیت واقعی بے حد پُراسرار ہے"

"کہیں شیران اس کے لیے مصیبت نہ بن جائے" کسی اور نے تبصرہ کیا۔ اس بات کا کوئی جواب نہیں ملا تھا۔

"میں ایک اور بات سوچ رہا ہوں" سردار داؤد پُرخیال انداز میں بولا۔

"کیا سردار؟"

"شیران پر گہری نگاہ رکھی جائے۔ اس کے ایک ایک قدم کو نگاہ میں رکھا جائے۔ ہم تراب زان پر کوئی نئی مصیبت نازل نہیں کرسکتے اگر شیران کسی طرح تراب زان کے لیے خطرہ بن جائے تو" سردار داؤد خاموش ہوگیا۔

دُوسرے لوگ بھی سردار داؤد کے ان الفاظ پر پریشانی کا شکار ہوگئے تھے وہ اِس خطرے کو محسوس کررہے تھے۔

شیران عادل شاہ کا مہمان تھا۔ اِس کی واپسی کی خبر جنگل کی آگ کی مانند چاروں طرف پھیل گئی تھی۔ اور لوگ طرح طرح کی باتیں کررہے تھے۔

"عادل شاہ نے پوچھا "اَب تمھارا کیا اِرادہ ہے شیران؟"

"بہت کچھ میرے دوست" شیران مُسکرا کر بولا۔

"مثلاً؟"

"تراب زان واپسی ایک حادثے کے تحت ہُوئی ہے، لیکن میرا خیال ہے کہ حالات نے کسی خاص مقصد کے لیے مجھے اِن دوستوں میں بھیجا ہے یہ بتاؤ میری زمینوں پر کون کام کررہا ہے؟"

"کیا مطلب؟"

"لوگوں نے وہ زمین لاوارث تصوّر کرلی ہوگی۔ کون نصیب اَب اِن زمینوں پر ہل چلا رہا ہے۔ اگر کسی نے ایسی جُرأت کی ہے تو کیا وہ قابلِ معافی ہے؟" شیران نے کہا۔

"زمینیں خالی پڑی ہُوئی ہیں شیران خان۔ سردار داؤد نے اس کے احکامات جاری کیے تھے"

"اور میرا گھر؟"

"اس کا دروازہ بند کرکے اِس کے گرد خاردار جھاڑیاں لگادی گئی ہیں۔ اِس میں تمھارا سامان جُوں کا تُوں محفوظ ہے"

عادل شاہ نے جواب دیا۔

"تراب زان کے رہنے والے سمجھدار ہیں۔ ایسا کرکے اُنھوں نے اپنی زندگیاں بچائی ہیں لیکن وہ ولدالحرام میرے ذِہن میں چُبھ رہا ہے پہلے میں اُسے تلاش کروں گا۔ کیا نام بتاتا ہے وہ اپنا؟"

"عدنان سلامن"

"واہ بھئی۔ میری ناجائز اولاد بھی کوئی نہیں ہے۔ اِس بدبخت نے میری ولدیت ہی چُرائی۔ بچ کر کہاں جائے گا میرے ہاتھ سے"

■ دودا خان صرف چند الفاظ کی بنا پر مارا گیا تھا۔ بادشاہ خان نے پہلے ہی اُسے بتادیا تھا پھر وہ کیسے بھُولتا۔ لوگوں کو بھی دودا خان کی موت فراموش کرنی پڑی تھی۔ بادشاہ خان کا حکم تھا۔

نوریز نے پہلا درندہ شکار کیا تھا۔ بادشاہ خان نے جشن کا اعلان کردیا تھا اور فوراً ہی تیاریاں شروع کردی گئی تھیں۔ اِس جشن میں قبیلوں کے سرداروں اور دُوسرے معززین کو مدعو کیا گیا تھا۔ تہمانہ کو دُلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ چاروں طرف رقص و سرود کی محفلیں جمی ہُوئی تھیں۔

نعمان خان خوشی سے پھُولا نہیں سمار ہا تھا۔ اُس کی بیوی آئیوی بھی خوش تھی۔ اُس نے پہاڑوں کے اِس ماحول کو پُوری طرح اپنالیا تھا اور نعمان خان کا مذہب قبول کرنے کے بعد ایک مذہبی عورت بن گئی تھی۔ نوریز اُن کی آرزؤں کا مرکز تھا۔

جشن کا دِن جُوں جُوں قریب آتا جارہا تھا۔ ہنگامے بڑھتے جارہے تھے اور سب اِن ہنگاموں میں گُم تھے۔ باہر سے آنے والے آنا شروع ہوگئے تھے اور ان کے لیے تہمانہ کے بڑے دروازوں کے عین سامنے خیموں کا ایک شہر آباد کردیا گیا تھا۔ بڑے بڑے سردار وہاں قیام پذیر تھے اور اُن کی خاطر مدارات کے لیے معقول انتظام کردیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جشن کا دن آگیا۔ دُوسرے دِن نوریز کے دستار باندھی جانے والی تھی۔

"اِسی شام۔ پہاڑوں کی فضا میں ایک ہیلی کاپٹر نظر آیا۔ جسے دیکھ کر بادشاہ خان کو اطلاع دی گئی۔ بادشاہ خان سمجھ گیا تھا کہ وہ کون لوگ ہوسکتے ہیں؟"

"یہ ہیلی کاپٹر بابا خان؟ نعمان خان نے اندرونی حصے میں بنے ہُوئے ہیلی پیڈ پر۔ بادشاہ خان سے کہا۔

"تنظیم کے ارکان ہوسکتے ہیں"

"بغیر اطلاع"

"ہاں۔ ممکن ہے کوئی اہم معاملہ ہو۔"

ہیلی کاپٹر نیچے اُتر گیا۔ اُس سے تین خوش پوش لوگ نیچے اُترے تھے۔ یقیناً وہ تنظیم کے افراد تھے۔

"بادشاہ خان اور نعمان خان نے آگے بڑھ کر اُن کا استقبال کیا تھا۔ سب سے آگے والے شخص نے کہا۔ "تمھاری خوشیوں میں شرکت ہمارا فرض تھی۔ بادشاہ خان گو ہم بن بُلائے مہمان ہیں۔"

"قبیلوں کی رسم میں صرف قبیلے کے لوگ ہی شرکت کرتے ہیں۔ اسی لیے آپ لوگوں کو دعوت نہیں دی گئی تھی۔"

"ہم اپنی خوشی سے شریک ہُوئے ہیں اور تمھارے لیے وائٹ تھری کے کچھ پیغامات لائے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی تمھارے بھتیجے کے لیے کچھ تحائف بھی۔"

پلاٹینم کا ایک خوبصورت تاج نوریز کے لیے پیش کیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی بے شمار قیمتی چیزیں جو لاکھوں روپے کی مالیت کی تھیں۔ بادشاہ خان نے معزز مہمانوں کے لیے قیام کا انتظام محل ہی میں کیا تھا۔ ٹیم کے سربراہ نے کہا۔ "ہمیں رات ہی کو واپس جانا ہے بادشاہ خان۔ اگر اپنی مصروفیتوں میں سے کچھ وقت نکال سکو تو . . .

"مَیں آپ لوگوں کو کل کا جشن دیکھنے کی دعوت دیتا ہُوں۔" بادشاہ خان نے کہا۔

"افسوس یہ ممکن نہیں ہے۔ ہمیں یہی ہدایت کی گئی ہے۔"

"تب مَیں آپ کو مجبور نہیں کروں گا۔ رات کے کھانے کے بعد ہماری نشست رہے گی۔"

"اس نشست میں نعمان خان کی شرکت بھی ضروری ہے بادشاہ خان۔" تنظیم کے وفد کے سربراہ نے کہا۔

"کوئی ہدایت ہے ہمارے لیے؟"

"ہاں۔"

"ٹھیک ہے۔ رات کی نشست میں نعمان خان بھی ہمارے ساتھ ہوگا۔" بادشاہ خان نے جواب دیا لیکن وہ کسی گہری سوچ میں گم ہو گیا تھا۔ پتہ نہیں وہ ہدایات کیا ہیں؟

نعمان خان بھی یہ سُن کر اُلجھ گیا تھا۔ اُس نے گہری سانس لے کر کہا۔ "ہمارا جشن خراب نہ ہو جائے بابا خان۔ اُنھوں نے بڑے غلط وقت کا انتخاب کیا ہے۔"

"حالات کچھ بھی ہوں نعمان خان میری ایک بات تمھیں ضرور ماننا پڑے گی۔"

"کیا بابا خان؟"

"خود کو پُرسکون رکھو گے۔ کسی قیمت پر اُن سے انحراف ہمارے حق میں نہیں ہوگا۔ یہ ضروری ہے بیٹے۔ ہم بعد میں آپس میں صلاح مشورے کر سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے بابا خان۔ مَیں خیال رکھوں گا۔" نعمان خان نے ٹھنڈی سانس لے کر جواب دیا۔ رات کو یہ محفل جم گئی۔ بادشاہ خان اور نعمان خان نے خوش اسلوبی سے مہمانوں کی آمد کا شکریہ ادا کیا تھا۔ پھر وفد کے سربراہ نے کہا۔ "اس عظیم مقصد کے لیے بادشاہ خان، تنظیم نے تمھارا انتخاب کیا تھا جس کے سلسلے میں طویل عرصے سے مہم چلائی جا رہی ہے۔ اس مقصد کے لیے ہمارے ملک نے اربوں ڈالر خرچ کر کے وائٹ تھری ڈیپارٹمنٹ قائم کیا ہے اور تم جانتے ہو کہ اس ڈیپارٹمنٹ کے اخراجات کیا ہیں؟"

"ہاں مَیں یہ بات تسلیم کرتا ہُوں۔"

"ہم نے بڑی رازداری سے یہ مہم چلائی ہے اور ہمارے ملک کے غیر متعلق بڑوں کو بھی اس منصوبے کے بارے میں آج تک کوئی اطلاع نہیں ہے۔ صرف وہی ڈیپارٹمنٹ اس بارے میں جانتا ہے جو اس سلسلے میں مصروف عمل ہے۔"

"یقیناً ایسا ہی ہوگا۔" بادشاہ خان نے کہا۔

"یہی وجہ تھی بادشاہ خان کہ وقت سے پہلے تم بھی اس سلسلے کی تفصیلات سے واقف نہ ہو سکے۔"

"مجھے اس پر پہلے بھی اعتراض تھا اور آج بھی ہے۔" بادشاہ خان نے کہا۔

"کیوں؟"

"اس لیے کہ مَیں ابتدا سے اسی مہم سے متعلق ہُوں۔"

"ہاں بادشاہ خان تمھارا تو اس آپریشن میں سب سے اہم کردار رہا ہے لیکن کچھ اصول ہوتے ہیں جن کے تحت کام کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ہمیں تم پر مکمل اعتماد رہا ہے لیکن اُس اصولوں کی پیروی کی گئی ہے۔ تم جانتے ہو بادشاہ خان کہ تنظیم نے ہمیشہ تم پر اعتماد کیا ہے اور تمھاری ہر تجویز کو قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے یہاں تک کہ تمھارے ایما پر نعمان خان کو بھی تنظیم نے ایک بلند مقام دیا جب کہ ہم صرف اُنھیں لوگوں کو خود میں شامل کرتے ہیں جو برسوں کے پختہ کار ہوں اور ہمارے معیار پر پُورے اُترتے ہوں۔"

"کیا نعمان خان ایک طویل امتحان پر پُورا نہیں اُترا ہے؟"

بادشاہ خان نے کسی قدر ناگوار لہجے میں کہا۔

"اس سے کس کو انکار ہے بے شک نعمان خان تمھارا بہترین نعم البدل ہے اور ہم تمھارے شکر گزار ہیں کہ تم نے تنظیم کو

ایک اور شاندار شخصیت دی۔ آپریشن وائٹ تھری جب اپنے مراحل سے گزر جائے گا تو پہاڑوں کا حکمران بادشاہ خان ہی ہوگا۔ ہاں اگر وہ اپنا جانشین نعمان خان کو مقرر کر دے گا تو تنظیم اُسے بخوشی قبول کر لے گی۔"

"نعمان خان اس کا اہل ہے۔" بادشاہ خان نے فخریہ کہا۔

"لیکن مَیں تنظیم کے اغراض و مقاصد جاننا چاہتا ہُوں۔ ہمیں معلوم تو ہو کہ آپریشن وائٹ تھری کیا ہے؟" نعمان خان نے کہا۔

"ہر چند کہ یہ قبل از وقت ہے لیکن فیصلہ کیا گیا ہے کہ تمھیں بھرپور اعتماد دینے کے لیے تنظیم اپنے عزائم سے تمھیں آگاہ کر دے۔" وفد کے لیڈر نے جواب دیا۔

"ہمیں اس سے بے حد خوشی ہوگی۔" بادشاہ خان نے کہا۔

"جو مقصد ہمارے ملک کے بڑے بڑے لوگ نہیں جانتے بادشاہ خان۔ اس سے تمھیں آگاہ کر کے ایک اعزاز دیا جا رہا ہے۔ اُمید ہے کہ تم اُسے تسلیم کرو گے اور پُوری نیک نیتی سے تنظیم کے مفادات پر عمل کرو گے۔"

"ایسا ہی ہوگا جناب۔" بادشاہ خان نے کہا۔

"ان پہاڑوں سے پرے جو ملک ہے اُس کی پالیسی ہمارے حق میں نہیں ہے لیکن اس علاقے سے ہمارے ملک کے عظیم مفاد وابستہ ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ یہاں ہماری پسند کی حکومت قائم ہو جائے۔ پہاڑوں کے رہنے والے خود کفیل ہو جائیں تم لوگ اس ملک میں شامل رہ کر کیا فائدہ حاصل کر رہے ہو۔ یہاں کیا سہولتیں ہیں تمھیں۔ سرکاری مشنری یہاں تمھارے مفادات کا کیا خیال رکھتی ہے۔ تمھارے مصائب دُور کرنے کے لیے یہاں کیا کیا انتظامات کیے گئے ہیں۔ زراعت تعلیم اور دُوسرے بے شمار مسائل کے حل کے لیے پہاڑوں کے دُوسری طرف کی حکومت نے کیا کیا ہے۔ کتنے اسکول کالج کھُلے ہیں تمھارے لیے۔ آسمانی مصیبتیں برفباری، زلزلے اور دُوسرے ایسے مقاصد میں تمھاری کیا مدد کی جاتی ہے۔ حکومت کیا امداد دیتی ہے تم لوگوں کو۔ تم جس طرح اس قدرتی وسائل کی زمین پر بے بسی کی زندگی گزار رہے ہو بادشاہ خان کیا تمھیں کبھی اس کا احساس نہیں ہوتا کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ تم بھی آزاد انسانوں کی حیثیت سے زندگی گزارو، تمھارے بچے تعلیم سے آراستہ ہوں، پُوری دُنیا میں نام پیدا کریں۔ اُنھیں بھی سکون کی زندگی گزارنے کے مواقع حاصل ہوں۔ تمھارے ہاں مشینیں لگیں صنعتیں قائم ہوں اور ایک آزاد مملکت وجود میں آئے جو تمھاری اپنی ہو۔ ہم تمھیں یہ موقع دینا چاہتے ہیں۔ ہم تمھیں ایک آزاد وطن کے حصول کے لیے امداد دیں گے۔ آواز تمھاری ہوگی اور کام ہمارا۔ یہ نیا ملک تمھارا ہوگا اور صرف تمھارا۔ اس سلسلے میں ہم تمھاری ہر طرح امداد کریں گے۔ اسلحہ افرادی قوت اور سب کچھ۔ پہاڑوں میں آزادی کی آواز اُٹھے گی لیکن اس وقت جب ہم پُوری طرح مضبوط ہو جائیں گے۔ سرحدیں بند ہو جائیں گی تمھیں مکمل تحفظ دیا جائے گا بادشاہ خان اور اس کے بعد ان پہاڑوں میں ایک نئی حکومت قائم ہوگی۔ تمھاری حکومت جس کے سربراہ تم ہو گے تمھاری سربراہی میں ان پہاڑوں کی شکل بدل جائے گی۔ کیا تمھیں یہاں جدید شہر آباد دیکھنے کی خواہش نہیں ہے؟"

"کیوں نہیں؟" بادشاہ خان بے اختیار بولا۔

"ہم تمھارا یہ خواب پُورا کریں گے بادشاہ خان۔"

"ایک منٹ جناب۔ آپ ہمارے لیے یہ سب کچھ کریں گے۔ پہاڑی باشندے آپ کو اس کے جواب میں کیا دیں گے؟" نعمان خان نے بڑی فراست سے سوال کیا۔

"سب کچھ بتایا جا رہا ہے نعمان خان۔ مبہم الفاظ میں تمھیں بتایا جا چکا ہے کہ اس نئی حکومت سے ہمارا مفاد بھی وابستہ ہوگا۔ ہم یہاں اپنے کچھ ڈیپارٹمنٹ قائم کریں گے۔ اطراف کے ممالک ہمارے لیے باعثِ دلچسپی ہیں۔ یہاں قدم جما کر ہم اپنے لیے کچھ اڈے تعمیر کریں گے اور ذرائع نقل و حمل میں ہمیں آسانیاں فراہم ہو جائیں گی۔ ہمارے ملک کی جغرافیائی پوزیشن کس قدر تکلیف دہ ہے ہمارے لیے۔ ہم اپنی یہ تکلیف دُور کرنا چاہتے ہیں۔"

"یہاں جو حکومت بنے گی وہ تمھارے مفادات کی نگرانی کرے گی؟"

"سو فیصد۔ یہی ہمارا مقصد ہے۔"

"اس حکومت کے قوانین تمھاری مرضی سے وضع ہوں گے۔"

"نہیں۔ ہم صرف اپنے مفادات کی تکمیل میں مداخلت کریں گے۔ باقی حالات سے ہمیں سروکار نہ ہوگا۔"

"اس کی کوئی ضمانت ہوگی؟" نعمان خان نے پُوچھا۔

"ہمیں اعتماد کرنا ہوگا نعمان خان اور ہم جانتے ہیں کہ تنظیم سب کچھ ہمارے مفادات کے لیے کر رہی ہے۔" بادشاہ خان نے فوری مداخلت کی۔ اُسے نعمان خان کا یہ سوال سخت محسوس ہُوا تھا۔

"ان اڈوں کی نوعیت کیا ہوگی جو ان علاقوں میں قائم کیے جائیں گے؟" نعمان خان نے دُوسرا سوال کیا۔

"اس کی تفصیل ابھی نہیں بتائی جا سکتی۔"

"ہمارے ملک کا اس سلسلے میں کیا رویّہ ہوگا۔ کیا وہ اس بات کو پسند کرے گا؟" نعمان خان نے کہا۔

"کون سے ملک کی بات کر رہے ہو۔ کون سے ملک کو اپنا کہہ رہے ہو۔ اُسے جو تمہارے حقوق کا خیال نہیں رکھتا جس نے آج تک تمہارے لیے کچھ نہیں کیا؟ تم اب بھی اس ملک کو اپنا کہتے ہو نعمان خان۔ رہا اس کی پسندیدگی کا سوال تو میں اس سوال کو قطعی بچکانہ تصور کرتا ہوں۔" لیڈر نے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ سوال بچکانہ ہے۔" بادشاہ خان نے مسکرا کر بات برابر کرنے کی کوشش کی۔

"تمہیں اس مُلک کو بچانا ہے نعمان خان۔ وہ کبھی تمہاری علٰحدگی پسند نہیں کرے گا۔ وہ تمہارے حقوق غصب کرنا اپنا حق سمجھتا ہے۔ چنانچہ تنظیم نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کا ابتدا کر دی جائے۔"

"وہ ابتدا کیا ہوگی؟" بادشاہ خان نے پُوچھا۔

"ہمیں ایک بڑے علاقے میں زیرِ زمین فیکٹری تیار کرنی ہوگی، اس کے لیے ایک وسیع رقبہ درکار ہے۔"

"فیکٹری میں کیا ہوگا؟" نعمان خان نے پوچھا۔

"یہ بات صیغۂ راز میں رہے گی۔"

"مَیں صرف اپنے لیے یہ بات پوچھ رہا ہوں۔"

"یہ بات کسی کو بھی نہیں بتائی جا سکتی۔ فیکٹری میں جو کچھ ہوگا وہ اس آپریشن کے مفاد میں ہوگا اور یہ کارروائی مکمل صیغۂ راز میں رہے گی۔"

"کیا اس علاقے کا تعیّن کر لیا گیا ہے۔ جہاں یہ فیکٹری قائم ہوگی؟" بادشاہ خان نے پوچھا۔

"ہاں اس کے نقشے ساتھ لائے ہیں ہم لوگ۔" لیڈر نے کہا اور جیب سے ایک نقشہ نکال کر میز پر پھیلا دیا اور پھر وہ سب نقشے پر جُھک گئے۔ نعمان خان نے نقشے کو سمجھنے کے بعد کہا۔

"مگر یہاں تو آبادی ہے۔ کیا فیکٹری کی کارروائی اس آبادی سے متاثر نہیں ہوگی؟"

"اس آبادی کو یہاں سے ہٹانا ہوگا۔" لیڈر نے کہا۔

"یہ لوگ صدیوں سے یہاں آباد ہیں۔"

"کہیں دُور آباد ہو جائیں گے۔"

"یہ کیسے ممکن ہے۔ اجداد کی بستیاں چھوڑ دینا، آسان تو نہیں ہوتا۔" نعمان خان نے کہا۔

"یہ کام آسان نہیں ہوتا نعمان خان۔ ان مشکلات کو دُور کر کے ہی کچھ حاصل ہوتا ہے۔" لیڈر نے کہا۔

"بے شک آپ نے ٹھیک کہا لیکن بہت خطرناک صورتحال پیدا ہو جائے گی۔ ہمیں ان قبیلوں سے مخالفت مول لینی پڑے گی۔"

"نہیں بادشاہ خان۔ عقل ہمیشہ ہر طاقت پر حاوی ہوتی ہے۔ طاقت کے بجائے تمہیں عقل استعمال کرنی ہوگی۔"

"مَیں نہیں سمجھا جناب۔"

"نقشے پر لگے ہوئے اس سُرخ نشان پر تم نے غور نہیں کیا بادشاہ خان۔ بتاؤ یہ کیا ہے؟"

"بادشاہ خان اس نشان پر جُھک گیا اور پھر اُس نے کہا۔ "یہ بند ہے۔"

"ہاں یہ بند ہے اور یہ آبادی اسی بند کے پاس ہے۔ معمولی سی کوشش سے یہ بند ٹوٹ سکتا ہے۔ آبادی خود بخود خالی ہو جائے گی۔"

"نعمان خان کا چہرہ سُرخ ہو گیا تھا۔ بادشاہ خان اِس صُورتِ حال سے پریشان ہو گیا۔ نعمان خان نے کہا۔

"بند ٹوٹ جانے سے آبادی کا جانی و مالی نقصان بھی ہوگا۔"

"مجبوری ہے۔ یہ کام آپ لوگوں کو کرنا ہے مسٹر خان۔ اس کے لیے آپ کا اِنتخاب کیا گیا ہے۔"

"یہ کیسے جانا آپ نے کہ ہم لوگ بے غیرت اور غدّار وطن ہیں۔ یہ کس نے کہا آپ سے کہ ہم اپنے بھائیوں کو پانی کے دھارے میں بہا دیں گے۔ کیسے یقین کر لیا آپ نے کہ ہم غیروں کو اپنی زمین پہ سازش کی اجازت دیں گے۔ بتایئے یہ گالی آپ نے ہمیں کیوں دی؟" نعمان خان جوش میں ڈُوب گیا۔

"نعمان خان۔ مہمانوں کا احترام کرو۔" بادشاہ خان نے کرخت لہجے میں کہا۔

"بابا خان۔ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اُسے سُن کر آپ کے ذہن میں مہمان نوازی رہ جاتی ہے۔ جواب دیں بابا خان معاف کیجیے مَیں آپ کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا۔" نعمان خان اُٹھ کر باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر تک مکمل خاموشی رہی پھر لیڈر نے کہا۔ "یہ صُورتِ حال خطرناک تصوّر کی جا سکتی ہے۔"

"مشن انچارج مجھے بنایا گیا ہے اس لیے اس بارے میں فیصلہ مَیں کروں گا۔ نعمان خان کی بات کو اہمیّت نہ دی جائے۔" بادشاہ خان نے خشک لہجے میں کہا۔

"لیکن تنظیم کے مقاصد پُورے کرنے میں کوئی رُکاوٹ ناقابلِ برداشت ہے۔ تنظیم اُسے قبول نہیں کرے گی۔"

"مشورہ ہر لحاظ سے غیر مناسب تھا۔ یہ حادثہ تشہیر کا باعث بھی نہیں بن سکتا تھا اور بند ٹوٹنے کے اسباب کا جائزہ لینے کے لیے حکومت کے انجینئر بھی آ سکتے ہیں۔ اِس طرح کیا تنظیم کی کارروائیاں راز رہ سکتی ہیں؟" بادشاہ خان بولا۔

"ہمیں اس علاقے کی شدید ضرورت ہے۔"

"اُسے حاصل کرنے کا کوئی اور طریقہ بھی ہو سکتا ہے؟"

"مثلاً؟"

"اس پر غور کیا جائے گا۔"

"جواب کب تک مل سکے گا؟" لیڈر نے سوال کیا۔

"بہت جلد۔"

"ہمیں کچھ اور نہیں کہنا بادشاہ خان، آپ کی مہمان نوازی کا شکریہ اب ہمیں اجازت دیں۔" لیڈر کھڑا ہو گیا۔ بادشاہ خان ہیلی پیڈ تک اُنھیں چھوڑنے آیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بُلند ہو گیا۔ بادشاہ خان کی آنکھوں میں تشویش کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے پھر وہ محل میں واپس آ گیا۔

"نعمان خان کہاں ہے؟" اُس نے ایک ملازم سے پوچھا۔

"اپنے کمرے میں ہیں خان۔ کیا مَیں اُنھیں اِطلاع دُوں؟"

"نہیں۔" بادشاہ خان نے جواب دیا اور نعمان خان کے کمرے کی طرف چل پڑا۔ نعمان خان سگار کے گہرے گہرے کش لے رہا تھا۔ بادشاہ خان کو دیکھ کر اُس نے جلدی سے سگار چُھپا لیا۔ بادشاہ خان نے خود بھی نِگاہ چُرا لی تھی۔ نعمان خان سیدھا ہو کر اُسے دیکھنے لگا۔

"ذہنی اُلجھنوں میں اِتنا پریشان ہُوں کہ ادب و آداب بھی بُھول گیا۔ کیا کر رہے ہو؟"

"پریشان ہُوں بابا خان۔"

"وجہ؟"

"بہت بڑی وجہ ہے۔ آپ جانتے ہیں۔"

"ہمارے تمہارے درمیان معاہدہ ہُوا تھا کہ صبر و سکون سے اُن کی بات سُنیں گے۔"

"آپ نے یہ نہیں کہا تھا بابا خان کہ ہمیں گالیاں بھی سُننی پڑیں گی۔" نعمان خان نے کہا۔

"تم جذباتی ہو رہے ہو نعمان خان۔"

"مَیں پاگل ہو رہا ہُوں بابا خان۔ مَیں اِن پہاڑوں میں روشنی کے پُھول کِھلے دیکھنا چاہتا ہُوں۔ اِن میں رہنے والوں کو آگ میں جُھلستے نہیں دیکھنا چاہتا۔ آپ نے سُنا وہ اِن پہاڑوں میں رہنے والوں کی زندگی سے کتنی دلچسپی رکھتے ہیں۔ وہ ایک پُوری آبادی کو کتنی آسانی سے ختم کرنے کی بات کرتے ہیں۔ آپ نے یہ سب نہیں سُنا بابا خان؟"

"سُنا ہے مَیں نے۔ کسی بڑے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے قُربانیاں دینا ہوتی ہیں نعمان خان۔"

"بڑا مقصد۔ کونسا بڑا مقصد؟"

"پہاڑوں میں رہنے والوں کی نئی زندگی کا آغاز ہوگا یہ پسماندہ لوگ بھی زندگی کی آسائشوں کو حاصل کر سکیں گے۔"

"بابا خان۔ بابا خان۔ اپنے دِل میں جھانکیے۔ اپنے سینے کو ٹٹولیے بابا خان۔ کیا ہم اپنے مُلک سے غدّاری کر کے ایک نیا مُلک بنائیں گے۔ اپنا مُلک ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑے کو اپنا ملک کہیں گے۔ آپ کا دِل کیا کہتا ہے بابا خان اس سے پُوچھیے۔"

"تمہارے جذبات کا طوفان اُتر جائے گا تب مَیں تم سے بات کروں گا۔" بادشاہ خان نے کہا۔

"بات اِتنی معمولی نہیں ہے بابا خان۔ یہ طوفان شدّت اختیار کر جائے گا۔ اِس کے اُترنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ مَیں یہاں سے واپس یورپ چلا جاؤں گا۔ زمین کے کسی گوشے کو اپنا لُوں گا لیکن غدّاری نہیں کروں گا۔ بیٹھ جایئے بابا خان غور کیجیے۔ وہ کروڑوں روپے خرچ کر کے طویل عرصے سے یہ منصوبہ بنا رہے ہیں کیوں؟ کیا صرف اِس لیے کہ وہ ہماری بہتری چاہتے ہیں۔ نہیں بابا خان اِن پہاڑوں میں بسنے والے کسی فرد سے اُنھیں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ وہ یہاں پنجے گاڑ کر اپنے ملک کی سرحد وسیع کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہاں سے ہمارے وطن اور اطراف کے دُوسرے مُلکوں پہ دباؤ ڈال سکیں۔ یہ طویل منصوبہ بندی ہے۔ وہ ہماری ثقافت بدل دیں گے۔ یہ قومیں صرف اپنا مفاد دیکھتی ہیں بابا خان۔ انگریزوں نے ہندوستان لُوٹ لیا۔ یہ لوگ ہمارے وطن کو لُوٹنا چاہتے ہیں۔ غور کر لو بابا خان۔ آج وہ ایک فیکٹری قائم کرنے کے لیے ایک بڑی آبادی کو بند کے پانی میں غرق کرنے کی بات کرتے ہیں۔ کل وہ کسی اور مفاد کو حاصل کرنے کے لیے پہاڑوں کے ایک ایک باسی کو فنا کر دیں گے۔ کون روکے گا اُنھیں۔ آپ۔ مَیں۔ ہم ہم غدّار رہ کیں گے نہیں، بنا لو بابا خان ایک اور وطن بنا لو۔ حکومت کرو یہاں لیکن بس پر حکومت کرو گے چٹانوں پر۔ پتھروں پہ۔ پہاڑوں کے غیوّروں کی تاریخ کبھی کسی اجنبی آقا کو قبول نہیں کرتی۔ سایک ایک فرد مٹ جائے گا۔ غلام نہیں بنے گا۔ اِسے لکھ لو بابا خان۔ کون جانے اس فیکٹری میں کیا بنے گا۔ ایٹمی اسلحہ یا میزائلوں کے اڈّے تعمیر ہوں گے۔ کیا ہوگا یہاں۔ اربوں روپے بلا وجہ خرچ نہیں کیے جاتے۔"

"جشن کے بعد مَیں تم سے اس بارے میں بات کروں گا نعمان خان۔"

"جشن ۔اب کونسا جشن منائیں گے بابا خان ۔آخری جشن منالیں .... اپنے ہم وطنوں کی تباہی کا جشن ۔لیکن بابا خان ... کارڈ ابھی ہمارے ہاتھ میں ہے ۔سنبھل جایئے۔اپنا فرض پُورا کیجیے۔"

"تم کوئی ایسا قدم نہیں اُٹھاؤ گے نعمان خان جو اپنے خاندان کی تباہی بن جائے۔یہ میرا حکم ہے۔"

"آپ کا حکم میری گردن کاٹ سکتا ہے بابا خان لیکن پہاڑوں کو زنجیر نہیں پہنا سکتا۔"

"ہم سوچ سمجھ کر کام کریں گے نعمان خان ۔جلد بازی میں کوئی فیصلہ مت کرنا۔"

"آپ نے تو آدھی زندگی میں نہیں سوچا بابا خان ۔اب کیا سوچیں گے۔آپ کو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ آپریشن وائی تھری کیا ہے ۔مجھے تو یہ افسوس ہے کہ ان لوگوں نے مجھے بھی غداروں میں شمار کر لیا۔میں تو صرف آپ کے حکم سے ...... ان میں شامل ہُوا تھا ورنہ ۔ورنہ بابا خان ۔"

"نعمان خان ۔گستاخی کر رہے ہو تم ۔خود کو سنبھالو نقصان اُٹھاؤ گے ۔" بادشاہ خان نے کہا۔

"سنبھالوں گا بابا خان ۔واقعی خود کو سنبھالوں گا ۔" نعمان خان نے جواب دیا۔

بادشاہ خان باہر نکل گیا تھا۔

"جشن کا آغاز صبح ہی سے ہو گیا تھا۔چاروں طرف بندوقیں چل رہی تھیں ۔لوک رقص ہو رہے تھے ۔خیمہ گاہوں میں بھی ہنگامہ خیزیاں ہو رہی تھیں ۔سردار تیاریاں کر رہے تھے ۔شام کو چار بجے ایک وسیع میدان میں نوریز کو لایا گیا اور سردار چڑھاوے چڑھانے لگے ۔نوریز کو درازیِ عمر کی دُعائیں ملنے لگیں ۔بادشاہ خان کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔

بادشاہ خان بے حد خوش تھا ۔اُس نے معزز مہمانوں کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور پھر ایک تقریر کی۔

"پہاڑوں کے جیالے سردارو ۔معزز قبیلوں کے جانبازو یہ جشن صرف ایک جشن ہی نہیں ۔میرے دِل میں آپ سب کو ایک جگہ جمع کرنے کی آرزو بھی تھی ۔میں آپ لوگوں کو ایک جگہ جمع کر کے ایک پیغام دینا چاہتا تھا ۔اِس سے بہتر موقع اور کوئی نہیں ہے ۔میں کچھ کہنا چاہتا ہُوں آپ سے ۔"

"کہو بادشاہ خان ؟"

"عظیم پہاڑوں کے بیٹو ۔صدیوں سے ہم اِن پہاڑوں میں آباد ہیں ۔صدیوں سے ہمارے رسم و رواج یکساں رہے ہیں ۔ہم ایک ہی انداز میں زندگی بسر کرتے رہے ہیں ۔ہمارے جغرافیائی حالات یہاں کے رہنے والوں کے لیے لاتعداد پریشانیوں کا باعث رہے ہیں ۔دُنیا بہت آگے بڑھ چکی ہے لیکن ہم آج بھی لکیر کے فقیر ہیں ۔ہمارے ہاں کوئی ترقی نہیں ہُوئی ۔آج جب کہ جدید دُنیا کے لوگ راکٹ میں بیٹھ کر چاند کا سفر کر رہے ہیں ۔ہم خچروں پر بیٹھ کر اِن دُشوار گزار گھاٹیوں میں بھٹکتے پھر رہے ہیں ،برف کے طوفان ہماری بستیوں کو تہ و بالا کر دیتے ہیں ،زلزلے اور بارش ہمیں بار بار اُجاڑ دیتے ہیں ،سینکڑوں زندگیاں ضائع ہو جاتی ہیں اور ہم اپنے دیش کا چراغ گُل کر بیٹھتے ہیں ،کیا آپ لوگوں نے سوچا کہ کیوں ؟صرف اِس لیے کہ ہم نے ترقی کی طرف کوئی قدم نہیں بڑھایا ۔ہم لکیر کے فقیر رہے ہیں ،ہم نے باہر کی دُنیا کو غور سے نہیں دیکھا ،ہم نے یہ اندازہ لگانے کی کوشش نہیں کی کہ باہر کے لوگ اپنے آپ کو اِن آفتوں سے کس طرح محفوظ رکھتے ہیں ،اور یہ کوشش ہم کرتے بھی کیسے ؟ ہم نے اِن پہاڑوں سے باہر جا کر کچھ بھی نہیں دیکھا اور اِنہی میں بھٹکتے رہے ،کیا آپ لوگوں کے دِل میں یہ آرزو نہیں ہے کہ آپ بھی اِسی طرح کی زندگی گزاریں جس طرح کی دُنیا کی مہذب اور معزز قومیں گزار رہی ہیں ،کیا کمی ہے ہمارے اندر ؟ کیا ہم طاقتور نہیں ہیں ؟ کیا ہم محنت کش نہیں ہیں ؟ اگر ہم یہ سب کچھ ہیں ،تو پھر ہم اِتنے پسماندہ کیوں ہیں ؟ میں آپ لوگوں کو غور کرنے کی دعوت دیتا ہُوں اور اِس کے ساتھ ہی ساتھ یہ پیش کش بھی کرتا ہُوں کہ مجھ سے پوچھیں کہ ایسا کیوں ہے ؟ جب آپ مجھ سے پُوچھیں گے تو میں آپ کو جواب دُوں گا کہ آپ نے جو رسم و رواج بنا ڈالے ہیں ،وہ ناقص ہیں ،علم کہیں سے بھی حاصل ہو ،ترقی اور زندگی میں آسانیاں کہیں سے بھی فراہم ہوں ،ہم اُنھیں حاصل کرنے حقدار ہیں اور یہ ہمارا حق ہے کہ ہم بھی زندہ قوموں کی طرح بنیں ،کوئی بھی حق بغیر کوشش کے نہیں مِلتا ،اِنتہا پسندی ہمیشہ پسماندہ رکھتی ہے لیکن میں نے اپنا فرض سمجھتے ہُوئے یہ قدم اُٹھا لیا ہے اور اِسی قدم کی برکت ہے کہ آپ کے ملک میں تمباکو اور قرابہ کی کھیتیاں لہلہا رہی ہیں ،زمینیں سیراب ہو چکی ہیں ۔ذرائع آمد و رفت بہتر ہوتے جا رہے ہیں ۔زندگی اپنا مفہوم پا رہی ہے ،بہت کچھ ہو رہا ہے اس علاقے میں ۔میرے بھتیجے نعمان خان نے جدید دُنیا سے روشنی حاصل کی ہے !! اِسی روشنی کی چھاؤں میں ہم قدم بہ قدم ترقی کی راہ ... پر آگے کی جانب سفر کر رہے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہماری نگاہیں صرف قرابہ اور تمباکو پر رہتی

ہیں ،پہاڑوں میں رہنے والے تمام لوگ ہمارے بھائی ہیں ،اور ہمارے دِل میں شدید خواہش ہے کہ اگر ہم سکون کی زندگی گزاریں تو پہاڑوں میں رہنے والے بھی اِس سے محروم نہ رہیں ،ہم آپ ہی لوگوں میں سے ہیں اور ہم نے اپنا فرض سمجھتے ہُوئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس روشنی سے آپ کی بستی کو بھی منوّر کریں ۔کیا آپ لوگوں کو میرے اس اقدام سے کوئی اِنکار ہے ؟"

"ہرگز نہیں بادشاہ خان ۔اِس کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے ۔" بہت سے سرداروں نے جواب دیا۔

"تو مجھے حق دیجیے کہ میں پہاڑوں میں ایک نئی روشنی لانے کے لیے جو کچھ بھی کرنا چاہوں ،کروں ۔معزز سردارو مجھے یقین تھا کہ آپ کبھی میری اِن کاوشوں سے انحراف نہیں کریں گے ۔اِس کے لیے ہمیں جہاں سے بھی مدد حاصل ہو سکتی ہے ،ہم وہاں سے مدد حاصل کریں گے ۔اگر ہماری مدد کرنے کے لیے کچھ ایسے افراد یہاں آئیں ،جو انجینئر ہوں ،الیکٹریشن ہوں ،ہنرکار ہوں ،زراعت میں مہارت رکھتے ہوں ،تو کیا ہم اُنھیں قبول کرنے سے انکار کر دیں گے ؟" میری رائے ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے ،بلکہ ہمیں اِن سے بھرپُور تعاون کرنا ہو گا ،اگر وہ ہماری زمینوں پر سونا اُگا دیتے ہیں تو ہم میں سے کسی کو اعتراض نہیں ہو گا ،اس مقصد کے لیے اُنھیں یہاں رہنا ہو گا ،اور اُن کے یہاں رہنے پر ہم میں سے کوئی اعتراض نہیں کرے گا کیونکہ یہ سب کچھ ہماری فلاح کے لیے ہو گا ۔میرے معزز دوستو ،میں آپ سے بھی یہی سب کچھ چاہتا تھا ،ایک زبان اور ایک آواز ہو کر اپنی کاوشوں کو جلا بخشیں ،ہمیں آج تک نظر انداز کیا جاتا رہا ہے ۔مُلک آباد ہوتے ہیں تو اُس کا ہر گوشہ مُلک کا ایک گوشہ کہلاتا ہے ،پھر یہ کیا بات کہ پُورا ملک جدید زندگی کے گہوارے میں جھُول رہا ہو ،اور صرف ایک حصہ پسماندہ ہو ،اس پسماندہ حصے میں زندگی اتنی کٹھن ہو جائے کہ اُسے گزارنا مشکل ہو جائے ،کیا ہمارے دِل اس بات پر نہیں روتے اگر ہمارے ساتھ یہ ناانصافی جاری رہی تو ہم اس بات پر احتجاج کریں گے ،اپنا حق حاصل کرنے کے لیے ہمیں جو قدم بھی اُٹھانا پڑا اِس سے ہمیں کوئی روک نہیں سکے گا ۔کیا آپ لوگ میری آواز میں اپنی آواز شامل کریں گے ۔" بادشاہ خان نے مجمع پر ایک نگاہ ڈال کر کہا۔

ایک گوشے میں بیٹھا ہُوا نعمان خان پیچ و تاب کھا رہا تھا ،بادشاہ خان کی اس تقریر کا مقصد اُس کی سمجھ میں آ رہا تھا۔ اُس کا ذہن بغاوت پر آمادہ تھا ۔وہ سوچ رہا تھا کہ یہ تقریر ... نہیں ہو سکتی ،اِس کا مقصد ہے کہ بادشاہ خان کے ذہن میں ایک منصوبہ تھا اور یہ جشن اسی منصوبے کی ایک کڑی تھا ۔۔گویا بادشاہ خان نے نعمان خان سے بھی حقیقتوں کو چھپایا ہے کیا عجب ہے کہ بادشاہ خان کو خود بھی اِن لوگوں کی کارروائی کا علم ہو اور وہ پُوری مہارت اور چالاکی سے اس بات کو نعمان خان سے بھی پوشیدہ رکھے ہُوئے ہو ،بلکہ یہ کوششیں کر رہا ہو کہ نعمان خان کو بھی اپنا ہمنوا بنا لے ۔

بے شک ایسا ہی تو ہُوا تھا ،اُس نے نعمان خان کو تنظیم کا غلام بنا دیا تھا ،وائی تھری ڈیپارٹمنٹ کا ایک بڑا عہدے دار بنا کر اُس نے نعمان خان کی زبان بند کرنے کی کوشش کی تھی ،بے شک بادشاہ خان نے ایسا کیا تھا ۔اس کا مقصد ہے بابا خان ،اپنے وطن اپنے ملک سے مخلص نہیں ہے۔

نعمان خان کے دِل پر قیامت بیت رہی تھی ،وہ جانتا تھا کہ بادشاہ خان نے اُسے زندگی کے تمام راستوں پر کھُلا چھوڑ دیا ہے اور اس کے لیے اِتنا کچھ کیا ہے کہ نعمان خان اس کے احسان کا بدلہ نہیں اُتار سکتا تھا ،لیکن اس احسان کے عوض وہ اپنی زندگی دے سکتا تھا ۔اپنے خاندان کو قربان کر سکتا تھا ،لیکن اپنے وطن کو نہیں ۔یہ غداری ہے ،یہ سو فیصد غداری ہے ۔

وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر مجمع عام میں پہنچ گیا ،اُس کے ذہن میں لاوے کھول رہے تھے ،بادشاہ خان کی تقریر جاری تھی ،وہ مختلف طریقوں سے اِنہی پہلوؤں پر بات کر رہا تھا ،جن کے تحت غیر ملکیوں کو پہاڑوں پر مسلط کیا جا سکے ،بادشاہ خان کی تقریر کا ایک ایک لفظ اِس بات پر مبنی تھا کہ وہ جو کچھ کرے گا ،پہاڑوں کے مفاد میں ہی کرے گا اور لوگوں کو اس کے خلاف آواز نہیں اُٹھانا چاہیے ۔سادہ لوح لوگ بادشاہ خان کی باتوں سے متاثر ہو رہے تھے ،نعمان خان اِن کی گفتگو سُن رہا تھا لیکن پھر اُس نے کچھ اور باتیں بھی سُنیں اور اس کے قدم ٹھٹک کر رُک گئے ۔باتیں کرنے والے اس کی موجودگی سے لاعلم تھے ۔ایک شخص کہہ رہا تھا۔

"بادشاہ خان جو کچھ کہہ رہا ہے ،پتہ نہیں اس میں کیا حقیقت ہے ،لیکن میں بھی تم سے جو کچھ کہہ رہا ہُوں وہ بھی سچ ہے ۔"

"مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔نعمان خان نے اپنے دین و مذہب کی قسم کھا کر یہ بات کہی تھی کہ وہ اپنے دُشمن شیران کو ہلاک کر چکا ہے ۔"

"ٹھیک ہے نعمان خان قسمیں کھا سکتا ہے لیکن ہماری آنکھوں میں بینائی ابھی باقی ہے ،تم جانتے ہو میں تراب زان کا باشندہ ہُوں اور شیران تراب زان ہی میں موجود ہے ۔وہ اسی طرح

حیاق وچوبند اور تندرست و توانا ہے اور اُس نے اپنے گھر آکر نئی زندگی کا آغاز کیا ہے، بہزاد سلامن کا بیٹا اِتنا کچا نہیں تھا، اگر اِتنا کچا ہوتا تو وہ اِن وادیوں سے نکل نہ جاتا۔ تم لوگوں نے دیکھ لیا کہ شیراں خان، بادشاہ خان کے مُنہ پر کالک مَل کر صاف نکل گیا تھا، اگر بادشاہ خان اِتنا ہی عظیم ہوتا تو دُور دُنیا میں جاکر شیراں خان کو تلاش کرنے کی کوشش کیوں کرتا، وہ تو یہیں اُسے ہلاک کر دیتا۔ نہیں بھائی نہیں اگر تم کبھی شیراں خان کو دیکھنا چاہو تو اِن جنگلوں میں چلے جانا جو تراب زان کے اطراف میں ہیں، یا پھر تراب زان آجانا، اُس کا گھر جگمگا رہا ہے۔"

"تعجب کی بات ہے اگر ایسا ہُوا ہے تو نعمان خان نے جھوٹی قسمیں کھائی ہیں۔ ہمارے سامنے اور جھوٹی قسمیں کھانے والے بھلا وفادار کیسے ہو سکتے ہیں۔ اپنی قوم سے وہ جھوٹی قسمیں کھا کر کسی بھی طرح کی غدّاری کر سکتے ہیں۔ نعمان خان کی آنکھوں سے خُون برسنے لگا، اُس نے اس شخص کو نگاہ میں رکھ لیا جو تراب زان کا باشندہ تھا، اور یہ گفتگو کر رہا تھا، بر سرِ عام اُس نے اس شخص سے گفتگو نہیں کی تھی، بلکہ اس تاک میں تھا کہ وہ تنہا مل جائے تو اُس سے شیراں کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔

.... دوسری چوٹ لگی تھی اُس کے دِل پر۔ بادشاہ خان کی تقدیر ہی کیا کم تھی جس نے اُسے اِس بات کا احساس دِلا دیا تھا کہ بادشاہ خان اِس سے بھی مخلص نہیں ہے، وہ صرف حکمرانی چاہتا ہے اور اُس چاہت نے اُسے اپنوں سے بھی بیگانہ کر دیا ہے۔ اُس نے کیسے سچ بولا ہوگا شیراں کے بارے میں یقیناً بادشاہ خان نے شیراں کی موت کے بارے میں غلط کہا تھا، لیکن وہ شخص جسے نعمان خان نے خود اپنے ہاتھوں ہلاک کیا تھا۔ وہ کون تھا؟ کیا بادشاہ خان جانتا ہے کہ اصلی شیراں زندہ ہے، پھر۔ پھر وہ نقلی شیراں کون تھا؟ اور نعمان خان کے ذہن میں مختلف خیالات آنے لگے۔ اس نے سوچا کہ بادشاہ خان جیسے شخص کے لیے یہ بات مشکل نہیں ہے کہ تنظیم کے ارکان کی مدد سے وہ ایک ایسا نقلی شیراں تیار کر دے جسے ہلاک کر کے نعمان خان یہ سوچنے لگے کہ اُس نے شیراں کو ہلاک کر دیا ہے، آہ بابا خان تم یہ سب کچھ کرو گے، مجھے اس کی اُمید نہیں تھی، اَب تو مجھے بہت کچھ سوچنا پڑے گا، جب تم مجھ سے مخلص نہیں ہو تو نعمان خان تم سے کیسے مخلص ہو سکتا ہے، ہاں آج بھی یہ میرا عہد ہے بابا خان کہ مَیں تمہارے لیے جان دے دُوں گا، لیکن جو کچھ تم کرنا چاہ رہے ہو، نعمان خان اپنی زندگی میں وہ سب کچھ نہیں کرنے دے گا، اُس کا بھی ایک مشن ہے بابا خان، اُس کا بھی ایک مشن ہے، شیراں کی موت اور اپنے ملک سے وفاداری۔ مَیں ایک آزاد مملکت نہیں بننے دُوں گا، مَیں اِن پہاڑوں میں آزادی کے نام پہ خُونریزی نہیں ہونے دُوں گا، مَیں ان پہاڑوں کو آزادی کے نام پہ غلامی کی ایسی زنجیر میں جکڑنے نہیں دُوں گا بابا خان جس سے وہ کبھی گردن نہ اُٹھا سکیں، اور جس سے پہاڑوں کی تاریخ مسخ ہو جائے۔"

وہ اپنی جگہ سے آگے بڑھ گیا۔

پھر اُسی رات جب جشن ختم ہو گیا تھا اور تحفوں کے انبار محل کے ایک کمرے میں لگا دیے گئے تھے اور بادشاہ خان نوریز کے ساتھ اِن تحفوں کو دیکھ رہا تھا۔ بہت سے سردار رُخصت ہو چکے تھے اور بہت سے جانے کی تیاریاں کر رہے تھے، نعمان خان کے چار آدمی اس شخص کی نگرانی کر رہے تھے جس کی سمت نعمان خان نے اشارہ کیا تھا، تو پھر بھلا اس شخص کو اغوا ہونے سے کون روک سکتا تھا؟ وہ تاریکی میں تھا اور یونہی چہل قدمی کر رہا تھا کہ دفعتاً عقب سے ایک کمبل نے اُسے ڈھک لیا اور اس کے بعد کمبل کھُلا تو وہ نعمان خان کے سامنے تھا، وہ نعمان خان کو پہچانتا تھا اور اس وقت بھی اُس نے نعمان خان کو دیکھ کر حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔

"مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی خان؟" اُس نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

"نہیں دوست مجھے افسوس ہے کہ تمھیں اس طرح اپنے پاس بُلانا پڑا لیکن مَیں تم سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہُوں۔"

"خان میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ مَیں تو مَیں تو مہمان ہُوں۔"

"مَیں جانتا ہُوں اور تم اِس پر اطمینان رکھو، تمھیں کسی قیمت پر کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، مَیں تم سے شیراں کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہُوں۔"

"شیراں کے بارے میں۔ کیا معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں خان؟"

"شیراں کہاں ہے؟"

"اس وقت ترابذان میں موجود ہے۔"

"تم نے اپنی آنکھوں سے اُسے دیکھا ہے؟"

"ہاں۔ پُورا تراب زان جانتا ہے۔ سردار داؤد کو بھی اس کا علم ہے لیکن سردار داؤد نے شاید مصلحتاً اس کا تذکرہ نہیں کیا، وہ تراب زان کے لیے کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا۔"

"شیراں؛ ہاں کب پہنچا؟"

"زیادہ دِن کی بات نہیں ہے سردار نعمان خان، ابھی تھوڑے دِن قبل ہی وہ بھٹکتا ہُوا اس طرف آنکلا تھا، سردار داؤد کو بھی بے حد حیرت ہُوئی تھی اور سچی بات یہ ہے کہ سب نے یہ سوچا تھا کہ نعمان خان نے تو شیراں خان کی موت کا دعوا کیا تھا۔"

"تم پُورے وثوق سے کہہ سکتے ہو یہ بات کہ وہ شیراں ہی ہے؟"

"ہاں سردار بھلا اُسے کون نہیں پہچانتا؟ سب کو اِس بات پہ حیرت ہُوئی تھی۔"

"تمھارا بے حد شکریہ، تمھیں اُسی جگہ واپس پہنچا دیا جائے گا جس جگہ سے لایا گیا ہے، لیکن ایک بات کی درخواست مَیں تم سے کرنا چاہتا ہُوں۔"

"حکم دو خان۔"

"کسی سے بھی اِس بات کا تذکرہ مت کرنا کہ مَیں نے تمھیں اس طرح بُلایا تھا۔"

"یہ ایک پٹھان کا وعدہ ہے، اِنشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔" اُس نے کہا اور نعمان خان نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور اس شخص کو خاموشی سے اُس کے ٹھکانے پر واپس پہنچا دیا گیا۔ لیکن نعمان خان کے سینے پر منوں بوجھ آپڑا تھا۔

اِس وقت جب اُس نے تمانہ میں بادشاہ خان کی جگہ سنبھالی۔ اُس کے سر پر سرداری کی دستار بندھی تھی۔ اُس نے بڑے فخر سے کہا تھا "مَیں نے اپنے دُشمن شیراں خان کو کُتّے کی موت مار دیا ہے بہزاد سلامن کا بیٹا اَب اِس دُنیا میں نہیں ہے۔ اُس نے قسمیں کھائی تھیں اور لوگوں نے ان پر یقین کر لیا تھا۔"

"لیکن آج۔ اگر بات دُوسرے قبیلوں تک نہیں پھیلی ہے تو پھیل جائے گی اور اس وقت لوگ کیا سوچیں گے، نعمان خان کے بارے میں اور فیروز خان کے خون کے بارے میں۔"

"تراب زان کے باشندے نے کہا تھا۔ سردار داؤد کو بھی حیرت ہُوئی تھی اور سچی بات یہ ہے کہ سب نے یہ سوچا تھا کہ نعمان خان نے شیراں کی موت کا دعوا کیا تھا۔"

"یہ سوچ کیا ہوگی؟ نو بُزدل نوجوان ایک دُشمن کو زیر نہ کر سکے۔ لعنت ہے اِن نوبھائیوں پر جو اپنی بہنوں کی بے حُرمتی کر کے اُنھیں موت کے گھاٹ اُتارنے والے کے زندہ رہنے کے باوجود جی رہے ہیں عیش کر رہے ہیں۔"

دِن بھر ہنگامے رہے تھے۔ سب خوش تھے۔ سب سو رہے تھے لیکن نعمان خان کے سینے میں آگ سُلگ رہی تھی۔ بادشاہ خان نے اُسے اِتنا بڑا دھوکا دیا تھا یا پھر دھوکا دینے والا کوئی اور تھا۔ کہیں یُوں تو نہیں کہ بادشاہ خان خود بھی اس بات سے لاعلم ہو۔

"حقیقت کیا ہے؟ اصلیت کیا ہے؟ سارا کھیل فریب پر چل رہا ہے لیکن کیوں؟ بابا خان کیا چاہتا ہے؟ صرف اقتدار۔ لیکن یہ لفظ "صرف" پر نہیں ختم ہو جاتا۔ نعمان خان تعلیم یافتہ تھا۔ جانتا تھا کہ اقتدار کے لیے تاریخ عالم میں بہت کچھ ہُوا ہے ملک کے مُلک ڈھا دیے گئے ہیں۔ بابا خان کی بوڑھی زندگی میں اگر یہ تصوّر موجود ہے تو کوئی حیرت کی بات نہیں ہے۔"

"لیکن اب وہ کیا کرے؟ ساری رات منصوبہ بندیاں کرتے گزر گئی تھی۔

جاری ہے

اس دلچسپ داستان کے بقیہ واقعات چوتھے (آخری) حصہ میں ملاحظہ فرمائیں